

# فہرست مطالب مستدرجہ کتاب مخزن پنجاب

تقسیم	احوال مستدرجہ	تقسیم	احوال مستدرجہ	تقسیم	احوال مستدرجہ
تقسیم	مقیہ خواجہ قطب الدین	تقسیم	ریاست سمرقند و صابلیان	تقسیم	حدیثی غلام
تقسیم	مخبرہ کاکلی اوشی	تقسیم	وزیر النسا بیگم	تقسیم	تقسیم جسٹس کتاب
تقسیم	مقیہ خواجہ نظام الدین علی	تقسیم	ریاست جارج طامس	تقسیم	پنجاب کے مکالمات
تقسیم	مقیہ روشن چیلش دہلی	تقسیم	ریاست ابو بارو	تقسیم	چمکا تک کو حال ہیں
تقسیم	مقیہ ہمایون شاہ	تقسیم	ریاست دو جانہ	تقسیم	جید یون اور ریڈون کو ہیں
تقسیم	قصیدہ مہر وئی	تقسیم	ریاست پائو دہی	تقسیم	دریا مہر وئی
تقسیم	علی پور	تقسیم	ریاست دادری	تقسیم	فیروز شاہ کی نثر
تقسیم	بیم گڑھ	تقسیم	ریاست طامس	تقسیم	علی مردان خان کی نثر
تقسیم	فرید آباد	تقسیم	ریاست پٹیاں	تقسیم	نہر و آب
تقسیم	غازی الدین گٹر	تقسیم	ریاست جہاں	تقسیم	مہر وئی
تقسیم	سومبہ	تقسیم	ریاست جنید	تقسیم	قارہ چنگ
تقسیم	نوح	تقسیم	ریاست فریڈ کوٹ	تقسیم	دریا سے مالکشا
تقسیم	ناوڑہ	تقسیم	ریاست مہر وئی	تقسیم	دریا سے مہر وئی
تقسیم	گورگانو	تقسیم	مستخرج پارک شہر وں قصیدہ	تقسیم	دریا سے لکھن
تقسیم	ضلع گورگانو	تقسیم	وقائع و قدیمی سکانون	تقسیم	سبائی ند
تقسیم	بہادر گڑھ	تقسیم	دیر شمش گاہوں کو ذکیرین	تقسیم	گوربان کی جیل
تقسیم	فرخنگہ	تقسیم	شہر دہلی	تقسیم	کوہ کی جیل
تقسیم	نخست گڑھ	تقسیم	ضلع دہلی	تقسیم	کھنڈ گڑھ کی جیل
تقسیم	فیروز پور	تقسیم	لال قلعہ	تقسیم	کرت پور کی جیل
تقسیم	لوہارو	تقسیم	جامع مسجد	تقسیم	سنتیچ پارک و رقبہ و مہر وئی
تقسیم	بادشاہ پور	تقسیم	فیروز شاہ کا گڑھ	تقسیم	قسمت و ضلع و مہر وئی
تقسیم	پانی	تقسیم	قطب شاہ کا مینار	تقسیم	کے میان ہیں
تقسیم	پروانسا	تقسیم	لال ڈی	تقسیم	سنتیچ پارک و حکام کو ذکیرین
تقسیم	پول	تقسیم	مسجد روشن الدولہ	تقسیم	محمود غزنوی وغیرہ بادشاہ
تقسیم	سنگا	تقسیم	کافی مسجد	تقسیم	ریاست محمد وادری و بادشاہ
تقسیم	خان یوگھاٹ	تقسیم	گرجا گھر دہلی	تقسیم	ریاست فرخنگہ

Checked  
1987

CHEC



صفحہ	احوال مندرجہ	تفصیل صفحہ	احوال مندرجہ	تفصیل صفحہ	صفحہ
۴۷	شہر ایمان پور	۵۷	نیروز شہانہ کی لاٹ	۶۹	شہر انبالہ
۴۸	مسکیری	۵۸	مسجد سیرون دہلی درخان	۷۰	ضلع انبالہ
۴۹	بیلواری	۵۹	گوپیری محل	۷۱	بیتا
۵۰	جہاڑ	۶۰	مقبرہ محمد اسماعیل	۷۲	بیلواری
۵۱	دادری	۶۱	گر جاکھر	۷۳	سہسوان
۵۲	دوجانہ	۶۲	شہر پانی	۷۴	چاہڑ
۵۳	دودھ	۶۳	حال قطب صاحب	۷۵	چچرونی
۵۴	جارج گڑھ	۶۴	خانقاہ شیخ نعمت الدینی	۷۶	داؤد پور
۵۵	گوبانہ	۶۵	شہر جوبانی	۷۷	دہتا
۵۶	رہتک	۶۶	قصبہ توٹام	۷۸	دودی
۵۷	اندری	۶۷	قصبہ گروہ	۷۹	دوراہہ سری
۵۸	مگودہ	۶۸	قصبہ فتح آباد	۸۰	بسی
۵۹	جاٹ	۶۹	قصبہ رتیہ	۸۱	بسیان
۶۰	جھجر کا علاقہ	۷۰	قصبہ ٹوبانہ	۸۲	گورکھناٹھ
۶۱	شہر جھجر	۷۱	قصبہ بروالہ	۸۳	گوگاپور
۶۲	غظیم آباد	۷۲	سرسہ	۸۴	جیند
۶۳	کادسہ	۷۳	قلعہ کھنیر	۸۵	جلپیر
۶۴	کانوند	۷۴	پانی پت	۸۶	کھڑک
۶۵	موتیم	۷۵	ضلع پانی پت یا کرنال	۸۷	کھوہیل
۶۶	تارنولی	۷۶	شہر کرنال	۸۸	کھرک
۶۷	پٹوہی	۷۷	شہر گنج پورہ	۸۹	جگادھری
۶۸	دوبہ	۷۸	پروختہ	۹۰	کری
۶۹	علاقہ قیریاہ	۷۹	کھروندہ	۹۱	کلور
۷۰	شہر حصار	۸۰	کنور	۹۲	روپڑ
۷۱	چیل حافظ کامکان	۸۱	اسرانا	۹۳	سفیدین
۷۲	مقبرہ شاہ جیند	۸۲	کپرونی	۹۴	نزدوری
۷۳	حارم مسجد	۸۳	شہر کٹہہ یا شام کوٹ	۹۵	کیتھل
			سین پت	۹۶	لاڈوہ
			سنالکا		

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ
۷۴	لیلو کھٹری	۶۵	بھندری	۹۱	مدی	۷۵
۷۵	مونگ	۸۶	بلاس پور	۹۲	قصبہ محدث	۷۶
۷۶	مانا	۸۷	چکور	۹۳	موضع کھڑی	۷۷
۷۷	ٹلی پور	۸۸	غیر در شاہ	۹۴	موضع پنجہ	۷۸
۷۸	منی مرزہ	۸۹	کھوس پور	۹۵	موضع بہتی والد	۷۹
۷۹	منار پوری	۹۰	حکراون	۹۶	کھویا بیہ	۸۰
۸۰	ناراین گڑھ	۹۱	کھٹا	۹۷	گجی گی	۸۱
۸۱	ناپہ	۹۲	کوٹ کپرا	۹۸	موضع امیر	۸۲
۸۲	تونی والد	۹۳	سرای لشکری خان	۹۹	موضع خیرتی	۸۳
۸۳	پٹاری	۹۴	باجھی داڑھ	۱۰۰	موضع مکھی	۸۴
۸۴	پیورا	۹۵	مہانی	۱۰۱	الغوی	۸۵
۸۵	پھل	۹۶	مالیر کوٹلہ	۱۰۲	کتر	۸۶
۸۶	چور	۹۷	ملود	۱۰۳	موضع بہانی کوٹ	۸۷
۸۷	پیشالہ	۹۸	مصطفی آباد	۱۰۴	موضع گورہ پھاسی	۸۸
۸۸	راجلی	۹۹	رای کوٹ	۱۰۵	موضع جھنڈہ	۸۹
۸۹	شاہ آباد	۱۰۰	راج پور	۱۰۶	موضع دودھ	۹۰
۹۰	شاہ پور	۱۰۱	سید ہام یاسدیان	۱۰۷	موضع کانونی	۹۱
۹۱	سدھورا	۱۰۲	سنگہ پوری	۱۰۸	موضع مکھن	۹۲
۹۲	شہر سرہند	۱۰۳	سجھراؤن	۱۰۹	موضع گھی	۹۳
۹۳	علاقہ سرہند	۱۰۴	صد خان کا کوٹ	۱۱۰	نیر خان والد	۹۴
۹۴	سلطان خان والد	۱۰۵	تمھارا	۱۱۱	تقسیم	۹۵
۹۵	سنگور	۱۰۶	وٹی پور	۱۱۲	سٹیج پار سے جہانک کو	۹۶
۹۶	سنتا	۱۰۷	اٹلی پور	۱۱۳	کوہستانی ملک اور وہان کو	۹۷
۹۷	تھانیسسر	۱۰۸	شہر فیروز پور	۱۱۴	شہر وں دریا ستون و قلعوں	۹۸
۹۸	شہر لودھیانہ	۱۰۹	ضلع فیروز پور	۱۱۵	وگھایٹون وغیرہ کی بیان	۹۹
۹۹	ضلع لودھیانہ	۱۱۰	دھرم کوٹ	۱۱۶	کوہ شملہ	۱۰۰
۱۰۰	علی وال	۱۱۱	درید کوٹ	۱۱۷	کوہ کبونی	۱۰۱
		۱۱۲	اند گڑھ	۱۱۸	کوہ میاٹو	۱۰۲
		۱۱۳	کشن پور	۱۱۹		

صفحہ	احوال	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ
۱۰۲	تھپورک	۱۱۶	چنبہ گدہ	۱۲۳	سر دیوتا	۱۰۳
"	کوٹھکائی	"	چجوری	"	ریاست بسم	"
۱۰۴	ریاست گھلور	"	تلمہ مالون	۱۲۴	علاقہ کنار	"
۱۰۶	ماکھووال	۱۱۷	نانا لکڑہ	۱۲۵	ہوکپورہ	"
"	پنیا دیوی	"	پنجال یا بنگلہ	۱۲۸	مٹکی	"
"	رتن گدہ	"	پلاسی	"	کاغھ	"
"	کپورتھل	"	سامی گدہ	۱۲۹	درہ کیپورہ	"
۱۰۷	کپورتھل	"	سورج گدہ	"	درہ کیپورہ بنگ	"
۱۰۸	کوہ صاحبو	"	تارا گدہ	"	درہ کیپورہ کوچی	"
"	جیکو	۱۱۷	ریاست کینار	"	کھاپ یا چھاپ	"
"	کرول	۱۱۸	سیری	"	کھال	"
"	مانڈ	"	ریاست بیجا	"	دہہ گپا	"
"	میل	"	ریاست کمارین	"	ہنگ رنگ	"
۱۰۸	پچال	۱۱۹	مانڈونی	"	کنکادہ	"
"	پچور	"	ناگ کٹھار	"	کوٹی	"
"	ارکنا	"	ریاست کوٹ گدہ بارہ	"	کوار یا پوجانی	"
"	اوترک	"	ٹھکرائی	"	کتو	"
۱۱۰	ریاست مظہر	"	ریاست کوٹھار	"	قلعہ کشین	"
۱۱۲	چور	۱۲۱	ریاست کوٹھی	"	قلعہ کشین	"
۱۱۳	کاکڑہ	"	ریاست گوند	"	قلعہ لبرنگ	"
"	جینیک	"	ریاست منگل	"	لیو	"
"	کولہوان	"	ریاست رائین	"	پپی	"
۱۱۳	کپار دہ	"	رنگ	"	لونیامہ	"
"	نمن	۱۲۲	ریاست بگھاٹ	"	میرد	"
"	راج گدہ	۱۲۳	ریاست بھگل	"	موتھی قلعہ	"
۱۱۵	سامپن	"	قلعہ رکی	"	مڑنگ	"
"	ٹھنڈ دھونی	"	قلعہ ہری پور	"	قلعہ مست گدہ	"
"	ریاست ہندوستان	"	مونی	"	نکو	"

صفحہ	احوال سندھ	تفصیل صفحہ	احوال سندھ	تفصیل صفحہ	احوال سندھ	صفحہ
۱۳۳	درہ ناگدوں	۱۳۹	سنگلا	۱۴۴	کاشنگ	۱۴۴
۱۳۴	نگلیا	۱۴۱	سنگنم	۱۴۵	دریا و تغاغر	۱۴۵
۱۳۵	نوان گڑھ بانوان کھٹ	۱۴۲	قلعہ مکمل	۱۴۶	ریاست بسین	۱۴۶
۱۳۶	مرال کاندھا	۱۴۳	متکرمو	۱۴۷	ٹانگنی	۱۴۷
۱۳۷	نیرنگ	۱۴۴	درہ تنگ رنگ	۱۴۸	سرگل	۱۴۸
۱۳۸	سنگ	۱۴۵	کوہ وارنو	۱۴۹	شالی	۱۴۹
۱۳۹	اورجا	۱۴۶	مان رنگ درہ	۱۵۰	ریاست دہامی	۱۵۰
۱۴۰	درہ پٹنگ	۱۴۷	لومہر	۱۵۱	بجی ریاست	۱۵۱
۱۴۱	پواری	۱۴۸	ٹانگنو	۱۵۲	ریاست دہورکاٹی	۱۵۲
۱۴۲	پٹنی	۱۴۹	درہ پڑنگ	۱۵۳	دریا بے ٹوس	۱۵۳
۱۴۳	پڑنیل	۱۵۰	کوہ جموتری	۱۵۴	دریا و ستیج سے مغربی کنارہ دوسرے	۱۵۴
۱۴۴	قلعہ رائیں گڑھ	۱۵۱	کوہ لاهول	۱۵۵	سے لیکر دریائے سندھ	۱۵۵
۱۴۵	ریاست سمر	۱۵۲	دریا و جلال	۱۵۶	تنگ قیدی پنجاب کو مال میں	۱۵۶
۱۴۶	کوہ رلدنگ	۱۵۳	کھنڈا و جھیل	۱۵۷	پنجاب کے حدود و آب و ہوا	۱۵۷
۱۴۷	رام پور	۱۵۴	دریا و پاسپہ	۱۵۸	تقدیر و رقبہ وغیرہ ضروری	۱۵۸
۱۴۸	رچی	۱۵۵	پور	۱۵۹	حالات میں	۱۵۹
۱۴۹	درہ روتنگ	۱۵۶	سپہو	۱۶۰	پنجاب کے قسمت و ضلع	۱۶۰
۱۵۰	سیرپن	۱۵۷	سپتی	۱۶۱	ورقبہ قلمی و محکمہ مدارس	۱۶۱
۱۵۱	شمال درہ	۱۵۸	دریا و تڈنگ	۱۶۲	دریل گاڑی و تابکاری وغیرہ میں	۱۶۲
۱۵۲	شیشی	۱۵۹	اوپننگ	۱۶۳	محکمہ مدارس	۱۶۳
۱۵۳	مٹیل	۱۶۰	یولا	۱۶۴	محکمہ پوسٹ	۱۶۴
۱۵۴	درہ مشہار	۱۶۱	یولا ٹنگ	۱۶۵	محکمہ ٹیل و سٹرک اینڈ	۱۶۵
۱۵۵	مٹیلی	۱۶۲	اشن	۱۶۶	۱۵۸ بیرنی کوڈ کٹر میں	۱۶۶
۱۵۶	سنگا درہ	۱۶۳	وانگر	۱۶۷	پنجاب کو ریڈیو و ٹرون	۱۶۷
۱۵۷	سونگ	۱۶۴	پیور	۱۶۸	ونڈیون کوڈ کٹر میں	۱۶۸
۱۵۸	سنگلا	۱۶۵	شالوی	۱۶۹	دریا و ستیج	۱۶۹
۱۵۹	سندھ درہ	۱۶۶	لیستی	۱۷۰	دریا و بیاس	۱۷۰

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ
۱۶۶	نہر تبتین	۱۶۶	پنجاب کو فصیون و شہرین	۱۶۶	حاجی پور	۱۶۶
۱۶۸	دریای راوی	۱۶۸	و تعمیرات و قدیم و جدید بنا	۱۶۸	ٹاہوان	۱۶۸
۱۶۸	شاہ نرائنگ نیری	۱۶۸	و قلعہ جات کو ذکر میں	۱۶۸	کمر تار پور	۱۶۸
۱۶۹	نہر کرن	۱۶۹	شہر جالندھر	۱۶۹	علا و لہور	۱۶۹
۱۷۰	نہر منہلی	۱۷۰	فاور	۱۷۰	بجواڑہ	۱۷۰
۱۷۱	دریای چناب	۱۷۱	نوان شہر	۱۷۱	راہون	۱۷۱
۱۷۱	دریای پونچھ	۱۷۱	کنگودر	۱۷۱	بلون	۱۷۱
۱۷۲	نالہ ٹوبک	۱۷۲	کپتو تھل	۱۷۲	گرہہ شنکر	۱۷۲
۱۷۲	نالہ آک	۱۷۲	ذکر ریاست کپورتھل	۱۷۲	ویرہ وال	۱۷۲
۱۷۳	نالہ گوندل	۱۷۳	پھلو گڑہ	۱۷۳	ہری کی	۱۷۳
۱۷۳	نالہ رنگ پور	۱۷۳	بادی آباد	۱۷۳	شہر امرتسر	۱۷۳
۱۷۴	نالہ توی	۱۷۴	سراٹے نور محل	۱۷۴	تنج مارن	۱۷۴
۱۷۴	نالہ کھوت	۱۷۴	آدم پور	۱۷۴	کوٹلہ	۱۷۴
۱۷۴	نالہ لکھو	۱۷۴	شاہ کوٹ	۱۷۴	کھنڈ دھر	۱۷۴
۱۷۴	نالہ منڈن راہ	۱۷۴	بلیان	۱۷۴	سرای نورنگ آباد	۱۷۴
۱۷۴	نالہ ٹاگ	۱۷۴	ادھی	۱۷۴	اجنالہ	۱۷۴
۱۷۴	نالہ سکھین	۱۷۴	گوندالہ	۱۷۴	سوڑیان	۱۷۴
۱۷۴	نالہ نکابن والہ	۱۷۴	یوہیان	۱۷۴	گلگر	۱۷۴
۱۷۴	دریای جیلم	۱۷۴	قصہ سلطان پور	۱۷۴	ٹاری	۱۷۴
۱۷۴	دریای سندھ	۱۷۴	مشین پور	۱۷۴	راجہ سہاسی	۱۷۴
۱۷۴	پنجاب کے پانچوں نواں	۱۷۴	تلونڈی راہ سلطان	۱۷۴	مجیٹھ	۱۷۴
۱۷۴	کریان میں	۱۷۴	ہوشیار پور	۱۷۴	جند بیلہ گوردکا	۱۷۴
۱۷۴	دو آبہ سبت جالندھر	۱۷۴	قصبہ اوناو	۱۷۴	گورد پورہ جالندھر	۱۷۴
۱۷۴	دو آبہ باری	۱۷۴	ٹاڑہ	۱۷۴	ٹالہ	۱۷۴
۱۷۴	دو آب چناب	۱۷۴	یکھی پور	۱۷۴	کلا نور	۱۷۴
۱۷۴	دو آبہ پنج	۱۷۴	دیسوہ	۱۷۴	دینا نگر	۱۷۴
۱۷۴	دو آبہ سندھ	۱۷۴	لکیریان	۱۷۴	بہرام پور	۱۷۴
۱۷۴		۱۷۴	ٹوڑہ	۱۷۴	پٹھان کوٹ	۱۷۴

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	صفحہ
۲۰۹	شاہ پور	تقسیم ۵	۲۲۷	خط پور	تقسیم ۵	۲۲۰	حویلی	تقسیم ۵	۲۲۰
۲۱۰	سبحان پور	تقسیم ۵	۲۲۸	بہسین	تقسیم ۵	۲۲۱	شہر ملتان	تقسیم ۵	۲۲۱
۲۱۱	گکانودان	تقسیم ۵	۲۲۹	منہسالہ	تقسیم ۵	۲۲۲	شجاع آباد	تقسیم ۵	۲۲۲
۲۱۲	ہرگوبند پورہ	تقسیم ۵	۲۳۰	شہر قصور	تقسیم ۵	۲۲۳	تلینبہ	تقسیم ۵	۲۲۳
۲۱۳	فتح آباد	تقسیم ۵	۲۳۱	قصبہ پیٹ	تقسیم ۵	۲۲۴	رام چوترہ	تقسیم ۵	۲۲۴
۲۱۴	ڈیرہ ٹانک	تقسیم ۵	۲۳۲	نوشہرہ	تقسیم ۵	۲۲۵	کوٹ کمالیہ	تقسیم ۵	۲۲۵
۲۱۵	سکرگڑہ	تقسیم ۵	۲۳۳	قصبہ سورنگہ	تقسیم ۵	۲۲۶	سیدوالہ	تقسیم ۵	۲۲۶
۲۱۶	شہر لاہور	تقسیم ۵	۲۳۴	سجمرہ	تقسیم ۵	۲۲۷	ساندل بار	تقسیم ۵	۲۲۷
۲۱۷	سراسر محمد سلطان	تقسیم ۵	۲۳۵	الکون	تقسیم ۵	۲۲۸	فرید آباد	تقسیم ۵	۲۲۸
۲۱۸	سراسر دیوان رتن چند	تقسیم ۵	۲۳۶	ولٹوہہ	تقسیم ۵	۲۲۹	جھنگ سیال	تقسیم ۵	۲۲۹
۲۱۹	قلعہ لاہور	تقسیم ۵	۲۳۷	اکھیم کرن	تقسیم ۵	۲۳۰	بکھانا	تقسیم ۵	۲۳۰
۲۲۰	شالامار باغ	تقسیم ۵	۲۳۸	تعلقہ ماہنجہ	تقسیم ۵	۲۳۱	چنیوٹ	تقسیم ۵	۲۳۱
۲۲۱	مقبرہ شاہ جانیگر	تقسیم ۵	۲۳۹	قصبہ چنیان	تقسیم ۵	۲۳۲	انجیر	تقسیم ۵	۲۳۲
۲۲۲	سراسر شاہ جانی	تقسیم ۵	۲۴۰	قصبہ کھڈیان	تقسیم ۵	۲۳۳	شور کوٹ	تقسیم ۵	۲۳۳
۲۲۳	مقبرہ آصف شاہ	تقسیم ۵	۲۴۱	موکل	تقسیم ۵	۲۳۴	کھائی میرٹھادی کی	تقسیم ۵	۲۳۴
۲۲۴	مقبرہ نور جہان سنگھ	تقسیم ۵	۲۴۲	کنکن پور	تقسیم ۵	۲۳۵	پنڈی شیخ موسیٰ	تقسیم ۵	۲۳۵
۲۲۵	لٹٹ گورنمنٹ ہائی اسکول	تقسیم ۵	۲۴۳	بھڑوال	تقسیم ۵	۲۳۶	قادر پور	تقسیم ۵	۲۳۶
۲۲۶	صدر کھری ضلع لاہور	تقسیم ۵	۲۴۴	سیان کی بھائی پھیرو	تقسیم ۵	۲۳۷	پنڈی بھٹیان	تقسیم ۵	۲۳۷
۲۲۷	میو ہسپتال	تقسیم ۵	۲۴۵	سنگری	تقسیم ۵	۲۳۸	جلاپور بھٹیان	تقسیم ۵	۲۳۸
۲۲۸	نیو کالج	تقسیم ۵	۲۴۶	پاک پٹن	تقسیم ۵	۲۳۹	یک کی کھائی	تقسیم ۵	۲۳۹
۲۲۹	سینٹ ہال	تقسیم ۵	۲۴۷	سیال پور	تقسیم ۵	۲۴۰	سیالکوٹ	تقسیم ۵	۲۴۰
۲۳۰	ریل کاپراؤ	تقسیم ۵	۲۴۸	شیرگڑہ	تقسیم ۵	۲۴۱	قصبہ چٹرا	تقسیم ۵	۲۴۱
۲۳۱	سادہ ہمارا بریج سنگھ	تقسیم ۵	۲۴۹	حجہ شاہ محمد تقیم محکم الدین	تقسیم ۵	۲۴۲	گوٹل	تقسیم ۵	۲۴۲
۲۳۲	موضع قزنگ	تقسیم ۵	۲۵۰	چوچک	تقسیم ۵	۲۴۳	کوٹلی لوہارن	تقسیم ۵	۲۴۳
۲۳۳	موضع اچھرا	تقسیم ۵	۲۵۱	پیچہ وطنی	تقسیم ۵	۲۴۴	طفروال	تقسیم ۵	۲۴۴
۲۳۴	کانہ	تقسیم ۵	۲۵۲	فتح پور	تقسیم ۵	۲۴۵	سنگمرہ	تقسیم ۵	۲۴۵
۲۳۵	نیاز بیک	تقسیم ۵	۲۵۳	مڑیہ	تقسیم ۵	۲۴۶	چوہارہ	تقسیم ۵	۲۴۶
						۲۴۷	چونڈہ	تقسیم ۵	۲۴۷



صفحہ	احوال مسدودہ	تقسیم صفحہ	احوال مسدودہ	تقسیم صفحہ	احوال مسدودہ	صفحہ
۲۶۰	پسرور	تقسیم ۲۶۳	موضع گوندلان والہ	تقسیم ۲۸۷	حافظ آباد	۲۸۷
۲۶۱	قلعہ سوہجامنگہ	۲۶۴	کڑیاں	۲۹۰	مشین پورہ	۲۹۰
۲۶۱	کھال والہ	۲۶۵	فیروز والہ	۲۹۱	قصبہ پٹی جھنیاں	۲۹۱
۲۶۲	ٹوٹا کھان	۲۶۶	ابدال	۲۹۲	جلال پور جھنیاں	۲۹۲
۲۶۲	سکوت ڈسکہ	۲۶۷	سنت پورہ	۲۹۳	جندیا لہ شیرخان	۲۹۳
۲۶۲	سہمہ پال	۲۶۸	موضع واروپ	۲۹۴	دننگلی	۲۹۴
۲۶۳	جاکلی	۲۶۹	بوتالہ	۲۹۵	خانقاہ ڈوگران	۲۹۵
۲۶۳	وڈالہ	۲۷۰	منڈیالہ	۲۹۶	موضع چوٹہ کمانہ	۲۹۶
۲۶۳	جودلہ	۲۷۱	پنپاکھ	۲۹۷	موضع چھٹیر	۲۹۷
۲۶۳	موضع فتح علی	۲۷۲	ڈوگر والہ	۲۹۸	کولوتار پور	۲۹۸
۲۶۳	پٹیالہ	۲۷۳	لکھنوالہ	۲۹۹	اجنیاں والہ	۲۹۹
۲۶۳	کوٹ پٹہ پراس	۲۷۴	مان	۳۰۰	موضع بھکی	۳۰۰
۲۶۳	لمیان	۲۷۵	کھوکھر	۳۰۱	چک بھٹی	۳۰۱
۲۶۳	باسو	۲۷۶	چاہل	۳۰۲	موضع اسرور المون میان	۳۰۲
۲۶۳	شہر قپور	۲۷۷	بھٹری شاہ رحمان	۳۰۳	جلال پور کمانہ	۳۰۳
۲۶۳	شاہ پورہ	۲۷۸	وزیر آباد	۳۰۴	بدولی	۳۰۴
۲۶۳	شہر گوجرانوالہ	۲۷۹	رسول نگر عرف رام نگر	۳۰۵	میر وال	۳۰۵
۲۶۳	قصبہ امین آباد	۲۸۰	علی پور عرف اکال گڑھ	۳۰۶	تار وال	۳۰۶
۲۶۳	قلعہ دیدار سنگھ	۲۸۱	قصبہ سودہ پورہ	۳۰۷	ہلو وال	۳۰۷
۲۶۳	موضع سنگھ دھان سنگھ	۲۸۲	موضع لکڑ	۳۰۸	ہاسی	۳۰۸
۲۶۳	گونا غور	۲۸۳	منچر	۳۰۹	میان	۳۰۹
۲۶۳	پیل شاہ دولہ	۲۸۴	احمد نگر	۳۱۰	چک قاضیان	۳۱۰
۲۶۳	موضع کامون کی	۲۸۵	نظام آباد	۳۱۱	جسرہ	۳۱۱
۲۶۳	موضع نوشہرہ	۲۸۶	موضع دھونگل	۳۱۲	کھٹہ	۳۱۲
۲۶۳	موضع کوٹ بہاؤداس	۲۸۷	بدولی	۳۱۳	پسرور	۳۱۳
۲۶۳	جھلن	۲۸۸	سیدنگر	۳۱۴	سیرانت	۳۱۴
۲۶۳	جھپہ سندھوان	۲۸۹	سکول ملہ پیران	۳۱۵	اکھنور	۳۱۵
۲۶۳	قلعہ میان سنگھ	۲۹۰				
۲۶۳	موضع مرالی والہ	۲۹۱				

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۳۱	دسہول	۳۱۱	بال ناتھہ جو کی کاٹیلہ	۳۱۱	نقشہ	۳۱۱	نقشہ
۳۲	میرپور	۳۱۲	کٹاس	۳۱۲	کٹاس	۳۱۲	کٹاس
۳۳	دولت نگر	۳۱۳	پنڈو دادن خان	۳۱۳	پنڈو دادن خان	۳۱۳	پنڈو دادن خان
۳۴	گجرات	۳۱۴	کوہ نمک	۳۱۴	کوہ نمک	۳۱۴	کوہ نمک
۳۵	جلال پور	۳۱۵	دہنی چکوال	۳۱۵	دہنی چکوال	۳۱۵	دہنی چکوال
۳۶	کچھوا	۳۱۶	تلہ گنگ	۳۱۶	تلہ گنگ	۳۱۶	تلہ گنگ
۳۷	کھووال	۳۱۷	خوشاب	۳۱۷	خوشاب	۳۱۷	خوشاب
۳۸	قلعہ دار	۳۱۸	سٹھہ ٹوٹہ	۳۱۸	سٹھہ ٹوٹہ	۳۱۸	سٹھہ ٹوٹہ
۳۹	شادی وال	۳۱۹	سارنگ کوٹ	۳۱۹	سارنگ کوٹ	۳۱۹	سارنگ کوٹ
۴۰	کھنڈ وال	۳۲۰	منگیرا	۳۲۰	منگیرا	۳۲۰	منگیرا
۴۱	ٹنگہ	۳۲۱	قلعہ دولا	۳۲۱	قلعہ دولا	۳۲۱	قلعہ دولا
۴۲	کوہار	۳۲۲	کار کو والہ	۳۲۲	کار کو والہ	۳۲۲	کار کو والہ
۴۳	گلیانہ	۳۲۳	کالی سراے	۳۲۳	کالی سراے	۳۲۳	کالی سراے
۴۴	ٹانگٹ	۳۲۴	دریاے کالی	۳۲۴	دریاے کالی	۳۲۴	دریاے کالی
۴۵	قادر آباد	۳۲۵	جویا	۳۲۵	جویا	۳۲۵	جویا
۴۶	ہیلان	۳۲۶	میان	۳۲۶	میان	۳۲۶	میان
۴۷	چوکا لیان	۳۲۷	علاقہ کروٹ	۳۲۷	علاقہ کروٹ	۳۲۷	علاقہ کروٹ
۴۸	ہریا	۳۲۸	علاقہ لکیان	۳۲۸	علاقہ لکیان	۳۲۸	علاقہ لکیان
۴۹	چیلیان	۳۲۹	علاقہ لالیان	۳۲۹	علاقہ لالیان	۳۲۹	علاقہ لالیان
۵۰	کارمل	۳۳۰	علاقہ بکوال	۳۳۰	علاقہ بکوال	۳۳۰	علاقہ بکوال
۵۱	شاہ پور	۳۳۱	علاقہ ہننگ	۳۳۱	علاقہ ہننگ	۳۳۱	علاقہ ہننگ
۵۲	کانو وال	۳۳۲	علاقہ مروکہ	۳۳۲	علاقہ مروکہ	۳۳۲	علاقہ مروکہ
۵۳	بہرہ	۳۳۳	راول پنڈی	۳۳۳	راول پنڈی	۳۳۳	راول پنڈی
۵۴	دودی گھاٹ	۳۳۴	حسن ابدال	۳۳۴	حسن ابدال	۳۳۴	حسن ابدال
۵۵	ساہی وال	۳۳۵	پنڈی کھیب	۳۳۵	پنڈی کھیب	۳۳۵	پنڈی کھیب
۵۶	جھلم	۳۳۶	قلعہ ٹنگ و موضع ٹنگ	۳۳۶	قلعہ ٹنگ و موضع ٹنگ	۳۳۶	قلعہ ٹنگ و موضع ٹنگ
۵۷	رہنٹاس	۳۳۷	نور پور	۳۳۷	نور پور	۳۳۷	نور پور
۵۸		۳۳۸	سید نور پور	۳۳۸	سید نور پور	۳۳۸	سید نور پور
۵۹		۳۳۹		۳۳۹		۳۳۹	
۶۰		۳۴۰		۳۴۰		۳۴۰	
۶۱		۳۴۱		۳۴۱		۳۴۱	
۶۲		۳۴۲		۳۴۲		۳۴۲	
۶۳		۳۴۳		۳۴۳		۳۴۳	
۶۴		۳۴۴		۳۴۴		۳۴۴	
۶۵		۳۴۵		۳۴۵		۳۴۵	
۶۶		۳۴۶		۳۴۶		۳۴۶	
۶۷		۳۴۷		۳۴۷		۳۴۷	
۶۸		۳۴۸		۳۴۸		۳۴۸	
۶۹		۳۴۹		۳۴۹		۳۴۹	
۷۰		۳۵۰		۳۵۰		۳۵۰	
۷۱		۳۵۱		۳۵۱		۳۵۱	
۷۲		۳۵۲		۳۵۲		۳۵۲	
۷۳		۳۵۳		۳۵۳		۳۵۳	
۷۴		۳۵۴		۳۵۴		۳۵۴	
۷۵		۳۵۵		۳۵۵		۳۵۵	
۷۶		۳۵۶		۳۵۶		۳۵۶	
۷۷		۳۵۷		۳۵۷		۳۵۷	
۷۸		۳۵۸		۳۵۸		۳۵۸	
۷۹		۳۵۹		۳۵۹		۳۵۹	
۸۰		۳۶۰		۳۶۰		۳۶۰	

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۳۲۵	رنگ پور	۳۲۹	دیر فتح خان	۳۵۹	کھور اترب
۳۲۶	دیر پربت	۳۳۰	گوراک	۳۶۰	ہشت تکر
۳۲۷	دقتیوئے بیان میں	۳۳۱	کاہری	۳۶۱	جمرو
۳۲۸	شہر دیر غازی خان	۳۳۲	لونی	۳۶۲	متونی
۳۲۹	شہر و اجل	۳۳۳	ماجدہ	۳۶۳	شہباز گٹھی
۳۳۰	شہر جام پور	۳۳۴	میری	۳۶۴	شب قدر
۳۳۱	قصبہ زج پور	۳۳۵	مچن خیل	۳۶۵	نوشہرہ
۳۳۲	کوٹ سٹھن	۳۳۶	عمر خیل	۳۶۶	کوہاٹ
۳۳۳	قصبہ وچان	۳۳۷	راجہ بل	۳۶۷	دامان کوہ و دیوانہ
۳۳۴	نگاہ	۳۳۸	خضر خیل	۳۶۸	نہون اور سرحدی ہمارے
۳۳۵	موضع کوسہ	۳۳۹	ہنگو	۳۶۹	بیان میں
۳۳۶	دائرہ دین پناہ	۳۴۰	ضلع نہون	۳۷۰	دریائی کابل یا جوئے شیر
۳۳۷	حاجی پور	۳۴۱	شہر ایپ گڑھ یا نہون	۳۷۱	کوہ چلہ
۳۳۸	سیت پور	۳۴۲	قلعہ دیپ گڑھ	۳۷۲	کوہ ہخیر
۳۳۹	بستی پناہ علی	۳۴۳	لکی	۳۷۳	کوہ سو اٹھ
۳۴۰	نور پور	۳۴۴	دری پلارہ	۳۷۴	ذکر پید الغفور بخون ہوا
۳۴۱	سنار	۳۴۵	طوطہ زری	۳۷۵	کوہ ازگاہ بزنک
۳۴۲	پہوال	۳۴۶	عمر خان خیل	۳۷۶	باجوٹ
۳۴۳	پتھانی	۳۴۷	موسیٰ خیل	۳۷۷	علاقہ وھمنہ
۳۴۴	کوٹ	۳۴۸	نار	۳۷۸	کوٹ نر
۳۴۵	نوشہرہ	۳۴۹	بازار احمد خان	۳۷۹	درہ خنبر
۳۴۶	دیرہ اسماعیل خان	۳۵۰	کال بل	۳۸۰	لٹنی خانان
۳۴۷	کلاپنی و تحصیل کلاپنی	۳۵۱	بلالین	۳۸۱	کوٹ کلی
۳۴۸	بلوٹ	۳۵۲	نگر	۳۸۲	کوہ سفید
۳۴۹	بھاٹ پور	۳۵۳	پشاور	۳۸۳	تنگنار
۳۵۰	گڈھی خسو	۳۵۴	اکوٹا	۳۸۴	تیراہ
۳۵۱	طیانک	۳۵۵	قلعہ فتح گڑھ	۳۸۵	علاقہ کوہ کرم
۳۵۲	چودسوان	۳۵۶	فتح گڑھ	۳۸۶	رود کرم
				۳۸۷	کوہ سلیمان

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۳۵	دریا کے توچی یا گمبیلہ	۳۵۹	ایچ سید دنگا	۳۵۵	قصبہ کیرت
۳۶	گلیری	۳۶۰	پکا پھوٹا	۳۵۶	مانشہرہ
۳۷	دریا کے گل	۳۶۱	راجن پور	۳۵۷	گڈ ہی حبیب اللہ
۳۸	کوہ غونڈ	۳۶۲	ساروہ	۳۵۸	بقیہ لشکر
۳۹	علاقہ خوش	۳۶۳	سپنزل کوٹ	۳۵۹	اگرور
۴۰	علاقہ وزیر	۳۶۴	کوہ شمالی اور اسکی علاقہ	۳۶۰	بالاکوٹ
۴۱	کوہ دوراندز	۳۶۵	بیان بین	۳۶۱	موضع شکباری
۴۲	کوہ شیرانی	۳۶۶	مزارہ کی ملک	۳۶۲	کاگان
۴۳	ملک کاگران	۳۶۷	ضلع ہزارہ	۳۶۳	بقیہ حال ضلع ہزارہ
۴۴	نالہ لہورا	۳۶۸	خانپور	۳۶۴	سکندر پورہ
۴۵	ساون	۳۶۹	مانگ راس	۳۶۵	گڈ ہی سدھی خان
۴۶	کوہ یارو	۳۷۰	سراے صالح	۳۶۶	نوشہرہ
۴۷	ریاست بھاو پور کے	۳۷۱	کوٹ نجیب اللہ	۳۶۷	درجہ
۴۸	علاقہ کے ذکر میں	۳۷۲	قصبہ درویش	۳۶۸	پکھلی
۴۹	خاص شہر بھاو پور	۳۷۳	شہر مہری پور	۳۶۹	کشمیر کے شہروں قصبوں
۵۰	ریاست بھاو پور	۳۷۴	ہرشن گڈ	۳۷۰	دریا وں قصبوں جھیلوں
۵۱	اتھل پور	۳۷۵	قصبہ کبرہ و علاقہ کبرہ	۳۷۱	وگانوں کے ذکر میں
۵۲	تاق سم کا	۳۷۶	ہملکنڈ	۳۷۲	تواریخ کشمیر
۵۳	خان بیلہ	۳۷۷	قصبہ نربیلہ	۳۷۳	شہر سری نگر
۵۴	خان گڈہ	۳۷۸	قصبہ کھلاٹ	۳۷۴	جھیل ڈل
۵۵	خان پور	۳۷۹	ایسٹ آباد چھاؤنی	۳۷۵	باغ شالامار
۵۶	خیر پور	۳۸۰	شروان	۳۷۶	قلعہ مہری پور
۵۷	ماروٹ	۳۸۱	قصبہ کچی	۳۷۷	تخت سلیمان
۵۸	میر گڈہ	۳۸۲	میر	۳۷۸	جامع مسجد
۵۹	موج گڈہ	۳۸۳	موضع نازہ	۳۷۹	دوسری مسجد
۶۰	مبارک پور	۳۸۴	دھمپور	۳۸۰	دلاور خان کا باغ
۶۱	نہرواٹہ	۳۸۵	رجو عیہ	۳۸۱	شیخ باغ
۶۲	ناموکی				
۶۳	نوشہرہ				

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۲۰۱	کارخانہ پشینہ	۲۰۱	غار آری راے	۲۰۱	آسک ناگ
۲۰۲	حمام	۲۰۲	گنگہ جٹن	۲۰۲	جوی بنکی
۲۰۳	چار پیار	۲۰۳	باکر سرہ سر	۲۰۳	دریا کی لمبہ دری یا لہر
۲۰۴	پان پور	۲۰۴	چنار پریاک	۲۰۴	دریا کے دیشو یا دشاؤ
۲۰۵	پیدائش زعفران	۲۰۵	سویک	۲۰۵	جوی رینی آرہ
۲۰۶	اچھہ دل	۲۰۶	موضع تختہ مولہ	۲۰۶	نالہ راستان
۲۰۷	برینگ پہاڑ	۲۰۷	چشمہ رنگین	۲۰۷	جوی نیل پوتہ
۲۰۸	پیر پخال	۲۰۸	عین الحقیقت	۲۰۸	جوی رامشی
۲۰۹	تندن سر	۲۰۹	کوہ پنج بستہ	۲۰۹	جوی نیل بالہ
۲۱۰	فتح پنجال	۲۱۰	ہلدر	۲۱۰	جوی آب سفید
۲۱۱	دیم	۲۱۱	اہرہ بل	۲۱۱	نالہ چونٹی کل
۲۱۲	رجوڑی	۲۱۲	پینا رنگین	۲۱۲	تار سر و مار سر
۲۱۳	بہمہ	۲۱۳	دودہ ناگ	۲۱۳	نالہ نیل بل
۲۱۴	سراے نوشہرہ	۲۱۴	بسمہ ناگ	۲۱۴	نہر شالامار دشتا بلخ
۲۱۵	پونچھ	۲۱۵	کیشد ناگ	۲۱۵	دودہ گنگا
۲۱۶	ہری پور	۲۱۶	ایلا پتر	۲۱۶	جوی آبیچ
۲۱۷	ہراوک	۲۱۷	سکھ ناگ	۲۱۷	دریا کے سندھ
۲۱۸	کھنڈ	۲۱۸	گل ناگ	۲۱۸	تالاب مانسروہ
۲۱۹	کوکر ناگ	۲۱۹	ٹن ناگ	۲۱۹	تالاب پچہ سر
۲۲۰	کسا ناگ یا قیصر ناگ	۲۲۰	پانت ناگ	۲۲۰	جوی تادی ساز
۲۲۱	وز ناگ	۲۲۱	ششم ناگ	۲۲۱	جوی تادی بل
۲۲۲	لکھیا دن	۲۲۲	چوہر ناگ	۲۲۲	جوی بندہ پور
۲۲۳	نیلہ ناگ	۲۲۳	کرشنہ سر	۲۲۳	جوی آرہ کلان
۲۲۴	امرتا تھ	۲۲۴	خوشحال سر	۲۲۴	پونہ تار
۲۲۵	حوض عجیب	۲۲۵	اچار سر	۲۲۵	جوی شگل
۲۲۶	پون سندھیا	۲۲۶	پچہ سر	۲۲۶	دریا کے پرو
۲۲۷	واسک ناگ	۲۲۷	سر بل	۲۲۷	جوسے دکن
		۲۲۸	دریا کے بھت	۲۲۸	جوسے دکن
		۲۲۹	جوی ساندربن	۲۲۹	جوسے مندری
		۲۳۰	جوی کادرن	۲۳۰	جوسے مندری

صفحہ	حوالہ مندرجہ	صفحہ	حوالہ مندرجہ	صفحہ	حوالہ مندرجہ
۵۱۳	جوی درودہ کل	۲۱۹	نوبک فی	۲۱۳	نخضر حال ریاست جہون
	جوی نوشہرہ		تنی داڑی		امرگڑہ
	جوی بنہ بٹھلی		پاپنچ		چنیانی
	جوی سنگوئی		سفاہن		ریاسی
۲۱۴	سہار		پاند پٹھن		ناسومو
	ترکشا	۲۲۰	کھکھو بیہ		چینی
	شوہریان		تبت دلیخ گلگٹ		گوندی
۲۱۵	اسلام آباد		وگشتوار کے بیان میں	۲۱۶	پنگنگ جھیل
	منظف آباد		زابلستان		کھیا لو
	دریائے کش گنگ	۲۲۱	اسکردو		کوٹا گڑھ اور انگریزی حکومت
	دب	۲۲۲	تواریخ تبت خورد		کے پٹاری علاقہ کے
۲۱۶	مانس بیل		لدان		بیان میں
	ٹمن	۲۲۳	تواریخ تبت دلیخ		شہر کا گڑھ
	دشتی پور	۲۲۴	شہرلی		قلعہ کا گڑھ
	شاہ آباد	۲۲۵	دریائے لی		ریاست و حکومت کا گڑھ
۲۱۷	شاہ پور	۲۲۶	چمورل جھیل		دہم سال ایکوہ بھاکسو
	چھترو		درہ ریشو		جولا مھی
	پٹن		وٹیکر		نادون
	سوکام		دراس		نور پور
	ہرکیہ		بان دراس		ترلوک ناٹھ
	گنگا بیل	۲۲۷	زنگار		
	کنشابل		کلت نری		ہری پور
۲۱۸	کنشابل		ملک گلگٹ		سلطان پور
	دینا بٹل	۲۲۸	گشتوار		علاقہ کلو
	تالاب ویر	۲۲۹	سورو درودان		ننگر
	بندی پور یا بند پور		جہون کی ریاست اور		سری گرتہ
۲۱۹	کارک ول		علاقہ کے بیان میں سواس		گمانی
	دریائے لدر		کشمیر کے		چیمہ
			شہر چین		لا مل چینہ



صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۲۲۶	پاکلی ماڈر	۲۵۲	آرام شاہ	۲۵۹	سکندر شاہ
۲۲۷	پرمور کہ ہیرن	۲۵۳	شمس الدین اہمیش	۲۶۰	جلال الدین محمد اکبر
۲۲۸	گوہن ہمیش	۲۵۴	رضیہ بیگم	۲۶۱	جہانگیر بادشاہ
۲۲۹	مندی مع ذکر ریاست	۲۵۵	برام شاہ	۲۶۲	شہزادہ شہر یار
۲۳۰	گھر	۲۵۶	علاء الدین مسعود	۲۶۳	شہزادہ داؤد بخش
۲۳۱	کمالا گڈہ	۲۵۷	غیاث الدین بلبن	۲۶۴	شاہجہان بادشاہ
۲۳۲	سکیت	۲۵۸	کیقباد	۲۶۵	اورنگ زیب عالمگیر
۲۳۳	چھتلی	۲۵۹	فیروز شاہ خلجی	۲۶۶	بہادر شاہ
۲۳۴	چوسہ	۲۶۰	علاء الدین خلجی	۲۶۷	جہاندار شاہ
۲۳۵	سیبہ	۲۶۱	شہاب الدین قطب الدین	۲۶۸	فرخ سیر
۲۳۶	گلگیر	۲۶۲	غیاث الدین تغلق	۲۶۹	محمد شاہ
۲۳۷	مبوتی	۲۶۳	سلطان محمد تغلق	۲۷۰	نادر شاہ بادشاہ ایرانی
۲۳۸	پنجاب کو حکام کے ذکر میں	۲۶۴	فیروز شاہ	۲۷۱	ونواب ذکر یاخان
۲۳۹	مسلمان حاکموں کو حال میں	۲۶۵	تغلق شاہ ابو بکر شاہ	۲۷۲	احمد شاہ ابدالی
۲۴۰	سلطان محمود غزنوی	۲۶۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ	۲۷۳	ونواب بیگم خان و
۲۴۱	سلطان مسعود	۲۶۷	ناصر الدین محمود شاہ	۲۷۴	میرمنو وغیرہ
۲۴۲	سلطان مودود	۲۶۸	خضر خان	۲۷۵	تیمور شاہ بن احمد شاہ
۲۴۳	ابوالحسن علی بن مودود	۲۶۹	مبارک شاہ	۲۷۶	زمان شاہ
۲۴۴	سلطان عبدالرشید	۲۷۰	محمد شاہ بن فرید خان	۲۷۷	سکھوں کی تواریخ میں
۲۴۵	سلطان ابراہیم	۲۷۱	بھلول لودی	۲۷۸	بابا نانک
۲۴۶	سلطان مسعود ثانی	۲۷۲	سکندر لودی	۲۷۹	گورو انگد
۲۴۷	سلطان ارسلان شاہ	۲۷۳	ابراہیم لودی	۲۸۰	گورو امر داس
۲۴۸	سلطان بہرام شاہ	۲۷۴	ہمایون شاہ	۲۸۱	گورو رام داس
۲۴۹	خسرو شاہ	۲۷۵	شیر شاہ افغان	۲۸۲	گورو ارجن
۲۵۰	ملک خسرو	۲۷۶	اسلام شاہ	۲۸۳	گورو پرگوبند
۲۵۱	سلطان علاؤ الدین	۲۷۷	فیروز شاہ	۲۸۴	گورو وہرا کے
۲۵۲	قطب الدین ایبک	۲۷۸	عادل شاہ	۲۸۵	گورو کرشن
۲۵۳	نارنگ الدین بیلہ وز	۲۷۹	محمد شاہ	۲۸۶	

صفحہ	احوال مندوب	تقسیم صفحہ	احوال مندوب	تقسیم صفحہ	صفحہ	احوال مندوب
۴۷۵	گوروتیغ بہار	۴۶۵	نیمیری لڑائی بیلان	۵۲۲	پنجاب کے متفرق پانچواں حصہ	
۴۷۶	گورو گوہر سنگھ	۴۶۷	والہ کی	۵۲۳	احوال سین	
۴۷۸	نندہ پرائی	۴۶۸	چیتھی لڑائی گجرات کی	۵۲۴	مسلمانوں و ہندوؤں کے	
۴۸۰	دریش بھلیوں کی	۴۶۹	ہندوستانی انگریزی	۵۲۵	فزارات و معابد کے	
۴۸۱	دریش رائے بیوں کی	۴۷۰	فوج کو مفسد کے	۵۲۶	بیان سین	
۴۸۲	دریش کھنوں کی	۴۷۱	بیان سین	۵۲۷	نزار و تانگہ بخش لاہوری	
۴۸۳	دریش کلیوں کی	۴۷۲	ضلع جالندھر کا مفسد	۵۲۸	نزار مارا دہو لال حسین	
۴۸۴	دریش آلو دلیوں کی	۴۷۳	ضلع شیوا پور	۵۲۹	لاہوری	
۴۸۵	دریش دلی دلیوں کی	۴۷۴	ضلع گڑگڑ	۵۳۰	نزار محمد شاہ موج دیا	
۴۸۶	دریش نشان الیوں کی	۴۷۵	ضلع امرتسر	۵۳۱	انجاری	
۴۸۷	دریش فیض آبادیوں کی	۴۷۶	ضلع گورداس پورہ	۵۳۲	مقبرہ شاہ چرن گیلانی	
۴۸۸	دریش کرپڑی سکھوں کی	۴۷۷	ضلع سرگودھا	۵۳۳	مقبرہ شاہ ابواسحاق	
۴۸۹	دریش تشبہ بنو کلیوں کی	۴۷۸	ضلع گوجرانوالہ	۵۳۴	قادی	
۴۹۰	دریش پھلیوں کی	۴۷۹	ضلع جھلم	۵۳۵	مقبرہ شیخ موسے	
۴۹۱	دریش سکر چکیوں کی	۴۸۰	ضلع راول پٹی	۵۳۶	سہروردی	
۴۹۲	دریش خجستہ اور پٹی تھانوں کی	۴۸۱	ضلع شاہ پور	۵۳۷	مقبرہ عبدالجلیل چوہدر	
۴۹۳	دریش کھنوں کی	۴۸۲	ضلع گجرات	۵۳۸	قریشی سہروردی	
۴۹۴	دریش کھنوں کی	۴۸۳	ضلع لیہ	۵۳۹	مقبرہ شاہ ابوالعالی قادری	
۴۹۵	دریش لڑائی کی انگریزوں کی	۴۸۴	ضلع خان لڑہ	۵۴۰	مقبرہ شاہ محمد غوث	
۴۹۶	دریش لڑائی پھیر کی	۴۸۵	ضلع ڈیرہ غازی خان	۵۴۱	قادی گیلانی	
۴۹۷	دریش لڑائی بدوال کی	۴۸۶	ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	۵۴۲	مقبرہ شاہ بلاول قادری	
۴۹۸	دریش لڑائی علی کی	۴۸۷	ضلع ملتان	۵۴۳	مقبرہ محمد طاہر لاہوری	
۴۹۹	دریش لڑائی کی	۴۸۸	ضلع جھنگ	۵۴۴	مقبرہ میان میر بالا لہوری	
۵۰۰	دریش لڑائی سہلوان کی	۴۸۹	ضلع گوجرہ	۵۴۵	مقبرہ ملا شاہ قادری	
۵۰۱	دریش لڑائی رسول نگر کی	۴۹۰	ضلع پشاور	۵۴۶	نزاری بی پاک دامنان	
۵۰۲	دریش لڑائی کی	۴۹۱	ضلع تیرہ	۵۴۷	مقبرہ حضرت ایشان	
۵۰۳	دریش لڑائی کی	۴۹۲	ضلع کوہاٹ	۵۴۸	نزار احمد شاہ لہوری گھوڑی شاہ	

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ
۵۲۶	مزار محمد اسماعیل المشو میانی ڈا	۵۲۶	خانقاہ شاہ عدوان	۵۲۶	جو الادیوی کامندر	۵۲۶
۵۲۷	مقبورہ سید جان محمد قنوی	۵۲۷	مقبورہ شیخ نور الدین دلی	۵۲۷	سیر منزل	۵۲۷
۵۲۸	مسجد وزیر خان	۵۲۸	ہندوؤں کی پشنگا ہون	۵۲۸	پنج صاحب	۵۲۸
۵۲۹	مسجد طلانی	۵۲۹	کا حال	۵۲۹	کٹاس	۵۲۹
۵۳۰	مسجد بادشاہی	۵۳۰	بھدر کالی	۵۳۰	نر شنگہ بھوبار	۵۳۰
۵۳۱	زیارات عالیات	۵۳۱	بھین کاتمان	۵۳۱	بھلا بھگت کا استھان	۵۳۱
۵۳۲	زیارات موجودہ و قلعہ لاہور	۵۳۲	چوبارہ پشنگا بھگت	۵۳۲	میشو دیوی کامندر	۵۳۲
۵۳۳	زیارات موجودہ خانہ فقیر علیا	۵۳۳	کوروارجن کے سادہ	۵۳۳	میری المناقبہ	۵۳۳
۵۳۴	مزارات تجرہ شاہ مجہد	۵۳۴	ریخت سنگ کی سادہ	۵۳۴	چتر گنگا	۵۳۴
۵۳۵	مقبورہ شیخ داؤد شہر لکھی	۵۳۵	رام تیرتھ	۵۳۵	شنگا اچاریج	۵۳۵
۵۳۶	روضہ خواجہ غریب بخش گرجی	۵۳۶	نالا اب امرتہ	۵۳۶	گپت گنگا	۵۳۶
۵۳۷	مقبورہ خواجہ سلیمان چشتی	۵۳۷	ترن تارن	۵۳۷	لٹن صاحب	۵۳۷
۵۳۸	روضہ سید احمد سخی سرور سلطان	۵۳۸	نانک کا ڈیرہ	۵۳۸	شار کا دیوی	۵۳۸
۵۳۹	روضہ شیخ بہاؤ الدین تانی فکریا	۵۳۹	ننگا نہ صاحب	۵۳۹	ہندو سمانوئی فونو کے	۵۳۹
۵۴۰	روضہ سید شمس الدین تیزی	۵۴۰	کت سر	۵۴۰	بیان بین	۵۴۰
۵۴۱	مزارات خاندان افشینہ فقیر	۵۴۱	کانڈہ والی دیوی کامندر	۵۴۱	سنگہ	۵۴۱
۵۴۲	روضہ سید جلال الدین مخدوم	۵۴۲	کوہ اکیلا و مندا مانی	۵۴۲	کیت تری	۵۴۲
۵۴۳	جانبان	۵۴۳	بان گنگا و پال گنگا	۵۴۳	برہمن	۵۴۳
۵۴۴	مقبورہ شاہ ولادربانی	۵۴۴	گپا کٹ	۵۴۴	اٹرو دی	۵۴۴
۵۴۵	مقبورہ شیخ بہلول قادری	۵۴۵	سورج کنڈ وغیرہ	۵۴۵	راجپوت	۵۴۵
۵۴۶	مقبورہ شاہ لطیف بری	۵۴۶	گپت گنگا	۵۴۶	بھٹی راجپوت	۵۴۶
۵۴۷	مقبورہ شاہ بدر گیلانی	۵۴۷	ایشرا کوٹہ	۵۴۷	بجو دیاجوہ راجپوت	۵۴۷
۵۴۸	مقبورہ فاضل شاہ قادری	۵۴۸	متفرق مند نامی کوہ کانڈ	۵۴۸	بھولون راجپوت	۵۴۸
۵۴۹	خانقاہ رنہ چھین	۵۴۹	بیجا تھہ مادیو	۵۴۹	سدرہ راجپوت	۵۴۹
۵۵۰	مقبورہ شیخ احمد علی التانی	۵۵۰	مین ہمیش مادیو	۵۵۰	منہاس راجپوت	۵۵۰
۵۵۱	مزار محمد و شیخ محمد شمیری	۵۵۱	بلوک ناقدہ	۵۵۱	اعوان	۵۵۱
۵۵۲	جامع مسجد کشمیر	۵۵۲	منفی کران	۵۵۲	چوہان راجپوت	۵۵۲
		۵۵۲	ردال سر	۵۵۲	کھو کھو راجپوت	۵۵۲
		۵۵۲	منسا جھیل	۵۵۲	قوم جاٹ	۵۵۲

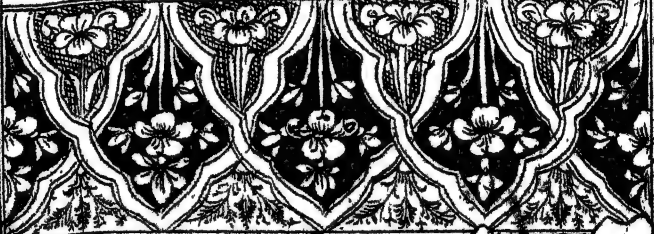
صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۵۵۳	کالون جاٹ	۵۵۹	بھائیڑ	۵۵۳	مہندو مذہب
"	گھمن جاٹ پنجوئے رپوت	"	بھیر ویر	"	۵۵۵ بشتوی
"	کورای و سہی جاٹ	"	پھکی وارہ	"	جی کشنی
"	ملی جاٹ	"	پتلی	"	شاکتک
"	اورک جاٹ	"	لوہار و ترکھان	"	جیگی
۵۵۴	مہتل جاٹ	"	چھینا پلاہوی	"	۵۵۶ گوشائین
"	ججہ و جھول جاٹ	"	جینیور	"	سروئی
"	قوم سیال کھڑل چہرہ لڑا	۵۵۶	چار	"	ستہری
"	ولکھ و کھیر	"	چنگر	"	دادو پٹھانی
"	شب گوتری جاٹ	"	ٹانی	"	اوداسی
۵۵۵	کاشپ گوتری جاٹ	"	راول	"	گلاب داسی
"	قوم پچا پدہ	"	سانسی	"	۵۵۵ مذہب کوکا
"	تور رپوت	"	کلی زنی	"	۵۵۶ پیریم تاج
"	سید	"	لبانہ	"	۵۵۶ ہنگ
"	قریشی	"	مصلی	"	۵۵۶ الگھ نامی
۵۵۶	مغل	"	میرانی	"	۵۵۶ چوگرٹی
"	پٹھان	"	شیمیری	"	۵۵۶ انبت گوشائین پشینای
"	شیخ	۵۵۶	شیخ ڈھولوی	"	۵۵۶ شنگہ اجاری
"	خواجہ	"	سپندی	"	۵۵۶ اودہوت
"	ڈوگر	"	قصاب	"	۵۵۶ دودھا دھاری
"	گھسو	"	منغی یعنی دوم	"	۵۵۶ مذہب اہل اسلام
"	سادھو سلمان	"	بھگلی خاکروب	"	۵۵۶ سنی سلمان
"	قوم بلوچ	"	نڈی چوڑی	"	۵۵۶ شہرہ امامیہ
۵۵۸	ریاست شلات	۵۵۶	طواف یعنی کسی کچھن	"	۵۵۶ نقضیلیہ
۵۵۹	گھیر	"	سندار	"	۵۵۶ صوفی
"	ارٹھین	۵۵۶	پیرا	"	۵۵۶ فرقم دیاہیہ
"	باغیچہ	"	مہندوستانی عقائد و بیان تقسیم	"	۵۵۶ پنجاب کی تجارت و زر و زراندگ تقسیم
					۵۵۶ میان مین

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۵۷۹	پیشینہ	۵۷۹	بارہ پوہ بی	۵۸۱	امینک	۵۸۱	پیشیم
۵۸۰	پیشم	۵۸۱	گورٹ	۵۸۲	مکرات	۵۸۲	پیشیم
۵۸۱	اون	۵۸۲	کھانڈ	۵۸۳	چای	۵۸۳	پیشیم
۵۸۲	دیسچی نئی کاکیرا	۵۸۳	بیوہ جات	۵۸۴	کرلہ	۵۸۴	پیشیم
۵۸۳	نیل	۵۸۴	غلام ہر قسم	۵۸۵	معدیات	۵۸۵	پیشیم
۵۸۴	بجیٹہ	۵۸۵	تجارت نمک	۵۸۶	چونا کی ڈونڈ	۵۸۶	پیشیم
۵۸۵	کسوم	۵۸۶	روغن زرد	۵۸۷	خوابت فضائل ملک پنجاب	۵۸۷	پیشیم
		۵۸۷	لکڑی	۵۸۸	خانہ کتب	۵۸۸	پیشیم

تمام شد

بِعَوْنِ صِنَاعِ مَكِينِ وَكَانِ فَضْلُ قَلَمِ مِیْنِ

تَجَنُّدِ تَحْصَالِ مُنَاسِقِ فَرَا دِلِیْمِیْنِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ



تَاخِیْرُ خَرِیْنِ



اَنْدُوْنِ مَالِیْفِ طَافِ عِلْمِ وَفُؤْنِ سِدْرِ دُرِّ مَفْتِیْ غَلَامِ سِدْرِ جَاوِیْدِ رِیْاضِیْ

مَطْبَعِ مِیْ مَشْهُوْیْ كَشَوِیْمِیْنِ طَبَاعِ اَبْعِ مَفْتُوحِ مِیْ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر خالق جنی و بشر خداوند کریم غفور الرحیم رب اعلیٰ رب ربوب الاسماء و خاص عالم ذو الجلال والاكرام قادر علی  
صانع گوناگون جن برائی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ بنائے طرح طرح کے علوم و کائنات  
کھینچ کر اور کھینچ کر کھینچ کر این کھینچ کر پھر کھینچ کر باقی و ان کھینچ کر رنگ کھان کھینچ خوشی کھینچ گیری  
کھینچ جو انی کھینچ بری کھینچ غم کھینچ کل کھینچ ساقی کھینچ کل کھینچ غم کھینچ نور اسکی قدرت کا جہور  
ربا سخی اگر آٹھ جاسے بروہ دیدہ و باطن سے غفلت کا جہان میں جاوے آستری نظر نور اسکی وحدت کا  
عنان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی خیم حق میں میں حقیقت میں اگر ہو و ہو کوئی طالب حقیقت کا ہر آن اللہ  
بے قبول شفع اندین جنت اللہ میں ختم المرسلین سرور من الیٰ محشر حاکم جن و بشر و مہر اک صاحب الملک الملک  
عاج حجاج احمد حق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات با برکات و بکرمی نور کائنات ہی حق ہے  
اسکے شانینشاہ کا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلا ماوید از دکھلا ماتحت کا عام ملا یحرم زکیا نبی  
میتا زکیا وادہ کیا ذات ہی ذات ہی حق ہے اگر کسی محمد کا نام ہو دوسری جگہ ہو وہ اہل نور  
ہو جیستی سے ہو جیستی کو نام محمد ہو جیستی میں نور ذات ہی جگہ ہو دوسری جگہ ہو وہ اہل نور  
خیر خواہ خلق باطن کو خیر یا خیر دین خیر اکرام پر ہر اسی سرور و رخصت کی شہد و بدم بکال سفیر السلام  
من بعدہ ہر علام سرور و رخصت حق شرع الامجد مولانا مفتی غلام محمد قرشی لاہوری خدمت میں  
حاج علی علم و ہنر کے یہ عرض کرتا ہے کہ جہاں تم کتابت کلامات و تحریر الاصفیاء و گنج تاریخ و کائنات  
و ہر جن کی تالیف و تصنیف و تراجم و باجکا و تاریخ و ہر کتاب و کلام و کتاب و کلام و کتاب و کلام

احوال میں زبان اردو و مروجہ لکھی جو اس شوق میں ایک سال کامل حالات کی تلاش و پریشی اور بہت سی سہمی کی  
بوجہ تھرا حوال کر بدیعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر میں زیبا انداز پایا اور مخزن پنجاب نام کرنا  
ایک خصوصیت پیش نہیں منقسم کی \*

### بہارِ حصہ

تیلج اہر جنات کے میدانی ملک کے مال میں جو فی زمانہ گرنٹ پنجاب کے متعلق ہے اس میں پانچ قسمیں ہیں۔  
پہلی تقسیم دریاؤں اور جہلوں کی حالات میں دوسری تقسیم تیلج پار کے ضروری احوال و تعداد و قریہ مردم شاہ  
و تقسیم سمت و ضلع و داروغہ کی ذکر میں تیسری تقسیم بادشاہوں و راجوں رئیسوں و جاگیرداروں کے بانیوں  
جو ہماک میں جاگم ہے اور اب میں متحدہ گڑھ حکومت انگریزی کی چوتھی تقسیم تیلج پار سے جنات کے شہروں  
تقبضوں و قلعوں و قدیمی مکانوں و دیوار و پستک گاہوں وغیرہ کے بانیوں سے محل حال مفیدہ فوج انگریزی  
ہندوستانی جو ضلع کے موقعوں پر تحریر ہوا ہے پانچویں تقسیم تیلج پار سے جنات کے کوستانی ملک  
اور وٹ کے شہروں و قبضوں و ریاستوں و قلعوں و گھاٹوں و دروں و دریاؤں و محلوں و کانوں کے ذکر میں

### دوسرا حصہ

دریائے تیلج کے مہر کنارے سے لیکر کل پنجاب کے میدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے مال میں پانچ قسمیں ہیں۔  
پہلی تقسیم پنجاب کے حدود و آباد و قریہ و غیرہ ضروری حالات کی ذکر میں دوسری تقسیم پنجاب  
تقسیم ادر و محکمات و ضلع و قریہ سمت و دار و محکمات و دار و س و پولس و ریل و تار بجلی وغیرہ تیسری تقسیم  
دریاؤں کی ضروری حالات و دریاؤں کی چٹانوں و دریاؤں و مسافت و طول و عرض کے ذکر میں اور محل حال ان نالوں  
اور ندیوں کا جو ان سے نکلتی ہیں داخل ہوتی ہیں چوتھی تقسیم پنجاب کے پانچوں و ڈاؤن اور ان کو عرض  
طول کے جابج میں پانچویں تقسیم پانچوں و ڈاؤن کی انگریزی شہروں اور قبضوں اور ریاستوں کے  
ذکر میں جدا احوال انصاف تیسری قسم و حدود و ممالک و قلعہ گاہوں و شہروں سے متعلق ہیں چھٹی تقسیم  
دریاؤں و ندیوں کے پار کے ملک کے شہروں و قبضوں کی تیسری قسم میں سیالپور تقسیم علاقہ ہماور و دریا  
دریاؤں و ندیوں و سرحدی پہاڑوں کے احوال میں آٹھویں تقسیم ہماور کی ریاست اور وٹا  
ملک کی تفصیل میں \*

### تیسرا حصہ

پنجاب کے شمالی اور اس کے علاقوں کی احوال میں ہیں پانچ قسمیں ہیں پہلی تقسیم ہماور کے ملک  
تیسری تقسیم کی حالات میں دوسری تقسیم کے پہاڑوں اور وٹا اور شہروں و قبضوں و ممالک

و جیلوں و کانون کی ذکر میں تیسری تقسیم ثبت و لد اخ و گلگت کو شوار وغیرہ کے بیان میں چوتھی تقسیم  
کوہ جون اور وٹانکی ماست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر میں پانچویں تقسیم کوہ کاگلڑہ اور اس  
ضلع کی شہروں و قصبوں و ریاستوں کی تشریح میں جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں \*

### چھٹا حصہ

پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے ذکر میں اسیں تین تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے  
ذکر میں جو سلاطین و خاندانوں سے چغتائی و دورانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے دوسری تقسیم سکھوں کے  
ظہور و عروج و حکومت کے بیان میں گروناک کے عہد سے چار اج پخت سنگہ و دلپ سنگہ کی انفرادی حکومت  
تیسری تقسیم انگریزوں کے ہندوستانی فتح کی فساد و خونریزی کے تذکرے میں جو سال ۱۷۵۷ء میں شروع ہوا

### ہفتواں حصہ

پنجاب کے مسلمان اور کھنڈ کے تفرق احوال میں اسیں پانچویں تقسیم مسلمانوں و ہندوؤں کی عبادت  
و ذرائع و مقابر و دستگاہوں کی ذکر میں دوسری تقسیم ہندو مسلمانوں کی قوموں کی بیان میں -  
تیسری تقسیم ہندو مسلمانوں کی مذاہب و عقاید کی تفصیل میں چوتھی تقسیم تجارت و آمد و برد و پیداوار  
و صنایع و تحائف کی احوال میں \*

### قطعہ تاریخ نظم کتاب

۱۲۵۵

ہوئی حقیقت فضل ازیدی سے ہنسی تار پنجابی کو ابرخ و عجب و حیرت و دل وصال بجزو کیا اٹھارہ جانی کو ابرخ

### ایکواں حصہ

تاریخ سے دیریا و ممالک کے احوال میں جو ممالک کو شوار و گلگت پنجاب کے متعلق جو اسیں پانچویں  
تقسیم اس کے کرد و باطن اور جیلوں کے تذکرہ میں \*

### دو باب کے جس

سکا نام جادی کا بون میں جو ان کے رہا شہر و جہ سے جو کوہ ہمارے سے نکلا ہندوستان کے میدانوں کو سیراب  
کرتا ہوا اور اسے گلگت سے لایا کی نظم پرشال ہو جاتا ہے اولیٰ عہد و ریاضت و غربی ہزاروں کوہ ہمارے  
مناجی ہوئی جو اس نزار آئندہ چھپاس فیٹ بند کی میدان سے چھپائی نکلتا ہے اس کے چشمہ کے پاس  
فیٹ کے فاصلہ پر گرم چشمہ کوہ جنتی کے بہت سے پانی ہیں اور اس میدان میں پہاڑوں کی ڈھلوانیں گہاڑوں  
میں اکثریت کے ساتھ دفن ہوتی ہے کہ یہ وہاں کے اور اس میدان میں کچھ جہاں سے میں اس کے  
چھوڑنے کے ساتھ دیگر زمین و گرم پانی گذرتا ہے تو ان کی گہری زمین میں کچھ کھجور

چشمہ بانی کا حکم اندازہ متن فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز تہذیب  
 اس پر ایک کاشا ہوتا ہے اس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب پہنچ نہیں سکتا اور اگر جائے  
 تہذیب سن ہو جائے زندہ بھرنے آئے اس زمانہ میں سوا سے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ یہی ٹری حکمت  
 عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہاں گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہاں تک نہیں گیا ہے  
 جب اس چشمہ کا پانی بہار کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیوں میں آتا ہے تو اور اور گرم چشموں کے پانی ہی جو  
 اس نواح میں کثرت جاری ہیں اس سے ملکر اور کچھ دھوپ کی گرمی سے برف پگھل کر پانی کثرت اٹھن  
 ہو جاتا ہے اور ایک چوٹی سی دریا کی صورت با کروان سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پھر چشمہ  
 آٹھ میل کے فاصلہ پر اگر دریا سے جڑا ہی لنگا جو جہاں سے پڑا آب و چوڑاں و گہرا بن و تیزی و تندی میں لگی ہو  
 مادہ ہے اس میں اگر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پھر یہ دریا تری زور و شور سے بلندی ہی  
 بستی کو آتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھ میل اور سولہ میل چشمہ سے کوٹ رنگ کے پاس آ پہنچتا ہے  
 جو اس کے چشمہ سے پانچ سو اسی فیٹ بلندی میں ہے اس کے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل میں یہ دریا  
 فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے بستی کو آتا ہے اس لیے پانچ میل نیچے کو اگر دو یا تین سو چودہ  
 کتا کے بہاؤ سے ٹھکرا اس میں آتا ہے پھر وہاں سے تین میل نیچے دریا کے تال اور پھر آٹھ میل نیچے  
 دریا کے تالہ اکوہ ٹونس کے مقام سے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے پھر چار میل نیچے اگر دریا سے لگا ہر  
 دس میل ٹھکرا دریا سے کہتی و منظر طرف سے اگر اس میں شامل ہو جاتے ہیں پھر پندرہ میل اور ٹھکرا دریا  
 اگر جو ایک ٹرا دریا پر آج چوڑا ہے بائیں طرف سے اگر اس سے ملتا ہے ان دریاؤں کے سوا یہ تین  
 راستہ کے اندر اور دیگر نہادوں اور چشموں کے پانی بائیں و دائیں دونوں طرف سے ملتا ہے ملتا ہے  
 دریا کے اگلے شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب مغرب کی سمت ہے یہی کہ خاص مغرب کی سمت  
 ہو جاتا ہے وہاں سے تیرہ میل کے ٹھکرا دریا کے ٹونس جری زور و شور سے جہاں ہوا اس میں آخر تک رہتا ہے  
 دس میل نیچے دریا سے گری اس سے شمول آتا ہے وہاں سے ٹونس کی شمول کے مقام کو دھانا بن و ٹھکرا  
 کی سطح سے ایک سو اسی فیٹ بلندی تک پہنچتے ہیں وہاں سے ٹونس و کر کے شامل ہونے کی حد تک  
 ایک سو ست اور چار ان کی تیزی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ یہاں سے چار سو گز اور چوبیسون میں ایک سو گز کے چوڑاں پر  
 گہرا بن سے لیکر وہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی ہی صفا و پاکیزہ لیا گیا کہ جلیان بانی کے انہی  
 تری میں پراکٹ مل نیچے اس مقام کے دریا سے اس کے بائیں طرف سے اگر شامل ہو جاتا ہے تو  
 اس میں ایک سو تین دریا کو ہوا کہ ہے جو ایک سو چار سو تیرہ فیٹ کی تیزی سے ٹھکرا کر جنوب مشرق کی



سب متقابل جنبہ کی پہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا اجنہا میں آگرتا ہے آسن کی شمول کی اور  
 دریا سے جنبہ پہلے سمت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوا لک کے گھاٹیوں اور غاروں کے  
 اندر ہوتا ہوا بارہ میل بہت طے کر کرندوستان کے ہوا رسیدان میں داخل ہوتا ہے طول اس دریا کا پتہ  
 سے لیکر منہ کی میدان تک بعضی مورخ ایک سو تیس میل اور بعض ستاونین میل فرماتے ہیں اس طرح کہ اگر دریا کے راستے  
 اور اس کے سچے و خم سے شمار کر لے جاوین تو بیک ایک سو تیس میل اور اگر سیدھے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط  
 ستاونین میل شمار میں آتے ہیں منہ کے میدان کے دخول کا مکان لیکر اردو سو چتر فیٹ سطح سمندر سے بلند  
 ہے اور سو فیٹ فی میل خم سے لیکر منہ کے میدان تک اس کی فیٹ شمار میں آتی ہے میدان میں اگر دریا  
 بہت سی شاخوں میں منقسم ہوتا ہے اور دور دور تک ملک کو اس کی سیرابی سے فائدہ پہنچتے ہیں  
 اور سوداگری کا مال بھی بھاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیو دار و چیر دزئیوں وغیرہ  
 لاکھوں روپہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑوں کے اوپر سے اس میں بہکاتے ہیں اور وہ تیرتی ہوئی  
 میدان میں جاتی ہیں دہلی کے نیچے اس دریا پر چھوٹے ٹک کشتیوں کا بل بندھا رہتا ہے مگر برسات کے میں جسے  
 میں بل ٹوٹ کر آمد رفت سا فروں کی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجڑا ہے اس  
 دریا کا خاص شرف کی سمت ہو کر اس میں ٹکر کھاتا اور کبھی شرق اور کبھی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا  
 اگر آباد کے قلعہ کے نیچے ہو ٹکر لگتا ہے لہذا اسے کل مسافت و طول اس کا دہلی سے آگیا باؤنک ہے دریا  
 چھ سو اسی میل ہے اور اس قدر اس میں دریا کے مان و پھل و سبب و جو و کافی پانی زیادہ ہی طرف  
 و ذیل سے سندھ و سکرو و زرد میں دریا میں سمت سے دور دور سے آگرا میں داخل ہوتے ہاں  
 ان کے ہوائے اور بھی شمار نہ میں ملے کوئی میدان و دوست کے گرا کے ساتھ شامل ہوئے ہیں  
 چھ سو اسی میل کا بہت بڑا ہے وہاں بہا میں ایک میل اور کھنڈی و میل اور کھنڈی اس سے زیادہ چور ہوتا ہے  
 اور تیز و سیلابی سخت تر ہوتی ہے اور سبب اس کے اس کی تہ میں تھوڑے و چھلکان ہے شمار میں چار سو  
 ہزار میل کا تہ دریا میان میں دریا کے ملک سے اس مقام تک کر لگے سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے  
 مگر آبی میں تہ ہوتا ہے اس کے ذریعہ سے تہر کا لہجہ و آمادہ و تہر او اگر و دہلی وغیرہ میں جو اسکے کنارے  
 اور آباد ہیں تہر کی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور سکرو  
 میں اور تیز و سیلابی اور پانی ہی اس میں وہ دریاوں سے زیادہ ہے اس کے تہ میں چار سو تہر کے ملک  
 کے حصہ میں اسکے چھلکان و گرجہ اور دوکان و شمار و کھنڈی وغیرہ سے تہرے جانور بہت ہیں کل اس  
 کا تہرے تہر کا لہجہ کی شمول تک تہر سو تہر میل کا ہے اور دور دور دریاوں کے چھل کے مقام پر آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر پیرہ و ونو دریا پانی میں ساوی بہن لگا لگا زیادہ گہری  
اور پانی اسکا زردی پانی و مکدر و کم رفتار اور جہاں نہایت تیز و مصفا ہے پانی جکا بلور کی طرح آبدار و  
شفاف ہے و ونو کو باہون میں صرف اس قدر فرق ہے کہ لنگا کا پانی ذالیقہ دار و شیریں جہاں کے پانی  
سے ہندو لوگ جہاں کو نہایت تبرک و لایق پرستش جانتے ہیں اور چونکہ شمول اسکا آخر کار لنگا کے ساتھ  
ہوتا ہے یہی ایک وجہ اسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہیں اور یہی ہی ہندوؤں کا قول ہے کہ دریا سے سرستی  
جو ہند کے میدانات میں بہتی ہے زمین میں گہن جاتا ہے وہ زمین کے اندر راند رہتا ہوا یہاں آتا ہے اور اگر آباد  
کے ایک سو کے نیچے زمین سے باہر نکلا لنگا کے ساتھ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا ٹھوس برج کے نیچے سے ضرور  
گزرے بات ثابت نہیں ہوتی کہ آیا یہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہاں اگر ظاہر  
جوتے فیروز شاہ کی محضر جن کی ہرون میں یہ نہر ٹہری اور پرانی و مشہور پر آب چوڑی اور گہری  
قابل حجاز رانی کے ہے پہلے یہ نہر جہاں کے دہنے کنارے سے سمیت جنوب مغرب جگہ بعد ملے کرنے راستے پہو  
سے دھرت کے مقام تک پہنچتی ہے ہر دو ٹانے جنک ندی میں داخل ہو کر مانی تک و پھر ایل  
شمال سر کے سمت کو چلتی ہوئی حصار تک آتی ہے حصار کی مقام تک کل طول اس نہر کا ڈھانچہ سے لیکر ایک  
سویس مل گنا جاتا ہے حصار سے پھر چند میل کے کہو د انوار استہ اسکا سو قوف ہوتا ہے مگر طغیانی کے وقت  
یہہ پناہ راستہ اپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غری ریگستان تک پہنچ جاتی ہے و مان پانی اسکا ریگ کے  
نیلوں کے اندر غیب ہو جاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہاں سے یہہ دریا بے لنگر میں ملکر  
اسکے ذریعے سے پنج میں جا پڑتی ہے جس کو اول فیروز شاہ بادشاہ تغلق نے کہو دایا اور ہریانہ کی جنگ کو جو  
اسکی شکار کا دھنڈا بنایا گیا تھا جس آج تک جاری ہے مگر اسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ ہند  
ہو گئی اور پانی کا ایل سو قوف ہو گیا تھا پھر شاہ جہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اسکی اجرا پر توجہ کی اور  
نواب علی محمد خان شاہی کو اسکے اجرا کو کام پر مامور کیا اسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھ اسکا کام میں خدہی  
کر کے اسکو بھر جاری کیا اور اسکے دھانچے سے اسی میل نیچے ایک درخت کہو دکر دلی کو لایا اس وقت سے یہ  
درت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر محمد شاہ کے وقت جنگ ہوئی تو پھر اسکا اجرا بند ہو گیا اور  
اگر بڑی طغیانی تک شور نہ رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت میں ایک لاکھ درخت بڑے بڑے ہو کر اسکی صفائی  
ہوئی اور تھوڑی مدت تک پانی ہی جاری ہوا مگر پھر نہ ہو گئی آخر انگریزی عمارت کے وقت لاٹھیاں لگا کر  
اسکی صفائی کی طرف توجہ دی گئی مگر اسکی صفائی کا کام شروع ہو کر کچھ دنوں میں ختم ہوا ہے  
پھر جاری ہے مگر اسکی صفائی کا کام ایک سو دو لاکھ درخت لگانے میں ختم ہوا ہے



اسکی زیر کی تمام سے بہادر گڑھ تک کیسوا کیا دن میل ہوئے دوسری شاخ جو رشتک کو جاتی ہے تھالیس میل  
 بہتر تھالیس شاخ جو دارا کو جاتی ہے تھالیس میل و چوتھی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نھر کا مودہ اسکی شاخوں  
 کی دو سو چالیس میل شمار میں آیا علی مردان خان کی نھر اسکو بادشاہی نھر اور دہلی کی نھر بھی  
 کہتے ہیں فی الحقیقت یہ نھر بھی فیروز شاہ کی نھر کی ایک شاخ ہے جسکو اب علی مردان خان شہیدی شاہجان  
 بادشاہ کی حکم سے موضع دیر کے پاس فیروز شاہ کی نھر کے دانہ سے جو دریا ہے جس سے نکلا گیا ہے قصبہ تھالیس  
 نیچے جنوب کی سمت کستر میل لمبی کہو در دہلی تک لایا اپنی دانہ سے یہ پچیس فیٹ چوڑی جگہ مختلف سمتوں  
 اور مختلف رستوں اور بھاڑوں کے پاس سے گزرتی ہوئی دہلی تک جاتی ہے اور پھر شہر کے اندر سے ہوتی  
 ہوئی قلعہ میں جاتی ہے اور قلعہ کے چمنوں اور فواروں کو گئی شاخیں بنکر برآب کرتی ہے ہر کل شاخوں کی  
 ایک شاخ بنکر جنابین جا پڑتی ہے دہلی کے صفحہ سے اول اس نھر سے شہر اور قلعہ میں بہت دھننی تھی اب  
 وہ بظاہر بالکل معدوم و بربستہ ہو گیا ہے شاہجان بادشاہ کے وقت ۱۲۳۰ء میں اسکی کہو دہلی کا کام شہر  
 ہو کر آٹھ ایک چارسی رٹا اور اس عرصہ میں کل کام کہو دائی اور تعمیر عمارات جرونی و اندرونی شہر و  
 قلعہ کا باختمام ہو چکا اسوقت پچیس لاکھ روپیہ لاندہ اسکی آمدنی تھی سو اسکی ایک نھر بادشاہی  
 خزانہ میں داخل نہیں ہوتا تھا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف میں صرف ہوتا تھا شاہ  
 جب نواب صفدر خٹک کی سرکشوں کا واقعہ دہلی میں وقوع میں آیا اور سلطنت میں سخت بی نظمان واقع ہوئے  
 تو یہ نھر بھی عدم خبر گیری کے سبب بند ہو گئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجراء کی طرف متوجہ نہ ہو سکا  
 احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کر کے ایک لاکھ روپیہ اسکی صفائی کے اور خرچ کیا تھی قرار دیتی  
 اجراء اسکا ظہور میں نہ آیا آخر اللہ بے شک مصلح بہادر اسکی اجراء کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہان دہلی اسکی  
 صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جوار پور کے مقام سے شروع ہو کر اسکی اصلی دھننی سے پانی  
 اسکا چھادرے تک پہنچا پھر دھننی سے آگے چلا کر نھر دھننی سے آگے لایا پانی کوئی دھننی سے چلو کر  
 سو اتنے داخل ہوئی ہر وادے براہ و اندر و در و کمال دھننا وغیرہ دہلی میں آگئی اور یہ کل کام  
 بار سال کے عرصہ میں تمام ہو کر آٹھ ایک چار سو روپے باختمام ہو چکا نھر و اب یہ نھر شاہجان بادشاہ کے  
 وقت کی برائی نھر ہے شاہجان کے حکم سے اسکی علی مردان خان جناب کے باطن کار سے فیروز شاہ  
 کی نھر کے دانہ کے پاس سے کہو در لایا گیا اور کچھ دور تک یہ نھر اور فیروز شاہ کی نھر باہر سے  
 مل آتی ہیں دانہ سے ایک تھالیس میل نھر یہ دو ایک کے علاقہ میں پہنچ جاتی ہے اسکی اصل دہلی کی نھر  
 و اب شاہجان کی سلطنت کی صفحہ کے وقت یہ نھر بھی بند ہو گئی تھی مگر لاندہ رشتک و تھالیس

میں اسکی صفائی کی طرف ہی متوجہ ہوئے اور پہلے کہو داہنی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سولہ ام  
 تک یہ کام جاری کرکے اختتام ہو چکا اسکے پانی سے تمام ذوالہ کا ٹاکسیراب ہوتا ہے بلکہ اگلی رینٹ کا یہ راز  
 و نشان ہے کہ ایک اور پھر کمال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جہلم سے کہو در لکھنا نہ کو لاسی جاوے  
 دریا سے مشغولی بہ ایک چوٹا سا دریا دگوار پھر دہلی کا ہے اول یہ نارنول سے چند میل پر ہے  
 کے طرف سے شمال مشرق کو بہکر جبرہن آتا ہے پھر اسی سمت یعنی شمال مشرق کو چلتا ہوا ابدلے کرنے راستے  
 پھر تھریل کے گورگاؤں میں ہو چکا ہے وہاں سے پھر پائیس میل دہلی کے طرف کو بہ کر شہر دہلی سے چند میل  
 نسبت شمال دہلی کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے **نالہ خٹک** یہ چوٹا سا دریا نالہ پانی کا سرسبز کے میدان  
 جاری ہے جو دریا سے سرشتی کے اندر سے ہو کر نکلتا ہے پھر وہاں سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور  
 بہت سے علاقوں کو سیراب کرتا ہوا سفیدن کے مغرب کی طرف ہو چکر فیروز شاہ کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے  
 پھر وہ اور نہر دونوں ملکر کانیر کی ریگستان اور پٹنیر کے میدانوں میں بہیل کر خٹک ہو جاتا ہے تین جوہار سے  
 بقا صلیہ ستیس میل کے واقع ہیں کل لمبا ذوالہ اور ستہ اس دریا کا ایک سو چالیس یا اکیسواٹھ میل کا شمار ہوتا ہے  
 دریا سے مارکنڈ اسرہور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن ہار کی گواہیوں سے یہ دریا نکلتا ہے اور  
 شہر سے تھوڑی دور جنوب مغرب کے گوشہ کے طرف چکر سرسبز کے میدان میں آتا ہے پھر وہاں سے ہی اسی  
 سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا استریل کا رستہ اپنے چشمہ سے ملے کر دریا سے سرشتی میں داخل ہو جاتا ہے  
 اس دریا کی مشرق کو سرشتی اور مغرب کو دریا کے گہرے بہتے ہیں مگر جیلان تینوں میں طغانی ہوتی ہے تو تینوں  
 اپنی کناروں سے اوچل کر ایک ہو جاتے ہیں اور کوسوں تک در دریا پانی اکٹھا ہوتا ہے اور زمین اونچا  
 اٹکی طغانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی و گئی و ماش وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے مخرج ان تینوں  
 دریاؤں کا ایک ہی بہاؤ ہے جو آنتیس میل کے برابر پہلے ہوا چلا گیا ہے دریا سے سرشتی پہنچتی ہے  
 عقیدہ میں بہر دریا نہایت شہر کے ہے اور اسکے پانی سے میل کرنا ٹراٹواں ہو اور کہتے ہیں کہ اصل  
 سرشتی برہما جی کی لڑکی کا نام ہے جو محل کی دیوا کہلاتی ہے اسنے اپنے آب کو اس دریا کی سرشتی  
 ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہ تینوں کے کے عین میدان گورگٹ کے جنگل میں جا کر گم ہو جاتی ہے چل میں پانی کا  
 جذبہ تینوں کو بلکہ نہرین کے اندر گھر کے آدے کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور ذالہ نے تھوڑی دور چکر  
 لگاؤ کے نالہ جاتا ہے باعث اسکا یہ ہے کہ جب یہ سرشتی بہاؤ سے آتی ہے تو اسکے فائدہ میں کٹاؤں  
 محل کی برہما جی اسکو دیکھتی رہی گورگٹ کے میدان تک پہنچتی ہے ان کے کشن میں ہوتی ہے اسکا  
 پورے دریا کا اس سے ملنے میں اسکی سبقت و جنتی کی صورت میں کٹاؤں کے ذریعہ میں

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس آگہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہنچی اور زمین سے باہر نکلا  
گنگا میں شامل ہوئی اور اصل میں یہ دریا سرسوتر کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق  
کی سمت کو چل کر جب تیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو ایک دریا پہاڑی ندی جگنا نام لہری ہے اسکے شامل  
ہو جاتی ہے پھر تھوڑا سا راستہ اسی سمت کو چل کر یہ دریا دوشاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام  
چھنگا اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم میں یہ دریا بے گھر اور مار کٹا تینوں ایک ہو جاتا ہے  
صرف وہ گاؤں جو اونچے ٹیلوں پر آباد ہیں اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ پانی انکا نذر ریعہ صنوع  
و قدرتی نہروں اور پست میدانوں کے درود ورتک پہل جاتا ہے دوشاخوں کی تقسیم ہونے کے بعد یہ  
جنوب مغرب کے طرف کو پختیس میل چل کر تہا نیتر تک پہنچتا ہے وہاں سے پہر مغرب کے سمت کو سترہ میل چل کر  
مار کٹا سے مل جاتا ہے پھر قریب چالیس میل کے اور چل کر دریا کے گنگے سے شامل ہو جاتا ہے یہ شمول کی حالت  
اسکی اُس حالت میں ہیں کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہا نیتر سے آگے بڑھ کر گورنگا  
کے ریگی میدانوں میں پانی اسکا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم میں پانی اسمین بہت سی کم ہوتا  
اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک لینے تا گے کی مانند دکھائی دیتی ہے دریا کے گھر  
کو ہر سو ر و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلا گیا کہ ریاست کے شرقی و شمالی حد و دین آتا ہے و مانسہر  
پہر ٹیالا کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقوں کے درمیان حد فاصل  
بناتا ہوا سرسند کے پاس آتا ہے وہاں سے آگے پھر اٹھتیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانوں تک چل کر  
پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہیں دیتی مگر برسات کے موسم میں برخلاف اسکے پانی  
بڑی طغیانی پر آ جاتا ہے اور ایک سو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کی طرف طو کر کر ہریانہ میں اور پھر ایک سو سیل  
اسی سمت کو چل کر ٹیالا کی سرزمین میں جا پہنچتا ہے ہر یکا نیر کے ملک کا حد کے بار بد ہو پال کے پاس سے گزرتا ہے  
پاس میل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر ہنٹیک کے جنوب مغرب کی طرف فیروز شاہ کی خضر کے ساتھ مل جاتا ہے پھر دو  
مشمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر ہوا لیوڑ کے متصل دریا سے گہارا یعنی تلج میں  
شامل ہو جاتے ہیں اور اگر گہر میں پانی کم ہو تو دمنڈل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہیں چلا کچھ زمین  
ایسے اے زراعتوں کی طرف لیجاتے ہیں اور کچھ ریگستان میں گم ہو جاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ میں  
تمام ملک میلانہ و نمبر ہے وہاں اسکا پانی زراعت کی کام میں صرف نہیں ہوتا شاہ باہر نے اسکا نام لکھ کر کیا  
جواب لکھ کر مشہور ہو چڑاں اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہراں زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہراں اسکی میں گزرتا  
ہوئے جاتی ہے ورنہ معمولاً حق اسکی گزیا سو اگر کے مقدار تک ہے سا بی غلام یہ ایک چوٹا سا دریا و گاہ

کی جنوبی گھاٹیوں سے لنگر اول شمال کی طرف بہتا ہے نہرو نامی مختلف راستوں اور ستون کو انسی میل تک پہنچا ہوا  
 رہو اور کوٹ قاسم کے مقام تک پہنچتا ہے پھر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانوں اور جوہر تک پہنچا ہوا  
 ہوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُس میں شامل ہو جاتا ہے پوشیدہ نہر ہے کہ اگر جہتیل بار سے  
 جہاں تک میدان علاقہ میں بہت سی زمین نامی نہرین قدرتی و مصنوعی جاری ہیں مگر جو زمینیں نہرین میں  
 بہتیں انکا ذکر اور تحریر ہو چکا انکی سوا سے خانپور کی ندی ٹیلا کا دریا تاکر آنا لکڑی و نہر کٹورا و سوناگ خانواہ و  
 پورانی ستیلج و خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہیں جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے  
 تمام علاقے سیراب ہوتے ہیں اور آب پاشی کار و بہرہ سرکار میں داخل ہوتا ہے سواے اسکے اس میدان کپانی  
 کے جہیلین ہی نہر کو سیراب کرتے ہیں جنہیں سے چند جہیلوں کا ذکر لکھا جاتا ہے گومانہ کی جہیل بہرہ جہیل  
 دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گومانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر  
 جو رہنک کو جاتی ہے وہ ہی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم میں اسکا پانی پچاس میل تک پہل جاتا ہے  
 بلکہ جب علیر دان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چھوڑا تو گومانہ تک پانی براہ راست زمین میں بہل گیا اسقہ  
 کہ گویا اس ملک میں طوفان آگیا اور ایک گاؤں جکا نام لعل پورہ شغافق ہو گیا تو بلکہ کی جہیل  
 بہرہ جہیل ہلک کے بڑی جہیلوں میں شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ  
 پر واقع ہے اس جہیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور قصبہ گومانہ اسکے کنارے کے اور آگاہ  
 نجف گڈہ کی جہیل اس جہیل کو دریا سے ہوتی کی جہیل ہی کہتے ہیں برسات کے موسم میں جب بہرہ جہیل  
 ہوتی ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑھ جاتا ہے اور دہلی سے نسبت جنوب مغرب مندرہ میل کے فاصلہ پر واقع  
 ہے اور سرکار نے چھوٹی سی نہر اسکے اندر سے جاری کی ہے کیرت پور کی جہیل ستیلج بار کے علاقہ  
 میں یہ بھی ایک شہر جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چاروں طرف انہوں کے درخت بکثرت ہیں اور  
 جہیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور تبرک سمجھتے ہیں ایک مندر بھی عالیشان بہت شکاہ منود کی یہاں بنا ہوا ہے  
 اس میں چھبیس غائبان شمار ہیں مگر ہندو اور کوشکا بہنیں کرتے اور نہ کیسکو شکار کرنے دیتے ہیں شہنشاہ  
 کو رہبر جہیل کی جہیل اس جہیل کا فصل ذکر ہندو کی عبادت گاہوں اور شہروں کے حال میں لکھا جائیگا

انشا اللہ تعالیٰ  
 دوسری تقسیم ستیلج بار کے ملک کی ضروری حالات و تعداد و قبہ و مروجہ  
 و تقسیم سمت و ضلع و حدود و اربعہ کے ذکر میں  
 بہرہ ملک ستیلج کے شرقی کنارے سے جہاں تک پہنچتا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق کی طرف کوہ ہمالہ

و شمالی اور جنوب میں بکائیہ علاقہ پٹیانہ مغرب میں دریائے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بھی جو باہت گورنمنٹ  
 پنجاب ہے اسکے ساتھ شامل کر کے دو بندہ می ہو تو شمالی حد اسکی بہت دور چنی تار کے حدود سے ملتی ہو جاتی  
 اور خاص کردہ ملک جسے حکام انگریزی حکومت کرتے ہیں تین قسمت اور دس اضلاع میں منقسم ہے اور ستر ہزار  
 اٹھ سو تالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار میں آتا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگاؤن  
 تین ضلع دکن رقبہ اسکا چار ہزار ستاون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و برہنہ  
 سترہ تین ضلع اور اٹھ ہزار پانسو چالیس میل رقبہ چوتھی قسمت اباہ اسمین ضلع اباہ و لدیانہ و تھانیس  
 شملہ چار ضلع اور پانچ ہزار دو سو چالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تھانیس کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون  
 ساتھ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروز پور گیارہواں ضلع سلج پار کا لاہور کی کشنری سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس  
 کتاب میں پنجاب کے علاقجات الگ الگ حصون میں بیان ہوئے ہیں مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی بخبری میں  
 شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب میں جو باہت گورنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ پچتر لاکھ تیراؤن ہزار چھ سو  
 چار اؤن آدمی آباد ہیں پچلے بارہ سال میں پنجاب میں آبادی کی بد رجعات ترقی ہوئی جو کہ قسمت دہلی  
 و حصار آسن مانہ میں ممالک مغربی و شمالی کے شامل تھی اب اگر ان دونوں قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکھ  
 اڑتالیس ہزار اٹھ سو چالیس آدمی کی ہے منہا لکھا وے تو ایک کروڑ چوالیس لاکھ پتالیس ہزار اٹھاسی  
 آدمی باقی رہ جاتے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہے  
 اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہ کہ اب کی مردم شماری جو بخبری ۱۸۵۷ء میں ہوئی ہے نہایت صحت  
 اور کوشش کے ساتھ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب میں چالیس لاکھ اکتیس ہزار نو سو پچتر گریہن ان کے اوپر اگر آباد  
 کو پہلایا جاوے تو پچلے صحیح آدمی فی گھر شمار میں آتے ہیں اور اس کل آبادی میں سے پچاؤن لاکھ  
 تیرہ سو اڑتالیس لاکھ تیس ہزار اکیس اڑتیس عورت ہیں اور یہ تمام مردم شماری تھی  
 فریق میں منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنگی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنگی عمر بارہ اور  
 اٹھارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنگی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد تیرہ لاکھ اکیس  
 چھ سو اڑتیس تین تالیس لاکھ تیرہ سو اسی ہزار چار سو باؤن اور دوسرے قسم کے مرد اٹھ لاکھ چھاسٹھ ہزار تیس  
 اڑتیس سو اڑتیس ہزار تیس سو تیرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تیس لاکھ پتالیس ہزار  
 چھ سو اسی عورتیں اٹھائیس لاکھ اڑتیس ہزار چوتیس عند تفصیل شمار میں آئیں شمار مردون کا بہت عورتوں  
 کے تفریق دارا و کل میزان میں زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتھ ہی ہے جو ایشیا میں خطہ ہوا  
 کے قریب ہیں یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب میں دہزار نو سو چار اؤن اور سکھہ ملک پستی گیارہ



صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۴۰۱	کارخانہ پشینہ	۴۰۱	غار آری راے	۴۰۱	آسک ناگ
۴۰۲	حمام	۴۰۲	گنگہ جٹن	۴۰۲	جوی بنکی
۴۰۳	چار چار	۴۰۳	باکر سرہ سر	۴۰۳	دریا لمبہ دری یا لہ نہ
۴۰۴	پان پور	۴۰۴	چار پرپاک	۴۰۴	دریا سے ویشو یا ویشاؤ
۴۰۵	پیدائش زعفران	۴۰۵	سویم	۴۰۵	جوی ربی آہ
۴۰۶	اچھ دل	۴۰۶	موضع تھک مولہ	۴۰۶	نالہ راستان
۴۰۷	برینگ پہاڑ	۴۰۷	چشمہ رنگین	۴۰۷	جوی نبل پوتہ
۴۰۸	پیر پنجال	۴۰۸	شین الحفوت	۴۰۸	جوی رامشی
۴۰۹	تندن سر	۴۰۹	کوہ پنج بستہ	۴۰۹	جوی نبل بالہ
۴۱۰	فتح پنجال	۴۱۰	ہلدر	۴۱۰	جوی آب سفید
۴۱۱	ددم	۴۱۱	اہرہ بل	۴۱۱	نالہ چوٹی کل
۴۱۲	رجوڑی	۴۱۲	پنار سنگین	۴۱۲	نار سر و مار سر
۴۱۳	بمسر	۴۱۳	دودہ ناگ	۴۱۳	نالہ نبل بل
۴۱۴	سراے نوشہرہ	۴۱۴	بسمہ ناگ	۴۱۴	نہر شالامار دشتا بلغ
۴۱۵	پونچھ	۴۱۵	کیشہ ناگ	۴۱۵	دودہ گنگا
۴۱۶	ہری پور	۴۱۶	ایلا پتر	۴۱۶	جوی آبیچ
۴۱۷	ہراوک	۴۱۷	سکھ ناگ	۴۱۷	دریا سے سندھ
۴۱۸	کھنڈ	۴۱۸	گل ناگ	۴۱۸	تالاب مانسرد
۴۱۹	کوکر ناگ	۴۱۹	ٹن ناگ	۴۱۹	تالاب پچہ سر
۴۲۰	کساناگ یا قیصر ناگ	۴۲۰	پانت ناگ	۴۲۰	جوی تاوی ساز
۴۲۱	در ناگ	۴۲۱	ششم ناگ	۴۲۱	جوی تاوی بل
۴۲۲	لکھیا دن	۴۲۲	چوہر ناگ	۴۲۲	جوی بندہ پور
۴۲۳	نیلہ ناگ	۴۲۳	کد شہ سر	۴۲۳	جوی آہ کلان
۴۲۴	امر ناتھ	۴۲۴	خوشمال سر	۴۲۴	پونہ نار
۴۲۵	حوض عجیب	۴۲۵	اچار سر	۴۲۵	جوی سنگل
۴۲۶	پوں سندھیا	۴۲۶	پچہ سر	۴۲۶	دریا سے پرو
۴۲۷	ارک ناگ	۴۲۷	سربل	۴۲۷	جوسے دگن
		۴۲۸	دریا سے بھت	۴۲۸	جوسے دینج
		۴۲۹	جوی ساندرن	۴۲۹	

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۱۳۵	جوی درودہ کل	۲۱۸	نوبک فی	۲۱۸	نوبک فی	۲۱۸	جوی درودہ کل
۱۳۶	جوی نہ شہر	۲۱۹	تقی داڑی	۲۱۹	تقی داڑی	۲۱۹	جوی نہ شہر
۱۳۷	جوی نہ بٹکھی	۲۲۰	پانچ	۲۲۰	پانچ	۲۲۰	جوی نہ بٹکھی
۱۳۸	جوی سنگولی	۲۲۱	سفاہن	۲۲۱	سفاہن	۲۲۱	جوی سنگولی
۱۳۹	جہاں	۲۲۲	پاندہ پٹھن	۲۲۲	پاندہ پٹھن	۲۲۲	جہاں
۱۴۰	ترکٹا	۲۲۳	کھکھہ	۲۲۳	کھکھہ	۲۲۳	ترکٹا
۱۴۱	شوبیان	۲۲۴	تبت دلیخ گلاٹ	۲۲۴	تبت دلیخ گلاٹ	۲۲۴	شوبیان
۱۴۲	اسلام آباد	۲۲۵	وکتوار کے بیان میں	۲۲۵	وکتوار کے بیان میں	۲۲۵	اسلام آباد
۱۴۳	منظفر آباد	۲۲۶	زابلستان	۲۲۶	زابلستان	۲۲۶	منظفر آباد
۱۴۴	دریا کے کش گنگ	۲۲۷	اسکردو	۲۲۷	اسکردو	۲۲۷	دریا کے کش گنگ
۱۴۵	دب	۲۲۸	تواریخ تبت خود	۲۲۸	تواریخ تبت خود	۲۲۸	دب
۱۴۶	مانس بل	۲۲۹	لداخ	۲۲۹	لداخ	۲۲۹	مانس بل
۱۴۷	ٹٹن	۲۳۰	تواریخ تبت دلیخ	۲۳۰	تواریخ تبت دلیخ	۲۳۰	ٹٹن
۱۴۸	دنشی پور	۲۳۱	شہرلی	۲۳۱	شہرلی	۲۳۱	دنشی پور
۱۴۹	شاہ آباد	۲۳۲	دریا سلی	۲۳۲	دریا سلی	۲۳۲	شاہ آباد
۱۵۰	شاہ پور	۲۳۳	چمورل جھیل	۲۳۳	چمورل جھیل	۲۳۳	شاہ پور
۱۵۱	چھترو	۲۳۴	درہ ریشو	۲۳۴	درہ ریشو	۲۳۴	چھترو
۱۵۲	پٹن	۲۳۵	ڈبکر	۲۳۵	ڈبکر	۲۳۵	پٹن
۱۵۳	سوکام	۲۳۶	دراس	۲۳۶	دراس	۲۳۶	سوکام
۱۵۴	ہرکیہ	۲۳۷	بان دراس	۲۳۷	بان دراس	۲۳۷	ہرکیہ
۱۵۵	گنگا بل	۲۳۸	زنگار	۲۳۸	زنگار	۲۳۸	گنگا بل
۱۵۶	کشابل	۲۳۹	کلت نری	۲۳۹	کلت نری	۲۳۹	کشابل
۱۵۷	کشابل	۲۴۰	ملک گلکٹ	۲۴۰	ملک گلکٹ	۲۴۰	کشابل
۱۵۸	درہ بکتل	۲۴۱	کشٹوار	۲۴۱	کشٹوار	۲۴۱	درہ بکتل
۱۵۹	تالاب وادی	۲۴۲	سورو درودن	۲۴۲	سورو درودن	۲۴۲	تالاب وادی
۱۶۰	بندی پور یا بیدی پور	۲۴۳	جموں کی ریاست اور اس کے علاقہ کے بیان میں	۲۴۳	جموں کی ریاست اور اس کے علاقہ کے بیان میں	۲۴۳	بندی پور یا بیدی پور
۱۶۱	کارک دل	۲۴۴	کشمیر کے	۲۴۴	کشمیر کے	۲۴۴	کارک دل
۱۶۲	دریا سلی	۲۴۵	شہر چین	۲۴۵	شہر چین	۲۴۵	دریا سلی



صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۲۲۶	پاکلی مادر	۲۵۲	آرام شاہ	۲۵۹	سکندر شاہ	۲۲۷	پر مور کدھیرن
۲۲۷	کونین ہمیش	۲۵۳	رضیہ بیگم	۲۶۰	جلال الدین محمد کبیر	۲۲۸	سکیت
۲۲۸	سندی مع ذکر ریاست	۲۵۴	برام شاہ	۲۶۱	جہانگیر بادشاہ	۲۲۹	چھتلی
۲۲۹	گمر	۲۵۵	علاء الدین مسعود	۲۶۲	شہزادہ شہریار	۲۳۰	چوسی
۲۳۰	کمالا کدہ	۲۵۶	غیاث الدین بلبن	۲۶۳	شہزادہ داؤد گنجش	۲۳۱	سیبہ
۲۳۱	سکیت	۲۵۷	کیقباد	۲۶۴	شاہجہان بادشاہ	۲۳۲	گلگیر
۲۳۲	چھتلی	۲۵۸	فیروز شاہ غلی	۲۶۵	بہادر شاہ	۲۳۳	بسوتی
۲۳۳	چوسی	۲۵۹	علاء الدین غلی	۲۶۶	جہاندار شاہ	۲۳۴	پنجاب کو حکام کے ذکر میں
۲۳۴	سیبہ	۲۶۰	شہاب الدین یار شاہ	۲۶۷	فرخ سیر	۲۳۵	مسلمان حاکموں کو حال میں
۲۳۵	گلگیر	۲۶۱	غیاث الدین تغلق	۲۶۸	محمد شاہ	۲۳۶	سلطان محمود غزنوی
۲۳۶	بسوتی	۲۶۲	سلطان محمد تغلق	۲۶۹	نادر شاہ بادشاہ ایرانی	۲۳۷	سلطان مسعود
۲۳۷	پنجاب کو حکام کے ذکر میں	۲۶۳	فیروز شاہ	۲۷۰	ونواب ذکر یاخان	۲۳۸	سلطان مودود
۲۳۸	مسلمان حاکموں کو حال میں	۲۶۴	تغلق شاہ ابوبکر شاہ	۲۷۱	احمد شاہ ابدالی	۲۳۹	ابوالحسن علی بن مودود
۲۳۹	سلطان محمود غزنوی	۲۶۵	محمد شاہ بن فیروز شاہ	۲۷۲	ونواب بیچی خان و	۲۴۰	سلطان عبدالرشید
۲۴۰	سلطان مسعود	۲۶۶	ناصر الدین محمود شاہ	۲۷۳	میرمنو وغسیرہ	۲۴۱	سلطان ابراہیم
۲۴۱	سلطان مودود	۲۶۷	خضر خان	۲۷۴	تیمور شاہ بن احمد شاہ	۲۴۲	سلطان مسعود ثانی
۲۴۲	ابوالحسن علی بن مودود	۲۶۸	مبارک شاہ	۲۷۵	زمان شاہ	۲۴۳	سلطان ارسلان شاہ
۲۴۳	سلطان عبدالرشید	۲۶۹	محمد شاہ بن فرید خان	۲۷۶	سکھوں کی تواریخ میں	۲۴۴	سلطان ہررام شاہ
۲۴۴	سلطان ابراہیم	۲۷۰	بھلول لودی	۲۷۷	بابا نانک	۲۴۵	خسرو شاہ
۲۴۵	سلطان مسعود ثانی	۲۷۱	سکندر لودی	۲۷۸	گورو انگد	۲۴۶	ملک خسرو
۲۴۶	سلطان ارسلان شاہ	۲۷۲	ابراہیم لودی	۲۷۹	گورو امراس	۲۴۷	سلطان علاء الدین فخری
۲۴۷	سلطان ہررام شاہ	۲۷۳	ہمایون شاہ	۲۸۰	گورو رامداس	۲۴۸	قطب الدین ایبک
۲۴۸	خسرو شاہ	۲۷۴	شیر شاہ افغان	۲۸۱	گورو ارجن	۲۴۹	نور الدین یلدوز
۲۴۹	ملک خسرو	۲۷۵	اسلام شاہ	۲۸۲	گورو گوبند		
۲۵۰	سلطان علاء الدین فخری	۲۷۶	فیروز شاہ	۲۸۳	گورو ہر اسے		
۲۵۱	قطب الدین ایبک	۲۷۷	عادل شاہ	۲۸۴	گورو کرشن		
۲۵۲	نور الدین یلدوز	۲۷۸	محمد شاہ				

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ
۴۷۵	گوروتیغ بہادر	۴۹۵	نیسری لٹرائی بیلیان	۵۲۲	پنجاب کے متفرق پانچواں	
۴۷۶	گورو گوہر سنگھ	۴۹۶	الہ کی	۵۲۳	احوال میں	
۴۷۸	نیدہ سیرانی	۴۹۷	چوٹی لٹرائی گجرات کی	۵۲۴	مسلمانوں و ہندوؤں کی	
۴۸۰	۱۔ مثل بھکیوں کی	۴۹۸	ہندوستانی انگریزی	۵۲۵	فزارات و معابد کے	
۴۸۱	۲۔ مثل رائگدھیوں کی	۴۹۹	فوج کو مفسد کے	۵۲۶	بیان میں	
۴۸۲	۳۔ مثل ٹھیکوں کی	۵۰۰	بیان میں	۵۲۷	نزار و تانچ بخش لہوری	
۴۸۳	۴۔ مثل ٹیکوں کی	۵۰۱	ضلع جالندھر کا مفسد	۵۲۸	نزار و دھولال حسین	
۴۸۴	۵۔ مثل آلو و الیونکی	۵۰۲	ضلع ہوشیار پور	۵۲۹	لاہوری	
۴۸۵	۶۔ مثل دلی و الیونکی	۵۰۳	ضلع کانگڑہ	۵۳۰	نزار محمد شاہ معصوم دیا	
۴۸۶	۷۔ مثل نشان الیونکی	۵۰۴	ضلع امرتسر	۵۳۱	انجاری	
۴۸۷	۸۔ مثل فیض الیونکی	۵۰۵	ضلع گورداس پورہ	۵۳۲	مقبورہ شاہ چرخ گیلانی	
۴۸۸	۹۔ مثل کڑوی سکھوں کی	۵۰۶	ضلع سب ڈیوٹ	۵۳۳	مقبورہ شاہ ابواسحاق	
۴۸۹	۱۰۔ مثل شہید بنو گیلوں کی	۵۰۷	ضلع گوجرانوالہ	۵۳۴	قادی	
۴۹۰	۱۱۔ مثل بھکیوں کی	۵۰۸	ضلع جھلم	۵۳۵	مقبورہ شیخ موسیٰ	
۴۹۱	۱۲۔ مثل سکرچکیوں کی	۵۰۹	ضلع راول پٹی	۵۳۶	سہروردی	
۴۹۲	۱۳۔ مثل خیشہ اور دلی کی	۵۱۰	ضلع شاہ پور	۵۳۷	مقبورہ عبدالجلیل چوہدری	
۴۹۳	۱۴۔ مثل کھنڈ و نوہا سنگھ	۵۱۱	ضلع گجرات	۵۳۸	قریشی سہروردی	
۴۹۴	۱۵۔ مثل کھنڈ و لیب سنگھ	۵۱۲	ضلع لیہ	۵۳۹	مقبورہ شاہ ابوالعالی قادری	
۴۹۵	۱۶۔ مثل لٹرائی دی گائیر و	۵۱۳	ضلع خان لڈہ	۵۴۰	مقبورہ شاہ محمد غوث	
۴۹۶	۱۷۔ مثل لٹرائی پھیر و	۵۱۴	ضلع ڈیرہ غازی خان	۵۴۱	قادی کیلانی	
۴۹۷	۱۸۔ مثل لٹرائی بدوال	۵۱۵	ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	۵۴۲	مقبورہ شاہ بلاول قادری	
۴۹۸	۱۹۔ مثل لٹرائی علی ٹال	۵۱۶	ضلع ملتان	۵۴۳	مقبورہ محمد طاہر لاہوری	
۴۹۹	۲۰۔ مثل لٹرائی پانچوین	۵۱۷	ضلع جھنگ	۵۴۴	مقبورہ میان میرا لالہ	
۵۰۰	۲۱۔ مثل لٹرائی رسول نگر کی	۵۱۸	ضلع گوجرہ	۵۴۵	مقبورہ ملا شاہ قادری	
۵۰۱	۲۲۔ مثل لٹرائی	۵۱۹	ضلع پشاور	۵۴۶	نزاری بی پاک فاضل	
۵۰۲	۲۳۔ مثل لٹرائی	۵۲۰	ضلع تیرہ	۵۴۷	مقبورہ حضرت ایشان	
۵۰۳	۲۴۔ مثل لٹرائی	۵۲۱	ضلع کوہاٹ	۵۴۸	نزار محمد بن شاہ منصور گھڑی	

صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم	احوال مندرجہ	تقسیم	احوال مندرجہ	صفحہ
۵۲۶	مزار محمد اسماعیل مشوہ میانہ ڈا	۵۲۶	خانقاہ شاہ عدوان	۵۲۶	جو الادیوی کامندر	۵۲۶
"	مقبورہ سید جان محمد حسوری	"	مقبورہ شیخ نور الدین دلی	"	پیر مراد علی	"
"	مسجد وزیر خان	"	ہندوؤں کی پشنگ گھون	"	پنج صاحب	"
۵۲۷	مسجد طلانی	"	کا حال	"	کاشی	"
"	مسجد بادشاہی	"	بھدر کا	"	نر شنگہ بھو بار	"
۵۲۸	زیارات عالیات	"	بھین کا تھان	"	بھلاؤ بھگت کا استغفار	"
۵۲۹	زیارات موجودہ قلعہ لاہور	"	چو بارہ پھو بھگت	"	بھینو دیوی کامندر	"
"	زیارات موجودہ خانہ فقیر علی شاہ	"	کورہ ارجن کے سادہ	"	مری امر ناتھ	"
۵۳۰	مزارات حجورہ شاہ محمد مقیم	"	رجیت سنگہ کی سادہ	"	چتر سنگہ	"
۵۳۱	مقبورہ شیخ داؤد شہر لکھی	"	رام تیرتھ	"	شنگہ ارجن	"
"	روزہ خواجہ فرید بخش شکر چشتی	"	نالا اب امرتھ	"	گیت سنگہ	"
"	مقبورہ خواجہ سلیمان چشتی	"	ترن تارن	"	لیٹن صاحب	"
"	روزہ سید احمد علی سرور سلطان	"	نانک کا ڈیرہ	"	شار کا دیوی	"
"	روزہ شیخ بہاؤ الدین تائی فکر	"	نانک صاحب	"	ہندو ہانوانی قونو کے	"
۵۳۲	روزہ سید شمس الدین تیری	"	کت سر	"	بیان بین	"
"	مزارات خاندان آفتابہ مقبرہ	"	کانگا دیوی کامندر	"	سنگہ	"
۵۳۳	روزہ سید جلال الدین مخدوم	"	کوہ الکیار و مندرہ مانی	"	کھتری	"
"	جہان بان	"	بان گنگا و تپال گنگا	"	برہمن	"
"	مقبورہ شاہ ولادیانی	"	گیا کڈ	"	اڑوری	"
"	مقبورہ شیخ بہلول قادری	"	سورن کنڈ وغیرہ	"	راجپوت	"
"	مقبورہ شاہ لطیف بری	"	گیت سنگا	"	بھٹی راجپوت	"
۵۳۵	مقبورہ شاہ بدر گیلانی	"	ایشرا کوٹہ	"	بجو و باجوہ راجپوت	"
"	مقبورہ ناسل شاہ قادری	"	متفرق مندہ نامی کوہ کانگر	"	پھولودن راجپوت	"
"	خانقاہ رتھینہ	"	یجنا تھہ مادیو	"	سلہ راجپوت	"
"	مقبورہ شیخ احمد علی انسانی	"	من ہمیش جہادیو	"	منہاس راجپوت	"
"	مزار تھہ و م شیخ محمد کشمیری	"	تلوک ناتھ	"	اعوان	"
"	جامع مسجد کشمیر	"	منی کرن	"	جو بان راجپوت	"
"		"	روال سر	"	کوٹھ راجپوت	"
"		"	منہا جمیل	"	قوم جات	"

صنف	احوال مندرجہ	صنف	احوال مندرجہ	صنف	احوال مندرجہ
۵۵۳	کاملون جاٹ	۵۵۹	بھائیڑ	۵۵۳	مہندو مذہب
۵۵۴	گھمن جاٹ و جیوہ راجپوت	۵۶۰	بھروہیہ	۵۵۴	یشوی
۵۵۵	کولہای و ساہی جاٹ	۵۶۱	پھلی و اڑہ	۵۵۵	جی کشتی
۵۵۶	ماہی جاٹ	۵۶۲	یتلی	۵۵۶	شاکنک
۵۵۷	ادک جاٹ	۵۶۳	لوہار و ترکھان	۵۵۷	جیوگی
۵۵۸	ہندل جاٹ	۵۶۴	چھینا پادوہوی	۵۵۸	گوشا بنین
۵۵۹	جگر و جھٹل جاٹ	۵۶۵	چنیور	۵۵۹	سروگی
۵۶۰	قوم سیال کھڑل و چہر و لالہ	۵۶۶	چار	۵۶۰	ستہری
۵۶۱	وگھڑ و کھیر	۵۶۷	چنگر	۵۶۱	دادو پیتھی
۵۶۲	شب گونری جاٹ	۵۶۸	ٹائی	۵۶۲	اوداسی
۵۶۳	کاشب گوتری جاٹ	۵۶۹	راول	۵۶۳	گلاب داسی
۵۶۴	قوم پچاہ	۵۷۰	سانسی	۵۶۴	مذہب کوکا
۵۶۵	تور و راجپوت	۵۷۱	کلی زنی	۵۶۵	پریم جت ج
۵۶۶	سید	۵۷۲	لباتہ	۵۶۶	ننگ
۵۶۷	فریشی	۵۷۳	مصلی	۵۶۷	الکھ نامی
۵۶۸	منغل	۵۷۴	میرانی	۵۶۸	چو کڑی
۵۶۹	بٹھان	۵۷۵	کشیری	۵۶۹	انیت گوشا بنین مہینای
۵۷۰	شیخ	۵۷۶	شیخ ڈہوئی	۵۷۰	خنگر اچاری
۵۷۱	خواجہ	۵۷۷	سپیدی	۵۷۱	اودھوت
۵۷۲	ڈوگر	۵۷۸	قصاب	۵۷۲	دودھا و ہاری
۵۷۳	کیمو	۵۷۹	منفی یعنی دوم	۵۷۳	مذہب اہل اسلام
۵۷۴	سامو سلمان	۵۸۰	بھگی خاکروب	۵۷۴	سستی مسلمان
۵۷۵	قوم بلوچ	۵۸۱	نڈی چوڑی	۵۷۵	شعیر امامیہ
۵۷۶	ریاست قلات	۵۸۲	طوائف یعنی کسی کچن	۵۷۶	تفضیلیہ
۵۷۷	گیم	۵۸۳	ستار	۵۷۷	صوفی
۵۷۸	ارٹھین	۵۸۴	پریم	۵۷۸	فرقہ دہانیہ
۵۷۹	مافکہ	۵۸۵	مہندوستانی مقام کو بیان	۵۷۹	پنجاب کی تجارت و زر و بدلہ تقسیم
					بیان من

صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ	صفحہ	احوال مندرجہ
۵۷۶	پشیمینہ	۵۷۹	پارچہ پوینی	۵۸۱	انبت	۵۸۱	انبت
۵۷۸	پشیم	۵۸۲	گوڑ	۵۸۲	سکرات	۵۸۲	سکرات
۵۷۸	افون	۵۸۳	کھانڈ	۵۸۳	پجای	۵۸۳	پجای
۵۷۹	دیسی کی کاکھڑا	۵۸۴	بیوہ جات	۵۸۴	کلانہ	۵۸۴	کلانہ
۵۷۹	نیل	۵۸۵	غلاہ قسم	۵۸۵	معدنیات	۵۸۵	معدنیات
۵۸۰	بجیٹ	۵۸۶	تجارت نمک	۵۸۶	چونا کی ڈونٹہ	۵۸۶	چونا کی ڈونٹہ
۵۸۱	کسوم	۵۸۷	اوتہ روغن زرد	۵۸۷	تھا بیت و ضلع ملک پنجاب	۵۸۷	تھا بیت و ضلع ملک پنجاب
		۵۸۸	لکڑی	۵۸۸	خانہ کتاب	۵۸۸	خانہ کتاب

تمام شد

بِعَوْنِ صَنَاعِ مَكِينِ وَكَافَضِلِّ خَلْقِ دُورِ

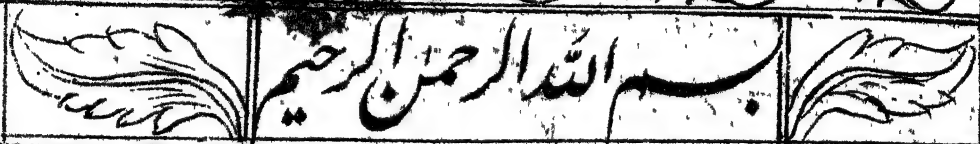
تَجْدِيدِ تَحْصِيلِ نَسْجَةِ قَرَارِ وَابْتِخَانِ شِعْرِ عَقْلِ مَسِيتِ اَنْزِلِ اِنْزَامِ بَسْمِ

تَاخِذِ خَزَنَةِ خَا

اَنْدُوْنِ اَلْبَقِ وَاقِفِ اَلْوَمِ وَفَوْقِ سَدْرِ دُرِّ مَشْقِ غَلَامِ سَدْرِ صَاحِبِ رَتَبِ اَبُو

مَطْبَعِ مِثْلِ مَشْنُوْنِ كَشْفِ مِفْتَاحِ اَبِ طَبَايعِ مَفْتُوحِ





اے اللہ اگر خالق جنی و بشر خداوند کریم غفور الرحیم سے اعلیٰ رزق دینی و الامجد و خاص عام ذو الجلال والاكرام قادر  
 صانع گوناگون جو انہی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ بنا کے طرح طرح کے جلوئی دکھائے  
 کہیں گوار کہیں خار کہیں خزان کہیں بھار کہیں بر مایہ روان کہیں رنگ طہان کہیں خوشی کہیں گمراہی  
 کہیں جوانی کہیں پیری کہیں غم کہیں گل کہیں تانی کہیں گل کہیں ظلمت کہیں نور اسکی قدرت کا کھنور  
 روحانی اگر اکتھ حاسے پر وہ دیدہ و باطن سے غفلت کا بھجان میں جا رہا آئیں نظر نور اسکی وحدت کا  
 عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی جسم حق میں میں یہ حقیقت میں اگر ہو وہی کوئی طالب حقیقت کا پتہ اگر ہو  
 یہ معلوم شمع اندھین جہل لعل کہیں تہم لعل سب سے روشن الیٰ ہر حاکم حق شہر مغیر ملک صاحب لیلال الکیاج  
 علاج صلاح احمد جتنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ ذات باہر کات ہی بیکر کور ہو کہ کائنات ہی حق نے  
 اسکی شان شاہ کا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا میں بر بلا ماورید از دگھلا نا محبت کا جام بلا تاخیر ہم پر کیا نبیوار  
 حیا کا اس بلا و اہل ذات ہی ذات ہی حق ہے اگر کھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو دے چکے ہو وہ اہل  
 چکی ہستی سے ہو چکی کو تمام طور ہی چکے ہو ہمیں نہر ذات ہی چکے ہو کل خاص و عام  
 خیر خواہ خلق باطن نکو خیر دنیا خیر دین خیر الکرام پہنچ اسی سرور و صدق کی تیش و بدیم بیکل سفیر سلام  
 من بعدہ ہر سلام سرور و علق مفتی بشرع الامی مولانا مفتی غلام محمد قریشی لاہوری خدمت میں  
 حاضر علم و ہنر کے سید میں کہ کتاب ہے کہ جہاں تم کتاب کے شہدائے انوار تھے الاصفیاء گنج ہائے کائنات  
 میں میں کہ تالیف تصنیف و تراجم و تفسیر کا دار و پور ہے کہ ان کے بارے میں کیا کتاب ایک رنگ کا کتاب



احوال میں زبان اردو و راجہ لکھنؤ اس شوق میں ایک سال کامل حالات کی تلاش درپیش رہی اور بہت سی سعی کی  
بعد چند احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہو اس مختصر میں زیبا اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا  
پانچ حصوں میں تقسیم کی \*

### پہلا حصہ

تیلج یا سوجناٹا کہ میدانی ملک کے حال میں جو فی زمانہ گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اس میں پانچ تقسیمیں ہیں۔  
پہلی تقسیم دریاؤں اور جبلوں کی حالات میں دوسری تقسیم تیلج پار کے ضروری احوال و قبا و قبضہ مردم شمار  
و تقسیم مساحت و ضلع داربج کی ذکر میں تیسری تقسیم بادشاہوں و راجوں ریویوں و جاگیرداروں کے بیان میں  
چوتھا ملک میں جاگم ہے اور ای میں مذکورہ حکومت انگریزی چوتھی تقسیم تیلج پار سے جہاناک کے شہروں و  
قبضوں و قلعوں و قدیمی سکانون و عباد و پرستش گاہوں وغیرہ کے بیان میں آٹھ محل مال مضدہ فوج انگریزی  
ہندوستانی جو ضلع کے موقعوں پر تخریر ہوا ہے پانچویں تقسیم تیلج پار سے جہاناک کے کوستانی ملک  
اور وٹا کے شہروں و قبضوں و قلعوں و گھاٹیوں و دروں و دریاؤں و جبلوں گانوں کی ذکر میں

### دوسرا حصہ

دو پہلے تیلج کے کوستانی سے لے کر کل پنجاب کے میدانی اور غریبی ہزاری ملک کے حال میں اس میں آٹھ تقسیمیں ہیں  
پہلی تقسیم پنجاب کے حدود و قبا و قبضہ و غیر ضروری حالات کی ذکر میں دوسری تقسیم پنجاب  
تقسیم انڈیا و محکمات و ضلع و رقبہ قسمت و ادارہ محکمات مدارس و پولس و ریل و تار بجلی وغیرہ تیسری تقسیم  
دریاؤں کی ضروری حالات اور ان کی چشموں و دفنار و مسافت و طول و عرض کے ذکر میں اور محل مال و  
اور زمینوں کا جو ان سے نکلتی ہے داخل ہوتی ہیں چوتھی تقسیم پنجاب کے پانچوں دریاؤں و آبنائوں کو جس  
طول کے بیان میں پانچویں تقسیم پانچوں دریاؤں کی انڈیا کی شہروں اور قبضوں اور بستوں کے  
ذکر میں آٹھ احوال مضمرات قدیم و جدید و ماعیات و قلعیات و آبادی شہروں و متعلق ہیں یہ تقسیم  
دریاؤں و سندھ کے پار کے ملک کے شہروں و قبضوں کی تشریح میں سادہ سادہ تقسیم علاقہ ہندوستان  
دریاؤں و دیوین و سرحدی ہزاریوں کے احوال میں آٹھویں تقسیم ہندوستان کی ریاست اور وٹا  
ملک کی تفصیل میں ہے

### تیسرا حصہ

ساتھ کے شمالی اڈا کے علاقوں کی احوال میں آٹھویں تقسیم پنجاب کے پانچوں دریاؤں و آبنائوں کو جس  
طول کے بیان میں پانچویں تقسیم پانچوں دریاؤں کی انڈیا کی شہروں اور قبضوں اور بستوں کے  
ذکر میں آٹھ احوال مضمرات قدیم و جدید و ماعیات و قلعیات و آبادی شہروں و متعلق ہیں یہ تقسیم  
دریاؤں و سندھ کے پار کے ملک کے شہروں و قبضوں کی تشریح میں سادہ سادہ تقسیم علاقہ ہندوستان  
دریاؤں و دیوین و سرحدی ہزاریوں کے احوال میں آٹھویں تقسیم ہندوستان کی ریاست اور وٹا  
ملک کی تفصیل میں ہے

و جہلیوں و کانوں کی ذکر میں تیسری تقسیم تبت و لدان و گلگت و کشٹوار وغیرہ کے بیان میں چوتھی تقسیم  
کوہ جہول اور وٹانکی ریاست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر میں پانچویں تقسیم کوہ کانگرہ اور اس  
ضلع کی شہروں و قصبوں و ریاستوں کی تشریح میں جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں \*

### چوتھا حصہ

پنجاب کے حاکم اور ناظموں کے ذکر میں اسپہن تین تقسیم ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے  
ذکر میں جو سلاطین غزنویں سے چٹائی و دورانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے دوسری تقسیم سکھوں کے  
ظہور و عروج و حکومت کے بیان میں گرونانک کے عہد سے ہمارا اخیرت سنگھ و ولایت سنگھ کی انفرادی حکومت تک  
تیسری تقسیم انگریزوں کے ہندوستانی خراج کی فساد و خونریزی کے تذکرے میں جو سال ۱۷۵۷ء میں وقوع ملا

### پانچواں حصہ

پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال میں اسپہن تقسیم ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں و ہندوؤں کی عبادت  
و عزائم و تقاب و رستہ نگاہوں کی ذکر میں دوسری تقسیم ہندو و مسلمانوں کی قوموں کی بیان میں -  
تیسری تقسیم ہندو و مسلمانوں کی مذہب و عقاید کی تفصیل میں چوتھی تقسیم تجارت و آمد و برد و پیداوار  
و صنایع و محلات کی احوال میں \*

### قطعہ تاریخ نظم کتاب

ہوئی جوق فضل از دہی سے نہی نیار پنجابی تو ایرج کعبہ و رسول و حال انجام کیا ظہار پنجابی تو ایرج

### پہلا حصہ

تبت و لدان و گلگت و کشٹوار و وٹانکی ریاست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر میں پانچویں تقسیم کوہ کانگرہ اور اس  
ضلع کی شہروں و قصبوں و ریاستوں کی تشریح میں جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں \*

### دو بابے جس میں

۱۔ سکھانہ وادی کے حاکم اور ناظموں کے ذکر میں اسپہن تقسیم ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے  
ذکر میں جو سلاطین غزنویں سے چٹائی و دورانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے دوسری تقسیم سکھوں کے  
ظہور و عروج و حکومت کے بیان میں گرونانک کے عہد سے ہمارا اخیرت سنگھ و ولایت سنگھ کی انفرادی حکومت تک  
تیسری تقسیم انگریزوں کے ہندوستانی خراج کی فساد و خونریزی کے تذکرے میں جو سال ۱۷۵۷ء میں وقوع ملا

چشمہ پانی کا حکم اندازہ تین فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز تہا  
 اس دریا کا شمار ہوتا ہے اس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب پہنچ نہیں سکتا اور اگر جا  
 تو بہن سن ہو بلے زندہ پھر نہ آسے اس زمانہ میں سوا سے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ یہی ٹری حکمت  
 علی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہاں گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہاں تک نہیں گیا پھر  
 جب اس چشمے کا پانی بہار کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیوں میں آتا ہے تو اوراد گرم چشموں کے پانی ہی جو  
 اس نواح میں کثرت جاری ہیں اس سے ملکر اور کچھ دھوپ کی گرمی سے برف پگھل کر پانی کثرت میں  
 ہو جاتا ہے اور ایک چوٹی سی دریا کی صورت بنا کر وہاں سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پھر چشمہ  
 آٹھ میل کے فاصلہ پر اگر دریا سے برائی لنگا جو جہاں سے پڑا بی وچڑان و گہران و قیزی و قندی میں گئی ہے  
 مادہ ہے اس میں اگر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پھر یہ دریا ٹری زور و شور سے بلندی سے  
 بستی کو آتا ہوا بعد ملے کرنے مسافت آٹھ میل اور سولہ میل چشمے کوٹ ننگ کے پاس آ پہنچتا ہے  
 جو اس کے چشمے سے پانچزار چوبیس فیٹ نیش میں ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل میں نہ دریا  
 فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے بستی کو آتا ہے وہاں سے پانچ میل نیچے کو اگر دو ہائے بستی کہ  
 کتا کے ہاڑ سے ٹکرا اس میں آتا ہے پھر وہاں سے تین میل نیچے دریا سے تال اور پھر آٹھ میل نیچے  
 دریا سے نکالہ اکوہ ٹونس کے مقام سے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے پھر چار میل نیچے اگر دریا سے رکنا پھر  
 دس میل چلکر دریا سے کہنتی و منہ طرف سے آکر اس میں شامل ہو جاتے ہیں پھر پندرہ میل اور چلکر دریا  
 اگلے چار ایک ٹر اور پھر آج چڑا ہے بائیں طرف سے اگر اس سے ملتا ہے ان دریاؤں کے سوا بقیہ  
 راستہ کے اندر اور پشاور نہ یوں اور چشموں کے پانی بائیں دائیں دونوں سمت آکر اس میں ملے جاتے ہیں  
 دریا کے اگلے کی شمول کے مقام سے رنج اس دریا کا جنوب مغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت  
 ہو جاتا ہے وہاں سے تیرہ میل کے چلکر دریا سے ٹونس ٹری زور و شور سے بہتا ہوا اس میں آتا ہے وہاں سے  
 دس میل نیچے دریا سے گری اس سے شمول پاتا ہے دریا سے ٹونس کی شمول کے مقام کو دانامان و ننگ  
 کی سطح سے ایک تہا چھ سو چالیس فیٹ بلندی پر کرتے ہیں دریا سے ٹونس و کر کے شامل ہونے کی بعد چوڑا  
 اس کی بہت اور رفتار اس کی تیز ہو جاتی ہے اتحد کہ بہات میں چہ سو گرا و پندرہ یوں میں اکیس گز کے چڑان پر  
 گہراں بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی ہی مصفا و پاکیزہ ایسا کہ مچلیاں پانی کے اندر تیرتی  
 نظر آتی ہیں پھر ایک میل نیچے اس مقام کے دریا سے آں کے بائیں طرف سے اگر شامل ہو جاتا ہے دریا  
 اس ہی ایکٹمی دریا کو ہلا کہ ہے جو ایک تہا چار سو تیرہ فیٹ کی بلندی سے نیش کو اگر جنوب مشرق کی

سمت شمال جنوب کے پتہ ہوا اور ذریعہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جنما میں آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد  
 دریا ہے جنما پہلے بہت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو ہوتا ہوا اور کوہ سوا ملک کے گھاٹیوں اور غاروں کے  
 اندر ہوتا ہوا بارہ میل بہت طے کر کرہندوستان کے ہمارے میدان میں داخل ہو جاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ  
 سے لیکر ہند کی میدان تک بعضی مورخ ایک سو تیس میل اور بعض ستاونیں میل فرماتے ہیں اس طرح کہ اگر دریا کے راستے  
 اور اس کے بچ و خم سب شمار کر لے جاوین تو بیشک ایک سو تیس میل اور اگر سید ہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط  
 ستاونیں میل شمار میں آتے ہیں ہند کے میدان کے دخول کا مکان ایک ہزار دو سو پچتر فیٹ سطح سمندر سے بلند  
 ہے اور سو فیٹ فی میل شیبہ سے لیکر ہند کے میدان تک اسکی فیش شمار میں آتی ہے میدان میں اگر دریا بہتا  
 بہت سی شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدہ پہنچتے ہیں  
 اور سوداگری کا مال بھی بھاڑے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیو دار و چیر دزیتوں وغیرہ  
 کا کوئلہ و سہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑوں کے اوپر سے اس میں بہنک تیتے ہیں اور وہ تیرتی ہوئی  
 میدان میں آتی جاتی ہیں دہلی کے نیچے اس دریا پر جو جسے تک کشتیوں کا بل بندھا رہتا ہے مگر برسات کے تین دنوں  
 میں بل ٹوٹ کر آمد رفت مسافروں کی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجڑا ہے اس  
 دریا کا خاص شرق کی سمت ہو کر استہ میں جکر کہتا اور کہی شرق اور کہی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا  
 اگر آباد کے قلعہ کے نیچے پہنچ کر لگھا سے مل جاتا ہے کل مسافت و طول اسکا دہلی سے آلا آباد تک بارہ دریا  
 چہرہ سو آٹھن میل ہے اور اس قدر استہ میں دریا کے مان و فصل و سمنہ و تہ و کانی پانچ دریا و دہلی طرف  
 و دریا سے مندرجہ و سنگور و تہ میں دریا میں سمت سے دور دور سے آکر اس میں داخل ہوتے جاتے ہیں  
 ان کے سواے اور یہی بشیارہ فیض نالے کو ہی و میدانی دونوں سمت سے آکر اس کے ساتھ شامل ہوتے ہیں  
 پنجاہ صوبہ میں دریا کا بہت بڑا ہے وہاں بہت کہیں ایک میل اور کہیں دھیل اور کہیں اس سے زیادہ چڑا ہوتا ہے  
 اور تیز روی بھی سخت تر ہوتی ہے اور بسا بہت کہ اسکی تہ میں تہر و ٹیکے و چھلیاں بے شمار ہیں جہاں زمین  
 نہیں چل سکتا بہت دریا لبان میں زیادے لگاکے اس مقام تک کہ لگاکے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے  
 مگر آبائی میں تھوڑا ہے اس کے ذریعہ سے شہر کالپی و آباد و متہرا و اگرہ و دہلی وغیرہ میں جو اسکے کنارے  
 اوپر آباد ہیں شہر کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور بلند  
 ہیں اور تیز روی اور پانی بھی اس میں اور دریاؤں سے زیادہ ہے اس کے تہ میں پہاڑی تہر تیلے و لکڑی  
 ٹکے حصہ میں اسکے چھلیاں و مگر چہرہ اور بولن و سنار و کھڑیاں وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہیں کل طول  
 اسکا چشمہ سے لیکر لگھا کی شمول تک تھہ سو ساٹھ میل کا ہے اور دونوں دریاؤں کے شمول کے مقام پر آباد

کا قلعہ ٹرا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہ دو نو دریا پانی میں ساوی میں لگو لگا زیادہ گہری  
 اور پانی اسکا زردی پائل و مکدر و کمر رفتار اور جہنا نہایت تیز و مصفا ہے پانی حکما بلور کی طرح آبدار و  
 شفاف ہے و نو کی پانیوں میں صرف ہندو فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذائقہ دار و شیرین جہا کے پانی  
 ہے ہندو لوگ جہا کو نہایت متبرک و لایق پرستش جانتے ہیں اور چونکہ شمول اسکا آخر کار گنگا کے ساتھ  
 ہوتا ہے یہ بھی ایک وجہ اسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی ہندوؤں کا قول ہے کہ دریا ہرستی  
 جو ہند کے میداؤں میں بہا کر زمین میں گرس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہاں آتا ہے اور آگہ آباد  
 کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلا گنگا کے ساتھ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا ٹور برج کے نیچے سے ضرور  
 مگر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آیا یہ وہی ہرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہاں اگر ظاہر  
 ہوتا ہے فیروز شاہ کی محضر جہا کی نہروں میں یہ نہر ٹری اور برانی و مشہور بر آب چوڑی اور گہری  
 قابل حجاز رانی کے ہے پہلے یہ نہر جہا کے دہنے کنارے سے سمت جنوب مغرب جھک کر بعد طے کرنے راستے کہو  
 سیل کے دہرت کے مقام تک پہنچتی ہے پھر وہاں سے چٹنگ ندی میں داخل ہو کر ہاشی تک و پھر ہاشی  
 شمال مغرب کے سمت کو چلتی ہوئی حصار تک آتی ہے حصار کی مقام تک کل طول اس نہر کا دمانہ سے لیکر ایک  
 پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پھر خنیل کے کہو د اہوار استہ اسکا سو قوف ہو جاتا ہے مگر طغانی کے وقت  
 یہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غری ریگستان تک پہنچ جاتی ہے وہاں پانی اسکا ریگ کے  
 ٹیلوں کے اندر جذب ہو جاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغانی ہوتی ہے تو وہاں سے یہ دریا گنگر میں ملکر  
 اس کے ذریعے تلج میں جا پہنچتی ہے پھر کو اول فیروز شاہ بادشاہ قلعے نے کہو د وایا اور ہریانہ کی جنگل کو جو  
 اسکی سنگار گاہ تھی لے گیا حکما فیض آجنگ جاری ہے مگر اس کے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہ نہر  
 ہو گئی اور پانی کا اجرا موقوف ہو گیا تھا پھر شاہجہان بادشاہ نے اپنی مملکت کے وقت اسکی اجرا پر توجہ کی اور  
 نواب علیچر دان خان شہیدی کو اس کے اجرا کی کام پر مامور کیا اس نے بڑی سعی و کوشش کے ساتھ اسکا کام میں بندھی  
 کر کے اسکو پھر جاری کیا اور اس کے دمانہ سے اتنی میل نیچے ایک درخت کہو وکر دلی کو لایا سو قوف سے یہ  
 مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جب اسکی خبر گیری نہ ہوئی تو پھر اسکا اجرا بند ہو گیا اور  
 اگر نیری عمارت تک مستور نہ رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت میں ایک لاکھ روپے صرف ہو کر اسکی صفائی  
 ہوئی اور تھوڑی مدت تک اسکا پانی ہی جاری ہوا مگر پھر نہ ہو گئی آخر اگر نیری عمارت کے وقت لاٹو وٹنگ  
 اسکی صفائی کی طرف توجہ ہوئی تو اسکا کام میں اسکی صفائی کا کام شروع ہو کر شمس الدین ختم ہوا ہے  
 یہ جاری ہے دلی کی غور اور اسکا سر ایک ہی پر آگے اگرچہ شاہنشاہین میں ختم ہو جاتی ہے پہلے پہل صفائی



اسکی زیر کی تمام سے بہادر گڑھ نکال کیو کیا دن میل ہوئے دوسری شاخ جو رہتک کو جاتی ہے تیا لیس میل  
 بہتر تیرہ شاخ جو دارا کو جاتی ہے تیس میل و چوتھی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نھر کا سوا سکی شاخوں  
 کی دو سو چالیس میل شمار میں آیا علی مردان خان کی نھر اسکو بادشاہی نھر اور دہلی کی نھر بھی  
 کہتے ہیں فی الحقیقت یہ نھر بھی فیروز شاہ کی نھر کی ایک شاخ ہے جسکو ناب علی مردان خان شہدہ شاہجہان  
 بادشاہ کی حکم سے موضع ریر کے پاس فیروز شاہ کی نھر کے دانہ سے جو دریائے جمنا سے نکلا گیا ہے اسی نھر  
 نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہو در دہلی تک لایا اپنی دانہ سے یہ پچیس فیٹ پورسی بلکہ مختلف سمتوں  
 اور مختلف راستوں اور پچھاڑوں کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک جاتی ہے اور پھر شہر کے اندر سے ہوتی  
 ہوئی قلعہ میں جاتی ہے اور قلعہ کے چمنوں اور فواروں کو کسی شاخیں نکر پر آب کرتی ہے پہر کل شاخوں کی  
 ایک شاخ نکر جنبا میں جا پڑتی ہے دہلی کے مغربہ سے اول اس نھر سے شہر اور قلعہ میں بہت رونق تھی اب  
 وہ انتظام بالکل درہم و برہم ہو گیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ۳۰۰ امین اسکی کہو دہلی کا کام شروع  
 ہو کر ۱۰۰۰ امین تک جاری رہا اور اس عرصہ میں کل کام کہو دہلی اور تعمیر عمارات برونی و اندرونی شہر و  
 قلعہ کا باختمام ہو چکا اسوقت پچیس لاکھ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تھی سو اس میں سے ایک نھر بادشاہی  
 خزانہ میں داخل نہیں ہوتا تھا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف میں صرف ہوجاتا تھا ۱۰۰۰ امین  
 جب نواب صفدر خٹک کی سرکشوں کا واقعہ دہلی میں وقوع میں آیا اور سلطنت میں سخت بی نظانیان واقع ہوئے  
 تو یہ نھر بھی عدم خبر گیری کے سبب بند ہو گئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف توجہ نہ دیا  
 احمد شاہ درانی کے گزرنے دہلی کو فتح کر کر ایک لاکھ روپیہ اسکی صفائی کے اور خرچ کیا تو یہی قرار دیتی  
 اجرا اسکا طور میں نہ آیا آخر لڑو سنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف توجہ ہوئی اور ۱۰۰۰ امین اسکی  
 صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جو اربور کے مقام سے شروع ہو کر اسی اصلی راستہ سے پانی  
 اسکا چہاروں کے تک پہونچا پھر وانیسے آگے چلا کر نھر دریائے اتر الامین دہلی گئی وہاں سے چلا کر  
 سوا آٹھ میں داخل ہوئی پھر وانیسے براہ دار اور پور و کر نال دیوانا وغیرہ دہلی میں آہونچی اور یہ کل کام  
 چار سال کے عرصہ میں انجام پانے ۱۰۰۰ امین باختمام ہو چکا نھر و اب یہ نھر بھی شاہجہان بادشاہ کے  
 وقت کی پرانی نھر شاہجہان کے حکم سے اسکو ہی علی مردان خان جناب کے بائیں کنارے سے فیروز شاہ  
 کی نھر کے دانہ کے پاس سے کہو در لایا تھا اور کچھ دور تک یہ نھر اور فیروز شاہ کی نھر میں لپس بہتی تھی  
 پھر آتی مہی دانہ سے ایک تیس میل بلکہ یہ دو ایہ کے علاقہ میں پہونچ جاتی ہے سو اسے اسکا نام  
 دو ایہ شاخ یا چٹا شاخ کی صنف کے وقت یہ نھر بھی بند ہو کر لڑو سنگ صاحب بہادر کے

میں اسکی صفائی کی طرف ہی توجہ ہے اور پہلے کہو دائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سڑک نام  
 تک یہ کام جاری کرنا ختم ہو چکا اسکے بانی سے تمام دو ایک کا ملک سیراب ہوتا ہے بلکہ اگلی زمین تک کا یہ راد  
 و نشان ہے کہ ایک اور پھر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جبل سے کہو در لہ نہایت کو لائی جاوے  
 دریا سے مشہور ہے یہ ایک چوٹا سا دریا دگڑھ دریا کہ ہے اول یہ نہر نول سے چند میل پر ہے جو  
 کے طرف سے شمال شرق کو بہرہ جزیں آتا ہے پھر اسی سمت یعنی شمال شرق کو چلتا ہوا بعد ملے کرنے راستے  
 پچتر میل کے گورگاؤں میں ہو چکا ہے وہاں سے ہریائیں میل دہلی کے طرف کو بہرہ کر شہر دہلی سے چند میل  
 نسبت شمال میں کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے **نالہ خنگ** یہ چوٹا سا دریا نالہ بانی کا سرمنڈ کے میدان میں  
 جاوی ہے جو دریا سے سرستی کے اندر سے ہو کر نکلتا ہے پھر وہاں سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور  
 بہت سے علاقوں کو سیراب کرتا ہوا سفیدن کے مغرب کی طرف پہونچ کر فیروز شاہ کی نہر میں داخل ہو جاتا ہے  
 بہرہ اور نہر دو نو ملکر کانر کی ریگستان اور پٹنیر کے میدانوں میں پھیل کر خشک ہو جاتے ہیں جو حصہ سے  
 بقا صحتیں میل کے واقع ہیں کل لمبا اور پستہ اس دریا کا ایک سو چاس یا ایک سو ساٹھ میل کا شمار ہوتا ہے  
 دریا سے مار کڈ اسر مور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گھاٹیوں سے یہ دریا نکلتا ہے اور  
 شہر سے تھوڑی دور جنوب مغرب کی گوشہ کے طرف چکر سرمنڈ کے میدان میں آتا ہے پھر وہاں سے یہی اسی  
 سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا شہر میل کا رستہ اپنے چشمے سے ملے کر دریا سے سرستی میں داخل ہو جاتا ہے  
 اس دریا کی شرق کو سرستی اور مغرب کو دریا کے گہر بہتے ہیں مگر جبلان تینوں بن طیفانی ہوتی ہے تو تینوں  
 اپنی کناروں سے اوچل کر ایک ہو جاتے ہیں اور کوسر ان تینوں دریاؤں کی اکٹاہل جاتا ہے اور زمیندار کو  
 انکی طیفانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی و مکی و ماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینوں  
 دریاؤں کا ایک ہی پہاڑ ہے جو آنتیں میل تک برابر پہلا ہوا چلا گیا ہے دریا سے سرستی سندھ کی  
 عقیدہ میں یہ دریا نہایت متبرک ہے اور اسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہیں کہ اصل میں  
 سرستی برما کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اسنے اپنے آب کو اس دریا کی صورت میں  
 ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہ تھانہ کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل میں جا کر گم ہو جاتی ہے اصل میں پانی کا  
 جذب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے اندر گھر کے آگے آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور دانے تھوڑی ذرا چکر  
 لگا کر جنات کے شامل ہو جاتا ہے باعث اسکا یہ ہے کہ جب یہ سرستی پہاڑ سے اتری تو اسکے ماتھے میں کتاب یعنی  
 عقل کی پوچی تھی اسکو وہ دیکھتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہونچی وہاں اکٹش یعنی ہوتی ہے پھر جگہ آور  
 ہوتے اور جاگتا کہ اس سے وہ کتاب میں لیں اسوقت وہ مذی کی صورت میں شرم کے مارے زمین میں گہری



اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی لنگا کے پاس آگہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہنچی اور زمین سے باہر نکل کر لنگا میں شامل ہوئی اور پہل میں یہ دریا سرسوتر کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق کی سمت کو چل کر جب تیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو ایک دریا پہاڑی ندی جکا نام کہہ کر کے اس کے شامل ہو جاتی ہے یہ سرسوتر اسار استہ اسی سمت کو چل کر یہ دریا دوشاخون میں منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام چٹنگ اور مغربی کا نام سستی ہے برسات کی موسم میں یہ دریا کے گہرے مار کٹھ اتنیون ایک ہو جاتا ہے صرف وہ گاؤں جو اونچے ٹیلوں پر آباد ہیں اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ پانی انکا ذریعہ مضبوطی و قدرتی ہر دن اور نسبت میدانوں کے دور دور تک پہنچ جاتا ہے دوشاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہ جنوب مغرب کے طرف کو پیش میں چل کر تہا نیر تک پہنچتا ہے وہاں پہر مغرب کے سمت کو سترہ میل چل کر مار کٹھ اسے مل جاتا ہے پہر قریب چالیس میل کے اور چل کر دریائے گگڑ سے شامل ہو جاتا ہے یہ شمول کی حالت اسکی اس حالت میں ہیں کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہا نیر سے آگے بڑھ کر کورنگل کے ریگی میدانوں میں پانی اسکا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم میں پانی اسمین بہت سی کم ہوتا ہے اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک لینے آگے کی مانند دکھائی دیتی ہے دریا کے گہرے گہرے گہرے گہرے علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکل کر پٹیا لہ کی ریاست کے مشرقی و شمالی حد و دین آتا ہے وائسٹو پہر پٹیا لہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقوں کے درمیان حد فاصل بناتا ہوا سرسبز کے پاس آتا ہے وہاں آگے پہر انتیش میں جنوبی سمت کو ریگی میدانوں تک چل کر پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلے نہیں دیتی مگر برسات کے موسم میں برخلاف اسکے پانی بڑی طغیانی برپا جاتا ہے اور ایک سو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کی طرف طو کر کر ہر پانہ میں اور پھر ایک سو دس میل اسی سمت کو چل کر پٹیا لہ کی سرزمین میں جا پہنچتا ہے پہر پٹیا لہ کے ملک کا حد کے پار بدھو پال کے پاس سے گزر کر پٹیا لہ بائیں میل کا راستہ کرتا ہوا شہر پٹیا لہ کے جنوب مغرب کی طرف فیروز شاہ کی محضر کے ساتھ مل جاتا ہے یہ دریا مشمول ایک دوسرے کے بائیں میل جنوب مغرب کو بہہ کر ہاولپور کے متصل دریائے گہار یعنی تلیج میں شامل ہو جاتے ہیں اور اگر گہرے میں پانی کم ہو تو دس میل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہیں چلتا کچھ زمین اپنے اپنے زراعتوں کی طرف بجاتے ہیں اور کچھ ریگستان میں گم ہو جاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ میں تمام ملک میلانہ و نمبر ہے وہاں اسکا پانی زراعت کی کام میں صرف نہیں ہوتا شاہ بارہ نے اسکا نام لکھ کر کہنا جواب لکھ کر شہورہ چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی میں گزرتا ہے پہنچ جاتی ہے ورنہ معمولاً حق اسکی گز یا سو اگر کے مقدار تک ہے سا بی نلا یہ ایک چوٹا سا دریا کھالہ

کی جنوبی گھاٹیوں سے ٹنگارا اول شمال کی طرف بہتا ہے پہر وہاں سے مختلف راستوں اور ستون کو اتنی سیل تک پہنچا ہوا  
 ریور اور کوٹ قاسم کے مقام تک پہنچتا ہے پھر اُس مقام سے تین سیل تک ضلع گورگانوں اور جوہر تک چلتا ہوا  
 ہوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُس میں شامل ہو جاتا ہے پوشیدہ نر ہے کہ اگر جہتیلج بار سے  
 جہتیلج کے سیدانی علاقہ میں بہت سی ندیوں نالے نہریں قدرتی و مصنوعی جاری ہیں مگر جو انہیں ٹری نہریں ندیوں  
 ہتھیلنگا ذکر اور پرتھویر پھیکا انکی سوا سے خانپور کی ندی ٹیالا کا دریا تا نگر اتانگری و نہر کٹور و سوناگ خانوہ و  
 پورانی تیلاج و خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہیں جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے  
 تمام علاقے سیراب ہوتے ہیں اور آب پاشی کار و بہرہ سرکار میں داخل ہوتا ہے سوا سے اسکے اس میدان کی پانی  
 کے جہیلین ہی سماں کو سیراب کرتے ہیں جنہیں سے جہتیلج کا ذکر لکھا جاتا ہے گو مانہ کی جہیل پھیل  
 دہلی سے چچاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گو مانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نھر سے ایک شاخ نکل کر  
 جو رہتک کو جاتی ہے وہ ہی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم میں اسکا پانی چچاس میل تک پہل جاتا ہے  
 بلکہ جب علیمردان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چھوڑا تو گو مانہ تک پانی برابر اگرست زمین میں بہل گیا اسکا  
 کہ گو مانہ اس ملک میں طوفان آگیا اور ایک گاؤں جکا نام لعل پورہ شخا غرق ہو گیا گوٹلہ کی جہیل  
 یہ جہیل سماں کے ٹری جہیلو ندیوں شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ  
 پر واقع ہے اس جہل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور قصبہ گوٹلہ اسکے کنارے کے اور آباد  
 نجف گڈہ کی جہیل اس جہل کو دریا سے ہوتی کی جہل ہی کہتے ہیں برسات کے موسم میں جب بہہ پڑتا  
 ہوتی ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑھ جاتا ہے اور دہلی سے سمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع  
 ہے اور سرکار نے چھوٹی سی نھر اسکے اندر سے جاری کی ہے کیرت پور کی جہیل تیلاج پار کے علاقہ  
 میں یہ بھی ایک شہر جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چاروں طرف انہوں کے درخت بکثرت ہیں اور  
 جہیل کا مہند لوگ بڑا ادب کرتے اور تبرک سمجھتے ہیں ایک مہند بھی عالیشان رہنشا گاہ مہند کی یہاں بنا ہوا ہے  
 اس میں جہلی مرغابان بنیاد ہیں مگر مہند و اوکو شکار نہیں کرتے اور نہ کیو شکار کرنے دیتے ہیں تھانہ مہند  
 کو رہتک کی جہیل اس جہیل کا مہند و مہندوں کی عبادت گاہوں اور شہروں کے حال میں لکھا جائیگا

افشا قندیل  
 دوسری قسم تیلاج پار کے ملک کی ضروری حالات و تعداد و رقبہ و مردم شمار  
 و تقسیم و ضلع و حدود و اربعہ کے ذکر میں

یہ ملک تیلاج کے شرقی کنارے سے جہانک پہلیا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق و جنوب کی ممالک

و شمالی اور جنوب میں یکانیر و علاقہ پٹیانہ مغرب میں دریائے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بھی جو ماتحت گورنمنٹ  
 پنجاب ہے اسکے ساتھ شامل کر کر مد و بندھی ہو تو شمالی حد اسکی بہت دور چینی تار کے حد و د سے ملتی ہو جاتی  
 اور خاص کر وہ ملک جسے حکام انگریزی حکومت کرتے ہیں تین قسمت اور دس اضلاع میں منقسم ہے اور ستر ہزار  
 اٹھ سو پتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار میں آتا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگاؤن  
 تین ضلع وکل رقبہ اسکا چار ہزار ساون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رتھک  
 سترہ تین ضلع اور اٹھ ہزار پانسو چالیس میل رقبہ تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدھیانہ و تھانہ سیر  
 شملہ چار ضلع اور پانچ ہزار دو سو چالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تھانہ سیر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا و جملہ اون کے  
 ساتھ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروز پور گیا رہوان ضلع شلج پارکا لاہور کی کشمیری سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس  
 کتاب میں پنجاب کے علاقہات الگ الگ حصوں میں بیان ہوئے ہیں مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی بحری میں  
 شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب میں جو ماتحت گورنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ پچتر لاکھ تیراؤن ہزار چہ سو  
 چورائون آدمی آباد ہیں پہلے بارہ سال میں پنجاب میں آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی  
 و حصار اس زمانہ میں ممالک مغربی و شمالی کے شامل تھی اب اگر ان دونوں قسمتوں کی آبادی جو اکتیس لاکھ  
 اڑتالیس ہزار اٹھ سو چالیس آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکھ پتالیس ہزار اٹھاسی  
 آدمی باقی بچاتے ہیں ششمہ میں جو مردم شماری ہوئی تھی اسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہے  
 اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری ۱۸۸۱ء میں ہوئی ہے نہایت صحت  
 اور کوشش کے ساتھ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب میں چالیس لاکھ اکتیس ہزار نو سو پچتر گھر ہیں ان کے اوپر اگر آبادی  
 کو بھلایا جاوے تو پچھلے صحیح آدمی فی گھر شمار میں آتے ہیں اور اس کل آبادی میں سے پچائون لاکھ  
 تریسٹھ ہزار پانسو چھپن مرد اور اسی لاکھ تیس ہزار اکیسواڑتیس عورت ہیں اور یہ تمام مردم شماری تیر  
 فریق میں منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنگی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنگی عمر بارہ اور  
 اٹھارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنگی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد تیر میں لاکھ کیا و  
 چہ سو اوو عورتیں پتالیس لاکھ تیراؤن آدمی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد اٹھ لاکھ چھاسٹھ ہزار تین سو  
 اڑھٹھ و عورتیں اڑھٹھ ہزار تین سو تیراؤن آدمی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تین لاکھ پتالیس ہزار  
 چہ سو تالیس عورتیں اٹھائیس لاکھ اڑتیس ہزار چوتیس عند تفصیل شمار میں آئیں شمار مرد و عورتوں کا بہ نسبت عورتوں  
 کے تفریق وارا وکل میزان میں زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکوں کے ساتھ ہی ہے جو ایشیا میں خط استوا  
 کے قریب ہیں یورپ یعنی انگریز و غیرہ عیسائی کل پنجاب میں دو ہزار دس سو چورائون اور کھاناٹک پٹی گیارہ

لاکھہ اوتیس ہزار نو سو اکتیس اور ہندو اکٹھہ لاکھہ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانویں لاکھہ پچیس ہزار دو سو  
ترہٹھہ و شترق اقوام ہنگی چار بے مذہب نو لاکھہ پچیس ہزار تین سو تراسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب  
کی آبادی میں نصف سے زیادہ ہیں خصوصاً شمال مغربی حد کے ملک میں سوامی مسلمانوں کے اور کوئی قوم نامزد  
کے لوگ النادر کا نام دہم ہیں اور سکھوں کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر میں زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ  
و جند و نابہہ و فریدکوٹ میں بھی انکی سکونت ہے \*

**میسری قسیم بادشاہوں اور راجوں و رئیسوں و جاگیرداروں کے لئے**  
**جو اس ملک میں جا کم تھے اور جو اب میں معتمدہ حکومت انگریزی**

مسلمانوں کی بادشاہت سے پہلے اس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین میں ہندو راجے حکومت کرتے تھے  
انکی تفصیل بہت طوالت میں آئے کے ساتھ مہاراجت وغیرہ ہندوؤں کی کتابوں میں درج ہے صحیح حالات  
قابل اطمینان انکی سبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہیں ملتی کیونکہ حملہ بمے غزنویہ و غوریہ کے وقت سرکار  
کتابخانے ہندو راجوں کے لوٹے اور جلانے گئے اس واسطے پچھلی تواریخ انکی بالکل نابود ہو گئی اور  
اور جو نئی کتابیں سامعی تصنیف ہوئیں وہ خدان تیلی کے لائق نہیں ہیں مسلمان بادشاہوں سے پہلا باد  
**سلطان محمود غزنوی** ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جہاں مال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پھر  
پارہو کر آئے دہلی و قنوج و گوالیار و اجمیر و گجرات کے راجوں کو شکست دی اور شہر شہر و گجرات و تھانہ  
سومات لوٹا ہندوؤں کے لاکھوں مندر گر گئے دین محمدی کے احکام پہلائے کا نگہ و جلالہ سے شمار دیتے  
آہا کر لے گیا ہند پر بارہ حملہ اسکے پے درپے ہوئے اور جہت کو آئے قدم ٹر یا اقبال لازوال شوالی  
کو آئے فتح و فیروزنی پار کا ہی جب وہ بادشاہ بہرا جہرت و آہ چار سو اکیس سال ہجری میں مر گیا تو  
**سلطان مسعود اسکے بیٹے نے** باب کی سنت کو جاری فرمایا ہند پر چڑھ آنا ہنسی و سوئیں پت  
وغیرہ قلعوں کو فتح کر کے بشمار دولت غزنین کو لے گیا اسکے بعد **شہزادہ ابوالحسین سلطان مسعود**  
کا چوتھا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تھا وہ بھی ہنسی تک آیا اور تھانہ تھانہ تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو  
چلا گیا پھر جب **سلطان ابراہیم مسعود** کا بیٹا تخت نشین ہوا تو آئے ہی بڑے زور شور کے  
ساتھ ہند پرورش کی اور پے درپے فتوحات نمایاں حاصل کر کے جاتے دفعہ ایک لاکھ قیدی ہندو  
آئے ساتھ باہر لے گیا اسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین میں حاکم ہوئے لیکن اس طرف کو کوئی  
مستمر ہوا کہ انکا اپنے گھر کے جگہروں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ دوسرے گھر کی خبر لینے کی انکو فکر نہ

آخر جب آخری بادشاہ غزنوی خاندان کا **خسر و ملک خسر** شاہ کا بیٹا لاہور کی تخت پر بیٹھا تو اُس نے دوباراً انسانی و تہانیر وغیرہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا پھر تھوڑی مدت کے بعد قبضہ اُسکا جاتا رہا اور وہ خود ہی علاؤ الدین غوری کے پنجہ میں قید ہو کر مر گیا اور کل پنجاب میں **سلطان شہاب الدین** الملقب بابو المظفر معز الدین محمد بن بہاؤ الدین سام غوری حکومت آ رہا اور پنجاب سے تلج پار ہو کر اُس نے کئی حملوں میں ہند کے بہت سے ملک پر قبضہ پایا اور راجہ پرتی راج جو مان عرف رانی پٹیوراکو قتل کر کے دہلی کے تخت پر تسلط ہوا پندرہ برس تک سلطنت کی اُس نے اپنی عمر کمال استقلال کے ساتھ گد رانی آخر غزنین کو جاتی ہو گیا ورنہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اُس کے مر گونے بعد سلطان قطب الدین ایبک لکھنؤش و آرم شاہ و سلطان شہاب الدین و قشقرق و رکن الدین فیروز شاہ و ملکہ ضیہ بیگم و بہرام شاہ و علاؤ الدین مسعود شاہ و ناصر الدین عیاش الدہلی و کیتھا و گلگیرہ بادشاہ ایک دوسرے کے بعد دہلی کی بادشاہت کرتے رہے غوریہ غلاموں کی سلطنت کے بعد سلطنت دہلی کی سلطنت

**خلیجہ** کے خاندان میں منتقل ہوئی اور پہلو چل سلطان جلال الدین فیروز شاہ بادشاہ ہو ا بعد ازاں علاؤ الدین خلجی و شہاب الدین عمر و مبارک شاہ کل جبار بادشاہوں نے حکومت کی آخر جب مبارک شاہ کو اُسکی معشوق خسر و خان نے قتل کر ڈالا تو **غلام خاندان** کا آغاز ہوا اور سب اول سلطان عیاش الدین تغلق پھر محمد شاہ پھر فیروز شاہ پھر ابو بکر شاہ پھر محمد شاہ و سکندر شاہ و محمود شاہ کل اُنہ بادشاہ اس خاندان کے سلطنت کرتے رہے پھر تیمور شاہ بادشاہ چغتائی کے حملہ کے بعد ہند میں **خضر خانی خاندان** کی حکومت پہلی اور اس خاندان سے یہ خضر خان و ابو الفتح مبارک شاہ و محمد شاہ و علاؤ الدین چار بادشاہوں نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا اس خاندان کے ختم ہونے کے بعد **لودی افغانوں کی خاندان** کی سلطنت شروع ہوئی اور ان میں سے سلطان بہلول سکندر شاہ و ابراہیم شاہ تین کس بادشاہ شہویرز جب لکھنؤ خاتمہ ہوا تو **بابر شاہ چغتائی** نے کابل سے آکر دہلی پر قبضہ پایا وہ مر گیا تو ہمایوں شاہ بادشاہ ہوا مگر یہ بادشاہ **شیر شاہ سورا افغان** کی لڑائیوں میں مغلوب ہو کر ایران کو چلا گیا اُس کے جانے کے بعد شیر شاہ و اسلام شاہ و محمد شاہ عدلی تین بادشاہ جب سلطنت کر چکے تو ہمایوں دوسری مرتبہ پھر آکر کامیاب ہوا ہمایوں اُس کے دوبارہ بادشاہ ہوئے کوچہ چینی ہی گذرے تھے کہ چیت سے گر کر مر گیا اُس کے مرنے کے بعد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تیرہ برس کے عمر میں مقام کلانور تخت نشین ہوا یہ بادشاہ راولپنڈی و ہمدان و نا عالم عادل رحیم کریم شہور ہے اُس کے تخت نشین ہوتے ہی ہمایوں بقال سلطان محمد شاہ عدلی کے سپہ سالار نے بڑی فوج جمع کر کے آگرہ اور دہلی میں تصرف اپنا کر لیا یہ خبر پا کر اکبر شاہ اپنی فوج لیکر پنجاب

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور سہمیون رضی ہو کر گرفتار ہوا اور گردن مارا گیا اس بادشاہ نے دکن کا ملک فتح کیا ہندو راجوں کی لڑکیاں اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح میں لے لیا  
اکبر آباد بسایا قلعہ بنایا آباد آباد کیا رعیت کو دلا دیا اگلے دفتر میں کو ترمیم کیا کل ہندوستان غیرہ کا ملک  
بائیں صوبوں میں منقسم کیا تو درمل فرزند اجمدار رحیم خان مبارک خان اسکے وزیر تھے فیضی فیاضی ابو الفضل  
میر تھے آخر کیا دن سال کمال استقلال سلطنت کی دنیا کو چھوڑا عالم غانی سے منہ موڑا اسکے بعد نور الدین  
**محمد سلیم جہانگیر شاہ** بادشاہ ہوا اسکے تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ تاج  
کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہوا اور بر ملا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب میں آکر کرا گیا اور اسکے ہمراہی  
مددگار اسکے روبرو بہت بُری حالت کے ساتھ مقتول ہوئے اس بادشاہ کی ننگہ نور جہان بیگم خانی  
طرائفی کی لڑکی نے بادشاہ کی مزاج پر بُرا اختیار پایا اور اپنی حکومت کا نقشہ جا یا بادشاہ برائی نام تھا  
سلطنت و حکومت میں ملکہ کا انتظام تھا اسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تھا جبکہ حکومت کے نیچے سارا عالم  
تھا یہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی میں مشہور ہے شہرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور ہے  
اکیس سال اٹھ چھٹے اسنے سلطنت کی آخر کئی مہینے جا کر ضیق النفس کی بیماری سے مر گیا تو شہاب الدین  
**محمد شاہ جہان بادشاہ** جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اس میں سخاوت و شجاعت ذاتی جو بہتر تھا  
جلوس کے روز بہتر لاکھ اور ایک کروڑ اسی لاکھ نوروز کی جشن کے روز علماء و علماء و غیرہ کو انعام کیا اور  
جو اس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تھیت کیا جاتا تھا اسکے حکم سے موقوف ہوا ہزاروں سرزمین جہانگیر  
باعات مسجد میں مقبرے تعمیر ہوئے شاہ جہان آباد لال قلعہ جامع مسجد دہلی میں مقبرہ ممتاز محل اگرہ میں باغ  
شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور میں اسکے نواسے ہوئے موجود ہیں اور ایک تخت طاووسی امکے در  
رومہ کی لاگت کا بنوایا اسپرٹری خوشی کے ساتھ اجلاس فرمایا مگر آخر کار وارنٹیل نے بیٹے کے قیدی  
گرفتار آیا اسی حالت میں جان بحق تسلیم ہوا اب کے قید کرنے اور بہائیوں کے قتل کر نیکی بعد  
**محمد الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ** ہوا یہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل شہ  
محدث و مخیر مشہور ہے اسکے وقت میں ایک عورت بتامیہ نامی نے بس ہزار آدمی کا لشکر جمع کر کے  
بادشاہ پر چڑھائی کی اور اگرہ کا بسا بنا داخل کر لیا آخر مغلوب ہو کر مقتول ہوئی اور سیوا امی فریٹھ و دیگر  
شورش کر کہ بہت سچا لڑایاں عالمگیر سے لڑا عالمگیر کو تخت میں ہزاروں تاجانہ مہار ہو کر تاجانوں کی جگہ  
مسجد میں تعمیر ہوئے لاکھوں ہندو بنو و شمشیر مسلمان ہوئی ایک جامع مسجد لاہور میں قلعہ کے پاس لال تہر  
کی عمارت کی بنوائی گئی جسکی عمارت فدائی خان کو کہ کے اہتمام سے لکھنؤ ہر با ختام ہوئی اس بادشاہ



نوب برس عمر پائی اور پچاہ برس سلطنت کی آخر شاہ ہجری میں فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد محمد معتمد شاہ  
**عالم بھادشاہ** عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بھائیوں پر غالب آکر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کی مہنی بادشاہت  
 کی آخر شاہ ہجری میں مر گیا اسنے اہل سنت و جماعت کا مذہب ترک کر کے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اسکے مرنے  
 کے بعد اسکے چاروں بیٹوں میں لڑائی ہوئی مگر انہیں سے **معز الدین جہانداز شاہ** توانے والفقار خان  
 کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین بھائی اسکے قتل ہوئے مگر یہ حکومت کی باب میں ناقابل نکلا اور سید عبداللہ  
 وحید علی خان اسے دربار سے فرخ سپر عظیم الشان کے بیٹے عالم گیر کے پوتے کو تخت پر بٹھلایا اور جہانداز  
 مغرور ہوا اور خود سید عبداللہ خان وحید علی خان مختار کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخر کار انہیں اور  
 بادشاہ میں دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ انکے ہاتھ سے قتل ہو کر روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ  
 ہوا اسکے وقت میں سلطنت نہایت ضعیف ہو گئی اور مرہٹوں کے حملے پر درپے درپے لگے باجی راو مرہٹہ کی  
 فوج دہلی کے دروازہ تک پہنچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم و کس کا خود مرہٹوں کا بادشاہ ایران  
 دہلی میں آیا قتل عام کی اور کروڑوں روپیہ نقد سونا جواہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے  
 اٹھا کر لے گیا اور بڑا حصہ اس سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تھا اسنے اپنی سلطنت کے ساتھ  
 لایا صوبہ بنگال نے بھی اپنی حکومت علیحدہ کر لی صفدر جنگ ناظم اودہ کا بھی اپنی سلطنت علیحدہ قائم کر ٹھہرا  
 و کس کے ملک کے سوائے تجارت و بارود اور یہ بھی مرہٹوں کی حکومت میں آگیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے  
 ماتحت ہو گئے پنجاب میں احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی السی ایسی بے نظاسیوں کے ساتھ اونٹیں برسر  
 یہ بادشاہ سلطنت کر کے جان بحق تسلیم ہوا بعد ازاں **احمد شاہ** بنگالیا تخت نشین ہوا اور چند ہی برس  
 بادشاہ رہ کر اندھا اور مغرور ہوا اور **شاہ عالم بادشاہ** نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اسکے وقت میں  
 مادھوجی سندھی نے جو احمد شاہ درانی کی لڑائی تمام بانی بہت سے چم گیا ہوا تھا مالوہ کے ملک میں بڑا اقتدار پایا  
 اور دور دور تک اسکی عملداری چل گئی اسوقت دہلی میں ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان وزیر مر گیا اور امیر  
 کی آپہنچ دہونے لگے تو مادھوجی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بہاری لشکر لیکر دہلی آہنچا اور بادشاہ کی  
 کل سلطنت پر چادی ہو گیا صرف ایک شخص غلام قادر خان سپہ سالار خان میرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف  
 اسکے دل میں کٹھکا باقی تھا تین سال کے بعد مادھوجی سندھی تو دہلی سے ہٹ کر آگیا اور غلام قادر خان نے میدان  
 دیکھ کر دہلی میں اپنا قبضہ کر لیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹ کر غوث گدہ اپنے گہر پہنچا اور بادشاہ پر تسلط ہو کر  
 خجڑ کی ٹوک سے دونوں ملک میں بادشاہ کی نکال الدین بہت شکرا دھوجی فی الفور ہٹا سے واپس آیا اسکے آنے کی  
 خبر پر غلام قادر دہلی سے غوث گدہ کو ہٹا کر اسے میں گھومتے گھر پر اور قید ہو کر سندھیہ کے سامنے پیش ہوا اور بہت

ہوئی حالت سے مقتول ہوا ۱۸ ستمبر ۱۷۵۷ء میں انگریزی فوج ماتحت جنرل لیک صاحب کے علیگڑھ سے کوچ کر دہلی  
 میں آئی اس وقت مرہٹہ کاشکر بھی ماتحتی لوی بوریکن صاحب فرانسس کے دہلی سے سکھاباغن کنارے جٹا کے آسمین  
 ٹرائی ہوئی جبکہ اخیر مرہٹہ کی فوج ہالنگلی اور کل سازسا مان دولت جاہ میگہ زرنی خزانہ انکا انگریزوں کو ملا بادشاہ  
 بھی انگریزوں کی حمایت کے سایہ میں بغراغلی زندگی گانی کرنے لگا بعد ازاں اکتوبر ۱۷۵۷ء میں مہاراجہ جیوٹ لہو  
 ہو کر نے ستر ہزار فوج اور اکیسویں ضرب توپ کے ساتھ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی میں انگریزی فوج اس وقت  
 صرف دو پلٹن و چار کپنی ہندوستانی و دو درجٹ تیغادہ سواروں اور دو پلٹن تیغادہ پیادوں اور ایک  
 پلٹن توڑہ دار بند و قون والوں کی موجود تھیں انہیں سے تیغادہ فوج تو فوراً ہالنگلی بھی رہی کرنل برن حسب  
 حکمان افسر قلعہ ٹبری بہادری کے ساتھ شہر کے حصار کی مضبوطی کر کر رہا تھا اور پھلکڑکھلون بچاواتے کی  
 ترکی دیتا رہا اور جب انہوں نے پوریان یعنی زینے لگا کر فصیل پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو سخت جھڑک کر انکو  
 پسپا کیا اور اس جلدی میں جو تین سرنگین مرٹھوں نے لگائی تھیں وہ بھی اوڑا ناہول گئے بعد تین روز کے  
 جنرل لیک صاحب مع فوج کے وہاں پہنچو پٹخا اور محاصرہ اٹھا دیا شاہ عالم جب نوے سال کی عمر پا کر مر گیا تو۔  
 اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکھ روپیہ شاہرہ سرکار کچھ پیسے پاتا رہا وہ مر گیا تو اٹھ  
 بہادر شاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر تارام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اسکی عمر کے ایسا ہوا  
 وقوع میں آیا کہ شہر میں مصدہ پر دازوں نے یہ خبر شہر کی کہ بند و قون کو پہلی ولایت سے ملے گا تو اس کو  
 جس میں سوار اور گاہے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کار تو سون کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہ مشاہدے  
 ہندون اور مسلمانوں کا مذہب جاتا رہے اور سب لگ عیسائی ہو جا دیں اور اس بات کا چرچا تمام ہندوستانی  
 فوج میں پہلا اور افسران انگریزی نے ہر چند اس بات میں نہایت کین بلکہ یہ بھی تجویز ہو گئی کہ وہ ان کو  
 شہر سے نکالیں تاہم سے کاٹا کرین گردلون سے وہ شہر نکلیا اور اول تاریخ ماہ مئی ۱۷۵۷ء کو شہر کی  
 چھاؤنی کے تیسرے رسالے اور بیسویں اور گیارہویں پلٹن ہندوستانی نے شورش کر کے چھاؤنی چلا دی تھیں  
 قتل کے جلیانہ کو توڑ دیا اور عیسائیوں کے زن و مرد و بچہ خور و کلان جو مل گئے فوج کے یہ کام انجام کر کے  
 مصد فوج دہلی میں آئی اور ایک شورش مبر بہاواکل فوج ہندوستانی دہلی کی بھی اونسول گئی اور انگریزوں کو  
 قتل کر کے بادشاہ ظفر کو تخت پر بٹھا کر بادشاہ بنایا یہ خبر شکر جا بجا لکھو اور فرخ آباد دہلی وغیرہ میں بغاوت  
 پہلی اور کل فوج اپنے افسروں کو قتل کر کے دہلی میں پہنچی اور ہر سے حکام پنجاب نے فوج مقتول گورہ اور  
 سکھوں وغیرہ کی جمع کر دہلی کا محاصرہ کیا اور اسپین لڑائیاں ہو کر دہلی فتح ہوئی اور مصد و ن کی فوج تفرق  
 ہو کر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہو کر بہا کے لاکھوں طرف چلا وطن ہوا اور وہاں ہی بہت

حائتمین جان بحق تسلیم ہو اس بادشاہ پر خاندان خپائی بادشاہوں کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

## ذکر ریاست حجرو داورى و مجادر گدہ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ ریاست دہلی کے مسندہ کے بعد نیت و نابو دہو گئی ہے مگر رئیس یہاں کا حکم با اختیار صاحب عزت و قار  
تھا اس واسطے تھوڑا احوال اسکا درج کیا ہے تاہم کہ رئیس حجرو کے افغانان پھر سچ کہلاتے تھے اور بڑے انکے  
ولایت افغانی میں مقام سراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سے اول صطفی خان پھر سچ سندھوستان  
میں آیا اور سرکار نواب علی نرودی خان مہابت جنگ ناظم صوبہ بنگال و عظیم آباد میں جا کر نوکر ہوا اور خدمات  
نمایان کر کے بڑی عزت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہو کر اپنے آقا کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑا اور  
مارا گیا اسکے مارے جانے کے بعد مرتضیٰ خان بیٹا اسکا اپنی فوج لیکر ابو المنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اوڈ  
و اگر آباد کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازم ہوا اور مدت تک صفدر جنگ اور اسکے بیٹے بجال الدولہ کے پاس  
نوکر رہا مگر جب نواب صف الدولہ المشہور مرزا مانی کا وقت آیا تو اس سے ناراض ہو کر چلا آیا اور پانچھار سو آ  
لکھ روپی ہو جا خجف خان وزیر سلطنت نے اسکو بادشاہ کے حضور میں لجا کر نوکر کر لیا اور جاگیر دلائی جب  
وہ مرگیا تو غازی خان اسکا بہائی اور اسماعیل خان و نجابت علی خان و بہادر خان اسکے بیٹے دستور معزز و کرم  
رہے پھر تیسرا دہورا و جی مرشد کا دہلی میں ہوا تو اسنو افکی رقد و منزلت کو بجالا رکھا انہیں سے غازی خان  
کو کچھ اہلہ کے لڑائی میں مارا گیا اور باقی سب اپنی اپنی جاگیروں پر قابض و متصرف رہی پھر جب صاحبان انگریز  
دہلی پر قابض ہوئے تو نجابت علی خان نے بحضور جنرل لیک صاحب حاضر ہو کر جان فشانیاں کیں اور نہایت  
نمایان بجالایا اسکے عوض میں ہوجب بند محرہ جو دھوپن اکتوبر سنہ ۱۱۷۷ چوہیت وغیرہ برکات میان دو آب  
جاگیر میں بجالا رہی اور بالعموم برکات رہتک کے برکات حجرو داورى و بہادر گدہ وغیرہ عطا ہوئے  
پھر بہادر آجہ جیوت رامی ہو کر نے دہلی پر حملہ کیا تو اس لڑائی میں ہی فیض طلب خان بہنوی نجابت علی خان کا  
زخمی ہوا اس واسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹو دی اسکے جاگیر میں عطا فرمایا پھر جو محالات میان دو آب  
کسی ضرورت کے سبب سرکار میں لے لئی گئی تو اسکے بدلے محالات جیو دنا نول و کانٹنی دیا و لی قطعہ غیر  
مبنفوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہ خاندان سرکار انگریز بہادر کا کمال خیر خواہ اور  
دوست مقصور ہو کر لاڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی اظہار روز افزون ہوئی اور انکی صحبت و فرحت  
و آبرو کے سلاطین علاقہات انکو نے بدین تفصیل

جاگیر خانب علی خان

بنام اسماعیل خان فیض محمد خان

جھو

بادلی

دادری سو اے پھو  
وناثرہ و جہال

کانودہ معہ قلعہ

نارنول

جاگیر اسماعیل خان بہادر گڑھ

جاگیر فیض محمد خان پانودہ

کانشی

اور یہ شرطیں بوقت عطا سے جاگیر قرار پائیں کہ بند و بہت محالات مذکورہ کا وہ جو ذکر لینگے سرکار سے بد و نہ مانگیں  
اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار میں دیا کریں گے اور ہمیشہ سرکار انگریزی کی متابعت میں حاضر رہیں گے سلطان کے  
نجات علی خان ان ریگات میں رئیس اعلیٰ مقرر ہوا اور سب اسکے رشتہ دار اسکے ماتحت شمار ہوئے دس سترک  
اسنے ریاست کی ہر ۱۲۰۰۰۰ میں فٹ پائی پھر فیض محمد خان اسکا بیٹا سند نشین ہوا اسنے نظام ریاست کا کلا  
وانا لئی کے ساتھ کیا آخر چالیس سال کی عمر میں اسکا تھہر میں مر گیا اور فیض علی خان اسکا بیٹا سند پر ٹہیا اس رئیس کے  
نراج میں کھلیت شعاری بہت ہی مگر عمارت کا شوق تھا اسکا تھہر میں یہ فوت ہوا اور عبدالرحمان خان بیٹا اسکا تھہر  
ہوا یہ رئیس پڑا سخی و عالی بہت مشہور تھا اسکے وقت میں مفدہ دہلی کا برہا پو اہر چند مرضی اسکی منتہی کہ تھا جبار  
انگریز سے اسکی مگر جاوے مگر اجتماع مفدان سے بھی نہایت ٹانف تھا اور پانہا تھا کہ کی طرح دو نو فری سے بنی رہے  
انہیں ایام میں مٹر شلف صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی معہ ایک در صاحب افسر ریٹ کے دہلی سے بہاں کر چھو میں  
یہو پنے نواب نے انکو جھو میں ملائیہ رکھنا مناسب نہ جانا اور بغیر تمام روانہ نہایت کوٹھی جو جٹک لیس کر دیا اور  
کوٹھی کے داروغہ کو لکھا کہ ان دونو صاحبوں کو بحفاظت و آرام ومان رکھو جب دونو صاحب ومان پہونچ  
گئے تو سچے سے چند شریوں نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹھی کے داروغہ کے پاس پہونچ کر حکم ہو چنایا  
کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبوں کو ومان نہ رکھو ہر ایک مرضی ہو چلے ماوریں جب داروغہ نے دونو صاحبوں  
یہ حکم سنایا تو جھو رمی ومان سے چلے گئے مگر جاتے دفعہ یہ کہہ گئے کہ اگر ہماری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی  
تو نواب صاحب نتیجہ اسکا سنجی پائیں گے جب یہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہر چند تلاش کرائی گئی  
کچھ میرانم و دونو صاحبوں کا بلا بعد ازاں جو پے در پے شجریات شاہ دہلی کے فوج کی طلبی کے واسطے پہونچے تو  
نواب نے عبدالصمد خان ابراہیم خان کو تین سو سوار دیکر مفدہ دن کی آمد اسکے لئے یہی دہلی کو روانہ کر دیا مگر  
جب چٹھی انگریزی فٹنٹ گورنر مالک مغربی و شمالی کی نواب کے نام بد مضمون پہونچی کہ فوج انگریزی کا لام نہر آئی  
مفدان کے واسطے کرناں میں جمع ہوتا ہے آپ کو جاسے کہ خود اپنی فوج لیکر ومان آدین اس چٹھی کے  
یہو پنے سے نواب کا ارادہ مصمم ہو گیا کہ خود کرناں کو جاوے مگر جب فوج کے افسروں کو بلا کر صلاح لی تو وہ اس

سُت پائے گئے اسلئے نواب ہی خاموش رہا اتنے میں ایک خط مشر و لیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگاؤں کا طلب  
دوسو سوار اور ایک لٹن اور دو ضرب توپ سواتیوں کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل  
کے واسطے حکم روانگی فوج کا ناذر ہو اگر منور تعمیل نہیں ہوئی تھی کہ اُس در بیک اعتدالیوں شام سونگہ شہر  
کے فوج میں ہوا ہو گا اور فوج نے خود سر ہو کر شام سونگہ کو بکریا دوسرے روز مشکل تمام ایک سو سوار گورگاؤں کو  
روانہ ہوا مگر وہ سوار فوج نگر کے مقام پر جا کر بیٹھ رہے اور تین روز کے بعد نہ کہ سفد دن کی یورش کے سبب  
فورڈ صاحب گورگاؤں سے چلے گئے یہ بات سنتے ہی وہ سوار بھج کر واپس چلے آئے اسی عرصہ میں چند مہم جن  
باغیوں کے پنجہ سے بہاگ کر دہلی سے بھج رہے تھے وہ بھجناٹ تمام رتھوں میں سوار کر کر قلعہ کا نوڈ میں بھیج  
گئے اور دہلی کے فتح ہوتے تک وہاں رہیں ۱۸ - اگست ۱۷۵۷ء کو امجد علی رسالہ اور سفدان دہلی کے طرف  
بھج رہے تھے اور فرمان شاہی بھی نواب اور فوج درباب طلب پانچ لاکھ روپیہ واداد فوج پر کرنا نواب  
بقلم ہر اسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کر کے رخصت کیا پندرہ روز کے بعد بھج کر امجد علی روپیہ کی تقاضا کی  
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادی نے قبضہ باولی علاقہ بھج رہے اگر تحصیل معاملہ کی شروع  
کی بہت بھرا کر نواب غصہ میں آیا اور فوج کو حکم تیار کی کا دیا مگر وہ دونوں دن سے ٹل کر چلے گئے ہم اتنے بھرا  
کو لشکر انگریزی دہلی کے فیصل کر اگر شہر میں داخل ہوا اسوقت عبدالصمد خان حسن علیخان نواب کے فوج کے فسر جو  
دہلی میں ہو رہے وہاں سے بہاگ کر بھج رہے تھے اور فوج سفد دن کی شہر بہاگ کر جا ساہیل گئی اور اسوقت حکام  
کے طرف سے سفد دن کی گرفتاری کے پرندہ نجات جاری ہوئی اور اسی غصہ کا خط نواب کے نام کا بھی پہونچا نواب نے سفد دن کی گرفتاری  
بہت کوشش کی اور حلقہ فیضان دہلی کے خسرو محمد حکیم عبدالحق مختار ریاست بلبل گدہ وغیرہ بہت سے باغیوں کو گرفتار  
کر کر حکام انگریزی کی خدمت میں بھیج دیا غرض جو حکم دہلی سے اتار دیا اسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دہلی کے  
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملے تو گرد و پیش کے غلام میں مصروف ہو کر کرنیل ڈول لارنس جان  
صاحب جنٹل مینسٹر دہلی و لیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگاؤں و دیکتان مارن صاحب وغیرہ مع ایک کمپنی گورہ  
دو تین ہزار فوج مہاراجہ جیون و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کر کے ساتوں اکتوبر ۱۷۵۷ء کو قیام  
پاٹوڈی آئے جو کہ اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی غدر کے ایام میں باغی لوگوں نے بہت تنگ کیا تھا تیسرے ہی  
انکی طرف رخ کیا اس واسطے اسکی ریاست بھال ہی اور لشکر و اڑی کو تار مار سفد کے طرف مامور ہوا مگر وہ  
بہاگ گیا وہاں سے لشکر انگریزی مقام پاٹوڈہ جو بھج کے علاقہ سے ملحق الحد و دہے پہونچا اسلئے رئیس جو  
وہاں انتظام رسد اور انگریزوں کی ضیافت کا کرایا اور خود بھی ساتھ شہر سوار و نکلے ساتھ وہاں پہونچا مگر ملاقات  
حاصل نہ ہوئی اور حکم ملاکہ بالغلط غمزدار دوسری کلان کا ہے وہاں سے واپس کر مقام جھر ملاقات ہوئی اور



نواب جھو کوٹ گیا جب لشکر دادرسی میں پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادرسی سے بے ہتھیار ملاقات  
 ہوئی اسوقت کسٹیکر کاموا خاندان سے ہوا لاہور نواب جھو کے مامورہ دہلی گرفتار ہو کر آئے وہ گولی سے قتل  
 کر آئے گئے وہاں سے لشکر بہرام جھو کا اس علاقہ جھو پہونچا اور طلبی نواب کی جمعیت دس ہندہ آدمیوں کے  
 ہتھیار کے عمل میں آئی اسوقت عبدالصمد خان و ابراہیم خان شیران نواب نے یہ صلاح دی کہ اب یہی ہمارے مقتضی  
 ایسات کی نہیں ہے کہ آپ بتوق خیر ملاقات کے واسطے جائیں اور کچھ اسکا شرنیک اٹھائیں کیونکہ وہ زمانہ گزر گیا  
 جنگاب نے ہمارا کہنا مانا اور شیران بے تدبیر کے کہنے سے ہکو مفیدان دہلی کے مدد کو بھیجا تھا اور اب طلبی  
 آپ کی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کیونکہ اگر واقع میں یہ امر نہ ہوتا تو اولاً مقام پاٹوہ آپ سے ملاقات ہوتی  
 اور اسوقت انتظار ہی صرف اور فوج کے آنے کی تھی اب جو اور فوج آگئی ہے آپ کی طلبی ہوتی ہے دوسری  
 جو ہمارے سوار بے گناہ مارے گئے انکی باب میں کچھ آپ سے دریافت کیا جاتا متیری صرف آپ کی ملاقات  
 کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تھی اب ہمارے نزدیک انگریزوں سے توقع خیر کی  
 نہیں ہے مقتضائے عقل نیک مذہب یہ ہے کہ آپ خود دوسری اختیار کیجئے و تعلقات ریاست کو ترک کر کے کسی  
 سمت کو چلے گئے اگر کوئی ہمارے چلنے کا باج ہو گا تو اس سے ہم لڑینگے اجماری کی موت سے مرنا مرد کا  
 کام نہیں ہے فقط نواب نے یہ تقریر کر اسکا کہنا مانا اور تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ افسران فوج انگریزی  
 کے پاس حاضر ہو گیا انہوں نے سرسری ملاقات کر کے نواب کو نظر بند کر لیا اور خط سٹریٹڈرس صاحب کشن دہلی کا  
 جو نواب کے نام تھا اس کے حوالے کیا اسپین لکھا تھا کہ نذر کے وقت تم سے کچھ نہک حلالی و خیر خواہی وقوع میں نہ  
 آئی اس واسطے ریاست تمہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیر خواہی کے کچھ بدخواہی ہی تم سے ہوئی  
 یا نہیں صحابان کو رٹ مقام دہلی کرینگے جب نواب یہ خط پڑھ چکا تو صحابان فوج نے اس سے کہا کہ آپ ہم کو ایک  
 اپنا حکم نامہ اپنی کل نوکر و سیکرٹری کے وہ کل خزانہ و باب سیکرٹری سرکار انگریزی کے تعویض کے دین چاہئے نواب نے انہیں  
 ایک روانہ حلالان خیر و تقار کا نوٹ کیا نام لکھ دیا اس پر سرکار انگریزی کو خبر میں ہو گیا اور نواب قید ہو کر دہلی میں آیا اور  
 دو مہینے زیادہ تحقیقات مقدمہ کی ہوئی یہی حکم کار بہت جوڑیا صحابان کو رٹ جرم بغاوت اور بدخواہی کا نواب کے نسبت ثابت ہو گیا  
 یہاں ہی بنا قرار پایا اور نواب کے چار دن میں کو جو جو ملا کر اس سے ملاقات کرائی اور پھر تیسری شب و شبہ نامہ کو نواب حکم سنایا  
 کہ کل تم بروز چار شنبہ چار بجے دن کے وقت یہاں ہی پاؤ گے اگر کوئی آکر دے دے تو یہاں کر نواب حکم سن کر خاموش ہو گیا  
 اور کچھ جواب نہ دیا اگلے روز غسل کیا اور بار بار غات نو دختہ حورات کو اسکو دھوئے جان دلی ہمار کر سی رکھی تھی ہوا  
 کیمہ اشرفیان جو جب الاجازت حکام کے اس کے پاس خرچ کے واسطے موجود نہیں چلیا نہ اس کے قیدیوں کو تقسیم  
 کین اور کچھ وصیت نسبت تربیت اپنی اولاد کے انہیں پس ماندوں کو کرتا رہا انہیں وقت موعودہ پہونچا اور



ایک صاحب مہجیت ضروری کے دہان آئے اور نواب کو کراچی میں سوار کر کر دہلی کی کوتوالی میں لے گئے اور ایک گہری دن ہے یہاں سیڑھا دیا جب مر گیا تو نقش کو اتروا کر ایک گڈھی میں بنگوا دیا اسی روز سے نواب کا خانگی اسباب کی ضبطی ہونے لگی اور کل زیور و اسباب زمانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپہ کے ضبط ہو کر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی معرفت جامہ ملاشی بلیکٹ کی بھی عمل میں آئی۔ اس سے پہلے ۴۰ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو لارنس صاحب پولیسکل خٹ دادرسی میں گئے اور دہان جا کر اس ریاست کو بھی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان ٹٹس کو مع فتح جنگ خان بیٹے اسکے کے نظر بند کر کے دہلی کو روانہ کیا اور با اسکے دامتوں کو بہادر گڈھ میں بھیجا اور کل ملک متعلقہ ریاست حیدر سے پرگنہ نازول کا مہاراجہ صاحب پالہ پرگنات کا منٹی و باول راجہ نابہہ و پرگنہ دادرسی راجہ جنید کو انکی خیر خواہی و خدمتگذار اری ایام غدر کے سرکار سے عطا ہوا بہادر جنگ خان ٹٹس دادرسی دیہا درگڈھ کو بعد تقرری ایک ہزار روپہ ماہوار سی نقد زمینش کے لائونٹن بیٹے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جبکو نواب نے اپنے سواروں کا فسرنا کر شاہ دہلی کے در کو بھیجا تھا دہلی میں یہاں سی پائی اور نواب کے عورات جبکہ پاس زینہ اولاد تھی حیدر سے خارج ہو کر دہلیاں پہنچا اور باقی ماندوں کے واسطے پانی پت میں سے کا حکم نافذ ہوا اور گڈھ ارہ ہر ایک کا بقدر اسکی حثیت کو متقرر

### تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہ ریاست بلوچوں کی ریاست مشہور تھی باقی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تھا جسے فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں فوجدار خان خطاب پایا اور فرخ آباد اسے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق ہر قوم وغیرہ اسپین آباد کئے اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق شہدہ الحری ہے جو بعد محمد شاہ بادشاہ کے بعد آباد ہو جانے اس شہر کے رکھا گیا تھا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہاں بنوایا اسکی تاریخ ہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے برجل کالی ہے اس مادہ سے یہی شہدہ الحری ظاہر ہوتا ہے فوجدار نے اپنے عہد میں جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور گانوں سے جب ہر گیا تو بعد اسکے کامگار خان اور پرنوی خان جانشین ہوا تو اسکے وقت میں بعد حکومت تین سال کے ریاست میں قنزل آگیا اور وہ اس ریاست کی کل مدخل ہو گیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ میں علداری بہرت پور کی راجہ سوچ مل کی ہو گئی اسکے بعد اسکا بیٹا جہانگیر پرنسنگہ خلف سوچ مل بہر نول سنگہ سوچ مل کا بیٹا پرنسنگہ سوچ مل کا بیٹا قابض ہوا اسکے وقت میں سوچ بلوچ ہر اپنی ریاست کی تہر دو کی فکر میں ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے بہنم قوموں اور زمین کے اوسوں کے ساتھ سازش کر لی اور اس کام پر ڈیڑھ ہزار آدمی آمادہ ہو گیا مگر مہجیت قلیل زمانہ نمودہ کا فرخ نگر و آرموڈ کے روبرو دیکھ حقیقت نہ کہتے تھے سوائے اسکے شمشیر و نیز کے بغیر کوئی قوت یا ریکھہ و بندوق نہ تھی اس وقت کے

مارے وہ دو بد و دشمن سے مقابلہ کر سکا اور جیلہ بنا یا کہ اس ڈیرہ ہزار فوج مسلح کو عورتوں کی طرح پردہ دار  
گھڑیوں میں ٹھہرایا اور ایک سامان برات کا تیار کر کر رات کو باجے بجاتا ہوا اور رقص کرتا ہوا ہتھیلی  
کے ساتھ اپنی سکن سے چلا اور ایک نوشہ دولہہ مصنوعی بنا کر اور سہرا باندھ کر گھوڑے پر بٹھالایا اس طرح چلتے  
چلتے موضع جاڈری عرف باقر گڑھ متعلقہ نجف گڑھ میں جو فرخ نگر سے بفاصلہ آٹھ کوس کے ہے جا پہنچا اور  
وہاں بسٹا سکے کہ وہ گاؤں شاہ جہاں آباد کے ناکہ پر تھا ایک قلعہ متعلق ریاست فرخ نگر کے بنا ہوا تھا اور  
فوج راجہ کی اُس میں ہا کر تھی یہی سامان برات کا اور رقص و نغمہ دیکھنے کو کل فوج بے ہتیار باہر نکل آئی  
اس وقت مفتا وہ گروہ جاننا زون کی تلواریں کھینچ کر گھڑیوں سے نکل آئے اور مانند مرگ مفاجات جاتوں کے  
شکر پر جو بالکل غافل تھے ٹوٹ پڑے اگرچہ جاٹوں کی فوج بھی ان سے کئی درجہ زیادہ تھی اور حتی الامکان  
انہوں نے کوشش یہی کی مگر سوتے اور جاگتے میں بہت فرق ہوتا ہے کشتہ دختہ ہو کر ہاگ نکلے اور قلعہ  
فرخ نگر میں محصور ہوئے اور باقر گڑھ کا قلعہ بلوچوں نے اپنے قبضہ میں کر کر سامان حرب تو ب و تفنگ وغیرہ  
جب قدر چاہا ساتھ لے لیا اور شبشب فرخ نگر پہنچے اور سورج بندی کر کر شہر کو تو میں لگا دیں اس وقت  
دیوان خوشحال رائے نائب رئیس بہرت پور آیا بد جو اس ہو کہ بہت جلد قلعہ خالی کر کر ہاگ گیا اور خوشحال  
نے عمل و فوخل اپنا فرخ نگر میں کر لیا مگر ریاست اسکی فرخ نگر و دیہات قرب جو ار پر بجال ہوئی پہلی ریاست  
کے حدود قائم ہوئے وہ مرگیا تو اسکا بیٹا عیسیٰ خان پھر مظفر خان پھر یعقوب علیخان اپنی اپنی وقت  
بدستور رئیس ہوتے رہے جب تو اب احمد علیخان گدی نشین ہوا تو اس کے وقت میں صفدہ دہلی کا رہا ہوا  
اور انگریزوں نے بسٹ سکے کہ وہ بھی باغی ہو کر مددگار صفدان دہلی ہو گیا تھا اسکو یہاں سی دیدیا اور  
ریاست فرخ نگر کی باختم ہو چکر کل علاقہ ضبط کر لیا ہوا انہیں سے اب فضل حسین نامی ایک حاکم دار اس  
علاقہ کا باقی ہے جو صفدہ کے وقت خیر خواہ سرکار رہا تھا ۔

## ذکر ریاست سرو صا الیمان و زیب الہا بیک مرثیہ قصبہ سرو منہ وغیرہ کا

اگرچہ سرو منہ کا علاقہ اب متعلق علاقہ معینہ لغٹٹی پنجاب کے ہیں ہے مگر دہلی کے پاس یہی ایک بر دست ریاست  
تھی تذکرہ اسکا بھی اس مقام پر لطف سے خالی نہ ہو گا اور بھل حال اسکا یہ ہے کہ سرو صا الیمان انگریزوں  
کے ہٹلک والے راجہ رنجیت سنگھ والی بہرت پور کا نوکر تھا جس نے اس میں باہم مرزا نجف خان دراجہ رنجیت سنگھ  
کی لڑائی ہو کر علاقہ دیکھ فتح ہوا اور باہم د و نو رہیوں کی مصالحت عمل میں آئی تو سرو صا الیمان راجہ رنجیت  
کی نوکری ترک کر کے مرزا نجف خان کی ملازمت اختیار کی اس واسطے جو یہ گناہات چھوڑ دیا اور وہاں سے راجہ نے

سر و صاحب کے جاگیر میں دی ہوئے تھے اسکو واگزار رہے وہ مر گیا تو میرا لہنا بیگم اسکی زوجہ جو ذات کی کشمیرن اہل طوائف میں سے تھی اسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور نظام ریاست کا اُسے کوجہ جن کیا مادی اور اسکی سیدہ کے وقت اُسے پر گناہت جھج وغیرہ چوڑ دیا اور عوض اسکے سر و منہ و بویا نہ و بر باد ہوا سو برکتا و کوتاہ وغیرہ پر گناہت بیان دواں لے لئے اور سر و منہ کو دارالریاست ہرقر کیا انگریزوں کے وقت ہی اسکے جاگیر بدستور حال رہی جب مر گئی تو نسل علاقہ اسکا سرکار انگریزی میں ضبط ہو گیا اور ایک ہزار سا چھوٹے مسلمان اسکا ملازم جو نجیب پانی کر کے مشہور ہے پنجاب میں ہمارا جہ رنجیت سنگھ کے پاس آکر نوکر ہو گیا ہمارا نے یہی اٹکانام بخیموں کی بلٹیں رکھا ۔

## ذکر ریاست جارج طامس صاحب فہما رضا انگریز کا

جارج طامس صاحب انگریزی جہاد علیہ ریاستوں کے ایک رئیس خود مختار ضلع میرانہ وغیرہ میں ہو گذرا ہے پہلے یہ شخص انگریزی جہازوں کی بیٹری میں ایک فیل عہدہ پر نوکر تھا ۹۵ سالہ ہجری میں انگلستان سے ہند میں آکر مندراس میں آج کو آدمی صاحب حوصلہ و طالب جاہ و ختم تھا ذیل نوکری جہاز کی چوڑ کر باگڈہ میں آیا چند سال وٹان سبر کے وٹان سے لے لکھ ہجری میں سر و منہ میں آکر سر و کی بیگم زیب النساء کا نوکر ہوا اور اچھی اچھی خدمتیں بجالا کر غرت و توقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کھنکھ سوا اسکی شادی کر دی اور فوج افسر بنا پادشاہت مٹا ہ غارتگر ان قوم سکھ سے جو بیگم کے علاقہ میں لوٹ مار کرتے تھے لڑاؤ اور بیگم کو اپنی خدمات نمایاں سے خوش رکھا سات برس کے بعد بسب ورا نڈازی بعض ورا نڈازوں کے مزاج بیگم کا اس سے برگشتہ ہو گیا اسلئے اسے بیگم کی نوکری چوڑ دی اور دوسو سوار جنگ آزمودہ کے ساتھ سر و منہ سے نکل کر انوپ شہر کے پاس جو اسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تھی آکر تین مہینے تک مقیم رہا اس امید پر کہ شاید کوئی سندوستانی رئیس اسکی ملا کر نوکر رکھے لے لکھ ہجری میں ایک خط آیا کہانڈہ راؤ مرٹھ کا اس مضمون سے اسکے پاس آیا کہ اگر ہمارا پاس آ جاؤ گی تو مغز نوکری اور گزارہ معقول پاؤ گے اور اپار او کہانڈہ راؤ کہانڈہ مرٹھ اللقب اچھے مشیر بادشاہی اول مادی و جی سیدہ کا نوکر تھا اور مادی و جی سیدہ نے اسکو نوکر رکھ کر دو ملٹین خلی آزمودہ کا رعطا کین اور افسر بنا یا جب سے بہت سی محکوم میں قابض انسان کین تو مادی و سیدہ نے اسکو اضلاع گوالیار و گواہری کا ناظم بنا یا اور ان اضلاع کا نظم و نسق اُسے کچھ عرصہ تک اچھا کیا لکھ من اسنے بلا اجازت اپنے آپ کے ہندیل کھنڈ پر یونٹ کی اگر بہت کوششوں کے ساتھ فتحیا ہوا اگر نہایت زیر بار و قور ہزار ہو گیا اس بد نظمی سے مادی و سیدہ

اس سے ناراض ہو کر اسکو معزول کر دیا ازبیکہ بہرہ سردار ایک آدمی صاحب داعیہ و عالی دماغ تھا اسنے خیرت  
 میں اگر خود سری اختیار کی اور اپنی بازو کے زور سے اضلاع میوات کو مفتوح کرتا ہوا ہریانہ تک پہنچا  
 آٹھ سو سے سکھ لوگ جو اس ملک کو لوٹ رہے تھے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ میں علیحدگی  
 کیا کہانڈہ راو کی شتم جبری میں قائم ہو گئی اس فرغ کے وقت وہ مادہ ہندو یہ سے نہ تو باغی اور نہ تابع دار  
 بنارہ بعض بعض اضلاع میں خود مختار و مالک اور بعض میں باج گزار و تابع تھا اسنے قلعہ کانود کو اسناد و حکومت  
 بنا یا قصبہ جارج طامس صاحب اسکے پاس پہنچا تو اسنے اسکو آدمی ہوشیار و لائق کار جاننا تصور کر کے  
 ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اسکے حوالے کی بعد وفات مادہ ہندو یہ کے جب دولت ام سید بہ  
 برادر زادہ مادہ ہوکا جانشین ہوا آپا کہانڈہ راو بھی جب اطلب سکے معہ جارج طامس ملے دہلی گیا اور  
 شاہ عالم بادشاہ کے یہاں سے خلعت فاخرہ حاصل کی غرض کہی سال تک طامس صاحب نے بہ ریاست پاکانڈہ  
 کی کشور کشائیاں کیں اور خدمات لائق بجالایا آخر جب آپا کہانڈہ راو نے سبب شدت مرض حصول عیال  
 کے جنہا میں بوب کر خود کشی کی تو طامس صاحب حاکم خود مختار بن گیا اور دور دور تک علاقہ جات فتح کرتا ہوا اچلا  
 راجہ پٹیلہ وغیرہ سے سررشتہ دوستی کا قائم کیا جب آپا کہانڈہ راو مرنے کے بعد باون او برادر زادہ  
 اسکا جانشین ہوا تو اسنے بعض فساد انگیزوں کے کہنے سے یہ تجویز کی کہ جو پرکھ جہر وغیرہ اسکے چچانے طامس  
 کو جاگیر میں دہی ہوئی تھی ضبط کر کر اپنی ریاست کے شامل کر لیوے ہر چند طامس صاحب لمحات اسکے کہ وہ  
 نوکر اس خاندان کا تھا اطاعت قبول کی اور کچھ خراج بھی دینا کیا مگر باون راو نے نانا اور نوٹ جنگ  
 جیل پہنچی آخر کار بعد جنگ بیکرا آپہن صلح و صفائی ہو گئی اس کام سے فراغت پا کر اسنے بیجام کرناں  
 سکھوں کے ساتھ اپنا جنگ کیا کہ جن میں ایک ہزار سکھہ مانا گیا شہر حصار و مانسی اسنے جنگو سکھوں نے بالکل اچاڑ  
 دیا پٹھا ازسر نو آباد کر کے دارالریاست بنا یا قلعہ جارج گڈہ جنگو اب جہاز گڈہ بولتے ہیں تعمیر کیا اور کل ملک  
 ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل شمال و مغرب میں ہے طامس صاحب کے تصرف میں آ گیا جسکی صنعت جنونا و شمال  
 اتشی گونڈ اسقدر شرقاً و غرباً بھی ہو گئی اور اسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگہ پٹیلہ والیہ کے راج اور گوشہ  
 شمال و مغرب ملک پٹیان اور عرب میں سیکانیر کے راج اور جنوب میں جی پور کی راج اور گوشہ جنوب مشرق  
 میں پرگنہ داوری اور مشرق میں اضلاع متصلہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق میں روہتک پانی پت وغیرہ  
 کی حد و سے ملتی تھی اور خاص قصبہ مانسی کو اسنے اپنا دارالحکومت بنایا اور اگر خاص حد اسکے ریاست کی  
 بیان کیا وے تو یہ ہے کہ شمالی حد میں اسکے دریائے گنگا اور جنوب میں قصبہ پل احمد شرق میں مہم اور جنوب  
 میں ہندوستان اور آٹھ سو موضع اسکا تھا جسے بعد از نظام قرار و اقد کے طامس صاحب نے سکھ نامہ کا

جاری کیا اور توپیں قلعہ شکن میدانی ٹرائی کی ڈھلو امین شکر آراستہ کی شان و شوکت شانہ جانی مہانت کے  
 اسکے پاس سپاہیوں ضرب توپ اور آٹھ بیٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایک ہزار سو اور سارے تین ہزار بیٹا  
 فوج جمع ہو گئی اور جارج گڈ اپنے بنائے ہوئے قلعہ میں جو جھج سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا  
 چند سال کے بعد اتفاق جانے طامس صاحب کی میواڑ کی ملک کے طرف ہوا پیچھے اسکے ضابطہ خان ناظم جھج نے نیزہ بازی  
 کی کہ علاقہ رداری عمارتی دولت رام سندھ سے کہانہ کی بھری ہوئی گاڑیاں ستر ہزار روپیہ مالیت کے لوٹ  
 لیں گاڑی والوں نے ہتھانہ ہکا بھجور بیرون صاحب چید سالار فوج و دولت رام سندھ کے کیا اور بیرون صاحب  
 کی حکم سے مشر لوٹس صاحب فرانسیس معہ چار بیٹن و توپخانہ و اسطے تدارک ضابطہ خان کے نامور ہوا اسے پتہ چل  
 اگر توپیں لگا دیں ورنہ رہیں ورنہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان مغرور اور لشکر مرشد کا منصوبہ ہوا  
 اور لوٹس صاحب جھج کے چند وکانداروں اور ساہوکاروں کو پکڑ کر لے گیا جب طامس صاحب ہوا سے واپس آیا  
 تو اسنے شہر جھج سے ستر ہزار روپیہ معاوضہ ان گاڑیوں کا چندہ کر کے بیرون صاحب کے پاس بھیج کر قیدی  
 اپنے سنگالے اگرچہ گاڑیوں کے عوض میں تو ستر ہزار روپیہ بیرون صاحب کے وصول کر لیا مگر دل میر  
 جارج طامس کے نوکر وں کی شوخی سے سخت تریج و تاب کہانی اور کل بہہ حال دولت رام سندھ کی سخت  
 میں جو اسوقت وہ مقام دکن تھا لکھن پھان سے ایک خط بنام طامس صاحب طرح جاری ہوا کہ چونکہ  
 اسوقت فیما بین ہماری و ہمارا جھجوت رامے ہو لکھ والی اندو کی لڑائی ہو رہی ہے تمکو چاہئے کہ  
 اپنے آپ کو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کر ماتحتی بیرون صاحب سپہ سالار کے محارم  
 ہو لکھ میں مصروف ہو چکے ہیں اور طامس صاحب کی سپہین صفائی نہتی بیرون صاحب چاہا کہ کس طرح طامس صاحب  
 کو اپنے پاس بلا کر قید کر لوں مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتھ ہا کر ملاقات کی اور بیرون صاحب کو  
 کہہ کر قید کرنے کا موقع ملا اور کہا کہ ہمارا چندہ یہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ جھج سے بالکل دست بردار ہو کر ہمارا  
 سندھ کی ملازمتوں کے جوئے کر دو اسکے عوض میں تمکو سپاہی ہزار روپیہ ہمارے ملا کر گیا چونکہ یہ بات جھج  
 صاحب کی طامس صاحب نے منظور کی اسی روز سے سپہین مجاہدہ و مقابلہ شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب  
 رستمانہ لڑایاں سندھ کے فوج سے لڑتا رہا آخر جب بیرون صاحب لوٹس صاحب کی فوج کو مدد پہنچ گئی اور  
 طامس صاحب کے فوج کے فہر بہت سے مارے گئے اور اہلکاران سندھ نے طامس صاحب کے سپاہیوں اور فوج  
 کے و استوں کو جو انکے علاقہ میں رہتے تھے قید کر لیا تو فوج طامس صاحب کی بدیل ہو گئی اور اپنی جان بچا کر  
 جا بجا پھاگ گئے اسلئے لاچار ہو کر طامس صاحب ہر راست سے دل آٹھایا اور اگر نیری عمارتی منین جا کر باقی غر  
 رٹھایا کی طرح مسر کی +



## تذکرہ ریاست لوہارو

یہ ریاست ایک سلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق میں جھوڑ جنوب مغرب میں شیخاؤلی وغیرہ  
 بیکانیر و ہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دوسو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ  
 ایک صاحب نے مرہٹوں کو دہلی سے نکالا تو لوہارو سے علاقہ متعلق کے ریاست الودین منتقل ہو گیا اور راجہ الودین  
 بہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعد پوز اس کے خدمات کے علاقہ فیروز  
 کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مر گیا تو  
 شمس الدین خان اسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اسوقت امین الدین خان ضیاء الدین خان حقیقی بہاشی شمس الدین خان  
 کے بیوی جیت اپنے باپ کے دعویٰ اور حصہ ریاست کے ہوئے اور مقدمہ روہڑے فریزر صاحب سبٹ دی  
 کے پیش ہوا صاحب مدوح نے بعد تحقیقات کو نوٹ میں رپوٹ کی کہ ان تینوں بہائیوں میں باپ کی وصیت  
 کے بموجب حصص ہو جانے مناسب ہیں اسباب سے نواب شمس الدین خان صاحب سبٹ کا دشمن ہو گیا اور اپنے  
 نوکروں کے ہاتھ سے اکتوبر ۱۳۳۷ء میں صاحب سبٹ کو قتل کر دیا پس وہ مقدمہ ایک برس تک تحقیقات  
 ہوتا رہا آخر جرم قتل بہ نسبت نواب شمس الدین خان کے ثابت ہو کر اسکو بہانسی دی گئی اور ریاست فیروز پور  
 کی ضبط ہو کر ضلع گورگاون میں شامل ہوئی اور خاص لوہارو سے علاقہ متعلق امین الدین و ضیاء الدین کے نام لکھا  
 ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اسکے مرنے کے بعد نواب میرزا علاؤ الدین  
 احمد خان بہادر جانشین اپنے باپ کا ہوا اس نے جانشینی کے وقت ضیاء الدین خان نے دعویٰ حصول ریاست کا کیا مگر  
 کامیاب نہ ہوا اور چند سال بعد اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست اسکو ملتی ہے نواب علاؤ الدین احمد خان  
 رئیس حال ٹریسے لیتے دھول و فاضل ہوشیار گارگڈ ازینکام خیر خواہ سرکار انگریز کے ہیں انتظام اسکا ریاست میں  
 بہت چاہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیر الدین و نصیر الدین و عزیز الدین و بشیر الدین و نصیر الدین موجود  
 ہیں اور میرزا حسین علی خان بہادر رئیس حال کے بہائی بھی ٹریسے لائق آدمی ہیں مقدمہ دہلی میں یہ ریاست  
 وفادار ثابت ہوئی اس کے سبب سبجال و برقرار رہی \*

## تذکرہ ریاست دوجانہ

قسمت حصار میں یہ بھی ایک مشہور ریاست ہے اس میں چھ بیہ ریاست لارڈ ایک صاحب کے حکم سے بعض  
 ان خدمات کے جو نواب غیاث خان سے مرہٹوں کی لڑائی میں غزوہ میں آئی تھیں نواب مدوح کو عطا ہوئی  
 اور سوار و دوجانہ کے ایک علاقہ ہو ہوئے جل ہی شامل اس ریاست کے ہو گیا اب یہ ریاست نواب علی صاحب  
 کے پوتے محمد حسن علیخان کو داگدا رہے مقدمہ دہلی میں یہ رئیس بھی خیر خواہ و وفادار نکلا اسکے دیار اسکی

قائم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد محمد شیر خان محمد شیر خان بہائی و محمد عبد اللہ خان برادچہ زاد اس رئیس کے ماتحت کام کرتے ہیں کل سطح اس ریاست کا اکثر میل مربع ہے اور آبادی چھ ہزار آدمی سے زیادہ ہے چار سو اور ڈیڑھ سو یا وہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے

### دکر ریاست یا لودھی

یہ ریاست بھی بری ریاست جھجر کی ایک شاخ ہے پہلے یہ ریاست لارڈ لیک صاحب بہادر نے بجلہ و حسن خدمات جہم مرثیوں کے نواب فیض طلب خان بہنوئے نواب نجابت علی خان رئیس جھجر کو از روئے سند مجوزہ ۳۴- اکتوبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۹- ماہ رجب ۱۲۷۵ء عطا کیا یہ ریاست چالیس میل سمیت جنوب مغرب علی کی اُس سرکر پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے صفحہ دہلی کے بعد باوجود دیکر ریاست جھجر کی ضبط ہو کر رئیس و ناٹک پھانسی یا گیا مگر یہ ریاست بسبب خیر خواہی و وفاداری کے اکبر علی خان رئیس کو واکہ دار رہی فی الحال فرماں اس ریاست کے نواب محمد فتح رحیم رئیس ہیں اور آمدنی کل اس ریاست کی قریب پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے ہے یہ ریاست قیمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و آمد دہلی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو اس ریاست کے مختار مہمات ریاست ہیں

### دکر ریاست وادری

یہ ریاست جھجر کے ریاست کی ایک شاخ تھی اور جب جھجر کا علاقہ لارڈ لیک صاحب نے نواب نجابت علی خان کو عطا کیا تو علاقہ وادری و بہادر گڑھ نواب محمد اسماعیل خان نجابت علی خان کے بہائی کو ملا مگر اسماعیل خان عنقریب فوت ہو گیا اور نواب بہادر جنگ خان اسکا بیٹا خور و سال رہ گیا سو اسے نواب نجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے ذمہ پر لے لیا اور وادری میں چھاوئی اپنی فوج کی مقرر کی جب نجابت علی خان مر گیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت میں ہی چند سال وادری میں چھاوئی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اسنے وادری میں اپنا عمل دخل کر لیا سو اسے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ زلفضان عہد سرپرستی بخجور صاحب بھٹ دہلی کے پیش کیا یہ بیان کہ بوقت سرپرستی و نا بالغی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تھا صاحب مدد و حق نے کل انتظام قرضہ بہادر جنگ خان کا کر کے کل دیہات پر گنہ وادری سے نواب فیض محمد خان کو دیدی اور باقی علاقہ بھی ایک لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو روپیہ سالانہ باقی سبھی بہادر جنگ خان بحال رکھا اور چونکہ واکہ دار نہ تو بات خسارہ جاگیر ایم نا بالغی بہادر جنگ خان کے ذمہ پر تھی اور اسی ہزار روپیہ ایک مہاجن سرسبز این نام کے اسکے ذمہ پر واجب آتی تھی سو اسے پر گنہ وادری و بہادر گڑھ کا بطور ہسکے گیارہ برس کے بحکم صاحب بھٹ دیدی جو کہ نواب فیض محمد خان کے ہو گیا اور آمدنی جاگیر میں سے چند سو روپیہ ماہواری بہادر جنگ خان بطور حق

دینا قرار پایا مگر عنداللہ پہ حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہو گیا اور کل علاقہ حوالہ بہادر جنگ کے ہوا اور اپنی خوشی ہی  
 اسے بعض تین لاکھ پچتر ہزار روپیہ کے پرگنہ دادری کا نواب فیض محمد خان کے پاس بیجا دوس سال کے رہن  
 رکھ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب مجاہد جنگ کو اور کل تنخواہ سواروں کے جو سرکار میں  
 دی جاتی ہیں یا کرے پس پرگنہ دادری کا رہن ہو کر بہادر گڑھ کا پرگنہ قبضہ داخل بہادر جنگ کے راج  
 میعاد دوس سال رہن کے گزر گئے تو زرخیز رہن میں سے صرف ایک لاکھ روپیہ ادا ہوا اس واسطے دادری کی علاقہ  
 پھر دوس برس کے میعاد پر بعض دو لاکھ پچتر ہزار روپیہ کے نواب فیض علی فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس  
 رہن ہوا اور دوس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دنیا ہی ہو خوف ہوا اور یہ ہی شرط ہوئی کہ بعد القضا  
 میعاد جب اس تک اس رہن کرے تو ایک لاکھ روپیہ نیکیت مرہن کو دیوے مگر یہ شرط نواب عبدالرحمان خان  
 کے وقت فسخ ہو کر پچاس ہزار روپیہ کا دنیا بوقت تک اس رہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان نے میعاد سے اول  
 پچاس ہزار روپیہ نیکیت دیکر علاقہ اپنا رہن سے واگذا کر لیا اور باقی ماندہ روپیہ باقیا طیس ہزار روپیہ سالانہ  
 سکے ادا کر دیا جب بعد فرو ہوئے مفسدہ دہلی کے فہران دہلی خفام بیرونی کے واسطے تشریف لے گئے تو  
 دادری کے رئیس کی جھجکے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچھ مواخذہ نہ ہوا بعد از ان جب پٹن جھجکا ماخوذ  
 دہلی پہونچا تو مہ - ماہ نومبر ۱۷۷۷ء کو ڈوگل لارنس صاحب پولشکل سخت دادری میں گئے اور بجز سازش مفسدوں  
 کے ریاست کو ضبط کر کے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اس کے بیٹے کو نظر بند کر کے دہلی بھیجا اور سہمی گا۔  
 دادری کے رہنے والے کو کہ جسے ہرمانہ عدم سیاسی سرکاری ڈاک نشی کو مار ڈالا تھا اسی خاص موقع پر پہنچی  
 دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی پدرہ روز تک برابر پہانسی کے اور ہنگامی رہے چرچہ تحقیقات مقدمہ ریاست جھجکا  
 کی ہو کر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم حلا وطنی کا صادر ہوا اور بعد  
 مقرر ہونے ایک ہزار روپیہ ماہوار سی گد ارہ کے لاہور بھیجا گیا اور لاہور میں چند سال قیام رکھ کر فوت ہوا اب  
 بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور میں رہتا ہے اور دوسروں روپیہ ماہوار سی نشین اسکو سرکار سے ملتی ہے \*

### ذکر ریاست ہالیر کوٹلہ

تلم باکے ملک میں یہ ریاست بھی ایک ہی مشہور ریاست ہے مورثا علی بہان کے رئیس کا شیخ صدر  
 زندہ فیروز سردانی افغان تھا جسکے ساتھ نواب بکنڈ علی خان رئیس جال کا شجرہ انساب چند اسامی دریا فی  
 اس طرح پر بتا ہے کہ نواب بکنڈ علی خان خلف نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن سیکان خان  
 بن جال خان بن شیر محمد خان بن فیروز خان بن بازید خان بن شیخ صدر الدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہ  
 شیخ احمد سہمی سردانی بزرگ اپنے سے سری پال کے شاخ میں تیرہویں پشت تھا اور پانچ بیٹوں میں

پیرا شیخ احمد کا شیخ صدر الدین المعروف صدر جہان جو اپنے وقت میں دلی کامل اور درویش خدا رسیدہ  
 تھا اسے اپنے اصلی وطن دراہن سے تہقیر سیریزستان کو آیا اور اس مقام پر جہان اب قبضہ الیر کو لیا تا وہاں پہنچ کر  
 تلج دریا کے ایک شاخ پر جبکہ نشان اب بھی معلوم ہوتے ہیں قیم ہو کر عبادت الہی شروع کی اس وقت مالیر کی آبادی  
 کا نام نشان ہی نہ تھا صرف ایک چوٹا سا موضع جو ہم نام آباد تھا تلج کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت  
 مالی نام سلمان ہستی تھی پہلے پہل وہی ضیفہ حضرت کی مرید ہوئی پھر جب سلطان ہلول لودی بادشاہ نے اپنی  
 دختر کی شادی صدر جہان سے کر دی تو حضرت کی بہت شہوری ہو گئی اور جو جو لوگ حضرت کی خدمت میں  
 حاضر ہونے لگے اس وقت حضرت نے اس قبضہ کے آبادی کی بناؤ الی اور نام اسکا اسی عورت مالی کے نام پر مالیر  
 رکھا بعد آبادی اس قبضہ کے ۳۲ ہجری میں شیخ صدر جہان کی وفات ہوئی اور اسی قبضہ میں دفن ہوئے  
 فضل ازید۔ اور عارف اٹقی انکی تاریخ وفات نکلی انکے دو منکوحہ ایک اجوت عورت اور دوسری شہزادی  
 ہستی شہزادی کے بطنی اولاد اب تک ہزار مبارک کے مجاور ہیں اور دوسری عورت کے شکمی اولاد میں  
 وسر دار و نواب چلے گئے ہیں صدر جہان کی پانچویں یا چھٹی پشت کے بعد بازید خان رئیس ہوا اُسے مالیر  
 کے پاس دوسرا قبضہ کوٹہ معہ شہر شاہ و عمارات نچتہ و خندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسیع کرنے میں  
 ہی نہایت کوشش کی اُسکے بعد فیروز خان پھر شیر محمد خان جانشین ہوا پھر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرہند کے  
 گورنر ہندنگ کے ساتھ خوب لڑتا رہا آج کل اپنی ریاست میں موضع شیر پور آباد کیا کہ اب وہ موضع ریاست الیر  
 بتا ہے اُسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جبکہ ہنگریا تو جمال خان میا شیر محمد خان کا گھمسی نشین ہوا یہ بھی سکھوں  
 لڑ کر مقام سرہند شہید ہوا اُسکے بعد جہکین خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی بغاوت اُسکے خدمات نمایان  
 اور یہ قومی کے اسپرٹری ہر بانی تھی اسے اس لیت کو وسیع بلکہ انکو سکھ کو مضروب کیا آخر جہکین خان نے اُنکے  
 رئیس شہالہ سے لڑ کر شہادت پائی اُسکے بعد بہادر خان اُسکا چوٹا بھائی مندر پٹیا اسے بھی سکھوں کے ساتھ  
 لڑ کر جام شہادت نوش کیا اُسکے وقت پٹیا لہ کے رئیس نے غالب کر اسکا بہت سا علاقہ اپنی ریاست کے شامل  
 کر لیا اُسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطا اللہ خان اُسکے چوتھے بھائی ایک دھڑے کے بعد سندھ نشین ہوئے  
 رہے عطا اللہ خان کے عہد میں پنجت سنگہ والی لاہور شکر لیکر مالیر کو ٹکڑے پرچہ آیا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ  
 نذرانہ مقرر فرمایا اس وقت کچھ توپخانے کے رئیس نے نقد اکلیا اور باقی کے واسطے رئیس پٹیا لہ اور ضیفہ کو  
 مناسن دیا ضامنوں نے بعض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تہاسجات اسلک میں بٹلادئے مگر انہیں باوجود  
 تلج پار کے رئیسوں کی خوش نصیبی سے اسطوف کے کل ریاست میں زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگے اور پٹیا  
 کا عمل و دخل بالکل اٹھ گیا اور جنرل اوکٹر لونی صاحب نے ذات خود کو ملی میں آکر سکھوں کے تہاسجات میں ریاست

کے علاقہ سے اٹھائے اور رئیس مالیر کو ملکہ کا دوبارہ حمل و دخل ہو گیا عطا اللہ خان کے مرنے کے بعد وزیر خان نے  
 بہیک خان کا حاکم مقرر ہوا وہ فوت ہوا تو امیر خان اسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطا اللہ خان کی اولاد اپنے جاگیر پر قابض  
 امیر خان سے پہلے رئیس مالیر کو ملکہ کے خاندان صاحب کہلاتے تھے اسکو گورنمنٹ کے یہاں سے نوابی کا خطاب عطا ہوا  
 ریاست و مدارج نے ترقی پائی امیر خان نے ننگ لہ اہرجی میں وفات پائی بجائے اسکے نواب محبوب علیخان  
 سند نشین ہوا اسکا لہ اہرجی میں نواب محبوب علی خان نے بھی دنیا سے ناپایدار کو چھوڑا اور نواب سکندر علیخان  
 محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان سبند نشین ہوا جو  
 نے الحال موجود ہے خدا سلاست رکھے چراغ اسل دل نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات ہے کل آمدنی  
 اس ریاست کی ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس میں سے ایک لاکھ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور  
 ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور سب حق داروں و حصہ داروں و جاگیر داروں و پٹن داروں کو تقسیم ہوتا ہے اور کل  
 اس ریاست کا اکیس چالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہے اور خاص تمام ریاست اس  
 شکر پروجیٹا سے فیروز پور کو جاتی ہے پتالیں مل بہت شمال مغرب پتالہ سے واقع ہے جاگیر دار و امراء  
 اس ریاست کے عنایت علی خان وغیرہ برادران چچہ زاد و محمد رستم خان و غلام محمد خان رشتہ داران و شیم گزیم شہ  
 وزیر ہے اور میر منشی کا عہدہ ایک شخص فتم جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلدار کی کام دیتا ہے  
 اور منشی کھیال لال سپرن دلاور علیخان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس میں نے سفدہ دہلی میں سرکار  
 انگریزی کے ساتھ بری وفاداری کی اور خدمات نمایاں کجایا اسلئے سور وحتین آفرین ہوا +  
 ریاست پتالہ تلج کے پار ریاستوں میں یہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہے یہاں کے رئیس کو خطاب ہاڑنگ  
 گا گورنمنٹ سے عطا ہوا چکاسی فی زمانہ اسکا کہوں کے ریاستوں میں سے اسکے ثانی کوئی ریاست نہیں ہے دولت جاہ و شہت  
 و انتظام و عزت و توفیق میں ہی پنجاب میں اس رئیس کا کوئی ثانی نہیں ہے یہ ریاست ایک شان  
 سکھان مثل ہو لکیوں کے ہے جبکہ حال سکھوں کے بارہ مشلون میں بھی آدھیا گرا مقام پر ہی مختصر حال اس  
 خاندان کا تحریر ہوتا ہے کہ انگریزوں کے مورخ کا نام پھول گوت برا رئیس قوم جاٹ سندھو تھا اسے خاندان  
 کے ضعف کے وقت میں اسی بہت پیدا کی اور اپنے نام پر وضع پھول آباد کیا اسکے چھ بیٹے تھے ایک تو کا  
 دوسرا راماں تیسرا گمنو چوتھا چندو پانچواں جتو چٹا سخت مل راماں کی اولاد میں سے پہر پانچویں  
 ایک لاسنگ دوسرا دوسا سنگ تیسرا سخت مل چوتھا سوہا سنگ پانچواں لاسنگ لاسنگ نے اس ریاست کی بنیاد  
 اور بہت سا مالکیت نزد شمشیر امنی ریاست میں داخل کر لیا اور سکھ خان مالک مالیر کو ملکہ سے بھی کسی  
 صحت آراہ دیکر بہت علاقہ اسکا بھی دیا لیا پہلے اسے وضع بنا لیا تو کیا یہ پتالہ کے آبادی کی بنیاد رکھی



اسکا قلعہ تعمیر کر کر شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول مٹی والا یعنی آلا سنگہ کا حصہ تھا بہر کثرت اتھال سے پٹیا لہ مشہور ہو گیا  
 شہر بکرا جیتی میں جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہاں آیا تو اس نے اول پر نالہ کے قلعہ کو لوٹا بہر شہر کی سمت کو  
 متوجہ ہوا تو آلا سنگہ نے اطاعت قبول کی اور بادشاہ کے وزیر کے موفت چار لاکھ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب  
 راہگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ ملا گیا تو آلا سنگہ نے اور سکھوں کی اتفاق سے سرحد پر پور  
 کر کے زمین خان ناظم سرحد کو قتل اور شہر کو غارت کر کے او جاڑ دیا وہاں سے حکومتی دولت حاصل ہوئی اور کل  
 سر زمین متعلقہ شہر سرحد پر قبضہ کیا ہو گیا اس وقت شہر پٹیا لہ نے ٹبری رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرحد کے  
 وہاں سے آکر اس میں آگئے آلا سنگہ کے مرنے کے بعد سردول سنگہ اور سردول سنگہ بعد امر سنگہ مسند نشین ہوئے  
 اسکے وقت میں ایک تہ اس کے بہائی سہمی اہمیت سنگہ نے اسپر علیہ پارکس ریاست میں داخل کر دیا تو انہوں نے انہیں بہر قضا نظر  
 جیت سنگہ کیا تو اسکا ملک قبضہ ہوئی اسی اہمیت کے شامل ہو گیا اور نیز امر سنگہ نے قلعہ پٹنہ فتح کر کر اپنے ملک میں لایا اس کے مرنے کے  
 اسکو بیٹے صاحب سنگہ نے ریاست باہمی اسکے عہد میں پے در پے حکمران بن گئے والی لاہور کے بیٹے پٹیا لہ وغیرہ سرحد کی  
 وہ ان سے پے در پے نذرانے وصول کرنے لگا اسکا ارادہ تھا کہ پنجاب کے اور ریاستوں کی طرح تلج پار کے  
 ریاستوں کو بھی نیت و مالو ذکر دیوے ہو اسے سب بیٹوں نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے محفوظ رہا  
 ایجنٹ دہلی کے گزرائی اور بعد منظور ہی کے مسٹر کلف صاحب فیئر انگریزی ریخت سنگہ کے پاس لاہور میں آیا او  
 جنرل اوکسٹرنی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لو دہیانہ میں داخل ہوا اور چھوٹی مقرر کی بعد سوال  
 جواب کے دوسرے کاربن میں دریلے تلج حد مقرر ہوئی اور یہ کل ریاستیں ریخت سنگہ کے سپہ سے محفوظ رہا  
 انگریزی حفاظت میں بنو لگیں اس وقت یہ ملک محفوظہ باگیر وارون اور بیٹوں کے قبضہ میں تھا گو رنٹ  
 انگریزی کی مداخلت اس میں کچھ نہ تھی صرف ایک صاحب پولیشکل ایجنٹ زیر حکم رزڈنٹ دہلی لو دہیانہ کے  
 مقام میں رہتا تھا جو کوئی تنازع ان بیٹوں میں بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تھا تو وہ فیصلہ کر دیتا تھا رفتہ رفتہ  
 دخل سرکاری اس ملک میں پڑتا جا گیا اس طرح کہ جو باگیر دار لاؤد مرمانا اور اسکا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی  
 صاحب سنگہ کے مرنے کے بعد کہ مرنے کا ملک ریاست کا بنا وہ سمنٹا بکرا جیتی میں مر گیا اور راجہ نرند سنگہ نے مراج  
 پایا اسکے وفات کے بعد اب جہا ناہہ مندرنگہ اسکا بیٹا مالک اچ و صاحب تخت و تاج ہے یہ ہمارا راجہ بعد و  
 اپنے باپ کے خور و مال لگتا تھا کہ مذہب واری اسکا کاران ملک طال کے نظام میں کچھ بھاریاں اچھ علاقہ اس  
 ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے کیونکہ کچھ علاقہ تھان کے رئیس نے خود حیدر کر لئے ہیں اور اگر  
 حیدر لکھنے جلنے نچ گورگہ کے کوہستان تسلیم پکار ریاست کیوں چل دیگاہا اس ریاست کے دشمنی سے  
 گئی تھی کہ جب یہ رئیس وقت سنگار آرائی فرج سکھی لاہور کے وفادار و خیر خواہ سرکار انگریزی کا سکھ

اور یہی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چوبیس سو پالیس میل مربع ہو گیا اور آبادی  
 بھی تیرہ لاکھ دس ہزار نو سو ساٹھ آدمی کے شمار میں آگئے اب سو قوت سے بھی زیادہ ترقی ہو گئی کیونکہ  
 اس میں نے بوقت مقدمہ دہلی سرکار میں خدمات نمایاں ادا کیں اور ادا میں دل و جان سے مصروف رہا  
 تو سرکار نے براہ قدر دانی علاقہ مارنول وغیرہ جو کہ ریاست کی ضلعی میں سے اسکو عطا کیا اور عزت بڑھائی کل علاقہ  
 اس ریاست کا نہایت زرخیز و آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت فراط ہے اس میں اس کے علاقہ میں  
 حسب الحکم سرکار انگریزی کے بروہہ فروشی نہیں ہوتی کوئی عورت سستی ہوئے نہیں پاتی رہا یا سے سخت محصول  
 نہیں لیا جاتا شکرین کا بنوانا راجہ کے ذریعہ ہے علم و ہنر کی ترقی ہے جا جا کر سے جاری ہیں شراب کا مینا اور چنا  
 اور جوئے کا کھینا منع ہے \*

### ذکر ریاست ناہیہ

اس ریاست کا رئیس بھی ہم جدی چہار اج پٹیا لہ کا ہے اسکا مورث اعلیٰ بھی وہی ہول زمیندار ہے جسکا ذکر پٹیا لہ کی  
 ریاست کی فکر میں تحریر ہو چکا ہے مختصر حال اسکا یہ ہے کہ ہول کا پٹیا لہ کا تھا اسکا پٹیا لہ گوردن سنگھ صاحب  
 اقبال ہوا اسنے بوقت صنعت تنظیم جتیا لہ کی آلا سنگھ براؤنچہ راؤ کو کٹا ہلکے پٹیا لہ علاقہ زیر حکم کر لیا اور جمعیت معقول سمجھا  
 وہ مرگتا تو اسکا بیٹا صورت سنگھ پٹیا لہ اسکا ہمہ سنگھ گدی نشین ہوا اسنے اپنی ریاست پٹیا لہ اور شہر ناہیہ کے  
 آبادی کی بنیاد رکھی اس شہر ناہیہ اور پٹیا لہ کے ایک ہی مینے اور سال میں نور کھی گئی تھی اسنے شہر آباد کر کے خوب  
 بنوایا شہر کے گرد و پیش ناہیہ بھی بنچہ بنا دیا وہ مرگتا تو جونت سنگھ نے گدی پائی اسکے وقت میں فیما بین صاحب سنگھ  
 والی پٹیا لہ اور اسکے ایک قطعہ زمین کے اور پٹیا لہ پر پامور اور نوبت اجتماع فوج و لڑائی کی پہونچی چونکہ ریخت سنگھ والی  
 لاہور اس خاندان کا دیوتا تھا جونت سنگھ نے اپنی بد کے واسطے اسکو طعینا لیا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رخت سنگھ  
 کو پوچھا کہ آیا تو وہ فی الفور لاہور سے چرہ آیا اور یہاں پہونچ کر اسنے دونوں ریاستوں سے نذرانے معقول وصول کرو  
 اور اراضی پٹیا لہ جونت سنگھ کو دلا کر علاقہ جونت سنگھ کے بعد دیواندر سنگھ نے راج پایا مگر جوہم اسکے کہ جنگ  
 لہ پٹیا لہ وند کی وغیرہ میں وہ انگریزوں کے ساتھ مقابلہ پیش آیا اور سکھوں کی بد کے بعد فیصلہ ہونے مقدمہ  
 لاہور کے وہ گدی سے اوتار لگیا اور علاقہ وطن کے لاہور پہونچا اور جب تک حصار ناہاراجہ کھرنگ کی حویلی میں  
 نظر بند رہا خرچ اسکو آمدنی ریاست ملتا تھا اسکی مزدوری کے بعد پٹیا لہ اسکا خور و سال پہونچ سنگھ گدی پر پٹیا لہ و سب  
 خور و مالی اچھے کے کہ بخش سنگھ ایک شخص ریاست کے خیر خواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس میں نے بوقت  
 مقدمہ دہلی کے حتی الامکان خیر خواہی ادا اور میں سرگرمی کی تھی اسلئے علاقہ کا منشی مصلح دہلی کے سرکار سے  
 اسکو بھی عطا ہوا اسلئے علاقہ کا منشی کے مین جویرہ کا دیوان اس ریاست کے متعلق میں اور اسنے سزا دہلی کی آبادی



مقبوض زمینیں زرخیز اور لائق الزراعة ہے **فائدہ** ستلج کے پاس سرداران باوقار و رؤساء ذوالاقتدار  
 بااختیار جہد رہتے تھے انکا ذکر تحریر ہو چکا اگرچہ انکے سوا سے اور بھی بہت جاگیردار و صاحبان ملک و مال مثل  
 سردار لہنا سنگہ کلویہ راجہ گور بخش سنگہ منی باز رہ و سردار نرائن سنگہ سیالہ و سردار جیون سنگہ پوریہ و سردار شوکر مال  
 شہزاد پوریہ و سردار اوتھ سنگہ رام پوریہ وغیرہ بہت ہیں جنکا ذکر موجب طوالت کتاب مقصور ہو کر ذکر خیر  
 منحصر اور پر وقف ذکر ادنیٰ ممکن ہے کہہ لیا گیا اور بالفعل انکی تحریر حالات کو تاہ قلمی وقوع میں آئی اور رہا  
 فرید کوٹ اور مہدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروز پور و کشمیری لاہور میں ہیں لیکن اسباب کے کہ وہ بھی دریائے ستلج سے  
 باگہا سے پار میں ذکر انکا احاطہ تحریر میں آنا ہے۔

### ادکر ریاست فرید کوٹ

یہ ریاست ضلع فیروز پور میں ایک مشہور و با اختیار ریاست ہے جس میں اس ریاست کے راجہ وزیر سنگہ راجہ کی  
 خطاب سے مخاطب ہیں اس کے شمال و مغرب مشرق و جنوب فیروز پور کے پرگنوں سے ملتی ہیں اور مغرب  
 کی حد مہاراجہ کی حد سے ملتی ہے شرق سے عربک چالیس میل ایک لہان و اروندیس میل جنوب شمال کو چڑان ہے کل  
 ایک تین سو اٹھ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی پچاس ہزار آٹھ سو بیانوین پہلے مردم شماری میں شمار  
 میں آئی تھی یہ راجہ اور سردار بکر بان سنگہ ولیعہد سکھ سردار وں میں بے نقشب و صوف باوصاف حزمہ مشہور ہیں  
 و جنسی ہتھ سنگہ وزیر و شہزاد خان سردار علا سنگہ و سوداگر مل مقبران ہی انکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہیں

### ریاست مہدوٹ

یہ حصہ قریب سو چالیس برس کا ہوا ہے کہ خنداومی قوم افغان قندھار کی طرف سے قبضہ قصور میں کر سکوت پذیر  
 ہوئے جو تک پہلے ہی ہر قبضہ بٹانوں کا سکونت گاہ تھا آپس میں سب ہم قومی کے اور لکا بخوبی اتفاق ہو گیا اور سب  
 خاندان کے لوگ گہور وں کی سوداگری اور باگری سے گزارہ کرتے رہے سب ایک گرمی میں جب سردار  
 چند سنگہ و گنڈ سنگہ پہلے کی قصور پڑھائی کی تو پٹانوں نے جمع ہو کر انکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور ٹٹ گیا مگر آخر کار  
 پٹان فتنہ ہوئے اور سکھوں کو نکال دیا کہ قندھار کے بعد دوبارہ سکھ قصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان  
 کو طمع کیا کہ وہ چند ہی سب افغانی کلاس سنگہ ہنگی کے سوا الدین خان افغان نے افغانوں کو جمع کر کے سکھوں کو  
 قصور سے نکال دیا اور کوٹ رکن الدین خان کو تاراج کر کے خود سر حاکم بن گیا اس قلعہ سے سکھ ایک سب  
 تو سب صلہ نہ روادہ و جہد ملاحض سے انکو شکام کامل ہو گیا یہ بات حکمران افغان کلاس سنگہ ہنگی نے یہ قصور  
 پوش کی اور نظام الدین خان قطب الدین خان میران بنال الدین خان نے ایک مل محبت کے ساتھ انکا مقابلہ  
 کیا اور خیریت سے قصور کو واپس جو قصور سے اس کوں کے ماحولہ و بے یوم و تاریخ کے قصور سے

علاوہ اسکے قصبہ چوہالہ و شام کوٹ و چونیان وغیرہ ہی اپنے قبض و تصرف میں کیا اور دریائے ستلج سے اوتر کر  
 سردوٹ کے چڑانے قلعہ گجگجہ نخبہ قلعہ بنوایا بعد فتحیابی ان علاقوں کے ساتھ ضرب توپ و قیس چالین ہزار فوج سو  
 و زیادہ ریاست منصور میں جمع ہو گئے آخر جب نخبہ سنگہ سانی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ منصور دالون سے پی و  
 جارتیان لڑا اگر افغانان منصور نے ایسا ملک ماتہ سے چھوڑا تہہ امین نظام الدین خان حاکم منصور کو واصل  
 ہوا و زیادہ اسکے لئے سبب کسی اذیت کے مار ڈالا اس وقت قطب الدین خان مقام کوٹویان موجود تھا وہ اپنی بیوی  
 قتل کی خبر سنا کر منصور میں آیا اور واصل خان کو اپنے بیوی کے قصاص میں اصل جنم کیا اور بیوی کی ریاست کا  
 جانشین ہوا تہہ امین بھر نخبہ سنگہ بچپن ارفوج لیکر منصور پر پڑھا آیا اور قطب الدین خان کو شکست دے کر قصبہ  
 کوٹو ماتام علاقہ نواب منصور و چونیان و کوٹویان وغیرہ نواب سے جہن لیا اس وقت نواب مجدوٹ میں آگیا  
 اور اس علاقہ کو آباد کر کے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی مغز الدین کے وقت سے قائم ہوئی پہلے  
 تہی بلکہ خود مغز الدین پہلے تجارت گہور دن کی کرتا تھا تہہ امین قطب الدین خان مقام امرتسر میں جانشین  
 کر گیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان و فرزند چھوڑے جمال الدین خان بڑا لڑکا جانشین ہوا اسکے وقت  
 عملدار صی صاحبان انگریز کی پنجاب میں ہو گئی اور نواب گورنر جنرل بہادر سے اسکو خلعت فاخرہ و خطاب نوابی  
 ملایا ریاست کے اختیار بدستور اسکو ملے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بھی اسکو عطا ہوئے اور سوسوار کی نوکری  
 اس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور بے دریغ جانشین انگریزوں کی  
 عدالتوں میں ہوئے تو جمال الدین خان ریاست سے بیکار ہوا لاہور خاص میں اسکو رہنے کی اجازت  
 ملی اور گزاردہ ریاست سے مقرر ہوا تہہ امین نواب نے پنجو اہش خود حسب اجازت سرکار بھام پچی و دائرہ ضلع فیروز  
 سکونت اختیار کی اور تہہ امین قات بائی اور باہم اسکے لڑکوں و نواب جلال الدین خان اسکے بیوی کے ریاست  
 مقتدا دایر ہوئے اور سرکار انگریزی سے گدی نشینی اور خطاب نوابی کا جلال الدین خان کو ملا اور مجدوٹ کے لڑکوں  
 کی اجازت دی اور خان بہادر خان محمد خان سپہ سالار جمال الدین خان کو جائیداد منقولہ میں سے ایک لاکھ روپیہ ہفت  
 نقد ملایا اور آئندہ کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپیہ محمد خان کو ملنا سچو بیو اب  
 جلال الدین خان جاگیر و اس ریاست کا سب سے اور اختیارات انگریزی محکومت کے ہی اسکو حاصل میں اور جاگیر

چوتھی تقسیم ستلج پارسی جناباٹ کے شہروں و قصبوں قلعوں و  
 قدیمی کانات و معاند و پرستش گاہوں وغیرہ کے ذکر

اس علاقہ میں رہنے والے شہر و قصبہ نامی اگر ایسی شہر نام ہیں جن کی شہر و قصبہ نام



دار الخلافت ہند وراجون اور مسلمان بادشاہوں کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جہشہ پانڈ نے آباد کیا اور  
اندروست نام رکھا آبادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بقدر قین ہزار اکیسویں سال کے وقوع میں  
آئی تھی کئی سو برس تک وہ آبادی قائم رہی پھر سب فساد باہمی کے وہ شہر بالکل ویران ہو کر آبادی اسکی باقی  
نہیں رہا وہ لوگ جب زمانہ سلطنت راجہ دلو کا آیا تو اسنے یہ شہر بہرہ دیا اور اپنے نام پر نام اسکا دیا گیا  
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہ دار الخلافت مقرر نہ تھا آخر راجہ انگل نے اسکو دار الخلافت مقرر کیا جسے  
سلطان سیکندرس نے مقام سرحد جا کر لڑائی کی اور شکست پائی اور اسی کے بیٹے جی پال نے سلطان محمود غزنوی سے  
جنگ کر کر نہایت کمائی شہنشاہ الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ بہانکار تھی راج عرف اسے شہر اتھا  
وہ مارا گیا تو یہ شہر مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آکر دار الخلافت مقرر ہوا انکے وقت میں اسکی آبادی  
ترقی پر پہونچی کہ کل شہر تیس کوس تک لہنا اور بارہ کوس تک چڑا تھا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو اسنے  
اپنی مزاج کے وحشی بن سے دہلی کو آغا کر دیو گڑھ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہاں سے اٹھ کر دیو گڑھ میں  
جا کر آباد ہوں دیو گڑھ کا نام اسنے دولت آباد رکھا چنانچہ وہ ہی آباد ہوا اور دہلی ہی آخر کئی رعایا خراب  
ہستہ ہو کر جا بجا بکھل گئے اسکے مرنے کے بعد یہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہو گیا ہوا تھا کہ امیر تیمور نے  
اگر اسکو لوٹا اور تری تری ہمارے ہاں خاک کر دیں اور کئی روز تک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قید رہی  
اگر بادشاہ کے وقت یہ اسکی آبادی اوج پر آئی اور پرانے حد و تک آبادی اسکی پہونچ گئی کہ اسکے پوتے  
شاہجہان نے اگلا شہر بنوون کر کے شاہ شجاعان آباد ہو جو وہ حال تک کہ جلوس شاہجہانی مطابق سنہ ۱۰۵۷ ہجری آباد  
کیا پہلے مٹی اور پتھر سے چار حصے کے حصہ میں دیرہ لاکھ روپہ خرچ ہو کر فصیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری ہست  
میں یہ اکثر مقامات سے گر گئی اسوا سے اسکو بادشاہ نے پہونچنے اور پتھر سے انہر فوسات برس کے حصہ میں  
صرف چار لاکھ روپہ کے بنوایا طول اسکا چھ ہزار چھ سو چوبیس گز کا ہے اور چار لاکھ چوبیس گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی  
موجودہ دروازہ دروازہ کل گز ۱۰۰۰ میں شہر کے ٹوکے پختہ و بلند دیوار ہی اور ایک طرف دریائے جہانپتا ہے بازار اور  
کوچے اسکے تنگ ہیں مگر چاندنی چوک ٹرا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے چکر دہلی دروازہ تک نے سلک  
دینا اور چاندنی چوک جوڑا ہے اس بازار میں پنجہ نہر سب نہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے  
شرق کی طرف سے غریب لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اس میں ہی اسطرح نہر بنی ہے کہ نہر حنا سے چکر  
نواب علی مراد خان شاہجہان کے حکم سے لایا تھا کچھ مختصر کر کے نہروں کے حال میں تعمیر چکا ہے شاہجہانی  
میں اس شہر میں نے تعمیر کیا کہ تھوڑا کچھ اور کچھ تعمیر کیا مگر شاہ بادشاہ کے وقت میں شہر  
اور کچھ شاہ اہل اسے آباد اسے اسکو خوب اقل ماسکی ہاتھ سے اسکو دروازہ دروازہ سے

وجوہ کہ نور وغیرہ اپنے ساتھ لاد کر لے گیا بعد ازاں برابر سبب ضعف سلطنت کے ہر صدمے آتے سب سے آخرب  
 حملہ لاری انگریزی ہوئی تو پھر شہر آباد ہو اور عاید اول شاد ہوئی مگر پھر شہر اعمین پور میں فوج کی فساد کے وقت سے  
 اس شہر کی ہوئی کہ یہی نہیں ہوئی تھی پہلے تو رعیت بھارے کو مفد و ن کے لٹا اور کئی مہینے تک وہ دل کوں ہوا  
 غارت کرتے رہے ہر جہاں گورنر دن کے شہر لیا تو شہر والوں کو فوج انگریزی کوٹے کا محتاج کیا ہزاروں جانیں تلف  
 ہو گئیں عورت ستورات ضد ہائے خون میں گر کر گر گئیں نیگروں سکانات مہندم ہو گئے لاکھوں روپیوں کا نقد  
 و جنس لٹ کیا غرض شہر اور شہر والوں کا کچھ باقی نہ رہا بعد جسکی سہائی ہوئی جلد یا اگرچہ امید نہ تھی کہ ایسا اثر ہو شہر  
 پہ آباد ہو گا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پھر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دن بدین  
 رونق و تربیتی جاتی ہے سکانات پھر بن رہے ہیں ٹرکین جو حال میں نکالی گئی ہیں نہایت لچب اور پر فضا ہیں  
 اور بھرجو پہلے جاری تھی اسکو کہیں کہیں سے واسطے سفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہیں سے  
 بدستور کھلی ہوئی ہے **ضلع دہلی** ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیلیں ہیں ایک حضور تحصیل دہلی کے  
 دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل علی پور چوتھی تحصیل بلہ گڈہ شمال کے طرف اسکے بانی پت شرق میں  
 دریائے جہاں جو کہ اسکے او ضلع میرٹھ و بلند شہر کے درمیان بہتا ہے جنوب میں بلہ گڈہ و کوگا نوہ و غرب میں  
 ریتک بہاؤ گڈہ و جہر ہے اور کل سطح اسکی سات سو اونیس ہزار مربع میٹر ہے اس سے علاوہ علاقہ  
 دہلی سے اول جو آبادی اسکی شہر میں آئی تو بارہ لاکھ پچیس ہزار سات سو چالیس آدمی شمار میں آئے جن میں ایک لاکھ  
 اسی ہزار چھ سو چار آدمین مندو کا شکار اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اسی ہزار و پچاس آدمی ہزار نو سو ستارہ  
 کا شکار اور ایک لاکھ سات ہزار باسٹھ سلمان غیر کا شکار وغیرہ اوام متفرق تھے اور خاص شہر دہلی کی آبادی  
 ایک لاکھ ہزار چار سو چھ آدمین ہے بہتر ہزار میں سو بہتر مندو اور بہتر ہزار چوبیس سلمان شمار میں آئے تھے  
 بعد مفدہ دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نہ رہے مگر ضلع کی آبادی بڑھ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ بتلاتی ہے  
 مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکھ چھ ہزار چھ سو نو آدمی اسکی آبادی ہے اب یہی مردم شماری ضلع دہلی کی  
 جو سال ۱۹۰۱ء کے جنوری میں ہوئی انہیں ہی آبادی اس ضلع کی سب ضلعوں کے زیادہ نکلی اور فی ہزار  
 ہزار چار سو چار آدمین آدمی شمار ہوئے یہ ضلع دو حصوں میں تقسیم ہے شمالی و جنوبی این دو حصوں میں ہندوئی  
 آبادی فی زمانہ غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گرد و آواہ میں سلمان بہت ہیں اور بعد کم شرقی شمالی و مغربی  
 شمالی حصہ ضلع کا اور مانے جہاں اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے ہندوئی کی جگہ یا بڑھتی ہوئی ہے  
 کی ہندوئی اور ہندوئی مال جو کہ پیش کے موسم میں رخ نگر کی جبل تک پہنچ جاتا ہے قریب و وسیع کے شہر کے  
 سلمان جاتا ہے یہی ضلع اس ضلع کا خراج اور طے ہے یہاں تک بہت مقامات کے شہر اور کھوڑی کی

ہی شہر ہے خاص شہر دہلی کا ستم سمندر سے آئندہ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جہلم اس علاقہ میں بہت  
 ہیں اسلئے بارشوں میں سردی زیادہ ہوتی ہے آب ہوا یہاں کی بہت اچھی مگر خشکی مائل ہے پیداوار یہاں کی  
 ہر ایک قسم کا غلہ و میوہ ہے لکھنؤ و گڑھ میں معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکھ انچاس ہزار چھ سو ستر  
 روپیہ قرار پایا تھا اور یہہ جم شلہ تک قایم ہو گئی تھی مگر یہہ بند و بست مسندہ دہلی میں ٹوٹ گیا اور دوبارہ  
 بند و بست توہ میں آیا ضلع میرٹھہ کا اس ضلع کے ساتھ ملتا ہے جو اس سے زیادہ وسیع و بڑا قدرتی چشمے  
 پانی کے اس میں بکثرت جاری ہے یہں بھی ضلع دہلی کا اول ماتحت لفٹ گورنر مالک مغربی و شمالی  
 کے تھا مسندہ دہلی کے بعد پنجاب کی لفٹ کی زیر حکم ہو گیا خاص شہر کی زمین ہی بہت مقامات سے لٹنا ہوا  
 ہے ماکینن یہاں کے خوش مزاج خوش پوش ہو و ب خوش تقریر زبان آد صاحب سلیقہ عالم فاضل شاعر مشہور  
 ہیں تقدیر میں تاجزین مشائخ و علما اس شہر میں ہیں ایسے ایسے صاحب کمال ہو گئے ہیں کہ جنکی تعریفوں سے بڑ  
 بہری ہوئی ہیں اس زمانہ کے شعرا میں محمد ابراہیم ذوق اس شہر میں آیا تھا کہ اسکو لوگ طوطی سند کہتے تھے شاہ  
 ابوالطف شاعر ہی تھے اور بادشاہی قلعہ بھی مشتہق تھے انکی دیوان شعروں کی تمام جہان میں مشہور ہیں  
 مسندہ دہلی کے بعد تخت سے اتارے گئے اور جلا وطن کر کے رنگون بھیجے گئے وہاں جاکر وہ جان بحق تسلیم ہوئے  
 ابو طفر اسکی تاریخ ولادت اور ابو طفر کا مل تاریخ وفات ہے **مکانات شہر دہلی کے عجیب عمارات**  
 بنے ہوئے ہیں قلم کو کہاں طاقت ہے کہ انکی تعریف لکے و یا شمار میں لاوے مگر تبر کا چند مکانوں کا حال آئندہ  
 احاطہ تحریر میں آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیر وں میں سے ایک **قلعہ بنیاد اس قلعہ کی بارہویں گلی**  
**قلعہ** اس قلعہ میں عجمی حکم شاہجہان بادشاہ کے رکھی گئی اور میان حامد و احمد مہارون کے تقو فیضی میں  
 کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور پھر الہ وردی خان بہر کریمت خان کے تقو فیض نے اٹھایا  
 کے بعد وہ بیچ مال جلوس میں تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے بانو تک یہ قلعہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے قطعہ کی  
 پشت ہوا اول اسکا گڑا گڑا اور عرض چھ سو گڑا ہے جسکی کل زمین چھ لاکھ گڑہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اگر  
 کے قلعہ ہے دو گنا ہے تفصیل اسکی جھینک اونچی اور بجا و گیارہ گڑہوئی ہے اور آثار تفصیل کے دیواروں کا نیچر  
 سے بلند و گڑا و دور سے دس گڑہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جہاں ہتی ہے اور باقی متن طرف خندق کندی  
 ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چھ سو گڑا ہے اور پچیس گڑہوئی اور دس گڑہوئی کہو و کر سچہ بنائی گئی ہے اور عمارت  
 ہر گڑہوئی سے ہر گڑہوئی چار لاکھ روپیہ مبالغہ فاضل تعمیر قلعہ اور چار لاکھ قلعہ کے اندر دنی مکانات کی تیاری  
 سے لے کر دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہیں ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا مغربی طرف  
 کا دروازہ اور دروازے بہت خوبصورت اور اونکے اندر سے دروازے بہت خوبصورت ہیں

قلعہ شہب کے مکانات میں سے مکان قنار خان و تہیا پول دیوان عام معہ تخت نگین خاص محل اسد علی شاہ محل  
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش معہ سادون بہا و دن شاہ معہ متباب باغ حتمہ لاہوری دروازہ  
بمبارت سنگ مرمر وغیرہ پیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہیں کہ دیکھنے والوں کی جان میں جان تازہ ہوا  
کل دروازے اس قلعہ کے چاروں طرف سے اکیس سو چار دروازہ ہر دروازہ پر ایک طرف قلعہ کے جھڑف دریا  
جنابہا ہے دریا کے پار ایک در قلعہ نہایت مضبوط اسلام شاہ بن شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور  
دریا کے اوپر دو نو طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل کچھ بنا ہوا ہے یہ کل رونق و زیبائش لال قلعہ  
کے مشہور نام ہی جب شہزادہ امین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزی مہندستان فوج نے دہلی میں جمع ہو کر  
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرامی کی اور بہادر شاہ ابو ظفر کو جستان جغتائی کے بعد برائے نام بادشاہ تھا  
انہوں نے بادشاہ بنایا آخر جب ملی فتح ہوئی تو بادشاہ علا دطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزوں نے دخل کر  
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے سوا کر دیئے اور صرف دیوان خاص و موتی مسجد وغیرہ چند مکانات  
سے باقی رہ گئے جامع مسجد در شاہ جہاں آباد میں محل قلعہ سے ہرگز کی فاصلہ پر عرب کے طرف  
چوٹی سی شہلی پر جو دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہ جہاں نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل  
ہے اور کچھ شک نہیں کہ ایسی مسجد خوش قطم اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر نہ ہوگی یہ مسجد سر سے پاؤں  
تک سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجادہ تک سنگ مرمر اور جاجا سنگ مرمر میں سنگ مرمر کی بنی  
اور سنگ مرمر کی بنی کاری کی ہوئی تھی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہیں اور آسمین سنگ مرمر کی دیواریاں  
میں سو شیخ الی علی شہزادہ محمد علی شاہ سال ملویش شاہ جہاں اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلیٰ اور  
فاضل خان خاندان کے رکھی گئی اور پھر وزیر باہم ہزار راج و رفدور و جہاد اور سنگ تراش اسکے عمارت میں  
کام کرتے تھے اس مقام سے پھر پھر کے عرصہ میں گیارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے گنبد  
بنایت خوشنما کے گز طول اور تیس گز عرض کے ہیں اندر کوسات محرابیں اور باہر صحن کے طرف گیارہ دروازے  
انہیں بہت لبنا اور باہم دروازہ ہر مہینہ کے دروازہ دیسی خط طعنا اور باقی درون پر نام نامی شاہ جہاں  
اور تاریخ تعمیر و زو و صدق سنگ مرمر کی بنی کاری سے کہا ہوا ہے ان درون کے دونوں طرف پیار میں  
نہایت لطیف اور بنایت خوشنما دار سے چھٹے ہیں جبہ و پیر چھٹے ہیں تو بارہ درون کے برجوں میں شہزادہ  
و مہندریہ کی نظر آتی ہے خصوصاً تمام شہزادوں کی کہ جسے ایک گنبد لاکھ نامی دیتا ہے تمام  
شہزادوں کی کتب کے شمالی چاروں طرف سے لگایا اور اسکے صحن کے فرش کا بھی بہت نقصان  
انگریزی شہزادوں کے لگایا ہے اور انگریزوں نے اس کے دروازے اور درون کی



تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اس میں سنگ عروسی کی بچی کاری سے مصطفیٰ بنو ہوئے ہیں منبر بھی مسجد کا سنگ مرمر کا ہے شام  
 و بجلا و قطع بنا ہوا ہے کہ جسکی تعریف عاقل و خیر و تقریر سے باہر ہے شمال کی طرف مسجد کے ایک لائن سنگ مرمر کا بنا ہے متعلقاً  
 شریفیہ کے بنا ہوا ہے ساقی اس میں کچھ تبرکات بنا ہوا ہے و کائنات علیہ السلام و اہل صلوٰۃ رکھ رہتے تھے جب فوج باغی کی فوج  
 کے وقت یہ مسجد مرمر کا رنگریزی کے ضبطی میں آگئی تو وہ تبرکات اس لئے اٹھائے گئے لیکن جب صدر رستم مرمر کا لکھو  
 میں یہ ضبطی سے و اگر عروسی تو سب اختلاف فرقہ مسلمانوں کے وہ تبرکات مان کر رکھ گئے اور فرش مسجد کو گوشہ شرقی و شمالی  
 کچھ برج میں ان تبرکات کو رکھا صحیح اس مسجد کا نہایت دلکشا اور فرحت بخش المکیو چھتیر گن مرمر ہے اور اسل و دیوانی ایک  
 موضع سنگ مرمر کا پندرہ گز سے بارہ گز کا و اقم ہے اسکے وسط میں ایک خوارہ لگا ہوا ہے جو برج و جعبہ عیدین چھوٹا کرتا ہے  
 مہدی کے صحیح کے چاروں طرف ایوان اسے خوشنما و دالان اسے فرحت و خراج و جہ مائے دلکش و مرکبات  
 فرحت بخش بنے ہوئے ہیں و چاروں کو نون میں چار برج بارہ درمی نہایت دلچسپ ہیں جنوبی اور شرقی و دالان  
 کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے لئے ایک ایڑہ ہندسی بنا ہوا ہے اس مسجد کے مین و دروازے  
 برسے عالی شان اور آئینہ برنجی کو اڑ لگے ہیں جنوبی دروازہ چلی قبر کے بازو کے طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے  
 اور وہ دروازے کے اوپر حجرہ اسے معقول لایق بود و باش بنے ہیں اس دروازے کے تین شیریاں ہیں ان پر  
 شیرے بہر کو جمع عام ہوئے شمالی دروازہ مسجد کا پایہ و الون کے بازو کی طرف بہت خوبصورت و خوشنما ہے  
 اسکے آئینہ شیریاں اور اوپر رہنے کے حجرے ہیں شرقی دروازہ خاص بازار کے طرف ہے یہ بہت بڑا  
 دروازہ ہے اسکے اوپر بھی بہت بڑے بڑے مکانات عالی شان بنے ہوئے ہیں اس دروازہ کے آگے پتھر  
 شیریاں ہیں ہر دروازہ نمایاں گذری ہوئی ہے ہر دروازہ ہزاروں طرح کی جنس و ماناں اگر فروخت ہوتی ہے  
 غرض قلم کو یہ کہہ نہیں سکتا کہ اعلیٰ عالی شان مکان کی تعریف کہے **فیروز شاہ کا** کوٹلہ شہر دہلی سے  
 تھوڑے سے فاصلہ پر ایک مقام مشہور فیروز شاہ کا کوٹلہ ہے و ماناں ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے چورانی  
 دہلی کے کشترات کے گوشہ شمال و مغرب پر واقع ہے عمارت اسکی بہت فرخ اور شکلی مین لائانی و ماناں  
 ایک تون سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکو فیروز شاہ کی لاشہ کہتے ہیں سنیتیں فیضیہ لائانی اور دس فرش ہوا ہے  
 بنیادی کی آواز سے وہ چوڑا ہے سارے ستون میں کہیں سو نہ دوسرے پتھر کا نہیں ہوا اتمام چھوٹا ایک  
 پتھر کا بنا ہوا ہے سو درخان انگریزی کہتے ہیں کہ یہ پتھر ہی تھا کہ پتھر فیروز شاہ نے کیا کہ وہ ایک چھوٹا  
 و اجڑا ہکی کان ہے جسکے کنارے سے سو سکھ لایا تھا اور اسکو اپنے باوجود کے وہ فیضیہ ستون بنوا کر  
 بہت شوق و تماشا بنوئے میں ہی فیروز شاہ قلعہ بنکے تھیں ستون بنوا ہے وہ فیضیہ ستون  
 پتھر کی کے باہر ایک عالی شان لاکھ بڑی بنائی کا بنا ہوا ہے جسکو فیروز شاہ نے



راجہ جرنل انگریز کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے سبب نجوم بادشاہ کی نیم تیزی کی تکمیل کے واسطے بنوایا  
تباؤں قطم پر جیسے کنارس میں بنایا ہوا ہے لیکن اب یہ مکان بالکل خراب و برباد ہو گیا ہے **قطب شاہ کا**  
**مینار** زمیں جنوب کی طرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ لوتے ہیں ایک  
مینار قبضہ چار میناروں سے جو قوت الاسلام فیہ سلطان شمس الدین لہنشا غوری کا ہے اور اس مسجد کے کھنڈرات  
ہی مینار کے پاس موجود ہیں بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اسکی گاد و دم ارتفاع دو سو اونٹ لیسٹ  
اور تین سو اٹھتر شیریاں اور عمارت سرخ پتھر کی ہے کل مینار میں چار درجے رکھے ہیں جنکو چار نسل کہتے ہیں  
مینار کے اوپر بارہ آدمیوں کی جگہ ہے جہاں وہ بغاوت مٹھ سکیں چند دھکوراے پتھر اور انکی تعمیر کتے ہیں  
سوا کل غلط ہے کیونکہ اسکے پتھر دن میں برابر آیات قرآنی کندہ ہوئے ہیں شہ نام میں باعث کرنے جلی  
اور آنے ہو پتھر کی طرف اس مینار کی ایک لمبی ہوٹ پڑ گئی اور اندر کے وسطی ستون میں جسکے گرد  
شیریاں بنی ہوئی ہیں درز آگئی تھی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اور اسکے مرمت کیواسطے منگوئے  
مگر کوئی عمدہ برائے اسکام کا ہوا آخر ایک انگریز انجنیر نے اسکی مرمت کی **لال ڈکی** دہلی میں یہ نام  
ایک لاٹ لایا ہے جسکو لاٹ والنبرا صاحب گورنر جنرل بہاؤ نے عمارت سنگ سرخ اپنی حکومت کے وقت  
بنوایا تھا طول اسکا پانچ سو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہے مسجد **نواب روشن الدولہ**  
دہلی میں یہ ایک عجیب خوب صورت مسجد قلعہ کے متصل نواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے عمارت  
اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوک اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہیں اسی میں مٹھ کر نادر شاہ ایرانی نے دہلی  
کے قتل عام اور عمارت کے واسطے حکم دیا تھا **کالی مسجد** یہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر  
کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے اسواسطے اسکو کالی مسجد کہتے ہیں چاروں طرف اسکے چوٹی چوٹی  
سی برجیاں بنی ہوئی ہیں اور بچتہ محراب عمارت ہے **گرچا کھر دہلی** یہ گرجا نصارا کے پرستش کی  
جگہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان اور بچتہ مکان ہے کرنل کینر صاحب نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کر اسکو نوازا  
وہ صاحب بقاعدہ انگریزی فوج کے خیر ہے اسکے تعمیر میں اسکو سرکار سے بھی مدد ملی اور انگریزوں نے  
یہ روپیہ دیا تھا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کالی اوشی قدس سرہ**  
دہلی کے نواح کے مقبروں میں سے یہ بڑا عالیشان اور شہر مکان ہے اسکے پاس پاس اور یہی مشائخ و علما  
و صلحا ہوں شہزادوں کے مقبرے ہیں صاحب روبرے شیخ دلی نادر ہو گئے ہیں ذات کے سید  
جعفری حسینی تھے وطن آپ کا ماوراء النہر میں قبضہ آپس تھا ابو حفص اوشی کے پاس حضرت نے علم برہان  
میں لکھو خواجہ حسن الدین حسن شجر جنتی کی خدمت میں سرید ہوئے اور باطنی فیض پانچ خرقہ خلافت لکھ

دہلی کو آئے اور یہاں صی قیام رکھا حضرت کے مرید لاکھوں صاحبِ حال و قال اہل کمال ہوئے ہیں جانتے و نہ جانتے  
 فرید الدین گنجشکراک ٹٹنی حضرت کے ہی خلیفہ تھے سلطان شمس الدین شمس بادشاہ ہی حضرت کا مرید تھا کاکلی لوگ  
 حضرت کے واسطے کہتے تھے کہ حضرت درویشوں کو بزورِ کراست اپنی نعل میں سے گرم گرم کاکلی یعنی روٹیاں  
 نکال کر تقسیم کرتے تھے سلسلہ جوی میں حضرت کے وفات پائی اور اس مقام پر مدفون ہوئے ہر ایک بادشاہ نے  
 باوقات مختلف یہاں عمارتیں بنوائی سلسلہ ایک چشتیہ ہے اور اس خاندان کے مرید بھی چشتی کہلاتے ہیں **مقبرہ**  
**خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ** دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے حدود  
 میں یہ عالیشان مقبرہ عمارت سنگ مر مرمت نشانیہا ہے جسکے دیکھنے سے غلہ برین یاد آتا ہے اسکے پاس دہلی  
 لاکھوں روپہ کی تباری کے مقبرے بنے ہیں سنگروں اور سیروں بادشاہوں شہزادوں علما و صلحا و مشائخ متقدمین  
 متاخرین کے یہاں مزار ہیں شاہزادی جہان آرا شاہجہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ بھی یہاں ہی ہے اسکے عمارت  
 اور انکی لطافت خوبصورتی کا حال اگر تحریر ہو تو ایک فترا ہے صاحب مقبرہ خاندان چشتی اہل بہشت میں  
 صاحب ہدایت و ارشاد تھے ظاہری علم میں بھی کل کے استاد تھے حضرت کے بزرگوں کا شہر سجادہ مقام تھا اور محمد  
 بن احمد و امینال حضرت کا نام تھا سلسلہ جوی میں آپ تولد ہوئے دہلی میں علم کی تعلیم پائی مدت کثرت درس  
 پڑھا یا آخر خدا کا شوق غالب ہوا دل اللہ کا طالب ہوا توجہ دین میں جا کر خواجہ فرید الدین گنجشکراک چشتی کے مرید ہوئے  
 باطنی فیض یا دہلی کو ماور ہوئے مدت تک حضرت دہلی میں رہے لاکھوں مریدوں کو خدا سے ملایا غلعت غلات  
 پہنایا آخر سلسلہ میں وفات پائی یہاں مدفون ہوئے شہنشاہ دین و دہم امثال حضرت کی تاریخ وفات ہے  
 خواجہ امیر خسرو شاعر بھی حضرت کے مرید تھے اور کا مزار بھی حضرت کے پاس ہے سلسلہ ایک چشتیہ ہے حضرت کی خاندان  
 مرید نظامیہ سلسلہ کے مرید کہلاتے ہیں **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبروں میں سے یہ بھی  
 ایک تبرک مقام ہے زیارت گاہ خاص عام ہے صاحب مقبرہ سید نصیر الدین محمود نام ہے حضرت حنی سید  
 ہے سید بھی حضرت کے باب کا نام تھا مولانا عبد اللہ کریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑھا  
 خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہو کر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا شہر میں فوت  
 ہو کر یہاں مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایون شاہ بادشاہ** دہلی کے باہر جنوب کی سمت کو قبا  
 اور پائی کوں ہر ایک عجب مقبرہ اور تبرک مکان ہے عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکھنے سے روح کو  
 انگلی حاصل ہوتی ہے اگر قبر پر رہا ایک سرخ لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہ حال کہ باوجود کھانے پینے  
 کسی برس کے ایک عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے شہر میں عمارت اسکی نواب حاجی بکرم زہد ہمایون شاہ  
 نے شروع کی اور پورے برس کے عرصہ میں صرف سولہ لاکھ روپہ کے مقبرہ بنا دیا **مقبرہ مصولی ضلع**

دہلی میں یہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچھا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے  
 کہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہاں تھا ہے آبادی اسکی اب بھی روز بروز ترقی رہتی ہے اسکے متعلق برگرنہ  
 علاقہ تحصیل جنوبی کہتے ہیں علی گڑھ یہ بھی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام ضلع دہلی میں ہے اسکے  
 متعلق برگرنہ کو علاقہ تحصیل شمالی بولتے ہیں بلگرام گڑھ یہ ایک آباد قصبہ اور شہوریتی ضلع دہلی میں ہے عمارت  
 اسکی بچتہ اور عمدہ بازار ہے اچھا ہے والد اسکا ہوگا ریہان دوکان کرتے ہیں در آمد بڑا تجارت کی بہت  
 رہتی ہے پہلے اس قصبہ کو بعد محمد شاہ بادشاہ اور دہلرام نے آباد کرایا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا  
 نام پر دہلرام گڑھ رکھا اب بلگرام گڑھ مشہور ہے اور جو لوگ اسکو بگڑھ کہتے ہیں غلطی میں ہے ہیں تحصیلدار  
 ماتحت صاحب ضلع دہلی یہاں رہ کر تحصیل مال کا کام دیتا ہے فرید آباد ضلع دہلی برگرنہ بلگرام گڑھ کے متعلق  
 یہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس کا شمار ہوتا ہے اس نواح میں یہ ایک آباد  
 عمدہ مکان ہے بازار عالی شان ہے تجارت عام ہے فرید آباد اسلئے اسکا نام ہے کہ شیم فرید بخاری المعروف  
 مرتضی خان نے جو کہ جہانگیر بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بخشی تھا اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر فرید آباد نام کیا  
**غازی الدین گڑھ** دہلی کے ضلع میں یہ ایک مشہور رستی اور بڑا قصبہ ہے بچتہ اسکا بازار ہے تجارت کی  
 بہار ہے رعایا مالدار ہے جو دوکاندار ہے اسنے گہر کا سا ہوکا ہے ضلع دہلی کے ماتحت پہلو یہاں تحصیلدار  
 تھا تھا تحصیل یہاں کی مشہور زمین ٹوٹ گئی دیہات اسکے ضلع بلند شہر و میٹھہ کے شامل ہو گئے نوٹا خانہ دہلی  
 حیدر آباد قصبہ آباد کیا اور اپنے نام پر غازی گرام رکھا متصل اسکے مرند نندی جاری ہے اسپر لوہے کا پل  
 صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتھ بنایا ہے سو سونہ ضلع گورگانو کے متعلق بھار کے نیچے یہ ایک  
 قصبہ آباد ہے باشندے یہاں کے بسبب مخالفت آب مولے کے اکثر در در لگتے ہوتے ہیں اور قصبہ کے پاس ایک  
 چشمہ گرم پانی کا جاری ہے نوح یہ ایک آباد قصبہ اور ناجی گرامی مقام ضلع گورگانو کے متعلق ہے عمارت  
 اسکی خوشنما اور بازار اچھا ہے گنکاب ہو بہت خراب ہے کیونکہ ریاست کے موسم میں بارون طرف آباد کیا  
 کے بانی بہر جاتا ہے اور ہوا خراب ہو جاتی ہے اوس بانی میں سے کہارجی ملک بت پیدا ہوتا ہے ضلع گورگانو  
 میں ہنگامہ تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہاں تحصیل مال کا کام دیتا ہے مافورہ گورگانو کے ضلع کے متعلق  
 یہ بھی ایک نامی قصبہ اور شہوریتی ہے اور بسبب اسلئے کہ یہ بھار کے اور آباد ہے آب دہوا اسکی بہت مطبوعہ  
 ہے اکثر گرامی کم ہوتی ہے علاقہ اسکا سرسبز و شاداب علی کی پیدا ایش ہے ہونی ہے عمارت عیشہ کی خوشنما اور  
 بازار کثافتہ تجارت بکثرت ہے ہندو و مسلمان دونوں میں سکونت پذیر ہیں گورگانو دہلی کے  
 قریب جنوب مغرب میں ہر دلی کے راستے ہندوستان کے قریب ہے اور دوسرا ہندوستان کے قریب ہے

بریستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ راجہ جہمشر نے اپنے گور و سہمی در و ناچار کج جو ذکا  
 بہر تھانہ بخش دیا سو اسے اسکا نام گور و کرم یعنی گرو کا گانو قرار پایا اب بسبب گذر جانے سنیکر دن سول  
 کے وہ نام بکرا گور کا نو مقرر ہو گیا ہے ہم مقام پر پتلیا کا ایک بڑا مندر ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار سو  
 سال پہرین وہاں بڑے بہاری ہوتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ چڑھاوے کا چڑھتا ہے شہر میں دو ہزار  
 سات سو آدمی کی آبادی ہے ایشیائی تجارت اس راستے سے ممالک مغربی و شمالی کو لیتا ہے **ضلع**  
**گورگانو** بہ ضلع تحت کشمیری سمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کی طرف علاقہ جہر و ضلع دہلی مشرق کو  
 پرگنہ بلم گدہ و دریا ہے جنوب میں ضلع متہرا و تجارت جہر ہے  
 کل سطح اسکا ایک ہزار نو سو بائیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چھ لاکھ بائیس ہزار چار سو چالیس  
 آدمی کے ہے جس میں سے تین لاکھ بائیس ہزار ایک سو تیرا اسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکھ اڑتیس ہزار بانیو کاشتکار  
 ہندو و غیر کاشتکار اور ایک لاکھ اٹھاون ہزار مسلمان کاشتکار اور پینتالیس ہزار متین سو اکتالیس غیر کاشتکار  
 مسلمان ہیں اس ضلع میں سوائے شہر گورگانو کے چار بڑے قصبے اور پین چھ پن یا پنجرار سے لیکر دس ہزار ایک  
 آدمی آباد ہیں موسم فصل کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال بہرین کی مٹی خشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے  
 مال و صاحبی ضلع کے اندر جاری ہے بانی آسمین نواح جے پور سے آتا ہے اور جہر کہلاتا ہے یہاں کے موسم میں  
 آسمین ٹری طمانی ہوتی ہے سطح اس ضلع کا آٹھ سو تیس فیٹ کلکتہ سے اور آٹھ سو چالیس فیٹ سمندر کے سطح سے بلند  
 ہے اور خاص شہر گورگانو آٹھ سو تیرہ فیٹ سمندر سے بلند ہی کہتا ہے بعض حصے اس ضلع کے اس سے بھی زیادہ اونچے  
 ہیں اور جہاں اسکا دریا ہے جہاں کے دھنہ کنارے کے پاس ہے وہ بہت ہموار و زرخیز ہے اور بہت ماحصہ پیدا  
 جگہوں پر ایسا ہے آگے کسی بادشاہ کے عہد میں اس جنگل کی آبادی نہیں ہوئی تھی اب نگریری عہداری شہر  
 برابر آباد ہوا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کر کے سال نہشتہ آٹھ تک ہندو بہت اسکا  
 کر دیا تھا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروز پور آباد ہے اسکے پاس کچھ مالوہ لکڑی لگھا لاکھا ہے اس ضلع کے  
 جنگلوں میں بانیو کے درختوں کی بہت کثرت ہے اور جنگلوں میں خانہ بدوش لوگ بواتنی نسل کے رہتے ہیں  
 پچھلے زمانہ میں وہ غارتگری کرتے تھے اب بکریان مویشی رکھتے ہیں اور گوشت و شراب انکی بہت غنیمت  
 ہے کسی مذہب کے پیروان یا مذہب میں مغرب کی طرف اس ضلع کے ایک پہاڑی سطح ہے جو جہاں کے گھاٹی سے شروع  
 ہو کر مغرب کے سمت کو پھیلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کی تیس میل لمبی اور آٹھ میل  
 چوڑی ہے اس میں چند زمین ہے شور انگیز و غیر آباد ہے مگر بعض مقام پر لاتی کاشت و زرخیز بھی ہے  
 بعض مقامات پر اگر مٹی یا مٹی کی ٹانگ میں کوہ دین تو بانی کل آتا ہے اور بانی کے نکلے سے لکڑی

نویٹ تک کھو گیا اور اسے تو پانی اُسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ فیٹ تک گہرا ہو جاوے تو پانی شور  
 ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھ اور زیادہ گہرا کریں تو پانی تنم و بے مزہ ہو جاتا ہے پانی اُسکا انسان کا خون  
 بھی پانی نہیں سکتا سب کا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے پٹے گندہک کی کان ہے حقدار گودائی زمین کی کھجور  
 حد تک پہنچتی جاتی ہے پانی ہمزہ نکلتا آتا ہے اس سر زمین میں بلور کی بھی کان ہے اور کثرت نکالا جا کر اسکی  
 تجارت ہوتی ہے گورگانو کے ضلع کے چیلون میں نمک بہت پیدا ہوتا تھا اور اوسکی کبری بھی بہت تھی مگر جب  
 سامنے نمک فروخت ہونے لگا ہے کبری اسکی کم ہو گئی اس میں کے ریگستان میں ایک جیل آٹھ میل کی لمبی  
 اور چار میل کی چوڑی پائی گئی کہ اس کے پانی کا چندان نکاس نہیں ہے تو بھی پانی اُسکا چندان خراب نہیں  
 ہوتا مگر خیابان چیلان وغیرہ آبی جانور اس میں کثرت ہیں جن کا شکاری لوگ شکار کرتے ہیں یہ ضلع اول دولت  
 سندھ کے ماتحت تھا سلسلہ اسم میں انگریزی قبضہ میں آگیا اسکے شمال کے طرف ریاست راجپور وجود ہے پور  
 کو کچھ حصہ اکیسویں مربع مساحت نیل لٹا شہر دگی بلیم کی ریاست میں تھا جب ہ مرگئی تو وہ بھی سلسلہ اسم میں  
 داخل علاقہ انگریزی ہو گیا اور ایک در حصہ دہیل میں مرہم کا متعلق جاگیر فیروز پور ماتحت شمس الدین خان کے تھا  
 وہ بھی اسکے پھانسی بننے کے بعد شامل مالک محروسہ سرکار ہوا اسم میں سے فقط علاقہ لوٹا رو کا اسکے پھانسی امین الدین  
 و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا اس ضلع میں ٹبے بڑے بڑے قبضہ خاص گورگانو فیروز پور و فرید آباد و دروادی  
 و پلوی و سہیل میں اور شہر گورگانو پہلے نیل لٹا شہر دگی بلیم کے ماتحت تھا جب ہ مرگئی تو چھوٹی فوج انگریزی  
 کی یہاں مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر بہار کے واسطے کیجے آباد ہے شہر کی صورت مربع عمارتیں  
 اسکے خوشنما اور بازار بارون ہے ہر ایک قسم کے قوم و مان سکونت کہتی ہے اب ہوا اسکی مختلف موسموں میں  
 مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹھارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اٹھارہ  
 میل ہے گورگانو کے ضلع کے متعلق مساحت تحصیل میں چار سو دو انگریزی فیروز پور پونا ناما پلوی راج  
 سو منہ اور ایک تحصیل میں علیحدہ علیحدہ تحصیلدار ماتحت صاحب ٹی گمشدہ بہادر گورگانو کے کام دیتا ہے  
 بہادر گورگانو یہ ایک قبضہ دہلی کے علاقہ میں دہلی سے اٹھارہ میل بہت شمال اوس شہر پر جو دہلی سے تھی  
 کو آتی ہے آباد ہے شامان خجائی کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیر دار نے یہ قبضہ آباد کیا اور اسے نام  
 نام اسکا بہادر گورگانو رکھا عمارت اس قبضہ کی تختہ اور شہر تیار ہی تختہ بنا ہوا ہے یہ قبضہ بہادر خان جھو کے  
 رعیت کے رشتہ دار کے جاگیر میں تھا بعد قبضہ دہلی کے جب وہ مغرور ہو تو انگریزی علاقہ میں آگیا یہاں  
 ایک چھوٹا سیع تیار اسے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے فرخ نگر شمال و مشرقی کو نے ملک جھو  
 کے یہ چھوٹا شہر آباد ہے عمارت اسکی تختہ و خوشنما ہے ہر ایک قوم کے لوگ سکونت رکھتے ہیں پہلے اس شہر کو



نواب فوجہ خان بلوچ نے شالہ بھری میں آباد کیا اور قلعہ کی یہی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام  
اسکا فرخ نگر کہا بعد ازاں پشت پشت اسکی اولاد اسپر قاضی رہی جب انگریزی عہداری ہوئی تو نواب نے اپنے  
جاگیردار اسپر قاضی تھا انگریزوں نے بدستور اسکو داگد ار رکھا مفسدہ دہلی کے بعد احمد علی خان پوتا مظفر خان  
کا بعلت مفسدہ پردازی کے بہانسی ملا اور ریاست ضبط ہوئی سطح اس جاگیر کا بانیس مل مربع تھا اور  
چار ہزار چار سو آدمی کی آبادی تھی اور نواب کے پاس کچیل آدمی مسلم رہنے کی اجازت تھی اب یہ شہر  
سرکاری عہداری میں ہے ذکر مفصل اس بابت کا سابق ریاستوں کے ذکر میں درج ہو چکا ہے۔

**نصف گدہ** یہ قصبہ ضلع دہلی میں مشہور و معروف مکان ہے جسکو نصف خان نواب آباد کر کے اپنے نام پر  
اسکا نام رکھا آبادی اسکی سچتہ عمارت کی ہے اور بازار بھی آباد ہے متصل اسکے ہنوتی نالہ کی جبل ہے جو ریشا  
کے موسم میں طغیانی میں آکر بہت بڑھ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک نہر چوٹی سی جاری کی ہے جاؤ  
طرف قصبہ کے سچتہ شہر پناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب دہلی کے بندرہ میل کا ہے **فیروز پور** ضلع گورگان  
میں یہ صدہ مقام پرگنہ کا ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورگان پور یہاں تحصیل کا کام لیتا ہے آبادی  
اسکی اس شکر پر جو دہلی سے اور کو جاتی ہے چوتھیں میل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے  
گرد و شہر پناہ سچتہ بنا ہوا ہے اور اسکے دیوار میں برج خوشنما نشینان دیوار کے بنی ہوئے ہیں قلعہ ہی ایک  
کچی عمارت کا تعمیر ہوا ہے مگر دیوار میں اور برج اسکے متشکل ہیں قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریزی  
قطع کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ میں مسلمان اکثریت اور ہندو کم رہتے ہیں آبادی اس شہر کی  
تقریباً ۱۵۰۰۰ میں جو شمار ہوئی تو سات ہزار نو سو نو اسی پانچ گئی آبادی کی آسمین بہت ترقی ہے یہ شہر پہلے نواب  
شیر الدین خان کے جاگیر میں تھا جبکہ احوال مفصل ریاستوں کے باب میں تحریر ہو چکا ہے بعد ضبطی یہ گورگان کے  
ضلع میں شامل ہو گیا چونکہ وہ ہے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اس واسطے لوہے بنانے اور پکانے  
کے کارخانے یہاں بہت جاری ہیں بازار اس شہر کا تجارت آباد ہے ایک شہر کی تجارت ہوتی ہے علاقہ ہی اسکا سیلاب  
زراعت شدہ اور پانی کی کثرت لہذا اس شہر کی سطح سمندر سے آٹھ سو چالیس فٹ اور فاصلہ اسکا شمال مغرب لکھنؤ  
سراہ اگر وہ آٹھ سو چالیس میل کا ہے **لوہارو** یہ قصبہ بھلا جاگیر نواب شیر الدین خان جاگیر داغیر و پور کے تاج  
اسکو بہانسی ہوئی تو یہ علاقہ نواب میں الدین خان و ضا والدین خان کو عطا ہوا جبکہ حال مفصل سابق تحریر ہو  
چکا ہے یہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلئے آبادی اسکی بار و نو ہے اور نواب کے رہنے کے مکان عالیشان  
شہر ہے جس میں شہر کے عمارات اکثر سچتہ ہے اسے دو کماندہ اور ساموکار والدین پور میں آبادی جاگیردار  
میں میں تعمیر کرتے ہیں بادشاہ نور علی شاہ گورگان میں پہلیک چوٹا سا قصبہ اس شہر کے پچاسی

جاتے ہی دہلی سے پچیس میل بہت جنوب مغرب آباد ہے اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر عمارت اسکی چختہ و عجیب و غریب  
 بنی ہوئی ہے دونوں طرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور چمن لگی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہاں خوب  
 ہوتی ہے اور بازار آباد و رحا آسودہ ہے **مالی ضلع** گورگانو میں یہ ایک قصبہ بڑا آباد و بار و فتن مکان ہے  
 علاقہ اسکا آبادی میں تمام ضلع کے آبادی سے مستثنیٰ ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرفی بنیاد میں واقع ہے  
 پنجتہ مکانات رنگی تھرون کے یہاں بہت بنے ہیں جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے  
 جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **پونا ہنسا** یہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانو میں اوس ٹرک پر  
 جو تھرا سے ریواڑی کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا تھرا سے سمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہاں ایک  
 تحصیلدار ماتحت صاحب ٹٹی کشن بہادر گورگانو تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بار و فتن ہے اور تجارت کثرت  
 ہوتی ہے **پلول ضلع** گورگانو میں قصبہ اس ٹرک پر جو دہلی سے تھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکتالیس میل کے  
 فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع میں یہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ اسمہ  
 رہتے ہیں اور چونکہ یہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع گورگانو کے یہاں کام دیتا ہے اسکی  
 رونق اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار بھی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی بھی ترقی ہے **نگا وہ ضلع**  
 گورگانو میں یہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد و مشہور ہے آبادی اسکی اُس ٹرک پر جو تھرا سے فیروز پور کو آتی ہے تھرا  
 شمال شرق فیروز پور کے واقع ہے اور خان پور گھاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل سمت شرق کے  
 ہے اسکے متعلق زمین میں زراعت کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنوؤں کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے قصبہ  
 زمیندار بہت تجارت غلہ کی کثرت ہوتی ہے **خان پور گھاٹ ضلع** گورگانو میں یہ ایک گزرگاہ  
 اُن پہاڑوں کی قسب میں ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کو پہلے ہیں یہ گند کوئی دیا کا گد رہنہن  
 ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس اسکے ایک میل کے فاصلہ پر سمت شرق موضع نگا وہ آباد ہے اور فاصلہ  
 اسکا شمال مغرب کی سمت کو تھرا سے باون میل کا شمار میں آتا ہے **شاہنجان پور** یہ ایک قصبہ ضلع  
 گورگانو میں ہے عمارت اسکی قدیم اور پنجتہ بہت ہے اور آبادی کثرت فاصلہ اسکا باسٹھ میل کا سمت جنوب  
 دہلی کے ہے **سیکری** یہ قصبہ گورگانو میں اُس ٹرک پر جو دہلی سے تھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت غلام  
 سرکار انگریزی کے دہلی میں یہ قصبہ بعد اور ضلع موضع کے ایک سلمان نواب کے جاگیر میں عطا ہوا تھا بعض اون  
 خدمات کے جو وہ مرہٹوں کی لڑائی میں بجالایا تھا چونکہ جاگیر دار نے اسکو دارالراست بنایا اس کے رونق  
 اسکی بڑھ گئی اور خوب آباد ہوا اب ہی آبادی اسکی بار و فتن و تازہ ہے زراعت کثرت ہوتی ہے زمیندار  
 خوشحال ہیں **ریواڑی ضلع** گورگانو میں ایک قصبہ اس ٹرک پر جو دہلی سے جی پور کو جاتی ہے دہلی سے

پچاس میل جنوب خوب کی سمت کو آباد ہے اس شہر کی ضلع کے سب شہروں میں بہت بڑی شمار کرتے ہیں عمارت اسکی  
 سخت اور بازار بھی فراخ و پر تجارت ہے قصبہ کے رہنروا لے اکثر شریف ہیں پہلی خانہ شماری میں چھپن آرائند جو پولیس  
 آدمی کے ہمین آبادی تھی اب اسے بھی ترقی زیادہ ہو چکے تحصیلدار تحت صاحب ضلع بہادر گورگانو کو کام تحصیل کار دیا  
 سرور میں یہ شہر اگرچہ ضلع ضلع میرٹھ کے تحت لائنڈ گورنر مالک مغربی و شمالی کے ہر پنجاب کے متعلق نہیں کیا گیا ہے  
 کہ سابق ذکر اٹن باست کا اس کتاب میں مفصل درج ہو چکا ہے دارالریاست کے حال بھی تحریر ہوا و اجتہاد سے متصور ہو کر  
 کہا جاتا ہے کہ یہ قصبہ کس شہر پر جو کرنا ل سے میرٹھ کو جاتی ہے گیارہ میل سمت شمال و مغرب میرٹھ کے آباد  
 ہے شہر بہاہ اس شہر کا خام بنا ہوا ہے اور قلعہ بھی کچا ہے مگر اب ہمو گیا ہے یہ قلعہ دھڑ بہاہ رنیا لسا بگیم  
 شہر دے بنوایا تھا سو اسے قلعہ کے ایک محل بھی بختہ عالیشان بگیم کا بنا یا ہوا بگیم کا سو جو وہ ہے جو کہ شہر و حصہ آباد اسکی  
 بگیم انگریزوں میں مذہب و من کتیکٹ الون کا کہتی تھی ایک گرجا بھی پست کشکاہ انکا بنا ہوا ہے پچھلی مردم  
 شماری میں آبادی اس قصبہ کی بارہ ہزار چار سو اکیاسی شمار ہوئے جنہوں سے بارہ سو آدمی عیسائی و من کتیکٹ  
 کے مذہب کے تھے خود شہر و صاحب جرنی نسب انگریز تھا اور زیبا لسا اسکی بگیم ایک عورت کسبن تھی جو عیسائی تھی  
 اسکی زوجہ بنی خاوند کے مرنے کے بعد وہ ریاست پر قابض ہوئی شہر عام میں جب دولت اسے سند یہ سے  
 یہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ میں آیا تو شہر عام میں جاگیر اسکی بھی بجال ہوئی اور شہر عام تک وہ قابض  
 رہ کر مر گئی اس وقت سے یہ شہر سر دمنہ ضلع ہو کر میرٹھ کے ضلع کے شامل ہو گیا آبادی سر دمنہ کی ایک کھلی  
 ہوئی زر خیز میدان میں واقع ہے اور بانی کی افراط زراعت کی کثرت غلہ کی پیدائش بہت ہو اور ایک اور  
 اس شہر کے گرجا کو متصل بنا ہوا ہے ج طرف شہر جاری ہے ہلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیاسی فٹ ہے  
 اور فاصلہ انکا شمال مغرب کلکتہ سے آٹھ سو ستاون میل کا ہے جس سے اس قصبہ ضلع گورگانو میں ہے  
 قبضوں میں شہر ہے تحصیل خاص گورگانو کے پرگنہ کی اہم مقام پر ہے اور تحصیلدار مال و محبٹریٹ درجہ دوم  
 یہاں رہتا ہے آبادی اسکی اس شہر پر جو ریوٹری سے دہلی کو جاتی ہے دہلی سے بیس میل جنوب مغرب کے  
 سمت کو ہمالہ کے جنوبی قطاروں کی جنوب کو واقع ہے یہ شہر بہت آباد اور بازار بار دن و علاقہ اسکا سیراب  
**وادری** جس کے علاقہ میں یہ ایک بڑا شہر آباد ہے آبادی اسکی اس شہر پر جو ہانسی سے پنج کو جاتی ہے  
 واقع ہے گہراور گلیں بازار اسکے پختہ منی ہوئے ہیں اور علاقہ بھی سیراب بار دن ہے زراعت بہت ہوتی ہے  
 تجارت کا بازار گرم ہے شمال کے طرف اسکے اکثر زمین بگی اور خراب اور جنوب کے طرف کا سطح عمدہ و کاشت  
 شدہ ہے فاصلہ اسکا ہانسی سے جنوب کے طرف جو الیس میل کا ہے پہلے شہر نواب بہادر جنگ کے جاگیر  
 تھان سے ہضہ دہلی ریاست اسکی ضلع ہو کر شمال انگریزی علاقہ کے ہو کر بطور جاگیر خند کے راجہ کو عطا ہوا

[illegible]

۱۵۵۷ء و ۱۵۵۸ء میں جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ سندھ و کاشکار یہاں دو لاکھ انیس ہزار چار سو تین  
اور غیر کاشکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان غیرہ کاشکار تین ہزار نو سو اونچاس غیر کاشکار اکیس ہزار  
دو سو اکتالیس تک کل میزان تین لاکھ تیرہ ہزار تیرہ سو ہے بعد ازاں جو چھوٹے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے  
تو مردم شماری اس ضلع کی کل چار لاکھ تیرہ ہزار چار سو سو لہ قرار پائے اس ضلع میں بڑے بڑے قصبہ بہت ہیں  
جنکی تفصیل مفصل اگر تحریر ہو تو طول ہوتا ہے مجل شریعہ اسکی یہ ہے کہ جن جن قصبوں میں ایک ہزار آدمی سے  
کم نہیں ہیں وہ گانوں اس ضلع میں دو سو چار اور جن جن قصبوں میں ایک ہزار سے پانچ ہزار آدمی تک رہتا ہے وہ  
ستراؤ جنہیں پانچ ہزار سے دس ہزار تک آبادی ہے وہ دو قصبہ اور کل میزان ایسے قصبے دو سو اسی ہے  
دہلی کے مفردہ سے پہلے یہاں بندوبست سیالہ ہو گیا جسکی سیاحت ۱۵۵۷ء تک منقضی ہو گئی اندر سیالہ قصبہ ہنر  
کنارے دہلی کے نہر کی آبادی ہے آبادی اسکی اس شکر پر جو کراںل سے بڑیا کو جاتی ہے واقع ہے اور کراںل سے  
خاںلہ اسکا لطیف شمال بندہ میل شمار میں آتا ہے اور شمال مغرب ککتہ ہے سو اسی میل جو وہ ضلع رشتہ میں  
یہ ایک شہر وہ آباد قصبہ اس شکر پر جو دہلی سے ہنسکی جاتی ہے بائیں میل دہلی سے سمت شمال مغرب واقع ہے  
جاکٹ گورگانو کے علاقہ ضلع رشتہ میں اس شکر پر جو دہلی سے ریوڑی کو جاتی ہے اتر مالس میل دہلی  
سمت جنوب مغرب واقع ہے یہ قصبہ میں کنارے سا بنی ٹالے کے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک ہوتا ہے  
خضد صابرات میں تو اس میں یہ طیفانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا خف گڈہ اور فرخ نگر کے جیل تک جا پڑتا ہے اور وہ  
کھل کر دریا بن جاتا ہے جاکر مقام دہلی شامل ہو جاتا ہے چھوٹے علاقہ چھوٹا سرکاری جلد آری سے علیحدہ نواب  
عبدالرحمان خان کے حاکم میں تھا جو اب ضبط ہو کر رشتہ کے ضلع کے شامل ہو گیا ایک شمال میں ضلع ہریانہ و  
رشتہ شرق میں دہلی و گورگانو والو جنوب میں ہے ضلع گورگانو والو و مغرب میں شکاوتی و برگندہ و ہار و  
کل سطح اسکا بارہ ہزار تین میل مربع بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیس فٹ ہے آٹھ سو چالیس فٹ تک  
ہے بارش کے موسم میں دینچے پہاڑوں سے پانی اس علاقہ میں اگر بہت نقصان کرتا ہے ہر وہ پانی جس  
تک شرق کے ملک میں پہنچتا ہوا دہلی کے شمال کے طرف آکر آٹھ سو فٹ کی اونچائی سے گزر جاتا ہے  
جنوب مغرب حصہ میں اس ملک کے چوٹے چوٹے بہت سیلے پہاڑوں کے بہت ہیں اس ملک میں شمال جنوب کو ایک شکر  
پانی سے شروع ہو کر نصیر آباد و پنج کو جاتی ہے اور دوسری شکر شرق سے غربا کو دادری سے جو کو جاتی ہے  
بڑے شہر اس علاقہ میں چھوٹا نرنول و دو جانہ و دادری و کبودہ ہیں اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست  
کے ۱۵۵۷ء و ۱۵۵۸ء میں اس ملک کا جنگلی نفع شہزادہ میں ہزار سا ہی کے رکتا تھا اور سواری و  
میں شکار انگریزی کو دینا خاصا شخص جو ایک ہی آبادی کا شہر اس شکر میں رہتا ہے



براہ گورکانو جاتی ہے ہانسی سے سات میل سمت جنوب شرق اور دہلی سے مغرب کو بفاصلہ پچیس میل آباد ہے۔  
 بیان ہے کہ اول بنا اس شہر کی وجہ جو جن سے لگی تھی اور نام اسکا جو جن نگر رکھا تھا مگر اس سب تمام ہی قائم وہ نام مگر جو  
 ہو گیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ راجہ جو جن کب و کس وقت میں ہوا تھا یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سابق وقت  
 انقلاب غلامیوں کے یہ قصبہ آج گیا تھا یہ حسب عکدار می مسلمان بادشاہوں کی ہوئی نو از سر نو آباد ہو اگر پہلا  
 قصبہ اس آبادی کے مقام سے شرق کے طرف دو ڈھائی میل پر آباد تھا اور حال کی آبادی کے مقام پر پہلا  
 جہل بانی کی تھی جسکا نام جو ہر تھا پہلا شہر جسکا نام ہاگولان تھا بوقت حملہ غوریوں اور مارے جانے والے پھور کے  
 آخر کر یہ شہر اس مقام پر آباد ہوا اور نام اسکا اسی جہل کے نام پر رکھا گیا اور بعض اوی یون کہتے ہیں ہاگولان  
 شہر کے آج کے بعد اسی جو جہل قوم جاٹ نے جو پہلے ہاگولان میں رہتا تھا اس شہر کی آبادی کی بنا رکھی تھی  
 اور جو جہل پور نام اسکا آئے اپنے نام پر رکھا تھا جو کثرت اشغال سے جو جہل پور سے جو جہل باقی رہ گیا چھائی  
 کے اخیر میں اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جو ہر مقرر ہوا اسکا یہ سب ہو اگرچہ اس جہل پور میں بہت سلطنت  
 عالمگیر ثانی شاہزادہ عالی گہر نظر انتظام محالات جاگیر لینے کے مارنول تک یا تو جو جہل کی حاکم سنے بغاوت  
 اختیار کی اور شاہزادہ عماد علی الملک غازی الدین خان وزیر نگہرام کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا  
 اور اسکی سرکوبی کے واسطے شاہزادہ خود جو جہل میں آیا اور اسکی گرفتاری کے بعد کسی جہل میں رہا اور متصل آٹھ  
 ہوا والہ کے ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اسکا نام رکھا اور یہ قلعہ تخت نشینی اپنے کے یہی بادشاہ  
 زمانوں میں ہی نام تجرید ہوتا رہا **مخط** آباد یہ شہر بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی  
 اسکی کرناں سے نو میل اس شہر کے چھو کر ناں سے کو دہا کہ کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سے گہر  
 کے موسم میں جہل طرف شہر کے است زمین میں بانی بہر جا تا ہے شہر بہا اس شہر کا تختہ بنا ہوا ہے جا  
 دیو امین برج عالیشان بنے ہیں شہر کے پاس ایک ٹال ہے جو ہمیشہ پر آب ہے شمال کے سمت کو اسکی  
 سرے تختہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان اسلام کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیواروں میں اس کے برج ہیں  
 اور گرد اس کے خندق عمیق گہری ہوئی ہے اس سڑک کے اگر ایک قلعہ مستحکم کیا جاوے تو جہاں اس شہر  
 ہر ایک قسم و قوم کے لوگ مقیم ہو کر مسلمانوں کی کثرت ہے کا و مہر کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ جاگیر  
 ہوا و کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہ قصبہ نواب کے جاگیر میں تھا اس منظم رنگ کے ماتحت ہے کا نو  
 جو کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اس شہر کے جو ہانسی سے پنج کو جاتی ہے ہانسی سے ستر میل سمت جنوب و  
 سرکار انگریزی کے عکدار می سے پہلے یہ قصبہ داؤن راؤ مرہٹہ کی مخص و محل میں ہوا اور اسے پہاں ایک  
 قصبہ بنا کر اس قصبہ کو اپنا دارالامانت مقرر کیا ہوا تھا اس کے صاحب ہاؤنڈ کے شہر کی اسکا

کو کچھ اور سپرفٹ باقی اور اسکی کل ریاست پر قابض ہو گئے یہ قصبہ نہایت اچھا آباد ہے شہر کے بازار و گھر سچے  
 بنے ہوئے ہیں عمارت اسکی دلہندا اور سافروں کے آرام گاہ ہیں بانی ہی اسمین اگرچہ کثرت ہی مگر گہاری ہے  
 اسکو پائس شریکین پہاڑی اور کنگی میں من جابری میں سکے تعلق راضی میں اگرچہ کاشتکاری بہت ہوتی ہے مگر توبی خجرو چکر  
 بہت پڑی ہیں اس شہر سے تین میل پہلے ایک ٹرائیلہ ریگ کا جہاز یون ڈھکا ہوا اعلیٰ آتا ہے اس کے آگے اور پیچے ایک کے  
 کثرت ہیں اور اس شہر کے ساتھ دو نان یک ہو کہ اگر گھوڑو نان چلن تو کشتون تک یک میں من جابری ہاں کا قلعہ بہت مضبوط  
 اور جھوکا دیس یہاں اپنا خزانہ دیکھنے میں غیرہاں کہتا تاج محل کی ریاست ضبط ہوئی تو کل ویرہ دیکھنے میں اسباب کا چھوٹا  
 محفوظ رہتا تھا سرکار انگریزی کے قبضہ میں آ گیا فقط موضع **ص** ضلع ریتک میں یہہ پر گنہ  
 صدر کا مقام ہے اور تحصیلدار اس تحت صاحب ضلع رہتا ہے یہاں کام کرتا ہے آبادی اسکی اوس  
 شہر کے رجو ہاںسی سے دہلی کو جاتی ہے ہاںسی سے جنوب شرق کے گوشے کو چوالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے  
 یہ قصبہ ٹرائیڈ تھا تجارت یہاں کی دور دور تک ہوتی تھی مگر اب ہر وقت میں بھی توبی اب باخیر  
 چہرہ ہوا تھ آدمی کی آبادی اسمین باقی ہے اور حکام کے توجہ سے دن بدن آبادی گئی ترقی ہوتی جاتی ہے  
 اس قصبہ کے پاس ایک باولی یعنی جاہ زینہ واپتہر کی عمارت کا بنا ہوا ہے جو ایک سو تیس فٹ تک گہرا ہے  
 اور زینہ اسکا بیس فٹ چوڑا زمین کی سطح سے پانی کی سطح تک پہنچتا ہے نار لوں جو کے علاقہ میں  
 پرانا و قدیم شہر ہے آبادی اسکی اس شہر کے رجو ہاںسی سے پنج کو جاتی ہے چھایسی میل ہاںسی سے جنوب کے  
 سمت کو واقع ہے عمارت اسکی تختہ بازار کشادہ و آباد تجارت کثرت پانی کی فراط ہے غلہ ہر ایک قسم کا  
 یہاں پیدا ہوتا ہے پہلے یہ شہر دہلی کے سلطنت کی ضعف کے وقت جارج طاس صاحب کی ریاست میں  
 منتقل ہوا پھر اس سے دولت احمدیہ کے ماتحت آیا پھر سرکار انگریزی نے اپنا عمل و دخل کر کر جو کے  
 جواب کی جاگیر میں عطا فرمایا جو مدت تک اس کے پاس تاج ہے ہر ریاست دہلی کے مفدہ کے بعد ضبط ہوئی  
 تو اب سجدہ حسن خدمات و وفاداری کے مہاراجہ ٹیپالہ کی جاگیر میں عنایت کیا ہے قدیمی شہر ہے و پر  
 سکانات اس شہر میں بہت ہیں شانان اسلام کے وقت یہ شہر ہی ایک تھیں علم و ہنر شہر تھا اگرچہ اب  
 وہ رونق نہیں ہی تو بھی سبقت امت کے اور شہروں پر سبقت لیتا ہے **دہلی** جو کے علاقہ میں  
 شہر ہی بڑی آبادی کا مکان ہے آبادی اسکی اوس شہر کے رجو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے دہلی سے جنوب طرف  
 چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے نازار یہاں کا آباد عمارت تختہ پانی کی فراط ہے گرد و نواح کی زمین اسکی  
 ہزاروں ٹیلہ و اسے یہ علاقہ پہلے فیض سلطان زاب سبانت علی خان جاگیر و اس کے ہنر کے جاگیر میں عطا ہوا  
 تھا اب لوٹا اسکا اگر علی خان کا یہ قصبہ دارالریاست ہے مال مفصل اس ریاست کا ہر اسٹون کے درمیان

در دہتک کے ضلع میں بہہ ایک قصبہ اُس شکر پر جو دہلی سے اُنسی کو جاتی ہے سترہ میل دہلی سے  
 شمال مغرب کے آباد ہے عمارت اس قصبہ کی کچھ تختہ اور کچھ خام ملی ہوئی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چوٹا بازار  
 اور چند دوکانیں اس میں ہیں علاقہ ہریانہ میں ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ماتحت لفظٹ گورنر بہادر پنجاب  
 کے ہے شمال مغرب شمال مشرق کی طرف اس کے سرحد کے علاقہ کے شہر اور شرق میں ضلع دہتک و داور پٹی خنب  
 میں اور سری کا علاقہ دلو مار و مغرب میں ریاست بکامیر و ٹھٹیانہ ہے کل سطح ایک تین ہزار تین سو میل مربع ہے اس کے  
 زمین کے بہت تھیلان اسی سے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ان پر کبھی دریا جل چکا ہے دریا کے گہر و چٹانک غیرہ ندیان کوہ  
 ہمالہ سے نکلتے ہیں جہاں میں اس کی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیداوار سبب بلجانبے پانی مناسب  
 کے ہے پیداوار یہاں کی مثالی گیہوں جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ میں جن جن مقامات پر پانی کی کمی  
 ہے زمینداروں نے وہاں پر تختہ تالاب بنوائی ہوئے ہیں برسات کے موسم میں وہاں پانی جمع ہو جاتا ہے  
 اور کمی کی موسم میں اُن تالابوں سے وہ پانی خارج میں لاتے ہیں اور اگر برسات نہ تو کٹوڈن کے ذریعہ سے پانی  
 کو پانی دیتے ہیں کنوئیں یہاں بعض ایک سو اور ایک سو بیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہیں زمین یہاں بہت سے  
 مقامات سے خشک سوختہ ہے اگر برسات نہ تو کنوئیں کے پانی ہی خشک ہو جاتے ہیں اس علاقہ کو سب سے  
 کہ یہاں بڑا جنگل اتم ہے غیر و زناہ غلٹ نے شکار گاہ بنایا اور سب کم آبی کے وہ جہاں سے نہر کوہ دریا  
 لایا جو اُنسی حصہ سے گزر کر دریائے گنگا میں جاتی ہے جنگل یہاں بہت درندوں سے بھرا ہوا ہے شیر  
 وغیرہ یہاں اکثر پائے جاتے ہیں ان سبب یہاں اگر اکثر اوقات شکار کھلتے تھے اور صاحبان اگر تیر ہی تیری  
 شوق سے وہاں جا کر شکار کرتے ہیں بہ ملک کے لئے پھور احاکم دہلی و جمہور کے حکومت میں تھا سلطان شہنشاہ  
 غوری نے اس پر حملہ کیا تو فریقین کی اس جنگ میں لڑائی ہوئی اس وقت گنج شہدیان اب تک موجود ہے اس وقت  
 حاکماری مسلمان بادشاہوں کی اس علاقہ میں ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اس کے آباد پٹی بہت توجہ کی شہر حصہ  
 آباد کیا اور قلعہ بنا کر فیروز آباد نام رکھا اور ایک قصبہ اور حکام نام فتح آباد ہے بنام فتح خان بیٹے اس کے  
 بنایا اور گاندی سے ایک ٹالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیر کیا بیٹوں سرخ تہر کے اپنی یادگار وہاں  
 بنائی بعد ازاں جتپائی سلطنت کے اخیر ایک اربشاہان اسلام ہریانہ میں حکومت کرتے رہے آخر جب جتپائی  
 ضیعت گئی تو اسکا ہون نے قوی ہو کر اس علاقہ میں جا بجا قتل و غارت شروع کی اس نے گاندی کے رئیس نے ہریانہ میں  
 اگر اول موضع ہر علاقہ فتح کیا و کوٹا مہر فتح آباد کے قلعہ اور سرحدہ راجا سلطان اس وقت رحیم داد خان  
 قلعہ دہلی سے ہوا ہو کر ہریانہ میں آگیا سکون نے ہم ہو کر اس سے لڑائی کی اور اسے میں سر کر میں شہادت  
 پائی اس کے مارے جانے کے بعد اس کے قصبہ اتم و حصہ دلو مار و مغرب میں ایک اور شہر لگا ہوا ہے

لوٹتے پھرتے تھے لیکو ان کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہ حال شکر نواب خجہ خان اور راجہ جی سنگھ فوج لیکو دہلی  
 سرایہ میں آئی اور مقام حبیند امر سنگھ پٹیالہ کے رئیس سے انہوں نے ملاقات کی اور باہم عہد نامہ لکھ کر فوج  
 حصار ورتنگ ہم دونوں پر اپنا ہتھ بٹھا کر دہلی چلے گئے باقی ملک جو سکھوں نے واپس لیا تھا ان کے پاس ہی رہا  
 دیا اس وقت جو سنگھ ناظم سرایہ کا شاہ دہلی کے طرف سے مقرر ہوا اسی عرصہ میں ایک طے سے ناگامی و آفت  
 آسمانی حکمانام چالیس قسط ہے غلطہ میں پنجاب ہند میں نازل ہوا اور آدمی سیر گھون فی روپیہ کیونگے اسکے  
 صدرے اور سلطنت کے عذر سے تمام ملک ایران ہو گیا ٹپے ٹپے قبضے اور شہر تباہ و خراب ہو گئے لاکھوں  
 ہو کر کے عذاب تلف ہو گئے پھر غلطہ میں مرٹھ کی قوم سرایہ پر قابض ہوئی اور آیا کیا ٹنڈو اڑنے ہمارا  
 اپنا تسلط جایا اور طامصل صاحب نگر زائسکے طرف سے حاکم یہاں کا نگر آیا اسے سکھوں کے ساتھ ٹپے ٹپے لایا گیا  
 اور آیا کیا ٹنڈے راؤ کے مرنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہو گیا ہانسی و حصار اسے دوبارہ آباد کیا جب وہ  
 دولت سے سیدہ کی فوج سے مغلوب ہوئے تو اسکے طرف سے میرزا الیاس بیگ حاکم یہاں کا بنا دے عہد میں  
 انگریزی ہمداری سرایہ میں ہو گئی اور وہی ناظم بہت توجہ سے وہ مقام سرسہ زمینداران قوم  
 برٹش سے لڑ کر مارا گیا پھر انگریزوں نے یہ علاقہ نواب حسین الدین عرف بہنو خان کو یہ علاقہ انتظام کے واسطے  
 سپرد کیا پھر احمد بخش خان پور وکانو نواب ناظم راہر عبدالصمد خان نواب جاگیر دار دو جاتہ کا منتظم قرار پایا  
 اگر کسی سے انتظام قرار دئے اس علاقہ کا ہوا آخر مستر کارن صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہاں کی سپرد  
 ہوئی اسے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اس روز سے آج تک ابراہیم نری حکام  
 حکومت کرتے ہیں **تھیں** یہ شہر سرایہ کے ضلع میں اس شہر پر جو دہلی سے بہت نزدیک ہے  
 دہلی سے فک کے طرف بمقامہ اگلیو چاہیل اور لاہور سے بجانب گوشہ جنوب شرق اکیسواٹھ میل آباد ہے اور  
 فی زمانہ تین چار چاس گھروں کی اسپین آبادی ہے اور نو ہزار تین سو اڑسٹھ کی مردم شماری شمار میں  
 آئی ہے اور جہاں کی ہر فرور شاہ بادشاہ کی کہو و دانی ہوئی اس شہر کے عین فیصل کے بنے روان ہے یہ شہر  
 شرق کے طرف سے ان کے جنوب و یہ فیصل کے بنے ہوئے عرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے  
 نہر کا دھڑلہ و طرف ہجوم نہایت خوشنما نظر آتا ہے اسکی آبادی کا حلال اسطرح درج کرتے ہیں کہ پہلے  
 یہاں بالکل مکمل تھا اور ایک عاید بھول نام اس محل میں عبادت کیا کرتے تھے اگر تہہ ہزار و ہزار و ہزار  
 جو بہت شکار یہاں آتا تھا اسکو شیخ بھول نے شہادت شہادت کی دی جب وہ بادشاہ ہو گیا تو دھار  
 علی شہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی مقام پر اسے آبادی کی بناؤ لگا کر اس کے  
 قلعہ نوایا اور یہ شہر تعمیر کیا اور ایک نہر حاکم کے لیے بنایا اور اس کی آبادی



نشا اب ہی دور دور تک نظر آتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ پیر اشہر تبار اب انہیں کہندرات  
 میں سے شہر و اسے لوگ عمارات کیواسطے ایٹھن کو دکر لاتے ہیں گرد اس شہر کے اکثر پورے مغربے اور قدیمی  
 عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہیں آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چغتائی کے اخیر وقت تک  
 پیر قائم تھی ہر سبب نگری سکھوں اور صدے قحط کے جو ٹھٹھاکر ماحبتی میں وقوع میں آیا تھا یہ شہر بالکل  
 بخر گیا اور چودہ ہند رہ برس تک بخر ہوا پرا مارا اور لوگ مکانات کو گر کر کرکڑیاں اسکی اٹھاتے گئے سولہ رکھ  
 بعد پھر ٹھٹھاکر میں چارچ طاس صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آکر یہ قلعہ کاندرا آباد ہو کر جب باوی کی ترقی ہوئی تو قلعہ  
 باہر ہی آبادی ہوئی شروع ہوئی اب مہاجرن بالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہیں دہائی دور دور و شہر تو ہی قلعہ  
 وغیرہ باہر کے حصہ میں سکونت پذیر ہیں اور قلعہ کی تفصیل میں جو بحثہ بنی ہوئی ہے چار دروازے باہر ہی پورے  
 دروازہ بند ہے اور شہر کے باہر سرزمین کو ٹھٹھان ہے اچھی اچھی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں یہاں صاحب  
 کشنہا در و صاحب ٹی کشنہا در و دو تشریف رکھتے ہیں حصار کے کشتی کے متعلق متین ضلع حصہ ہند  
 دوسرے اور خاص ضلع حصار کے متعلق باپم تحصیل حصار و ہوانی و تاسی و بردالہ و قلعہ آباد ہیں اور کل ضلع  
 کی مانہ شماری اونس ہزار آٹھ سو چالیس مردم شماری تین لاکھ چالیس ہزار آٹھ سو آٹھ آسمین سے مرد  
 و لاکھ ایک سو اونتر اور عورتیں ایک لاکھ چالیس ہزار چھ سو اٹھ تالیس میں پہلے جب یہ ضلع مالک  
 شامی کے متعلق تھا تو اسوقت یہاں کی کشتی دہلی میں تھی بعد فتح شدہ ام کے یہ ضلع ماتحت پریڈنسی پنجاب  
 ہوا اور محکمہ کشتی یہاں متحدہ مقرر ہو کر عارضہ حصار و جوجہ و ہنگ دوسرے اسکے متعلق ہوئے بعد فتح  
 ہو کر ضلع تحفین میں آگیا اور تین ضلع باقی رہ گئے اور لا مار و دو و جاتہ کے رئیس خود مختار ہیں اسی کشتی  
 کے ماتحت ہوئے فتح شدہ ام کے صدر کے وقت یہاں ہی متحدہ دن سے ٹبری خرابی وقوع میں آئی اسوقت  
 ایک بلین بلالہ اور ایک جٹ ہندوستانی اسم احمد علی کی خبر آہیاں پور تھی اور انہیں میں سے ایک  
 کشنی خزانہ سرا اور ایک رسالہ کسٹ میں لکڑیاں اور ایلہ سالہ لواب بہادر جنگ خان و اداری و  
 کاما صاحب کلک کے اور ولی میں خلد علی کا موزا شکر صاحب کلک نے سرکار و ترانے کو شہر کے اندر قلعہ میں لگایا  
 اور داری کے و سرکار رسالہ ہی نہیں بلایا و کہہ سکتے ہیں کہ سرکار کے سرپرست کے چراسیوں کو  
 شہر کے دروازوں پر مامور کر دیا جو کہ سیرشا و صاحب کمان فسر کو اپنے فوج کی وفاداری کا جروسا تا  
 اسنے انکے تدارک کے واسطے کچھ پیش بندی کی آخر ۱۲۰۰ھ میں فتح شدہ ام صدر کے دن گیارہ بجے کے وقت  
 میں اور جٹ متینہ انسی متحد ہو کر سکھوں میں انہوں نے گل کا دوی صاحب کمانڈنگ فسر کو جو اسوقت  
 خیر خزانہ سرا کے تھے اور اسی صاحب کمان کو ان کے سرکاروں نے قتل کر دیا اور اس کے وقت ان



معدون میں سے ایک سوار حصار میں آیا اسکے آتے ہی حصار کی کمپنی در سالہ ہی بگڑ گیا پہلے انہوں نے چٹن کو  
 لاکر خزانہ اپنے قبضہ میں کر لیا یہ جلیانہ کے قیدی چوڑ دے پہ صاحب کلکٹر کو قتل کیا وادری کے رسالے نے بھی  
 باغی ہو کر کوٹھیوں کو اگل لگا دی سرکاری دفتر کو جلایا کل عیسائیوں کے میمون و بچوں کو ذبح کر ڈالا شہزادہ محمد  
 سٹٹ پرمٹ سرگروہ باغیوں کا بنا اور سرسہ کی کمپنی در سالہ ہی جو ہانسی کے فوج میں تھا وہ بھی باغی ہو گئے اور  
 دہانکا خزانہ لوٹ کر فتح آباد آئے اور یہاں سے دہلی کو چلے گئے غرض اسطرح کا ہنگامہ جو دوسری و خود مختاری کا  
 چندے حصار میں گہم راجہ بہید خیر لاہور ہونچی تو لاہور سے فوج راجہ جو اہرننگہ و دیگر ملازمان جدید کی بافسری  
 کورٹ لڈ صاحب دیکھی شرفیروز پور کی ہریانہ کے ملک کے روانہ کی گئی جب خبر آمد آمد فوج انگریزی کی حصار میں  
 ہوئی سب سے دے گئے ۱۹۔ جون کو صاحب موصوف بمقام خیر و علاقہ سرسہ کے ہونچی اور قوم بچادہ و مہسوان  
 مقابلہ ہوا جہن بہت سے مفدا مارے گئے ۲۰۔ جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آئے وہاں سے صاحب فوج  
 نے کپتان میر تر صاحب کے براہ قبضہ بہادرہ مع فوج راجہ بیکانیر کے لٹانہ حصار کیا اور ان کے حصار میں ہونچے سے  
 امن امان ہو گیا سوائے رنگھرو گون کے اور کوئی مفدا نہ ۳۱۔ جولائی کو جال پور کے رنگھروں نے ہانسی پر حملہ  
 کیا اگر عند المقابلہ ہاگ لکھے دوسرے مرتبہ رنگھروں نے حصار پر یورش کی اور عند المقابلہ جابو آدمی ان کے کہتے  
 رہے دوسری مرتبہ ۱۸۔ اگست کو شہزادہ محمد عظیم مفدا نے رنگھروں کے اجتماع کے ساتھ تحصیل تو شام پر حملہ کیا  
 اور نند لعل تحصیل اور پیالے لعل تھانہ دار و خزانہ سنگھ فانونگو کو جان سے مار دیا آخر سپیس صاحب افونکی  
 سرکوبی کے واسطے جا ہوئے اور انکو تہ تیغ کر کے گانواں کے علاقے میں اور قبضہ جال پور کو ملکر خاکستر کر دیا نیز  
 صاحبے جابو ہریانہ میں دورہ کر کے معدون کو نرا دی اور بند و بست کامل ہو گیا اور معدون کو بعد تحقیق  
 سر اہانسی کی ملی اور خیر خواہوں کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گرد و نواح میں قدیمی مقبرے بزرگان اسلام  
 اور سیدین بہت ہیں بہت سے مقبرے اور مسجدیں اور مین سے سکھوں کے براہ تعصب گرا دی ہیں اور جو باقی ہیں  
 اور مین سجدہ کائنات کا حال تحریر کیا جاتا ہے **حاصل فاطمہ کا مکان** معہد محمد شاہ بن عثمان اللہ  
 تعلق بادشاہ دہلی اکالیس شخص حافظ کلام اللہ اس جنگل میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں **حاصل فاطمہ**  
 پہلول نام جبکہ اب اناشیر پہلول کہتے ہیں ہر روز پست دہلی آتے تھے کہ جنگی بارات سے سلطان فیروز شاہ بادشاہ نے  
 سلطنت پر کامیاب ہو کر شہر حصار آباد کیا ان حافظوں کے شہر حصار سے شمال کے سمت کو ایک کوس کے فاصلہ پر  
 مین گروانا شہر پہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہ مقبرہ مالکیت مستحق انکی قدر ایک ایک  
 گنبد بنامول ہے اور متصل اسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل میں مین انکا شہر عبدالرزاق الشہر شہر  
 پہلول تھا اور بارات انکی خدمت حضرت شاہ فرحان کی بادری کے بھی جنگی حصار بنامول میں بھی





ہندو راجوں نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کے دور دور سے اپنا مال و اموال و خزانہ لار کہا تھا وہ سب  
 گنج بے محنت درج مسعود نے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خواہیں کا ہتمام رہے تاکہ برہمنوں نے راجوں کو اپنے  
 جوتش کے موجب یہ خبر دی تھی کہ مسلمانوں کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کسی نہیں ہوگا اور انکے قول کو راجوں نے چھاپا  
 سب مال و خزانہ اپنا یہاں جمع کر دیا مگر مسعود نے چھ دن کے عرصہ میں اسکو فتح کیا اور مسلمان فوج دیواروں میں  
 سینچیں گاڑ کر دیوار پر چڑھ گئے دوسرا حملہ اس پر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور اسے ہتھورا کے ساتھ لے  
 یہاں سخت لڑائی ہوئی اوس دن سے یہ شہر مسلمان قبضہ میں آگیا سمیت اکبر باجی کے قہر میں سکون کی غارتگری  
 کے بعد یہ شہر بالکل آجر گیا اور وہ پندرہ برس تک برابر آجرار ناچر مرٹھوں کی عجلداری میں جاری طامس صاحب نے  
 دوبار اسکو آباد کیا چاروں طرف کے پختہ فیصل بنوا کر چہ دروازے رکھے اور اسکو آبادار الیاست مقرر کیا آبادی  
 اس شہر کی جنوباً شمالاً طول میں زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عجلداری میں درجیت اول کے  
 چھاونی ہتمام پر مقرر ہوئی اور بعد کے سال کت قائم رہی شہر سے سیان شرق بقاصد ایک کوس جہاں کے نہر  
 جادر مل ہے جہاں سے نہر کے دو شاخیں ہو کر ایک شاخ جنوب در دوسری شاخ شمال رو یہ گہوم کر آتی ہے پھر  
 تینو شاخیں نیچے جالتے ہیں اور شہر کا نواح اس نہر کے سبب بہت پر فضا و خوشا معلوم ہوتا ہے قلعہ ہانکاٹھی  
 کے ہر او سے نہایت سنگین اور مضبوط اور اپنا بنا ہوا تھا سابق میں اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تھی اور قلعہ کے  
 اندر بھی ہے اچھے مکانات تھے ہوئے تھے اب چودہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہو گیا اور عمارات و  
 اراضی ہی قلعہ کی بنیاد ہو گئیں اور جو مکانات بنیاد سے بچے وہ ہمارا کر کے گئے عرض اب قلعہ میں کوئی حالت  
 نہیں رہی حال **قطب صاحب** قطب جلال الدین نسوی اس شہر ہانسی میں بڑی بزرگ ہو گئے  
 حال انکا یہ ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان میں آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جلال الدین سلطان  
 کا پوتا بھی یہاں آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہاں ہی رہ گیا اول اول کا مدرسہ تعلیم و فتویٰ وہی میں ضرور  
 رہا پھر اس کا کم چودہ گرواجہ فرید الدین گنج شکر اچھو دینی چٹپٹی کے خدمت میں حاضر ہوا اور پیر روشن منیر  
 کے توجہ سے ولایت کے جسے اعلیٰ مراتب پر پہنچا وہاں شیخ جلال الدین فوت ہو کر رہا  
 دفن ہوا اسکے بعد بران الدین جہانپور اور اسکے بیٹے اور اسکے بیٹے کے بیٹے چلے آتے رہے ان  
 چاروں حضرات کو لوگ چار قطب کہتے ہیں روضہ انکا بہت بُرا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کے طرف کٹر سنگر  
 صاحب عبد الصمد صاحب فیس و جاننے والا ان میں اور بلند تعمیر کیا تھی اور عقب میں ایک مسجد بہت اچھی تھی  
 ہے مسجد کے صحن میں عرض آگے نو اربعہ عمارتیں متابہ ہیں حال برا ماہ شعبان کو یہاں علیہ ہوتا ہے اور دور  
 چہرہ ہوتا ہے صحن باورن سکون کی دلانہ ہانسی میں پندرہ سو رہیں اور انہیں میں سے اکثر تھیں گے



ہوتا ہے چنانچہ دیوان قلندر بخش سجادہ نشین ہزار گہرا بہین خانقاہ شیخ نعمت اللہ ولی  
 یہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہیں جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہی ہمراہ سلطان شہاب الدین غوری کے  
 آئے تھیں اور اسے پتھر لاکے لڑائی میں قلعہ فانی ہزار سے گئے جنکی قبر قلعہ کے اندر جانب شمال موجود ہے یہ  
 حضرت شہید ہیں ہی قطب جمال الدین کے مامون تھے انکے ہزار چو ایک کتبہ بخط عربی لکھا ہے آسین سال بنا  
 ۵۹۳ھ عری لکھا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اس ہزار کے بنی ہوئی ہے اس کے دروازہ  
 ہزارہ کتبہ عربی کے ۷۹۳ھ عری لکھا ہے اس لڑائی میں اہل بیت مسلمان شہید ہوئے تھے انکا مکان شہر سے باہر  
 بنا ہوا ہے جسکو گنج شہیدان کہتے ہیں۔ شہر فانی پر گنہ کا قصد مقام ہے یہاں تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر  
 ضلع حصار کام کرتا ہے خانہ شماری اس کل پر گنہ کی اکس ہزار دوسو ریشید اور مردم شماری لکھا دن ہزار چوبیس  
 اکس دواو چہتیس ہزار آٹھ سو دو عورتیں کل تعداد اٹھاسی ہزار چار سو تیس ہیں کل جمع اس پر گنہ کی ایک  
 لاکھ چہتیس ہزار ہیں جو مالک ہے شخص ہوانی حصہ کے ضلع میں یہ شہر شری منشی اور پتھری لکھا  
 ہے مگر عمارتیں ہر کام سے پہلے یہ جو اس کا کوتاہا بہت شری آبادی کا شہر ہو گیا ہے اس کا نوک و بال منشا  
 ایک اجوت نے بنام سات بنیائی لگا کر کے ہریان نام لکھا یہ شہر علاقہ باگڑی میں سکائیہ و جلیلمی و جی پور کا  
 ایک دروازہ سمجھا جاتا ہے یا یا سکانت آباد اور تجارت کا گرم بازار ہے شری فانی نامی ساموکار دن اور  
 دوکانداروں کے آسین و کانین ہیں اول شرفری صاحب نے آجگاہ منشی ہمدی کی اور محصول معاف کر دیا  
 جسکے باعث سے وادری کی منشی خود بخود موقوف ہو کر ب ساموکار لوگ یہاں چلے آئے اس کے روز بروز  
 ترقی آبادی کی ہوتی گئی اور لاکھوں دیوین کا ہوا یہ ہونے لگا سلطان کے ساموکار دن کے گاشی و در و در  
 چلے ہوئے ہیں مگر آبادی یہاں کی کچھ خوش قطع و مندار نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا میں لوگ یہاں آئے تو گھر  
 مکانات ہوا کر آباد ہوتے گئے اسوقت جاڑ برس بازار اس شہر میں ہیں لوہر بازار جو نکال یا یا اسکا بازار  
 یا بازار اس شہر میں بہت و کثرت اور مسلمان کم رہتے ہیں اور ہر ایک گلی کو پنجون میں مندوں کے مندر  
 ہے ہوئے ہیں چنانچہ کل شہر میں مندوں کی تعداد تریب انشی کے چوبیس گنی ہے انہی سے ایک مند ہوتا ہے  
 کا نام نامی ہے جہاں شکل کے دن ہر منہ میں ملے ہوتا ہے گردنوں اس شہر کا کچھ لہا نہیں ہے کیونکہ غریب اور  
 بزرگ گھروں کے اونچے اونچے ریگ کے نیلے اور شرقی شمال کے طرف اگرچہ ہوا میں ہے مگر انچہ کوئی مندر  
 زیادہ تجارت اس شہر میں نہ لکھنا ہی کی جہنی ساموکار اس شہر کے صرف نام مندستان کے شری حصہ میں ہوتا ہے اور  
 شری بزرگ قسم کی شہر کے صرف باگر کے ملک میں ہی ہوتی ہیں زمین ہر ایک قسم کے مال اور سال کی علاقہ شری  
 اور آٹھ سو تیس کی ارضیت الی ہر ایک قسم کے جو سال تجارت میں صرف ہوتا ہے اور اس کے سامنے مندر



اس شہر میں فی زمانہ نوز ہزار گھروں کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجارت لوگوں کی شہریت  
روزمرہ آٹھ دس ہزار آدمی سے کم ہوتی ہوگی اس باعث سے یہ شہر بہت پر رونق معلوم ہوتا ہے یہ شہر گند  
کا صدر مقام ہے تحصیلہ راجست صاحب ضلع حصار یہاں رہتا ہے کل پرگنہ کے سترو ہزار نو سو لکس خانہ شامی  
اور ایک لاکھ سیاسات ہوا و تیس کی مردم شماری اور ساٹھ ہزار چار سو اٹھتر کی مالگداری ہے **قصبہ پوشام**  
یہ قصبہ حصار سے جنوب کی طرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اس میں تین سو اوچتیاں گھروں کی خانہ بنگا  
اور ایک ہزار پانچو اٹالیس کی مردم شماری ہے اول مہی ترسم خان افغان فیروز شاہ کے ملازم نے اس قصبہ  
کو آباد کیا اور اپنے نام پر اسے اسکا نام ترسم رکھا اب غلط الحام قوشام مشہور ہے اسکی آبادی سے ملایا  
غرب کی طرف ایک پانچو کوس تک ہے اور ایک کوس تک سکادور ہے اس بھاڑ پر چڑھ کر تیس مش  
کوس تک برابر نظر آتی ہے چھار کے وسط میں ایک باقی کا گنت یعنی تالاب ہے دور و دان تک پہنچنے  
کے واسطے پتھر کی شیریاں بنی ہیں ہندو لوگ اسکو پینچ تریتی کہتے ہیں دریاہ کانگ مہا کہہ میں دان پڑا  
میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہیں اس قصبہ سے شمال کی طرف ایک چوٹی بلندی پہاڑی ہے  
جس پر ایک بارہ درمی سماست سنگین ہے پتھور کی بنوائی ہوئی موجود ہے **قصبہ اگر و مہ** یہ چوٹا  
قصبہ حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی شہر پر آباد ہے اسوقت ایک سو پانچ گھروں کی  
آبادی اور سات سو تیس آدمی کے مردم شماری ہے مگر کسی مانہ میں یہ پڑا نامی شہر تھا کہ مشہور ہے کہ جب کسی  
اس شہر کے رہنے والوں میں جہاں سے نادا رہا تھا تو ایک ایک گہرے ایک ایک گہرے جمع کرنے سے ایک  
روپہا و کے واسطے جاتا تھا کہ بہت مدتوں سے یہ شہر ویران پڑا ہے اور یہاں کے تھے اگر وال اور جڑ کر دو  
دور تک چلے گئے ہوائے کثرت حال کی آبادی سے باوجود کوس پر میں دیوان نازل ملازم راہ سالانہ  
اون کثرت کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تھا جس کے نشان اس تک موجود ہیں اور بالگرد وال بیوں کے سبب  
مکان ہی وہاں موجود ہیں کہ جہاں بروہ اپنے لڑکوں کو لیا کر رسومات ادا کرتے ہیں **شہر آباد**  
یہ قصبہ فیروز شاہ کے عہد میں فتح خان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ ہی تختہ نوایا اور اسکی  
شہزادگان محمد خان و حفص خان درضا خان کے نام سے یہی قلعہ اور سائے گئے تھے کہ جہاں پر اب چنگی نو  
محمد پور سو ترو ظفر آباد و رضا آباد آباد ہیں مگر وہ تینوں قلعہ مسالہ ہو گئے برائے کثرت اور انکے جو  
میں یہ قصبہ حصار سے بائیس کوس غرب کی طرف سرسہ کی شہر پر آباد ہے آبادی کے بارون طرف ہے  
وقت کے بچہ فضل بھی ہوئی ہے اور دو دروازے آباد رفت کے میں یہ شہر کی مرتبہ رہا ہے  
سنا کہ میں نوایا میں احمد خان نے قلعہ کو مرست کرانا اور دانا ہوا آباد یہاں سے ملایا





فتح آباد اپنا دخل رکھا اور رعایا قوم و لود جو سیاہ چہادہ اونکی فوج تھی جب کہیں مقابلہ کو جاتے تو دھول بجا کر اڈکوجم کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ انکو تقسیم ہوتا پھر قمر الدین خان و خان بہادر نے ملک بھیانہ کا باہم تقسیم کر لیا فتح آباد کا تو خان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدین خان کو دیا گدارہ انکا غارتگری اور لوٹ برتھاب عمارتیں انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس بیگ ناظم انگریزی کے ساتھ مقابلہ کر کے اوسکو مار ڈالا جب کا تر صاحب ظلم یہاں آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چھوڑ کر ہاگ گیا اور علاقہ اسکا ضبط ہوا اور ضابطہ خان سپر خاندہ قمر الدین کا جو سرسہ میں تھا وہ حاضر ہو گیا اسلئے جاگیر اوسکی واکدار رہی پھر اسی کے ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایک ہزار روپیہ ماہوار کی گدارہ اسکا مقرر ہوا اسکی اولاد اب تک مقام رہتی ہے شہداء میں جہانپانی خان تحصیلدار کے ساتھ شیعہ چہادہ کا لباس ش ضابطہ خان کے دنگہ ہو گیا اسوا سرسہ کا علاقہ بھی ضبط سرکار ہو کر ایک ہزار دو سو روپیہ پنشن ماہوار کی ضابطہ خان کی مقرر ہوئی اور رانیان میں رہنے کا حکم نافذ ہوا شہداء کے خزانہ میں جب صاحب لوگ فوج کے ماتھے سے قتل ہو گئے تو وہی چہادہ زندہ رہا بہادر اب بن گئے سرسہ کو اوہوں نے جمع ہو کر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ میں بھی جا سمجھا وہوں نے غارتگری شروع کی بعد دفع ہو جانے مقصد کے بچھڑا خاندان بہادر خان کے مسیان وزیر علی و صوبہ خان و امرا و علی کو جو مقصدہ پر داری پہنسی ہوئی اور اسطرح شین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے مقام سرسہ پہنسی دیئے گئے اور محل پنشن ہی اونکی ضبط ہوئی صلح سرسہ کا علاقہ نامہوار و رنگستان آبادی کم ہے اور زمیندار یہاں کے اگرچہ چھٹی بہت ہیں مگر خط کے وقت اسنے علاقہ چھوڑ کر ہاگ جاتے ہیں اگر ایک سال بھی بارش نہ تو آثار قحط کے نمودار ہو جاتی ہیں اور اگر زیادہ بارش ہو جائے تو رنگ پانی میں بہہ کر زراعت برباد ہو جاتی ہے اور اگر مو اتیر طے تو رنگ اور کرکیت دھکتے ہیں اور زمینوں کی فیت بدل جاتی ہے کیونکہ جہاں چلے اونچی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں ان زمین ہوا کھل آتی ہے اور ہوا زہن کی جگہ ٹیلے قائم ہو جاتے ہیں اس سے زمیندار یہاں کے سقیم الحال تھیں

**پانی پت** یہ شہر بہت پرانا اور عمارتوں کی قدیمی ہے آبادی اسکی دہلی سے شمال کے طرف بمقام میل اور لاہور سے گڑھ جنوب مشرق سواد و میل اور کلکتہ سے سمت شمال مغرب نو سو بیسہ میل کے واقع ہے چاروں طرف اس کے زمین آباد و زرخیز ہے کنوؤں کے ذریعہ سے زراعتوں کو پانی دیا جاتا ہے اور ماعاش و درخت کثرت میں شہر کے عمارت عجیب و غریب بنائے گئے ہیں کائنات جویلیان علیاں بازار آباد و تجارت ہیں بڑے بڑے سامہو کا مالدار و زمیندار ہیں جگہ لاکھوں روپیہ کا ہو بار ملکوں میں جاری ہے یہ شہر

اور برون کی میان بہت کثرت ہے بلکہ ہندوستان کے شمالی حصہ میں انکو کی ایک شہر سمجھنا چاہئے جو شہر

اسے شہر ہونے کے ہیں کائنات یہاں کے اگرچہ دھڑلے سے تھکتے ہیں مگر ان کے ہاں



عجیب خوشنما نظر آتے ہیں ۵۳ء میں جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بایس ہزار چوبیس سو بارہ آدمی اس شہر کے رہنے والے شمار میں آئے اب بھی اس شہر میں بایس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہیں فضیل شہر کے سچے اور شہر کے دو طرف دوسرے کی عمارت کے بنے ہیں انہیں آمد رفت سافرون اور تاجروں کی کثرت ہوتی ہے شہر میں ریخت و اشرف سلطان دہنود اسپین نہایت اتفاق رکھتے ہیں سرکار میں بھی ہاؤس کی عزت و توقیر زیادہ ہے یہاں سے بہرہ زمین آدم خیر شہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و شائیم اس شہر میں ہو گئے ہیں جسکے زیادہ شہر ہے حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جسکی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹھ ستون اسکی کے شہر کے بنے ہوئے نہایت خوشنما نظر آتے ہیں شمال کے طرف گنبد کے ایک سو و علیحدہ مکان ہے جس میں ہاں خان حضرت کے مشوق کی قبر ہے یہ حضرت خاندان چشتی اہل مشیت میں بڑے محبت و قلندر ہے عظیم بحری میں حضرت نے وفات پائی سو اسے اس مقبرہ کے روضہ عالیہ حضرت شیخ شمس الدین تک پانی پتی و جلال الدین چشتی کا پر فیض شہور مکان ہے پیل کے برتن یہاں پچھتے ہیں اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے شاہی شکر چمن وستان ہے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گنبد پتی ہے ایک قلعہ بھی یہاں میں شکر کے پور بنا ہوا ہے ساتی میں حلقہ کی بھری یہاں ہوتی ہے اب ہضلع کا محکمہ کرناں میں جلا گیا ہے اور کچھ پھیل کی یہاں ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت ضلع کرناں کے یہاں کام کرتا ہے پانی پت کے پاس کے میدانوں میں شاہان سلف کے بہت کڑیاں آئیں ہوئی ہیں بابر شاہ خجائی نے جب سند پوروش کی اور بارہ ہزار فوج لیکر آئے سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور اکہزار ہا تھی اور مانو ضرب توپ لیکر اسکے مقابلہ کے واسطے پہنچے کھلا اور پانی پت کے میدان میں فرشتوں کا آئینہ مقابلہ ہوا اگر سب اسکے کو دیکھ دیکھ کے امر بابر سے سازش کئے تھے سلطان ابراہیم لودی لکھا اور چالیس ہزار فوج اسکی قتل ہوئی ہزار احمد شاہ دُرانی اور سید احمد شاہ دہاؤ کی لڑائی بھی اسی مقام پر ہوئی اور سو قتا احمد شاہ کی لشکر میں چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہزار مندوستانی سوار اور تیس ہزار دندوستانی پیادہ فوج اور تیس ضرب توپ تھیں اور سر مشوں کی فوج کے سپہ سالار ہزار پیادہ و تیس ہزار سوار و دو سو ضرب توپ تھیں و بیشمار توپیں بڑے قلعہ شکر کی غیارے درون شکر ہزار لڑائی تھیں مگر ٹوٹری سی سخت لڑائی کے بعد سر مشوں نے شکست کھائی اور فوج کا مالک ہوا گیا۔

**ضلع پانی پت یا کرناں** یہ ضلع دہلی کے مشرق میں واقع ہے اسکے شمال و مغرب میں علاقہ سرحد میں دریاے جہاں میں اصنام نظر کر دیکھنا اور اسکے عارضے ہندو میں ضلع دہلی کے جنوب میں شمال کو تیس میل عرض میں شرق کے طرف کرناں کی کل سطح کا اکہزار و دو سو ہزار مربع میل کے زمین اسکی مولدہ زمین نہایت زیادہ و پانی کی خزانہ ہزار ہا کی ہے



اسکویہ کر تے ہیں طغیانی کے وقت دور تک مہین بانی پہل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہیں سندھیا  
 کے نہروں کا بانی نہیں ہو چکا وہ زمینیں بالکل غیر آباد و دیران پڑے ہیں اور ریگستان بھی اکثر مقامات  
 واقع ہے بقدر کہ آسمین نباتات کا نام و نشان ہی نہیں ہے اور شورے زمینوں پر شور اس قدر جلتا ہے  
 کہ دور سے وہ بانی کی جمل دکھائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو شہ نام میں شمار کی گئی تو تین لاکھ تریس  
 سو چالیس آدمی تھے جن میں سے ہندو کا شمار ایک لاکھ سترہ ہزار سات سو ساٹھ اور غیر کا شمار اسی ہزار چوبیس  
 سو اسی غیر کا شمار تیس ہزار دوسو اسی غیر کا شمار پچانوین ہزار نو سو چار تو ہیں بے بعد ان دوسری  
 مردم شماری جسکی رپورٹ ۱۹۶۱ء میں درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو آسمین کل مردم شماری ضلع کرناٹ  
 کی چار لاکھ ہتر ہزار چار سو چالیس تحریر ہوئے پہلی مردم شماری کے بموجب اس ضلع کی اصفیٰ فی محل مربع دو سو اسی  
 آدمی ہوتے ہیں ضلع بانی بہت کرناٹ میں مہندوبہت اور مسلمان کم ہیں اور جس جن گانوں میں ایک ہزار آدمی تک  
 آباد ہیں وہ شمار میں نہیں ہو چکا شہ اور جس میں ایک ہزار سے زیادہ اور پانچ ہزار سے کم ہیں وہ اکیس اوٹیس  
 اور چھٹیں پانچ ہزار سے زیادہ دس ہزار سے کم ہیں وہ ایک سببی ہے اور چھٹیں دس ہزار تک آدمی ہیں  
 دو قبضے ہیں کل میزان جنگلی چار سو اسی ہے مگر جو کچھ چھوٹے گانوں میں شمار نہیں ہوتی سرکار انگریزی نے  
 پہلے یہ علاقہ مریشی کے قبضہ میں تھا شہ نام میں بعد کے ہونے معاملات مریشی کے انگریزی قبضہ میں آیا  
 کرناٹ یہ ایک قدیمی شہر اوس شہر کے پرچہ دہلی سے نو سو پانچ سو کو آتی ہے دہلی سے اتر میں سمت شمال اور  
 ہر فیروز شاہی سے پندرہ میل اور بانی پت سے چودہ کوس لاہور سے باضابطہ دو سو اسی میل فاصلے کا ایک  
 دہلی کی طرف کے آباد ہے اسکے گرد و پختہ شہر نہاد قدیمی بنا ہوا ہے مگر اب بہت مقامات سے لگیا ہے شمال کی طرف  
 اوس شہر کے ایک سچو پختہ عالیشان مینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہ شہر بہت میلاد خراب تھا تھا اب جبہ تعلیم  
 پانی بہت کامیاب لگیا ہے اوس روز صفا ہی ہوتی ہے پاس ہی شہر کے شمال کی طرف چھانو کی انگریزی فوج  
 کی بنی ہوئی ہے جس میں تعداد مختلف فوج رہتی ہے اس شہر کے متعلق تین تحصیلیں پانی پت و ترینولی و کھنڈ  
 ہیں اور خاص شہر کی آبادی میں ہزار اکیسواٹھتر کے ہے منجملہ ان کے نو اب احمد علی خان جاگیردار و محبوش و  
 جو محبت علی خان غلط نوائے محمد قطب الدین بن ظفر استوار دار کرناٹ مسلمان ہیں شہر و کرم آباد  
 ہیں حکام ہی انکی بری عزت کرتے ہیں فتح پور و بانی پت کے مندر میں یہ ایک قبضہ ہر فیروز شاہی  
 اور جٹ کے اور میان دے کے نام سے رہا ہے اب اسے اس میں انکان لوگ اکثر رہتے ہیں یہ ایک  
 مسلمانوں کی ہے جو اب محمد علی خان جاگیردار ہے شہر میں مسلمانوں کے رہنے والے ہیں یہ ایک  
 مسلمانوں کے جاگیردار ہیں یہ جاگیردار انگریزی کی ایک صدی میں پیدا ہوئے ہیں ان کے

مقرر ہیں عمارت اس شہر کے پختہ و بار آور بار و فنی میں تجارت غلہ کی کثرت ہوتی ہے ۳۹ء میں فیما بین بادشاہ  
ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہاں لڑائی ہو کر نادر شاہ فتح پاب ہوا اور **ضلع کرناٹ** کے  
یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے دہلی سے بس سبب شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ  
کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اسیں رہتے ہیں گہر و نادر  
کرناٹ کے ضلع میں یہ ایک بڑا آباد قصبہ و مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اسکی اس شہر پر جو دہلی سے  
کرناٹ کو آتی ہے بارہ میل جنوب شرق کے طرف کرناٹ کے واقع ہے یہاں ایک تحصیلدار ماتحت صاحب علی شتر  
جاوہر کرناٹ کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا پر تجارت بار و فنی و زمیندار آسودہ حال میں زراعت  
کثرت ہوتی ہے کشور کرناٹ کے ضلع میں یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے چھتیس میل دہلی  
سے شمال کی طرف آباد ہے گہر و فنی کی عمارت اسکی اگرچہ پختہ نہیں ہے مگر درختوں کی کثرت کے سبب خوشنما  
نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتوں میں ایک پختہ سراے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سراے کی  
لمبائی اور برج کے خوشنما دکھائی دیتے ہیں اور اگر اس ایک تالاب جو صفائیابی سے ہر وقت مالا مال ہے اسراے  
کرناٹ کے ضلع میں یہ قصبہ اس شہر پر جو کرناٹ سے ریواری کو جاتی ہے چھتیس میل کرناٹ سے جنوب شرق کو  
آباد ہے بانی کی یہاں کثرت و زراعت چھی ہوتی ہے زمیندار آسودہ حال میں چھوٹی کرناٹ کے ضلع میں  
یہ ایک قصبہ اس شہر پر جو دہلی سے کرناٹ کو آتی ہے اٹھارہ میل جنوب شرق کرناٹ کے آباد ہے **شام گڑھ**  
**یا شام کوٹ** یہ ایک قصبہ کرناٹ میں اس شہر پر جو کرناٹ سے لودھیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرناٹ  
سے شمال شرق کو آباد ہے آبادی اسکی ایک جگہ کے کنارے پر واقع ہے جو یہاں سے کرناٹ تک برابر پھیلتا ہوا  
جلا جاتا ہے اس میں سیلان و بند و جات رہتے ہیں اور قصبہ سردار رام سنگھ و کاننگ کے جاگیر میں سرکار انگریزی  
سے ملا ہوا ہے آمدنی اسکی پانچ سو روپیہ سالانہ اور کوئٹہ سے قصبہ کی آبادی بار و فنی و آبادی نظر آتی ہے  
ملک کی تجارت اس میں ہوتی ہے اور جاگیردار اس کے ایک گاہ میں سکونت رکھتے ہیں فقط

**سوسین** یہ قصبہ ایک پرانا و مشہور مکان ہے اگرچہ اب چند ان آباد ہیں  
اسی میں پڑے قصبوں اور مشہور دن میں شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب ہی  
اس میں آباد ہیں پر اسے مقبرے و مکانات اس میں اکثر نظر آتے ہیں شہر کی عمارت بھی پختہ و بار  
ہے جو شہر بانی سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہو کر گذرتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے  
غز کے طرف کو ستر میل کا ہے **سبناٹکا** ضلع کرناٹ میں یہ ایک قصبہ اس شہر پر  
جو کرناٹ کو آتی ہے پانچسویں میل شمال مغرب دہلی کے آباد ہے آبادی اسکی پانچ سو روپیہ سالانہ

تجاران تجارت شہار سے رونق پر ہے اور ایک سرے آرنگاہ مسافروں کی سبھی ہو چکی اگرچہ پہلی آبادی سے حال کی آبادی منزل پر ہے تو یہی رونق خوب عمارت مرغوب اس شعبہ کے متعلق اراضی کو پانی کنوؤں کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تر و دسے ہوتی ہے **شہر انبالہ** سلیم پور کے شہروں میں یہ شہر ایک شہور و بار رونق مکان ہے آبادی اسکی اس شہر کے بار جو کرناں سے لدھیانہ کو آتی ہے چٹن سہل کرناں سے شمال کی سمت کو اونتیس میل جنوب شرق لدھیانہ کے واقع ہے پاروں طرف اسکے نیچے شہر پناہ اور شمال مشرق کے کونے پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک پڑاؤ یعنی فرو دگاہ فوج کا ہے گردنواحی کے زمین سبکی ہموار و زرخیز ہے پانی کثرت زراعت افزا ہے ہوتی ہے عمارتیں شہر کے نیچے اور گلی بازارنگاہ مقصد کرناں کی گدی بھی زمین سے بھری ہوئی ہے شہر میں کل اکیس ہزار نو سو باسٹھ آدمی ہر ایک قوم کے رہتی ہیں جاٹ کے قوم و اجراج وراگڈ میان وکلال وغیرہ اپنے اپنے علم و علمہ اطراف میں بستے ہیں شہر کے باہر بلخ یا سیرگاہ کوئی نہیں ہے اور شہر کے اندر کا پانی کھاری دشور ہے بلکہ پانی کا مسئلہ ہو گا یہاں پانی لیجا کر پیتے ہیں پہلے سکھوں کے وقت یہ شہر چوٹا سا گانہ تھا جس میں یہاں کا لادہ مر گیا تو انگریزی عہد میں بعد حکومت کلارک صاحب پولیٹیکل اسٹیشن کے آبادی کی ترقی ہوئی اور یہاں بار بار رونق آباد ہوا فوج کے رہنے کی چھاؤنی تیار ہوئی بلندی اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایک ہزار چالیس فٹ کی ہے اور علاقہ اسکا شمال مغرب کی طرف نکلتا ہے ایک ہزار بیس میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک شجاع الدین المشہور تھا لکھا زیادہ گاہ خلق ہے **ضلع اسب** انبالہ کی سمت کے متعلق پانچ ضلع انبالہ لدھیانہ ہتھانیہ شہر ہے اب ضلع ہتھانیہ ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہیں اور ضلع انبالہ کے متعلق باہم تحصیلیں ہیں انبالہ روڈر کھڑ جگا دھری نرائن گڈہ کل سطح اس ضلع کا ایک ہزار آٹھ سو بیس میل ربع ہے اور آبادی پہلی مردم شماری میں سات لاکھ بیاسی ہزار سترو تھے گراب مردم شماری اسکی ٹرکڑی ٹھہلم کے رپوٹ مجموعی کے رو سے دس لاکھ چالیس ایتر ہوسات ہو گئے باعث اسکا صرف یہ ہے کہ ضلع ہتھانیہ ٹوٹ کر بہت علاقہ جات اسکے شامل ہو گئے ہیں یہ علاقہ پہلے ایک سکھ سردار کے ماتحت تھا اس پر رنجیت سنگھ والی لاہور نے غلبہ پا کر علاقہ اسکا لے لیا تھا مگر جب سکھوں میں یہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت میں آ گیا اور چھاؤلی فوج لدھیانہ کے مقام پر رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزوں کی ہندوی ہو گئی تو انبالہ کا رہائیس پھر اپنے علاقہ پر قابض ہو گیا مگر چند سال کے بعد لادہ مر گئے اسکے کل علاقہ اسکا ضلع سکھوں کو رہا مگر ضلع انبالہ کا لدھیانہ سے علیحدہ قرار پایا اب ہوا اس ضلع کی گورنمنٹ سرگرمیوں کے موسم میں گرمی یہاں کثرت ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے ملتی ہے کہ اگرچہ اس موسم میں اکیسویں درجہ درجہ ہوتا ہے اور سردیوں میں اس سے کم نہیں ہوتا

دہلی کے معقدہ کے وقت مارٹن صاحب کشتراور فورسٹ صاحب کلکٹر کے حسن انتظام سے اس ضلع میں امٹن مان  
 رہا اگرچہ رعایا کے دل متزلزل تھے اور معقدہ کا ہنگامہ چاروں طرف گرم تھا مگر یہاں کے حکام نے یہاں بھی  
 انتظام رکھا اور دہلی کے فوج کو مدد دیتے رہے صرف تھوڑی مدت کچھری عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہ  
 حال تھا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نو ملازم رکھنے اور بار بار درجی کے بند و بست اور دہلی کے انتظام میں مصروف  
 تھے اور پوٹون صاحب اسٹنٹ کشتراور کے لیے جس کے حفاظت پر مامور تھے اور ان صاحب کپٹن اسٹنٹ کشتراور  
 خزانہ کا کام کوٹہ کشتراور کا ڈنر صاحب و پٹر وغیرہ کے انتظام کو چلے گئے تھے آخر حال ہی صاحب اسٹنٹ کشتراور  
 سے گئے تو عدالت کے کام نے اجرا پایا صاحب ضلع اقبالہ دہلی کے فوج کے واسطے پیش نہرا من غلہ اقبالہ میں  
 جمع کیا اور ایک معقدہ میں ہانسی گاؤں اور دو نہرا اونٹ دو نہرا قلی جمع کر کے ہاب ضروری دہلی کے طرف  
 روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہوتے تک اقبالہ کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تھا اور ایسی وقت  
 میں با امین ہنا اسٹنٹ کا انگریزوں کو واسطے نہایت اکثر عظیم ہو اقبالہ کے جاگیرداروں نے بھی ہمدردی  
 و خدمت گزاری امداد میں نہایت معاونت کی فوج کے ملازم رکھنے و اجتماع رسد و بار برداری و حفاظت را  
 وغیرہ میں دہلی طرف سے سخت کوشش و عرق ریزی و فوج میں کسی **مہبت** اسٹنٹ کشتراور کے علاوہ نہرا  
 اوس شرک پر جو جبال سے دہورہ کو جاتی ہے آباد ہے یہاں ایک قلعہ ہی نہایت محکم تھا جسے اندراچے اچے کھٹا  
 بند بنے ہوئے تھیں اگرچہ قلعہ محکم صاحبان انگریز ہند کم کیا گیا ہے اور قصبہ بدستور ایک میس کے جاگیر ہو  
 آباد ہے قصبہ کا بازار بارونق و آبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادت گاہ مندو کی عالیشان یہاں بنا ہوا  
 ہے جہاں جاگیر مندو شہ کی پوجا کرتے ہیں پوٹریہ ضلع اقبالہ میں یہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی اچھی  
 ہے چمبہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سہسواں** اقبالہ کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ آباد ہے  
 پوٹریہ کی ڈول اور کڑا ہی یہاں خوب بنتے ہیں اور علاقہ زرخیز و سرسبز و شاداب ہے **جامہر** قصبہ اقبالہ میں  
 یہ قصبہ وس شرک پر جو ہانسی سے لودھیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف بفاصلہ اڑسٹھ میل کے آباد ہے  
 گروہ نواح اسکے اگرچہ بڑا ریگستان ہے تو یہی کشتکاری کثرت ہوتی ہے **چچرولی** سرمنڈ کے علاقہ میں یہ ایک  
 قصبہ ماتحت سکھوں کے ریاست کے ہے جو عروہ کی کے سردارہ کھلاتے ہیں آبادی اسکی اوس شرک پر جو سہانہ  
 ہے پلو کو جاتی ہے سہارنپور سے ستائیس میل نسبت شمال مغرب کے واقع ہے علاقہ ایک نہایت سرسبز اور سرسبز  
 زمین شلتار کے ہوا روز خیز ہے اس قصبہ کے گرد و شاہ عام اور عمارت کچی کی ملی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ  
 مختصر ہوتا ہے مگر عبادت کثرت ہوتی ہے کل ریاست علاقہ قصبہ میل مریم اور آبادی نہرا میں سہا سہا  
 کے ہے **داؤد پور** یہ قصبہ مختصر آبادی کا پانچ میل دریا ہے جہاں کے درخت کاٹے دہلی کے ہر کے

بلندی اسکی سرحد کے سطح سے فوسو یا ایکھزار فٹ کے اور فاصلہ دہلی سے اٹھاسی میل کا شمال کے طرف ہے  
**دہشت** یہ قصبہ سرحد کے علاقہ میں اوس شرک پر جو ہانسی سے لہ بیانہ کو آتی ہے تیرہ میل شمال کی طرف  
 ہانسی سے آباد ہے زمین خلعہ ہوار و میدان ہے مگر سرد اور معتدل ہوتی ہے **دودی** سرحد کے  
 علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو لو دہیانہ سے ہانسی کو جاتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف ستاون میل کا  
 فاصلہ پر آباد ہے اراضی متعلق سنگر ہو لہ و پٹ و سیراب ہے جب ریہے گھر میں طغیانی ہوتی ہے تو پانی  
 اسکا اسکی زمین پر ہر کر کل اراضی کو سیراب کر دیتا ہے اور وہ سیرابی فصلیں کے کاشت کے واسطے نفع  
 سفید ہوتی ہے **دوڑا** یہ سرحد کے علاقہ میں یہ گانواں اوس شرک پر جو کرناں سے ہنڈ  
 کو آتی ہے لو دہیانہ سے چودہ میل سمت جنوب مغرب آباد ہے آبادی گانواں کی ایک ٹیلو کے بنیاد میں واقع ہے  
 اور ٹیلے کے اوپر ایک بختہ ہر اسے بادشاہی وقت کے بختہ نبی ہوئی ہو جو وہ یہاں پرانے مقبرے و مکان  
 کو ہند رات قدیمی عمارت کے بہت ہیں خجے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں یہ ایک بڑا آباد  
 قصبہ ہو گا اب ہی جو ٹاسا یہاں بازار اور پانی افراط سے ہے اور زمیندار لوگ آسو و ہال میں بسی  
 یہ ایک بختہ اور قدیمی قصبہ ٹیالہ کے راست میں متصل بنا و کو ہ ہالہ کے آباد ہے شہر کے عمارات خوشنما  
 و بازار آباد ہے اور ایک قلعہ مضبوط خشتی شان اسلام کے وقت کا یہاں بنا ہوا ہے جگے دیواریں  
 برج بلند و مستحکم ہیں محافظ قلعہ کے فی الحال ریاست کے طرف سے مامور ہیں **سبیاں** یہ قصبہ تلج بار کے  
 ملک میں اوس شرک پر جو فیروز پور سے شملہ کو جاتی ہے آباد ہے اور فیروز پور سے فاصلہ اسکا شتر میل کا شمار  
 ہوتا ہے **گورکھنا** یہ سرحد کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو پور سے لون کو جاتی ہے  
 بارہ میل شمال مغرب کی طرف پور کو ہ ہالہ کے بنیاد میں آباد ہے بائیں طرف اسکے دریاے سرسہ بہتا ہے  
 جو بارہ سے لکھنؤ میدان کو آتا ہے اور شمال مشرقی حد علاقہ پور کے اسکے حدود سے ملنے میں **گوگالو**  
 سرحد کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو کرناں سے لو دہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال مغرب کرناں  
 کے آباد ہے علاقہ اسکا نہایت ہوار و زرخیز ہے آبادی کے دونوں طرف دو شاہین دریاے مارکنڈا  
 کے اچلتے ہیں جسے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے زراعت یہاں بکثرت ہوتی ہے اور فصلوں میں دھان  
 بہت پائے جاتے ہیں **سیدپور** یہ ایک بڑا قصبہ سرحد کے علاقہ میں فیروز شاہ کے نر کے کنارے پر  
 آباد ہے عمارت اسکی بختہ بازار کشادہ و بارونی ہیں بڑے بڑے سماج کا مالدار یہاں دوکانیں کے  
 میں کھانے پانا اور تجارت دور دور تک ہوتی ہے قلعہ کے اندر دراجہ کے رہنے کے مکان بڑے بلند  
 اور عالی شان ہیں ہنڈ کے عمارت کا یہاں بکثرت میں شہر میں ہر ملک



کے لوگ رہتے ہیں چار دھڑوں تھہر کے پختہ شہر بنا ہوا ہے نہر کے اوپر ہی ایک پختہ پل بنا ہوا ہے جس کے اوپر آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگل و غو محیط ہے جنگل میں درختان پلاس و جند و کیری وغیرہ کو سونے کے ٹکڑے ملے گئے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اودھائی میل کا ہے **جسلیہ** سرسبز کے علاقہ میں یہ ایک موضع مں اوس شرک پر جو پٹیارہ سے کونا کو جاتی ہے پٹنالیس میل کر نال سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہوا ارسدان اور زرخیز زمین ہے زراعت اور پیداوار غلہ کی یہاں بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و غو زمین یہی بہت ہی شرک اسکی کلکتہ کے شاہ شرک سے مغرب کو ہے اور سبب کثرت جنگل کے گاڑی و تو بنجانہ و چمکڑا اوس شرک پر شکل ملتا ہے نال اسکا سمیت شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار دس میل کا ہے کہہ کر انبالہ کے ضلع میں یہ ایک شہر بنی برگہ صد و مقام ہے آبادی اسکی ۲۵ میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہاں ایک تحصیلدار ماتحت صاحب دہلی کشمیر اور انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار آباد ہے غلہ کی تجارت ہوتی ہے کہہ کر **ریال** یہ ایک قصبہ سرسبز کے علاقہ میں اوس شرک پر جو ہانسی سے نو دہائیہ کو آتی ہے چوتھیں میل ہانسی سے شمال مغرب کو طرف کو آباد ہے کہ کہی حصہ میں اس علاقہ پر گٹ جنگل واقع ہے تو یہی زراعت یہاں بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطر خواہ ہو جاوے تو غلہ پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اسکے اٹھانے میں عاجز آجاتے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار دس میل کا ہے کہہ کر یہ قصبہ ایک ٹراو کا مقام اور فرو دگاہ لشکر سرکاری کے اس شرک پر ہے جو ہانسی سے نو دہائیہ کو آتی ہے آبادی اسکی ہانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے فاصلہ سمیت شمال مغرب نو سو چوتھیں میل کا شمار ہوتا ہے **جگا دھری** سرسبز کے علاقہ اور ضلع انبالہ کے ایک ٹرا قصبہ اور باد و نیک شہر اوس شرک پر جو سہارنپور سے لدھیانہ کو آتی ہے چوتھیں میل نو دہائیہ شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گہرا اسکے پختہ و عمارت خوشنما اور ٹرا بازار ہے تجارت بکثرت ہوتی ہے پرگنہ اسکا بھی تمام و کمال سیراب زمین لائق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار ماتحت صاحب کی کشتی آباد و انبالہ کے یہاں رہ کر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا سمیت شمال مغرب کلکتہ سے نو سو تراسی میل کا گننا جاتا ہے ہلیان جگا دھری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہیں قصبہ کے اندر ٹرے بڑے سا ہو کار و دو کار کرتے ہیں اور علاقہ میں اسکے دریاے جمناد شاہ نہر جاری ہے **گرمی** سرسبز کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو لدھیانہ سے کر نال کو جاتی ہے چوتھیں میل کر نال سے شمال مغرب کو آباد ہے کہ کہی اسکی اگرچہ چوٹی ہے مگر خوشنما و لطیف ہے کل و سرسبز کے علاقہ میں یہ ایک

اوس شرک پر جو ہانسی سے لودھیانہ کو آتی ہے چترسپل جنوب کی طرف لودھیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہزار  
لکاشت شدہ زمین میں واقع ہے شرک اس حصہ کی پختہ ہے کہ سب زمینی زمین کے بارش کے موسم میں دلدل جاتی  
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایک ہزار چوبیس میل کا ہے روستہ تلیم پار کے ملک میں ایک بڑا قصبہ شہر تھت  
خلم و قسمت بنالہ ایک میل بائیں کنارے تلج تھوڑے سے فاصلہ برائے مقام سے جہان دریائے تلج ہاٹے نکل  
میدانیں ہوتا ہے آبادی اسکی ایک شاہ گزر ہے جس پر د و رفت ہوتی ہے اوس سے اور کر لوگ پنجاب میں اگلے پڑتے ہیں  
یہاں دریائیں فیٹ گہرا اور پائو گز تک پڑا ہوتا ہے اور پانی صاف ہو سست قطار میں کوہ ہمالہ کے جوار اسکے شمال  
مغرب کو ہیں انکے جنوب کو ایک لمبا میدان ہے جو بہت سیلون تک پہنچتا ہے اور جدا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک لکھی  
میل پر ہے اور شہر میں کچھری تحصیل کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب شی کشتر اسالہ یہاں کام کرتا ہے  
یہ قصبہ معہ اور علاقہ متعلق کے ایک بیس کے باگیر میں تھا کہ ریسب سکے کہ سکھوں کے ہنگامہ میں وہ سکھوں کا دھوکا  
ہو گیا تھا ریاست اسکی ضبط ہو گئی اور نقد پیش اور سکے مقرر ہوئے اسلئے ام میں اس مقام پر ملاقات رجعت سنگہ والی پنجاب  
کے لارڈ ولیم فریٹنگ صاحب گورنر جنرل سے ہو کر آپس میں عہد نامہ جات دوستی کے تحریر ہوئے اور دونوں سرکاروں  
کے فوجوں کی حاضریان ہو کر فوج کو انعام کشیر عطا ہوئی اس قصبہ میں سات ہزار ایک سو دس آدمی سکونت پذیر ہے  
اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی بلند کے سطح سے ایک ہزار ایک سو فیٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے  
شمال مغرب کو ایک ہزار ایک سو بیس میل کا ہے **قصبہ دس** یہ قصبہ دسے قلعہ ہے غزنویہ و شاہ کے آباد ہے  
اس مقام سے وہ ہر جو جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی آتی ہے خاص مغرب کے سمت کو بہ جاتی ہے اس وقت  
نواح میں براعت کم ہوتی ہے گرا بن بن اس علاقہ میں سب باری ہونے ہندوں اور سیراب ہونے وغیرہ  
آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو ساٹھ میل کا ہے **روسی** سر ہند کے  
سر زمین میں یہ ایک قصبہ اس شرک پر جو کر نال سے تھامیر کو آتی ہے آٹھ میل شمال کی طرف کر نال احمد نڈ  
میل جنوب کی طرف تھامیر کے آباد ہے **سلطانی** سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا  
تو اس مقام پر فہام بن سکے اور راجہ پر تھی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزاروں آدمی فوجیں کے طرف ہوا کرتے  
گئے آخر کار فوج ہند کی ہلاک ہوئی اور راجہ پر تھی راج زندہ گرفتار ہو کر مقتول ہوا **کیشور** یہ ایک شہر  
اور پختہ شہر تلیم پار کے علاقہ میں کل عمارات اس قصبہ کے پختہ انیوں کی بنی ہوئی بنیادہ طور سے اوپر ہے  
گردنہ اس کے زمین ہموار و زرخیز ہے زمین بہ اعت بکثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی چیل ہی اسکو  
پاس ہے جس سے زراعتوں کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ میں انیسویں سکا می جاتی ہیں اور زیادہ  
کثرت میں اور دیوان کے دہلیوں سے ہوا خراب مٹی ہے پہلے یہ قصبہ ایک آبادی کی ریاست کا تھی **قصبہ**

میں جسے لاؤد مرگیا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگئی پانچ سو سولہ گانواں ریاست کے متعلق تھے اور آمدنی چار لاکھ چالیس ہزار روپیہ کی تھی فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے

**لاڈوہ** سرحد کے علاقہ میں یہ قبضہ پائیس سل شمال کے طرف شہر کرنال کے آباد ہے شہر کی آبادی بارہ ہفت ہجرت اور بازار کشادہ در تجارت ہے ہندو مسلمان جاٹ اسمین رہتے ہیں اور بالوے سکھ یہی سکونت پذیر ہیں یہ شہر اچھوت سنگ کی ریاست میں تھا مگر آٹھ سو میں قبیلہ سکھوں کی لڑائی میں اس کو سکھوں کا بدو گار ہو کر سرکار انگریزی کے ساتھ مقابلہ کیا ریاست اس کی تمام وکھال ضبط سرکار ہو گئی یہ شہر چندان بڑا شہر نہیں ہے لیکن یہ ایک اچھوتی ریاست گاہ تھی رونق بہت ہی اور راجہ کے رہنے کے جوہان یہاں بچتہ اور بلند خوشنما ہے ہوئے ہیں لینو **کھیتھی** سرحد کے علاقہ میں یہ ایک قبضہ اس شکر رجو کرنال سے نو دہانہ کو آتی ہے بارہ میل کرنال سے شمال کے طرف کو آباد ہے پاس اسکے دریاے چنگا رہی ہے جس کے بانی سے علاقہ اسکا سیراب ہو کر زراعت بڑی جاتی ہے اور غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے قبضہ کے گردے کچی دیوار ہے اور دیوار میں و درج ملنے ہوئے ہیں خلیے اور چکر در و در تک نظر جاتی ہے تالانہ و رکنہ ہیں یہاں بہت میں اور شکر بھی بچتہ اور اچھی ہے یہ علاقہ ایک سکھ سردار کے جاگیر میں ہے اور سالانہ آمدنی اس کی چار ہزار روپیہ جاگیر دار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے سمت شمال مغرب نو سو پچتر میل کا ہے **مونگ** سمت اربانہ میں یہ ایک قبضہ اس شکر رجو دیو فیروز پور کو آتی ہے دہلی سے شمال مغرب کو اکیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریاے گنگا جاتی ہے جسکو بانی سے سرزمین سکی سیراب ہوتی ہے علاوہ اربانہ کے ضلع میں یہ قبضہ اس شکر رجو چٹار سے نو دہانہ کو آتی ہے سہارنپور سے سمت شمال مغرب کنا لیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قبضہ کے گردو شہر ناہ بچتہ اور ایک بھٹی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بھی بچتہ اور بازار پرست عمارت کا فاصلہ

اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرنال کے راستہ ایک ہزار میل کا ہے قبضہ کے شرق کے طرف دیو مار کٹا ہوتا ہے **ملی** پور اربانہ کے سمت میں یہ قبضہ اس شکر رجو سرحد سے تہا نیہ کو جاتی ہے اور تیس میل سرحد سے مغرب کے طرف کو آباد ہے اس مقام پر ایک چوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے سر زمین اس کی ہوا در زرخیز و زراعت غلہ ہے قبضہ کی عمارت بچتہ و خام ملی ہوتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب سمت کو کھنڈا چتریں میل کا ہے **منی مرز** **عہ المشہور منی** ماحرا اربانہ کی کشتری میں یہ قبضہ اس شکر رجو اربانہ سے ہو کر و پور کو جاتی ہے اربانہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اس کی کو چارہ کے جنوبی مینا و مین واقع ہے علاقہ اسکا نہایت زرخیز و سیراب ہے جس میں ہزاروں من غلہ پیدا ہوتا ہے

پیداوار نیل کی بہان استعد ہوتی ہے جسکی تجارت خراسان کے ملک تک پہنچتی ہے اگرچہ سرزمین اسکی بہان  
 ہے مگر بسیرانی کے زراعت کے حق میں اکثر ہے چانول بہان اول قسم کے پیدا ہوتے ہیں اور ایک ہی  
 اسکے نیچے جاری ہے اور سکے ریگ سے سونا نکلتا ہے اور دریائے گنگا اسکے تمام علاقہ میں بہتا ہے یہ قصبہ راج  
 گوجن سنگ جاگیر دار کے جاگیر میں سرکار انگریزی کے طرف سے واکدار ہے جبکہ جانشین فرزند اوسکا کنویرنگ  
 ہے اس قصبہ کے ساتھ افسرہ موضع اور تعلق ہیں اور کل سطح اس جاگیر کا اسی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار  
 چار سو میں آدمی کی اور آمدنی سنالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکڑ اربنٹا لیس  
 میل کا شمار ہوتا ہے **منسا دہلوی** انبالہ کی کشتی میں یہ قصبہ جنوبی بنیاد کو ہمالہ و علاقہ بخوردو  
 میں آباد ہے بلندی اسکی سمدھ کے سطح سے ایکڑ و دو سو ترستہ فیٹ کی ہے یہاں بڑا مندر دیوی کا بنایا  
 ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہیں اور ہر ایک برس یہاں بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **نارائین گڑھ**  
 یہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس شرک پر جو ڈیرہ سے ساڑھے  
 کے راستہ سے باقی ہے واقع ہے متصل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کھدے  
 ہوئی ہے قصبہ میں تختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے تحصیل کی کھری بہان ہوتی ہے  
 روز بروز ترقی ہے مثلثی پائش کے وقت ہی بہان محکمہ مثلثی کا مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمدھ کے سطح سے  
 دو ہزار ایک سو چون فیٹ کی ہے ترابن گڑھ میں آٹھ بڑی کشتی ہوتے ہیں اور گیہوں جانا چانول  
 خشک کپاس نیل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنسین پیدا ہوتے ہیں **نامچھ** بسبب تسلیم کے علاقہ میں  
 یہ شہر بھی ایک مشہور شہر اور ریاستگاہ ہو کا خاندان کے رئیسوں کا ہے جبکہ اذکر سابق میں اونسکے  
 مفصل حال کے ریاستوں کے ذکر میں درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے فصیل سختہ اور عمارت شہر کی  
 بھی سختہ اور بڑا بازار ہے جہیں بے پورے بالدار سا ہو کار و تجارت ناہار دوکانیں کرتے ہیں قلعہ بھی  
 یہاں سختہ عمارت کا خشتا بنا ہے جسکے اندر راجہ کے رہنے کی محل غالبان قبول صورت تعمیر ہوئی ہوئی ہیں  
 سردار میر سنگ صورت سنگ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکھی بعد ازاں اور رئیسوں کے  
 وقت یہ زیادہ تر آباد ہوا ملک گا اور یہ شہر اور شہر بنالہ ایک ہی سندہ و سال میں آباد ہوا تھا فاصلہ  
 اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکڑ اربنٹس میل کے **نونی والہ** انبالہ کے ضلع میں یہ قصبہ  
 اوس شرک پر جو کر نل سے بیالہ کو جاتی ہے بیالہ شمال مغرب کے طرف کو پچاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے  
 عمارت قصبہ کی خراب و رد صورت ہے گرنہیں اسکے علاقہ کے سیرٹ زرخیز و قابل زراعت ہوتا ہے  
 کہ اور علاقہ جگہوں سے محیط ہے شرک ہی اس حصہ کی لائق جاننے کا ڈی اور تو سچانہ کے نہیں ہے چاسی

سرزمند کے علاقہ میں یہ قصبہ اُس شرک پر جو کرناں سے لود میانہ کو آتی ہے کرناں سے شمال مغرب کی سمت  
 بہتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک دسٹھ کے اوپر واقع ہے جگہ اور چڑھ کر دور دور تک  
 نظر جاتی ہے زمینیں یہاں اکثر سیراب ہیں اور زراعت ہی ملکی ہوتی ہے اور پیدائش غلہ کی بھی کم ہوتی ہے  
 پورے سرزمند کے علاقے ابنالے کے گشتی میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ اُس شرک پر جو تہانہ میں سے گزرتا کو  
 آتی ہے تہانہ میں سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے اور ندی  
 کے کنارے پر پختہ زمینیں ہوئے ہیں آبادی اسکی ایک دسٹھ کے پچھلے پر ہے جو حال کی آبادی سے پہلے آباد  
 کا قصبہ ہے عمارت اس قصبہ کی تختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بار و فن زمین متعلق اسکے سیراب زرخیز  
 ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جس کھد ندی کا بانی نہیں پہنچا کنوؤں کے ذریعہ سے عمارت  
 کو بانی دیا جاتا ہے **پہول** دریا سے تلج کے بائیں کنارے بفاصلہ اڑتالیں میل اوس شرک پر جو ندی  
 سے فیرو پور آتی ہے یہ قصبہ آباد ہے یہ آبادی پہلے ہل مہسی پہول جاٹ زمیندار نے آباد کی تھی کبھی  
 اولاد میں سے ہمارا جٹیاں ہندو ناہم وغیرہ اب تک اپنے اپنے یا خون پر قائل ہیں اور یہ قصبہ ہی  
 ہمارا جٹیاں کے ریاست کے متعلق ہے پنجو شمال شرقی حد علاقہ سرزمند میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ تھیاں کی ریاست  
 کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے مقام پر دریا سے گنگا بہاڑ سے ٹکرا کر مہا نہیں بہتا ہے اور دو ندیاں ہمارے سے آکر  
 اوسکے شامل ہوتے ہیں یہ قصبہ ایک تیس کی ریاست کا گاہ ہے پنجو کرناں میں کہلاتا ہے اس علاقہ میں ایک  
 عجیب باغ قدیمی عمارت میں سے ہے جسکے چھ حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنی ہوئے ایک قدرتی چیلوڑ  
 زمین پر چلے گئے ہیں یعنی پہلا حصہ سے اوجھا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی بن القیاس  
 زمین سائیکہ لکڑ زمین ہے اور درختان نارنگی و انار و میٹ آبن وغیرہ کثرت میں ہیں پہلے اس مقام پر ایک قلعہ تختہ  
 بنا ہوا تھا جسکو دولت رائے سندھ مرہٹہ کے ملازم سہمی نورکن صاحب فرانسس نے بمصلحت ٹکڑا کر لیا تھا  
 اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت تھوڑی ہے مگر اگلی عمارتوں و بادلیوں و پرستشگاہوں سے پایا  
 جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک شہر آباد و بار و فن ہوگا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو کرناں اور ابنالے  
 کے راستی ایک ہزار تیرہ میل کا ہے **پٹیاں** یہ ایک یا سنگاھ اور تختہ عمارت کا شہر ماسخت انتظامت میں  
 ابنالے کے واقع ہے پاس اسکے کوستانڈی جاری ہے جسکو تھیاں کا دریا بھی کہتے ہیں اس مقام پر یہ ندی بہت  
 گہری بہتی ہے بلکہ ٹھیاں کے وقت بانی اوسکا شہر کے دو اڑتالیں آجاتا ہے یہ شہر پہلے ہل جہ الا سنگھ نے  
 بنوایا اور پٹے آلا نام رکھا جو اب تھیاں شہر ہے قلعہ یہاں کا بھی اوسی آلا سنگھ کی تعمیر ہے خمین اب ہمارا  
 تھیاں رہتے ہمارے قلعہ میں ٹرے مکانات عالیشان و دیوان گاہ بنے ہوئے ہیں شہر کے گرد بھی شہر



پختہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارات ایسے ایسے خوشنما بنے ہوئے ہیں کہ انسان دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے  
 بازار یہاں کی فراخ و خوش وضع ہے جس میں ہزاروں دہائی کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے ماہر  
 مالدار و کسانین کرتے ہیں شہر میں ہر ایک قسم کے ہندو مسلمان قوم رہتے ہیں خصوصاً سکھوں کی بہت کثرت ہے  
 چونکہ ریاست یہاں کی تسلیم یار کے ریاستوں سے بڑی ہے اس واسطے ذکر اسکا پہلے ریاستوں کے ذکر میں تحریر  
 ہو چکا ہے فاصلہ شمال کا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار تین سو میل کا ہے **راج پور** کے علاقہ میں  
 یہ گاؤں اس شہر کو جو ہانسی سے کو دھانڈا کو اتنی ہے ہانسی سے شمال کو چوبیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس  
 ایک ٹی گہرندی کے ایک شاخ ہوتی ہے جس کے کنارے پر یہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور  
 کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے قریب میں یہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریا سے سترہ  
 کے آباد ہے سردی کے موسم میں یہ دریا بمقام پر خشک ہوتا ہے اور گرمیوں میں سخت نیر و ہوا لگتا ہے  
 بمقام پر برافرو مکانات کے کھنڈرات بہت ہیں جسے پایا جاتا ہے کہ کسی ماہ میں یہ بڑا آباد شہر ہو گا ابھی  
 آبادی اسکی پختہ و بار و نئی ہے سرزمین اسکی سیراب و زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ میں دس ہزار  
 آٹھ سو باون آدمی بستے ہیں اسکا بازار ابھی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب  
 کلکتہ سے ایک ہزار دو میل کا ہے اور سرد اور گرم سگ و سردار کشن سنگ شاہ آباد یہ جاگیر واد یہاں  
**شاہ پور** سرہند کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اس شہر کو جو سہارن پور سے پانچ سو کو جااتی ہے سہارن پور  
 ایک سو میل شمال مغرب کو آباد ہے مشائی پائیش کے وقت یہاں ہی ایک محکمہ مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سرہند  
 کے سطح سے ایک ہزار دو سو اٹھائیس فٹ ہے **سہارن پور** سرہند کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اس  
 شہر کو جو پوریا سے ناہن کو جااتی ہے واقع ہے دہنے طرف اس کے دریا سے مار کٹا جاتا ہے جو جنوبی بنیاد  
 کو ہمالہ میں جا رہی ہے بمقام پر دریا سے مار کٹا دریا سے نکلے میدان میں آتا ہے اس قصبہ کے پاس نزار حضرت  
 شاہ فیض سید گیلانی کا ہے اور ہر سال ۱۰ جمادی الثانی کو دریا بڑا سیلا اور ہجوم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہر  
 پختہ معہ برجوں اور دیواروں کے بنا ہوا ہے شہر کے گہروں کی عمارت بھی کئی اور خوشنما ہے بازار میں تجارت  
 بکثرت ہوتی ہے اور بڑے بڑے دوکاندار و کسانین کرتے ہیں سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور سرد و  
 غلہ کی بکثرت ہوتی ہے کچھ حصہ اسکا مانتھ مرکار انگریزی اور کچھ حصہ ایک کچھ سردار کے ماتحت ہے قلعہ  
 اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایک ہزار ستائیس میل کا ہے شہر سرہند یہ شہر شمال کی ریاست میں شمار  
 کیے جاتے ہیں شمال کو اور انبالہ سے ستائیس میل اور سرحد کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت کم ہوئی  
 ہے مگر شاہان اسلام کے وقت یہ شہر ہانسی گرامی تھوڑا اور علاقہ اسکا علمی و مقرر ہو کر ایک مانتھ

سلطنت دہلی کے یہاں حکومت کرتا تھا بڑے علما و صلحا و شایخ و امرا اس شہر میں رہتے تھے جتنے تدارک  
 سے کہ میں بہری ہوئی ہیں پنجاب کے ملک کے حد سرحد کی حد تک شمار ہوتی تھی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت  
 گورو گو بند سنگ سکھوں کے دسویں گورو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب حضور سرحد  
 اور سکے سزا دی کے واسطے مامور ہوا اور وہ ایک قلعہ میں محصور ہوا عین محاصرہ کے وقت گوبند سنگ کے  
 دو فرزند اور اسکی والدہ قلعہ سے بھاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتھ گرفتار ہو کر سرحد میں حاضر لائے گئے  
 حضور نے انکو گردن مارا اس سب سے سکھ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہو گئے جب چغتائی سلطنت ضعیف  
 ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر پنجاب ہو کر سرحد تک سلطنت اپنی قائم کر لی اور سکھوں کا نہایت  
 زور شور ہوا تو سکھوں نے کئی مرتبہ اس شہر پرورش کی اور لوٹا اسو اسے احمد شاہ نے کابل سے اگر سی  
 مقام پر سکھوں کے ساتھ سخت لڑائی کی جس میں قیس خیرا سکھ مارا گیا بہر حال احمد شاہ جلا گیا تو سکھوں نے پھر  
 اجتماع کر کر سیر کر دی آلا سنگ والی بنیالہ کے اس شہر کو لوٹ کر اوجاڑ دیا اوس لڑائی میں زمین خان صوبہ  
 سرحد کا مارا گیا اوس در سے بہر شہر بنیالہ کی ریاست میں آ گیا اور اب تک بدستور ہے پڑانے کشد رات  
 اس شہر سے دور در تک نظر آتے ہیں اور مظاہر و مساجد بھی بکثرت ہیں گور سکھوں نے گرا دی اب بھی  
 سند حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا مہر آسکے صاحبزادوں کے وہاں موجود ہے اور سکھوں  
 کے اس شہر کے ساتھ یہاں تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکھ اب بھی سرحد کے پاس سے ہو کر گذر رہا ہے تو بڑے  
 وہاں کے کشد رات سے اوتھا کر دریا میں ڈال دیتا ہے گورو گو بند سنگ کے دونوں فرزندوں کے ڈیرہ یہاں ہے بڑے  
 میں جہاں سکھ جا کر چین سائی کرتے ہیں اور سرکار انگریزی نے سرحد کے کشد رات سے بنیالہ اپنے  
 زمین بنیالہ کے ریل کے پڑاؤ کے تھم کے واسطے جو مقام انبالہ وغیرہ ہے ہوئے ہیں لیکر صرف کی ہے لیکن وہ  
 انیت ہو زخم تہین ہوئی اس شہر کے گرد نواح میں آجیوں کے باغات بکثرت ہیں اور ایک تہہ پہاڑ  
 نہایت محکم و لاثانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب ہے مورت پڑی ہے مگر آسین اب بھی پرانے  
 درخت بہت ہیں اس باغ کے متصل ایک سی پتی ہے اور اس پر تختہ بل شاہیہاں کے وقت کا بنا ہوا ہے +  
**علاقہ سرحد** یہ ایک فراخ علاقہ ہندوستان کے علاقوں میں ہے جس میں بادشاہوں کے وقت  
 صوبہ سرحد کا حکومت کرتا تھا اسکے شمال کو حد و پنجاب شرق میں کوہ سر مور و پہاڑی ریاستیں و انگریزی  
 سہارنپور و پانی پت و درہنک جنوب میں علاقہ دہلی ہریانہ غرب میں ریاست بہاولپور ہے طول اسکا دو سو  
 میل شرق سے غرب کو اور عرض اکیسواٹھ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اسکا سترہ ہزار میل مربع ہے  
 سدا زہوا بہت میں ہواے شمالی حد اسکی کے کہ وہ دامن کوہ میں بائیں کنارے تسلیم سے جہاں کے دہلی

کن رے تک پھیل چلا ہوا علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار پانچ سو یا دو ہزار پانچ سو  
 فٹ بلند ہے اور جو پہاڑی درے اس طرف کو جاری ہیں وہ دو ہزار تین سو اوچتائیں یا دو ہزار نو سو  
 پچیس فٹ بلند ہیں جن میں باقی علاقہ سرسبز کا شرق سے غرب کو ڈھلوان ہے اور جنگل اور ریتان بھی  
 بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً بہاولپور کی ریاست اور حد و ملک بٹھیانہ کے قریب تو سوای ریگستان  
 کے صاف زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہیں کہ سرکار نے اس ریت سے سرسبز کی بنیادیں کرائی  
 ہیں کہ ایک ٹبر ہی ہر جہاں سے کہو در تکمیل میں ڈالی جاوے اور دو دو دریاؤں کا راستہ بدرجہہ کشتیوں کے  
 جاری ہو جاوے دریاے جہنا اس علاقہ میں قریب ترسیل کے ہوتا ہے اور دریاے تلج بھی بہاڑوں سے  
 نکل کر تہا ہے وہ قریب تیس میل کے شمال مغربی حد اس علاقہ کے بناتا ہوا چلا آتا ہے اور جو ملک در میان  
 جہنا اور تہلک کے واقع ہے آدھیں اور بارہ ندیوں سے ہیں چند ندیاں تو انہیں نامی گرامی ہیں ایک  
 سرستی دوسری مارکٹ افسری الہر جو تہی کو مسافعی ندی ٹیلا پانچون خان پور کی ندی جہان پور  
 طیفانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہو جاتے ہیں اور تہا نیر سے لیکر کناہرے تک تمام ملک پر آب ہو جاتا ہے  
 اس سیرابی سے جانو لون کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سو اے ربیع کے فصل کے  
 لئے تو سیرابی اسکی نہایت ہی فائدہ بخش ہوتی ہے ان ندیوں کے سوائے خصوصاً ہی نہیں ہی مثل خیر و  
 وغیرہ اسمیں جاری ہیں جسے زندہ اور فصل سمیع کے فصل کے سیرابی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور کی جا  
 اور جہاں پانی بہنیں ہو چتا وہاں کنوؤں کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ میں بڑے  
 بڑے شہر و قصبہ آباد ہیں اور جو ٹی ٹبری ریاستیں ہیں بکثرت ہیں ٹبری ریاست و زمین مہاراجہ بٹھیاں اور  
 وناہر کی ہے اور مسلمان ٹیوں میں نواب الہ کوٹہ کا ٹبر ارمش شمار ہوتا ہے **سلطان خان**  
 سرسبز کے علاقہ میں یہ قصبہ اوس شکر پر جو قیر و زور سے شکر کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف قیر و زور  
 کے ہے گرد و ملک اسکا ہوا ز و زمین عمدہ لائق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کاشت  
 زمین کی بہنیں ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے یہ قصبہ ایک سکھ سردار کے جاگیر میں ماتحت سرکار  
 انگریزی کے ہے شکر اس حصہ کی بہت اچھی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ ہے ایک ہزار ستاون میل  
 کا ہے **شکر و** ٹبر انبالہ کی قیمت میں یہ ایک قصبہ اوس شکر پر جو ہانسی سے لو دھیانہ کو آتی ہے  
 لو دھیانہ سے اکیاون میل جنوب کے طرف ایک ہوا رستہ ان ڈاڈا کاشت شدہ زمین میں آباد ہے **شکر و**  
 انبالہ کی شہری میں یہ قصبہ اوس شکر پر جو کمال سے ٹیلا کو آتی ہے کمال سے شمال مغرب ام دھان  
 میل کے فاصلہ پر آتا ہے اسکے متصل ایک ہی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سر اس میں ہے مگر

یہاں کم ہوتی ہے اور علاقہ اسکا جنگلوں سے محیط ہے **شہر** سندھ کے علاقہ میں بہرہ پور اس  
 شہر کے راجہ دہانہ سے کرناٹ کو جاتی ہے کرناٹ سے تھیں میل شمال کو اور لاہور سے اکیس نوے میل جنوب  
 مشرق کے گوشہ میں بہرہ پور کے بائیں کنارے پر ایک ہوا میداں اور زر خیر علاقہ میں آباد ہے  
 آبادی شہر کی ایک دہائی کے اوپر جو قدیمی عمارت کے بار بار مسمار و منہدم ہونے سے اونچا ہوتا  
 چلا گیا ہے واقعہ ہے بہرہ پور بہت پرانا ہے اور شہر کے اندر غریب لوگوں کے چھوٹے گھر اور آسودہ لوگوں  
 سنجہ عمارت عالی شان نقش و مصفا سے منہمک ہیں بازار میں ٹریبی مالدار دوکاندار تجارت داروں کوں کرتے  
 ہیں اور مہاجر مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہیں ہندوؤں کے مندر کثرت اور دیوتاؤں کے سورتیں شہر  
 شہر کے چاروں طرف شہر بڑا ہنخہ مگر کہنے دہاں شدہ ہے شہر کے گرد سے باغات آبنوں کے کثرت اور پل  
 علاقہ سرسبز و شاداب مسلمان بادشاہوں سے پہلے پہل سلطان محمود غزنوی نے ع میں تسلیم بابہو کر یہاں  
 اگرچہ راجہ انگلیال راجہ لاہور نے اس پر ہنگامہ کے پانے کے لئے اس کی خدمت میں بہت منت کی اور کہا  
 کہ گندہ سال ہال آمدنی کل اس علاقہ کی آپ کی خدمت میں محمد علی بابا کر گئی اور اس مہم کا بھی کچھ خرچ  
 پیش کر دیا ہے اور بہت سے جواہرات گرانہا بھی بند کہا جاتی ہے اور اس شہر کے سلامت رہنے میں ہندو  
 بھی مدت انرا احسان ہندو ہنگامہ کر سلطان محمود نے اس کے سر و صفا پر کچھ جال نکیا اور شہر کو اگر کربا مال  
 کیا بعد دن کو گرا یا شہر کو جلا یا شہر والوں کو لوٹ کر گڑے کا محتاج کر دیا اور ہتیا سونا چاندی موتی ہوگا  
 الناس نعل کر ڈرون دیہکا اور دو لاکھ قیدی ہندو یہاں سے لیکر غزنین کو چل دیا اس وقت فی انہما  
 ایک لاکھ گرا ہتیا سوناس متعال وزن میں تھا جسکی قینچے چمکنہ کرنے میں صرافان روئے زمین عاجز و  
 عاجز تھے پڑتار ہندوؤں کا جو یہاں کے شہر سے چھان بین رکھا تھا اور تمام شہر کے راجے دور دور سے  
 اس کے پرستش کو آتے تھے وہ بھی سلطان یہاں سے اور ہنگامہ غزنین کے کیا اور پڑتار کے سر کے دروازہ  
 آگے ڈال دیا اور وقت محمود کے فوج کی ایک ایک سپاہی کے خیمہ میں سوائے زر نقد و جواہرات ہندو  
 کینز کے غلام اور کچھ نظر نہیں آتا تھا غزنین جا کر ہنگامہ اس رزانی سے فروخت ہوئے کہ دو آنہ چار آنہ  
 کی قیمت پر اچھی خوبصورت کینز و غلام ہر ایک شخص کو دستیاب ہو سکتا تھا ایسے حد سے کہ بعد بہرہ  
 شہر غزنوی سلطنت کے صنف کے وقت سب آجوں نے اتفاق سے گر آ یا کیا ہندو نو لے دوبارہ  
 ہنگامہ کر دن کو وہاں استہان کیا مگر کئی مرتبہ بہرہ پور سلطان شہاب الدین غوری وغیرہ شامان اسلام نے  
 پڑتار کوٹا و تاراج کیا غرض ایسے ایسے قصومات مسماری و غارتی و تاراجی کے اس شہر کے ہندو  
 استہان آچکے ہیں زمانہ حال میں آبادی اس شہر کی روز بروز ترقی پر ہے اور بارہ ہزار اکیسویں آدمی

اس میں ہتے ہیں فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اٹھاسی میل کا ہے انگریزوں کی عملداری سے پہلے یہ شہر  
سمیما ہنگانگہ و بہاگ سنگہ رعینوں کی ریاست میں تھا مگر وہ لادوہ مرگئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی  
کے قبضہ میں آ گیا اب ان کے وارثوں سے فتنہ نگہ ولد صاحب نگہ کنیز کا زادہ ہنگانگہ کو صرف پانچ ہزار روپیہ  
کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۹ گاؤں تھانئیر کے شامل تھے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چھتیس میل  
مربع تھا اور آبادی ریاست کی اور پنجاس لاکھ چھ ہزار سات سو اڑتالیس تھی اور چتر نزار و دیگر ریاست کی  
آمدنی رعینوں کو ملتی تھی ۱۸۳۳ء میں یہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازاں یہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چتر نزار  
ایک خاص تھانئیر دوسری تحصیل لاڈوہ تیسری کپتھل چوتھی تحصیل گولڈا ضلع کے متعلق ہوئیں مگر مفدہ  
دہلی کے کچھ مدت بعد یہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعوں کے متعلق ہو گیا مفدہ کے وقت کپتان کنسل جہاں  
اس ضلع کے حاکم تھے اور صرف ایک کمپنی بنیادگان پٹن ہندوستانی لبریا پنچ کی بیان مامور تھی جہاں  
شک گذر اتواؤ نے ہتھار لئے گئے اور فوج مہاراجہ مٹا لہ کی طلب کر کر ضلع کے نظام میں مضبوط  
تمام مصروف ہوئے کوٹن صاحب ہٹ کشتہ کو شاہ آباد کو مامور کا لغٹین مارن صاحب بوقم بوقم کے غلط  
دیہات علاقہ کپتھل دیایاں ریاؤں اور جہا کے گھاٹوں کی حفاظت کو گئے اور جب جہا کی خبر ہوئی کہ دیہات  
کے مفدہ تھانئیر کو آتے ہیں تو صاحب ضلع نے ہٹام کے کاغذ دن کو خود تلف کر دیا اور خزانہ انارکے قلعہ  
میں بھیجا جہاں جلیانہ منصوبہ کیا جاگیر داروں کو مع انہی فوج کے شہر میں بلایا اور جب خبر ہوئی کہ دن گڈہ  
کے زمیندار چاہتے ہیں کہ تھانئیر کے جلیانہ پر حملہ کر کے اپنے قیدی چھوڑا کر لیا وین صاحب ضلع نے وہ  
انارکے ضلع میں پوشیدہ بھیج دیے اس وقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پر داری پر مستعد تھی اس واسطے کہ  
لدیہانہ و فیروز پور کے مفدہ رعایا کہ نرا یا بی سے سخت ناراض ہو رہے تھے اسلئے چند دیہات فرسٹ  
دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے اس وقت ان کی نرا دی کی طرف متوجہ ہو کر موضع ہند کو حلا ویا جس پر  
سخت نگرانی و قوم میں آئی تھی اور ۲۹ جون کی تاریخ کو باون آدمی ہند و غارت گراہت پھانسی  
پر چڑھائے گئے اور باقی ماندہ سے سخت جرمانہ لیا اس نظام سے رعایا مطیع ہو گئی اور معاملہ داجی او کیا  
اس شہر اور شہر کے گرد و نواح کو ہندو لوگ بہت قبریں اور پاک سمیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گورنام ایک راجہ  
کیروں کے خاندان کا بزرگ تھا اسنے سیمقام برہم کے آٹھائیس کوس مربع زمین یعنی بارہ بارہ کوس  
شہر کے چاروں طرف کی زمین میں اپنے ماتر سے قبضہ لائی کر کے صاف کیا اور پھر ایک کچھ زمین کہ برہما کی  
مشرورہ کی کئی سال کے بعد برہما نے خوش ہو کر اوسکو ورثہ دیا اور ارشاد کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اسنے چاہا  
کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اس آٹھائیس کوس کی زمین کے اندر رہے اور وہ ملک کو پرانی موباد



ہر ہائے فرمایا کہ ان جو شخص اس جگہ لڑائی میں مارا جائیگا یا عبادت میں مصروف ہوگا تو اسکی مکت ہو جائیگی اور  
 سے استقام کا نام کو چتر یا کو کہتے مقرر ہوا اور کیر دا اور بانڈ دان کو بھی جب اسکے پٹنے کا اتفاق  
 ہوا تو انہوں نے ہی اپنے بزرگ کے حکم کے بموجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو سند کیا اور فقیر  
 اسکے سخت معرکہ آریاں ہوئیں جنکی لڑائی اب تک ضربا بلبل ہے اب بھی اس اثر تالیس گوس کے حاطہ  
 کے اندر جا بجا مندر و تیرتوں کے استہان بنو ہوئے ہیں بڑا تیرتہ شہر میں ایک تالاب ہے جس میں ایک  
 شوالہ رہا ہوا ہے اور شب مہادیو کی پرستش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اس کے کناروں پر  
 مندر تھے ہوئے ہیں اور شہر کے باہر بڑے فاصلے پر ایک بڑی چیل ایک میل لبنان در آدھ میل جوڑان میں  
 ہے اور اوسط میں ایک بزرگہ دو سو پتیس گز چڑا ہے اوسپر آمد و رفت کیواسطہ دو پل بنے ہوئے ہیں جنکا  
 طول دو سو پتیس گز سے زیادہ نہیں ہے جب چیل طیفانی میں آتی ہے تو پلوں کے اوپر تک پانی بہ جاتا ہے  
 قیسر ایل یہاں اور نگ زیب لکھنیر نے بنوایا تھا جو اب بھار ہو گیا ہے اوس جزیرہ کے اوپر کوئی مندر بنا  
 نہیں ہے صرف چاروں طرف پیریاں بنی ہوئی ہیں جن پر بیٹھ کر مندر دہلتے اور پرستش کرتے ہیں اسی  
 چیل کا نام کو چتر کی چیل ہے چھادیو اور لچھی ناراین کے مندر بڑے عالیشان بنے ہیں پلوں کے نیچے چھ  
 اور اکثر مقامات پر گھاٹ بھی بنے ہیں یہاں کے اشلین کا مندر فن کی کتابوں میں بڑا مہتمم لکھا ہے اور  
 سورج گرہن کے روز یہاں ہزار ہا مندر و جمع ہوتے اور غسل کرتے ہیں اور کناروں پر اس چیل کے مندر  
 لگے ہیں جنکے دیکھنے سے عجب بھار معلوم ہوتی ہے سلمانی بادشاہت کے وقت یہی یہاں بڑے بڑے علما و  
 و مشائخ ہو گزرے ہیں جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے قعر ہوئے ہوئے موجود ہیں بڑا نامی قمر  
 یہاں شیخ حلی کا بلندا و رشت پہلو بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک چیل پر ایک بیچ اور سنگ مرمر کا بارہ دریا  
 ہیں بیچ میں اسکے بڑا بیچ یعنی گنبد مقبرہ خوشنما ہے یہ حضرت بڑے عالم و دانشور تھے تمام عمر میں انہوں نے  
 تالیس چیلے کاٹے تھے اسلئے انکا نام شیخ حلی مقرر ہو گیا دوسرا مقبرہ شیخ حلال الدین تھلیر شیخی  
 کا نامی گرامی روضہ ہے یہ حضرت ہی حامدان صابریہ حبشیہ کے بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں شہر لو دھان  
 یہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ میں بفاصلہ اکیس میل دیاے شہر کے ایک شاخ پر آباد ہے جو گند  
 اسکو ۱۹۹۹ء ہجری میں سلطان سکندر بن ہللول لدی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور قلعہ  
 ابراہیم لدی نے بنوایا اسکا نام لو دھانہ مشہور ہو گیا پہلے یہ شہر ایک چوٹا سا قلعہ تھا اور زمینیں نہانکا  
 بھاگ ننگہ لبت سنگہ کا بیٹا تھا اس کے مرنے کے بعد یہاں سنگہ منیا سنگہ قابض اس بایست کے ہوئے جو  
 لاہور کے قلعہ کو رابست سرکار اگر نیری کے قبضہ میں آگئی اسوقت صاحب پولیکل جنٹ اسکی آبادی کے طرف

متوجہ ہوئے اور نیز بساں کے کچھافنی انگریزی فوج کی شہر سے ملتی ہوئی متفرق ہوئی دن بدن اسکی آبادی  
میں ترقی ہوتی چلی گئی شہر کی شمال کی طرف قدیمی ستلم کے نالہ پر ایک قلعہ انگریزوں نے بنایا اور اسمیں کئی  
رکھیا یہ قلعہ شہر کے بائیں بنا گیا تھا مگر کچھ مضبوط نہیں ہے یہ شاخ ستلج کی روٹر کے مقام پر ستلم کے اندر سے  
کلکڑ قریب پچاس میل کے مغرب کے سمت کو چلکر ہر دہائی پورہ کے مقام پر بندرہ میل خچے قلعہ کے دریا ستلج  
میں جا گرتی ہے بڑا حصہ اس ندی کا وہ ہے جہاں دریائے ستلم جاری تھا اور اب دریائے ستلم بفاصلہ چار  
پانچ میل کے اس نالہ سے چلتا ہے اس شہر کے گرد میں شہر نیاہ و دیوار نہیں ہے اور کھلی ہوئی بستی میں بندو  
پرست ہیں مگر قوم ہندو کم اور مسلمان بکثرت اور مسلمان میں کشمیری زیادہ اور پنجابی کم گلیان سکانات و بازار اسکے چتہ  
اور کشادہ خوبصورت خوشنما بازار و زمین ٹوبے ٹوبے صراف تجارت مالدار و دوکانیں کرتے ہیں جنگلی  
کوٹھیاں اور لین دین کلکتہ دلی ولاہور و امرتسر و پٹا و رولتان و کابل تک جاری ہے ہندوستان کا  
کل مال تجارت کا اول یہاں اگر گھٹا ہے بعد ازاں پنجاب کو روانہ ہوتا ہے سیکڑ و کشمیری شالبات یہاں  
شالباتی کرتے ہیں جنگلی تجارت ساہوکاروں کی معرفت دور دور تک ہوتی ہے مگر اعلیٰ قسم کا بیشیہ نہیں  
ہوتا اور قیمت بھی کشمیر کے بیشیہ سے بہت کم پاتا ہے سوائے اسکی اور سیکڑ وں قسم کے کارخانے یہاں  
جاری ہیں اور ہر ایک قسم و کسب حرفہ کا آدمی یہاں مل سکتا ہے آبادی اس شہر کی سینتالیس ہزار کم  
ایکایون سوائے مردم شماری مقام جیاوتی کے ہے جس میں سرکاری فوج رہتی ہے لکھنؤ میں یہاں  
ایک لکھنؤ ایسی آئی تھی جسکا ذکر آجک لوگوں کی زبانوں پر ہے اس آندھی میں صدنا آدمی مر گئے اور چھاؤنی  
کو بارگین کشمیر شہر ان بادشاہ درانی کی سال تک بعد مغزولی سلطنت کابل کے بحالت نابینائی یہاں رہا اور  
گذاورہ معقول سرکار انگریزی سے باتا رہا اسی طرح شاہ شجاع الملک شاہ کابل بھی مغزول ہو کر شہر میں  
یہاں آیا اور رہتا رہا اب بھی اولاد اسکی یہاں رہتی ہے سرکار سے پیش باقی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے  
شمال مغرب کی طرف ایک ہزار ایک سو دو میل کا ہے ضلع لو دھیا نہ یہ ضلع مانتھ کشمیری انبالہ کے  
یکے علاقہ کے شمال میں حدود دو اربت جالندہ راورد و دودھ و کے درمیان دریائے ستلم جاری ہے شہر  
میں ضلع انبالہ جنوب میں حدود ملک یاست ٹپالہ وغیرہ علاقہ مائے ریاست سکھی غرب میں ضلع فیروز  
ہے چنے اس علاقہ میں سرکار نے علاقہ کچھ نہ تھا صرف صاحب پولنگھل اجٹ رزڈیٹ دہلی کے مات  
یہاں رہتا تھا اور یہ کل ملک سیون کے تحت میں تھا بعد ازاں جیسے رزڈیٹ لالہ رستے گئے اوکلی ریاست  
کا علاقہ ضلع ہو کر لو دھیا نہ کے شامل ہو گیا تھا مگر جب انگریزوں نے لاہور کو فتح کیا تو ستلم پارکا  
کل ملک جو شامل سلطنت لاہور کے تھا ضبط ہو کر لو دھیا نہ کے شامل ہو گیا تھا مگر کل ضلع لو دھیا نہ

کے ضلع کاسات سوچیس میل تھا اور آبادی ایک لاکھ اکیس ہزار آدمی کی سوائے عورات اور بچوں کے تھی اب بڑھتے بڑھتے یہ ضلع بیان تک بڑھ گیا کہ شہر کے رپوٹ مجموعی میں آبادی اسکی پانچ لاکھ پچیس ہزار چار سو اٹھانوین دہائی ہوئی اور شہر کے مردم شماری میں چار سو اونتیس آدمی فی میل اسکی آبادی کے نقشہ میں دہائی ہوئی دہلی کے مفدہ کے وقت لودھیانہ کے ضلع کے حاکم سٹرکٹ صاحب دہلی کشن رتھ دہلی کی خبریں اور فیروز پور کی شکریہاں کے بد معاش لوگوں کو ایک حوصلہ دیا اور مفدہ کے کی ہوا دماغ میں سماجی صلح بڑاہ خبر داری خوب نظام کیا اور ناہنہ اور کوٹلہ کی فوج منگوا شہر و ضلع و دریا کے گھاٹوں پر مامور کی خزانہ لودھیانہ کا فلور کے قلعہ میں پھیرا قلعہ اور چلیانہ کی مضبوطی کے لیے نئی فوج کی بہرتی شروع کی بیویا دیون کو حکم دیا کہ گندک دشورہ سوائے سرکار کے اور کسی کو نہیں سودا اگر دن کو بھی ٹوپیاں بند دقتی بچنے سے مخالفت کی اور ہندوستانی ملازموں کو ضلع میں نہ لایا اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کر کے پانی کا انتظام کیا نو ملازم سکھی اور پنجابوں کی فوج تہا فون اور تحصیلوں کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکھ گرگٹر آخر دیکر مورچہ بندی کے تیار اور خیمے سلوائے اور توپخانہ کے گھوڑوں کے زمین خواستے اور خود صاحب دہلی کشن رتھ اور دھشت پور کی صاحب دیکھا حال صاحب راج کے وقت تغیر لباس کر کر دس بجے سے دو بجے تک شہر میں بہرتے اور چونکہ صاحب شہر والوں کی طرف سے اطمینان نہ تھی نہ تھا اس واسطے انکی رائے میں مناسب معلوم ہوا کہ شہر والوں سے چہارے لائے جاویں اس واسطے بلٹن والوں کو ایک روز حکم ہوا کہ تم علی الصباح شہر میں سہل جاؤ اور جو شخص گھر سے نکلے اسکو نکلنے مذہب یہم نظام ہو گیا تو بلٹن والوں نے ایک ایک گھر کی تلاشی لیکر حقد تہا کہ شہر والوں نے اپنے گھر دن میں چہارے ہوئے تھے نکال لائے اس وقت گیاہ گا دیان تہا ر دن کی کہ ہوئے شہر سے نکلنے بہا ت سو شہر کے لوگ بہت بچدہ ہوئے اور جب جالندہر کے مفدہ دہلی کو ملتے ہوئے لودھیانہ آئے تو شہر والوں نے بھی اپنے اپنے اتفاق کیا یا دیون کے گرجا اور انکے رمنجر کے مکانا علی علی اور گہراونکو لوٹ لائے اور مفدہ و نکو قلعہ پر توپخانہ چڑھائے میں مدد دی اور رسد رسانی بوجہ احسن کی اور مفدہ و نکو افشاران ضلع کے گہر تلا دیئے کہ وہ انکو لوٹ لیں ایسے عام بلوہ کو صاحب ضلع روٹس نکلے مفدہ دن کی جالندہر سے روانگی کے صاحب ضلع کو گیارہ گھنٹہ تک خبر نہیں ہوئی تھی جبہ دریا کے پار ہوئے اور تلور کے مقام کی تیسری بلٹن ہندوستانی بھی انکے ساتھ لائے تو یہ خبر صاحب ضلع کو پہنچی اور وقت صاحب ضلع ٹہری ہوشیار فوجی خبر داری سے مفدہ دن کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن انکو تعاقب ہوا اور ان پر خون مارا کہ اس وقت صاحب کل بدگاہ بہاگ گئے ناہنہ کی فوج نے برخلاف حکم اپنے

اتنا کہ مفندون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک ٹکڑا فوج کپتان روہنی صاحب علی بن منبرہم مسکون کا ساتھ تو  
 لٹن فوہیم صاحب کی صاحبانہم کے پاس گیا گروہ فوج ہی رخصتی ہو گئی اور وقت لٹن فوہیم صاحب ہی رہا  
 تو جاننا تھا وہ بھی جب تک کہ زمین ختم ہو گیا تو لاچار ہو گیا چونکہ مفندون کے پاس گولی نہ تھی اور علی دفعہ وہ  
 وہو کہہ کر گولی سے بری ہوئی کار توں جالندہر میں ہی ہو کر آئی تھی اور خالی کار توں کے مفندون  
 کو جنہن صرف باروت ہی تھا بری ہوئی جانکر لادلائے تھے اور انہوں نے زیادہ تر لوہیا نے میں کمرہ تھا  
 کرنا سب جانا اور لوہیا نہ چھوڑ کر دلی کو چلے گئے اور انکے جانے کے بعد صاحبانہم شہر کے مفندون کی تحقیقات  
 میں سرور ہوئے اور بعد تحقیقات کے جن جن لوگوں نے مفندہ کیا تھا وہ بائیس آدمی بھانسی گئے اور  
 کل شہر بچپن ہزار دوسو چار اونین روپہ جرمانہ کر کر وصول کیا یہ انتظام صاحب کا کل علاقہ کے انتظام کے  
 باب میں مفندہ ہوا اور پھر کوئی شخص عایا میں سے مرتکب نہ کیا نہ ہوا اور فلاح کے پاس پاس میں تین سو  
 گز کے فاصلہ تک حد در عایا کے گھر سے سمندر کر آئے اور لوہیا نہ کے گوجر لوگ جو زیادہ تر مفندہ تھے  
 اونے تیار لے لیے اور جاٹ لوگ جو خیر خواہی میں مصروف رہے انکو انعام ملا اور بہتیا رہی رہی  
 اور انکے پاس منہ دئے گوجرون کی کشتیاں اور گوربان جو دریا میں جلتی تھیں اونے چھین لے گئیں  
 کہ انہوں نے ہی مفندون کو دریا سے پار کیا تھا اور جو جو جند وستانی چھاؤنی وغیرہ مقامات میں رہتے  
 تھے انکے سب نکال دئے گئے اور لبر ایک ہندوستانی علی بن خولد بھانہ میں سے پہلے اون پر ہی شک مفندہ  
 کا ہو اگر انہیں کچھ جرم وقوع میں نہ آیا خیر خواہ لوگوں کو جو مسلمان مت سنگ و سنت سنگ و سلطان جو  
 د کا بلی منشن خوار و خلیان و عبد الرحمان و صلح محمد و شاہ اور و شاہزادہ سکندر وغیرہ تھے بڑے بڑے  
 انعام ہوئے اور عزت و حرمت میں اونکی ترقی ہوئی اور ایک شاہزادہ پنشن خوار جرم فساد و سرکوبی  
 علی وال یہ گانو دریا سے تلم متصل لوہیا نہ کے پاس آباد ہے اگر یہ چھوٹا سا گانو ہے مگر جو  
 شہر اسکی کا یہ ہوا کہ یہاں ۳۳ جنوری ۱۸۵۷ء فوج سکھی اور انگریزوں کی فوج ماتحت ہمسہ صاحب  
 کے درمیان ٹبری لڑائی ہوئی جس میں انگریز و پنجاب ہوئے اور سکھ ہاک گئے انوز سے یہ گانو خوش  
 اور قابل اندراج تاریخ ہو گیا بہت دوری یہ قبضہ اس شہر کے چھوٹے لوہیا نہ سے فیروز پور کو  
 جاتی ہے بفاصلہ بیس میل فیروز پور سے آباد ہے اور دریا سے تلم و منہ طرف اس قبضہ کے ڈیرہ میل  
 بہت ہے گردنواح اسکے اگرچہ دیرانہ و جنگل نہیں ہے مگر تمام رنگستان ہے اس سے کشتاری کم ہوتی ہے  
 اور بہت ساحل اسکی زمین کا جولان کاشتاتی دریا رہی ہو گیا ہے اس میں گہرا نام بنو ہوئے ہیں  
 اور بعض لوگ تو خش پویش چھوڑ کر ان میں ہی رہتے ہیں صرف ایک مسجد بخیت ہے اور قبضہ میں چھ سو آدمی

ازبید اور صاحبوت آباد ہے بلالیں پور سلیم پور کے علاقہ میں یہ گاؤں اس شکر پر جو بہار پور سے پانا کو جاتی ہے  
 تینتیس میل بہار پور کا آباد ہے عزات اسکی خام اور آمدنی اسکی تیرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے پہلے یہ قبضہ ایک سکیم  
 سردار کے تحت میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے جسکو یہ قبضہ انبالہ کے کشتری میں اس  
 شکر پر جو روڑے کو دہانہ کو آتی ہے سات میل روڑے سے گزشتہ جنوب مغرب بائیں کنارے دریائے  
 ستلج کے آباد ہے اور جو میدان کہ اس موضع اور دریا کے بچوں واقع ہے وہ ہمیشہ سیراب و سرسبز رہتا ہے  
 ابھی ابھی زراعتیں اس میں ہوتی ہیں اور قلعہ زرخیز ہے **فیروز شاہ** یہ قبضہ دریائے ستلج کے بائیں  
 کنارے بمقام بارہیل ماتحت کشتری انبالہ کے آباد ہے فیروز شاہ بادشاہ کے حکم سے جب فیروز  
 آباد ہوا تو یہ گاؤں بھی آباد کیا گیا بالفضل آبادی اسکی توڑی ہے مگر باعث مشہوری کا یہ ہے کہ ۱۶۰۰  
 ۵۰۰۰ میں فیما بین سکھوں اور انگریزی فوج ماتحت لارڈ کف صاحب بارڈنگ صاحب کے بمقام بخت  
 لڑائی ہوئی اور انگریزوں کا سخت نقصان ہوا مگر آخر میدان انگریزوں کے ماتہ آیا اور سکیم ہاگ اسکی  
 کھوس پور سلیم پور کے علاقہ میں یہ قبضہ اس شکر پر جو لدھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے لوڈیانہ  
 سے مغرب کی طرف بمقام دس میل کے آباد ہے بلالیں اسکی ایک شاخ دریائے ستلج کی سمت ہے جو تہ سے  
 نکلا جا رہا ہے بلالیں کنارے بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہ قبضہ ہوا زمین و کاشت شدہ زمین  
 میں آباد ہے مگر کشتری بہت کم ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو گیارہ میل کا ہے  
**جگداؤن** لدھیانہ کے ضلع کے علاقہ میں یہ ایک بڑا قبضہ بگنڈہ کا مقام ہے تحصیلہ ارا ماتحت ضلع لوڈیانہ  
 کا یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے اس میں پنجہ عمارتیں و حویلیاں حالتان بہت ہیں باڑا بھی کثرت  
 ہوتی ہے مگر دواغ قبضہ کی ہی سرسبز اور دباغات کثرت ہے نہ میں ہے یہ قبضہ باہر کو تھ کے ماتحت تھا بعد  
 پنجاب کے انگریزوں نے بس اسکی کہ ایک پور تھ ہی جگ میں سکھوں کے قبضہ تھا نصف علاقہ اسکی دریائے  
 صند کا لیا اس وقت یہ قبضہ ہی ضلع میں اگر داخل ملک انگریزی ہو گیا اس میں سید رحیم خان ہوا اور  
 وغیرہ اسے فرزندوں کے بیٹے اس کے سر کمر رہتے تھے انکی تفسیر کی ہوئی حویلیاں و مساجد بھی اس قبضہ کے  
 زیادہ تر رونق کا باعث ہیں عشرہ محمد متین بہان شری مرثیہ خانی و شہزادہ کی ہوتی ہے اور کہنا بکثرت  
 کہ کو فخر و خزا کو نصیب ہوتا ہے **کھت** یہ قبضہ بارہیل سے تھ کے سر ہند کے علاقہ میں ہے ایک ایک  
 شکر تھا اسکی بلالیں میل بہار اور آمدنی بلالیں ہزار روپیہ کی تھی شہزادہ متین بہان کی رہنے لگی  
 تو یہ علاقہ سرکار میں ضبط ہوا آبادی اسکی آٹھ میل شمال مغرب کی طرف سر ہند کے واقع ہے کوٹ کیوڑ  
 سر ہند کے علاقہ میں یہ قبضہ بلالیں بلالیں کنارے دریائے ستلج کے اس شکر پر جو لدھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے



کے راستے آتی ہے آبادی شہر کے شمال کی طرف ایک چوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہ شہر و قلعہ برصغیر سنگہ  
والی لاہور کے قبضہ میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے راہ  
وہلی و مالک ایکڑ اور ایک سو بیس میل کا ہے **شکری خان کی سرحد** کے نو دیانہ کے ضلع میں  
یہ قبضہ اس شہر کو جو کراٹھ سے لو دیانہ کو آتی ہے نو دیانہ سے اوٹھیں میل جنوب مشرق کی سمت کو آباد ہے  
سرزمین اسکی سرسبز و سرسبز و کاشت شدہ پانی بکثرت غلہ افزا ہے پیدا ہوتا ہے شکر اس حصہ کی بہت بکثرت  
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے سمت شمال مغرب ایکڑ اور نو میل کا ہے **ماچھی واڑہ** سرحد کے سرزمین میں  
یہ قبضہ اس شہر کو جو لو دیانہ سے روٹھ کو جاتی ہے نو دیانہ سے بائیس میل شرق کو اور چار میل جنوب  
کراٹھ سے دریا کے تہ کے آباد ہے پہلے تہہ دریا کے متصل تھا تھا پچاس برس گزرے ہیں کہ دریا نے  
راستہ اپنا اسکے شمال کی طرف کو لیکر اسکے پاس سے ہٹ گیا اس میں شکر ترسی کی تجارت بہت ہوتی ہے فقط  
**میانہ** تہہ کے علاقہ میں یہ قبضہ بائیں کنارے دریا کے آباد ہے یہاں ایک شہر گھاٹ گذرگا  
دریا ہے جسکو میانہ کا گھاٹ کہتے ہیں اور اسکے گدی سے گذر کر پنجاب میں داخل ہوتے ہیں دریا کا پانی بہتا  
بہت صاف رہتا ہے اسوقت تک کہ چھلیاں آسمان آدین مالیر کو ٹکے بہت دیکھو رہنماں بار دریا سے  
تہہ کے علاقہ میں اس شہر کو جو چٹیا سے فیروز پور کو جاتی ہے پٹیا سے پٹیا میں شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے  
عمارت اسکو بلند و عالیشان بازار کثرت و ہر جنس تجارت کا گرم بازار ہے سلمان یہاں میں کے قبضہ میں یہ قبضہ جو کراٹھ  
مفصل سابق رہا تو کچھ ذکر میں تحریر ہو چکا ہے مگر اس ملک کا ایک سو اسیس میل مربع اور آبادی اس مقام کی قریب ایک لاکھ  
کے نو لاکھ و بیس کی حویلیاں یہاں بڑی بڑی عالیشان ہوئی ہیں اور دیکھو رشتہ داروں اور حاشیہ نشینوں کے گھانات  
وہ صفا جن میں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکڑ اور ایک سو میل کا شمار ہوتا ہے مالیر کے تہہ میں رہتا اور گاری عہدہ  
جن میں ہندو قوم کی ایک بڑی بڑی تہہ شہر ہے ملو و سرحد کے علاقہ میں یہ قبضہ اس شہر کو جو فیروز پور کو جاتی ہے  
میل فیروز پور سے سمت جنوب شرق آباد ہے اور سردار بدین گیارہ میل اور تہہ ملو و کا شمار اس میں ہے ایکڑ اور  
ہے عمارت قبضہ کی خوشنما و باآباد بازار و قلعہ ہے **مصطفی آباد** و سرحد کے علاقہ میں ایک حصہ اس ملک  
جو بہار پور سے لو دیانہ کو آتی ہے سہارن پور سے پٹیا میں شمال مغرب کی طرف آبادی اس کے گدی میں شہر ہے  
بنامو اور ایک قلعہ ہی تہہ تعمیر ہوا ہے جسکی دیوار میں گول برج و دیوار میں شہر کے گدی کی ہی عمارت ہی تہہ  
اور یکے باز ارمین اور قلعہ کے اندر جاگیردار یہاں کا رہتا ہے جسکے نزدیک کوئٹہ جاگیر تہہ ع  
میں سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تھی الٹیں موضع اس جاگیر میں آمدنی بھی الٹیں سرحد و  
کی سے اور رعیت اسکا کو آمدنی جاگیر کی گھانا ہے کہ آزاد زمین ہے گدی کے مالک اس شہر کا بہت شکر

دکاشت شدہ و سیراب ہے آبنوں کے باغات کثرت میں پانی اور نلکہ باغ اطراف گور شرک بیان کی بہت ناصاف  
 غاصل و س تمام پر کہ چنان مار کٹہ اور یا سے گذرتی ہے فاصلہ اسکا کھلتی سے شمال مغرب کی طرف سو چہیں میل کا  
 اور سردار ملک سنگہ اور سردار گور سرن سنگہ ٹوبے ریس و جاگیر دار اس ریاست کے ہیں فقط

**راہی کوت** سرحد میں یہ قصبہ ایک جاگیر دار کی جاگیر میں یا تحت سرکار انگریزی کے آباد ہے  
 آبادی اسکی پیش سیل بائیں کنارے دریائے ستلج کے واقع ہے اٹھ ہزار سات سو چار آدمی اس میں رہتے ہیں اور  
 عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بار و فوٹ ہے اور اسے امام بخش رام کوٹھیا جاگیر دار اس میں سکونت پذیر ہے  
**راجپور** ہ سرحد کے علاقہ میں ایک قصبہ اس شرک پر جو لو دھیانہ سے آباد کو جاتی ہے تیرہ میل  
 انبار سے شمال مغرب کو ہے یہ تمام پریشان چٹائی کے وقت کا ایک قلعہ سنجہ بنا ہوا ہے اور قصبہ میں بھی کثیر  
 عمارت اور کشادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار و زرخیز **بام یاسد مان** ستلج پار کے  
 علاقہ میں یہ قصبہ اس شرک پر جو لو دھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے لو دھیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف  
 لو دھیانہ کے آباد ہے گردنواح اسکی ہموار میدان میں واقع ہے اسکی زمین کا کچھ حصہ زراعت شدہ ہے  
 اور باقی کے ستلج کے کنارے پر اور باقی جزیرہ کے ایکے پاس ایک کھاٹ ہے جو سد بام کا کھاٹ کہلاتا ہے

اور قصبہ ضلع لو دھیانہ سے علاقہ کہتا ہے **سنگہ پوری** سرحد کے علاقہ میں یہ قصبہ ایک  
 سکھ سردار کی جاگیر میں ہے **سنگہ پور** مل جل یہ علاقہ امرنگ کوٹھیا سرکار انگریزی سے عطا ہوا ہے یہ مرگیا  
 تو اوشی خاندان میں سے ایک دیکو یہ جاگیر ملی پہلے نام ہمنوہ کا فیض اللہ پور تھا جسے فیض اللہ پوری خیل  
 کے سکھوں کا ردیشور ہوا تو انہوں نے نام اسکا بدل کر سنگہ پوری رکھا تب سے سنگہ پوری مشہور ہے

**سیراؤن** یہ ایک چوٹی سی آبادی کا قصبہ بائیں کنارے دریائے ستلج کے آباد ہے یہ تمام  
 دسویں ماہ دسمبر ۱۸۵۷ء میں مابین فوج سکھان اور انگریزوں کی سخت لڑائی ہوئی اور مابین بڑی  
 اشتعال سے آہن لڑے اسوقت سکھوں کی فوج اس مقام پر پیش ہزار تہی اور انگریزوں کی فوج اس کے  
 نصف سے بھی کم کر آکر رہ سکھ رہ گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگے اس لڑائی کے بعد انگریزوں نے ستلج سے

جھوڑا اور مقام متصل ضرور **سرخان کا کوت** ستلج پار کے علاقہ میں یہ گانہ اس شرک پر جو لو دھیانہ  
 سے فیروز پور کو جاتی ہے جو البیں سیل جنوب کی طرف لو دھیانہ کے آباد ہے اور دریائے ستلج کے بائیں کنارے پر  
 اب فاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اسکے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات پر  
 ذخیرہ تھما راستہ پار کے علاقہ میں یہ قصبہ اس شرک پر جو لو دھیانہ سے فیروز پور کو جاتی ہے اور تیس میل کے  
 لو دھیانہ کے ستلج کے بائیں کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پورے کشترات سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی آباد

آباد قصبہ تھا عمارات اس کے پختہ اور چوٹا سا بازار ہے بخت سنگ نے اس کو مع پاس کے ملک کے فتح کر کر کل علاقہ فتح  
 الود الیہ کو بختہ یا تھا مگر سکھوں کی لڑائی کے بعد جب پار کا علاقہ ان لوہا الیہ نے ریاست کا ضبط کر لیا تو یہ قصبہ بھی ضعیف  
 آگیا ولی پور تسلیم پار کے علاقہ میں یہ موضع بائیں کنارے دریائے ستلج کے واقع ہے اس مقام پر دور یا قابل حجاز رانی  
 کے ہی کوئی نہ جو نالہ اس ریا کا کہ لودھیانہ سے آتا ہے وہ اس مقام پر اگر دریا سے شامل ہو جاتا ہی اعلیٰ ولی پور سے  
 علاقہ میں یہ قصبہ دس شرک پر جو سرحد سے تہا نیر کو جاتی ہے سرحد سے اڑتالیس میل شمال مغرب میں شمس کو  
 آباد ہے اس مقام پر ایک چوٹا سا قلعہ ہے سرحد میں اس کی عمارت اس کی خوشنما میں فاصلہ اس کا کلکتہ  
 سے شمال میں کسٹ کو ایک ہزار چھتیس میل کا ہے **فیروز پور** لودھیانہ سے مغرب کی  
 طرف لاہور سے جنوب شرق کے گوشہ میں فاصلہ چالیس میل دریا سے جلم یا گہارا کے بائیں کنارے آباد ہے  
 فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنیاد رکھی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چوبیس  
 گز چوڑا تھا جس کے گرد خندق دس فیٹ چوڑی اور دس فیٹ عمیق تھی اور شرق کی طرف دروازہ اس کو  
 اندر دھول کوٹ آ رہے دیوار تک دس ہزار شہر کے گرد ہی شہر بنا ہوا پختہ خندق تھا شاہان اسلام کے وقت  
 یہی اگرچہ فتح خلیہ کے ماتہ سے چند مرتبہ یہ لڑا گیا مگر شاہان ختمی کے وقت اس کی آبادی بڑی اوج پر گئی  
 اور شہر کے باہر بھی دور دور تک آبادی اس کی بڑھتی چلی گئی حکو سکھوں نے چند مرتبہ لوٹ کر بر باد  
 ویران کر دیا اور صرف شہر بنا ہوا کے اندر اندیکہ خلیہ سی آبادی رہ گئی آخر جب انی چھ سو گز دور رہ گیا  
 مگر تو یہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ میں آگیا اور وقت تھو جہاں لارنس صاحب جہاں دس شہر پور لکھن  
 اجٹ کے اس کی آبادی میں ترقی ہوئی گھاتے سر سے شہر آباد ہوا نئے بازار چاندنی قلعہ بنایا گیا قلعہ کے  
 ہر چہ نہایت مضبوط و دو اربین مستحکم تعمیر ہوئے اور اس میں مسکین نہ رہیں کہ ان کا سینکڑوں سامو کار مالدار تجارت  
 سودا گردن نے شہر میں دکانیں جاری کیں یہاں سودا گردن کا مال اب دور دور تک جاتا ہے دیا  
 کے ذریعہ سے مال منہ دہا و لیوڑ تک جاتا ہے سوائے وریا کے خشکی کے راستہ بھی سودا گردن کی آمد رفت  
 ہوتی ہے اور لاہور و اتر سردہ دہلی پنا و رو کا بل کو یہاں سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی چھ سو گز دور  
 مرنے کے بعد بخت سنگ اس شہر کے قبضہ کا دعویٰ کر دیا ہو اگر قبضہ علاقہ شمس کو میں لارڈ اگلڈ صاحب گورنر جنرل  
 یہاں آئے اور بخت سنگ کو لاہور سے ملاقات کی واسطے بلایا اور اس میں دوستانہ ملاقات میں مونس ہر چہ  
 انگریزی نے افغانستان پر ہم کی توکل فتح کو یہاں جمع کر کر افغانستان کو ماسور کیا بعد ازاں شمس کو میں  
 اس شہر کے قریب جگہ آرائی قوم سکھوں اور انگریزوں کے ہوئی تو بعد فتح پنجاب کے ایک مکان عادلستان بنایا  
 اور انگریزوں کا یہاں بنایا گیا جو سکھوں کی لڑائی میں کام آئے تھے اس شہر میں ہر ایک قسم کے دکانیں

اور ڈرے راجپوت افغان کشمیری رہتے ہیں اور ہر ایک حرفہ و کسب میں کامیاب ہیں دیس اب ہوسکتا ہے  
**ضلع فیروز پور** تسلیم بار کے ضلعو میں یہ ضلع متعلق کشمیری و قنصلت لاہور کے ہے اور چار تحصیلدار  
 تحصیل فیروز پور و دوسری تحصیل زیرہ کشمیری تحصیل مکت سرچوٹی تحصیل موگہ ایک متعلق ہیں حدود کے  
 بقاعدہ میں اچھی طرح بیان نہیں ہوسکتی اسکی سرزمین میں سے بہت سا حصہ فریدکوٹ کے زمین کو دیا گیا  
 ہوا ہے کہ وہ سکھوں کی لڑائی میں سرکار انگریزی کا خیر خواہ و وفادار رہا اس علاقہ میں جنگل و ویرانہ  
 و ریگستان بہت ہیں بلکہ کل زمین میں سے بیسواں حصہ آباد ہو گا قیدی کشت رات سے معلوم ہوتا ہے کہ کس  
 زمانہ میں یہ علاقہ آباد ہو گا سیلاب کی زمین بھی جسکو دریا سے پانی ملتا ہے بہت سی آب و ہوا بہانگی  
 انگریزوں کے واسطے بہت مفید ہے مگر گرد اور غبار آندی ہے گرمیوں میں یہاں اکثر آسمان کو ڈھانگی  
 رہتی ہے **دہلی کے مفیدہ کے وقت** بھی یہاں مفیدہ فوج نے برفاں دیر پایا پہلے  
 دہلی کا حال شکر ۱۸۰۱ء می ۱۵۰۰ کو ہر لمبر کی اور ۱۰۰ لمبر کی بلٹن کا بہت سا حصہ مفیدہ ہو گیا جاوٹی کے  
 سکانات ادھوں نے ملاوئے اور افسروں کے ساتھ موفا می سے پیش آئے شہر میں تھلکہ چم گیا بدعاشوں  
 اور حرام خوروں کا گرم بازار ہوا اور مفیدہ دن نے چاہا کہ قلعہ کا سیکھ زمین کے لین دیا اور ادا دین تو بگڑ  
 صاحب نے فوج گورہ کی اپنے ہمراہ لیکر ٹرپی بہادری سے اوپر چل گیا اور انکو شکست دیکر سرکاری سیکھ زمین  
 بجا یاسات ہزار پیسے باروت کے اور بڑے بڑے اور ذخیرے سیکھ زمین کے مفیدہ دن کے ہاتھ سے چم گیا  
 علی قلیاں ہوا بلٹن وہ المیکر سالہ ہندوستانی بھی فیروز پور لیکن مفیدہ ہو کر دہلی کو روانہ ہوا اگرچہ اس  
 بہت سے گرفتار ہو کر یہاں ہی رہے مگر باقی ماندہ سب کے سب دہلی کو چلے گئے انکے جانے کے بعد بہت سے شہر  
 بے صاحب بن گئے بلین اور فوج کو ملازم و جاگیر داروں کی فوج سے اغلام عمل میں آیا اور اس کل ضلع کی سرحد  
 چلن لاکھ بقیس ہزار چھ سو نو آدمی ملازم کی رپوت مجموعہ میں حکم سرکار و مرج ہوئے اور شہادہ کی  
 مردم شمار پی میں اس سے کچھ زیادہ لکھے اس سے معلوم ہوا کہ اس ضلع میں ہر طرح کی دن بدن ترقی ہوتی  
 جاتی ہے **وہرم کوٹ** یہ ایک چوکیا سا قصبہ فیروز پور کے ضلع میں سکھ کے بابتین کنارے  
 سے سات میل کے فاصلہ پر اور بدھیانہ سے اونتالیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے اور یہاں ایک قلعہ  
 بنا ہوا ہے جسکے چاروں طرف دیوار ہے فاصلہ اسکا شمال و مغرب کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو چالیس میل کا ہے  
**فرید کوٹ** فیروز پور کے ضلع میں یہ قصبہ راجہ وزیر سنگھ کوٹ کا آباد ہے جو ملک تاسکی خوشنما اور بازار  
 کا دو باروں میں ہے تجارت یہاں کثرت ہوتی ہے راجہ کے بیٹے کی حویلیاں عالی شان و منجبتی ہوئی  
 ان اندر گڑھ سبب بار کے علاقہ میں یہ قصبہ اس شکر کے چو فیروز پور سے لودھیانہ کو جاتی ہے کوٹ

سے تینتیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے یہاں جو پاسا بازار اور چند دوکانیں ہیں اور قصبہ میں بارہ کوٹھن ہیں جو میں میں بیٹ تک گھر ہے میں ملک شعلہ اسکا ہی سیراب آباد و زرخیز ہے ریگستان یہاں بہت کم ہے شعلہ خلیفہ فیروز پور میں ہنگانہ اوس شرک پر جو فیروز پور سے لودھیانہ کو جاتی ہے لودھیانہ سے فاصلہ چھپن میل کے آباد ہے آبادی اسکی ستلج کے بائیں کنارے ہمارے وزارت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بہت شمال مغرب ایکڑ اراکیو چوبیس میل کا شمار ہوتا ہے مد کی یہ قصبہ تلیم کے پار کے علاقہ میں دریا سے فاصلہ چھپن میل کے آباد ہے بمقام تیرہ - دس میل کے نام کو فوج سبکی اور انگریزی میں سخت ٹرائی ہوئی اگر وہ اس ٹرائی میں سکھ جان توڑ توڑ کر اڑے گا آخر کار اوکو نکست ہوئی اور اتوٹھن پہنچے سب کل سان کے چھوڑ کر بہاگ گئے انگریزوں کا نقصان بھی اس میں بہت ہو اسکا سائرسون تک مارے گئے اور بہت زخمی ہوئے **قصبہ محمد وٹ** یہ قصبہ خلیفہ فیروز پور سے فاصلہ نو کوس جانب گوشہ غرب و جنوب دریا سے تلیم کے بائیں کنارے برآباد ہے اور ایک نالہ دریا سے تلج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے رائہ گشتہ میں ہی ہنگانہ آبادی تھی مگر کسی جگہ ویران ہو چکی تھی قلعہ ہی بیان غالبان بنامو اتھا دیوی ہندن حلوم کرکب گرا گیا نشان اور بنیادیں اوسکی بدستور موجود ہیں موجودہ حال کی آبادی سے اول ہی یہ جگہ قلعہ مدوٹ مشہور تھا یہ بات معلوم ہندن ہوئی کہ مدوٹ اسکا کواٹل نام ہے جسٹ ایکری میں جب نواب قطب الدین خان افغان حاکم قصبہ قصور نے حکومت خود مختاری حاصل کی تو اس نے اپنے ریاست کے حد و دھڑ ہاتے کی نظر سے دریا سے تلیم سے عبور کر کے یہ پرگنہ اپنے تصرف میں کر لیا اور ہنگانہ پور نے قلعہ کفشان اور بنیا دیو بنیا قلعہ بنوایا اور اس میں اپنی فوج اور تھانہ قائم کیا اوس روز سے اس قصبہ کی آبادی کی گویا دوبارہ بنام شروع ہوئی سمٹ ایکری میں جب نواب کو بعد جنگ بدل مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب سے بدخل کر دیا تو نواب اس مقام پر اگر سکونت پذیر ہوا جسکا محل ذکر ریاستوں کے حصید تحریر ہو چکا ہے جب نواب نے خود اس گاؤ کو مسکن بنالیا تو آبادی اسکی ترقی میں آئی چنانچہ اوس وقت سے اب تک برابر آباد ہے مردم شماری اس قصبہ کی دو ہزار پانسو دس اور خانہ شماری چوبیس سو ہے بیوپار میں ایک قسم کا ہوتا ہے شہر کی شکل مربع ہے اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں اور شرقی و غربی دو دروازے ہیں عمارت عموماً تختہ اور تھوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فیصل بھی موجود ہے قلعہ موجود ہے پہلے اچا بنا گیا تھا مگر آج سے ہو رہا ہے شمالی دیوار تمام وکال بسطینی نالہ دریا سے تلیم کے شمار ہوئی ہے اور باقی تینوں دیوار میں مرست طلب ہیں قلعہ کے اندر کے مکانات بھی شکستہ ہو رہے ہیں سوائے ایک کوٹھی کے جس میں مس ہانکا سکونت پذیر ہے وہ البتہ لائق رہنے رہا کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ



سے شمال مغرب کی طرف ایک ہزار ایک سو اسی میل کا ہے موضع کٹر می پر ایک موضع خلقی یا مہوٹ  
 کے ضلع فیروز پور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے پرانی آبادی اس کی اکثریتی تھی ایک سو اٹھادہ ہزار  
 کے عرصہ سے سیمیان وزیر و وزیرام زمینداران قوم ڈوگر نے اس کو بہر آباد کیا چونکہ ان کا خاندان ڈوگر ان کے  
 مشہور تھا گاؤں کا نام ہی کٹر می رکھا گیا زمینداران قوم ارائین بھی اس میں تھے جن کے دیہہ سب سو ڈوگر  
 میں تجارت تمام موضع کی عام ہے سو اسے ایک پرانی مسجد زمانہ سلف کے کہ وہ پختہ بنی ہوئی ہے ایک ہزار ایک سو  
 ایک کی مردم شماری ہے اور دو سو اٹھادہ گھر میں موضع منجھ ریاست مہوٹ کے متعلق ہے ایک قبضہ  
 شہر فیروز پور سے بفاصلہ تیس کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گاؤں کو پڑانے کسی  
 زمانے کی آبادی کے نشان پر کسی پنجہ قوم ڈوگر نے آباد کیا ریش مہوٹ نے اچھک ایک قلعہ ہی بنا یا  
 رون پڑانے کے عرصہ سے باغ لگا یا سات سو اسی اس گاؤں کی مردم شماری ہے اور ایک سو سترہ مکان  
 میں موضع بھینی والہ یہ گاؤں متعلق ریاست مہوٹ کے فیروز پور مقام مسلم سے بفاصلہ تیس کوس  
 کے اتر جنوب و غرب کی طرف آباد ہے پہلے یہاں ایک چتر پنی جو ٹی سی جبل پتی تھی اور وہ چتر پنی بھینی  
 عورت کا کہوڑا یا ہوا تھا اس واسطے کہ جی والا چتر پنی کا تھا عرصہ ایک سو برس کا گذرنا ہے کہ مہوٹ نے یہاں  
 قوم راجپوت بھی و سیمیان شاہ دین و شاہ صدیق الدین قوم سیمیاکانان جبر شاہ فقیر نے لکڑا اس چتر کے اتر  
 یہ گاؤں آباد کیا اور راجپوت نام رکھا گو وہ نام فایم تھا اور اسی چتر کے نام سے یہ موضع بھینی والہ شہر بن گیا  
 میں جب پنجاب میں خطر گیا تو اکانان دیہہ یہاں آئے اور ان کو بھر چھوڑے اور چند سال گزرا تو دیران پڑا پھر  
 نواب غلب الدین خان قصور نے اس گاؤں کو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہاں سکونت کرنے کی اجازت  
 دی اب یہی نواب مدوح کی اولاد باخوردیہ فیصدی حق قلعہ داری اس گاؤں سے وصول کرتے ہیں برتن  
 مٹی کے اس گاؤں میں ایسے پختہ ہیں اور غلہ ہی اچھا بنایا جاتا ہے عمارت اس گاؤں کی عام ہے گرجے تو نہیں  
 کا بنوایا ہو ایک تختہ قلعہ یہاں موجود تھا وہ اب ہمارے ہوجکا ہے چہ سو پختہ اس گاؤں کی مردم شماری ہے  
 اور ایک سو سترہ گھر میں موضع کہوڑا یا یہ یہ گاؤں شہر فیروز پور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تیس کوس کے  
 آباد ہے عرصہ ایک سو برس کا گذرنا ہے کہ سیمیان کنہر و محمد وغیرہ راجپوتان نے پہلے آبادی دیران شدہ کہ  
 نشان پر یہ گاؤں آباد کیا تھا سنہ ۱۷۸۷ء کی مہم میں اس گاؤں کے مالکوں کی موضع کہوڑا کے مالکوں کے ساتھ لڑائی  
 ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گاؤں کے رہنے والے آخر یہاں سے بہاولپور کے علاقہ میں چلے گئے اور اس گاؤں  
 میں سبھی سہتا تو مہینے باجانت نواب غلب الدین خان کے سکونت کی اور بعد آٹھ سال کے اس کا اسکو بھرم  
 اس کے کہ وہ نہ رہتی کرتھا یہاں سے لے لایا اور پھر محمد وغیرہ مالکان سانب کو اس کے کرایہ میں آباد کیا اور

روینہ نذرانہ لیا کہ اب تک اوہنیں کی اولاد قابض ہے سات سو ستاونین اسپین آدمی رہتے ہیں اور ایک سو نو خانہ شماری ہے زمیندار یہاں کے مالدار مشہور ہیں موضع **کلی کی** مقام فیروز پور سے سمت جنوب بفاصلہ پچیس کوس کے یہ گانو آباد ہے دریا سے ستیم اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دوسو نو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ سمسلی کے قوم ڈوگر نے موضع باگیان دوگران علاقہ پاک من سے اگر یہ گانو پہلے آبادی دیران شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر مکی کے رکھا سمیت اکبری تک برابر آباد رہا پہلوپ قحط سالی کے دیران ہو گیا بعد ازاں جب ہجرت عام پر سادات حجرہ کی عادت ہوئی تو انکی اجازت سے دوبارہ اس گانو کو مسیان منصور و گوگور مالی دگیا و قطبا و دیگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چھ سات برس کے بعد دریا برد ہو گئی سمیت ۹۰ امین پر اوہنیں مالکون نے موجودہ حال آبادی کرنی متن چلیشتر آدمی یہاں رہتے ہیں اور اٹھاسی خانہ شماری ہے موضع **امیر** جنوب سمت شہر فیروز پور کے بقلہ پچیس کوس کے یہ گانو آباد ہے اصل میں قوم بودلہ نے پہلے یہاں آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام ہی امیر رکھا چند سال کے بعد یہاں سے چلا گیا پھر سمیت اکبری میں جھٹیر و جوار ایمون نے اسپین سکونت اختیار کی تک اوہنیں کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جلال الدین قصور یہ نے یہاں بنوایا اور باغ لگوایا تھا وہ اب سار ہو چکا ہے پانسو تالیس اسکی مردم شماری اور چورانوین خانہ شماری ہے موضع **خیر کی** یہ گانو مقام فیروز پور سے بفاصلہ پچیس کوس کے یہاں غرب جنوب آباد ہے جو شہر وغیرہ زمینداران قوم ڈوگر نے میر و عرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ انکو بزرگ کا نام خیر تھا اس کے نام پر اسکا نام ہی خیر کی رکھا پھر میر و عرصہ پچیس برس کے زمیندار اس گانو کے بسبب ظلم و تعدی نواب جلال الدین خان کے یہاں سے اوٹھ کر موضع روڑان والہ میں جا رہے اور ملکر جانے کے بعد نواب سمسلی امیر چند کتہری کو مالکیت اس گانو کی بخش دی چند سال وہ قابض رہا اور چھ سات برس کے بعد نواب نے پھر اصلی مالکان کو بلا کر دوبارہ اسپین آباد کیا جواب تک قابض ہیں مین جو چوہتر اسکی مردم شماری اور چھتر تعداد اسکا ذات کی ہے موضع **لکھو کے** براہم یہ گانو فیروز پور سے بطرف جنوب بفاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے عرصہ ایک سو برس کا ہوا ہوا کہ مسیان صاحب کاسیم و حسین قوم بکرائی نے موضع الفوسے آٹھ کوس کے یہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے آجری ہوئی آبادی کے مقام پر قاسم کی اور نام اسکا اپنے بزرگ ابراہیم کے نام پر لکھو کی لکھا ہوا ہے کہ مولوی بارک اللہ جو دہانی دیوبند کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو میں رہتا ہے آٹھ دن اس گانو کی اچھی ہے ایک کھانا حافظ محمد اپنے باپکے جانشین ہے آٹھ پنجابی زبان میں بہت سی کتابیں تفسیر وغیرہ تصنیف کی ہیں نام

اس گانو کی چار سو چھپن اور مکانات ایک سو چار ہیں موضع الفوکی یہ گانو بفاصلہ بارہ کھروہ مقام  
 فیروز پور سے بجانب شرق آباد ہے عرصہ پچاس برس کی ہو اسے کہ ترائی آبادی ویران شدہ کی جگہ  
 صبیان براہم و علی وغیرہ زمینداران ڈوکر نے یہ گانو آباد کیا چونکہ اس کے پہلے مسکن موضع جلیا و رکوٹ  
 ممدوٹ نے شکار گاہ بنالیا تھا اس کے عرصہ میں انکو یہ داراضی عطا کی اور زمینداروں نے یہ گانو  
 بسا کر اپنے نزرگ الفو کے نام پر الفو نام رکھا ایک سو تیرہ اسکی مردم شماری اور چوڑائی فائدہ شاری ہے  
**موضع مکت** یہ موضع فیروز پور سے بفاصلہ پچیس کھروہ جانب گوشہ شرق و جنوب کے  
 آباد ہے قدیم زمانہ میں یہ جگہ دیوان و جواہر پری تھی صرف ایک پڑانا تالاب تھا جبکہ شیر سرکتی ہو  
 شدہ امین جلیا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ جب گوردو گوند سنگہ سکھوں کے مذہب کا مودعہ بنایا تو  
 صوبہ وار سرحد سے ہمال کر اس مقام پر آیا اور فوج بادشاہی اسکا تعاقب کرتی ہوئی تھی یہاں آپہنچے تو  
 لڑائی ہوئی اور گوردو گوند سنگہ کے ہمراہی سب مارے گئے گوردو گوند سنگہ اور وقت بخل میں روپوش ہو  
 حیدر علی سلطنت اسلامیہ ضعیف ہو گئی تو سردار شک سنگہ والی کوٹ کپورہ نے اس مقام کو متبرک سمجھا کر آباد کیا  
 اور جہان جہان گوردو گوند سنگہ کی پشت برخواست اور لڑائی ہوئی تھی مندرنا سے ہمارا اور رنجیت سنگہ  
 کی عمارت میں زیادہ تر رونق اس مقام کی اثر گئی اور قلعہ بنایا گیا جہاں اس بھری تحصیل کی ہوتی ہو  
 ضلع فیروز پور میں یہ موضع تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار مامور رہتا ہے تمام برگٹہ کے شامل ایک سو اسی  
 گانوں میں اور چار لاکھ باون ہزار تین سو بیسٹھ ایکڑ زمین ہے اور کل برگٹہ کی آمدنی اسی تین ہزار تین سو  
 تیس روپے ہے اور مردم شماری کل برگٹہ کی اسی ہزار تین سو اسی روپے ہے اور خاص مردم شماری کتھر  
 کی دو ہزار اسی سو چار و ان میں در مکانات دو کانات پانچویں ہیں دو دروازے قبضہ کے اب مدید  
 بنائے گئے ہیں ایک شرقی و دوسرا غربی تحصیل و شہر پناہ دار ہے عمارت کچی کی ملی ہوئی ہے فقط  
**موضع بہائی کوٹ** یہ گانو متعلق ضلع فیروز پور کے قبضہ کتھر بفاصلہ نہا کوس کے جانب شرق  
 آباد ہے پہلے یہ ہرن زمین رام سنگہ سنگہ اہلو کے قبضہ میں تھی اسے اپنے گوردو گوند سنگہ کو دیدی اور  
 اسے یہاں ایک قلعہ بنایا اور آبادی شروع کی اور اپنے نام پر اسکا نام بہائی کوٹ رکھا اس کے بعد  
 اسکی اولاد نے چند دیہات گرد و نواح کے بھی آباد کر لئے اور ضلع گرنال میں بھی جیت سی ملکیت پیدا  
 کی اور اسی محکم میں قیام رکھا اس گانوں میں انکی سکونت ہوئی اب زمیندار سی اس گانو کی زمینداران  
 قوم جاٹ کے متعلق ہے و صبیان کالود امر سنگہ اعلیٰ نمبردار ہیں اس گانو میں چار سو اسی مکانات ہیں  
 ایک ہزار چار سو اسی مردم شماری ہے جو یاد قلعہ کا ہوتا ہے صورت آبادی کی مربع ہے اور عمارت

صرف دو تین مکان بچتے ہیں پولیس کی ہی ایک چوکی ہے موضع گوروہر سہاسی ایک گاؤں  
قبضہ مکتسر سے گوشہ شمال مغرب کی طرف پچیس کروہ اور خاص فیروز پور سے گوشہ جنوب مغرب میں چھتر  
کونس برآباد ہے احمد شاہ بادشاہ دہلی کے وقت گوروہر جیوں مل نے مجھدی پور علاقہ جو بنیان سے اگر اتر  
گائیکو آباد کیا اور اپنے بیٹے ہر سہاسی کے نام اسکا نام رکھا آبادی کی اجازت عیسیٰ خان تحصیلدار کی  
سرف بادشاہ سے حاصل کی آبادی اسکی تمام غام اور کشتہ سخته عمارت جتی لال شہناز کا مزار جو  
گائیکو میں واقع ہے بہت مشہور ہے یہ مزار آبادی سے اول کا بچتہ بنا ہوا ہے ہندو مسلمان ہر ایک قوم  
کے لوگ اس میں رہتے ہیں چار سو سچا نوین گہراورد و ہزار پانسو چودہ مردم شمار ہی ہے چند سا ہوگا  
بہی بیان سکونت رکھتے ہیں پاریات یہاں کے بے ہوش کہیں مشہور ہیں جو سرخ و سفید سوت سے بنو جاتا  
ہیں ریشم کے تہی ان کہیں بنے جاتے ہیں جو قیمتی ہوتے ہیں مالک اس گاؤں کا بالفعل فتح سنگ نام ہے جو  
میتن ہزار سات روپیہ کا مالگدار ہے موضع جہنہ یہ گاؤں شہر فیروز پور سے گوشہ مشرق و کمن ہندو  
جو الیس کوں کے فاصلہ پر آباد ہے زمانہ گذشتہ میں رقبہ اس گاؤں کا تحت حکومت راجہ جو وہ سنگ ہندو کے  
پتہ شمسٹا بکرمی میں بہائی ہومیان سنگ زیندار جس فتح سنگ والد نے ملکیت اسکی راجہ سے حاصل کی اور  
مکانات خاص پوش بنوائے اور آبادی کی بنا ڈالنی چونکہ اس علاقہ کی بلان میں جہنہ جس پوش مکان کے پتہ  
اس گاؤں کا نام ہی جہنہ مقرر ہو گیا بانی کی اولاد سے اب ہی زرخاک سنگ نام اس ملکیت کا فاضل ہے  
یہ گاؤں اوسکے باگیر میں ہے اور چار سو چارسی گہا نو زمین میں اسکا زمینداری حق ہی ہے باقی زمینداری  
اوام جاٹ کی ہے عمارت گاؤں کی غام ہے اکیسواون گہراورد و آٹھ سو چارسی مردم شمار ہی ہے چند سا ہوگا  
تاجر بھی زمین قیام پذیر ہیں جو دور دور سے ہر طرح کا جلی منگو اگر خاص فیروز پور وغیرہ علاقوں میں جوت  
کرتے ہیں ہاٹھ ہزار روپیہ سالانہ تک اسکی تجارت ہے موضع دودھ یہ گاؤں قبضہ مکتسر سے  
شرق کی طرف بقاصلہ ساٹھ گس آباد ہے زمانہ سلف میں یہ مقام زیر حکومت سردار شیک سنگ حاکم کوٹ کپور  
کے تحت اسلمٹا بکرمی میں سمیان امیر و ساہو جیوں دلگانے باہداد و حکایت بہائی بوڈو ساٹھ گاہو  
کے یہ گاؤں آباد کیا اور اپنے سورتا علی اسمی دودھ کے نام پر اسکا نام رکھا رفتہ رفتہ آبادی اسکی ترقی ہوئی  
عمارت اسکی غام ہے ایک ہزار چھ سو چودہ مردم شمار ہی اور تین سو اٹھاون گہر میں قوم جاٹ سندھو چار  
کی یہاں زمیندار ہے موضع کانولی یہ گاؤں مقام فیروز پور سے بطرف جنوب بقاصلہ تیر گس  
آباد ہے ایک سو پچیس اول یہ سرزمین سردار جو وہ سنگ مالک کوٹ کپورہ کے قبضہ میں تھی حملت امین  
سمیان ہاگا و امر سنگ وغیرہ نے مالک کے حکم سے یہ گاؤں آباد کیا چونکہ اوس وقت اس آبادی کے متصل ایک

تالا بہ مشہور کا فونی والہ موجود تھا اس واسطے اسکا نوکا نام ہی کا فونی مشہور ہو گیا دوسو پچیس اس کا نوکا  
گہرا اور ایکڑ زمین سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع ملک** یہ گاؤں قصبہ کتسر سے بفاصلہ بارہ کوس  
جانب شرق آباد ہے بانی اسکے سیمیان بن ونا پادہو ساجاٹ تھے اور ملک جو سب بڑا تھا اسکے نام پر گاؤں  
کا نام رکھا گیا زمینداری اب بھی اس گاؤں میں بائیان کی اولاد کی ہے اور گاؤں میں بائیان ہیوں سنگہ و بھول سنگہ  
سو ڈھیان کی جاگہ میں تاحین حیات ہے تین سو چھیاسٹھ اسکے گہرا اور ایکڑ زمین پانسو اٹھائیس مردم شماری  
ہے اور عمارت کا نوکی قدام صرف چار مکان بچتہ میں **جی** یا گھٹی ستیج کے بار کے علاقہ میں یہ قصبہ  
کے بائیں کنارے سے بفاصلہ سات میل اس شرک پر جو فیروز پور سے مدد کو جاتی ہے پانچ میل فیروز پور  
سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہ قصبہ ہمارا بہر بخت سنگہ کے قصبہ میں تھا اس اگر نری سلطنت کے شامل  
ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و فیروز پور ایکڑ زمین سو گیارہ میل کا ہے فقط  
**شیر خان** والہ ستیج بار کے ملک میں یہ قصبہ اس شرک پر جو دوسرے قصبہ سے فیروز پور کو جاتا  
ہے نو میل شرق کی طرف فیروز پور کے واقع ہے اس میں جو پانچ بازار اور چند دکانیں ہیں اور قلعہ کی آواز  
ہے نہراختون کو یکے کنوؤں سے جو تیر فیٹ تک گہرے ہیں بانی دیا جاتا ہے دس کلک کا جو اسی طرح  
**پانچوین تقسیم** ستیج بار سے جہناٹک لی کو ہستانی ملک اور  
**دہانکے شہروں و قصبوں و ریاستوں و قلعوں و گھاٹیوں**  
**درون دریاؤں و جیلوں و گانوں کے ذکر میں۔**

گوہاڑ ایک مجموعہ ہندوؤں کا بتیادہ شہر کے خط کے طریق پر گوہ ہندو کش سے جہان دریا سے سندھ  
بتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام سندھ کے شمالی سمت کو پہنچتا ہوا دریا سے برہم پور تک چلا جاتا ہے یہیں  
شہر ہے دریا و قلعہ و کائنات و ریاستیں و شہر و قصبے و گھاٹیں واقع ہیں اور چھوٹے ندیوں و نالوں اور  
چشموں و جیلوں کا کچھ شمار نہیں ہے پہلا اثر اور یا شرقی حصہ ہند میں برہم پور اس ہاڑ سے نکلتا رہتا ہے اور  
پشاور اور دریا اسکے بد و کار ہیں دوسرا دریا گنگا ہے اسکی بد و کار دریا سے جہناٹک گارہ و گندک و گلی  
و تھاکا پانچ دریا ہیں تیسرا دریا سندھ ہندوستان کے غربی سرحد میں جاری ہیں اس میں دریا سے جہلم جناب  
راہی بیانی ستیج جو شہر چہ دریا ہاڑ سے نکلتا ہے جہتے ہیں بلند می اس بھاری کی قطار وں کی کم  
ہزارہ ہزار فیٹ یا بیس ہزار سے مگر یہ بلندیاں درجہ بدرجہ اس ہاڑ کی انجام کی طرف کم ہوتی جاتی ہیں  
اور دیکھ کے نام ہاڑ وں سے اسکی بلندیاں زیادہ تر بلند ہیں اور نامہوار می اس میں بہت سے



اندر سے جقدر راستے و شرکین نکلے تھے ہین اونکو درہ بولتے ہین اور یہ درہ سواسے تھوڑے سورتوں  
 کے ستر و یا اٹھارہ ہزار فیٹ کی بلندی رکھتے ہین اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکھا جائے تو طوالت ہوتی  
 اس واسطے مختصر مختصر حال اوس حصہ کا جو دریائے ستلج کے بائیں کنارے سے جہان کے دہنے کنارے تک  
 واقع ہے اس تقسیم میں درج ہوتا ہے اور ستلج کے دہنے کنارے سے لدراخ و بٹ و کشمیر و کوہ کامل و کوہ  
 سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ میں اس کتاب کے تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک پہلے راجپوت راجوں  
 بااختیار و قبضہ میں تھا کیسی بہ زیر حکم و مطیع نہ تھے عمل و فعل سرکار انگریزی کا اس علاقہ میں اسطرح ہوا  
 کہ جن باندہ میں اجنیاں نے فوج اپنے کی گورکھ پٹنن بسہ سالاری امر سنگہ تہا پہاڑی ملک کی فتح کی  
 امور کے تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوئے کانگرہ تک جا پہونچا اور راجہ سنار چند مدت تک کانگرہ  
 کے قلعہ میں محصور رہ کر بجان تنگ آیا تو اسنے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے  
 بلا یا جب وہ آیا تو اسنے کل گورکھ پٹنن کو تسلیم کیا اور اتار دیا اور وقت ستلج پار کے بعض راجوں نے  
 جو گورکھ پٹنن کے ماتھے سے بجان تنگ اور اپنی اپنی ریاست سے بدخل ہو چکے تھے صاحبان انگریز کی  
 خدمت میں قدمی اداو کے ہوئے تو سرکار گھنٹی کے حکم سے جنرل اوکٹر نوئی صاحب معہ فوج دریا موج  
 ہٹلک میں آئے اور اسٹیم میں وقت شروع ہونے لگا کہ ایک شہنشاہ کل راجوں اور رئیسوں کے  
 نام پر ہتھیوں جاری فرمایا کہ تم سب راجوں رئیسوں میں سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت  
 اوٹھا دے گا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاوے گا اور آئندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی  
 بوقت حملہ کسی دشمن کے اوسکی مدد و دگاری ہوگی پس کل رئیسوں میں سے بعض توفی الفور بلا تامل  
 حاضر ہو گئے اور بعض گورکھ پٹنن کے خوف کے مارے بغیر حاضر رہے اور بعض بہات میں متامل و متوقف  
 رہے اور جا یا کہ اسطرح فریقین سے بنی رہے اور بعض نے سرکار کی قول راعت و کیا اور ڈرے کہ شاید  
 کہ ایک ظالم کے ماتھے سے چوٹ کر دوسرے زبردست کے پنجہ میں گرفتار آئیں آخر جب انگریز دن کا  
 لشکر گورکھ پٹنن پر متغایب ہوا تو سب کے دل کے دہم اور دسو اس دور ہوئے اور کل رئیسوں نے بالاتفاق  
 اطاعت منظور کی اور امان پائی اور وقت ایک حصہ گڈ وال کی ریاست کا اور جگہ کے راجہ کو جو بہا  
 گیا ہوا تھا دیکر باقی علاقہ اوسکا مشرقی ضلع کے ساتھ شامل ہوا اور یہ ملک دریائے ستلج و کنی وال کے کنارے  
 کے مشمول کے مقام سے معہ ڈیرہ دون کے پرگنہ رانی گڈہ و سپاٹو و سیاو و پرگنہ سند و کب جہان انگریزی  
 فوج کی پہاڑی قرار پائی تھی انگریز دن نے اپنے پاس رکھ لی ریاست بر دلی کا کل علاقہ معوض پرگنہ  
 مالون کی انگریز دن نے راجہ نالہ گڈہ یا سینہ در کو دیدیا ریاست گبھاٹ کا علاقہ مکرے مکرے ہو گیا اور

کچھ حصہ ملک کا تو باخذ نذرانہ پٹالہ کے راجہ کو ملا اور باقی ملک اوس ریاست کا انگریزوں نے اپنی ہڈی  
 دیا کیونکہ حقیقی وارث اوسکا کوئی نہیں رہا تھا اور جو ایک شخص منجھڑ رشتہ داران راجہ بگھاٹ کے  
 دعویٰ دار ریاست کا تھا تو اوسکو ۱۸۹۹ء میں یہ حکم ملا کہ اسین تہار کچھ حق نہیں ہے اور آئندہ جسکو سرکار  
 علاقہ دیوگی تو نئے سند کے ذریعہ سے دیگی بلکہ کل رئیسوں کے واسطے یہ حکم ہو گیا کہ آئندہ سوائے  
 وارثان حقیقی کے کسی شہوار کے حق پر کچھ لحاظ نہ ہوگا اور جو رئیس لا ولد مر جائیگا ریاست اوسکی ہر کاریز  
 ضبط ہوگی اور کیون تہل کی ریاست میں سبھی کچھ ملک راجہ پٹالہ کو نذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معاف  
 ہو گا لڑا اور راین گڈہ کا علاقہ کیون تہل کے راجہ کو دیکر گوہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور  
 ریاست کو شہنائی مدت کے بعد سبب موجود ہونے کسی دعویٰ کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی  
 اور ریاست اور تراک کی جسکو تراک ہی کہتے ہیں دس برس تک واگدار رہی بعد ازاں جب پیشوا کا  
 لا ولد مر گیا تو سبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار میں ضبط ہوئی اور بعد ضبطی جل کی ریاست  
 شامل کر دی گئی اب اسوقت جو ریاستیں موجود ہیں انکے نام یہ ہیں ریاست بہاگل بجا بجا بجا  
 بھریا بھریا بھریا دھور کاٹی گڈہ وال منڈور یا ناگڈہ جیل کیون تہل کا زمین کنی ہار کو تھار  
 کھلور یا بھاسور منی مزرعہ منگل مہلوگ سر مور ناسن کل سلج این ریاستوں کا دس ہزار چوں سیل مربع  
 اور کل آبادی پانچ لاکھ اکتیس ہزار میں آدمی کی ہے **شملہ** یہ ایک انگریزی آر امگاہ کوہ  
 بہالی کے پچھلے یا جنوبی حصہ میں سلج اور دریاے گری کے درمیان لاہور سے ڈیرہ سوہیل جنوب مشرق  
 کے سمت کو اوس شرک پر جو ساٹھ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے ساٹھ سے شمال مشرق کو بارہیل واقع ہے  
 یہ آبادی اہمالہ کی کشتری کے متعلق ہے اور اہمالہ سے پنیالیں میل کے فاصلہ پر ہار کی چڑائی شروع ہوتی  
 ہے اور کالکا سے شملہ تک برابر شرک بنی ہوئی ہے بارگین مکانات جو صاحبان انگریز نے یہاں اپنے  
 آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہیں وہ ایک بھاڑ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہیں اور بنیادہ ہوئے  
 ہیں کہ جس مقام پر کچھ ہوا زمین مل گئی وہاں ہی اونے بارگ بنوالی ہیں سو اسے اونکو چند مکانات  
 شملہ کے بھاڑ کے شمال کی طرف بھاڑ کی بنیاد میں ہی آباد ہیں اس بھاڑ کے مشرقی اسخام کو کوہ شملہ یا بھاڑ  
 مغرب کی طرف اوسکے بازار چھاوونی کا آباد ہے اس بھاڑ کا جو حصہ جسکو کے بھاڑ کی سمت کو ہو وہ جنگل سے  
 بھرا ہوا ہے وہاں بکڑی بہت تھی مگر اس چھاوونی کے مکانات کے بننے میں جہت خرچ ہو چکی ہے آخر  
 کے مغرب کی طرف کے اسخام کی طرف ایک اور بھاڑ ہے جو جسکو کے بھاڑ سے بہت ہی خلاف کوہ شملہ  
 کے کوہ چاروینٹ اوس سے ادبچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کے سمت کو سیاہ و ڈبلوین و گہری کھائی ہے

کہتے ہیں کہ یہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چٹیر کے درختوں سے بھرا ہوا ہے اور سب سے پرے جنوب مغرب کی طرف کہ  
 ساٹھ کے پہاڑ نظر آتے ہیں اور زیادہ تر آگے بڑھیں تو سندوستان کے میدان دکھائے دیتے ہیں جنگل درمیان  
 دریائے چناب لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی پے در پے قطاریں پہاڑوں کی  
 ایک دوسرے کے اوپر برفوں سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہیں صاف موسم میں یہ جو نمایاں پہاڑوں کی  
 جو اصل میں انہیں یہ ساٹھ ساٹھ ترستہ کو س کے فاصلہ پر ہیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا نیلے آٹھ آٹھ  
 میل کے فاصلہ پر ہیں اور برف کے سبب تمام میدان ان کے سفید و سفاف چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں  
 جب شملہ کے پہاڑ کی اخیر بلندی پر پہنچیں تو آب و ہوا وہاں کی سخت دناگوار معلوم ہوتی ہے اور برقی  
 پہاڑ بہت بلند جو نیلی آسمان میں دھوپ کے سبب چمکتے ہیں اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انہیں ندیاں  
 بہتی ہوئی عجیب سیر دکھاتے ہیں اون پہاڑوں میں سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہیں اور سرسبز  
 پہاڑ میں درخت سرو و زیتون و چٹیر وغیرہ کثرت سے ہیں آلو و شتر وغیرہ ترکاریاں بھی بہت ہوتی ہیں  
 اور طرح طرح کی رنگارنگ قدرتی پھول عجیب بہار دکھاتے ہیں ہر رنگ کی اور عام ہر سنگ و درخت کے چمکی  
 کبریاں اور اوڑنے والے کھریان رنڈرو ونگور شہریتے یہ سچہ چرخ و گز وغیرہ جانور وہاں بجا بجا  
 ہیں اگرچہ مسوی بھی وہاں طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں مگر آلودہاں کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب و ہوا اس  
 پہاڑ کی اگرچہ تھوڑی مگر طبیعتوں کے بخلاف ہند میں سردی کا موسم یہاں سخت ہوتا ہے برف بھی گرتی ہے  
 دو لہند لوگوں نے یہاں کو ٹہیان مٹیار بنائی ہوئی ہیں جو کراہ پر دیتے ہیں اسکے بازار میں ہر ایک طرح کی  
 چیزیں ہوسکتی ہے آبادی یہاں کی ہوا اسطرح نہیں ہے نیچے اوپر کائنات بنے ہیں جس سال کہ لو اب گورنر  
 بہادر کشور ہند وکاڈر ایچف صاحب سپہ سالار یہاں آجاتی ہیں تو بڑی رونق ہو جاتی ہے اور سودا گروں  
 کو بھی نفع ملتا ہے۔ پہلے پہل ۱۹۱۱ء میں لھٹا رودس صاحب انگریز نے گرمی میں یہاں رہنا اختیار کیا وہ  
 ایک کوٹھی عام عمارت کی چھ چھوڑ ڈالا گیا تھا بنوائی ہوئی تھی یہاں پختہ عمارت کی کوٹھی کپتان کنٹرول  
 نے تعمیر کی اوس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی میں ترقی ہے اسطرح  
 صاحبان انگریز نے انہیں چندے کر کے سولہ ہزار روپیہ جمع کیا اور پانچ ہزار روپیہ سرکاری سے لیکر یہاں  
 ایک عایشان گر جانا یا ضلع شملہ میں کچھ تو ملک مہاراجہ بیالہ والہ اور کچھ کون پھل کے راجہ سے لیکر بنایا  
 گیا ہے اور ان علاقوں کے عوض زمین اور نکو اور علاقہ تجارت سرکاری سے عطا ہوئی کل آبادی اس وقت  
 کی پچیس ہزار آٹھ سو اٹھاون ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شملہ سات ہزار  
 آٹھ سو چھیانوے فٹ بلند کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کاکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار

تساویں میل کا راہ کرنا مال دسٹو کے شمار میں آتا ہے اس ضلع میں شملہ و ساٹوا ڈکسائی کسولی ماسٹر کے مقام ہیں گوہ ساٹوا ڈکسولی اور ڈکسائی میں گورہ فوج رہتی ہے کہ آب و ہوا و ناگنی اور نکو آرام و زندگی بخش ہے خاص کر ہری صاحب ضلع کی شملہ میں ہوتی ہے اور چار تحصیلہ اربھام کوٹ کھاشی و شملہ و ہرولی و گلیاٹ علیحدہ علیحدہ پر گنوں میں تحصیل کا کام کرتے ہیں مفسدہ و ہلی کے وقت شملہ میں با کمانڈر ہنجیف صاحب بہادر شریف رکھتے تھے اور پہلی اور دوسری بلٹن فیوز لیسر صاحب اور گورکھ پلٹن جسکو نصیری بلٹن کہتے تھے بمقام جٹوگ رہتی تھی اور ایک گارڈ گورکھ پلٹن کا کسولی میں ماسٹر تھا پہلی کے مفسدے سے چند روز پہلے ان بلٹن والوں کو خبر ملی کہ سرکار کا یہ منشا ہے کہ چربی کے کارتوس دیگر انکا دین بدل دین یہ بات نکر وہ افسروں کی خدمت میں استدعی ہوئے کہ وہ کارتوس اور نکو دیکھا ہے عقاب مگر بہ درخو است اورنگی نامنطور ہوئی اسلئے وہ ٹپک اُٹھے اور یکہ زین کے محافظوں کو معزیت کر کے لٹا اور ٹپک اور غوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیوں نے جو قریب ایشی سپاہی کی تھی ٹپری رقم خزانہ کی کسولی لیکر حلاف حکم سرکار کے کوچ کر آئی اور جٹوگ کے مقام پر اگر اپنی بلٹن کے شامل ہو گئی اور وقت پاکر جٹوگ اوس بلٹن کے کمان افسر نے انکو فہائش کی اور فساد کرنے سے بند کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب شرک کے سپرنٹنڈنٹ نے انکو بہت سمجھایا آخر کار بلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخو است کی کہ جو دو آدمی آغاز مفسدہ میں جاری بلٹن سے برخاست ہوئے ہیں وہ بھال ہو جاوین اور بقایا ہمارے تنخواہ کا بلجاوے اور گناہ ہمارا سمجھا جاوے چنانچہ یہ درخو استین اورنگی منظر ہوئیں مگر وہ گارڈ کسولی سے خزانہ لیکر آئے تھے اور خزانہ میں ہی اوستے دست اندازی کی تھی اور نکا قصور معاف ہوا اور بلٹن کے مفسدہ کے وقت شملہ میں سخت کبر است فتنہ لزل پیدا ہوا اور کل انگریز شملہ کو چھوڑ کر سماگ گئے اور ہمارے میں جا کر چپ گئے اور بعض اجون اور ریٹوں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے اور ریٹوں نے ٹپری خاطر بن کر وہاں نوازیان کیں اور بہت سے ڈکسائی و ساٹوا کے مقام پر ہوئے گئے جب گورکھ پلٹن مطیع ہو گئی تو یہ صاحب اپنی اپنی جگہ اگر آرام پذیر ہوئے وہ خزانہ گورکھ پلٹن کے لیکر لوٹیں کے سپاہیوں کے سپرد ہوا اور بہت حصہ لٹے ہوئے خزانہ کا بھی دستیاب ہو گیا بعض ہندوستانی افسر جو اوس بلٹن میں تھے اور اودھن کی شرارت سے یہ فساد گورکھ پلٹن نے کیا تھا اودھن سے بہتوں نے تو خود کشی کی اور بعض سزا یاب تھے اور وقت پہاڑی راجے دسروا جاگیر داروں کی سرکار پر خیر خواہی و وفاداری ظاہر ہوئی اور یہ حقد ر غلط ظاہر ہوا وہ ہندوستانیوں کے سب سے ہوا تھا گوہ کسولی یہ ایک انگریزی علاقہ اور فوج رہو کا مقام گلیاٹ کے پہاڑ میں اس شرک پر جو خیر سے شملہ کو جاتی ہے چکر دار شرک سے جو وہ میل کے

فاصلہ برقرار ہے اور یہ ٹیکہ پہاڑ کا پانچ میل دور میں ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فٹ کی ہے اور یہ حصہ اسکا سہارا زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیکہ نہیں ہے میدان سے جب اس پر چڑھتے ہیں تو باعث سد ہی نہیوں اور قارون کے چڑھنے میں مشکل ہوتی ہے اور جو شرک کہ کوہ غور سے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے دہلوان سے گزرتی ہے شمالی طرف اس ٹیکہ کے کم ڈھلوں سے اور دہلوان اسکا دریاے گنر کے مقام تک جاتا ہے کوئی کا مقام اگر شرک سیدی ہو تو اسکے اوڑھنے کے درمیان میں سل کا فاصلہ ہے اور بلندی دونوں پہاڑوں کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پوئی ہے لکڑی چٹروڑی تون وغیرہ کی اس پہاڑ میں بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمیں کم ہیں اور سب پوئی ہونے زمین کے بارش کا پانی اس میں جذب ہوتا ہے اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ میں کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہیں سو میدان سے دور پہاڑ کی ڈھلوان میں ہیں اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہے کہ وہاں تالاب بھی بن نہیں سکتا اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے اس واسطے بلویں اور قارون پر پانی لا کر سوا میں نیچے سے اور پیلے سے ہن تشکاری ہی کا اون گھاٹیوں کے جان پانی مل سکتا ہے اور کہیں نہیں ہوتی اور تشکاری کی زمینیں درجہ بدرجہ اعلیٰ سے اور دوسرے تیسرے سے نیچے اور پھر میں اور اوچتے میدان میں پیدائشی دیکھوں دینے و ماش داورک و تار اسیرا دہلدی و آکو و پاز وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے اور سال بہر میں دو فصل بونے جاتے ہیں اس پہاڑ کے اوپر چڑھ کر جنوب مغرب کی طرف دیکھیں تو دور دور تک نظر ہو سکتی ہے اور منہ کے میدان اور دریاے ستلج کی سرخوب نظر آتی ہے دوسری طرف اسکے جنادریا ہوتا ہے اثری شان سے نظر آتا ہے اور دہنی طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑوں میں سورج گدھ و بلا سپور وغیرہ بلند دکھائی دیتا ہے اور کوہ اوتو و شک کی ہی استقامت و ٹریجیو پہاڑ وسیع معلوم ہوتی ہے شمال شرق کی طرف اسکو کوہ گھاٹ وغیرہ سیر دکھائی ہیں اور شرق کی طرف اسکو اگر دیکھیں تو یہ نظر نہیں آتی گرائی ہوئی پہاڑ پانچا اونچا دکھائی دیتا ہے جگہ اندر اچھے اچھے سرسبز سیراب میدان واقع ہیں جنوب کی سمت کو جان تک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانوں کی سیر ہے غرض یہ پہاڑ ہر طرح عشر نگاہ و قشش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہو بارکین فوج کے رہنے اور افسروں کی رہائش کے مقام بیان معقول بنے ہوئے ہیں اور ایک گرجا گھر بھی تعمیر ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو ٹھکرتے سے ایک ہزار اونتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ ٹیکہ کے ضلع کے تحت ہے اور ٹیکہ کا علاقہ کے میان کام کرتا ہے ~~سما~~ تو یہ ایک قلعہ اور جادنی اور پرگنہ ماتحت ٹیکہ کے ضلع کے ہے پہلے اسکا کل علاقہ کیوں تہل کے راجہ کے ماتحت تھا مگر زری سنے بعد ملے کرنے لڑائی گورکھوں کے ہاتھ میں اپنے پاس لیا اور راجہ کیوں تہل کو اسکے عیوض میں اور علاقہ دیدیا تھا اس علاقہ کے



مغرب کو کوٹھار ہے اور تمام طرفوں پر کوہ بردنی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے جو پہاڑ اسکے نواح میں ہیں اورنگی بلند یا ان کیزار چھ سو سے لیکر آٹھ ہزار فٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی ہیں جنوب کی سمت کو بہ علاقہ کہلاتا ہے قلعہ اسکا ایکزار یا کیسوفیٹ بلند دسے کمار سے دریائے گنڈک ہے جسکی علامت تختہ مستحکم بنی ہوئی ہے گردے کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑھتی جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستوں کے لوگ جو اسکے پاس پناہ پتے ہیں یہاں آکر رہتے ہیں اور محنت مزدوری اور کمبکثرت بجاتی ہے علاوہ اسکے بسبب ہنہ فوج انگریزی کے ہر ایک جزیرہ میں سر موکتی ہے اور ہر قسم کا آدمی اہل منہر و پیشہ و حرفہ مل سکتا ہے کشکاری بھی یہاں بڑی محنت و عقل کے ساتھ دہلوی قلعہ رونا کے اوپر ایکٹ دس سے نیچے اوپر ہوتی ہے اور جو ہموار زمین دریائے کنارہ دن پر ہے اور سینہ زمین بوی جاتے ہیں چانول یہاں کے بڑے افضل و باریک خوشبودار ہوتے ہیں سو لکھ چانولوں کے اوپر چکی بنائیں گندم جو کھلی کئی قسم کی ادرک روخی آفیون تاکو تیل مرج بنگ وغیرہ نباتات اور میوے اور آٹو اکھروٹ سیب کئی قسم کی ناشباتان رس بہری خود زہ وغیرہ شمار کیا جاتے ہیں بلند زمین ہزار صاف و پنج بڑی ہیں درخت نمک و نمین نہیں ہوتا سواے شمالی حصہ کی گھاٹیوں کے جنہیں درخت غنہ کی کثرت میں آئے ہو یہاں کی نہایت صحت بخش گرمی یہاں سخت نہیں ہوتی گرمیوں میں میناس الشمس یا جیسا سٹہ درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیوں میں بہت کم برف پڑتی ہے اسقدر کہ پانی کے اوپر کھینچا جاؤاؤسکا ہو جاتا ہے جو پانی یا باران سے زیادہ موٹی نہیں ہوتی اور نہ بہت دیر تک اوسکو قیام ہوتا ہے پانی یہاں چھادیوں کے واسطے ہر ایک موسم میں کافی ملتا ہے اللہ خشک سال ہوتے پانی اور چشموں سے لایا جاتا ہے جو پونے سیل پر جاری ہیں پرانا قلعہ یہاں کا اب جلیانہ بنایا گیا ہے جس پر چھاونی اور شملہ کے ضلع کے قیدی رہتے ہیں اسکے قلعہ کا فاصلہ کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف ایک ہزار پچیس میل کا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانسوفیٹ ہے تھمپوک ضلع شملہ میں یہ ایک چھوٹی سی آبادی اور قلعہ اوس شکر پر جو شملہ سے کوٹ لگڈھ کو جاتی ہے شملہ سے شرق کی طرف چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گورکھپور کے قبضہ سے پہلے یہ مقام ایک ریاست کا دارالراست ماتحت کیوں تھا کی ریاست کے تھا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو تیس آدمی شمار میں آتی تھی بعد ازاں جب گورکھ نے قبضہ پایا تو انہوں نے انہی فوج کی جہادنی یہاں ہتھور کی من بعد جب انگریزوں کے کل پہاڑ کے ملک قبضہ پایا تو یہ علاقہ خاص انگریزی حصہ میں آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار اٹھارہ فٹ کی ہے کوٹھار کا محکمہ علاقہ ماتحت ضلع شملہ کے دریائے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے جو گنڈک اسکا

اور تحصیلدار ماتحت صاحب ٹی کشن بہادر شملہ کے یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے اسکے شمال کو علاقہ ریاست  
 بوشہر و انگریزی علاقہ سندھ و کٹھہ شرق میں بوشہر و تروکہ جنوب میں ٹنڈر غرب میں بسن و گارسین ہے  
 علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کہ چھ میل شرقی حصہ میں اسکے ایک ٹبری گہائی بہار  
 اونچی ہے اور گہائیوں برابر بنتی ہوئی و ایک ہونہی ہے جہاں وار تو کا علاقہ شمال پر اور چرکا علاقہ  
 جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اوس قطار کے دریاے گری اور اوسکی اود مددگار ندیاں جاری  
 ہیں شرق کی طرف اسکے بہت سی ندیاں جو دریاے اگر تلج میں ٹپتی ہیں شمل باہر و منس و غیرہ جاری  
 ہیں اس بہار سے پتھر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی بہار کے اندر سے دریاے  
 گری نکلتا رہتا ہے اور بانی اوسکا پتھر و ن سے نکلتا ہوا بہت شور کرتا ہے اوسکے دیکنے سے ایک عجیب  
 سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کو تھکائی دریاے گری کے کنارے کی اوپر پہلے ایک انانکی ریاست گاہ تھا  
 جسکو ضاجان انگریز نے گورکھپون کے فتح کے بعد یہ ریاست عطا فرمائی تھی مگر اس رانکے ظلم و دہشت  
 کے سبب رعایا نے سخت ناراض ہو کر سرکار انگریزی کے حضور میں دادخواہی کی اس سبب شملہ میں یہ  
 ریاست ضبط ہو کر سرکاری قبضہ میں آگئی اور ایکزار تین سو روپیہ سالانہ گزار دانا کا مقرر ہوا اور  
 سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اوسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد منہائی ان دونوں تین  
 تین ہزار پانچ سو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہ قبضہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا  
 بنا ہوا ہے گردنواح اسکے ہی نہایت سرسبز و سیراب ہے اور دیارے گری کے ہے جو دہے کنارے  
 بہتر کے بہتا ہے اس شہر میں ٹبری مشہور و بلند و عمارتیں ہیں ایک یوانگاہ اور محل انامغزول شدہ  
 اور دوسری ایک حویلی کسی مالدار زہیدار کی اور یہ دونوں عمارتیں ٹبری اونچی بہار کے ناکہ کے اوپر  
 بنی ہوئی ہیں اور ایک بنگلہ انگریزوں کے ٹہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور دہی شہر کی اوس مقام پر  
 کہ جہاں دھوٹی ندیاں ملکر دریاے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک بہار اکیسویں  
 فیٹ سیدھا اونچا اور دوسری طرف ایک لمبا بہار زینہ دار ڈھلوان واقع ہے اور نو دہار بن بہار  
 چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور پایاب میں اون پر آدھ رفت کیواسطے بل بنا ہوا ہے اگر بل توڑو یا جاو  
 تو دشمن اس شہر پر قبضہ نہیں پاسکتا اور نہ تو سنا نہ اثر کو سکتا ہے ریش کے رہنے کا مکان تین منزل بلند  
 ہے اور ہر ایک منزل نیچے کے منزل سے زیادہ تر ٹبری ہوئی نظر آتی ہے اور اخیر حیت کی اوپر دہنیا  
 چین کی عمارت کی قطع پر بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہیں اور اسکے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری  
 کے ساتھ کیا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پانچ ہزار پانچ سو پندرہ فیٹ بلند ہے بلکہ اس پر

یہ ایک شہر بہاری ریاستوں کے اندر ماتحت ریاست کہلو کے ومان کے راجہ کا دارالریاست ہی انتہی ہر  
گزرے ہیں کہ یہ شہر آباد تھا ایسا کہ اس بہاری علاقہ میں کوئی آبادی اسکے ثانی نہ تھی تمام گہر اسکے  
چونے اور پتھروں کے بنے ہوئے تھے اور آباد بازار بارون و کشادہ تھا تجارت کی کثرت تھی مگر جب  
گورکھپوں کی یورش بہاری ملک پر ہوئی تو ادھوں نے اس شہر کو دو مرتبہ لوٹ کر دیران کر دیا اور  
مکانات گرا دیے اس قدر کہ تمام شہر میں سے صرف سو گہر آباد ہو گئے یہ چوبیس خلداری انگریزی ہوئی اور  
پریس بیانکا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہرہ کر ایسین آباد ہونے لگے اب روز بروز اسکی  
آبادی ترقی کر رہی ہے دریائے ستلج اس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا طپا ہے پہلے مار کے محل اجداد کی  
جو بڑی عالیشان بنی ہوئی تھی وہ بھی گورکھپوں نے گرا دی تھی وہ اب پھر بنائی گئی ہیں بلندی اس  
شہر کی سمندر کی سطح سے ایک ہزار چار سو بیس فٹ ہے ہلی راجہ کہلو کا اس شہر میں رہتا تھا اب بایش  
اوسکی کہلو کے مقام پر ہے ریاست کھلو یہ ایک چوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی سچلے  
قطاروں میں واقع ہے جسکے شمال کو دریائے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے  
شرق کی طرف ریاست بالکل پاپہاگل کے جنوب میں ریاست منڈو و قریب سرحد علاقہ سرحد ہی اس ریاست  
کے حصہ جو دہنے کنارے دریائے ستلج کے تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے زبردستی سے اس راجہ کے قبضہ  
کے چھین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چھ میل چوڑا اور تیس میل لمبا ہے اور کل علاقہ کھلو  
چھاس میل مربع شمار میں آتا ہے بلندی اسکی مختلف ہے مقام سوئی جو اٹھارہ میل کہلو کے اوپر ہے تہ  
دریائے ستلج کی دو ہزار دو سو تہا سی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس مقام پر دو چار  
ستلج بلندی سے پستی کو بقدر بیس فٹ فی میل کے آتا ہے ومان سے بایان کنارہ ستلج تھوڑی دور تک وسط  
درجہ پر ہوا روز خیرابو کے مقام تک ہی اور شب کی طرف سمت مغرب میدان متعلقہ اس ریاست کا  
کووال کے مقام تک پہنچتا ہے اور پھر دو دن کے مدت تک اوسکی حد شامل ہوتی ہے تھوڑے فاصلے پر  
دریائے ایکٹھلو میں قطار پہاڑ کی شمال مغرب کی طرف سے جگہ جنوب شرق کی سمت کو پہنچتی ہوئی چلی  
ہے مقابلہ میں اس قطار کے کوہ مالون کی ٹھہے جو گہری اور شکل گذار ہے بلندی ان قطاروں کی اکثر مقامات  
سے چار ہزار چار سو اترالیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار میں آتی ہے اور ان دو نو قطاروں کے  
مابین دریائے گندہ پتا ہے اور ایک سخت قلعہ جنگی بانیس گز چوڑا اور اس قدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے  
اس بڑی بلندی کے اوپر اگرچہ کھلک کو دیکھیں تو عجیب و دور دور کے ملکوں اور پہاڑوں کی نظر آتی  
ہے سو اس کے ان گناٹوں کا زمینہ دار میدان اور اس میں دریا کا پانی بہتا دیکھ کر کہتا ہوں خوبصورت

خوشنما دکھائی دیتا ہے اور وہ زمینداروں ہلو ان پہاڑ کی بنیاد سے چوٹوں تک برابر جاتی ہے اور بعض جگہ  
بلند چوٹیوں کے اوپر قلعہ دگدھیاں سچتہ منی ہوئی ہیں اور چٹرا اور دیوار کے درختوں کی استدر کثرت ہر  
تمام پہاڑ سبز نظر آتا ہے اور پہاڑی ندیاں چشمہ بقدر جاری ہیں کہ اونکی سیر سے طبیعت انسان کی سیر بہن  
ہوتی ہو اس جھپٹ کی جو پہاڑ کی بوٹیوں کو چاٹ کر آگنی گناست خوشبودار و فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی  
پست زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریا سے اونکو پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت  
نہیں ہے اس میں تیلہ پتھر اور سرخ رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکنی مٹی ہوتی ہے پیداواری نیچے کے  
حصہ کی ملک اور کے حصہ کے ملک کی ساتھ مطابق نہیں ہے بارش اس پہاڑ پر خوب ہوتی ہے پیداواری  
یہاں کی کئی شالی گہون جو سرسوں تل سٹو دماش ادک تارا میرا بنگ پوست تاکو لال مرج او  
سیوہ جات صدہا قسم کے آرڈو اکھروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں دریائے ستلج کے سوا  
دریا گنیر ایک دریا اس میں بہتا ہے جو شمال مغرب کے سمت کو ہمالوں سے ہوتا ہوا یہاں آتا ہے یہاں پہلے  
راستے پانچ میل کے ستلج میں جاگرتا ہے دریائے گنیر کے سواے اور چوٹی چوٹی ندیاں بہت مشمل  
گمارا وسیر و کوئند و جہر اس علاقہ میں جاری ہیں جس سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور  
نیز ایک بڑی جیل ہی یہاں واقع ہے جسکو کھنڈ الو بولتے ہیں کھلور کے راجہ کا پہلے بڑا راج تھا مگر جب  
رجت سنگھ نے اسپر نوریش کر کے بہت سا علاقہ اسکا دیا لیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہو گئی مگر ستلج کے  
بائیں طرف اسکی کچھ اپنی ریاست کو بڑا لیا اور بارہ ریاستیں اور جمعی ایک لاکھ پچیس ہزار روپے  
اسکے ماتحت آگئیں شہنشاہ میں گورکھپور نے غلبہ پا کر راجہ کو مغلوب کیا ہر سرکار انگریزی اور گورکھپور  
میں اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی اور امر سنگھ سپہ سالار فوج گورکھ کا مالوں کے قلعہ میں محصور ہوا اور  
شکست کھائی انگریزوں کی فحشابی کے بعد یہ ملک موجودہ حال راجہ کو عطا ہوا آدنی اسکی ایک لاکھ  
دس ہزار روپہ اور آبادی چوسٹھ ہزار آٹھ سو اٹھالیس آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج  
چار سو قریب رہتی ہے شہنشاہ میں راجہ جگت سنگھ کھلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ  
اپنے پوتے مہر چند کو اپنا جانشین کرے چنانچہ اجازت ہوئی اور مہر چند اسکا وارث قرار پایا اس ریاست  
بڑے بڑے قصبہ بلاسپور کھلور دند پور دیکو وال میں اور خاص کھلور اس ریاست کا دارالمراسم  
جو جنوب مغرب کو گھاٹیوں کوہ نینا دیوی پر دریائے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے کو کہ آبادی  
اسکی چوٹی ہے مگر سبب سے کہ راجہ خود اس میں رہتا ہے رونق اس میں زیادہ ہے لیکن بلاسپور کی  
آبادی اس سے بڑی ہے کھلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو تین میل کا شمار ہوتا ہے

**ماکھو وال** کہلور کی ریاست کے اندر دریائے ستلج کے بائیں کنارے کے متصل آباد ہے آبادی  
 اسکی ہموار میدان اور زیر ترقین میں جو دریائے ستلج اور کوہ نینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے  
 گہائی اس ہٹاڑ کی ہی ایسی ماکھو وال کے نام سے موسوم ہے جہاں بھر بخت سنگ نے اپنی زور کے قوت  
 کہلور کے راجہ سے یہ علاقہ چھین لیا تھا مگر انگریزوں نے یہ واپس دلایا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے  
 سمت کو ایک ہزار اکیس میل کا ہے **سٹان دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہ ایک چوٹی دا  
 پہاڑ تنگ خیرہ نام کی شکل کا ستلج کے بائیں کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آٹھ پور  
 کے پہاڑ سے تین ہزار فٹ اور سمندر کے سطح سے چار ہزار فٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی  
 قطع کی ہے جیسو کہ بچا کے سکھوں کی کڑی اور اس مقام کو سکھ لوگ بہت متبرک جانتے ہیں اور اسکا بدل  
 و جان ادب کرتے ہیں کیونکہ گوردو گوند سنگ اونکے دسویں گورو نے بہت مدت تک یہاں قیام رکھا  
 اسات کے سواے ایک اور مندر بندون کی دیوی کا یہاں بنا ہوا ہے اور اونکا اعتقاد یہی کہ سستی جی  
 شب جی کی عورت جو زندہ آگ میں جھلک رہی تھی اور اسکی نقش کو آگ سے نکال کر جا بجا لئے پہرے تھے اونکو  
 تین نیے آنکھیں چھان گری تھیں جہاں اب مندر بنا ہوا ہے یہ مندر پتھر کی عمارت کا بنا ہے  
 اور پتھر کے زینوں سے چڑھ کر اوپر جاتے ہیں اور بڑے اعتقاد کے ساتھ پرستش کرتے ہیں رتن گور  
 کہلور کی ریاست میں یہ ایک قلعہ اور چوٹی ڈھلون قطار مالون کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے  
 دیرہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت ٹھری مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح کہ دشمن اوپر نکال کھینچ نہ سکیں  
 پاسکا اس مقام پر ٹھری تخت لڑائی فیما بین فوج گورکھ اور انگریزی فوج کی ہوئی تھی جس میں آخر گورکھ پور  
 کو شکست اور انگریزوں کو فتح نصیب ہوئی یہ قلعہ اگرچہ چوٹا سا ہے مگر بسا بے شک کہ مضبوط اور اچھا ہے  
 پر بنا ہوا تھا گورکھ پور نے یہاں اگر پناہ لی تھی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار اٹھانوہ  
 میل کا ہے **کیون تھل** یہ ایک پہاڑی ریاست تسلیم اور جہنا کے درمیان واقع ہے شمال کی طرف  
 اسکے کوہ شلہ و کوٹھی و دربان و تھوگ و گوند وغیرہ شرق میں بسن جنوب میں سر مور و علاقہ راجپٹ  
 مغرب میں گہناٹ و حصہ علاقہ ٹیالا ہے یہ علاقہ پندرہ میل شمال سے جنوب کو لہنا اور اوسیدر چوڑا  
 ہے یہ علاقہ پہاڑوں کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چاروں طرف اسکی محیط ہیں جو بڑے بڑے بلندی  
 رکھتے ہیں کوئی حصہ اس ملک کا تین ہزار فٹ سے کم بلندی نہیں ہے چنانچہ چوٹی اس پہاڑ کی جسکا نام ٹنڈ  
 ہے سات ہزار اٹھ سو فٹ بلندی ہے اور دوسری چوٹی کوہ ہما سو کی نو ہزار اٹھ سو فٹ بلندی رکھتی  
 ہے **پانی ان گھاٹیوں** کا جنوب مشرق میں یہ کہ دریائے گری میں گرتا ہے اس علاقہ میں ٹراشہ درہ بھی



جبکہ نام جنگ ہی اور اسی شہر میں یہاں کاراجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکھپون پر فتح پائی تو یہ علاقہ یہاں کے راجہ کو الگ کر کے ایک حصہ اسکا بعد ضبطی راجہ پٹیلہ کے پاس فروخت کر دیا باقی ماندہ سطح اس ریاست کا ایک سو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعض شملہ وغیرہ کے ملاتہا شمار کیا جاوے تو دو سو تیس میل مربع ہو جاتا ہے آبادی خاص کیوں نہیں کی جو وہ ہزار اور کل علاقہ ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے علاوہ کے ملک کو ملایا جاوے تو تیرہ ہزار یا نوادہ بجھاتے ہیں یہی جو کی یہہ قصبہ ریاست کیوں نہیں کے مشرقی حد پر اوس ٹرک کے اوپر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شملہ کی ٹرک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور ٹرک کے کنارے پر ایک ٹکڑی کا مکان مسافروں کے ٹہرنے کی واسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار ایک سو ساٹھ میل ہے

**حصہ** اسو کیوں نہیں کے علاقہ میں یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے سخی قطار کے اندر واقع ہے اصل میں نام اسکا مہاشو تھا اب غلط العام مہاسو مشہور ہو گیا کیونکہ مہاشو کے معنی بڑے دیوتے کے ہیں اور یہاں ایک شوالہ پریشکاہ منہ دون کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت تہر و چو سے متحکم کی ہوئی ہے اور شب جی دیوتا کا ومان پوجن ہوتا ہے یہہ پہاڑ چتر ورتون وغیرہ درختوں سے پر ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایک سو چالیس فٹ کی ہے جسکو کیوں نہیں کے علاقہ میں یہہ ایک پہاڑ کے بلند چوٹی شملہ کے پہاڑ کے مشرق کی طرف کو واقع ہے اس میں چکینی مٹی ہے اور تہر ورتون چلیں اور سخی بہت بڑے اسکے جنوب کو بالکل ہنگام پہاڑ ہے اور شمال کی طرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور جبا مثلشی طریق کے ذریعہ سے پائیش اس پہاڑ کی ہوئی تھی تو اسمقام پر چمکے مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار ایک سو بیس فٹ ہے کہ اول کیوں نہیں کے علاقہ میں یہہ بھی ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف سپاٹو کی جنوبی حد کوہ ہمالہ میں واقع ہے اسکی چوٹی پر کھلی کے تہر بہت ہیں اور سنگ مقناطیس بھی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چہ سو بارہ فٹ ہے ماسد کیوں نہیں کے علاقہ میں یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ جگہ سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریاے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسری طرف سے خاص دریاؤں آتش نکلے رہا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار آٹھ سو فٹ ہے

**جبل** یہہ ایک پہاڑی ریاست چھوٹی کوہ ہمالہ میں معہ علاقہ اتراک کے جو پیچھے سے اٹھیں شامل ہوا ہے واقع ہے شمال کی طرف اسکے علاقہ پندرہ دو علاقہ کوہ ہمالہ و سہر مشرق کے طرف علاقہ سہر

گڑھ وال اور گڑھ وال دسہر کے درمیان دریا سے پار دٹونس جا رہی ہیں جنوب کی طرف ریت  
 سرور مغرب میں سرور و ریاست بسن سطح کل اسکا تین سو تیس میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پارلی  
 گھاٹیوں کے اندر ہے جو اسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دنیو کنارہ پر واقع ہیں جنوبی  
 اسکا کوہ شالوی و دریا شالوی کے شامل ہے ان گھاٹیوں میں سے پار کی گھاٹی نہایت سرسبز و خوشا  
 ہے اور رانا اس ریاست کا دیورائے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبل کے پہاڑ کی اکثر مقامات سے بہت  
 بلندی ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے مد پر ہے اسکا نام چر ہے وہ بارہ ہزار اکیسواونچاس فیٹ  
 اونچی ہے اور دوسری چوٹی اور کتا جو شمال میں ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکھتی ہے اور دریا  
 پار کے تہرینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے ہے وہ چار ہزار نو سو تیس فیٹ اونچی ہے  
 رہنے والے اس پہاڑ کے حدین و جبل و خوبصورت گورے رنگ کے ہیں پوشاک انکی ڈھیلی موٹی انکو  
 پاجامے اور جیت کمر بند لگے مین روٹی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتیں یہاں کی سخت بے شرم و مرد و غیرت  
 پہلے عورات کی بیع و شرا بہلا ہوتی تھی مگر اب درپردہ کرتے ہیں ہندوؤں کے مذہب کے لوگ بکثرت  
 مسلمان برائے نام شاذ و نادر ہے بولی یہاں کی ہندوستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی  
 قریب پندرہ ہزار آدمی کے اور آدنی چودہ ہزار اکیسواونچاس سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کو  
 پاس پایہ رہتے ہیں انہاں کا قوم کا راجپوت ہے ۱۱۵۰ء میں جہاں پٹک سے انگریزوں نے گورکھ پور  
 نکال دی تو یہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ ۱۳۳۰ء میں وہ  
 ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بدخل ہو گیا اور اسکے واسطے قدرت و پینشن کا دنیا قرار پایا جسکے  
 لئے سے اسنے انکار کیا ۱۳۳۰ء میں وہ مر گیا اور یہ ریاست پرا اسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اس  
 رعیت کے نابالغ ہونے تک انتظام ملک سرکار سے متعلق رہا جب وہ نابالغ ہوا تو ۱۳۳۰ء میں کامل اس  
 ریاست کا قبضہ و سکولہ اکاب تک وہ اپنی ریاست میں قابض و متصرف ہے اس ریاست کے  
 مشہور قصبہ قلعہ جبال اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے **جبال** یہ ایک قلعہ پختہ و مستحکم ہے  
 ریاست جبل کے جنوب مشرقی گھاٹی پر بنا ہوا ہے جو کہ چور سے لیکر کوہ وارتو تک پہنچتی ہے شیل پار کے  
 پہاڑ میں یہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عمارتیں سے پہلے اس قلعہ میں گورکھ پور کا قبضہ تھا اب  
 جبل کے رانا کے قبضہ میں ہے **مٹ** یہ کوہستانی علاقہ منجملہ علاقہات ریاست جبل کے ہر اسکے  
 شمال کے طرف حد و ریاست جبل کے ملتے ہیں طول اسکا قریب آٹھ میل کے جنوب مغرب شمال مشرق  
 کو اور بائیں مل جھڑاں میں ٹرنی قطار یہاں دن کی جنوب مغرب کی سمت سے شمال مشرق کو پھیلتا

اور حصہ کوہ دار تو سکے چوٹی کا چرکے پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چہ ہزار فٹ سم  
سات ہزار فٹ تک شمار ہوتی ہے پانی کی ندیاں اس میں بہت جاری ہیں جو جنوب مغرب کو چل کر  
دریائے ٹونس میں جاتے ہیں باشندے یہاں کے سخت دل دیوار و دلاور ہیں کیونکہ گورکھپور  
کے پورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقجات ان کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے اطاعت نہ کی  
اور چہ ہزار آدمی نے ملکر مقام مشیل اور فٹ مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پھر جب انگریزی  
لشکر گورکھپور کے نکالنے کو یہاں آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگوں نے گورکھپور  
کے مارنیکو تہا پناہ دی اور سرکار کی ٹبری مدد کی اور قلعہ جیل کا گورکھپور سے لے لیا جب گورکھ  
لوگ یہاں سے بدخل ہوئے تو یہ علاقہ انگریزی قبضہ میں آ گیا اس لئے کہ اصلی وارث پندر کی ریاست کا کوئی  
موجود نہ تھا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہ ریاست تھی بعد چندے یہ کل علاقہ کیون چل کے رانا  
کے حوالے ہوا کل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی ہی آبادی ہے جن میں  
قریب چار سو آدمی کے مسلح دس باہی ہوگا اگر کنا جبل کی ریاست میں ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے  
جو کوہ چار اور دار تو کے درمیان ہے اس پر بڑے بڑے درخت پھیر دیتوں وغیرہ کے ہیں اور  
شکر جو چہاں سے دیہور کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیوں کے درمیان میں سے جنگلی  
بلندی گیارہ گیارہ ہزار فٹ بلندی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس شکر کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے  
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار سات سو اونٹن فٹ شمار میں آئی ہے مثلثی بنائش کے وقت  
اس درہ کا نام تہر کا ملار کہا گیا تھا **او تراک یا تروک** یہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمالہ کے  
نچلے قطاروں میں ہے اسکے شمال میں علاقہ بہر شرق میں رامین گڈہ و بہر جنوب میں کوہ جبل  
کنڈرو و کوہ تھکائی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلندی چوٹین اس بھاڑ کی کوہ دار تو سے  
جنوب مغرب کی طرف پہلے ہوئی دریائے ٹونس تک پہنچتی ہیں اس میں بلند بلند مقامات کثرت ہیں چنانچہ  
چوٹی کوہ تنگڑو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار اکیس و فٹ بلندی ہے آبادی اس علاقہ  
کی دو ہزار پانچ سو اور آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس میں سے رئیس یہاں کا دس سو اسی روپیہ  
سیرکار کو دیتا تھا اور اکیس سو چھپیس آدمی مسلح اس کے پاس رہتے تھے شاہ اسمین جب سرکار نے  
گورکھپور کو یہاں سے بدخل کیا تو ریاست یہاں کی رئیس کے حوالے کر دی مگر پیچھے سے معلوم ہوا  
کہ وارث اس ریاست کا وہ نہیں ہے اس کے بھائی کا بیٹا وارث حقیقی ہے اس وہ مغزول ہو کر بہر  
کا بیٹا اس کا گدی نشین کیا گیا لیکن اس سے کچھ انتظام ہوا اس لئے وہ بھی برخواست کیا گیا اور ریاست

سرکار میں ضبط ہوئی بعد چندے بسبب اسکے کہ آمدنی ریاست کی بہت کم تھی یہ علاقہ جیل کے امانا کے واسطے پڑ گیا۔  
**ریاست سرسور** یہ ایک کوہستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے اسکے شمال علاقہ ریاست  
 بسن و جبل شرق میں علاقہ جہانسر و باور و ڈیرہ دون ہے جسکے اندر دریائے ٹونس و جنایتیہ و جنوب  
 غرب میں علاقہ سرمند و اضلاع ریاست ٹیپالہ و کیتیل میں اسکا کل سطح ایکڑ اسی پچتر میل مربع ہے سوائے ایک  
 چھوٹے سے علاقہ کے جو نامہن کے قریب اس ریاست کے جنوب مغربی انجام پر ہے جہاں سے چند ندیاں نکلتی  
 دریاے سرستی و لگرمین جاگرتی ہیں تمام علاقہ سرسور کا دریاے جنما کے سطح کے گرد گرد پھیلا ہوا ہے یہ  
 دریاے گری معدا ہے بدکار و ندریاے حلال و پاگور گرتا ہے دریاے ٹونس جو مغربی دیر اس  
 علاقہ کا ہے جسکو نیچے اگر جنما کہتے ہیں وہی دریا شمال مشرقی سرحد سرسور کا ہے اوسکے دہنے طرف سے  
 اور دو دریا جسکا نام مینس فٹانے رائے ہے اوسمیں اگر شامل ہوتے ہیں سطح سرسور کے علاقہ کا اکثر ہوا  
 ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حد و دیر چوٹی چر کے پہاڑ کی بارہ ہزار  
 ایک سو پچاس اور گیارہ ہزار چھ سو نو اسی فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریاے گری و جنما کے شمال  
 کے پاس جنوب کی طرف اسکے جو مقام ہے وہ صرف ایک ہزار پانوفٹ اونچا ہے اس شمول کے مقام سے  
 جنوب کی طرف علاقہ گیارہ دوں مغرب کی طرف کو پھیلتا ہے اور جنوبی حصہ کو سرسور کا بناتا ہے  
 گیارہ دوں کا علاقہ پچیس میل لمباں میں شرق سے غرب کو اور چھ میل چوڑاں میں ہے کل سطح  
 اسکا جنما کے مغرب کی طرف سے لیکر گہات سن کے ورہ تک پھیلتا ہے جو کل چودہ میل شمار میں آتا ہے اور  
 گہات سن کے مقام پر بلندی اسکی دو ہزار پانوفٹ کے ہے اور کل علاقہ سرسور کا شرق و غرب کی طرف  
 و ملوان ہے کیونکہ شرق کی طرف اسکے تو دریاے جنما اور غرب کی طرف مار کٹا بہتا ہے مار کٹا اسکے سوائے  
 اور ندیاں ہی اسکے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لئے ہوئے دریاے سرستی و لگرمین چلتی ہیں گیارہ دوں  
 کے جنوب کی طرف کو ہوا ایک کی قطار ہے جسکی بلندیان قریب اڈائی ہزار فٹ کے سمندر کی سطح  
 سے اونچی ہیں اور ذرہ ماگی تند کے راستے سے جو اوسی قطار میں ہے دریاے مار کٹا بہتا ہے شمال کی طرف  
 گیارہ دوں کے کوہ ہمالہ ہے اور کوہ مدین کے قطار شمال مغرب کو ذمہ کنارے دریاے گری کے واقع ہے  
 اور یہ دریاے گری ٹنڈ و ہوانی کے قطار کے جنوب شرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی پانچ ہزار اسی  
 فٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کوہ سر سو دیوی ہے جو چھ ہزار دو سو ننانوے  
 فٹ بلندی رکھتا ہے دریاے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرسور کے کوہ چر کے چوٹی ہے جو بارہ  
 ہزار ایک سو چار فٹ بلند ہے اوسہر چھ ہزار فٹ بلند ہے اور کوہ چوٹان آٹھ ہزار فٹ تک بلند ہے

کوہ راج گڈہ و چترن دیوی جو کوہ چر کے مغرب کی سمت کوہین سات ہزار اکیسویں درہ و سات ہزار  
 اڑتالیس فیٹ سمندر سے اونچے ہیں اور جموں کے پہاڑ کی بلندی جو جنوب مشرق انگو ہے چہ ہزار آٹھ سو  
 باون فیٹ بلند ہے اور چند پور کا پہاڑ جو دہنے کنارے دریائے ٹولن کے ہے آٹھ ہزار بائیسویں  
 فیٹ اور کانگر جو اسکی جنوب کی سمت کوہ ہے چہ ہزار چہ سو ساٹھ فیٹ بلندی رکھتا ہے۔ سرسور کا پہاڑ  
 ومانتی ہے اور جاداتی و زلت اسپین بکثرت ہے چنانچہ کلی کے مقام پر ایک تابو کی کان ہے مگر  
 پہلے جاری تھی اب اس سے تابنا نکالا نہیں جاتا اسی طرح ایک سکہ کی کان ہے وہاں سے نکالا جاتا ہے او  
 سو آدمی کے قریب وہاں کام کرتے ہیں لوہا اس پہاڑ میں افراط سے نکلتا ہوا درکان لکھ نکال کر کیوں سے  
 پہلاتے ہیں اور آٹھ پائی کا آدہ سیر بچتے ہیں اور پتھر کے تختے بھی اس پہاڑ سے بہت نکالتے ہیں جو چٹوڑ  
 کے اوپر ڈالے جاتے ہیں اور جا بجا فروخت ہو کر زرقعت راجہ کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے آب ہوا  
 اس پہاڑ کی مختلف جگہ کوہ چر سے لیکر حقد ر علاقہ میں کہ برف برستی ہے آب ہوا سرد و خشک ہے اور کپڑوں  
 کے علاقہ میں ایسے ایسے پہاڑی جنگل ہیں جنہیں نبی آدم کا گزر نہیں ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ  
 بڑی محافظت کے ساتھ اونہیں جاتے ہیں کیا ردہ دو کل علاقہ تین طرف سے بند ہے صرف مشرق کی طرف  
 جدہر چننا ہوتی ہے کہلا ہوا ہے جہاں کے کنارے کی زمین نہایت سیراب و زرخیز اور آب و ہوا وہاں کی  
 بھی اچھی ہے مگر جنگل اسکا شیر و اونچوٹوں اور چھوٹوں و چرغ وغیرہ دڑوں سے بھر ا ہوا ہے اور کھنڈ  
 ادنیٰ صرف ایسا سطل ہے کہ وہاں کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں مثالی روی خاکو پوت  
 اور کسکروں طرح کی پیدائشیں بیان ہوتی ہیں گہیوں جو اس علاقہ میں بے درپے پوئی جاتے ہیں اور  
 ایک اور قسم کا ایلج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اسکی پیدائش بہت کثرت سے ہوجا بل وگا سپر  
 پہاڑ کے قریب و شیردار ہوتے ہیں اور گہرون کی عمارتیں دو منزلیہ و منتر لہ سہ منتر لہ ہرون کی بنی ہوئی ہوتی  
 ہیں اور اون پر بڑے شہتیر چٹرو دیو دار وغیرہ کے ڈاکر تہر کی سلون سے ڈانگ دیسے ہیں ہر  
 پہاڑ میں لوہے ڈانسنے کے کارخانوں کے سواے اور کوئی ایسا بڑا کارخانہ نہیں ہے اور نہ اور کوئی  
 بڑی ایسی تجارت ہے سکرین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار ہیں بعض سکرین تو صرف وچیرہ  
 فیٹ تک جوڑی ہوتی ہیں اور دونوں طرف سکر کے بعض مقام پر عمیق غاریں اور بعض جگہ پر  
 اونچے پہاڑ میں جہاں سے لہا ہوا جانور بھی گزر نہیں سکتا یہاں کے رہنے والوں کا مذہب ہندوؤں کا ہے  
 گہر کی مرض یہاں اکثر لوگوں کو ہوجاتی ہے یعنی گلا آؤنکا سوچ کر بہت ہوتا ہوتا ہے قدہر ایک آدمی کا  
 چھوٹا ہوتا ہے اور چالاک و مضبوط و بارکش و سخت پسند ہوتے ہیں پوشاک یہاں کو لوگوں کی ایک پوشاک



اور لبہ کورتہ گھٹنوں تک اور قمری رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پہلی ہوئی ہے اور بعض سردیوں میں  
کبیل کا جو غہ بھی رکھتے ہیں امیر لوگ یہاں کو منہ دستانی وضع کے اٹکے پختہ ہیں اور سکھوں کے وضع کی  
محصروہ وار بگڑیاں باندھتی ہیں عورتیں یہاں کی نازک بدن ہنہیں ہوتیں اور اگر فاحشہ ہوں تو مرد غیرت میں  
کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہاں عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گھر میں پانچ بھائی ہوں تو  
وہ ایک عورت کو آپس میں ملکر بیاہ لیتے ہیں اور وہ ایک ہی عورت پانچوں مردوں کی عورت کہلاتی  
ہے جو نیک عورتیں وہاں بہت ہیں اسلئے وہاں لوگ اپنی لڑکیوں کو ہندوستان کے شہروں میں لا کر بیچ  
فروخت کر جاتے ہیں آدم زاد کی قیمت وہاں بلوں اور گھوڑوں کی طرح مقرر ہوتی ہے یعنی جیسی کہنشی  
خواہ صورتی زیادہ ہو اور ستھرا اور سکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس بد عوامی  
سود دی میں بہت کوشش کی ہے مگر تو بھی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ میں  
مندرو پستنگا میں بہت سے بنے ہوئے ہیں برہمن بافراط ہیں سستی کے ہونے کا یہاں برابر رواج تھا  
مگر اب بند ہے راجہ بھانکارا جو ت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہاں بکثرت ملتی ہے جب سرکار انگریزی نے  
اس علاقہ سے گورکھپور کی فوج کو نکالا تو شلہ نام میں یہ علاقہ سرحد کے راجہ کے نام پر واگذار فرمایا  
اور علاقہ کیارہ میں کا بھی ہر شلہ نام میں اسی راجہ کے حوالے کر دیا گوکہ ایک دفعہ کھلور کے پاس  
اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتھ سرکشی کی تھی مگر سرکار نے رحم کیا اور جرمانہ لیکر اسکو پھر تاج بخشی  
کی آمدنی اس پہاڑی علاقہ کی پہلے پالیس ہزار روپیہ سالانہ تھا جب کھلورہ دونوں کا علاقہ اسکے  
شامل ہو گیا تو ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہو گئی قبضہ نام میں جو علاقہ کیارہ دونوں کے مغربی کنارے  
پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا جگہ ایسی آبادی کا اور کوئی شہر قبضہ اسکی ریاست  
میں نہیں ہے کیونکہ خاص کیارہ دونوں تو صرف ایک گاؤں ہے اور قبضہ کھی جو آگے بڑا آباد تھا اب ویران  
ہو چکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا ساٹھس ہر گنوں میں منقسم ہے اور آبادی پچتر ہزار پانسو چار سو  
آدمی کی ہے یہ راجہ سرحد کا پندرہ سلوں سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اسکے پہلے جیلیمیر کے  
ملک کی حکومت کرتے تھے جب شلہ نام میں جیلیمیر فرزند شاہ تغلق کے قبضہ میں آئی تو بزرگ انکا اہل  
پہاڑ کا جاگیردار بنات سے برابر یہ اس جگہ نسبت بہت حکومت چلی آئی شلہ نام میں گورکھپور نے  
اس ملک پر قبضہ پایا اور راجہ کو بیدخل کر دیا مگر شلہ نام میں سرکار انگریزی نے گورکھپور کو بیدخل  
کر کے پھر یہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس جنگی فوج کچھ بہت بڑی نہیں رہتی صرف  
چار سو یا وہ سلع اور دو ضرب توپ ہوتی ہے جو رہہ ایک ہاتھی منہ چوٹی دار جنوبی قطاروں

کوہ ہماچت اور پنجی ہے بلکہ سرسور کے علاقہ میں ایسی خوشگاہاٹی بہاڑ کی اور کوئی نہیں ہے اور جب سپر  
 چڑھ کر جنوب کے سمت کو دیکھیں تو دور دور تک تلہ ہو جی ہے اور فراخ میدانوں ہندوستانی غریب  
 نظر آتے ہیں اور شمال کی سمت کو بلند بہاڑ برف سے ڈھکی ہوئے اور چٹکی ہوئے دکھائی دیتے ہیں  
 بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایک سو اونچاس فٹ ہے کا ٹکڑہ سرسور کے ریاست کے  
 علاقہ میں دریائے گری اور دریائے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریائے تین تین میل کے فاصلہ پر  
 یہ ایک قلعہ کلی کے شہر دن کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پائش کے وقت یہاں پائش کا حکم مقرر تھا  
 بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چہ ہزار چہ سو میل کے ہے **جیتک** سرسور کے علاقہ میں ایک قلعہ تھا  
 کی ڈھلویں شمال مغربی انجام کوہ کیا رہ دوں سے نکلتی ہے اسکی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ تفریٹ  
 لہا اور پچاس فٹ چوڑا بنا ہے جگہ چاروں کوٹوں پر چار برج اور دس سے بڑے ہوئے ہیں عمارت  
 اسکی نہایت نچتہ و مستحکم ہے علاوہ میں جب انگریزوں نے اس بہاڑ میں اگر گورکھیوں پر پورش کی تو  
 اس وقت دو ہزار دس سو آدمی مسلح اس قلعہ میں تھا جب ۲۷ - دسمبر کو انگریزی فوج ایک ہزار ساٹھ  
 میں یہاں ہو جی تو گورکھیوں نے نہایت سختی سے انکا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ میں انگریزی فوج  
 میں سے ایک ہزار آدمی میدان سے ہٹا نکلا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنوں کے مقابل بڑی دلاوری  
 کے ساتھ قیام رکھا بلکہ گورکھیوں کو پس پا کر کے قلعہ کے نیچے جا اترے اس وقت جنرل مارٹنڈل صاحب  
 انگریزی فوج انگریزی کے نے ہاگی ہوئی فوج کو ہرج جمع کیا اس لڑائی میں چار افسر انگریزی اور ۹ نفری  
 چھوٹے افسر و سپاہی قتل ہوئے دسویں اسی آدمیوں کو زخم شدیدی ہو جی پھر تیرہ ماس شہید ہو گئے  
 بڑے توپیں جنہیں نوٹوسیر کی ہتلی باروت کی پڑتی تھی انگریزوں نے بڑی شکل سے قلعہ کے سامنے قطار  
 خرما میں ہوائے اوتکے اوس قلعہ کے مقابل اور چہ توپیں و عمارت مختلف وزن کے تینلی کے اوسی گاہاٹی  
 چڑھا کر نصب کی اور قلعہ پر آتشباری شروع کی مئی مہینے کے شروع میں باعث گر جانے قلعہ اور ختم ہو گیا  
 ذخیرہ کے گورکھیوں نے امان مانگی اور ایک ہزار پانسو آدمی مسلح مع ایک ہزار عورت و بچوں کے قلعہ کے  
 اندر سے نکل کر چلے گئے اور قلعہ انگریزوں کے ہاتھ آ گیا یہ جیک کا مقام چار ہزار آٹھ سو چوں فٹ سمندر  
 کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایک ہزار چہ میل کا  
**کولرون** علاقہ کیا رہ دون سرسور کے ریاست کے متعلق یہ ایک آبادی اور فرد گاہاٹی  
 کی اوس شہر کو جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کی طرف ڈیرہ کے واقع ہے کیا وہ  
 کے گردے کے بہاڑ انہیں بہت بڑے ہوئے ہیں اور صرف ایک ہی ہندی حکما نام تباہ ہے اسکی تاریخ

شکر اس پہاڑ کی بہت ناصاف و نامہوار ہے اور سوائے پانی کے اور کوئی چیز یہاں کم سیر ہوتی ہے صاحبان انگریز اس پہاڑ کا نام کلہون لکھتے ہیں اس مقام پر پناب میں غلام قادر خان روہیلہ و جلگت پرکاش راہ سرمور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جس میں غلام قادر خان نے شکست کھائی فاصلہ اسکا شمال مغرب کو کلکتہ کو ایکڑ چھاسی میل کا ہے کیا رودہ سرمور کی ریاست کے متعلق یہ ایک گانوا دس شکر پر جوڈیر ہے ناہن کو جاتی ہے ناہن سے اکسین میل جنوب مشرق کو واقع ہے اور یہ ایک چوٹی سی آبادی پہاڑ کے نزدیک آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکھپور کے وقت کا بنا ہوا ہے گلاب ویران غیر آباد ہے یہ علاقہ سرمور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ء میں عطا فرمایا اور یہ شہر میں گلاب راجہ انصاف کے کام میں کیسی طرفداری نہ کرے اور لوگوں کی خاص ذات کے اسباب کا سوا اور سبب اسباب کے محصول نے شکر کا بنانا اپنے متعلق سمجھے رودہ فروشی ہونی پائے کوئی عورت رودہ کے ساتھ سستی نہ ہو بلندی اس علاقہ کی سمندر کے سطح سے ایکڑ آٹھ سو چالیس فٹ ہے ناہن یہ شہر سرمور کی ریاست کا دارالریاست ہے راجہ سرمور کا اسی شہر میں سکونت رکھتا ہے آبادی اسکی مغربی انجام کوہ کیا رودہ دونوں شکر پر جو بہار پور سے سپاٹو کو جاتی ہے چون میل جنوب مشرق کے سمت سپاٹو سے واقع ہے یہ شہر ان پہاڑوں کے شہر و نمن بہت مصفا و خوبصورت و خوشنما ہے گہرا شہر کے پتھر کے اینٹوں کے چونچ بنے ہیں اور آبادی کا مقام ہوار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازار دن ہونے بسبب شب و فراز زمین کے اکثر مقامات پر زمین تہر کے یا پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہیں اور جو ہوا بنا ہوا ہے وہاں بہت صاف پتھر کا فرش ہے رہنے کی جگہ راجہ کی شہر کے اندر ایک لٹان محل ہے خصوصاً زمانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنما بنا ہوا ہے اس شہر میں تین مندر مندوں کی پرستش گاہ ہیں اور ایک انگریزی مقبرہ جس میں لھٹا ہتھکری صاحب دارتین اور افسروں کی قبریں ہیں موجود ہے یہاں قلعہ جب تک لڑائی میں مارے گئے تھے یہ شہر ۱۸۳۸ء میں سرکار انگریزی نے گورکھپور سے لیکر راجہ کوڈ شکر اسکے پاس کی سرمور کے راجہ نے بہت اچھی بنوائی ہے اس شہر کی بلندی پر کچھ ہوکر دیکھیں تو تمام سرہند کے میدان اور دریاؤں کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو فٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکڑ آٹھ سو چالیس میل کا ہے راج گڈہ سرمور کے ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہ ایک قلعہ مریم شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کے نیچے اسکی ایک ایک برج چالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس قلعہ میں تمام تعمیرات کے تختوں کی ہے اور عمارت کے اندر کڑی کے ٹرے بڑے شہر کے لیے ہوئی ہیں اور بڑی مضبوطی اور کا دیگی سے محاط

اسکی بنی ہے گورکھپور نے اپنے حملہ کے وقت اسکی دیوار کو سربک لگا کر اوڑا یا تھا بلندی اسکی سمندر کے  
سطح سے سات ہزار ایک سو پندرہ فیٹ لی ہے **سائیں** سرسور کے علاقہ میں یہ ایک قطار پہاڑوں کی  
شمال مغرب کی سمت سے جنوب مشرق کی سمت کو پہنچتی ہے اور پہلاڈ اسکادو دریاؤں حلال اور گری  
کو درمیان واقع ہے دریاؤں حلال اسکی جنوب مغرب اور دریا گری اسکی مشرقی بنیاد میں ہوتا ہے یہ پہاڑ بالکل جونی کو لگا ہوا  
ہے اور دریا گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو تپرون کے تختوں کا جو گزرتا ہے بلندی اسکی آٹھ ہزار فیٹ  
کی ہے اور بعض مقامات پر چہ ہزار سے لیکر سات ہزار فیٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہلا کچھ پچیس میل تک برابر چلا جاتا ہے  
**ٹھنڈ و بھوانی** سرسور کے علاقہ میں یہ ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام  
کے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر رنجتہ منڈون کی خوشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر  
رکھی ہے اور دوسرے منڈو اگر اسکی پرستش کرتے ہیں شلشی پایش کے وقت اس مقام پر محکمہ متبر  
ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار سات سو فیٹ کے ہے **ریاست منڈو وریا**  
**مالا گڈ** یہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گھاٹیوں میں واقع ہے اسکے شمال کو کھلور مشرق  
بہاگل و جھلوک و جنوب مغرب میں علاقہ سر منڈ کل سطح اسکا دوسو بیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ پر  
تمام ڈھلوں قطار میں پہاڑوں کے ہیں جو کہ تسلیم کے بائیں کنارے سے شروع ہو کر اور جنوب مشرق کے  
طرف کو جھلکریا ٹو کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اونچے پہاڑ سے جاتے ہیں اس پہاڑ کی بلند چوٹیوں میں سے  
جسٹہ گڈہ چار ہزار چار سو فیٹ رام گڈہ چار ہزار چوٹ فیٹ سمندر کی سطح سے اونچے ہیں اور دوسرا  
ایک تیز دوسرا گڈہ یا گڈہ ڈھلک میں جیسے ہیں جو کہ تسلیم کے شمال مغرب سرسور کے تمام سے جھلکریا ٹو کے  
ساف قیس سیل کے کنولی کے مقام پر تسلیم میں شامل ہو جاتے ہیں کل علاقہ میں سے گڈہ کی گھاٹی  
بہان آباد و زراعت مشدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمہ اور چوٹی چوٹی ندیاں و مان جتی ہیں انکو  
کناروں پر میوہ دار و درخت ناشپاتی وغیرہ کے بے ہونے ہیں اور راستہ کے دونوں طرف بہت سی گائے  
آما دھوتے پلے گئے ہیں دریاے سرسور میں بھی بہت سی چوٹی چوٹی و مارین شمال و شمال مشرق کی سمت  
سے آکر شمال چوٹی ہیں جنہیں بلاوہ ورتہ و ندیاں قابل ذکر کرنے کے ہیں انکی سوائے دریاے ٹھنڈ  
و کالا گڈہ و چوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈھلوں قطاروں پہاڑوں سے نکلتا ہے اس علاقہ کو سیرا  
کرتے ہوئے تسلیم میں آگرتے ہیں جھدر زمین اس علاقہ کے روستہ سرسور و تسلیم کے نیچے ہے وہ دریا برہوتی  
ہے جب کہی نکلتی ہے تو اوہ میں پیدائش غلہ کی کثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایک ہزار و فیٹ  
بلند ہے آب و ہوا و پیدائش اسطرح کی بہت اچھی ہے پیداوار سی جان کی بکی جانوں گندم جو روٹی

افسوس ادرک تار امیر اسن تماکو قتل سرتسون وغیرہ غلبہ و بناات میں اور میوجات میں سے آثار  
 آرتو میر سیب اکھوٹ رزدا کو خانی شاہ آکورس بہری استنادری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار  
 بہت ہوتی ہے رُب انار کا یہاں خوب بنتا ہے اور انار کا چمکا دور در تک واسطے فروخت کیے جا  
 جاتا ہے اور اہل ناس انجیر ناک صنوبر جلیوزہ و گلاب وغیرہ ہول بہت ہوتے ہیں اور ملک سیالپور  
 ہے کہ خطہ اور سکا پور کے خطہ سے مشابہت تائید رکھتا ہے بڑی بڑی آبادیاں اس میں ہیں نالاکڈہ  
 رام گڈہ پلاسی نالاکڈہ خاص اچہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ پلاسی کے مقام پر رہتا تھا اس ریاست  
 میں ایک سو چھتیس گاؤں اور تھنیا میں ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آدنی ایک لاکھ روپیہ کی ہے موضع  
 شہگوری دہرولی اس اچہ کو ماہ نومبر ۱۸۸۷ء میں مالون کے قلعہ کے عوض میں عطا ہوا اور وہ قلعہ معہ  
 چہ گانو کے انگریزی فوج کے واسطے لویا گیا **چنہ گڈہ** منڈور کی ریاست کے متعلق بائیں  
 کنارے دریائے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر یہ ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کی سمت کو بنا ہوا ہے عمارت  
 اسکی تختہ مضبوط ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار چار سو فٹ شمار میں آتی ہے محجوری  
 منڈور کی ریاست کی متعلق یہ ایک قلعہ اور بلند ڈھلونین طار پہاڑ کے بائیں کنارے دریائے ستلج  
 کے بنا ہوا ہے یہ قلعہ گورکھپور کی ٹرائی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا  
 جب گورکھپور کو سرکار انگریزی نے پہاڑ سے نکالا تو یہ قلعہ بھی انگریزی قبضہ میں گیا **قلعہ مالور**  
 منڈور کی ریاست کے متعلق یہ ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی کے اوپر ستلج کے بائیں کنارے  
 واقع ہے یہ پہاڑ کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نیچے حصہ کے ساتھ شامل ہو جاتا  
 ہے قلعہ کے مقام پر میدان ہاڑ کا بس گز سے لیکر تیس گز تک چوڑا ہے شمال مشرق کے طرف کو چوڑا  
 اس پہاڑ کا دو ہزار فٹ دریاے گمرار تک ہی اور دوسری ڈھلون جنوب مغرب کی طرف کی اس قلعہ  
 دریاے گمرار تک جاتی ہے یہ قلعہ بڑا مضبوط و تختہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کھانا پانی اور چھبے ساہی  
 کے رہنے کے اور میکہ زین کے رکھنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا  
 ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار غیر خندق کے بنی ہے ماہ اپریل ۱۸۵۷ء میں جب امر سنگھ  
 گورکھپور کی فوج کا تمام پہاڑ سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ میں آکر محصور ہوا مگر جنرل اوکٹر لونی صاحب  
 ایک بڑا قلعہ کن پو سنانہ رہاں آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپیں جوڑ کر ۱۰ بجے شام  
 کو آتش فشاں شروع کی آخر کار قلعہ میں فریقین کے یہ بات قرار پائی کہ دریاے کانی سے مغرب کی طرف  
 حصہ پہاڑی ملک ہو کر کہیں اسکل ہو کر چلے جاویں چنانچہ گورکھپور قلعہ خالی کر کے چلے گئے اور قلعہ سرکار





کل سطح پندرہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانچ سو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانچ سو چھپن روپیہ ہے۔  
 جھین سے ایک سو اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے راناکے پاس  
 دو سو آدمی نوکر ہیں مگر انکو نقد تنخواہ نہیں دیتا منجملہ علاقہ ریاست کے ہر ایک ملازم کو زمین دی گئی ہے  
 جھین کے کاشتکار گزدارہ کرتے ہیں اور غنہ الضرورت راناکے نوکر ہی میں ہی حاضر ہو جاتے ہیں چاندنام  
 میں بعد نکالنے کو رکھیں کہ یہ ریاست سرکار نے راناکو عطا کی **سیری** پہاڑی علاقہ میں یہ ایک درہ  
 کوئی کا نام ہے پہلے یہ گنبار کی ریاست کے ماتحت تھا پھر سرکار سے ہمارا اجڑا یہ علاقہ کو عطا ہوا یہ درہ اوس  
 پہاڑ میں ہے جو میان میں کوہ ساٹو وشلہ کے واقع ہے اور ساٹو کی چاؤنی اس مقام سے بارہ میل ہے یہاں ایک  
 چوٹا سا گاؤں بھی اچھی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت میں مسافروں کے آرام کے واسطے آباد  
 ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو اکثر فٹ شمار ہوتی ہے ریاست بھی ایک  
 چوٹی ہی ریاست کا علاقہ تبلیج پار کے علاقہ میں ہے اسکے شمال کسٹون کو کوٹھار اور مشرق کسٹون کوٹھار  
 اور جنوب میں علاقہ ٹیپا کہ مغرب میں علاقہ مملوک ہے اس ریاست کے کل علاقہ میں سے پانچ میل تک برابر ریزو  
 بخرو غیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و ریزو ہے اس میں تین پرگنہ ہیں اور تین پرگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد  
 ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپیہ سالانہ ہے جھین سے اکیس سو اسی روپیہ سرکار کے خزانہ  
 میں داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ میں ہی گوگنہ قابض ہو گئے تھے سرکار نے انکو پہاڑ  
 نکال کر ریاست میان کی قدیمی زمین کے حوالے کر دی اور زمین کے پاس دو سو ساٹھ سو چھپن روپیہ کی آبادی  
 دی **ریاست کمار سین** یہ ایک پہاڑی ریاست درمیان تبلیج اور جھین کے ہے جسکے شمال میں  
 کھڑے اور اس ریاست کے علاقے اور کھڑے درمیان میں دریائے تبلیج جاری ہے شرق کی طرف اسکے  
 ریاست کوٹ گڈہ اور انگریزی ضلع سندو کہہ و کوٹ گڈہ ہے جنوب میں تین عرب میں علاقہ گوندو و ملا  
 متعلقہ کسٹون میں سطح اس ریاست کا چھپن میل سوائے تنگ میدان بائیں کنارہ تبلیج کے اور سطح اسکا  
 بہت بلند ہے اور میدان کمار سین کا سمندر کے سطح سے پانچ ہزار دو سو اوناسی فٹ ہے چاؤنی کوٹ گڈہ  
 کی جھین کی حد ہے ہر ہزار چھ سو چھپن فٹ اونچی ہے اور وائٹو کا گڈہ جو اسی علاقہ میں ہے وائٹو  
 جھین فٹ ہے شمال کسٹون اسکے ایک چوٹی ہی ندی آکر وائٹو گڈہ کی گلابانی لیکر دریائے تبلیج میں  
 گرتی ہے اور جنوب کسٹون سے آورد و چوٹی ندیاں آکر دریا کے گری میں شامل ہوتے ہیں پیداواری  
 اس پہاڑ کی گھون جو کئی کئی قسم کی ٹماکو اور دیگر رہتی ہے جو شہر سے جو شہر جھین جھین  
 اس کے علاقہ میں ایک ایک قسم کی ٹماکو اور دیگر رہتی ہے جو شہر سے جو شہر جھین جھین

تجارت ہوتی ہے تل کی میان زراعت بہت ہوتی ہے اور اوسے کا تل جلانے میں آتا ہے شالی میان کئی ایک قسم کی ہوتی ہے سفید دیہاہ چنے ہی بوئے جاتے ہیں سپہ میان اعلیٰ قسم کا شیریں لذت دار خوشبو ہوتا ہے سولے اوسکے ناشپاتی آرد زرشک انگور اکھروٹ طرح طرح کے شامبوت بکثرت پیدا ہوتے ہیں انھوں درختوں کے چمگل بہرے ہوئے ہیں راجہ برانکا جو پہلے سہر کے راجہ کا مطیع تھا اوسکو گورکھیوں نے ریاست سے بیدخل کر دیا تھا مگر شہنشاہ میں انگریزوں نے گورکھیوں کو نکال کر راجہ کھرنگ کو دوبارہ سندھ نشین کیا وہ ۱۳۹۰ء میں لاہور گیا اور کل ریاست سرکار میں ضبط ہو گئی بعد چند ہی عرصہ میں راجہ ستونی کے سرکار نے راجہ پرستیم سنگھ کھرنگ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پر دیدیا سالیانہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار روپیہ ہے جہاں سے ایک ہزار چار سو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی میں داخل ہوتا ہے خاص کارسین ایکٹھ ماسا قصبہ راجہ کے رہنے کا مقام ہے جو بائیں کنارے پر دیہے تلج کے آباد ہے گورکھیوں کے حملہ کے وقت یہ قصبہ بالکل اوجڑ گیا تھا اور راجہ کے رہنے کے محل ہی ادھون نے مسمار کر دئے تھے اور کل آبادی میں کل بارہ گھر زریل و کمین دیویوں کے میان آباد رہ گئے تھے جب گورکھیہ نکالے گئے اور راجہ کو پرستیم راجا سپر دھوی تو چند سال میں یہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکے پنجہ چین والوں کی عمارات کے طرح بنی ہوئی ہیں راجہ کے سکونت کے مکان ہی ٹہرے عالیشان تعمیر ہوئے ہیں شہر آباد و وحیت دشا دس تجارت بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار دو سو اسی فٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو براہ سائٹوا ایک ہزار دس میل کا ہے مانڈوئی کارسین کی ریاست کے متعلق یہ قصبہ اوس شکر پر جو شکر سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے کوٹ گڈہ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگرچہ یہ قصبہ چوٹی سی آبادی کا ہے مگر زیادہ تر مشہور سی اسکی اس سب سے کہ یہاں دیہاری مندر پر شکر گاہ کے لکڑی اور تھر کی عمارت کے منقش و عالیشان بنے ہوئے ہیں اور دور دورے ہندوؤں کی پرستش آتے ہیں اس قصبہ میں بھی برہمن لوگ بہت رہتے ہیں جو ادھون مندر وں کے پوجاری ہیں اور آمدنی زیادہ کی کہتا تو ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چار سو اٹھائیس فٹ ہے **ناگ کندا** کارسین کی پہاڑی ریاست میں یہ ایک درہ ادھون پہاڑی قطار وں میں ہے جو کوہ دار تو کے مغرب کے طرف سے نکلتی ہیں چڑھائی اس درہ کی جنوب کے طرف سے ڈھلوان ہے اور پہاڑ سرسبز و خوشنما درختان دیور اور جلیور و زیتون بکثرت ہیں اور چشم پانی کے صفا جاری ہیں جگہ جگہ پانی پور کی طرح حکما ہوا نظر آتا ہے اوسکی ایک حمامات میں تھرتی پھول اور ستری اشہ ہے کہ اوسکے دیکھنے سے بہت یاد آتی ہے اس درہ کی چوٹی پر ایک کھنڈا ہے جو چاروں طرف سے چھوٹی چوٹیوں کی آماجگاہ ہے اس درہ کی بلندی اسکی سمندر کے سطح سے

نوبہار سوار فیٹ ہے ریاست کوٹ گڑھ یا بارہ ہیکرا می یہ ایک چوٹی سی  
 پہاڑی ریاست تلج پار کے ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو دریائے تلج شرق میں علاقہ سیر جنوب میں  
 اٹکائی مغرب میں کراچین ہے یہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا اکل تین میل مربع ہے اس ریاست کا  
 نام پہلے بارہ ہیکرا می تھا اسلئے کہ بارہ ریاستیں جو بائیں کنارے دریائے تلج و تونس کے تہیں وہ اسکے  
 ماتحت تھیں اور یہاں کا راجہ سیر کے راجہ کی اطاعت میں تھا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکھپور پر  
 فتح پائی تو نوبہار کی چٹائی تاریخ ششام کن لکھی ہوئی سند کی رو سے یہ ریاست یہاں کے راجہ کو مل گئی لیکن  
 زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سند و کدھ جو اس ریاست کے شرقی حد ایک ندی کے کنارے پر  
 وہاں انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چھاؤنی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ  
 اور تمام علاقہ سے نیش میں بائیں کنارے دریائے تلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں ٹبری  
 رزعتین ہوئی ہیں اور تمام ہزار سیر سبز دکھائی دیتا ہے اس علاقہ میں دو باغ ہیں ایک مقام کوٹ گڑھ  
 خاص اور دوسرا ایک دوسرے میدان جو چار ہزار فیٹ چار و فطون کے ہزاروں سے نیش میں ہے  
 اور اون باغوں میں کیلے و انار و سیب غیرہ میوہ دار درخت اور انگریزی قسم کے نباتات و پھول و پتے  
 بہت ہیں آب و ہوا یہاں کی خوش و موافق طبعتوں کے ہے جاڑوں میں اول کو ہڑپتی ہے ہر برت  
 جرتی ہے گرتی رہی سردی مہلک و سخت نہیں ہوتی گرمیوں میں موسم دلپذیر و موافق ہوتا ہے سخت گرمی  
 نہیں ہوتی صا جان انگریزی سب ملک کو بہت پسند کرتے ہیں خاص کر جس مقام پر کہ چھاؤنی مقرر ہوئی تھی بارہ  
 گرتی کے موسم میں اون و پتہ کلباں ہنتر میں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرناں و ساٹو کے  
 راستے ایک ہزار ایک سو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چھ سو چونتیس فیٹ ہے  
 کوٹھار کی ریاست یہ ایک پہاڑی ریاست تلج پار کی ریاستوں میں سے ہے اس کے شرق  
 کے طرف کوہ ساو و باقی کے طرفوں میں ریاست مہلوگ اور بیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا اور  
 تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جس میں سے ایک ہزار  
 اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکھپور کو جب فتح کیا تو اس میں اس ہاڑ  
 سے نکالا تو یہ ریاست یہاں کی قدیم راجہ کو عطا کر دی تھی یہ ریاست کوٹھار کی ریاست کوٹھار کے راجہ  
 ایک چوٹی سی ریاست ہے اسکا شمال کو ریاست علاقہ بیگی شرق کو بدنان جنوب میں شلمہ و کیون ہنل مغرب  
 علاقہ مہاراجہ شیار کے ہے کل سطح اسکا پچیس میل مربع زمین چھ ہزار دن کی بہت بلند اور  
 اسکا ایک دریا اسکا شکار کرتا ہے جو اسکا دریا کا نام اسکا ستھہ ہے جاگتا ہے آبادی اسکا

تین ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے پہلے یہ ریاست راجہ کیون تہل کے ماتحت تھی  
 سرکار انگریزی کے ماتحت ہر ریاست کو ٹنڈی بہار کی ریاستوں میں سے یہ بھی ایک چوٹی سی ریاست  
 ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست گلو اور شرق میں کمار سین جنوب کو بسن و مدان مغرب میں گلی  
 و تہوگ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چھ میل عرض ہے اسکے راجہ کو  
 تھاکر یا رانا کہتے ہیں شہنشاہ میں تھاکر بہانکا مر گیا اگرچہ اور بھی رشتہ دار و عویدار تھے مگر سرکار  
 سندھیشی بہانکی راجہ متوفی کے پوتے کو ملی منتی نامہ یہ ایک چوٹا سا قلعہ گوند کی ریاست کے متعلق  
 ادس شرک پر جو شہر سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شہر سے او میں میل شمال مشرق کے سمت کو بنا ہوا ہے  
 بلند فی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ کی ہے ریاست جھلوک یہ ایک چوٹی سی  
 ریاست تلج پار کے پہاڑ میں ہے شمال میں اسکے منڈ و ر شرق میں ٹیالہ و ریاست کوٹہار جنوب میں  
 ریاست بجا غرب میں پنجور دون و منڈ و شمال جنوب کو طول اسکا پندرہ میل عرض سے غرب کو نو فٹ  
 اسکات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے جہن سے ایک ہزار چار سو پانچ روپیہ سرکار  
 کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے شہنشاہ میں آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار میں تھی  
 اور شہنشاہ میں یہ ریاست گورکھپور ہے جہن کر سرکار انگریزی نے رئیس مال کو دیدی تھی فقط  
 ریاست منگل یہ ایک چوٹی سی پہاڑی ریاست تلج پار کے علاقہ میں ہے اسکے شمال کو علاقہ  
 سکیت ہے جکے اندر دیاسے بایا جلتا ہے شرق و جنوب میں علاقہ ہاگل مغرب میں کھلور و لبان کا  
 شمال سے جنوب کو اور چوڑاں شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالانہ ایک ہزار اور ایک ہزار آدمی کی آبادی  
 ہے ریاست رائیں یہ ایک پہاڑی ریاست تلج پار کے ریاستوں میں ہے جنوب شمال  
 و شرق کو اسکی ریاست بھر غرب میں علاقہ ترول و بھر ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول  
 اور پانچ میل عرض ہے رائیں کی ریاست میں یہ ایک قصبہ کوہ ہالہ کے پہاڑ و غنیمت  
 جمو از میدان میں دریاسے پار کے بائیں کنارے پر آباد ہے یہ مقام شلتی بھایش کے وقت ایک  
 بابے حکومت و عیش و تفریح و اتھامندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار آٹھ سو شانویں فٹ ہی  
 ریاست لکھنات یہ ایک ریاست تلج پار کی ریاستوں میں ہے اسکے شمال کو علاقہ ٹیالہ  
 و بر دولی و شرق کو ریاست کیون تہل جنوب شرق و جنوب کو ہی علاقہ ٹیالہ غرب کو بجا و کوٹہار و  
 ہاٹ ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چھ میل کل سطح میں میل مربع  
 ہے جب شہنشاہ میں گورکھپور کو لٹاکر سرکار انگریزی نے اس پر قبضہ پایا تو انگریزوں نے اس کو



دس برکنوں اس ریاست سے چہ برگنہ راجہ پٹیاہ کے پاس ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ فروخت کر ڈالی  
اور باقی کے چار برگنہ دمان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکھپور کی بہم کے وقت سرکار  
کی کچھ امداد اور استعاضہ ہر مہینہ کیا تھا اس واسطے اس قدر علاقہ اسکا سرکار میں ضبط ہو کر فروخت  
کیا گیا اس وقت آبادی اس علاقہ کی بحساب فی میل مربع اکیس سو چودہ نفری اور کل تین ہزار چار سو  
بیس تھا ۱۸۳۹ء میں راجہ اس ریاست کا لاوارث مر گیا اسکو کل علاقہ سرکار کی ضبطی میں آ گیا کہ مہاراجہ  
پٹیاہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ دیا یہی منظور کیا گیا اور سکونلا اور آبادی کے  
واسطے جا بجا تقسیم ہوا اور کچھ حصہ انگریزی چاؤنی کے نیچے آ گیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹھ سو پچاس روپیہ  
تھی اسکے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ اس میں سے ایک ہزار دو سو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور  
پنشن کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ میں داخل ہوا اس وقت رانا کے وارثوں نے اس ریاست کے حکم کو  
ولایت میں دے دی پیش کیا دمانے لارڈ الہنرا صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور بعد  
طلب ہوئے کیفیت کے یہ تجویز سرکار کے صاحب اجنٹ زرنٹنٹ کے جو اس وقت لاہور کے دربار میں  
سفیر سرکار کے ہوئے تھے راجہ متونی کا چھوٹا بھائی وارث ریاست کا قرار پایا مہاراجہ کی منظوری سے  
ہوئی باقی تھی کہ وہ لڑکا بھی مر گیا اسکے مرنے کے بعد اور دو برادر زادے راجہ متونی کی ریاست  
کے دعویدار ہوئے انکی نسبت ولایت سے یہ حکم نفاذ پایا کہ اس ریاست کے باب میں گورنمنٹ ہند  
کو اختیار ہے اگر وہ کسی کو دینا چاہے تو نئے شرائط قائم کر کے اسکو نو دیوے اور یہ نئی عطایات سرکار  
انگریزی کی شمار ہو کر گورنمنٹ کی رائے میں ستر ہونا اس ریاست کا راجہ ملے وارثوں کو مناسب  
متصور ہونا اور بدو یہ علاقہ ضبط سرکار رانا ریاست بہاگل یہ ایک چوٹی سی ریاست  
بہار کی ریاستوں میں ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے شرق کی طرف علاقہ بھلی و دھامی و پٹیاہ جنوب کے  
کنیا و غرب کو منڈور و کھلور و مانگل ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹھارہ میل اور دس میل عرض ہے  
کل سطح اس علاقہ کا اکیسویں شمار میں آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جہاں بہادر گڑھ کی جیٹی  
جس پر اردو و سوتھن ٹنٹ اور بارادوی کی سات ہزار تین فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس بہار  
کا بانی صد اور چوٹی چوٹی بہت ندیوں کے دریا کے گہریں کرتا ہے اور ایک ہی انہیں سے حکانام  
شکل پائش کے وقت سرکار کیا ہے وہ شمال مغرب کی طرف کو بہرہ کر دیا ہے سطح میں جاگتی ہے  
بہاگل کے علاقہ میں بلکہ یہ گیارہ آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چھ ہزار روپیہ  
ہے جس میں ہزار روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے

سرکار نے فوج گورکھ کو بہانہ سے نکالا تو یہاں کے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور  
 تین ہزار آدمی کی فوج کے رکھنے کی اجازت دی **قلعہ ارگی** یہ ایک قلعہ بہاگل کی ریاست کے  
 متعلق مشرقی حد کے بلند اور ڈھکون قطاروں پر واقع ہے اس قلعہ میں پہلے گورکھ فوج رہتی تھی  
 ۱۵۱۵ء میں سرکار نے اونکو نکال کر یہ قلعہ بہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ ہری** لوہڑیالہ کے  
 علاقہ میں یہ ایک موضع معہ ایک قلعہ کے اوس شکر پر جو ٹھلہ سے ساٹھ کو جاتی ہے ساٹھ سے پانچ میل  
 فاصلہ پر واقع ہے آبادی اسکی دریاے گنر کے ایک شاخ پر زیر حکومت و ملکیت مہاراجہ ٹیالہ کے  
 ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تین ہزار ایک سو ستائیس فٹ ہے مورنی تلج پار کے پہاڑی علاقہ  
 میں یہ ایک چوٹی پہاڑی ناہن کے شمال مغرب کے سمت سے چکر جنوب مشرقی انجام کوہ چور دوون پہاڑ  
 پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو مورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چوٹی سی آبادی کا ایک  
 موضع بھی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہ مقام علاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تھا سکھوں نے اوس پر  
 غالب کر اپنے تحت میں کر لیا بلندی وستی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور شمالی سائش کے قوت  
 یہاں ہی اسٹیشن تقریباً اٹھارہ خاص قلعہ کے مقام کی بلندی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو  
 تیرہ فٹ ہے **قلعہ راج گڈھ** مہاراجہ ٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہ ایک قلعہ دریاے  
 گری کے دہنے کنارے سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت پتروں اور چونک کی  
 طول اسکا چھ سو فٹ اور عرض پچیس فٹ بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار ایک سو پچیس  
 فٹ ہے سردیو تا یہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ ساٹھ کے نزدیک ماتحت حکومت برگندہ ساٹھ کے  
 واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک سخت مندر شیب جی مہادیو کا بنا ہوا ہے اس جیسے اس مقام کو سردیو تا  
 کہتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار چار سو فٹ ہے **ریاست** لہر کوہستانی پہاڑ  
 یہ ایک بڑی ریاست جو اسکے شمال کو انگریزی ضلع ستی شرن کو علاقہ جینی تا تار جنوب کو ریاست  
 گڈھ وال غرب اور جنوب غرب کو مختلف اضلاع پاس کی پہاڑی ریاستوں کے ہیں یہ علاقہ چھانوڑ  
 سیل لہا شمال شرن سے جنوب غرب اور پچیس میل چوڑا جنوب شرن سے شمال غرب کو کل سطح اسکا تقریباً  
 سیل مربع ہے اور اوچے پہاڑوں اور بلند چوٹیوں کے اندر واقع ہے اس قدر کہ اسکے ساتھ کاکوشی  
 اور علاقہ بلند تر روئے زمین پر نہیں ہے کہ نہ ٹ اس علاقہ میں جو بائیں کنارے دریاے ستلج  
 کے ہے وہ تین ہزار ساٹھ فٹ اوچا ہے اور کوہ راہن جو بائیں کنارے دریاے پار کے  
 اور مہاراجہ ٹیالہ کے علاقہ میں ہے اور دریاے آسن کے پاس کے پہاڑ اور مقامات بہت ہیں اور بعض

ایسے ہی ہیں جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہیں دریا سے تلج تلج  
 میں شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اسکے اجراے کی سی گویا دو حصہ نہیں یہ ملک منقسم ہو گیا شمال کی طرف  
 کا جو حصہ ہے اسکو کنا اور جنوبی حصہ کو بہرہوتے ہیں کنا وکے ملک میں بہت کانیں کچی تانبے کی  
 دریافت ہوئی ہیں لوہا اوس بہار سے کثرت کے ساتھ نکلتا ہے اسطرح کہ کچھ تو لوہے کے پھر موٹی ہیں  
 اور کہیں سے کچا لوان نکلتا ہے اور کچا لوہا مقام ناد اور شل کے جو جنوبی و مغربی حد پر اس علاقہ کے آباد  
 ہیں نکالتا جاتا ہے اور کارخانے اسکے جاری ہیں یہ لوہا کچی کی طرح چکاتا ہے کیونکہ اوس میں ریگ  
 بہت ہوتی ہے کانیں بہان جو کہودی جاتی ہیں اونکی شکل بطور زینہ دار مکان کے ہوتی ہے اور  
 آدھی آدھی میل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہیں پہلے اوس کے لوہے کو چڑے کو بلوں سے تاکے  
 اور کوٹ کو درست کرتے ہیں اسطرح کے جلانے میں وہ اصل میں دو تہائی جلکر ایک تہائی بچتا  
 ان سب کانوں میں سے شیل کی کان کا لوہا بہت اچھا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ متیار اوس سے بنائے  
 جاتے ہیں کچا لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکڑے میں سے تیس یا چالیس یا سچاس ٹکڑے  
 ایسے نکلتے ہیں باقیے ناکارہ ہینکٹینے کے لائق ہوتا ہے آب و ہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور  
 جقدر ملک کی نشیب و فراز و خشکی و تری میں فرق ہے اوسقدر آب و ہوا میں تفاوت ہو رام پور کے  
 مقام کی زمین میں ہزار دو سو ساٹھ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی حد  
 لیکر اون پہاڑوں تک کہ جہاں بسبب کثرت برسات کے آج تک بنی آدم کا گدہ نہیں ہوا طرح طرح کے  
 موسموں و رات و ہوا بدلتی رہتی ہیں نہایت موافق و دلپذیر ہے وہاں مقام چو آرا باد پابری  
 گناٹھی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹھ فیٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیداواری  
 اس علاقہ کی سطح کے کنارے زراعت کے مقام سے لیکر علاقہ سرحد تک جا سجا مختلف ہے رام پور کے  
 مقام پر بانسوں کے جنگل اور دیوہ دار ہر ایک قسم کے درخت کثرت ہیں اور بر فانی پہاڑوں پر گھاس  
 ہی پیدا نہیں ہوتا تلج کے کنارے بلندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار فیٹ تک ہیں اور جقدر اوپر  
 جاتے جاتے سرد و ستانی قسم کے درخت غائب چلے جاتے ہیں اور پورے درخت و نباتات و پھول کثرت  
 نظر آتے ہیں و جیش و دیوار و زیتون وغیرہ چٹائی درختوں کی یہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ  
 کے طرح دکھائی دیتے ہیں اس پہاڑ میں چائے کی بدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چائے کی درخت  
 دریا سے تلج دریا سے لہی کے کنارے جو چور کے پہاڑ کے اندر ہے کثرت ہوتی ہے و درخت کی جگہ  
 کئی جہاں ہوتی ہے جو میں کی چور سے مشابہت تمام رکھتی ہے و پانچویں سالانہ کی چائے کی درخت

سے سوداگر لوگ شہر لے دار السلطنت لداخ کو لیجاتے ہیں اور وہاں اس ملک کی چائے کے سوا  
 چین کی چائے کی کچھ قدر نہیں ہے اور یہاں غرب غراباد و تہذیب غنی سب چائے کا استعمال کرتے ہیں  
 کنادور کے علاقہ میں انگور کی بہ کثرت ہے کہ لاکھوں من تنگ اور سکی پیداوار کی مقدار ہے تازہ انگور  
 جس قدر کہانے سے سوج رہتا ہے اس کے ڈھیروں کے ڈھیر خشک کر رکھتے ہیں اور سکی سوداگری  
 ہوتی ہے اور شراب کھجواٹی جاتی ہے۔ یہاں برسات اور جاتے کے موسم میں وہی خشک انگور انکی  
 غذا ہوتا ہے جاتے میں کشمش خشک ایک روپیہ کا بندرہ یا بیس سیر مکتا ہے اور ڈرا انگور تیس یا بیس  
 فروخت ہوتا ہے اس علاقہ میں اٹھارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور برس واپیداوار ہوتے ہیں۔  
 عادات اور خصیلتیں یہی مختلف ہیں اور جیسے کہ یہ ملک فشب سے فراز کو جاتا ہے عادات یہی بدلتی ہوئی  
 چلی جاتی ہیں کنادور کے ملک کے باشندے وضع دار بہادر و محنت کش و دیانت دار مہمان نواز  
 اور جب گور کہیوں کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہوں نے اطاعت نہ کی اور ٹبری بہادری سے انکا  
 مقابلہ کر کے انکو شکست دی اور بہر کارا جہ جو بہر سے بہاگ کر اذکی پاس جا کر نہا گزین ہوا اسکو  
 انہوں نے پناہ دی دریاؤں کے بل توڑ دئے راستہ اور وری رد کئے غرض کہ گور کہیوں کو  
 اپنے علاقہ میں داخل ہونے نہ دیا آخر ہسبات پر فیصلہ ہوا کہ سہ سالہ گور کہیہ نے سات ہزار بافتو  
 روپیہ سالانہ ان سے لینا کر کے ارج کے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورت زیور پہنے کی بہت شوقین  
 ہیں اگرچہ خوبصورتی و خوش خلقی اس پہاڑ میں بہت ہے مگر غیرت برابری نام یہ نہیں ایک عورت  
 کے پانچ چہرہ خاوند ہونا یہاں عام رواج ہے اور جو شخص ایک گھر میں پانچ چہرہ مرد ہوتے ہیں وہ  
 ایک ہی عورت کو قیمتاً خرید کر شادی کر لیتے ہیں اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب  
 مرد نوبت نبوت اس سے حاجت روائی کرتے ہیں امرا کے یہاں ایک عورت ایک مرد کو ماسر  
 بھی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورت کے سیم و شراب سے بڑا گھوڑوں اور بلیوں کی طرح ہوتی تھی اور  
 قیمت عورت کی خوبصورتی پر بڑا بڑی جاتی تھی جو کوئی بڑھتا تھا سو یا تہا اب بڑھتا تھا بات نہیں تھی  
 کہ سرکار انگریزی کی سمجھ و عادت ہے مگر درپردہ وہی حال ہے بہت سی خاوند والی عورت سی عورتوں  
 ہوتی ہے اسکا بابے ہی کہلاتا ہے جسکی نسبت عورت کہہ دیوے کہ یہ فلاٹے خاوند کے ختم میں ہے  
 علاوہ اسکے جس بابے کے ساتھ بیٹے کے مال و خط مطابق ہوں وہ بھی کہاجاتا ہے کہ یہ فلاٹے کا بیٹا  
 اس علاقہ کے جنوبی حصہ میں اجپوت اور رہمن ہند و نہد ہے کہ یہاں اور کبری ہیشیر نور و جھلی  
 کوٹ کہاتے اور شراب تاکو یا نے نکھیں پینے ہیں سرکار کی عمارتوں سے چلے عمارت گاموں ہمارا

دیوی دیو کے روبرو یہ انسان کی قربانیاں کرتے تھے غاوند کے ساتھ عورات بہت سستی ہوتی  
 تھیں اس قدر کہ ایک مرتبہ بیانکار راجہ جو مرگیا تو تیس آدمی جن میں سے بارہ عورتیں اور میں مرد راجہ  
 وزیر اور امرا تھے راجہ کے ساتھ اگل میں جاکر مر گئے مگر جس سمجھ ملک سرکا جس کے زیر اطاعت آیا ہے یہ  
 و امایات رحمن بالکل موقوف ہو گئیں میں جنوبی حصہ کے لوگ گنیش اور کالی دیوی کی پوجا کرتے ہیں  
 اور ہندو کہلاتے ہیں اور شمالی حصہ کے ملک علاقہ کنا در میں ہندو سیک آدمی شاؤ و ناد ہے سب کے  
 سب بدھ لائے مذہب کے لوگ ہیں اور بولی اخیر حصہ شمالی ملک کا بتی ہے اور وری کے ملک میں  
 ہندوستانی دیہاڑی ملی ہوئی بولی بولی جاتی ہے نوشہر کے راجہ ہندو سنگد کو بعد نکالنے فوج گورکھپور  
 کے ہر تاج بخشی کی پیلا راجہ شہنشاہ میں مرگیا تو سب کے کہ لوکا اور کنا خود رسال تھا سرکار خود اسکی  
 سرپرست ہوئی اور اوسے ریاست کے امرا و وزراء کی خدمت میں انتظام ملک کا کیا اس ریاست کی فوج  
 کوئی باقاعدہ نہیں ہے سپاہیوں کے پاس ایک طرح کے ہتھیار نہیں ہوتے کسی کے پاس ہندو توڑ  
 اور کسی کے پاس تلوار کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس  
 کسی کا چوٹا کسی کے ہاتھ میں لکڑی کسی کے ہاتھ میں سونٹا سپہر کار راجہ گورکھپور کی لڑائی کے وقت  
 جب سرکار انگریزی کی مدد کو آیا تو اس کے پاس تین ہزار فوج تھی جس میں سے ایک ہزار سپاہی کے پاس  
 توڑہ دار ہندو تین تھیں اور باقی کے پاس طرح طرح کے ہتھیار تھے خراج علاقہ سپہر کار جو گورکھپور کو  
 دیا جاتا تھا اسی ہزار روپیہ تھا اب بڑی بھاری آمدنی ہے کل آمدنی میں سے ہندو ہزار روپیہ سرکار  
 انگریزی لیتی تھی کل آمدنی اس راجہ کو سالانہ بابت محاصل کار خانات پارچہ باقی و کسل باقی و آمدنی  
 کان لے آئے وغیرہ آمدنی زراعت و خراج ملک ہندو لاکھ روپیہ ملتا ہے اور آبادی اس علاقہ  
 کی قریب دو لاکھ آدمی کے ہے پہلی ریاست کوٹ گڈہ و کمار سین اس راجہ کے ماتحت تھیں مگر جے پور  
 حکم و انت سب وہ ریاستیں علیحدہ ہو گئیں اور قلعہ رام گڈہ و سلووان و وار تو دیال و گوران گول  
 اور کمار سین ہے علاقہ کنا و سپہر کار ریاست کے متعلق یہ ایک پٹاڑی علاقہ ہے اسکو شمال کو  
 پٹی کا پٹاڑی شرق کو چینی تا نا جنوب کو اسلام جو آرہ و دوسرا اسلام متعلقہ بہتر مغرب میں علاقہ ریاست  
 کلا ہے یہ علاقہ جنوب مغرب سے شمال شرق کو تیریل لمبا اور چالیس میل چوڑا کل سطح وہ ہزار ایک میل  
 میں ہے یہ ملک بہت بلند و ناہموار ہے اور مختلف صورت کی بنیاد قطار میں اور بلند پٹاڑی میں واقع  
 میں جگہ اندر سے دریا شمال شرق سے جنوب مغرب کو بہتا ہے اور چینی تا نا کے مد سے تیریل کے فاصلہ  
 ہے یہ علاقہ کے دور کے اندر کتا ہے مگر نظام کے کتاڑ میں جو اس ملک میں کہہ آئے



نہیں ہوتی بسبب اسکے کہ کنارے تلج کے بہت ڈھلوں اور بلند ہیں اس علاقہ کے اندر جقدر دریا کہہ کر  
 طرف سے دریاے تلج میں اگر شامل ہوتے ہیں یہ ہیں اول دریاے لی جبکہ دریاے ستی ہی کہتے ہیں  
 دوسرا دریاے دارنگ تیسرا چورچوہا دریا گزننگ یا سخوان دریاے گلن چہا دریاے ڈالہ  
 اور بائیں کنارے کی طرف سے دریاے سوچو و تغلر و تڈنگ و سیا جارد دریاے تلج میں اگر گرتے ہیں  
 بلندی اسٹاک کی تلج کے تلج سے دس ہزار فٹ کی ہے آج ہوا اسٹاک کی گرم موسم میں مقام غلو  
 حصہ تلج کے گھاٹیوں کے گرم و بعض موقوف پر بہت سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کے کرنیں  
 سامنے کے اونچے پہاڑوں پر پڑتی ہیں اور ہوا اونگی گرم ہونے سے گرم ہو جاتی ہے خصوصاً مقام  
 جینی جو آٹھ ہزار فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انکو اس علاقہ کی بہت افضل  
 ہوتی ہیں اور اونکا رس نکال کر جو پیاجا دے تو انکو ری شراب کی طرح مستی دیتا ہے جنوبی یا پچھلے حصہ  
 کوہ کنار میں برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصوں میں برسات کم ہے اور زراعتوں کو پانی نہ ہونے  
 دیا جاتا ہے شمالی حصہ میں برف کثرت سے رہتی ہے بلکہ اسقدر کہ گانو کے گانو برف کی نیچے دب جاتے  
 ہیں شکل و صورت یہاں کے لوگوں کی کوہ قاف کے آدمیوں سے مشابہت رکھتی ہے رنگ کے سیاہ  
 اور پوشش بھی انکی خاصاں ہے مگر بلند قد و طاقت و رو بہا و و حلیم طبع و مہمان نواز ہوتی ہیں  
 گو کہ سونگی پودیش کے وقت اونہوں نے اونکا مقابلہ کر کے اپنے علاقہ میں آنے نہ دیا اور اپنے راجہ کی  
 ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہاں پر راج عام ہے اور شمالی حصہ میں اسکے جہاں کہ چندان  
 کسی جاکم کا دخل نہیں ہے بد معاشی و زنا بہت رائج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورت کی نہیں رکھتے  
 کنارے جنوبی حصہ کے لوگوں کا مذہب ہندو برہمنی ہے اور شمالی طرف کی لوگوں کا مذہب جہاں کہ ملک میں  
 و نو مذہب ہوتی ہیں اسکا یہ نقل مکان بہت رائج ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہیں اور ایک مذہب پر مشرک  
 و عالی شان ہمیشہ گالی دیوی کا یہاں بنا ہوا ہے جہاں پہاڑ آدمیوں کی زبانی ہوا کرتی تھی یہ لوگ گاوی  
 بہت ادب کرتے ہیں اور ڈاٹون کا ایتنا زہی البتہ ہوتا ہے اور سو اسے ہندو و لاما مذہب کے اور کسی  
 مذہب کا آدمی یہاں پایا نہیں جاتا اور تمام ہنگام جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے وہاں خاص لاما مذہب  
 رائج ہے اسٹاک میں پانچ زبانیں بولی جاتی ہیں شمالی ملک میں تبتی و کنا درہی جنوب میں ہندوستانی  
 چھٹھویں ملی ہوئی و غیرہ اسکل علاقہ میں نو ہزار آٹھ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی حساب کی جاتی  
 ہے پہاڑ پانچ آدمی کے ہے اور قبضہ سنگم و گانم میں تیسے شہر مشہور ہیں جو کیو و رہا شہر کے  
 راجست کے متعلق ہے ایک پہاڑی وہ شمال مشرقی حصہ کوہ کنار و پر و اٹم ہے یہ پہاڑ ملک میں

اور اسلک میں گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اسکے ڈھلوان میں اور  
 پہاڑ میں سے کلی کا پتھر و چونہ بافراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور اور قسم کے پتھر بھی نکلتے ہیں  
 اس مقام پر چین لون کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اس میں کچھ فوج بھی اور فوجی  
 رہتی جو بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چھ فیٹ ہے جسکی پہر کی ریاست کو متعلق  
 یہ ایک قصبہ دریائے تلج کے دہنے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے کثافت جس پہاڑ کے بہت  
 صاف اور بیاعث تیزی برف کے پٹے ہوئے ہیں سردی کی موسم میں یہاں بڑے بڑے ڈھیر برف  
 کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہیں سطح اس پہاڑ کا رنگی اور پتھر ملا ہے دریا کے کنارے زمین اس قصبہ کی  
 زرخیز و آباد ہے اس میں طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہیں اور قسم قسم کے میوہ دار درختوں کے باغ خوب  
 سطح سمندر سے بلندی اسکی آٹھ ہزار نو سو پانچ فیٹ ہے کچھ نیم پہر کی ریاست اور علاقہ کنارے متعلق  
 یہ ایک قصبہ بلند پہاڑ کی ڈھلوان گہائی ایک دریا کے کنارے موجود و گار دریائے تلج کا ہے ایک  
 میل کے فاصلہ پہاڑ آباد ہے اسکی آبادی کا مقام ڈھیلوان و پتھر ملا اور ارضی اسکے متعلق کی ہوا اور  
 زرخیز ہے اسکی آبادی کے تمام گھر نشیب کی طرف سے بلندی کو آباد ہوتے چلے گئے ہیں اور ایسا دور  
 معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہر و دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قصبہ کے اندر بھی آرڈو و سیٹ انگور و اکثر  
 وغیرہ و خج میوہ دار بہت ہیں و رہائے کی زمین میں بھی زراعت ہر ایک قسم کی غلہ کی بڑی اعلیٰ  
 ہوتی ہے اور بسبب کے کہ نہی اوس زمین کے اندر سے گزرتی ہے زمین یہاں کی ہمیشہ نساک رہتی ہے  
 خشک سالی کا یہاں کے زمینداروں کو کچھ خوف نہیں ہوتا اس شہر کے رہنے والوں کا مذہب بدھ لادہ ہے  
 اور ایک بڑا عالیشان و قدیمی مندر عامہ مذہب و لون کا یہ تھکا ہوا بنا ہوا ہے مندر کے اندر پرانا  
 کتابخانہ بڑا باری رکھا ہے اور اس میں کتابیں ہر ایک انت اور دہرہ کی موجود ہیں ایک لغت کی کتاب  
 بہت بڑی ہے جسکی دو سو پچیس جلدیں ہیں اس کتاب میں جس جس لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتھ اس کے  
 خاصیت و مقام سدایش وغیرہ امور مذکور ہیں بلکہ اس میں اور ایک دوسری کتاب تصوف  
 کے علم کی زبان میں جو جلد میں لکھی ہوئی ہے جس تمام کتاب میں اسے علم تصوف و رموز کا  
 و عالم ارواح کے اور کچھ نہیں ہے فقرا اور نادار کی الدخا و طالبان بولی کے واسطے پڑھنا اور سکھ  
 لکھنے کا علم ہے پہلی لغت کی کتاب سنوکر کی زبان کا ترجمہ ہے اور مذہب اسکی بطور حروف نہیں  
 کے ہے اور یہ بھی دوسری میں لکھی کے ٹیپ بھی حروف سے چھی ہوئی ہیں اپنی اور کتابیں  
 چھٹی بڑی کچھ شاد نہیں ہے یہ شہر کا نام گویا علاقہ کنارے زمین میں اس علم و دہرہ ہے اور یہاں کا

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و اوسادہین لامہ دیوتا بدہ مذہب والوں میں پیرا میثو یا گور و کوکٹہ میں  
 اگرچہ اس پہاڑ میں لاسے بکثرت ہیں لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لدراخ کے ملک کا لامہ پند کے سند  
 لکھ دیوے پوشاک کا نم کے ٹبرے لامہ کی روسن کہتے ہیں کے پادریوں کی سہی ہوتی ہے خصوصاً جو غہ  
 تو اودھنہن کے طرز کا پہنتا ہے جب یہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو بیٹھتی ہیں تو لامہ خود گہنٹہ ماتہ میں بکڑ  
 کر سجا بنا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتھوں میں سے کسی کے ہاتھ میں ڈھولکی اور کسک ساڑنکی اوڑ  
 کیسی جلاجل وغیرہ ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ سرتار کے ساتھ سجاتے ہیں اور زبان سے بھی کچھ بولتے  
 باتیں ہیں تھوڑی دیر کے بعد لامہ خود اڈٹھ کر اور آگے بڑھ کر تاجے لگ جاتا ہے اور سب حاضرین بھی  
 اس فیض میں اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کچھ دیر تک سراج کر رہتے ہیں یہ لوگ سر سلیبان  
 ٹوپیاں اور گلے میں لمبی چولی یعنی گرتی پہنتی ہیں اور پرستش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ باغی کا او  
 ایک میٹھی روٹی رکھی ہوئی ہوتی ہے بعد ازاں وہ سیات پرستش کے لامہ اڈٹھ کر اس پانی کو پیالہ کو خود  
 پی لیتا ہے اور اس روٹی کو آگ میں جو اوس وقت روشن ہوتی ہے ڈال دیتا ہے اور سب کو حضت کر دیتا ہے اوس وقت سب  
 یقین ہو جاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب میں قبول ہوئی اور ہر ایک کام میں ہماری مشکل کشا  
 علیہن اسی کا نام کا جاگیر دار و مالک بہرہ کے راجہ کا ہم جہی ہے اوسی کی بیان حکومت ہر دورہ آسکی گئی  
 میں سے کچھ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہتا ہے تجارت اس شہر میں بہت ہوتی ہے اور سوداگری  
 مال کے محصول لینے کے واسطے یہاں ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر  
 ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چھانوین فیٹ ہے درہ کیو بہرہ کے ریاست اور  
 کنادر کے علاقہ میں یہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریائے قنغر نکلتا ہے یہ درہ کوہ ہوج  
 اور قنغر کی گھاٹی کے درمیان آکر دو ٹوکوں میں سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیر ہزار  
 چار سو چھانوین فیٹ ہے درہ کیو کوہ رنگ بہرہ کی ریاست اور کنادر کے علاقہ میں یہ ایک درہ  
 شمال مشرقی پہاڑوں علاقہ کنادر میں ہے اس کے اور چنی تار کے علاقہ میں کچھ بہت فاصلہ نہیں ہے  
 مگر بہت برف اور سختی موسم کے لوگ یہاں رہ نہیں سکتی گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا میں یہ درہ  
 اقبہ برف و صاف ہو جاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹھارہ ہزار  
 تین سو تیرہ فیٹ ہے درہ کیو کوہ چنی بہرہ کی ریاست میں یہ ایک درہ اور فرد گاہ مسافر  
 کے مکمل مشرقی بلندی گھاٹی کوہ رنگ میں ہے یہ درہ بسا کی گھاٹی کوہ رنگ کے گھاٹی سے علیحدہ کرتا ہے  
 اس مقام پر بلات و درخت و گل دیہول قسم قسم کے ہیں اور مسافر خانہ و سٹے کھانے در نامہ دیکھا

پر بنا ہوا ہے جو ایک تیز رو دیا یا باندی یہاں گذر کر اور چند میل نیچے جا کر دریا سے تھنک میں پہنچتی  
 بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار چار سو ستاون فٹ ہے کہات **ماچھیا** سہر کی ریاست  
 میں یہ ایک قصبہ کنار کے علاقہ میں تلجم کے بائیں کنارے پر ہارڈون کے بلند چوٹیوں میں آباد ہے  
 سرسبز و شادابی و شگفتگی ہولوں کی یہاں استقدر ہے کہ اوستو دیکھنے سے بہشت کی سرزمین  
 یا آفتی ہے باغی و جنگلی انگور و مان بہت ہوتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار تین سو  
 دس فٹ ہے کہات **سہر** کی ریاست میں یہ ایک قصبہ بلند گھاٹی پاری کی دریا پر ایک میل پار کے  
 دینے کنارے اس شہر کے برہنہ درہ کو جاتی ہے جس میں سیل برہنہ کے جنوب مغرب کی طرف  
 آباد ہے اسکے گردے کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزاروں میوہ دار  
 درخت اور سایہ دار و مان موجود ہیں اور ہمارے ندیاں اور بانی کے چشمے ہارڈون سے نکل کر اس علاقہ  
 میں بہتے اور سیراب کرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو فٹ ہے کہات **درہ**  
 سہر کے علاقہ میں یہ ایک درہ ہارڈی قطاروں کو ہمالہ کنار کے جنوبی حد پر واقع ہے آٹھ مہینہ  
 تک برف کے یہ درہ بند رہتا ہے صرف ماہ مئی و جون و جولائی میں کھلتا ہے اگست کے مہینے  
 میں بھر برف کا برسا شروع ہو جاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتھ برستی ہے کہ پہاڑ کے اوپر اور  
 پہاڑ برف کے جم جاتے ہیں ناگہان برف کے بستے کے سبب اکثر اوقات جانور کا نقصان ہی ہو جاتا ہے  
 بعد جولائی کے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافروں کی کم ہوتی ہے اگست اور مارچ کے مہینوں میں  
 برف اس پہاڑ کی بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوپر سخت جا کر پاؤں رکھتا ہے تو سر تک وہیں کہیں کہیں جاتا ہے  
 بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار فٹ ہے اور ایک چوٹی پہاڑ کی اس درہ سے جنوب مغرب  
 کے طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے اسکی بلندی اونس ہزار چار سو اکیاسی فٹ سمندر کے سطح سے ہے  
**منگرم** مانگ **رنگ** یہ ایک علاقہ سہر کے ریاست کا کنار کے پہاڑ کے اوپے بلند ٹوئز  
 ہے اسکے جنوب مغرب کو بلند قطار میں اسی نام کے پہاڑ کے ہیں جن میں صرف کلی کے چہر اور مٹی ملی ہوئی ہے  
 شمال مشرق کے طرف اسکے لہانخ اور جینی تار کے حد و دو اقم ہیں اور اسی نام کا ایک پہاڑی  
 درہ بھی اس پہاڑ کے اندر ہے جو اس پہاڑ کے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو شہر کہ اس درہ کے جنوب  
 مغرب کی طرف ہے وہ ایک پہاڑ کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اور شہر کے دو طرف سے  
 فرام میدان نظر آتے ہیں جسے جنوب کی طرف تو کنار کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف جینی تار کے  
 میدان دکھائے دیتے ہیں جنوب کی طرف اسکے پاس سو اے چہرے قسم کے جنگلی ہارڈون کے اور کوئی

درخت نہیں ہے اور شمال کی طرف سینکڑوں گز نکلتا اونچے برف جی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہنگامہ  
 کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑھ کر دیکھیں تو سوائے کالے اور خشک پہاڑوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا  
 صرف کہیں کہیں بید کے کم قاشت لکڑی دکھائی دیتی ہے اور جو ٹھان پہاڑوں کی ایسی اونچے نظر آتی  
 ہیں کہ دیکھنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچھ دور صدمہ کنا درہ ہے وہ  
 سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعت میں میداؤں پر ایک ایک دوسرے سے اونچے  
 اونچے سرسبز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں درخت چٹیر کے بھی دھان بہت ہیں گرمی کے موسم میں اگرچہ  
 اس درہ کے پہاڑ پر برف نہیں ہوتے مگر سردی ایسی ہوتی ہے کہ دھان جاگرا آدمی کچھ دیر بھری  
 تو بدن میں ہوجاتا ہے اور ماتھے پاؤں حرکت نہیں کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار اٹھ سو  
 فیٹ ہے کنسلیا درہ یہ درہ بہر کے ریاست کنا درہ کے علاقہ میں اور پہاڑوں کے قطار میں  
 واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات فیٹ ہے  
 اور یہ درہ اور پہاڑ چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے  
 کوئی بہر کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریا کے پاس ہے چھ میل کے فاصلہ پر  
 آباد ہیں اس کے بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہیں اور ایک طرف سے صرف دریا بہتا ہے راستہ  
 اسکا کہلا ہوا ہے یہاں دریائے اور لکڑی کا پل بند ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچ ہزار نو سو فیٹ  
 اونچا ہے کو اریا یو جالی بہر کے ریاست میں یہ گانواں اس ٹرک پر جو کہ میوری سے کشیدہ درہ  
 کو جاتی ہے پندرہ میل جنوب کی طرف کشیدہ درہ کے آباد ہے پاس اسکے دریا ہے زمین بہت ہے وہ دریا ایک  
 گہری اور تیز رفتاری ہے اور لکڑی کا پل اس دریا پر بنایا گیا ہے بلندی اسکا ہے اور اس میں کل  
 چالیس گہرا آباد ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے کتو بہر قصبہ بہر  
 کے ریاست میں کنا درہ کے متصل دہے کنارے دریائے تنگ کے آباد ہے گرمی کے موسم میں یہاں دریا  
 بڑی تیزی سے بہتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا میں ہو بہا کر لیا جاتا ہے اور بسبب اسکے کہ دریا میں تہہ بہت ہیں  
 جلتے کے وقت اسکا بانی بہت شور کرتا ہے دریا کے اوپر لکڑی کا پل پندرہ فیٹ بلندی پر ہوا ہے بلندی  
 اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو تالیس فیٹ ہے قلعہ کشین بہر کی ریاست میں  
 یہ ایک قلعہ دہے کنارے ایک دریا کے جو دو گار دریا پر بہتا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک  
 قصبہ خیمہ عمارت کا بارونق بنا ہے بازار اسکا آباد و کٹادہ رستہ تجارت گردی کا ملک سرسبز و شاداب  
 قصبہ کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ لڑا نکلتا ہے اور قصبہ کے نوے کے پچاس



کو کارخانہ بنوینے کی کثرت ہو لو پکا جاتا ہو سو اگر کسی ادسکی دور دور تک ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چھوڑا  
 آٹھ سو پچھتر فٹ ہے **قلعہ کشن** بہر کی ریاست میں جھگی کا نومو ایک چوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کنار کے آبادی  
 آبادی اسکی ایک ہزار کے اور دمنی کنار سے دریائے ستلج کے واقع ہو کر دی کا علاقہ اسکا انگوڑی باغون میں محیط ہے اور  
 انگوڑی کثرت سے پیدا ہوتا ہے **قلعہ لہرنگ** بہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ ہنوی کناری دریائے رنگ کے جو ایک  
 دریائے دگا ستلج کا ہے آبادی بیان ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیواریں چالیس فٹ بلندی میں ہیں  
 بہر کے راجہ کی فوج رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چالیس فٹ ہے لیو بہر کی ریاست اور  
 کنار کے علاقہ میں یہ قصبہ اور چوٹی سی پہاڑی اور دمنی کنار سے اس مقام پر جہاں دریائے لکپ پانی کی سیر  
 شامل ہوتا ہے آبادی اور دیو لکپ ایک تیز و دھار مغرب کے سمت اگر اس مقام پر دریائے لے سے شامل  
 ہوتا ہے مشرق کے طرف اس کے ایک قلعہ ساٹھ فٹ اونچی ایک ٹلر کے اور بنا ہوا ہے اگر اب ہمارا ہو گیا ہے  
 آبادی اس گانو کی تاریخی خاندان کے آدمیوں کے ہے جو لامہ مذہب کے تھے اس مقام پر  
 نو ہزار فٹ اور گانو کی آبادی کا مقام نو ہزار تین سو باٹھ فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس علاقہ  
 میں دریائے سندھ و دریائے ستلج اپنے چشموں سے پہاڑوں کے اندر رستہ لیتے ہوئے آتی ہیں اور پڑی  
 تیز رہی اور گہرا بن سے چلتی ہیں اور دو سو ستھتر فٹ تک اونکا چوڑاں ہے **لہری** بہر کی ریاست علاقہ  
 کنار میں یہ ایک قصبہ دہنے کنار سے دریائے ستیتی کے آباد ہے اور قریب جاسیل کے اس گانو کے  
 نیچے یہ دریا دریائے ستلج میں جا کر تپا ہے بلندی اس گانو کی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار سات سو فٹ  
 ہے **لوہیا** اور بہر کی ریاست کے متعلق یہ ایک درہ اور اس پہاڑ میں جو بہر کے جنوبی و شمالی  
 علاقہ کے درمیان بطور حد فاصل کے ٹیل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس ماورہی میں درہ  
 کو ہی ہن جو ایک ہی ٹیل کے اندر جاری ہیں بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر اہزار فٹ تک ہے اور  
 پہاڑ پر بہت بہت رہتی ہے اور سوائے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان دروں کے  
 راستے سے گزرتے ہیں کتا میسر و بہر کی ریاست اور کنار کے علاقہ میں یہ ایک گانو دہنے کنار  
 دریائے ستلج کے اس مقام پر کہ جہاں دریائے جولا ستلج کے ساتھ شامل ہوتا ہے آبادی اس مقام پر انگوڑی  
 بہت کثرت ہے بلکہ اس مقام کو اس پہاڑ میں انگوڑی مقام انگوڑی پیدا ہونیکا کہنا چاہیے کہ اس سے لگے پھر  
 انگوڑی پیدا نہیں ہوتا **موہنی قلعہ** بہر کی ریاست کوہ کنار میں یہ ایک قلعہ دریائے رنگ کے  
 کنار سے دھوکون گہائی پر گنہ قمر و پر بنا ہوا ہے اس مقام پر ایک بڑی سندھوں کی پختہ گاہ اور مہادیو کا  
 سمندر بنا ہوا ہے جسکو بدری نا تہہ کہتی ہیں مہادیو کے سر پر آٹھ یا دس پیر ہونے کا چتر ہے اور

بڑا عالیشان شہر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہیں اور پرستش اسکی موجب نجات کا سمجھتے ہیں **ہرناب** بہر کی ریاست علاقہ کناور میں ایک قصبہ تلج کے بائیں کنارے اوس مقام پر کہ جہان دریا سے تھنگ تلج کے ساتھ ملتا ہے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہوا سطح میں ہے اور تین طرف اسکے بلند پہاڑ ہیں اور مغرب کی طرف سے جد ہر دریا جلتا ہے کہلا ہوا ہے یہاں ایک بچہ قلعہ سنگین خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوس میں فوج راج کی رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح آٹھ ہزار پانوفٹ کے ہے **قلعہ مست گدہ** یہ ایک قلعہ بہر کے علاقہ کے متعلق اوس پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے جسکی ابتدا امرال کندی کے شمال کی طرف سے جلتی ہے سطح اسکا اوج سے نشیب کی طرف ساڑھے تین میل ڈھلوان ٹرت کے مقام تلج کے بائیں کنارے تک ہی بلندی اس قلعہ کی سمندر کے سطح سے چھ ہزار فٹ ہی سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس علاقہ میں گورکھیہ فوج رہتی تھی جیکے اوپر سرکار نے یورش کر کے اونکو قلعہ سے نکالا تھا **نکو بہر** کے ریاست ضلع کناور میں یہ ایک گاؤں سے بڑا گاؤں کوہ چل کے مغربی سمت اور دریائے یاستی کے بائیں کنارے پر آباد ہے آبادی اسکی کچی بلی ہوئی ہے اور گہروں کے چتھین چوڑی لکڑیوں سے ڈانگی ہوئی ہیں اس علاقہ میں اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی گاؤں نہیں ہے بارہ ہزار فٹ سمندر کے سطح سے یہ اونچا ہے پیدوار میں یہاں کثرت ہوتی ہے گیہوں بہت ہوتی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لامر کے رہنے کی جگہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ جراج کے پتھروں سے بھرا ہوا ہے سوائے ہر ایک قسم کے غلہ کے شلیم یہاں بہت ہوتی ہیں آبد ہوا یہاں کی بہت خشک ہے اگر کسی پیرانی ملک کے فضل یہاں بڑی بہاری ہوتی ہے اس گاؤں کے نیچے ایک چوٹی سی جبل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوسکے چاروں طرف کناورن پر پہاڑی درختوں چٹروں زیتون وغیرہ کی سفید کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے میں صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتوں کے کام میں لاتی ہیں

**درہ ناگلون** بہر کی ریاست کناور کے جنوبی حصہ کے پہاڑ میں یہ ایک درہ ب درون سے چوٹا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھ سو اکیانوین فٹ یا سات سو فٹ کوہ بر فانی سے بلند ہو یہاں ایک ندی ہے جسکا نام ناگلون ندی ہے اسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا رستہ طے کر کر دریا سے بسا میں جا گرتی ہے منگیا بہر کی ریاست علاقہ کناور میں بائیں کنارے دریا تلج کے یہ ایک گاؤں اوس مقام سے ایک میل جہان دریا سے بہتی اور ایک اوڑا دیا جو اسکے سامنے بہتا ہے اس میں شامل ہوتی ہیں آبادی تھوڑے فاصلہ پر اسکے بڑا بہار جگہ جگہ درختوں سے پر نظر آتا ہے اور اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جسکی کنارہ پر دوسری آبادی موجود ہے اس گاؤں کی علاقہ

گندم جو شلغم کثرت سے ہوتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو ہتر فیٹ ہے **قلعہ**  
**فران گندہ** یا **نوان** کوٹ سہر کی ریاست میں یہ ایک قلعہ اوس پہاڑ کے قطار کے اوپر  
 جو جنوب مشرق کو ہر اٹل کڑا ہے پہلوتی ہے بنا ہوا ہے گردنواح اسکے بہت بہاری جنگل ہے یہ قلعہ سہر  
 ریاست میں بہت بختہ اور جنگلی مشہور ہے سرکار کی پنجابی سے پہلے اس قلعہ میں گورکھ فوج رہتی تھی سرکار  
 فوج نے وہاں جا کر ایک طرف مورچہ لگایا اور فتح کیا انہزار گورکھ اندر سے نکلے بلندی اسکی سمندر کے  
 سطح سے نو ہزار اکیسویں فیٹ ہے **صراٹ** کا گند سہر کی ریاست کے علاقہ میں یہ ایک بلند  
 قطار پہاڑوں کی مختلف بلندی کے ہے یہ پہاڑ پہلی جنوب مشرق کے سمت کو چلکر اور سہر کے جنوبی شمالی  
 علاقہ کے درمیان پہل کر کوہ اری سرحد ریاست بہاگل تک جا پہنچتا ہے اور شلغم دریا اسکی بنیاد کے اندر  
 بہتا ہوا چنچ کے میدانوں کے سمت کو آتا ہے اور ایک طرف اسکے دریائے گری ڈٹوٹس و جہا جاری ہیں  
**درہ نمبرنگ** سہر کی ریاست کے متعلق یہ ایک درہ اوس پہاڑ میں جو جنوبی حد علاقہ کنار کے  
 ہے و اتم ہے مورچہ اسکی بطور دروازہ کے نظر آتی ہے اور دوسرے پہاڑوں کے درمیان اسکا راستہ  
 جاتا ہے تین سو گز کے قریب بس درہ سے سمت مشرق درہ گناس ہے اور پاد میل زیادہ تر اسی طرف کو  
 درہ کہل ہے ان تینوں درون میں **درہ نمبرنگ** کے درہ کی بلندی سمندر کی سطح سے سولہ ہزار فیٹ ہے  
**منگ** سہر کی ریاست ضلع کنار میں یہ ایک گانوا بائیں کنارے دریائے تغلور کے آباد ہے یہ دریا  
 کوہ چنی نامار سے نکلکر اور تین دن کا سفر طے کر کر اور کو آتا ہے آبادی اس گانوی شمالی بنیاد کو تنگ  
 رنگ پر واقع ہے اور متصل اسکے درہ تنگ تک کا ہے جبارہ بہت ڈھلوان اور درختوں سے پر ہے  
 زمین متعلق اس آبادی کی زرخیز و سیراب و آس و ہوا موافق بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار اکیسویں  
 فیٹ ہے اور جا سہر کی ریاست علاقہ کنار میں یہ ایک گانوا اور سا فرخانہ دہن کنارے دریائے  
 تغلور کے آباد ہے اسکی زمینیں لے کل لامہ مذہب کے ہیں اور عبادت گاہیں اونکی بھی بنی ہوئی ہیں یہ علاقہ تھما  
 نامہ اور ناصاف ہے پہاڑوں و نگر غاروں سے پتھروں کے تسلیں بہت نکلتی ہیں سرسبز اور درخت یہاں کم ہیں  
 سولے چھوٹے قد کے دیوار درختوں کے اور درخت اس چار میں نہیں ہوتا بلکہ کنار کے علاقہ کے اوسط  
 لیکر چنی نامار تک اسی پہاڑ کے درختوں کو اخیر کے درخت کہنا چاہئے کیونکہ اس سے اوپر بسبب سنو جھلکات  
 کے کسی پہاڑ کے اوپر درخت پیدا نہیں ہوتا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار دو سو چار فیٹ  
 ہے **درہ منگ** سہر کی ریاست ضلع کنار میں یہ ایک درہ پہاڑ کے لمبی قطار میں ہے جو کہ شلغم  
 بائیں کنارے سے ملکر ضلع نامہ اور سرحد ملک انگریزی تک پہنچتی ہے اس درہ کے شمال کو

ہوڑے سے فاصلہ پر ایک بڑا ہار پارگیول ہے جو دہنے کنارے دریائے ستلج سے چلتا ہے بلندی اس ہار  
 کی اپنے نشیب یعنی دریائے ستلج کے ہونے کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے  
 بائیس ہزار چار سو اٹھائیس فٹ ہے اور بلندی اس درہ پنگ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فٹ تھا  
 میں آتی ہے **پواری** سہر کی ریاست ضلع کنا درمیں یہ ایک گاونڈا بن کنا رے دریائے ستلج کے  
 واقع ہے ہتھام پر دریائے ستلج انکیو میں فٹ چوڑا اور گہرا و ملائم و پر آب ہو کر بہتا ہے یہ گانود و سو فٹ  
 دریا سے اونچا تباہ ہے جن میں اکثر گہرے و ترے لکڑی کے بنے ہوئے ہیں زمین متعلقہ ہوا و درختیں ہے انگور وغیرہ  
 سیوہ جات اوسمیں ہوتے ہیں سابق یہاں دریا کے اوپر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور  
 اوسافر لوگ بذریعہ چوڑے کے پار ہوتے ہیں اور چوڑے کی ترکیب یہ ہے کہ دریا کے دونوں طرف دو آدمی کھڑے  
 ہو کر رسی بالون کی ٹبری مصبوط ہاتھوں میں پکڑے رکھتے ہیں اور رسی کے درمیان میں ایک ٹیری لکڑی  
 بندھی ہوئی ہوتی ہے اوس لکڑی پر آدمی کو بٹھا کر دریا کے دوسرے طرف کا آدمی رسی کھینچتا ہوا اور اوس طرف کا آدمی  
 آہستگی سے رسی چوڑے تاجا تاہی اور آدمی سی پر پٹہا ہوا رسی کا تھکا تھکا ہوا چلا جاتا ہے چونکہ اوں چوڑے دریا کے دو نو کنا رے ہوتے ہیں  
 جن پار اترنے والا آدمی بانی تک پہنچنا نہیں پاتا بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھ ہزار آٹھ  
 سو فٹ کے ہے **پنگلی** سہر کی ریاست ضلع کنا درمیں یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے ستلج اور  
 جنوب مشرقی بنیاد میں ایک ہار کے قطار کے جو کہ کوئنگ در کوہ ملگن کے درمیان ہے آباد ہے بلندی اس  
 سمندر کے سطح سے نو ہزار انکیو سٹونین فٹ ہے **رخیل** سہر کی ریاست علاقہ کنا درمیں یہ ایک ہار  
 چوٹی دریائے ستلج اور ستلج کے درمیان چھ یا سات میل اوسہتھام سے جہاں کہ یہ دو نو دریا آہٹھتے ہیں  
 واقع ہے ٹبری چوٹی اس ہار کی بائیس ہزار چار سو اٹھائیس فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اسکے اوپر  
 سترہ ہزار فٹ کی بلندی تک بناات نظر آتے ہیں گے سبزہ نہیں ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر  
 سوائے سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا دوسری چوٹی اس ہار کی جو فاصلہ  
 دو میل ٹبری چوٹی سے ہے بلندی اسکی اویس ہزار چار سو گیارہ فٹ سمندر کے سطح سے ہواں اگرچہ  
 برف نہیں برستی مگر سردی سخت ہر قلعہ **رامین** گڑھ یہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریائے باہر کے  
 بائیں کنارے چالیس گز لمبا اور پچیس چوڑا اس فٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اندر اسکے فوج کے رہنے کے  
 سکانات اور دیگر زمین کے ذخیرہ کے متعلقہ غارتھے ہوتے ہیں بڑے ٹبری سرج توپوں کے چڑھانے کے لئے  
 تعمیر ہوئی ہوئی ہیں مگر بانی کا انتظام قلعہ کے اندر کچھ نہیں ہے سوائے اسکے کہ دریا سے باہر قلعہ سے باہر  
 چترنٹ کے نشیب میں بٹھا ہے گورکھ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اس میں محصور ہوئی تو اودھ لوگ

پانی اسمین پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آکر قلعہ چوڑ گئے قلعہ کے نیچے دریا پر چار گز لمبا لکڑی کا پل بنایا ہوا ہے دریا میان بہت گہرا چلتا ہے گردنواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے شالی پوتہ وغیرہ پیدا شین یہاں بکثرت ہوتی ہیں قلعہ کے پاس ایک قصبہ سیوان برہمن لوگ رہتے ہیں اور دومند رعایشان اونکے پرستش گاہ بنے ہوئے ہیں ہندوستانی بولی میان بولی جاتی ہے آدمیوں کی شکل شبہت ہی ہندوستانیوں سے ملتی ہے پہلے یہ قلعہ اور قصبہ بہر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر ۱۵۸۰ء میں بعد فتحپوری اس پھاڑ کے سرکار نے یہ علاقہ معہ اور تھوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور تین میل عرض کے اپنے پاس کہہ لیا بعد چندے کیون پھل کے راجہ کوشل کے ملک کے عوض میں دیدیا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایک ہزار اچھتر میل اور بلندی قلعہ کی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار چار سو اٹھ فیٹ اور دریائے پار سے چار ہزار نو سو تیس فیٹ جو رگجی اسم بہر کی ریاست کے متعلق ہے ایک موضع کوہ بسپا کے گھاٹی پر دینے کنارے دریائے بسپا کے اوس مقام پر کہ جہاں دریائے بسپا کے ساتھ گزندی آکر ملتی ہے ایک گھاٹی کے شکاف کے اندر آباد ہے علاقہ متعلقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے پاس اسکے ایک اور پھاڑی شکاف برمنہ ہی ہو جو وہ جسکی چوٹیاں سیاہ دکھائی دیتی ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار سو چھتر فیٹ ہے کوہ رلدنگ بہر کی ریاست اور علاقہ کنارے کے متعلق ہے ایک بلند پھاڑ بسپا گھاٹی اور دنگ کے درمیان اقم اور یہ پھاڑ ایک مجموعہ نوکدار چوٹیوں کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑتی رہتی ہے بڑی چوٹی اس پھاڑ کی اکیس ہزار اکیسویں فیٹ ہے راجہ نور بہر کی ریاست میں ہے پھاڑا قصبہ دارالریاست بہر کے راجہ کامین کنارے دریائے ستلج اور مغربی کنارے ایک سد ہے پھاڑ کے آباد چاروں طرف قصبہ کے بلند پھاڑ سرنگاک کھڑے ہیں ایسی کہ تازہ ہوا ہی قصبہ تک شکل پہنچتی ہے گرمی کے موسم میں بسپا کے چاروں طرف کے پھاڑ اسکے سخت گرم ہوتے ہیں گرمی ہو جاتی ہے مگر سردی کا موسم یہاں کٹھنایت خوش و دلپذیر ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا نام ہوا رگھوین بازار تنگ اور گہر دو منتر لہ نہ منتر لہ ہرون کی عمارت کے نقش و مصفا ہیں راجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کونی کے اوپر بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کو بعض مقام سے منتر لہ اور بعض مقام سے چار منتر لہ ہونا دیکھ چکے ہوتے ہیں بڑی لمبی ہرون کے پڑے ہیں دیوانخانہ یعنی لچھری گہر راجہ کا بڑا شاندار و فراخ و نقش بنا ہوا ہے جسکو گورکھ نے اپنے دیوانی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبار آباد کیا ہے دیوانخانہ کے پاس اور ایک مکان امیر وئی وزیر وئی کے بیٹوں کے واسطے بنا ہوا ہے جس میں چونہ کی جگہ ٹھی لگی ہوئی ہے گورکھوں کے عہد سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور میں ہو چکا کہ آبادیتے اور ایک بڑا کٹاؤ



تہا تجارت بکثرت ہوتی تھی اب دوبارہ یہ آباد ہوا ہے اور تجارت کارخانہ مند و ستانی دیہاری و چنی ہا  
دور دور سے تجارت کی واسطے آتے ہیں راجہ پھر کاسردی کے موسم میں یہاں آکر رہتا ہے گرمی کے موسم میں  
سرانہ کے مقام پر چلا جاتا ہے بلندی رام پور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فٹ سے زیادہ بلند ہے  
اور اس کے طرف واقع ہر سال یہاں تین میلے ہوتے ہیں اول باہ خوری دوم باہ جون سوم باہ اکتوبر ان  
میلوں میں اون شہر رستم انگور سونا کہ زربشی کشش گوشت گھوڑے بہت فروخت ہوتے ہیں کہ مسیحی سپر کے  
ریاست ضلع کنا و زمین استہم کے بائین کنارے اوس سے تھوڑے فاصلہ پر کہ جہان دریائے تہنگ تلج سے  
متا ہے یہ ایک قصبہ آباد ہے یہاں بدہ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ تہنگ میں اون کے منی ہوئے  
ہیں بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار چالیس فٹ ہے درہ روتنگ سپر کے رست  
علاقہ کنا و زمین یہ ایک درہ اوس پہاڑ میں جو کہ اس کلنگ پچور کے درمیان واقع ہے جاری ہے  
اس پھاڑ سے پتھروں کے تختے بہت نکلتے ہیں سردی کے موسم میں بسب برف کے یہ درہ بند ہو جاتا ہے  
اس واسطے لوگ یہ راستہ چھوڑ کر جگر دار دوسرے راستے سے ہو کر اوپر کے پہاڑوں کو جاتے ہیں بلندی  
اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو پچاس فٹ ہے سرانہ یہ تہا قصبہ سپر کی  
ریاست کے متعلق تلج کے بائین کنارے فاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف اسکے دائرہ کے طرح ہارڈ  
نے گھیرا ہوا ہے صرف سامنے کے طرف سے جدھر کو دریا بہتا ہے کہلا ہوا ہے ٹرے اونچے پہاڑ کلو کے  
دکھائی دیتے ہیں جو جگل اور برف سے پر ہیں اس قصبہ کے گردے کے پہاڑوں کی چوٹیاں شرق سے  
غرب کو پھیلتے ہیں گرمی کے موسم سپر کاراجہ جہان آرام کر رہتا ہے اور سردی کے موسم میں جہان برف  
برستی ہے جو جون مہینے کے ابتدائیں پہل کر پہاڑ صاف ہو جاتا ہے گردے کا علاقہ اس قصبہ کا نہایت  
رضخیر و سیراب سرسبز ہے قدرتی گل اور پھول اور درخت بشار ہوتے ہیں عمارت اس قصبہ کی سچتہ  
دو شتا و بارونق و بازار کشادہ و پر تجارت ہے چمن المون کے طرز پر اس میں مکانات دو منزلہ بنی ہوئے ہیں  
مکانات کے اوپر بالا خانہ دوبارہ دریاں نقش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہیں کالی دیوی کا مندر  
مندون کی پرستگاہ میخان بڑا عالیشان مکان جو جس جگہ انگریزی سلطنت سے پہلی آدمیوں کی قربانیاں تھیں  
تہیں جس کے رہنے کا محل مقام پر پڑا بلند و فراخ و شاندار عمارت بنا ہوا ہے یہ قصبہ اس شمالی پھاڑ کے اوپر گویا  
مندون کے مذہب کی ایک شاخ کی جاتی ہے کیونکہ اس پھاڑ پر سوا لامہ مذہب کے لوگوں کے مندر و گنبد کے لوگ شاذ و نادر  
ہوئے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار دو سو چالیس فٹ ہے شال درہ سپر کے ریاست کے متعلق ہے  
یہ اس شکر پر جو کہ جوار اس کو کنا و رکھ جاتی ہے جنوبی قطار کوہ ہمالہ میں جو شرق جنوب و غربت شال کو پہنچتی ہے

واقع ہے یہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سب سے بہن ہے بلکہ اس کے اوپر ایک مہلک سخت  
 و سرد تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان و مان جالتے بدن او سکا سردی سے سن کر فوراً مرجاتا ہے  
 اوسکی چوٹی کے اوپر سنگ جراح کے تہر بہت ہیں مچھریاں بہاڑ کے اوپر بہت ہے اس قدر کہ برف کے  
 ڈھیروں کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دھوپ کی لگتی ہے تو اوڑنے لگتا ہے  
 بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے چند ہزار پانچ سو فٹ ہے **شیار** بہر کے ریاست علاقہ  
 کنار میں بہہ ایک قبضہ رس کلنگ پھاڑ کے گھاٹیوں میں دارنگ درہ کے بائیں کنارے آباد ہے  
 متصل اسکے ایک تانبے کی کاسج گر کئی سال سے کہو دی بہن جاتی اس میں لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہیں بلندی  
 اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو فٹ ہے **شیار** بہر کے ریاست کے متعلق یہ گانہ جنوب مشرقی  
 بنیاد کوہ دار تو کے اندر آباد ہے علاقہ اوسکا بہت زرخیز و آباد اور پائس کے پھاڑ بھی اسکے منبر و شاخ  
 ہیں پائس کے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا و تانبے نکال کر اس گانہ کے کارخانہ میں نکلتے ہیں  
 بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ کے ہے **درہ شیار** بہر کے ریاست کے متعلق ہے  
 ایک درہ جنوبی قطار کوہ ہمالہ میں جو اس ریاست کے حصہ جنوبی و شمالی میں حد فاصل ہی واقع ہے اس کے  
 جنوب مغرب کو کوہ چروار و شرق کو برہند جنوب شرق کو کوہ جنوب شرقی جس سے چنیدا ریافتا ہے دکھائی دیتا  
 ہے اوسکے حسب چوٹیاں برف سو ڈھلی ہوئی اور بلور کٹیم چلتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں بلندی  
 اس درہ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو بیس فٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلنگ کے  
 پھاڑ میں ہے وہ اکیس ہزار فٹ کی بلندی رکھتا ہے **شیار** بہر کے ریاست کے شمال شرقی کے اوپر  
 چوٹنی تانار کے ملک کے ساتھ ملتی ہے یہ قبضہ آباد ہے اسل بورپ جو اس پھاڑ کے سیر کو آتے ہیں اسے  
 آگے تہنیں جاتے اور جب یہاں سے آگے جائیں تو وہ اب لنگ کے مقام سے دو شرکین ہو جاتی ہیں  
 اودن میں سے ایک تو پنگ گھاٹ کے درے سے جبکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانچ سو فٹ ہے  
 ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تھوڑے سی فاصلے اوس درہ سے جنوب کو گنگما کے درہ سے ہو کر گذرتی  
 ہے اوسکی بلندی سولہ ہزار فٹ ہے گو کہ درہ گنگما پنگ کے درہ سے زیادہ تر او سچا ہے مگر اسکا رستہ  
 آسان تر ہے یہ قبضہ بائیں کنارے تلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریائے تلج اس پر چشمہ  
 سے یہاں تک مسافت طر کر کہ دو طرفہ ندیوں اودھیوں کو ساتھ ملاتا ہوا دریا بن جاتا ہے ورنہ اس کے  
 اوپر اس دریا کا قد و قامت کچھ بڑا نہیں ہے یہ قطار پھاڑوں کی جسکے اندر سے وہ دو درے گذرتے  
 ہیں شمال سے جنوب کے قریب تین میل کے فاصلے پر اس قبضہ سے ہیں یہ پھاڑ درمیان سلطنت چینی تانار

اور انگریزی علاقہ کے ہر حد فاصل سنہن ہر ملک قدرتی حدود علاقہ کنار و ریاست بہار بھی ہی بھاڑ ہر اس بہار کے ریشی  
 والوں کی شکل و شبہت بولی و طرز و وضع اور بھاڑ کے ریشی والوں کے ساتھ بالکل سنہن ملتی اور نہ آتی ہو اسطابق ہر ملک  
 بہار ورن کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہر سنگ جراح و سنگ سرخ و سرخ مٹی سہن بہت ہی ڈھلوان بھی اس بھاڑ میں  
 زیادہ ہر ٹیلے بہت ہمواری کم ہے ملک خوفناک اور ویران ہو اور بھاڑ ایسا خشک ہو کہ ایک پاگاس یا کوئی درخت  
 چوٹا ٹبرائیں سل تک برابر نظر سنہن آتا البتہ کانٹے و چھاڑیاں بنے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک بہار کے  
 سطح پر ہیں اگر تپے اونکے یا لکڑی ماتہ میں لیکر ملین تو فوراً خاک ہو جاتے ہیں بعض چھاڑیوں کا رنگاکی  
 ہے جب ہوا دمان چلتی ہے تو ایک ٹبراطوفان نمودار ہو جاتا ہے اور ایسی ہوا اکثر اوقات دمان چلتی رہتی  
 ہے اور خشکی اس ہوا میں ایسی ہے کہ جس چیز میں اسکا اثر ہو جاتا ہے فوراً خشک ہو جاتی ہے یہہہ گانوجھکو  
 شکی کہتے ہیں صرف چند گہر میں جو کینہ خشک و برہنہ بہار کے ڈھلوان مقام پر آباد ہیں متصل گانوکے بہت سے  
 غھٹین کر کر گانو والوں نے کچھ زمین زراعت کیواسطے بناٹی ہوئی ہے اوسیں گہوں جو شلغم کی پیداوار  
 ہوتی ہے گہریاں کے تیروں کے اور چوڑے جھتین میں گانوکے اندر چند درخت گوش بری کے ہیں جو پیرا  
 گہر کے دروازے کے آگے لگائی ہوئی ہیں ان لوگوں کے پاس گلہ بشتی بکرون کے بہت ہوتے ہیں اور شرم  
 بیان کی تبت اور لہلہ کے پشم سے بھی افضل ہوتی ہے جسکو وہ اوتار کر فروخت کرتے ہیں گتے اس بہار کے  
 تدار و وفادار ہوتے ہیں بکریوں کے گلے اور بکرون کی حفاظت انہوں کتون کے متعلق ہوتی ہے اس بہار  
 سے بے ملک چنی تا تار کا ہے جتنے خال خط وضع و قطع حد کے لوگوں سے تمام مشابہت رکھتے ہیں انکے  
 اونکی چوٹی چوٹی ہوتی ہیں اور سردی اور گرمی میں سر سے ٹکڑی رہتی ہیں زن و مرد بالوں کے گوندے ہو  
 رکھتے ہیں اونکی پوشاک ایک لہا کر تہ پاؤں تک اور پاجامے کھلے اونکے اور تجربا میں پاؤں میں سرخ کپڑے  
 ہوتے ہیں شلے میٹھے کیڑے چمرا لگا ہوا ہوتا ہے زن و مرد گلے میں مارقمیتی ہڈیوں اور تیروں کے بنا کر بنائی  
 پٹیل اور چاندی کے دستوں کے چکو وچیراچ ایک شخص اپنے پاس کہتا ہے تاکو بہت مٹی میں بلکہ ہر ایک شخص کو  
 چھوٹے چوٹے تھے لہے کے اپنے پاس رکھتا ہے دولت مند لوگ چاندی کے تھے تھے ہیں اور کنار و اور تار  
 کے لوگ صرف تھپنے کے واسطے ہر وقت حقائق اپنے پاس رکھتے ہیں جب تھپنے کی حاجت ہوتی ہے اگل نکال  
 لیتے ہیں تار کے ملک میں عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہر بکری عورتیں لہے چاندی پٹیل تھپنے کے زیور سے  
 لہے ہوئے ہوتے ہیں انہیں سے اکثر زیور تین کی بھی ہوتی ہیں گلیوں کے یا زمین اور تار پٹی کا بھی یہاں بہت  
 رواج ہے شلے کی بلندی سمد کے سطح سے دس ہزار یا سوسا توین فٹ کی سنگا اور ۵ پہر ایک درہ کوہ  
 کنار کے جنوبی بہار کے قطار میں معدہ اور تین درون کے جو اسکے پاس میں ایک میل سے زیادہ لمباں کا

سردی کے موسم میں بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں چار مہینہ تک کھلا رہتا ہے بلندی سکی  
 سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فٹ تک ہے سو **انگ** بلندی کی ریاست علاقہ کنارہ میں ہے  
 کنارہ دریائے بسپا کے یہ ایک قصبہ آباد ہے گردنواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درخان مسیب  
 ناشاتی خانی وغیرہ سیوہ دار درخت یہاں کثرت سے ہوتے ہیں چٹرو دیو دار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر  
 ہر گز شمار نہیں ہو سکتا جبر و صاحب ایک انگریز سیاح نے وہاں جا کر جو ایک چتر کے درخت کی پیمائش کی تو  
 بیس فٹ موٹا پایا بلکہ یہ ادنیٰ درجہ کے موٹے درخت ہیں چوبیس فٹ تک کی چوٹی میں پیدائش میں قسم غلہ  
 کی بھی یہاں بہت اور آب ہوا موافق ہے سردی کے موسم میں پانچ مہینے تک میں برف کے تپے دہلی  
 رہتی ہے گرمی کے موسم میں موسم اس بھار کا بہت اچھا و مطبوع ہوتا ہے برسات بھی متوسط درجہ  
 کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکو فٹ ہے **سنگلا** بلندی کی ریاست میں  
 یہ ایک رہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جگہ ذریعہ سے ضلع کنارہ و گڈوال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے  
 اس رہ کے ٹرک بہت خراب ہے اور چھ مہینہ سال کے اندر یہ درہ جاری رہتا ہے ہر برف کے سبب بند  
 ہو جاتا ہے مسافر لوگ بستجے راستہ کے بوجہ اپنا کروزن برلا کر لیا کرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے  
 سولہ ہزار فٹ کے ہے **سندر و درہ** کنارہ کے علاقہ میں یہ ایک رہ کوہ ہمالہ کے قطار دن میں  
 جو شمال سے غرب کو پہلے ہیں جنوبی حصہ میں کنارہ کے واقع ہے راستہ اس رہ کا بہت مشکل گذار و تنگ پہاڑ  
 کے دو قطاروں کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بہر میں صرف دو مہینہ کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر  
 کے سطح سے سولہ ہزار فٹ ہے **سنگلا** کنارہ کے علاقہ میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ دہلی کنارہ دریا  
 بسپا کے آباد ہے طرز اسکی عمارت کی اچھی ہے اور ڈھلوان گہائی کے اوپر بنا ہوا ہے گہرائی کے ایک سو سو  
 اوپر نظر آتے ہیں ٹبری چوٹی کوہ رتلنگ کی اسکے اوپر چتری کی طرح سایہ کرتی ہے اگرچہ اس کو میں بچاں  
 گہرے زیادہ آباد نہیں ہیں مگر تجارت و کاروبار کثرت ہے اور لوگ ہی آسودہ حال ہیں اور ستار لوگ  
 گڈوال و چوآرا وغیرہ سے آکر یہاں سے غلہ خرید کر لیا کرتے ہیں اور بعض اوقات جو یہاں غلہ کی کمی ہو تو  
 وہاں سے غلہ لا کر اسکے بدلے یہاں سے نمک خرید کر لیا کرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار  
 پچیس فٹ ہے **سنگلا** کنارہ کے علاقہ میں یہ ایک چوٹا سا قصبہ بائیں کنارہ دریائے دارہنگاں سر  
 مقام پر کہ جہاں دریائے یوکنیو شمال مشرق کی سمت سے اگر دارہنگاں میں ملتا ہے آباد ہے یہ دو نوذ میں  
 اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہیں اور اس کے ایک سطح زمین کا جو تین میل تک لمبا ہے سیٹ اکھروٹ  
 و ناشاتی و انگوڑ کے درختوں سے پر ہے تین طرف اسکی مہاڑ میں اور ایک طرف سے ڈھلوان و تیلج کے ڈیڑا

تک پہنچا ہوا ہے خانی کے درخت یہاں ٹہرنے اور اسی میوہ دیتے ہیں جو یہاں کے رہنوں والے گرمیوں میں  
 خشک کر رکھتے ہیں و سردی کے موسم میں کھاتے ہیں اور اسی کے مغز کا تیل نکال کر جلاتے ہیں بلندی  
 اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو سیچاں فیٹ ہے **قلعہ تکبر** یا **تکبر** سہر کے علاقہ میں یہ چوٹیا  
 قلعہ اوس بھارت کے قطار بر جو کوہ وار ٹر کے چوٹی اور کوہ چر کے چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے استقامت پر  
 انگریزی فوج کو ٹیگڈہ کے چھاؤنی سے اگر رہا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار سات  
 ہشت فیٹ ہے **سکڑو** سہر کی ریاست میں یہ ایک بھارت کی چوٹی کوہ وار تو اور چر کے درمیان ہے  
 اسکی مغرب کی طرف سو دریائے گری نکلتا ہے اور اس کے شمال شرق کی طرف سے دریائے بابر کے مددگار  
 گزرتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایک سو دو فیٹ ہے **درہ تنگ** سہر کے  
 ریاست میں یہ ایک تیرہ اوپر بلند قطار اوس بھارت کے چوٹیا کوہ بیا و قلعہ کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر  
 کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو اونتالیس فیٹ ہے **کوہ وار** تو سہر کے ریاست کے متعلق یہ ایک بلند  
 چوٹی کوہ ہمالہ کے خلیے قطار دن کوہ ہمالہ میں ہے اوسکے اوپر ٹرا گہرا جبل ہر ایک قسم کے جنگلی درختوں سے بھر  
 اور چونکہ گورکھ لوگ اپنے دخل کے وقت یہاں قلعہ دگاؤں بنا کر رہنے لگے تو ان کے مکانات کے گنڈرات  
 اب بھی موجود ہیں گوہ ہمالہ کے شکاری پالیش کے وقت اس بھارت پر ٹرا بھاری محکمہ مقرر ہوا تھا اور شہر کو جس  
 و سہر پر صاحب و زمین حاکم تھے **مان رنگ درہ** یہ ایک بھارتی درہ دانگ شہر بھارت کے  
 اوپر ملک لداخ اور کنا و کردریان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوفناک اور جنگلوں سے بھرا ہوا ہے اور تنگی اور  
 مشکاکہ از ہی اس حد تک کی ہے کہ مینی آدم کا دھان گز بہت ہی کم ہوتا ہے کناور کے جنوب شرق کے سمت سے  
 اسکی چڑھنے کا راستہ ہے اور دہائے دارنگ بھی اسی درہ کے اندر سے گزرتا ہوا آتا ہے بلکہ چشمہ اوسکا بھی  
 بھارت کے اندر ہی اس دریا کے چشمہ کے اوپر چشمہ برف ٹری رہتی ہے سال بھر میں چار مہینے تک یہ درہ برف  
 سے صاف بچتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹھارہ ہزار چوبیس سو بارہ فیٹ ہے اور بلندی دارنگ کے چشمہ کی  
 بندرہ ہزار فیٹ ہے **لو** شمال مشرقی کوہ ہمالہ میں یہ گانوا اوس مقام پر کہ جہاں بریائی اور سردیوں میں  
 شامل ہوتے ہیں آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فیٹ کی ہے سببکہ جہاں کہ دریا بہتا ہے ایک سید یا بھارت  
 دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بھی اوپر ٹرا نہیں سکتی سو اسے چوٹی کے کہ وہاں ہی برف جم کر زمین کے  
 سطح کے ساتھ سطح ہو جاتی ہے آج ہوا یہاں کی خشک ہے اور بھارت کے گھاٹیوں کے بنیاد میں زمین  
 بہت سیراب و زرخیز ہے جسکو ندیوں کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانوا کی آبادی عین سموار سیدان کے اندر  
 ہے گلے پشی بگردن کے یہاں بہت ہیں اور شہر بہت کثرت سے نکلتی ہے باشندے یہاں کے تبتی دھارما دی



ونگوینا نسل کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں کنو سبر کی ریاست کے متعلق یہ ایک گہاٹی جنوبی قطار  
 علاقہ کنو درمیں ہے سطح اسکا چڑھ کے درختوں سے پر ہے اور پانچ گانوا اسکے اندر آباد ہیں بلندی اسکی سمندر  
 کے سطح سے آٹھ ہزار اٹھ سو فٹ ہے **درہ پرنک** یہ ایک درہ مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ میں جو کہ  
 سیتی کے مقام سے سلطنت جموں اور علاقہ ریشو تک پہنچتی ہوئی چلی جاتی ہے **درہ چمنو تری** ہتھیز  
 چوٹیاں پہاڑوں کے پہلے ہوئی جہاں کے چشمہ کے مقام پر میں جنگلی گل مجموعہ کو کوہ بندر سمجھتے ہیں ان چوٹیوں  
 میں سے دو چوٹیاں بہت بلند اور برف سے ڈھکے ہوئے ہیں اور باقی کے پہاڑوں کے قعر میں انہیں چوٹیوں  
 سے نکلنے میں سطح ان چوٹیوں کا جنوب شرق کے طرف بہت کم ڈھلوان ہے اور بڑے سوائے اور مصفا  
 برف اور پر پڑی رہتی ہے بقدر کہ وہ ٹیلے کہی برف ہیکل کر ننگے ہتھیں ہوتے سوائے چند ٹیلوں کے  
 کہ نہایت کم ڈھلوان ہیں کہی کہی برف اور انکو اور سے ڈھیل کر نیچے پڑتی ہے ان چوٹیوں پر سوائے برف کے  
 اور کچھ نظر نہیں آتا اور اور کے حصہ کی برف ہیکل کر نیچے کے چوٹیوں پر آتی ہے اور دھانے پانی نکلنے لگتا ہے  
 بہہ جاتا ہے سیکڑوں برسوں کی برف دھان جمع ہو کر پہاڑوں کے اور پہاڑوں کے ہوئی ہیں اللہ اور کے  
 حصہ کی برف گرمیوں میں کچھ ڈھیل کر پانی نجاتی ہے انگریزی مورخوں کے بیان کے بموجب کوہ بندر سمجھتے  
 چار چوٹیاں میں اور اوگی اندر ایک بڑی چیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ پر آب رہتی ہے  
 ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگا کر لٹکا کو ملا یا تھا تو وہ آگ دسنے پر یہاں پر  
 جہل میں آکر پہلوا ہوا یہی تھی بہت بلند اوچتیں تین چوٹیاں ہیں پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری میں ہزار تو  
 سولہ تیسری میں ہزار اکیسوا بیس ہزار فٹ بلند ہے گرم جھبی پانی کے یہاں بہت نکلتی ہیں اور وہ گرم پانی  
 چشموں سے نکل کر اور برف کے اندر سے ہو کر دریائے جہا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سب سے برف  
 ڈھیل ڈھیل کر پانی برف کا اوکے ساتھ ملتا جاتا ہے چشمہ اوتے ہوئے پانی کے یہاں ہتھیا رہیں اور انکو  
 پانی سے کی طرح کی بوگندہ گندہ کی ہتھیں آتی اور گرم چشموں کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار اٹھ  
 ایتھار فٹ بلند ہے **کوہ لامول** شمال شرقی ہمالہ میں یہ ایک انگریزی علاقہ ہے جسکے شمال شرق کو علاقہ متعلقہ  
 لداخ شرق میں سیتی جنوب غرب کو علاقہ کلو مغرب میں چنہ دکشوا ہے یہ ملک اٹھ سو میل لمبا اور چوبیس میل چوڑا  
 اور کل سطح اسکا ایک ہزار اٹھ سو ہتر میل مربع ہے یہ ضلع پہاڑوں سے محیط ہے درہ رتن کا جو اسکو جنوب میں  
 ہے بلندی اسکی تین ہزار تین سو فٹ اور برابر الجھ درہ جو شمال کو و شمال غرب کو ہے وہ سولہ ہزار یا سولہ  
 فٹ اونچا ہے اور بعض چوٹیاں جو اسکے پاس ہیں ہزار فٹ تک اس سے بلند اور برف سے ہمیشہ ڈھکے رہتی ہیں  
 لامول میں ہتھیاں اور یا چلتے ہیں جنکا شمار چاند کے ساتھ ہوتا ہے اوچتیں سے دو دریا بہت بڑی خیر اور

ہیں جنکے شمول سے دریائے جناب بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑوں سے بہت بڑی ہے کیونکہ کشور  
 جو سول اس پہاڑ سے نیچے ہے اور خارج ہاں بہت تیز دھوکہ چلتا ہے پانچ روز فیروز آباد سے سمندر کے سطح  
 سے اونچا ہے اس پہاڑ میں کوئی ٹہری آبادی نہیں ہے صرف دو گانو تو ہوتے گہروں کی آبادی کے لیز  
 انہیں ہے ایک کا نام گوشہ اور دوسرے کا نام مانڈی ہے جو مقام شمول خنہ اور ہاگا کے ہیں مگر باوجود  
 بلندی ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچھی پیاں ہوتی ہے **دریائے جوالا** یہ ایک  
 پہاڑی ندی جنوب مغربی حد کوہ سر مور سے نکلتی بہت صفائی اور تیز روی کے ساتھ چلتی ہے ہر بہ پہاڑوں  
 اور گہائیوں کے اندر جنوب شرق کے سمت کو بے میل کا راستہ طے کر کر دریائے گری میں دمیوئی کے  
 کے طرف سے شامل ہو جاتی ہے **گندالو جہیل** علاقہ کوہ منڈور میں یہ ایک جہیل سمندر کے سطح سے  
 دو ہزار آٹھ سو فیٹ اونچے اور پہاڑوں میں جو جنوب مغرب کے سمت کو بائیں کنارے دریائے ستلج سے ملتی  
 ہوتی ہے جہیل ڈیڑھ میل لمبی کم آنی کے موسم میں اور ڈھائی میل برسات کے موسم میں ہوتی ہے یہاں  
 یہاں گریس جہیل کو بہت عمیق اور گہری کہتے ہیں اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی جہیل پہاڑ میں نہیں  
 کیونکہ اکیسویں سو فیٹ کی رسی سے زیادہ اسکے تہ کو پہنچتی ہے صاحبان انگریز کہتے ہیں کہ جہیل  
 السواٹر کی جہیل سے جو انگلستان میں ہے مشابہت کہتی ہے مگر اس قدر بڑی و شفاف نہیں ہے صرف اسکو  
 حکم اور دور میں اس کے ساتھ اسکی مشابہت ہے چاروں طرف اسکو پہاڑ ہیں اور کنارے اسکو بہت سرسبز  
 درختوں اور نباتات سے پر ہیں جھیلیاں اس میں افراط سے ہیں مرغابیان وغیرہ کا کچھ شمار نہیں اور اسی نام کا  
 ایک نواس سے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانو کے پاس ایک دسواں پہاڑ ہے اسکو کوٹھی صاحب جھیل کو  
 رستی کی منی ہوئی ہے اور قلعہ مالون جو اسی علاقہ میں ہے کوٹھی اوس سے بہت بلندی اوس کوٹھی پر کھڑے  
 ہو کر اگر جنوب کے سمت کو دیکھیں تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریائے ستلج اور زمین لہرا تا ہوا نظر  
 آتا ہے **دریائے پارس** یہ ایک ریاسیہ کے ریاست کی علاقہ میں تھا ہے چشمہ اسکا متصل کوہ  
 بریدال کی ایک جہیل ہے جسکو چرائی کہتے ہیں ایک میل کے قریب اسکا دورو اسکے اوپر کے پہاڑ توڑ  
 بقدر کثرت سے برف برستی ہے کہ اسکو اشو اور سو سو فیٹ تک اونچو انبار لگاتے ہیں اور ہمارے  
 موسم میں ہ ڈھیر برف کے پہوٹ کر لاکھوں ہنوں کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑوں سے گر کر پانی میں جہیل کے آگرتا ہے  
 اور پانی ہوتا ہے اور بہت اونچو پانی بن کر اوس میں جاتا ہے تو اوس میں طغیانی ہوتی ہے اوس جہیل سے  
 یہ پانی دریا نکلتا جنوب کے سمت کو سپدی پہاڑوں میں ہوتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو دھان  
 دریائے سیون اسکے ساتھ اگر شامل ہو جاتا ہے اوس مقام تک یہ دریا بلندی سے پستی کو بانسوئی لیتا

فی میل آچکا ہوتا ہے اس سبب سرتیزی بہن زیادہ ہے ہر دھان سے گیارہ میل اسی طور پر چکر کے مقام پر پہنچتا ہے تو دریاے اندھرتی شمال مغرب کی سمت سے بہتا ہوا اچھین آتا ہے باقی بچھا حصہ اسکا وسط  
 نیش میں ہے سو چون فیٹ فی میل ہے اور جس جس بھاڑ کے اندر یہ راستہ لئے ہوئے آتا ہے وہ یہاں بہت  
 خوبصورت بہنہر خوشنما ہے آج ہوا دھان کی بھی سرزد و خوش ہے یہاں سے ہر دریا جنوب مغرب کے  
 طرف چلکر دس میل کی مسافت طر کر کرور ورتکاتا ہے دھان سے ہر جنوب کے سمت کو بچھیں میل چکر  
 دریاے ٹونس میں کل راستہ اٹھاؤں میل کا اندر چیمہ سے طے کر کشاٹل ہو جاتا ہے یہ دریا ٹر اتیرد  
 اور صفاف و شفاف ہے بلکہ رو کوہ سرور میں یہ ایک نندی خوبی گھاٹی چور کے پہاڑ سے نکلتی ہے ہر دھان  
 جنوب مغرب کے سمت کو چکر بعد طے کرنے راستہ میں میل کے دریا یوگری کے شامل ہو جاتی ہے سبب اسکا  
 یہ ایک چوٹا سا دریا جنوبی گھاٹیوں کو ہسپاٹوں سے نکلتا ہے دھان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لکر  
 کوہ پنچور دون میں آتا ہے اور بہت سو ندیاں اور چشموں کے پانی ساتھ کوہ ہند وری ملتا ہوا متصل کوہ  
 کنو کے بعد طے کرنے کل راستہ میں میل کے تلج کے شامل ہو جاتا ہے یہ وہ ایک ریاست کے علاقے  
 جنوبی گھاٹیوں سوگی درہ سے ہندو نہر افیت کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے پانی اسکا نہایت شفا  
 دہندہ ہوتا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام پر نام اسکا دوشو مشور ہے اور کے حصے کے راستہ میں یہ تریستی  
 دتیزی سے بہتا ہے اور برفوں کے انباروں اور پہاڑی گھاٹیوں کے اندر سے چکر کہتا ہوا آتا ہے اس دریا  
 کے تہ میں سنگ جراح بہت ملکہ اسکے پانی کے زور سے اسقدر سنگ جراح بکرتا ہے کہ بعض مقامات پر  
 شکاف دریا کے بند ہو جاتے ہیں اسکے چشمہ سے بعد طے ہو جانے ڈھلوان راستہ پانچ میل کے ایک در دریا  
 شمال مشرق کے سمت سے اگر شامل ہو جاتا ہے پھر شول کے مقام سے گیارہ میل چکر یہ دریا پور دریا میں ملتا ہے  
 یہ مقام شول کا آٹھ ہزار تین سو فیٹ کے بلند ہی رہے **پہلی** شمال مشرقی کوہ ہمالہ میں یہ ایک  
 پہاڑی علاقہ تہتر میل لمبا شمال سے جنوب کو اور ستالیس میل چوڑا ہے اس گھاٹی کے اندر دریا یوگری  
 بہتا ہے کم سے کم بلند ہی اس گھاٹی کی جس مقام پر آبادی ہے بارہ ہزار نو سو چھاسی فیٹ ہی سالانہ  
 میں یہ ضلع سرکار نے تین سال کے واسطے بھر کے راجہ کو دیدیا تھا بعد ازاں اس میں کد کے پیر سرکار ہی  
 ہو گیا اب بھی سرکاری انتظام ہے **دریاے ہندو** ریاست بھر کوہ کنا در جنوب مشرقی حد  
 گڑھ وال کے طرف سے یہ دریا نکلتا ہے دھان سے شمال مغرب کو راستہ لکر اور شمال مغربی بنیا ڈبری بھا  
 روگ کے پاس پہنچ کر دریاے تلج میں شامل ہو جاتا ہے جس گھاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ برمنہ و بلند  
 دغار اور بہاڑ ہے راستہ اسکا بہت خوفناک اور دیرانہ ہے حقد رٹر کہیں اسکے اوپر سے گذرتی ہیں دھان

پہاڑوں سے اترنے کیو سطر زینے بنے ہوئے ہیں جو بعض تپہ کے میٹھی اور بعض لکڑی کی ہے اس کی گندہ پتھر  
 سے گزر دیا نہایت خوفناک گزر ہے اور یہ جہ جگہ لکڑی پتھر کا زینہ بنا ہے دو طرف دریا کے بڑا اور سدا  
 ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں آدمی ٹھہرے جہاں سیاحت میل تک چشمہ سے یہ ندی ابھی سیاحت  
 حساب وسط میں سو فیٹ فی میل جاتی ہے اور بعض مقامات پر اس سے المضا عاف اس باعث یہ  
 ندی بہت تیز اور کف انگیز ہے اور جلدی وقت اس کی شور بہت ہوتا ہے اور ایک بہر کی ریاست  
 علاقہ کنار میں یہ ندی مغربی گھاٹی ایک بلند پہاڑ سے جو شمال سے جنوب کو پہنچتی ہے نکلتی ہے وہاں  
 پانچ میل کا راستہ شمال کے طرف کٹے کر دریا سے تلج میں شامل ہوتا ہے کی طرف تیراٹھن شامل ہوتا  
 ہے یہ ندی بہت عمیق پہاڑوں کے مجموعی اور نامور استون اور جنگلوں کے اندر سے بہتی ہوئی آتی ہے یہ ندی  
 اس کی سمندر کے سطح سے دس ہزار نو سو اسی فیٹ سے لو لائبر کی ریاست علاقہ کنار میں یہ ایک  
 بڑی ندی مشرقی ڈھلوان کوہ واماٹھ سے ولدخ کے ملک کے صدر سے نکلتی ہے وہاں سے یہ بندرہ مل  
 جنوب کے سمت کو راستہ طے کر دریا سے تلج میں شامل ہو جاتی ہے لو لائبر کی ریاست تیراٹھن  
 میں یہ ایک ندی کوہ کنار سے نکلتی ہے سافٹ آٹھ میل سمیت جنوب مشرقی دریا میں  
 میں اس کے دہنے کنار کے کی طرف سے شامل ہو جاتی ہے اس میں بہہ ہوٹا سا دریا کوہ شلہ کے مشرقی  
 جنوبی بنیاد کوہ ماسو سے نکلتا ہے پہلے مخرج کے مقام سے جنوب مغرب کو اور پھر جنوب مشرق کی طرف چھپیں  
 میل کا راستہ طے کر دریا سے گری میں جاگرتا ہے واماٹھ کی ریاست علاقہ کنار میں یہ پہاڑ  
 نالہ پانی کا واماٹھ کی مشرقی سے دور استون کے دریا سے آتا ہے اور پھر آٹھن شامل ہو کر واماٹھ  
 نام پاتا ہے وہاں سے پہلے دریا کے پاس پہونچکر اس سے مل جاتا ہے یہو ریشہ کی ریاست ضلع کنار  
 یہ ایک دریا جنوب مشرقی گھاٹی درہ لپی سے نکلتی ہے وہاں سے جنوب مشرق کے سمت کو میں مل جو ضلع جالنگ پور کا دریا  
 کے ساتھ شامل ہوتا ہے اس کے مقام سے نام کا تبدیل کر کے تپتی رکھا جاتا ہے جو ایک ٹپا سخت تیز و تند و گار دریا واماٹھ کا  
 پہلے آٹھ چھپیں میل کا طے کر دریا سے تلج کے شامل ہو جاتا ہے لومی جلی کی ریاست میں یہ ایک پوتا سا دریا بہتا ہے  
 جکا چشمہ دس گھاٹی سے جو کوہ چرسے واماٹھ تک پہنچتی ہے نکلتا ہے وہاں سے یہ جنوب مشرق کی طرف راستہ نکلتی  
 گھاٹیوں اور ویرانہ جنگلوں میں سے گزرتا ہوا اور شمار چوٹی ندیاں اور چٹھوں کے پانی انہی ساتھ ملتا  
 ہوا اور جلتا اور شور کرتا بعد طے کرنے راستہ چھپیں میل کے دریا سے ٹونس میں جاگرتا ہے اور اس کے ساتھ  
 راسکھانہ جہاں کہ اسکا نام کوٹی نالہ ہے پانی اسکا بہت صاف اور پر آب جلتا ہے لیتی تپہ کی  
 کے متعلق کوہ برنیل سے یہ ایک ٹپا ہوا پانی کا گرمی کے موسم میں سبب پگھلنے برف کے جاری ہوتا ہے

پہر موضع قستی کے پاس کی اسی نام سے ایک گاؤں آباد ہے جو چکر پانی اسکا بلندی سے مستی کو ٹری زور و شور کے  
 ساتھ گرتا ہے ہر تھوڑی سی دور اور چکر برف کے نیچے اگر دہاٹا ہے موضع قستی کے پاس ایک سا فرغانہ  
 بھی مسافروں کے آرام کو واسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار چھ سو بیانوین ہے  
**کاشنگ** یا **کوزنگ** بہر کی ریاست علاقہ کنار میں یہ ایک بڑی تیز وندی بہتی  
 ہے اسکے اوپر وہ سڑک جو نیچے سے سنگم کو جاتی ہے گذرتی ہے یہ بڑی اونچا کنار دن تک پر آب  
 ہو کر چلتی ہے اور سخت تیز و شور کرتی ہوئی بہتی ہے اسکے پانی کی کف بہت سی گذر گاہ کے مقام پر آگے  
 سطح پر لگتی ہے بل بنا ہوا ہے بل کے مقام سے جنوب مغرب کے سمت کو چکر یہ بڑی دریا سیلج میں شامل  
 ہو جاتی ہے **دریا** کے **قشغر** بہر کے ریاست ضلع کنار میں یہ ایک دریا کو دورہ کے سارے سرحد  
 بہاڑھنی تار سے نکلتا ہے اور وہاں سے تین دن کی مسافت جنوب کے سمت کو ٹری کر کر کوہ سنگ  
 کے نیچے تھان کہ ایک گاؤں بھی اسی نام کی آبادی کا آباد ہے جو نیچا ہے وہاں سے دو طرف کے دریا  
 اور چشموں کے پانی اور برف کے بہاؤ ساتھ اونچا ملتا اور بڑی بر آبی اور زور و شور سے چلتا ہوا دریا  
 سیلج کے بائیں کنارے سے اوپر میں شامل ہو جاتا ہے **ریاست بھسن** یہ ایک چوٹی سی ریاست  
 دریا سے سیلج اور ٹونس کے درمیان کے علاقہ میں ماتحت سرحد ضلعی شکل اسکی ریاست ہوا اندر دو  
 سیلج کے واقع ہے اسکے شمال کو ریاست کمار میں دو کوہ کائی دو کوہ شرق کو علاقہ مندر جنوب مغرب کو  
 سرحد مغرب میں کیوں تھل ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال مغرب کو بارہ میل اور آٹھ میل عرض کل  
 سطح چوبیس میل مربع کل آبادی اسکی پانچ ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چھ ہزار روپیہ ہے جس سے  
 ایک ہزار اسی روپیہ سرکار کو دیا جاتا ہے اس ریاست کی رانا کے پاس پانچ آدمی مسلح رہتی ہیں اور کچھ  
 حصہ علاقہ بہر دلی کا جو پہلے اس ریاست کے متعلق تھا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکھپور کو اس بہاڑ  
 سے نکالا وہ علاقہ فوج جنگی کے چھ آدمی کو واسطے اسکی پاس کیا اور پھر حصہ برفی کا ماحول بہر اور اسکی دارو کو بہتہ کیوں  
 ہو جب ہندو میں زور بہر اسلام کو بعض قلعہ مالوں کے عطا ہوا **نانا گنی** میں کی ریاست کی متعلق یہ ایک قلعہ چھوٹا سا  
 نیچے عمارت اور درم شکل کا بنا ہوا ہے طول اسکا پانچ فٹ اور عرض ستر فٹ کے اندر گورکھپور فوج ملازم انگریزی رہتی ہے  
 بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار آٹھ سو فٹ ہے **مصر گل** یہ ایک بلندی چوٹی پہاڑ کی میں کے ریاست  
 کے متعلق اس مقام پر کہ جہاں کوہ چکر کے قطار کوہ وارٹو سے ملتی ہے واقع ہے کوہ وارٹو کی بلندی اس مقام  
 اوس ہزار چھ سو تتر فٹ ہے اور اس چوٹی کی بلندی اوس سے زیادہ ہے **شاہ پٹی** یہو کی کے  
 علاقہ میں بھی ایک بلندی چوٹی چھار کی سیلج کے بائیں کنارے سے بفاصلہ چار میل واقع ہے اسکی اوپر ایک



لکڑی کا مندر کالی دیوی کا بنا ہوا ہے جان سرکار انگریزی کی مملداری سے پہلے آدمی قربانی کی جاتے تھے  
 یہ بد رسم بالکل موقوف ہو گئی اسکی سمند کی سطح سے نو ہزار چھ سو تیس فٹ ریاست کا مح  
 یہ ایک چوٹی سی پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کی طرف علاقہ بھلی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ تھانہ  
 میں ہاگل ہے طول اسکا چھ میل اور اسی قدر عرض کل سطح چھ میل ہے اور علاقہ اسکا ایک بلنگے مجموعہ  
 کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیاں علاقہ کے اندر بھی ہو جو دھن اسکے شمال کی طرف ہو چوٹیاں آتا ہے  
 وہ تلج میں گرتا ہے اور جنوب مغرب کا پانی دریائے گنبر میں داخل ہوتا ہے عام مذہبی اس علاقہ کی عبادت  
 فیتہ سے زیادہ ہے مگر مقام سومی جو تلج کے بائیں کنارے ہے وہ بہ نسبت اور علاقہ کے بہت اور دھن اور دھن  
 تر اسی فیتہ سمندر کے سطح سے اونچا ہے یہ ریاست بارہ ٹھکرائی میں سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریا  
 ستلج اور دریائے ٹونس کے واقع ہیں گورکھ پور کے حملہ سے پہلے یہ ریاستیں خود مختار تھیں مگر گورکھ پور نے یہاں کو  
 رئیس کو بدخل کر دیا مگر سرکار انگریزی نے گورکھ پور پر غلبہ پا کر پھر یہاں کے رانا کو اسکی ریاست پر بحال  
 کیا اس علاقہ میں سات آبادیاں اور تین ہزار مردم شمار کی اور تین ہزار پانچ سو روپیہ آمدنی سالانہ ہے  
 جہیں سات سو ہیں وہ یہ سرکار کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے **پانچویں** یہ ایک چوٹی سی ریاست  
 کوہ ہمالہ کے ریاستوں میں ہے اس کے شمال کو علاقہ سکیت اسکو اور سکیت علاقہ کے درمیان دریا میں  
 رہتا ہے شرق میں ریاست گوند جنوب کی علاقہ کوہی دوامی اور علاقہ تھانہ کا غرب کی طرف ہاگل ہے علاقہ کا  
 طول میں شرق سے غرب کو میں میل اور عرض میں جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح ستر میل مربع ہے یہ  
 لہنا گڑا زمین کا تلج کے بائیں کنارے پر پہلیا ہے یہ ریاست بھی بارہ ٹھکرائی کے ریاستوں میں ہے جو کوہ  
 کے حملے سے پہلے دریائے ٹونس اور تلج کے درمیان خود مختار تھیں اب بھی علاقہ یہاں کے رانا کو سرکار انگریزی  
 نے عطا کیا ہوا ہے یہ میں دس پرگنہ اور پچیس ہزار آدمی کی آبادی اور تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے جو بہت  
 ایک ہزار چار سو چالیس وہ یہ سرکار میں نذرانہ ملتا ہے اور یہاں کے رانا کے پاس ایک ہزار آدمی مسلح رہتا ہے  
**ریاست دھور کاٹی** یہ نہات چوٹی ریاست ٹونس اور تلج کے درمیان کے ریاستوں میں ہے  
 جس کے شرق کو علاقہ مہراور میں طرون پر انگریزی ضلع کو تھکائی کا ہے کل سطح اسکا ساڑھے پانچ میل ہے  
 اور بیشہ بڑی ٹپے پہاڑ کے چوٹیاں اس میں واقع ہیں او میں چوٹی کوہ ٹونکر کے دس ہزار ایک سو دو فٹ  
 بلند ہے جہاں بہت ندیاں نکلا اور غرب کے طرف بہہ کر دریائے گری میں گرتے ہیں اور شمال کی طرف  
 کے دریائے پار کے شامل ہوتے ہیں اس ریاست میں ایک ہی پرگنہ ہے اور آبادی دس سو آدمی کی اور  
 عا سورتور سالانہ ہے اور اس کے لئے ایک دریا کو سورتور کہتے ہیں کوہ جنوبی کے شمالی

طرف اور دریائے جہنا کے چشمہ سے لیا جملہ چند میل جنوب کی سمت کو یہ دریا نکلتا ہے چشمہ اس دریا کا پہلے  
بیشک بگلا ہے اور ہزار راستہ اس پھیلاؤ کے کسی نے نہیں دیکھا تھا مگر اکتوبر ۱۸۸۴ء میں ایک انگریز ہربرٹ  
صاحب نامی نے وہاں پہنچ کر اس کا معائنہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فٹ چوڑا اور گھنٹہ گھرا اور برف کے  
انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چار اسی فٹ عمود کے سطح سے اونچا ہے وہاں سے نکلتا ہے دریا عرب  
کی طرف کو بہتا ہے جہاں اسی طرف کو تیس میل کے قریب آتا ہے تو دریا کے دو میں ایک دہنے طرف سے  
بلند ہوا پانی ہزار تین سو فٹ کے اگر شامل ہو گا ہے وہاں دریا کے ٹونس کا چشمہ سے لیکر وہیں کے  
شمال کی جانب وسط وادی کوئی میل شمار ہوتا ہے چونکہ ہندوستان میں بلحاظ اسکا بلندی سے پستی کو  
سمت ہر سو وسط اسکی رفتار میں تیزی بہت کم چشمہ سے لیکر اس مقام تک نام اسکا اسپین لکھا جاتا ہے شمال  
کے مقام سے نام کا ٹونس قرار ہوتا ہے اگرچہ دریا سے اسپین ہی ٹراپیڈر دو پر آب دریا ہے مگر وہیں ہی  
وہاں پچاس فٹ گہرا اور پچاس فٹ چوڑا ٹراپیڈر دھلتا ہے اور پانی کو قوت تراغل دیتا ہے اور پھر ہر دو  
میل ہویں دھار میں ایک سو فٹ چوڑی جنوب مغرب کی طرف کو جہاں تیس میل کا راستہ طے کرتے ہیں تو دریا کے پار ہر دو  
طرف سے ایک کے اگر ٹونس میں شامل ہو جاتا ہے پار ہی شمال کے مقام پر پر آبی و تیز روی دگر آہن موضع دریا کو ٹونز  
سے کچھ کم نہیں جو وہاں سو بہ دریا گدہ والے آ کے ٹر بکر جنوب کی سمت کو رہتے لیتا ہے اور انگریزی کے  
جنس دیہاتی رہا ستین جمل سرور میں گزرتا ہوا دریا کے پار ہر دو کے شمال سے تیرہ میل کا راستہ طے کر کر دریا سے  
شالو کی پاس ہو جاتا ہے اس مقام پر دریا کی شالو کی اسپین اگر شامل ہو جاتا ہے شالو کی دریا ہی ایک ٹرا دریا ہے  
جو دہنے کنارے کی طرف سے اگر اسپین گرتا ہے شالو کی کے شمال کے مقام سے ہر بہ دریا چالیس میل کا راستہ پلڈو  
پھر چوٹوں اور گہاٹوں کے اندر سے ٹر بکر سے در شور سے طے کرتا ہوا بلندی سولہ ہزار چالیس فٹ کے دریا کی جانب  
شمال ہو جاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہو اور فراز سے نشیب کو انا اسکا جناب وسط فی میل ایک سو  
فٹ شمار میں آتا ہے اور در ہزار آٹھ سو تیس فٹ کس فی ثانیہ اسکی رفتار ہے دریا کے گری پڑیا  
پہاڑی علاقے کو تھکا سے بہ بلندی چار ہزار پچاس فٹ کے نکلتا ہے صبح اسکا ایک ہاؤس ٹرا نصف دایرہ کی شکل  
کا ہے جو دالہ کے چوٹی سے چکر کر کے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہاں سے یہ مشرق کی طرف کو رہت ہے جنوب  
مغرب میں میل کے راستہ طے کر کہ بہت سو ندیاں اور چوٹوں کے پانی اپنے ساتھ لانا ہوا دریا سے آٹھ  
شمال ہو جاتا ہے پھر یہ دو ندیاں ملی ہوئی پچاس میل کا راستہ جنوب مشرق کی سمت کو طے کر کر  
دریا سے عین میں داخل ہو جاتے ہیں شمال کے مقام پر یہ دریا ایک سو کس فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریائے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریائے  
سند تک یہی پنجاب کے ملک کے حال میں اس میں آٹھ تقسیم ہیں  
پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد و قہ وغیرہ ضروری حال میں

یہ ایک فرسخ احاطہ شمال مغرب کے طرف ہندوستان کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی دو وطنوں سے مرکب  
معنی پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب و جہلم کے ہے مگر نورخان انگریز فرماتے ہیں کہ اس ملک میں  
دریائے سندھ ملکہ جہ دریا جاری ہیں اور دریائے بیاس کا اوسکار استہ اس ملک میں بہت کم ہے چوڑا  
جا کر باقی پانچ دریاؤں ستلج راوی چناب جہلم سندھ کے جاری ہونے کے سبب نام اس ملک پنجاب  
رکھا گیا ہے مگر یہ تقریر او کی دلیل پر نہیں ہے کیونکہ دریائے بیاس جو بہری کے مقام پر دریا ستلج سے مل گیا  
اس شمول کو صرف ستی برس گذرے ہیں پہلی یہ دریا ہی اور دریاؤں کے طرح تمام پنجاب میں بتاتھا اور  
پرانا رستہ اسکا اب بھی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اس ملک کا نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے کہ  
پنجاب کے پانچوں دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم ہیں اور دریائے سندھ انہیں شمار نہیں ہوا تہی  
حدود اسکے یہ تھے شرق و جنوب شرق کو دریا ستلج و کسرتند غرب شمال غرب کو دریائے سندھ شمال کو  
کوہ کشمیر و کوہ جموں شمال شرق کو کوہ کانگرہ جنوب کو دریائے ستلج یا گھاگر جنوب غرب کو ملتان اور ستیر  
ملک انڈیشا ان چٹائی کے وقت بنام ہندو صوبہ لاہور علیحدہ حاکم مقرر تھا مگر اب یہ خطہ سکھوں کی عہد اری  
سے وسیع ہو گیا اور جس جس مقام معنی پشاور و ڈیرہ اسماعیل خان و غازی خان و ملتان تک عہد اری رنجیت سنگھ  
کی پونجی پنجاب کے ملک مقرر ہو گیا اور خد و پنجاب کے اگلے تبدیل ہو کر شرق میں سرحد شمال میں کوستان کشمیر  
جنوب میں اجپان و سرحد ملک چھایہ جنوب غرب میں علاقہ پٹو و پور غرب میں کوہ سلیمان شمال غرب میں کوہ خیبر  
وغیرہ تھے حد و مقرر ہو گئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر و مہلت و لدان و جموں و کانگرہ و سندھی و سکیت و دکن کے علاقہ  
بھی پنجاب کے تابع اور اوسکو متعلق کہلائی اور مدانی اور کوہستانی علاقہ میں صرف اتنا ہی فرق رہ گیا کہ وہ پنجاب کا  
میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تھا اب اگر نیز کی عہد اری میں ہندو کے بعد اور بھی حد و پنجاب کے بڑے گھو اور  
قسمت اسلح و حصار و بنا کا علاقہ ہے جیسو کہ پہلے حصہ میں کر گیا ہے اسکی متعلق ہو کر حکمہ گورنمنٹی پنجاب کا علیحدہ  
قرار پایا و ضم شکل و صورت شمال کی پنجاب کے سرزمین کے نصف دایرہ کی طرح معلوم ہوتی ہو چکا ایک گوشہ استعمال پر

جہان دریای پنج ند دریا سے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اوسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق میں غرب کی پانسو چالیس میل اور عرض چار سو بیس میل اوکل سٹم تھری ہزار پانچ سو میل اور قدیمی پنجاب کا ملک اس تلج سے سندھ تک پوراکا ایک سو اسی گوسا در عرضاً پچیس سے چوہنڈی تک چوبیس گوسا تقریباً ہیں اور کل ملک میدانی پنجاب کا پانچ دو ابون میں منقسم ہے جہاں ذکر علیحدہ تحریر ہو گا بلکہ بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ سبب اقم ہونے پنج دو ابون کے اول نام اسکا پنج دو اب کہا گیا تھا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف ہو کر پنجاب گیا ڈہلوان سطح اس ملک کا شمال شرق سے جنوب غرب کو دریاؤں کے رفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ کل دریا اوسکے اوسے طرف کو تھے ہیں پنجاب کا میدان بھی ہندوستان کے غربی حصہ سے بہت ہی کمینہ سطح تلج کا جہاں سے اور بیاس کا تلج سے اور رادی کا بیاس سے اور چنا کا رادی سے اور جہلم کا چنا سے اور سندھ کا جہلم سے درجہ بدرجہ بہت ہی چوہ دریا متذکرہ بالا کے سوا اتر اور بھی بہت ندیاں و نالے چشمی پھاڑ سے نکل کر میدان کو آتے ہیں اور ملک کو سیراب کرتے ہوئے دریاؤں میں شامل ہو جاتے ہیں جہاں ذکر اولیٰ مرقون پر اسکا گناز بھی اس ملک کے متعلق پھاڑ میں بہت ہیں منڈی کے علاقہ میں اوسے کی کان اور نمک کا بھار ہے سطح کوہ سلیما کے نیچے کالہ باغ کے مقام پر تمام پھاڑ نمک کا ہے بہت مقامات سو دمان تک نکال جاتا ہے پٹنمی کی کان بھی دمان موجود ہے سونا بھی اکثر اوقات دریای چنا نالہ ہردو سو ان خصوصاً دریا سندھ کے رنگ میں سی نکلتا ہے سرے کی کان بھی پرچیا کے پھاڑ میں موجود ہے گندک بھی بافر اطنک کے پھاڑ سے نکلتی ہے شورہ بھی دمان افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینوں سے بنایا جاتا ہے چند مقامات میں سرکار انگریز نے اب کویلے کی کانیں بھی کوہ ہمالہ کے اندر دریافت کر لیا ہیں جو رمل وغیرہ بخاری کلومین جلا یا یا کر لیا جائیچہ کانیں کویلے کے مقامات جو یا و میانی فنی نخل تو دریافت ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی تبصرہ و نبدہ کو ال گریز کو اس کام کو اسطے مامور رہتی ہیں کہ وہ پھاڑ میں سے کانیں دریافت کیا کریں قدرتی ہزدن اور دریاؤں و چشموں کے سواے سرکار نے لاکھوں روپیہ خرچ کر دو ارب بارشی غیرہ میں نئی نثرین کو دوا کر ملک کو سیراب کیا ہے پنجاب کا سٹم پھاڑ سے لیکر کوٹ مٹن تک بڑا بڑا ڈہلوان ہے جہاں کہ جہلم کی طندی ایک ہزار چھ سو فٹ اور لاہور و اتر کے دو سو فٹ سندھ کی سطح سے چار کوٹ مٹن و سیوس فٹ طندی گتسا ہر پنجاب کے غنی و خوشی جنوبی ملک میں لگے ہیں شمال میں کوہ سلیما ہوئی کو سون میں چلے گئے ہیں ضری ثابت ہوتا ہے کہ یہ دریاؤں کے چلے راستہ ہیں اور دریا پنجاب کے ہمیشہ راستہ اپنا ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بہتے رہتی ہیں چنانچہ دریای تلج جو پہلے لودھیانہ کے پاس پٹا تھا اب تبصر سے سات میل شمال کے طرف بہتا ہے اور بیاسا دریائے بالکل ہمارا راستہ اپنا چوڑا ویسے اور ہری کے پاس

سے لاہور کے بجائے کیوٹ میں مندرجہ بالا تھا۔ وہاں زمین بہت ہی خراب ہے تین میل کے فاصلے پر چلتی ہو  
 علی بن القیاس اور دریاؤں کے لئے بھی اس طرح تبدیل ہو گئے ہیں آج ہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک وادی میں  
 مختلف ہے مگر اکثر گرم خشک سوا سے اور اضلاع کے جو بھارت کے نیچے آباد ہیں وہ انکی آب و ہوا خشک نہیں ہے  
 کوستانی ملک کی آب و ہوا اکثر مقامات پر سرد تر ہے اور بھارت سے دو چار مسافت نیشب کی میدانوں کی طرف  
 آتے جا دیں اس قدر سرد ہو اگر خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکوں میں پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جو  
 ملکوں میں بہت کم برسات ہے وسط کے ملکوں میں بارش بھی وسط درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت  
 عمدہ و زرخیز اور آباد ہے خصوصاً اوسکی ایسی ہے جیسی کہ کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو اسکی زمین  
 صاحب خاصہ التوا سچ لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک قلعہ اس قدر دریاؤں کی طعنائی پنجاب میں ہوئی کہ سندھ  
 سے متعلق تمام عالم آسہ ہو گیا تھا اور کل ستیان اور شہر غرقاب ہو گئی تھی پنجاب کی زمین میں شور و گستاخ  
 بھی اکثر مقامات پر پایا جاتا ہے مگر رگی زمین دریا کے کناروں اور شور زمین اور پتھر کیوں پر ہے جہاں  
 پانی کم ہو چکا ہے پنجاب کے زراعتوں کو پانی اکثر نہروں اور دریاؤں اور بارش سے ملتا ہے کنوئیں بھی  
 بکثرت جاری ہیں جن پر خرچ جو بڑا کر پانی نکالتے ہیں پنجاب کے میدانوں کی سردی مطبوعہ اور باغ  
 درجہ کی ہے بہار و زمین سردی بہت ہے اور اکثر مقامات میں برف برستی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہے  
 ہے خصوصاً ملتان کے خطہ میں تو تمام ملک سے گرمی المضاف ہوتی ہے گرمیوں میں گرمیوں چلتی ہے اور اندیشہ  
 سرخ و سیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی میں جب برا آسمان پر پھوٹو گر و باد بھی چکر کھاتی ہوئی  
 زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہیں گرمی کی بارش ٹہری زور شور سے ہوتی ہے اور سردیوں  
 کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہو کر آتی ہے اس ملک میں جنگل و بار و دریا نہ بہت ہیں جو کو سو دن تک چلے  
 جاتے ہیں اگر نادان آدمی زمین ہول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اور زمین درخت خند کر پیلوں مبری  
 چھڑکی اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ انسان کے چلنے کو زمین نہیں ملتی خصوصاً ضلع منٹگرمی اور چنگ میں تو ایسی  
 جنگل و دریا نہ بہت ہیں اور کو سو سے عام میدان زمین پنجاب کے درختان پیل و ٹرہ و ڈھیک بکائیں نیم و شیشم و تو  
 و سیر وغیرہ بہت ہیں دریاغات میں سوہ دار و درخت ہر ایک قسم کی کثرت کے ساتھ ہیں تنہا کھٹا لیون کیا  
 ترخ سترہ انگور سب پنجابی وغیرہ بشار و درخت قسم قسم کے باغات میں لگائی جاتے ہیں نباتات ہی جہاں نیم  
 قسم کے ہوتے ہیں سکون کی عمارتیں میں قدیمی درخت اور کھٹا لگائے گئے اور سے درختوں کے لگانے کی طرز  
 انہی ملک پر روزی کہ سرکاری عمارتیں ہوئی ہے صاحبان اضلاع کی وجہ سے لاکھوں درخت شکر کوں کنار و  
 شیشم و برنا و شاموٹ وغیرہ اقسام کے لگائے گئے ہیں ہزاروں فیضی دیہات میں بوٹے لگائے گئے و باغیچے



غرضکہ تمام پنجاب عالم باجمہوگی شمالی کوہستان کے درختان کی پیداوار شمار سے باہر ہو کر درختان دیودار و  
چتر وکیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کر ڈرن روپ کی اونکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور یوں کی  
ہندو پیدائش ہے کہ سینکڑوں کو سون تک ہانکا خشک سوہ تجارت لوگ اچھاتے ہیں غرضکہ اگر  
فردوس بر روی زمین است چمن است چمن است و چمن است چمن است چمن است چمن است چمن است چمن است  
خشک بی آب ہیں اور بعض سرسبز و پر آب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑوں اور جنگل  
میں سوانی ہاتھی کے اور ہر ایک قسم کو دو دام پائے جاتے ہیں دیادوں میں مچھلی بھی بکثرت ہوتی ہے  
پیداواری پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج دروغی نو شکر و تاکو و پوست و شلغم و پیاز و خربوزہ و تربوز  
وغیرہ ہے اور داسن کوہ کے علاقہ میں نل بھی بکثرت ہوتا ہے کشمیر میں رعفران شا در میں بچ  
پیدا ہوتا ہے جبکہ نانی اروی زمین پر کہیں جاتوں میں ملتا کارخانجات بھی ہر ایک قسم کے پنجاب کے  
شہر و زمین جاری ہیں جن میں سے بڑا کارخانہ شمالی پنجاب کے زمینوں کے آدمی بھی سب طرح کے قومیں ہند  
اور مسلمانوں کے ہیں ہندوؤں کے قومیں کہتری اور بڑے برہمن جنور حجام سکھ وغیرہ سب طرح کے لیکر جات تک  
بکثرت اور مسلمان کم ہندو و حصے ہند و اور ایک حصہ سید متل پٹان قریشی جاٹ ارآمین وغیرہ ہندو  
مگر جات سب بڑے سرحد تک ہندوؤں کی قومیں کم اور مسلمان بکثرت بلکہ شاہ و دروہ جات ہزارہ ہیں تو  
ہندو کہیں شاہ و نادر ہوتا ہے اگر نوگا تو بڑے نام اور طبع الاسلام ہو گا میدان کے شہروں کے ہندو  
مالدار سوداگر ساہوکار سودا و خور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متمول ہیں اور مسلمان سب دنگو و قند آ  
زیر دست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ میں تحریر ہو چکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے  
اس واسطے قلم انداز ہو مسلمان بادشاہوں کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندوؤں میں مسلمانوں  
کو پڑھائی جاتی تھی ہندو اپنے ہندوؤں سے شاستری و سنسکرت ہی پڑھتے تھے سکھوں کے وقت ایک تیارہ  
نوا سچا علم گورکھی راج ہو جو ہندو کم اور سکھ بکثرت پڑھتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری میں بڑی بڑی  
علم انگریزی کی جو راجہ اول اور فارسی کی بدرجہ ثانی اور عربی کی بدرجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی  
پانچویں درجہ پر ہے گورکھی شاہ و نادر کوئی سکھ پڑھتا ہو گا مردوں کی تعلیم کے سوا عورتوں کی تعلیم  
تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں پہل گئی ہے مگر حقد رنر کار کی توجہ اسکے باب میں ہے رہا کہ توجہ کم ہے  
لوگ نہیں چاہتے کہ اونکی عورات انگریزوں کی طرح خواندہ ہوں بعد ہر چاہیں اپنے آپ ہی خط کتابت کر لیں  
سرکار کی توجہ بچہ شکرین بوائے کی طرف بہت ہے اور ایک بڑی کشاہی ہندوستان میں پنجاب کو آئی ہے اور  
امر تسر لاہور و وزیر آباد جہلم انکس ہوتی ہوئی شاہ و کابل کو چلی گئی ہے اور دو شکرین خاص لاہور



است بوفض ذات اوس خالق بچون و بچگون کہ ہے تو بھی حق را بنا بد نہفت انگریزی عہداری ایسی عہداری  
 ہے کہ زمانہ سلف کے بادشاہ و راجے باوجودیکہ بڑے بڑے عادل و رحیم و کریم و سخاوت مند و ہنرمند و اماند  
 و بی ہوش و علیم الطبع و بردبار نہ تھے علاوہ تر لطف یہ ہے کہ انگریزی حکاموں کو کیسے دین و مذہب کے رسوم پر  
 دخل نہیں ہے اور نہ چاہتے ہیں کہ کیسے اوپر زبردستی کر کر اپنے مذہب میں ملائین ایسی بے تعصب عہداری کا  
 نمائندگی ہے ہم لوگوں ہند کے رہنے والوں کو چاہئے کہ ان کی ذات جامع الکمال کو غنیمت سمجھیں بلکہ ان کی عہداری  
 دوسری تقسیم از روی قسمت ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمہ  
 مدارس پولیس کورٹل گاڑی و تار بجلی وغیرہ کے بمائین

گوشت انگریزی کے حکم سے کل خط پنجاب کا سوائے علاقہ جات قسمت دہلی و حصار و امانہ کے سات قسمت اور  
 تیس ضلع میں منقسم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جو ان قسموں کے ماتحت ہے سب کے کہ اکثر اوقات کسی علاقہ  
 ادھر اور دھر ملتے رہتے ہیں بدلتا رہتا ہے اور قعدہ او سکے بخوبی قائم نہیں رہتی مگر فی زمانہ جحدہ کہ ان  
 قسموں کے زیر حکم رقبہ ہے جزا فیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کر کے اس مختصر میں قسمت وار درج ہوگا پہلی قسمت  
 پنجاب کی قسموں میں سے قسمت دو اہمیت ہے اسکا علاقہ دریا سے تلج کے غری کنارے سے بیاس کے شرقی کنارے  
 تک پہنچتا ہے اور صاحب کشنر حاکم اس قسمت کے حاملہ ہر میں رہتے ہیں اور تین ضلع جالندہر و ہوشیار پور و گانگڑہ  
 اس سے علاقہ رکھتے ہیں اور آٹھ ہزار نو سو بیس میل اسکا کل قہہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اس میں بھی  
 خاص امرتسر و گوردوارہ و سیالکوٹ تین ضلع ہیں اور پانچ ہزار انچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور  
 اس کے متعلق ہی خاص لاہور و فیروز پور و گوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھ ہزار نو سو نو اسی میل رقبہ زمین ہے  
 چوتھی قسمت ملتان اس سے خاص ملتان و منٹگری و جنگ و مظفر گڑہ چار ضلع علاقہ رکھتے ہیں اور ادیش ہزار  
 تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچویں قسمت ڈیرہ جات و سرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسماعیل خان و غازی خان و مول  
 تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چھٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم و راولپنڈی و شاہ پور و گوجرانوالہ  
 چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چھ سو بیس میل مربع ہے ساتویں قسمت پشاور اس میں خاص پشاور و سرحد و  
 کوٹاہ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانچ سو اٹھادس میل مربع ہے اور کل میل ان ساتوں قسموں کے آٹھ  
 ہزار نو سو بیس میل ہے اور اس ایک ایک قسمت میں صاحب کشنر اور ایک ایک ضلع میں صاحب بیٹی کشنر حاکم  
 ولایت زافو عہداری و دیوانی و کلکٹری میں با اختیار قانونی امور دین و دوشی کشنروں کے ماتحت جان  
 و جہاں انگریزوں کے کشتروں دم دہشتراست کشنر درجہ اول دوم و سوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ

اور جعفر جس جس ضلع میں پرگنہ مقرر ہیں وہاں ایک ایک تحصیلہ اور ہندوستانی یا پنجابی معاملہ کی تحصیل کیواسطے  
 مامور ہے اور کل پنجاب کا دار الحکومت و دار السلطنت شہر لاہور ہے جناب لغٹ گورنر جنرل بھادر مالک پنجاب اور  
 حکام اعلیٰ چیف کورٹ پنجاب و فائنل کٹیشنر ہاؤس سب کا قیام لاہور میں ہے اور آجکل شہر لاہور شاید سے لیکر دہلی تک  
 کل شہروں اور قصبوں پر حکومت کرتا ہے اور اعلیٰ حکام کے تشریف رکھنے سے اسکو وہ فخر حاصل ہے کہ کسی نہیں  
 ہوا تھا محکمہ دار اس پنجاب تعلیم کا سر رشتہ پنجاب میں شہر شہر قصبے قصبے گاؤں گاؤں جاری ہے  
 اور جا بسا معلم رعایا کی تعلیم کے واسطے مامور ہیں اور وہ فیض جاری ہے کہ خاص عام فقیر و امیر اشرف  
 اس سے بھرہ ورمو جو اور مو تے جاتے ہیں اور ہونگے لاکھوں روپیہ کا خرچ سالانہ اس کا ذخیرہ کے واسطے منظور  
 ہو چکا ہے ہزاروں روپیہ مامور اسی کی کتابیں خرید ہو کر طلباء کو انعام میں تقسیم ہوتے ہیں اور یہی طرح  
 خرچ زمانہ مدارس یعنی ہسٹری سکول سبھا دلج سرکاری و غیر لاہور و نوزل سکول یعنی تعلیم اعلیٰ کے چاروں  
 معلم دیہاتی و قصباتی اگر تعلیم و تکمیل پاتے ہیں و مدارس محسن جہان قیدیوں کو تعلیم دیتا ہے اور حساب  
 بنیادین لکھنے کی رپورٹ مجموعی میں نقد و مدارس کی دو ہزار آٹھ سو پچاس لکھی ہے اب اس سے  
 بھی زیادہ تر ترقی ہے اور لکھنے و لکھنے دو سال میں نو لاکھ و پچاس ہزار اٹھاون و روپیہ کل مبالغہ  
 خزانہ سرکار سے پانچ لاکھ بائیس ہزار چھ سو پچاس روپیہ صرف میں آیا اور خزانہ ضلع سے چھ یا بیس ہزار  
 چھ سو دو روپیہ سالانہ مدارس کے مکانات کے بنوانے اور انکو مرمت کرانے پر خرچ ہوا اور چوراسی ہزار  
 نو سو چوں کتاب قیمتی بائیس ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ بری دفتر محکمہ ڈائریکٹری پنجاب فروخت ہو میں اور  
 تین ہزار نو سو ہسٹری کتاب و نقیحات قیمتی آئینہ از نو و تہتر نصف تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو پچاؤں کتاب قیمتی  
 تین ہزار چھ سو چھ سو روپیہ انعام میں طلباء کو عطا ہو میں اور باوجود اس قدر خرچ کے طلباء سے کل شہر ہزار ہا  
 ستتر روپیہ جنس کی رقم وصول ہوئی۔ اور واسطے انجام و اتمام اس کا ذخیرہ کے ایک افسر اعلیٰ ڈائریکٹر  
 بھادر لاہور میں تشریف رکھتے ہیں جنکی تحریر ہر ایک کام میں بلا ہر است بلا ذریعہ کسی ورافٹر کے گورنمنٹ سے ہو سکتی  
 ہے اور محکمہ ڈائریکٹری اور ڈائریکٹر ہی لاہور میں مناسب ہے کل ممالک متعلقہ پنجاب میں انکے ماتحت چار حلقہ متعلق  
 ہیں جن حلقوں کے اندر ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ایک ٹی انسپکٹر مقرر ہو چاہے چاروں حلقوں میں چاروں  
 انسپکٹر اور چاروں ٹی انسپکٹر میں انسپکٹر ہی اپنے اپنے علاقہ کے با اختیار حاکم ہیں اور بطوری ڈائریکٹر صاحب  
 کے کل کام انجام دیتے ہیں اور ڈیٹی انسپکٹر کل مبالغہ کی خبر گیری و گرد آوری کرتا ہے اور طلباء کا امتحان  
 لینا بھی اسی کے متعلق ہے چھ علاقہ لاہور کا اسکی تعلق ضلع لاہور و فیروز پور و امرتسر و منٹگرمی و ٹٹان  
 و مالہر و گورداسپور و ہوشیار پور و کانگرہ و ضلع میں دوسرا علاقہ انبالہ کا اس میں ضلع انبالہ و لوہیہ و





اکثر اوقات عند الضرورت کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے جلیاناجات یعنی جس پہلے کل پنجاب میں چھپس تو اب تیس ۳۳ ہو گئی ہیں انہیں سے ایک جلیانہ قیدیان اہل فرنگ کے واسطے صلح جالہ میں بنا لیا گیا ہے بڑا جلیانہ لاہور میں مل جل ہے جلیانہ میں قیدی باسقت ہر ایک طرح کا کام کرتے ہیں اور کوئی ایسا کارخانہ یا حرفہ یا مشین نہیں ہے جو جلیانہ میں نہیں ہوتا بڑی بڑی اعلیٰ قسم کے شالین اور کپڑا دریاں شطرنجیان بنے جانے ہیں کاغذ نوی کثرت سے بناتے ہیں **محکمہ ریلوئی و سٹریکٹ** یعنی پنجاب کے ملک میں ریلوئی یعنی آہنی سٹریک کے اجرا سے ایک فیض عام جاری ہوا ہے کیا سمجھی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلے ہی چند سال تک کارخانہ تعمیر ٹراوڈیاری سٹریکٹ حاصل لاہور و ملتان میں نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری رہی اور سٹریک کے بنانے اور تیار کرنے کے کام میں لاکھوں ہزار مزدور کارخانہ داروں لکڑی و اینٹ و چونہ لکڑی کے خاطر خواہ فائدے ادا کئے جیل جاری ہو گئی تو مسافروں و صاحبان و دیواریان کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تحریر میں نہیں لکھا جوسافر دیواری رستہ کی سخت تکلیفیں ادا کھا کر دین کے عرصہ میں ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب ایک ہی روز کے سفر میں مع مال اسباب غیر ہنات آسانی کے ساتھ پہنچ جاتا ہے اور گریہ بھی خدا بہت نہیں دینا ٹرینا حلا وہ اسکے ریل میں سو رہتی یا اوٹھنے کا بھی سافر کو اختیار ہے اور واسطہ رقم جو اس کے ضروری انسان کی بھی جس ٹراوڈر ریل ٹھہرے سافر ادا ترسکتا ہے سب کا کارخانہ ریل کا ۱۵۵ء میں پہلے لاہور میں جاری ہوا اور ریل لائنیں لکھنؤ گورنمنٹ ہندوستان کے خود ٹراوڈ کے مقررہ پراکرا جاندی کے ریل سٹیشن انکی کچھ بنیاد دی اور اس دن سے کل کارخانہ تعمیر ٹراوڈ اور تیار سٹریکٹ کی جاری ہو گئی جب لاکھوں روپیہ خرچ ہو کر سٹریک تیار ہوئی اور ٹراوڈرین کے لیے پہلے چل دسویں ماہ اپریل ۱۸۵۷ء کو لاہور و امرتسر کے درمیان راستہ تیس میل میں ریل گاڑی چلی پھر پنجاب میں ۱۸۵۷ء ملتان سے شیرشاہ تک تیرہ میل اور ۱۸۵۸ء کو لاہور سے ملتان تک دو سو اٹھ میل اور پہلی نومبر ۱۸۵۷ء کو امرتسر سے بھاس تک چھتیس میل اور یکم جنوری ۱۸۵۹ء کو میرٹھ و رانا کے درمیان راستہ میں ریل گاڑی کا اجرا ہوا پھر بعد چند میل سندھوستان کی ریل کے ساتھ پنجاب ریلوئی میں شامل ہو کر چلی اور دور دور سفر پہلی داگرہ دگلنڈ و کلکتہ و کراچی میں چلے ہوئے لگا جو مہینوں میں طرہ پڑا بلکہ لاہور سے پشاور تک آہنی سٹریک کے بنائے کیواسطہ کام جاری ہو گیا یہ کام بھی چند سال میں بہت جلد انجام پا کر مسافروں کے واسطہ وہ سہولت ہوئی کہ اب جہلم تک ریلوئی جاری ہو چکی جو آمد و رفت ہوتی ہے فی الحقیقت آہنی سٹریک کا بنانا اور اس پر ایسے وزن دار آہنی گاڑی کے ذریعہ سیر طرانا ایک امر کمال صنعت و نہایت خبردار ہی کا ہے۔ اس عہدہ صنعت کی ابتدا اس طرح درج کرتے ہیں کہ پہلی سہ ماہ کے اخیر سے کام لینے کا راجا و سٹریکٹ کو بھی صاحبان گریز سے ہوا بعد ازاں پھر جہلم میں اس صاحب نے بھی کام کو پڑا یا اور پھر

پہنچایا پھر جب جارج اسٹیون صاحب کو اسکرام میں کمال شوق ہوا تو ادھون نے کمال صنعت اور محنت کے ساتھ اپنی  
 شریک بنائی اور گاڈی اوپر علاقائی مختصر حال اسکا یہ ہے کہ ششہم میں جب شہر مانچسٹر و لیور پول کے درمیان پہلی بار  
 کہو در کشتیوں کے ذریعے سے تجارت شروع ہوئی تو انھیں کشتیان سودا گروں کے مال لادنے کے واسطے کافی  
 نہیں ہوتی تھیں اسلئے انہی شریک کے بنانے کی تجویز ہوئی اور اس امر کے اہتمام کیواسطے مشر جارج اسٹیون صاحب  
 انجیر پھر ہوئے ادھون نے اس کا زمین سخت باغیچائی کی اور ایک ہفتہ جاری کیا کہ جو کوئی دو فانی گاڑی  
 بنائے گا شہر طرینڈ بائچر اور ویریت اور بائچر اور ویریت انعام پائیگا چنانچہ وہ شخصوں نے اپنی اپنی گاڑیاں بنائیں  
 اور چھ تاریخ جون ۱۸۲۹ء کو امتحان گاڑیوں کا اجتماع عام میں ہو کر وہ دونوں گاڑیاں ناقص نکلیں شیشوں  
 صاحب نے جو اپنی تجویز کے تیسری گاڈی بنائی تھی وہ امتحان کے وقت پوری نکلی اور ایک گنٹھ میں انکیو بارہ  
 من اونچہ اونٹیں سل تک پہنچ کر لی گئی اور روز سے شہر مانچسٹر و لیور پول میں جنہیں جو وہ کوس کا فاصلہ ہے  
 ریل جا رہی ہو گئی پھر ششہم میں شہر ٹنڈن سیریل تک در زمینڈن سے برٹنگھم تک ریل نے اجرا پایا اور غرض جب  
 انگلستان میں ریل گاڑیوں کی باری ہو گئی تو ہندوستان کی تجارت کی ترقی اور مسافروں کی آسائش کی  
 طرف سرکار کا خیال ہوا اور یہ فیض حبل المراءد سرکار کے تمام ہند میں بے جاری ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ نقطہ۔

**تاریخ پنجاب** تاریکی اجرائی کا حال شروع و اگر صاحب کی کتاب سے جو ادھون نے ششہم میں تصنیف  
 کی ہے اسطرح پر کشف ہوا کہ چند محال گذرے ہیں کہ اس عجیب غریب صنعت کا ذکر صرف حکماء کے زبانوں پر ہی  
 جاری تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد حکماء اس فن کے اسکرام میں دست اندازی کی تو باوجود ہمت ہی محنت کے  
 کچھ نتیجہ اسکا ظہور میں آیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ یہ سراسر انجام نہیں پائیگا مگر بعض عالی حوصلوں نے پھر بھی اسکا  
 پیہ پانہ چوڑا لادو کوشش کرتے کرتے کچھ اسکرام کی اصلیت کو پہنچ گئے اور انہیں سے ایک توسل و سٹ ہو گیا  
 انگریز تھے جنہوں نے سنجی دریافت کر لیا کہ ان چیزوں اور آلوں کے ذریعہ سے ایک مقام کی علامت دوسرے  
 مقام تک پہنچائی جاسکتی ہے اس صاحب کے ساتھ ایک دو صاحب عظیم الہمت و آرزو وہ کار و مخنتی مشر کوک صاحب  
 تہو جنہوں نے اپنی ہوشیاری اور کارگذاری سے اس کام کو جاری کیا اسکی محنت کا مجید محال تھا کہ ہمیشہ وہ ریل گاڑیوں  
 کے ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر میں ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک لگ کر  
 کو پیگوا یا جو سے اپنا گھوڑا لگا کر اسکی اس قدر محنت باغیچائیوں کا نتیجہ حاصل ہوا کہ اسنے اسکو جاری کر  
 انباویض کے انبار میں منت و احسان مند بنایا اور سرکار سے برابر جاری انعام پایا اور روز سے جاسا یہ کام جاری  
 ہو گیا ہندوستان میں پہلے جب کلکتہ سے میرٹھ تک ریلجلی قائم ہو گئی تو اول ڈاکٹر و شانی صاحب نے ایک شہر جاری  
 ہونے کی خبر سیرٹھ سے نواب گورنر جنرل ہما در کی خدمت میں کلکتہ تک ہو گئے ان کے اندر پہنچائی اور اسکی

عرصہ میں وہاں سے جواب آگیا کہ آیا آئندہ سویش میں پرتا رہتی کے ذریعہ سے سو اگنٹھ مین خبر پہنچ گئی یہ سب تاراب تمام  
شہروں کے اندر جو ہند کی سرزمین میں بڑے بڑے شہر مین ہو چکا ہے گئی ہے اور پنجاب میں بھی لاہور و  
امروہہ سلطان پشاورد وغیرہ شہروں کے درمیان اجرا اسکا سب جوبی ہو چکا ہے۔ عمل اس کام کا اصل میں صنعت  
کبرائی ہے اور اسکے اجراء کے لیے بہت سی آئے بنی ہوئی ہیں دو آئے اور نہایت ضروری ہیں ایک کا نام  
یٹری ہے جس سے کبرائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی تقاطعی ہے جس کے گردش کے حروف قرار دیکر  
پیام پہنچنے والے مطلب دریافت ہو جاتا ہے پھر الہ یٹری بھی آتا ہے اور سب کی کئی تختوں سے مایا گیا ہے  
یہ تختیان ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش پانی میں جسکو گندکات نیزاب کہتے ہیں اس طرح لکھتے ہیں پیری پر چڑھ کر  
ہر دور دیکر تپائی کی چانچ پڑی دیکھو اس آئندہ کا قطب نکال دیتے ہیں تاہم کے سرے کو قطب زجاجی اور خت کے سر کو قطب  
راتنجی کہتے ہیں ان دونوں قطبوں میں سے دو قسم کے علمہ طحہ کبریاں پیدا ہوتی ہیں جنکا نام قطب نام کے قطبوں  
زجاجی و کبرائی اتنی ہی ہے یہ دونوں کبریاں آسمان کا تراشوق کہتے ہیں چانچہ اگر ہم دونوں قطبوں کو بیلے  
کستی کے جو کہ کبرائی کا موصول ہے یعنی جہنم کبرائی گذر سکتی ہے ملا دین تو یہ دونوں کبریاں ملدے بجائے اور  
اوکی لمبائی کے وقت عجیب عجیب خاصیات پیدا ہونگے دوسرا آئندہ سوئی تقاطعی اسکا یہ حال ہے کہ ایک چٹھی سوئی ڈالا  
کی ہے جس پر چک تہر گڑا ہوا ہے اس کے چونچم ایک تھلا ساوراخ ہے اگر اس سوراخ میں کوئی سلاخ لپکی کے  
نوکہ اور دکر کٹری کر دین تو یہ سوئی چاروں طرف بے روک گھومے گی اور چونکہ اس میں چک تہر گڑا ہوا ہے اس لئے  
اس میں بھی اس کی خاصیت پائی جائیگی یعنی ایک سوراخ کا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کی طرف پیرا رہے گا اور دوسرا  
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگر ہم اس سوئی کو کسی طرف پھرا دیں مگر وہ گھوم گھوم کر اسی طور آٹھری گئی اور  
ایک تھلا سا تار تانے کا کسی گز لٹا لیا جاتا ہے اور اوس پریشی تاکا اس طرح لٹکتی ہے کہ سوائے دوسروں کے  
کوئی اور حصہ اس کا کھلائی نہ دے وہ تار پھر پھی کے سوائے لٹا جاتا ہے جیسو کوئی تار کو اپنی چاروں اطراف  
پھیلے اور پھر اوٹنگدان اسکو اندر سے نکال کے تو اس طرف کے ہمیں ایک لٹا خالی مکان رہے جائیگا اس خالی  
مکان کے چونچم سوئی کہی گئی ہے یہ سوئی اتر اور دھن بھری ہوئی رہیگی اس حالت میں اگر لمبی کے تار کے دو  
سر کو میٹری کے دونوں قطبوں سے ملا دیں تو دونوں کبریاں اس تار میں گھوم گھوم کر ہمیں لٹکے گی کہ یہ تار بھی  
موصول ہے اور ہر ایک پٹری کے درمیان شرم جو غیر موصول ہے لگا ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سوئی اتر اور دھن بھری  
پہری رہیگی بلکہ دھن یا بائیں کو گھوم جائیگی اور دھن یا بائیں کو گھومے گی یہ ہے کہ اگر زجاجی پٹری کا  
اس لمبی کے اوپر کے سر سے ملا یا جاوے اور نیچے کا سرا قطب یعنی سوئی کا شمالی حصہ بائیں طرف سے  
دھن کو گھوم جائیگا اور اگر قطب زجاجی نیچے کے سر سے ملا یا جاوے اور قطب یعنی اوپر کے سر سے شمالی حصہ

سوی کا دہن سو بائیں کو گھوم جائیگا پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک دہنی کلکتہ میں ہو اور اوسکی لمبھی  
 سرالو ہے کی شرک کے تار کے سر سے بازہ دیا جاوے اور مقام سیرٹھ کے تار کا سر ایشی کے ایک قطب نام  
 سے ملا جاوے تو سیرمان کہربائی کا ہونے لگیگا ایشی طیکہ دوسرا قطب بھی سیرٹھ کے بشی کا دوسری تار کے وسط  
 کلکتہ کی سوئی کی دوسری سر سے ملا دیا جاوے یہ در یافت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگانے کی کچھ حاجت  
 نہیں ہے صرف اتنا ضرور ہے کہ سیرٹھ کے بشی کے دوسرے سر سے ایک تار جبکہ سر پر بی جاوے تا کہ  
 لگی ہو سیرٹھ کی زمین میں ہین چا کاڑ یا جاوے اور اسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لمبھی کے دوسری سر سے ایک تار  
 کلکتہ کی زمین میں گاڑ دیا جاوے تو اوس صورت میں کے اندھو کہربائی جاری ہوگی کیونکہ ہم زمین کی بھی  
 موصل کہربائی جو اب تو یہ بتا رہے ہیں کہ چونکہ کہربائی دو قسم کی ہوتی ہے بیشک جیسا کہ دوراہین اوسکو  
 نیلیکے تانک ہائیں ہاں سینگے اور اگر ایک تار بشی کا جاوے ایک ہی قطب سے ملا ہوا موجب تانک ہ دوسری قطب  
 کے ساتھ دوسری تار کے دینے سے نہ ملا جاوے اوسہین کہربائی نہ بائی جائیگی پس جو وقت کہ سیرٹھ کے بشی کا  
 ایک قطب اسی کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین میں ہے تو کہربائی باقی دو قسم کی ایک زمین سے ہو کر اور  
 دوسری زمین کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک لمحہ سو بھی کم عرصہ میں کلکتہ پہنچ جائیگی کیونکہ یہ معلوم ہو چکا  
 کہ کہربائی جو کہ دوسری صورت پہلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تاریکی کہربائی سوئی کو لمبی کے ایک  
 سر میں ہو کر داخل ہوگی اور زمین کی کہربائی دوسرے سر میں ہو کر اور پہلی میں گردش کر کر سوئی کو بائیں طرف  
 ہٹا دیوے گی ایشی طیکہ سیرٹھ کی بشی کا قطب حاجی لوسہ کے تار سے ملا ہوا ہو اور اتنی زمین سے اور کلکتہ کی سوئی  
 کی لمبھی کا اوپر کا سر اسی تار کے دوسرے سر سے لگا ہوا ہو اور اگر سیرٹھ کی بشی کا قطب اتنی لمبھی کو ہر کہ تار  
 ملا ہوا ہو اور زجاجی زمین سے تو دہنے طرف کو سوئی ہٹ جائیگی پس اس طرح ہم سیرٹھ میں ہٹ کر کلکتہ کے سوئی کو دہن  
 سے بائیں کو اور بائیں سے دہن کو ہٹا سکتے ہیں اگر لوہے کی تار کو بشی کے ایک قطب یا دوسری سے ملا دیں اور  
 اوسہین سوئی کی حرکتوں پر حرف کا سمجھنا اور اوس سے فطون کا بنا نا تجویز ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب سوئی کے  
 اوپر کا حصہ دہن طرف مائل ہوتا ہے تو اس سے انگریزی خط حرف امی یعنی الف سمجھا جائیگا جب سوئی دو دفعہ  
 دہن طرف مائل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی ب سمجھا جائیگا علی ہذا القیاس تو یہ حرکتیں ہم سیرٹھ میں ہٹ کر اس طرح پیدا  
 کر سکتے ہیں کہ اگر ایک تار جو پہلی کے شرک کے تار سے ملا ہوا ہے بائیں تہہ میں ملن اور وہ تار جو زمین کے ساتھ  
 ملا ہوا ہے دہن تہہ میں ملن تو ہم آسانی سے کہیں بائیں تہہ کے تار سے بشی کے قطب حاجی کو جو سکتے ہیں اور  
 دہن تہہ سے قطب اتنی لمبھی کو جو سینگے پس سیرمان کہربائی کا ہو کر کلکتہ کی سوئی کو فوراً بائیں طرف کو ہٹا دیکھو  
 یہ مانعہ تہہ کے تار سے قطب اتنی لمبھی ہے جو سینگے اور دہنے تہہ کے تار سے زجاجی کو موجب اوسہین حرف کو جیسا

تلا نامنظر ہے لیکن تارونکے ہاتھ میں لپٹنے اور اسطر خیر عمل کرنے سے کئی قباحتیں وقوع میں آجاتی ہیں اسلئے  
اون قباحتوں کے رفع کرنے کے واسطے ایک ادہ آکھنا یا گیا ہے جسکو بدل السریان کہتے ہیں اوسکو ذریعے سیم  
بہت جلد اور آسانی سے سر یاں کھربائی کا کٹی چھپی کے اوپر اور کبھی کبھی کے نیچے سے کڑوا سکتی ہیں اور جسطرح کہ  
ہر دستہ گھوٹائیگا وسطیٰ کلکتہ کی سوئی بھی شامل ہو یا نیگی پس جب ہر ٹھہ کا خبر رسان ایک لفظ کٹی حروف سے  
بنائے کلکتہ آج چکا تو وہ شکر کے تار کو جڑ جڈا کر کے اپنی سوئی میں لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی  
سوئی کو جڈا کر کے اوس تار کے شکر کے بدل السریان سے لگا دیتا ہے اور ہر ٹھہ کے سوئی کو ایک قدم یا مین  
اور ایک قدم و مین حرکت دیتا ہے اس سے پھر مراد ہوتی ہے کہ مین اس لفظ کو سمجھ گیا اور اگر وہ سمجھا ہو تو حرکت کو  
سجنان کر داتا ہے چنانچہ ہر ٹھہ سے وہی لفظ پھر سمجھایا جاتا ہے۔ اس طرح ایک کٹری بھی ہے جس میں ایک لوہا  
کھربائی کے سر یاں سے سفنا پس بنایا ہے اور کٹری میں ایک گنٹہ کو بجانے لگتا ہے یہاں تک کہ مہتمم خبر  
اگر غافل ہو تو آگاہ ہو جاوے پھر آگاہ اکثر رات کے وقت کام آتا ہے۔ سوائے اسکے بقدر شہر کھیر ٹھہ اور کلکتہ  
کے درمیان اقامت میں اور وہاں تار گھر مقرر ہیں وہاں کے مہتمم ہی اپنے اپنے سوئیاں اور آکھ تیار رکھتے ہیں  
اور شکر کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے لچھون کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہے جس جب ایک مقام کی سوئی حرکت  
ہوتی ہے تو سب شہر و کس سوئیاں اسی طرح ہلنے لگتی ہیں اور جو خبر ایک شہر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب  
مخبروں کے مقامات پر پہنچتی شروع ہو جاتی ہے لہذا یہ انتظام ہے کہ خبر بھیجنے پہلے او مین سوئیوں کی حرکت  
ہر ایک کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ خبر تھا سب شہر کے واسطے مین ہے تب وہ بھی کے سر کو تار کے شکر کے  
سلسلے سے ٹھالتے ہیں اور جہاں خبر بھیجی منظور ہوتی ہے وہاں ہی پہنچتی ہے۔ اکثر اوقات اس تار کو دریا کے  
پار لیجا نامنظر ہوتا ہے تو جس دریا کا بہناؤ کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گزر جاتی ہے ٹہرے دریا کے بانی کے اندر  
تار کو دبا کر دوسرے طرف کے زمین کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو بانی میں ڈوبا  
ہوا ہو کسی ایسے چیز فیروصل سے ٹرا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کھربائی کو کلکتہ و مین میں بانی  
موصول ہے اور مین کھربائی ملکر ضائع ہو جائیگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند ٹرامفد ہے جسکو گٹا پرچہ کہتے  
وہ تار پر لٹایا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر سیکا پتھر پٹایا جاتا ہے اس طرح کہ وہ اندر  
کے تار کو چھونا نہ پائے نقطہ یہ ہتھال کھربائی کا اور بہت سی کاموں کے لئے مفید ہے اور ٹہرے شعبہ ہی اس سے  
پیدا ہوتے ہیں حاجی کھربائی خوشی کے رگڑنے سے ظاہر ہوتی ہے اسلئے اسکا نام زحاجی رکھا گیا دوسرے  
راشخی کھربائی رال دلاکھ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تھی اسلئے راہتی مشہور ہوئی ہے وہ دو کھربائیاں رگڑنے کے  
سوا اور بھی بہت طرح سے پیدا ہو سکتی ہیں اور اصول اس علم کے یہی ہیں بلکہ سب جہوں کے اندر یہ دو کھربائیاں



ملے ہوئے ہیں پر غیر محسوس رہتے ہیں آپس میں رگڑنے اور تیزاب غیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے  
جن جسموں میں آسانی ہو کر گذر سکتی ہیں وہ موصل کہلاتے ہیں مثلاً ہر ایک قسم کی دھات و پانی دھبی و  
جسم حیوانی وغیرہ نرم و ارجیزین اور جن جسموں کے اندر کچھ نہیں جا سکتی وہ غیر موصل کہلاتے ہیں مانند  
لال و لاکھ و شیشہ وغیرہ۔ اگر کسی جگہ کسی بلہ پر بجلی گرے تو بجلی کے کبر بائی کے تار کے ذریعہ سے  
مخزون کے مقام پر پہنچ کر سب باب کو برباد کر سکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک مخزن کے مقام  
کے باہر لوی کے اسی سلاخین جنگو موصل البرق کہتے ہیں لگے ہوئے ہیں ہر اگر کسی جگہ کسی بلہ کے اوپر بجلی  
گرتے تو کبر بائی اسکے مخزون کے مقام کے اندر پہنچانے پانگی اور موصل البرق کے راستہ زمین کے اندر  
جلی جائیگی اگر یہ جگہ موصل البرق شرک کے تار کو چھو بیٹھتی ہے لیکن تار سے بہت ہی تھوڑی فاصلے پر  
ہے اور بشری کے کبر بائی کو کہ بہت لطیف ہے یہ طاقت نہیں ہے کہ اپنی راہ کو چھو کر اور اس فاصلے کو پہنچا  
کر موصل البرق میں جائے اور اسکے ذریعے سے زمین میں داخل ہو کر بجلی کے کبر بائی کو کہ ٹبری طاقت رہے  
یہ قوت حاصل ہے کہ وہ اس قدر فاصلے سے کہ در موصل البرق میں داخل ہو سکے ذریعے سے زمین میں جلی  
جاوے اور کبر بائی کی یہ عادت ہے کہ اگر اسکو دورا میں بلجائیں تو وہ وسیع تر راستی اور ٹبری موصلوں  
کو پسند کر کے اوس میں جلی جاتی ہے اس طرح بجلی کی کبر بائی بھی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہے موصل البرق  
کے پاس آتی ہے تو تار کو چھو کر موصل البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کر کے اوس میں جلی  
جاتی ہے اور اسکو ذریعے سے زمین میں نہیں کرینٹ و نابو دہو جاتی ہے فقط - + -

**دریاؤں کے ضروری حالات اور اکون کے چشموں و رقتا**  
**و مسافت و طول و عرض کے بیان میں اور محل حال اکون**  
**نالوں و رند یوں کا جواون سے نکلتے یا داخل ہوتے ہیں**

فی زمانہ جس ملک کا نام پنجاب ہے اوس میں پانچ دریا سبج یا سار اوی پنجاب جہلم ہتھی ہیں اور شمول  
ان دریاؤں کا اپنی انہی کو قوم پر دریا ہے سندھ کے ساتھ ہوتا ہے جو آخری چٹا دریا اس ملک کا ہے چونکہ  
ضرورت ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ مفصل حال تحریر ہوا سو اسے تحریر ہوتا ہے - + -  
**دریا سے شلج پہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤں میں ہے جسکا اخراج کوہ برغانی سرحد ملک**  
**چینی تاتار اور جبل بان سرحد ہندوستان ہے اور اس جبل کا سطح پتالیس کوہ ہے اور بان تلامی اور راون**

ہر وہی اوسکو کہتے ہیں اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جبل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ سے چلکر یہ بہت سی ندیوں اور چشموں اور جہلوں کے پانی جو شرقی کوہ ہمالہ پر ہیں بہا رہا تھا ہوا مان سرور کی جبل میں داخل ہوتا ہے اور پھر اوس جبل کے شمال مغربی کنارے سے نکلتا ہوا اسے بھی کہا جاتا ہے کہ دریائے ستلج کا چشمہ مان سرور کی جبل سے جبل سے تیس فیٹ چوڑا نکلا اور شمال مغرب کے سمت کو اکیسواٹھ میل کا راستہ بہت خوفناک بلند و ناہموار و تیراں پھاڑوں کوٹے کرتا ہوا کوہ چاب کے مقام پر پہنچتا اوس جگہ پر دریائے ستلج شمال مغرب کے سمت اگر اسکے شامل ہوتا ہے اس شمول کے مقام سے تھوڑا سا اوپر یہ دریا پچتر فیٹ چوڑا ہے اور تہہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چھ سو فیٹ اونچی اور دریا بہت گہرا ہے اور انہی میل اس مقام سے اوپر دریا بنے نہایت چوڑا ہے اور لوہے کی رنجیروں کے ذریعہ سے اوسکے اوپر سے پار ہوتے ہیں شمول کے مقام پر ہوا دریا کا اکیسویں گز اوپر کم سے کم ڈیڑھ سو فیٹ ہو اور تیز روی سات یا آٹھ میل فی گھنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہ حالت ہے کہ اگر وہاں کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بھی آدمی بیاوہ اوس سے پار نہیں ہو سکتا موضع لنگ جو اسی راستہ میں دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو پانچ سو فیٹ ہی ہے اوس بھاڑ کے اس دریا کو مختلف مقامات پر مختلف ناموں لگائے گئے ہیں ایک نام لنگ ساہو وزیر کوئی وسمید رنگ سے لکارتے ہیں بہر کے علاقے میں اسکا نام شندڑ شہور ہے بلکہ مندوں کے قدیم تواریخ میں بھی اسکا نام شندڑ لکھا ہے ونامنے آگے اسکا نام دود اور دس و ہسودس بھی لکرا جاتا ہے پھر نیچے اگر عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور پھر اسے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے دریا فی مسافت میں جاسی نام اسکے تغیر ہوتے جاتے ہیں اور کے حصہ میں اگرچہ یہ دریا بہت غرظلتا ہے اور طغی کے وقت غل کرتا ہوا اور ڈھیر دن جہاں اپنی ساتھ لیتا ہوا آتا ہے مگر اوج سے نیش کے آنا اسکا سحاب وسط فی میل ڈیڑھ سو فیٹ سے زیادہ نہیں چونکہ آب ہوا اس دریا کے پہاڑی رستہ کے بزانی ہے اس واسطے دو چھٹی تک یہ دریا دو سو میل کے راستہ تک جما ہوا رہتا ہے اور پھر تین جن جن مقامات میں یہ پایاب نہیں ہے ونامنے چھوٹوں کے ذریعے یا لکڑی کے ٹکڑوں سے مسافرا سے اور تری میں اور بعض لوگ گھاس کے پوتے یا مذکر اور اون پر سوار ہو کر دریا پار جاتے ہیں مگر وہ پورے اکثر اوقات تک نہ کہ فرد ہو جاتے ہیں تو اپنے سوار کو بھی عرقاب کر دیتی ہیں بعض مقامات پر آہنی ٹھوٹھو سوڈی رنجیروں کے پوتے سے دریا کے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے دریائے ستلج و ستلج کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہے اور دریا کی کا دیان بڑا گہرا ہے اور پچھلے دریا سے ستلج جو بلند بھاڑوں کے اندر سے نہایت تیزی و شغلی کو ساتھ

لکھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ زمین کے اندر سے نکلا ہے سستی کا پانی و مان صاف و عمیق و تیز بہاؤ  
 اور تیلج کا پانی سیلا خاک آئینہ ہے اور شور کر تا ہوا چلتا ہے پہناؤ سستی کا تین سو فیٹ اور تیلج کا ستر فیٹ  
 ہے پھر سستی کے ٹٹنے سے چھ بڑا دریا نہایت تیز و عمیق ہندو تہا ہے کہ اوچکے تہہ دریا کی معلوم نہیں  
 ہوتی کہ کہاں ہے اور جھدر رسی تہہ باندہ کر لکھتے جاتے ہیں بچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ  
 اس دریا کا جنوب مغرب گوشہ کو ہے و مانے چلکر بتو کے مقام پر پلندی اسکی آٹھ ہزار دو سو بیس فیٹ  
 اور چوڑائی ایک سو چھ فیٹ ہی اور ڈگتو کے مقام پر پلندی اسکی تہہ کی پانچ ہزار دو سو فیٹ اور چوڑائی  
 بیانیوین فیٹ ہے اور رام پور کے مقام پر پلندی تین ہزار تین سو ساٹھ اور چوڑائی دو سو گیارہ فیٹ ہے  
 اور یہ پانچین ایکے اونی مقامات پر ہوئی ہیں جہاں یہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگوں کی آمد رفت کو سہولت  
 راستہ دگد و مقررین اور پل لکڑیوں کے بنے ہوئے ہیں سواویان کے اور مقامات پر پناہ ڈور یا کا ڈیڑھ سو گز  
 تک چڑا ہے رام پور سے لیکر بلاسور تک اکثر راستہ اسکا مغرب جنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسور کے پاس  
 چوڑائی اسکا سو گز ہے اور سخت تیز بہاؤ کر جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو طر کر تا ہے تو یکایک رخ اسکا  
 شمال مغرب کے سمت سے خوب مغرب ہو جاتا ہے اور پھر دشاخون کے ذریعہ سے وہ ریتیلی پھاڑوں اور  
 کوہ جہوں میں سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدان میں رہنے کے بائیں داخل ہو جاتا ہے یہاں اگر وہ دونوں شاخیں ایک  
 ہو جاتے ہیں اس مقام پر طینانی کے وقت یہ دریا تین فیٹ گہرا اور پانچ سو گز چوڑا ہوتا ہے اور بندر کیہ تھوڑے  
 دریا سے اترتے ہیں و مانے پھر اسی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہنچتا ہے جہاں سردی  
 کے موسم میں اڈامی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اوسط درجہ کا تیز روا اور طینانی کے وقت سات سو  
 گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اس مقام سے آگے چلکر جب ہری کے مقام پر پہنچتا ہے تو دریا میں بائیں کر  
 ایکے شامل ہو جاتا ہے جو پر آبی میں اس سے بڑھ کے جو تمام راستہ اس دریا کا مان سرور کے چل سے لیکر  
 دریا سے بائیں کے شمول تک پانچ سو چالیس میل شمار میں آتا ہے بائیں کے شمول کے بعد نام اسکا تیلج سے بدل کر  
 نام سے موسوم ہو جاتا ہے پھر اس شمول سے تین سو میل چلکر شمال اسکا چاکے ساتھ ہو جاتا ہے اور پھر ندنام کر  
 دیاسے سند کے ساتھ چلتا ہے قدیم زمانہ میں یہ دریا بڑا درس رزاد درس ہو ورس و میانس کے نام سے  
 موسوم تھا اور اس میں بہت سی مہادی ندیاں و مانے بھارت میں شامل ہوتی جاتے ہیں جنکا ذکر پہلے حصہ کے  
 پانچویں تقسیم میں تحریر ہو چکا ہے فلور کے پاس اس پر شاہ ٹرک جو بندر سلطان سے پنجاب کو آتی ہو گذرتی ہے  
 اور شاہ گد و مقرر ہی اور سرکار کے حکم سے اس مقام پر کشتیوں کا بل بندار بنا ہے اور ایک مستحکم تختہ آسنی بل  
 پل گاڈی کے آمد رفت کے لئے بنا ہوا ہے اور آمد رفت اسجن کی جاری ہے دریا میں بائیں

پنجاب کے دریاؤں میں سے یہ دوسرا دریا ہے جو درہ روتا نگ کے جنوبی سمت کو دلا ہوا ہے اس کے پاس سے جو ہلالا کے  
 شمال مشرقی صدر واقع ہے نکلتا ہے منڈی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دو سو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے  
 وہاں سے یہ دریا بہت سی چشموں اور بھاری ندیوں کے پانی ایسے ساتھ ملتا ہوا اکلومین اور کلو سے جنوب کے  
 سمت کو بہتا ہوا بعد ملے کئے پھر دار راستے اسی مل منڈی کے متصل آہو پچتا ہے وہاں پر بھی اور چشموں  
 اور ندیوں کے پانی اسکے ساتھ ملکر بہتا ہوا اسکا ڈیڈہ سو گز سے دو سو گز تک اور عنق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ  
 تک ہو جاتا ہے پھر منڈی سے مغرب کے سمت کو سمیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چلکر بعد ملے کرنی  
 مناسف پچاس میل کے ناما دون کے نیچے آتا ہے جس جگہ سردی کے موسم میں بھی چوڑاں اسکا ایک سو پچاس گز سے  
 کم نہیں ہوتا وہاں دو دن کے شیریاں دریا کے کنارے بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور اسی مقام پر ایک ندی کینارا  
 پچاڑ سے نکلتا اسکے شامل ہو جاتی ہے پھر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کی طرف بہتا ہوا کانوالاں  
 و دیر وال کے پاس پنجاب کے میدان میں آ جاتا ہے پھر وہاں سے جنوب کے سمت کو اسی مل چلکر متصل ہو مضم  
 اندر سہ و ہری کے دریا میں تیلج کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے چار سے کے موسم میں رفتار اسکی فی گھنٹہ ساڑھے  
 تین میل ہے مگر گرمیوں میں اس سے انصاف چلتا ہے جو الاکھی کے علاقہ میں اس دریا کے کنارے پر ایک  
 ٹراعالیشان مندرجہ دلو کا اور ایک بارہ درری راجہ سنیا رجن کی بنی ہوئی ہے بمقام برابن دریا کے اندر  
 بڑا گرداب پڑتا ہے اور اگر کہی کشتی اسکے اندر آجائی تو چرخے کی طرح چکر کھا کر ڈوب جائے طول اسکا چشمہ سی لکیر تسلیم  
 کے شمول تک دو سو نو سے میل اور بعض میں سو میل کہتے ہیں اور شمول کے بعد دو نو دریا گھارا نام پا کر جلتے ہیں پھر  
 وہ دریا دیپال پور کے پاس ہونچکر دوشاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اوچین سی ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور کوٹیا  
 شاخ جنوب کے سمت کو ٹہرے قبولہ دگہائی کے پاس ہوتی کہوئے جاتی ہے اور اکیسویں گز تک راستہ طو کر کر پھر دونو  
 شاخیں آئیں پھر بہتے ہیں پھر وہاں سے فچتور کے علاقہ میں چھ دریا بہتا ہوا ابھا و لیور کے حد و دین دریا میں ملتا  
 یعنی اسی و جناب جلم کے ساتھ ملتا ہے اور پنج ند نام باتا ہے پہلی چھ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان میں  
 ملے کر تسلیم کے ساتھ ملتا تھا اب بستی برس گزرنے میں کاشمول اسکا تسلیم سے بمقام ہری کے ہو گیا ہے اور چنانچہ  
 رہتا اسکا خشک پڑا ہوا دور تک نظر آتا ہے چنانچہ قصبہ چوہان اسی پڑانے راستے کے کنارے پر آباد ہے  
 اول چوہانی لوگوں نے اس دریا کا نام ہائی غیس رکھا ہوا تھا جو بگٹ نے زمانہ دراز کے بگڑتے بگڑتے  
 بایں ہو گیا مگر منہ و لوگ و صمیمہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہیں کہ وہ برغانی ہوانی میں ایک جیل بایں لڑ  
 نام تھا اس سے یہ دریا نکلتا آتا ہے اور اس جیل سے کچھ دوری فاصلہ پر ایک مندر بناس جی کا میا ہوا ہے جب  
 یہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہاں درندوں کا پانی ایسے ساتھ ملا کہ وہاں بایں نام پا کر آگے کو چلتا ہے غرض مندر

اس دریا کو بیاس جی سوجاںکو زبرگون میں بد کے علم کا بانی ہوا ہے منسوب کرتی ہیں بخلاف مورخان انگریزی کے کہ انھوں نے اس دریا کے حال میں کہیں بیاس گند کا ذکر بھی نہیں کیا اس دریا کا غریبی یعنی دنیا کنار بہت بلند اور دوسرا کنار راہ زمین کے سوا ہوا اور طوفان اس میں ہمیشہ شام کے وقت آتا ہی کیونکہ اس میں ہمیشہ طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گدراہ دریا کا وزیر ہلر و دیروال کا ہے اور شاہ ٹرک بھی وزیر کے گزر سے گزرتی ہے اور وہاں ہی کشتیوں کا پل بند ہوتا ہے کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہیں جنکے کنارہ بہت پست ہیں اور بہت جلد غرق ہو جاتے ہیں پنجاب سوجاں کو ریل گاڑی پہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گزرتی ہے اور ایک پختہ آہنی ٹرک مضبوط پل اوپر بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے ریل گاڑی کا گزر ہوتا ہے **ملک میں** مختصر اس نام کے دو پڑھن دو آبست جالندہر میں بہت بڑے نہرین ہیں انہیں سے جو پھر کہ ستلج کے طرف جاری ہے میں سفید اور دوسری پھر جو بیاس کی طرف ہوا سو کوالی پتیں بولتے ہیں اور پھر دو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد سے نکلا تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بیاس میں داخل ہو جاتے ہیں برسات کے موسم میں انہیں ٹرک طغیانی ہوتی ہے اور ٹرک تیزی کے ساتھ چلتی ہیں اس قدر کہ سوا می معین گزروں کے اور کہیں سے لوگ اور ترنہر سکتے اور ہر ایک گزیر کشتیان چلتی ہیں ان دو پھر وں کے سوا ستلج اور بیاس کے اندر کے میدانی ملک میں کچھ بھی پھر نہیں جہیں صنوعی و قدرتی ہے میں جنہیں سے اکثر برسات کے موسم میں جاری ہوتی ہیں اور بعضی تھوڑے سے پانی کے ساتھ باندھ دیا وڑ مروی پور وغیرہ کے پاس ہوتی ہیں اور ایک پھر حاجی پور کے پاس دریا سے بیاس سے نکلا ملک کو سیراب کرتی ہے اور چکان بھی اس کے کنارے پر بہت چلتی ہیں۔ حاجی پور کے شرق کے طرف ہی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بیاس میں جا کر لہجاتا ہے اور ایک ندی موٹیاں کے پاس برسات میں ہوتی پور یا می راومی پھر دریا شیر دریا پنجاب کے دریاؤں میں سے ہی اصل چشمہ اسکا کل کو پھاڑ کے پاس جسکو کہہنگال بھی کہتے ہیں جو کہہ روتاں گ سے تھوڑی سی فاصلہ پر واقع ہے چشمہ اپنی سمت مغرب پھر دریا چالیس میل کا فاصلہ طر کرتا ہو تو دریا کی اور بدیل و محدود پور ہاڑو کے اندر ہوتا ہو ہی میں مل ہو جاتی ہیں انہیں سے دریا پور اور ریاس جو کہہ بدراں میں جہیں کی جہل سے جسکا نام ہادیو کے جہل ہے نکلتا ہے وہ جہل اگر عرض میں ایک سو لکھ فٹ تک ہر گز طول میں بہت ہو اور ہندو لوگ اس جہل کو بہت متبرک سمجھتے ہیں اور غسل کیو سطر و در و در سے آتے ہیں دانشی ملک چینی کے پچھے اور چشمہ سے ایک سو میل اس دریا پر ایک ٹراپل سچاس فٹ پور انچہ ہند ہوا ہے اس سے گزر کر کئی کوئی راستی علیحدہ علیحدہ چین و عشق و خطا و کشمیر کی طرف جاتے ہیں اور چینی کے راجہ کے طرف سے یہاں محصول سودا گروں سے لیا جاتا ہے دماغے ملک مقام کلا



یہ دریا اکیسویں گز چوڑا چلتا ہے اور اسی مقام سے یہ رخ اپنا جنوب مغرب کر سمت کو کر لیتا ہے اور اسی سمت کو شاہ پور و نور پور کے نیچے ہوتا ہوا سبحان پور کے قریب بھاڑوں سے ٹکرا کر میدا منہن آجاتا ہے پھر پور و پٹان کوٹ و کلا نور و ڈبارہ و ڈیرہ نانک در سرور سے گزر کر لاہور کے متصل شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے ہوتا ہے اور اسی قلعہ کے مغرب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گدرہ اور کشتون کا پل سرکار کی طرف سے بندھا رہتا ہے جہاں استہام سرکار کی طرف سے راجی بھادر کنہیا لال اکر گنڈا منہن لاہور ڈویرن کے سپرد ہے عن اس دریا کا کچھ بہت بہتین کشت مقامات پر بارہ فیٹ سے لیکر چودہ فیٹ تک برسات کے موسم میں گہرا ہوتا ہے سردی کے موسم میں پانی چارہ فیٹ سے زیادہ گہرا نہیں ہوتا لاہور سے تین میل نیچے جا کر یہ دریا مغرب جنوب کی سمت کو چلتا ہے اور تین میل تک راستہ طے کر کر تین شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے برسات کے وہ تینوں شاخیں جاری ہوتی ہیں اور بہت طغیانی کے وقت تینوں ملکر ایک ہو جاتے ہیں سردی کے موسم میں بڑی شاخ پر آب در و دشا جنین خشک ہوتی ہیں برسات میں پانی اسکا پھیل بہت جاتا ہے کیونکہ اسکو کنارے ہموار و زمین کے برابر ہیں اور اسی سبب کچھ عمیق کم ہے اور یہاں بہت رکھتا ہے راستہ اسکا بہت پیچدار ہے اور خم پشمار پڑتے ہیں اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے ہر سفر کرتے ہیں راستہ اسکا بہت کم طے ہوتا ہے اور اسی سبب سے زمین جہاز رانی نہیں ہوتی کہ اگر دن بھر چار چلے تو رات تک نہایت دیر بارہ کو سن استہ طے ہوتا ہے ہندو کل راستہ میں جو لاہور سے شمول چاب تک سیدنا راستہ اسکا خلیل موضع علیہ سی لکیر رام چوڑہ تک ہے کہ اسقدر راستہ میں یہ نہایت سیدنا چلا جاتا ہے کہیں کناری منہن اور دونوں کناروں پر سے بڑی بوڑھی درخت پرانے سایہ دار کھڑے ہیں اور کبھی کبھی درخت کو بھی اسکو اچھلتے صدر منہن ہو چکا ہوتا ہے کہیں کبھی جہاں چاندرو پھیں پنجاب میں آئی تو وہ موضع علیہ کے قریب کیشوری اوتا کر ہناتے لگے اور رام چوڑہ تک بارہ یا تین تیرتے ہوئے چلے گئے چونکہ کوئی شخص کیشورن کا محاذ پاش تھا دریا اونکی حکم سے سیدنا ہو گیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کیشورن پر پڑتی رہی پھر مقام رام چوڑہ وہ دریا ٹکرا کر پٹنہ جہاں ایک ہنگامہ بنی ہے اور سردی یہ دریا اسقدر راستہ تک سیدنا چلتا ہے اور قیامت تک اسطرح رہیگا اسقدر راستہ تک اس دریا کو شکر واہ کہتے ہیں اور مشہور ہے کہ شکر نام ایک شخص نے یہاں ایک کھودا اگر اسکا نام شکر واہ رکھا تھا اور کنارے اس شخص کے بہت بختہ بنوا کر درخت لگاؤ تو تھوڑے عرصہ گزرنے کے بعد زمانہ کے اسی شخص میں بھیہ دریا آگیا مگر نام اس شخص کا آج تک مشہور چلا جاتا ہے ملکہ یہ ہے کہ بسبب بختہ ہونے کے دریا دن کناروں کو توڑ نہیں سکتا اور اسقدر راستہ سیدنا چلتا ہے رام چوڑہ سے لگے سر اسی سد ہو و قصہ فاضل شاہ کے پاس جا کر یہ دریا جناب جہلم و دلی ہو کے ندیوں میں مل جاتا ہے

اور تینوں مکر ترنوں نام پاتے ہیں پانی اسکا بہت خباب سرخ و مکدر ہے اور آٹھ چھ سال بھر میں بھی بہت مقامات سے باب ہو جاتا ہے لاہور سے چاب کے شمول تک اگر سید مارا سہ اسکا شمار کیا جاوی تو دوسو کلہے اور اگر سیم دھم اسکے شمار میں آدین تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض انکیو اسی میل تو صرف خم و پنج چاب کے پاس مگر بھیتیں دھانوں کے ذریعہ سے اس میں شامل ہوتا ہے جن میں ایک دھانہ بڑا اور دو چھوٹی ہیں موزا انگریزی اسکا نام ٹیڈر اٹیز کہتے ہیں اور سنسکرت کے زبان میں نام اسکا ایراوتی اور غلط العام راوی مشہور کر اس دریا پر متصل شاہ پورہ لاہور سے جانب شمال و میل ایک آہنی پل ریل گاڑی کا بنا ہے اور بالفعل چلہم تک آمد و رفت جاری ہے شاہ نگر نیری جو کہ خباب کے علاقے دو اب باری میں مانجھہ کا ملک ہے اونچا تھا اور زراعت میں صرف بارش کی امید پر بوی جاتی تھیں اور خشک سالی کی حالت میں بندار اس سڑک میں اپنی بوی ہوئی تھم کو بھی تلف کر بیٹھے تھے اس پر سرکار انگریزی نے براہ رعا یا نوازی بھیجا تاکہ ایک بوی لڑ کہو و کر اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمینداروں کو بالکل پانی کے طرف سے بے پروائی ہو جاوے اس واسطے اول منظوری اس نگر کے کہو و نے کی تھی مین گورنمنٹ ہندوستان نے مین کام شروع ہوا اور بارہ سال تک تمام وصال کام بصرف باون لاکھ چھتر پزار نو سو ستر روپیہ کے ختم ہو کر پانی چھوڑا گیا مادہ پور کے مقام دیباے راوی کے بائیں کنارے سے یہ نگر شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینا نگر تک بڑی جوڑی چلی آتی ہے وہاں موضع ٹیری کے پاس ایک درشاخ اس سے علیحدہ ہو کر کالا بالانک جاتی ہے پھر گے اسکے بھی دو شاخیں ہو جاتی ہیں ایک شاخ تو موضع بال گڈہ دسبرادان دوہرم کوٹ و شامکوڈاں و میان بند و سول وغیرہ ہوتی ہوئے دریا کو بیاس کے پرانے راستہ میں جا گرتی ہے اور دوسری موضع ٹھکرانی کہ چیمبی و ٹھکرانی و چند پالہ و باگڑیان و پٹوہری و ترن تارن و شہباز پور و دیپال پور و کلیان و محمود پور ہوتے ہوئے اسی بیاس کے پرانے راستہ میں جا گرتی ہے یہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخوں کا تحریر ہو چکا باقی بڑی اصلی نگر کا یہ حال ہے کہ وہ موضع ٹیری علاقہ دینا نگر سے جھکر موضع تھانی وال و وسطی آباد کے پاس ہوتی ہوئی رٹڑ وال تک پہنچتی ہے وہاں آکر اسکے دو شاخیں ہو جاتی ہیں جن میں سے ایک موضع منڈی و گاڈیان و راج پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریا راوی میں مل جاتی ہے اور دوسری شاخ موضع کلیان پور دینا و قلعہ لال سنگہ و خان فدا و چند ہی وغیرہ پاس پاس بہتی ہوئی تنوڈی تک پہنچ جاتی ہے یہاں اگر موضع ریا کے متصل اسکے دو شاخیں بن جاتے ہیں اور میں سے ایک شاخ تو موضع کٹوال و قلعہ کٹوال و داؤد پورہ و مادہ کے دو تیر کی و کجری کا بل و دھنوتی و واگی و جٹو و سہیال و جہادنی میانہ و جٹوال دینا نگر و شاہ پور ہوتی ہوئی راوی میں جا ملتی ہے مگر اس کا کچھ ارادہ ہی کہ اس شاخ کو قبضہ مانگے

ہو بنجایا جاوے اسلئے چونکہ سیر کے داغ بیل لگ گئے ہیں دوسری شاخ ریل کے پاس سیر اگر سلطان دھندو بنگالی  
 مٹرہ کلان مٹرہ خور و خیر دین کے ونگیا ٹری د کوٹ سو بھاو و دی د جاسن دلہی کے ورا مو دھ و باوکی  
 و چار تک جاتی ہوئی ملتان کے علاقہ میں جا کر دریائے راوی میں پڑ جاتی ہے اس شاخ کے اندر سیر موضع  
 جاسن کے قریب ایک اور شاخ نکلتی ہے جو موضع جوالی دھندو سی خور و د کے پاس ہوتی ہوئی موضع ہنلی کے متصل پاس  
 کے برائے راستہ میں گرتی ہے اس خنصر پر ٹری پر ٹریل و عمارات جاسنا بناؤ گئے ہیں اور محصول کی آمدنی کے  
 حصول کو واسطو ٹرے ٹرے محکمہ قائم ہوئے ہیں اور ریل کے اور ماکم و محصول لازم رکھے گئے ہیں ہزاروں  
 رجسٹر دسوی و چوٹی خنصر میں اس سے لگا لکڑ زیندار کو سون پر پانی لے گئے ہیں اور جس زمین میں کہ کبھی کبھہ پیداوار  
 نہیں ہوتی تھی اب صد ماسن نالچ پیدا ہوتا ہے اسکے اجراء سے تمام ملک مانجکا باغبان گیا اور زیندار اونی  
 ادنیٰ جسکے پاس تھوڑی سی زمین بھی تھی مالدار بن گیا ہے برسات کے اور کوائن جلائے اور مویشی رکھنے  
 کی ادنیٰ کچھ حاجت نہیں ہی تخم بونے اور غلہ کاٹنے اور پانی لینے سے کام یہ بھی بھرت چوڑی جو کل طول اسکا  
 کل شاخوں کے مارو اسی میل ہے **خنصر کرن** یہ نہر ایک ندی خنصر ہے جو ہرام پور کے جبل کو  
 نکل کر کلانور کے نیچے ہوتی ہوئی سوڑیان کو آتی ہے اور اس سے مزب کے سمت توڑی ہوئی فاصلہ پر راوی  
 میں داخل ہو جاتی ہے یہ خنصر چالیس کوس کے اندر ملک کو سیراب کرتی ہے کہتے ہیں کہ کرن اسکا نام سوڑ  
 ہے کہ راہ کرن نے اسکو کہو د وایا تھا اور بعض اسکو سلطان فیروز شاہ قتل سے منسوب کرتے ہیں ہرام پور  
 سے کلانور تک بہت سی چشموں کا پانی جمع ہو کر ہمیں پڑتا ہے **خنصر ہنلی** یہ خنصر شاہجہان بادشاہ  
 کے عہد میں ماہو پور سے کہو د کر لاہور تک آئی اور ٹرے باغ شالامار کے پاس سے سیراب کیا آفازا اسکا بھی  
 ماہو پور سے پانچ کوس قصبہ شاہ پور کے پاس سے ہوا اور دریائے راوی سے لگائی گئی دماغ سے یہ بھی  
 سجان پور اور سجان پور سے دنیا نگر دبا لہ کو اور بٹالہ سے مجبہ کو آتی ہے مجبہ کے پاس اسکے دو شاخ ہو کر  
 ایک شاخ تو امرتسر کو جاتی ہے اور دوسری شاخ لاہور کو آتی ہے شاہجہانی حکم سے نواب علیمرو شاہ  
 امیر الامراء اصفہانی اسکو کہو د کر لایا اور ایک ہی شاخ سے لاہور تک لے آیا دوسری شاخ اسکی  
 رنجیت سنگھ کہو د واکر امرتسر لے گیا اور دوان تالاب ہرام باغ کو اس سے آب کیا طول اس خنصر کا مخرج  
 نیکر لاہور تک پچاسی کوس ہے۔ علاوہ اسکے ایک دوسرا وہی سے نکل کر باگ نیچے ہوتی ہوئی قصور کو  
 جاتی ہے اور قصور سے راوی کے سمت کو خنصر کر راوی میں گرتی ہے یہ خنصر ٹری غلت سے نکلتی ہے اب بھی  
 اس میں پانی جاری ہے خنصر ہوا اور **ریاے خنصر** پنجاب کے دریاؤں سے یہ جو تھا دریا ابھار دیا  
 مزارع دیرائے تیر و دین شہور ہے قدیم زمانہ میں فوٹو میں اس کا نام اس میں سی تیرا ہوا تھا

اس ہند نے اسکو چند بھگا کا مشہور کیا اب تیسرا نام اسکا جناب سرجو چن اور آب دو الفاظ سے مرکب ہو گیا دیکھا  
چین اور بھگہ نام صرف ہو اسکو مقرر ہوا کہ نکاس اسکا کوہ سرود یعنی تاتاری سے ہے پنجابی زبان میں اب جناب کا  
لفظ بھی بگڑ کر نام اسکا چننا دھنڈ ہو گیا ہے تسلیم و باسین راوی و جہلم پارون دریاؤں سے یہ دریا اپنی  
برآبی و عمق و بہا و طول و تیز روی میں فی الحقیقت زیادہ ہے چشمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جولاخ  
سے جنوب اور قبت کے وسط میں ہے بہت بلند واقع ہے وہاں ایک رہ کوہ رنگ کے درون سے بسکی  
بلندی تیرہ ہزار فٹ نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اوس درہ کے نیچے کی طرف ایک بڑی چل ہے جسکو  
چندر ہاگ بولتے ہیں اوس سے نکلکر یہ دریا چندر نام سے موسوم ہوتا ہے اور بھاڑ دن کے اندر سوج  
جائیں میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو مقام ٹانڈے ایک در دریا سراج بھاگ نام پر آتی و تیز روی میں اسکی بڑا  
شمال کی طرف کو بہتا ہوا اس سے اگر شمال ہو جاتا ہے افرج سراج بھاگ کا ہی اوسی چل چندر بھاگ سے جس سے  
چندر نکلتا ہے اور یہ دونو دریا چالیں چالیں میل کا راستہ اپنی ایک خنچ سے مختلف راستوں میں ٹکرتی  
ہوئی ٹانڈے کے پاس باہم مل جاتے ہیں ان سے یہ دونو ملے ہوئے دریا چندر بھاگ نام پر گزرتے ہیں ان کے پہاڑ  
اور سخت تیز روی کے ساتھ اکیسویں میل کا راستہ طے کر کر کشوار کے ملک میں پہنچ جاتے ہیں ان مقام  
ایک بڑی ندی جسکو سند اور مور و ردون ہی کہتے ہیں شمال کے طرف سے آکر انہیں شامل ہوتی ہے  
اور سکے ملنے سے یہ دریا بڑا دریا ہو جاتا ہے و مانے پھر جنوب مغرب کی طرف بہتا ہوا نوے میل کا راستہ  
چلکر جناب کے میدان کے قریب آ جاتا ہے یہ مقام پر ایک درندی کو ہی شہول ایک اور ندی کے کہ وہ دونو  
ندان نوں شر و شگلا دیوی سے گذر کر کانگرہ کے قلعہ کے متصل باہم ملتے ہیں موضع حمید پور کے نزدیک  
میں نکل کر اس سے مل جاتی ہے بھاڑ سے نکلکر یہ دریا بہت سا پہل کر اٹھارہ شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور  
کل شاخیں پھر قصبہ بلول پور کے پاس اگر ایک ہو جاتے ہیں وہاں سے یہ قصبہ سوڈہ و وزیر آباد رسول  
پور ندی پٹیان و چنیوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع علیانہ کے کہ جنگ سال سے دو کوس پر ہے دیکھا  
جنم کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے کہنور پر چالیں نیچے وزیر آباد کے راستہ اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و  
پر آبی و پر گردابی کے ساتھ ہوا در سردی کے موسم میں آدھا میل اور برسات میں آدھا ہی میل تک چوڑا چلا  
اس دریا میں جازرانی اچھی ہوتی ہے اور کہنور کے مقام سے سو اگر لوگ بڑے بڑے کھڑیاں دیوار  
اور چیر وغیرہ کے جو بھارت سے خرید کر بخاک لایا جاتے ہیں اس دریا میں چوڑے ہوتے ہیں اور وہ کشتیوں کی طرح  
پانی پر دوڑتے ہوئے ہوتے ہیں جہلم کے شمال تک کل طول و درازی اس دریا کی چشمہ کے مقام سے چوبیس  
پنچ میل ہے اور تیز روی اسکی پوری چڑھائی وقت فی گنہہ پنچم میل اور سردی کے موسم میں فی گنہہ آدھا ہی میل

شہر ہوتی ہے دریا میر جہلم کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چلکر دریا میرادی اسمین آ پڑتا ہے اور  
 گرمیوں میں ایک میل کے قریب چوڑا ہوتا ہے اور عمیق اسکو مختلف ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہیں ہوتی راوی  
 کے شمول کے بعد بعدے کرنے راستے اکیسویں میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریا میر گہار یعنی شلج دیسا ساہو  
 دریا اسکے شامل ہوتے ہیں شمول کے مقام پر گہار اکا پانی زرد اور جناب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ ہوتا ہوا  
 کو سون بہن نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسکا چھبیس لیکر گہار کے شمول کے مقام تک سات سو بیسہ میل  
 اس سے آگے اسکو جناب کوئی نہیں کہتا دریا میر پنج مذکور تے ہیں دریا کے کو چھبیس دریا جناب  
 چھوٹے دریاؤں اور دریا کے جناب کے مذکور دن میں سورج اول تھیکہ کوہ پیر پچال کے جنوبی گھاٹی سے  
 نکل کر شمال مغرب کے سمت کو گھاٹی کے نیچے نیچے دریاں درہ پیر پچال ورتن پچال کے ہوتا ہے جب اسکی  
 پچاس میل طے کر کر قصبہ پونچھ کے پاس پہنچتا ہے تو ایک درندہ می بھاڑ سے نکل کر اسمین آ پڑتی ہے اس  
 ندی کے شمول کے بعد رخ اسکا جنوب مغرب ہو کر بڑی تیزی اور سختی درندہ شور کے ساتھ جلتا ہے اسقدر کہ  
 اگر سواریا پیادہ ہا کسی ذریعہ کے اوسے پار اور سے تو فی الفور بہہ جاوے یہ حالت اکثر طغیانی کے وقت  
 ہوتی ہے اور پونچھ سے گذر کر بعض سکوندی اور بعض تہاگ کہتی ہیں پھر جنوب مغرب کے سمت کو جالین میل  
 چلکر موضع کوٹلی کے متصل دریا میر راجوڑ اسمین آ کر شامل ہو جاتا ہے اوس شمول سے پھر تیس میل آگے  
 کو چلکر بہہ دریا دریا جناب میں جاگرتا ہے **نالہ ڈیک** اس ندی کا منجھ کوستان علاقہ چھوٹا  
 ہے اور بھاڑ کے مدت تک اسکا نام دیوکان ندی پکارتے ہیں اور پرمنڈل کہ ایک خاص عباد گاہ منوگا  
 ہمارا جہون کے علاقہ میں واقع ہے ابھی ندی کے کنارے پر ہی دھان بہہ ندی ایک تیرتہ سمجھی جاتی ہے  
 اور دور دور سے ہنود غسل کے واسطے دھان جاتے ہیں اور دھالی جہون نے بڑی بڑی مندر و عمارت  
 عالی شان اسکے کنارے بنائے ہوئے ہیں بھاڑ سے نکل کر ساگر ٹ کے علاقہ میں اسکا نام ڈیک مشہور ہے  
 اس سے آگے بڑھ کر لاہور کے ضلع میں اسکو باگہ بچہ پکارتے ہیں برسات کے موسم میں جب اسمین طغیانی  
 ہے تو ایسی درندہ شور سے چلتی ہے کہ گذر آدمی یا چارباہہ اسکے اندر سے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے تہ کے  
 اندر دیگ انہ دار ہے اوس پرانہ پڑ نہیں سکتا بانی کے وہ ریگ بانو کے بچے سے سرک جاتی ہے  
 اور اوپر سے پانی کا زور دھکا دیتا ہے اس سے آدمی ہوا یا جانور فی الفور گر کر غرق ہو جاتا ہے بعض  
 مقامات پر اسکے تہ میں سخت دلدل ہوتی ہے دھان بھی گذرنا گھوڑے دیابو داؤنٹ کا محال ہے برسات  
 کے بعد اکثر مقامات سے پھندی خشک ہو جاتی ہے اور بعض جگہ بانی رہتا ہے اور پھندی علاقہ تحصیل  
 احمدوالہ میں دریا گذر کر تحصیل راجہ من آنی ہے اور دھانے شرفور کے علاقہ میں گذر کر ملک کو میرا



کرتے ہوئے متصل موضع جہانپور علاقہ سید الدہریہ میں جاگرتی ہے لاہور و گوجرانولہ کے درمیان  
 راستہ میں اس ندی کے اوپر ایک پرانا پل شاہ دولہ کا بنوا یا ہوا جو وہ **نالہ ایک** یہ ندی  
 دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسکہ میں سے گذرتی ہوئی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانولہ کو چلی گئی ہے مخرج  
 اسکا بھی کچھ متنازعہ ہے جس سال بھر میں دھن سے برسات سے پہلے بعض مقامات سے بھی خشک ہو جاتی ہے تب  
 بھی بہت جگہ پر پانی اسکا جاری رہتا ہے اس وقت تک سال میں برابر بھی جاری رہتی ہے مگر خاصاً سیالکوٹ کے  
 نیچے ہوا سے زرخیزان کے موسم میں بھر کم آب ہو جاتی ہے کہ کاغذی لوگ واسطی دھونے اور بانو کاغذ کو منڈا بنانے  
 کہ پانی اسکا ایک جگہ روک لیتے ہیں کیونکہ سوائے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کاغذ  
 بنانے میں صرف نہیں ہوتا اور اسکے پانی سے کاغذ بہت عمدہ و صاف درویش بنتا ہے مگر جب وہ اوس بندہ  
 توڑ دیتی ہیں تو بھر پر جاری ہو جاتی ہے برسات کے دنوں میں ٹبری زور شور سے اس میں سیلاب آتا ہے اس قدر کہ ندی  
 کے اوپے اونچے کناروں سے بھی پانی بہہ نکلتا ہے جس میں پانی ٹھیک ٹھیک ہوتا ہے مگر وہ سیلاب  
 اور بھی جاتا ہے فائدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ و ڈسکہ کو بہت پہونچتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ  
 کے مقام پر اس ندی کے کنارے ٹرا بھاری سیلاب ہوتا ہے اور تیسرے واسطے جمع ہو کر سرنا ہون پر نیرت ہوتے  
 اور انہی انہی صنعتیں دکھلاتے ہیں اور ایک پل حضرت شاہ دولہ کا بنچہ بنوا یا ہوا اس ندی پر ہی موجود ہے  
**نالہ گوندل المعروف دھن** یہ بھی ایک بھاری نالہ ہے جو کہ جموں سے نکلتا سیالکوٹ کے  
 علاقہ میں ہوتا ہوا متصل موضع بھادری پور کے دریائے چناب میں مل گیا ہے اوس میں اکثر مقامات پر زمین سے بھی  
 پانی نکلتا ہے جو کہ ان کے لوگ سم کا پانی کہتے ہیں اسکے کنارے پر چکایان بھی بہت چلتی ہیں **نالہ رنگ**  
**المشہور نلوا** یہ نالہ چکلا بنانہ علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور بھر اوس علاقہ کے اندر مخرج  
 گودال کے متصل دریائے چناب میں مل جاتا ہے اس میں بھی قدرتی پانی شمع کا زمین سے نکلتا ہے اور منڈا کو  
 جاسما فائدہ پہونچتا ہے **نالہ** ان نالوں کے کول علی سردان خان نالہ ملک پور نالہ سبرکوٹ و گدگوڑ نالہ کا  
 ہر گز ان نالہ مونا نالہ نالہ انیسوا نالہ و نالہ حشری و نالہ وغیرہ ضلع سیالکوٹ میں جاری ہیں انہیں  
 یعنی چلین بھی چھوٹے چھوٹے پتیل میں آتی ہیں **نالہ تومی** یہ نالہ بھی کہ متعلقہ ریاست جموں  
 سے نکلتا ہے بلکہ شہر جموں اسی کے اوپے کنارے پر آباد ہے اور بھر کے واسطے اسی ندی پانی  
 پیے ہیں انہیں یہ ندی پیل مل جنوب مغرب سمت کہ بہتی ہوئی دریائے چناب میں اگر شامل ہو جاتی  
 ہدیانی بہتہ میں اسکے زیندار دن کو اس سے بہت فائدہ پہونچتا ہے برسات کے موسم میں اس میں ٹبری طغیانی  
 ہوتی ہے اور ٹبری تیزی پر آبی کے ساتھ چلتی ہے **نالہ کہوت ندی ایک** اتم ضلع

سیالکوٹ سے بھی نہ لکھتا ہے اور اسی ضلع میں موضع بولکان والا کے پاس سکابن ہے وہاں اسکا نام مال بولکان والا مشہور ہے وہاں سے ضلع گوجرانوالہ میں ہو چکا ہے ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اسکا بہیل کر کسی مقام پر چھپ جیسی چھوٹے جیل میں بن جاتا ہے پھر اس کے پانی کے قریب بصورت مالہ بکر ملتا ہے اور علاقہ شرقیہ ضلع لاہور میں متصل موضع بیدا پور مالہ ڈیک میں پھانچا ہے پانی اسکا زیندارون کے قریب بہت فائدہ بخش ہے بعض اوقات طحیانی نقصان بھی ہو جاتا ہے **مالہ ملکپور** یہ مالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکل کر جاری ہوتا ہے اور اس علاقہ سے چکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ میں آتا ہے اور خاصہ زیر آباد کے مد میں متصل مٹھن سرج دریا سے چابکے ایک ٹالہ کے ساتھ شامل ہو کر چاب میں جا پڑتا ہے پانی اسکا نہایت مصفا ہے کہ درخت دھوبی لوگ سوائے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہیں دھوئے بلکہ وزیر آباد کے دھوبی جو بارہ پوٹوی میں اوستا مشہور ہیں مالہ ملکپور کے پانی نے انکو اوستا دینا رکھا ہے پانی اسکا زراعت کو فائدہ بخش نہیں ہے **پن مکیان ملتوین مالہ نندن واہ** یہ مالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ ملکن کے پاس لہ ایک سے نکلا علاقہ ضلع گوجرانوالہ میں آتا ہے اور متصل موضع چک شینا مالہ ملکپور کے شامل ہو کر کچھ حصہ تو دریای چاب میں مل جاتا ہے اور کچھ پانی دھانسی کے چکر کھلڑی نام تانہر جب متصل موضع بھول ہو چکا ہے تو نندن واہ نام سکابن مشہور ہو جاتا ہے دھانسی کے چکر اور تالاب برن تیار تک جا کر پانی اسکا رکی سر زمین میں جذب ہو جاتا ہے اسکو پانی سے زمیندار دنگو بہت فائدہ پہنچتے ہیں زراعت موسمی کی اسکے مدد سے سنگردن گھانا ہوتی ہے اور متصل موضع ارا یا نوالہ و جد نور و کوٹ شینا بصورت چیل اسکا پانی بھر جاتا ہے اور اس میں مچھلی کا شکار بہت حاصل ہوتا ہے **مالہ دگ** تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہے اس کے آثار برسات میں ہوتا ہے دھانسی چکر موضع چک شینا کے متصل دریای چاب کے شامل ہو جاتا ہے اسکو پانی سے بذریعہ چٹہ و جلا زر زراعتوں کو آبپاشی ہوتی ہے **مالہ سکھہ میں** یہ مالہ موضع ہرنچیان متعلقہ تحصیل وزیر آباد کے پاس دریای چاب سے نکلتا ہے وہ موضع کوٹ سلیم و باغ و یا مری و کوٹ میان خان و علاؤ الدین کوٹ جان چکا کٹال کے پاس ہے گزتا ہوا متصل موضع چکر کے پھر دریا سے چاب کے ساتھ چلا جاتا ہے موضع کوٹ سلیم و باہری کے مد میں اسکے اندر سوا نکلتا ہے یعنی چکر کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ۔ ۔ ۔

**مالہ نکان والا** یہ مالہ سمات راجپور ان مشہور نکانین زوہد ہمارا اور دھیت سنگہ نے موضع بنگلہ و دھانسی تحصیل گوجرانوالہ کے پاس مالہ ڈیک سے نکلا کر براہ شیخوپورہ موضع ہکھی تک پہنچایا تھا تک یہ جاری تھا اور زیندارون کو ٹپے بڑے فائدے اس سے ہوتے اب پچیس سال کے عرصہ سے یہ بند ہے اگر مصفا ہو تو پھر پانی اس میں جاری ہو جائے **دریا سے جہلم** کشمیر کے پراثر تار شیخون میں نام سکابن مینا اور فارسی کتاب میں بہت لکھا ہے اور یونانی لوگوں نے اسکا نام اس میں لکھا تھا پنجاب میں

اسکو دریائے جہلم پکارتے ہیں مگر یہ نام اسکا قدیمی نہیں ہے بلکہ تھوڑی عرصہ سے نام اسکا جہلم صرف اسبواسطہ  
 سے پہنچا ہوا ہے کہ بھارٹ سے نکلکر یہ قصبہ جہلم کے نیچے تپتا ہے نخرج اسکا کو کشمیر ہے اور کشمیر کے کل ہزار چھ ہزار  
 اور ندیوں اور نالوں دریاؤں کا پانی اسی کے ذریعہ سے پنجاب کے میدان میں بہتا ہوا آتا ہے پہلے یہ دریا  
 چشمہ دیرناگ یا گسناگ کے جہل کوہ پر نیچا لے نکلکر بارہ مولہ کے ورہ کے راستہ پنجاب کے میدان میں آتا  
 ٹراہ دگرا اسکا دریائے لہ رہے اور وہ دریا بھلے شمال شرق کے گہاٹوں کو کشمیر سے نکلکر شیش ناگ  
 کے جہل میں آتا ہے پھر اسکا پانی لیکر جنوب مغرب کے سمت کو چاس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریائے  
 بھنگ جو جنوب شرق کے سمت کو بہتا ہوا آتا ہے اس میں ملجاتا ہے پھر وہاں سے دس میل کے مسافت شمال  
 مغرب کے طے کر کر ایک در بڑی ندی جو کہ سندھ میں دشتا و دہری اور وغیرہ چوٹے چوٹے ندیوں کے نام سے  
 بہا کرتا ہے اور چالیس میل کا راستہ طے کر کر آتی ہے اس میں شامل ہو جاتی ہے پس وہ دریا میرلہ راستہ شیش  
 اور ندیوں کا پانی لیکر دریائے جہلم کے آکر شامل ہو جاتا ہے ان ندیوں میں سے دشاوندی دریائے  
 لہ کے مددگار بہت بڑی ہے چشمہ اسکا اور دریائے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے دریائے دشاوندی  
 کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے اور کشناگ ایک چوٹی سی جہل بہت گہری کوہ پر نیچا لے  
 چوٹی کے پاس ہے بلند ندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے وہاں سے دریا جہلم  
 اپنے دو گارہ ندیوں کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور شور کے ساتھ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہو جاتا  
 وہاں سے نکلکر ایک بڑی جہل کے اندر دیکھا نام ولہ ہے داخل ہوتا ہے اور ولہ کے داخل ہونے سے جہلم ایک  
 اور ندی ہند نام شمالی بھارٹ دن سے نکلکر اس میں آتی ہے پھر درجہل کے دوسرے طرف سے نکلکر بارہ مولہ  
 کے طرف آتا ہے اور مقام مظفر آباد کو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بتائی ہو چکا اس میں ریامین کہہ دو  
 بت ہو بڑی تیزی سے درجہل کے ساتھ نکل کر آتا ہے پھر سجد و بکھلی دریا میں کشن گنگا بشمول ایک درندی کے جو کہ وہی  
 سے نکلکر اس میں داخل ہوتی ہے اسکے شامل ہوتا ہے یہ دریا کشن گنگا بھی اپنی شیرازی و پرآبی و گہران  
 و چوڑائی میں اس مقام پر جہلم سے کہہ کم نہیں ہے بارہ مولہ کے مقام پر جہلم کے اوپر سات محراب کا قدیمی بل بنا ہوا  
 ہے جسکے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے بعد شمول کشن گنگا کے جہلم بہت خوب گہر و گنج علاقہ کے اندر بھتا ہوا  
 سو قصبہ اور سند کے متصل بعد طے کر لینے مسافت ایکویش میل کے چشمہ کے مقام سے ہو چلتا ہے اسی نزدیکی میں ایک  
 اور ندی جسکا نام چونگ ہو کوٹلی کے سمت سے آکر اس میں شامل ہوتی ہے اور مقام سے بنیاد اسکا ست چوڑا  
 بلکہ قابل ہزارانی سے ہو جاتا ہے وہاں سے چکر برہمہ دریا چشمہ جہلم کے نیچے آتا ہے چان شاہ گزر ہے اور  
 ہندوستان کے دشاوندی کا بہت بڑا ہے دشاوندی کا بہت بڑا ہے دشاوندی کا بہت بڑا ہے دشاوندی کا بہت بڑا ہے

گرجور اور بارہ سے لیکر سولہ فیٹ تک گہرا ہوتا ہے اور برسات میں ہناؤ اسکا چوبہ سے لیکر آٹھ سو گز  
 تک کم نہیں ہوتا جہلم سے آگے چلکر رخ اس دریا کا جنوب کی سمت سر بدل کر جنوب مغرب کے گوشہ کو ہوجاتا ہے  
 اور بلال پور کے پاس ہو چکر تیزی اس میں اسقدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ جہلم کے پاس فی گھنٹہ ایک میل اور  
 بلال پور کے پاس فی گھنٹہ تین میل راستہ چلتا ہے اور ہناؤ دریا کا بلال پور کے پاس برسات کے دنوں میں  
 سو میل تک ہوتا ہے اور چودہ غمق اور فی گھنٹہ چار میل رفتار ہوتی ہے دریائی جانور پھلی و دیگر صحیہ و بولیں  
 وغیرہ اس مقام پر بکثرت ہوتے ہیں بلال پور سے پھر جنوب کی سمت چلکر ریتاس گرجا تک پھر دغوشاں ہوتا  
 ہے نگ سیال و چترہ کے نزدیک بعد ملے کرنے راستے چار سو نوے میل کے پتھ کے مقام سے دریائے پنجاب  
 بلجاتا ہے اس جگہ پھد و دریائے بودن کا ہناؤ گرمی کے موسم میں ایک میل سے زیادہ اور بارہ فیٹ  
 تک غمق ہوتا ہے اور خاص دریاے جہلم شامل سے پہلے بانو گرجا تک جڑا ہوتا ہے اور اسی دریا کے کنارے پر  
 قصبہ جہلم و بلال پور کے درمیان سکندرا غلطہ دراجہ پورس کی ٹرائی ہوئی تھی جس میں سکندر فتحیاب ہوا تھا  
**دریا کے سندھ** یہ دریا جٹا دریا پنجاب کا پنجاب کے اخیر دریاؤں سے شمالی و غربی سمت پنجاب  
 کے بارتی ہے انگریزی تو اسخون میں اسکا نام انڈس لکھا ہے اور قدیمی نام اس کے اباسین یا اباسند ہوتا ہے  
 ہے پنجاب کے رہنے والے اسکو انگ کے نام سے پکارتے ہیں محض سو اسٹے کا پچارون سے نکلکر یہ قلعہ انگ  
 کے نیچے بہتا ہوا پنجاب کے میدان میں آتا ہے براعظم ایشیا کے ملک کے اندر یہہ ایدر یا بہتا ہے جبکی زرخا  
 و مو اچھی کا حد وجاب نہیں ہے بڑے بڑے دریا اور ندیاں اور چھٹی پچاڑی اس میں شامل ہوتے ہیں اور  
 دریاے ستلج و باس در اوی و پنجاب جہلم کا ادخال بھی اسی دریا کے اندر ہے سیاحان فرنگہ اعلیٰ حال اسکا  
 سطح مقرر کرتے ہیں کہ چشمہ اس وسیع دریا کا شمالی ملک کوہ کیلاس کے اندر ایک اون رودہ نام پہل جس  
 پچاڑ کو اہل ہندو اپنے اعتقاد کے موجب شب جی کے رہنے کا مقام اور وطن بیان کرتے ہیں ہندی اس جھاڑ  
 کی ہندو کی سطح سے بائیں ہزار فیٹ شمار کی گئی ہے چشمہ اپنے سے نکلکر چھ سنگہ بابا نام پا کر اکیسواٹھ میل  
 شمال مغرب کی سمت کو بہتا ہوا جب کوہ کیگل میں آتا ہے تو رخ اسکا بدل کر جنوب مغرب کی سمت کو ہوجاتا ہے  
 دان سے ہوتا ہے اور بہت چلکر دریاے انگ چو یا کوہ گڈہ ٹوپے بڑی زور شور کے ساتھ آکر اس سے ملتا ہے  
 کوہ گڈہ ٹوپ بھی مغربی بنیاد کوہ کیلاس میں واقع ہے جس سے وہ دریا نکلکر بہاڑوں کے اندر اپنا  
 راستہ طر کرتا ہوا یہاں آہو چتا ہے شمول کے بعد سنگہ بابا کی سمت کو چلتا ہوا لاکس خیل کے درہ کو  
 آتا ہے پھر ساجن مل گہرے پچاڑوں کے اندر چلکر کوہ نرقا غمق میں آتا ہے یہ مقام شاہ چین کے ملک  
 کے معنی پانچر میل کے فاصلہ پہ ہے اور ہندو ہزار فیٹ ہندی دیکھتا ہے وہاں کی زمین ریتلا میدان ہے

جس میں شہیار جہلین پانی کے موجود ہیں اس مقام پر سولے برسات کے پچھ دریا ساٹھ گز چوڑا ہے اور چوڑا  
حد و حساب نہیں ہے سرحد کی موسم میں وہاں بسبب کثرت برف کے اکثر مقامات میں دریا کا پانی بھیجم  
جاتا ہے وہاں سے پھر تین میل جنوب مغرب کی طرف چلکر استہ دریا کا شمال مغرب کی سمت کو بدل جاتا ہے  
اور یہ مقام ادرکشی جو تین سو تیس میل ختمہ کے مقام سے ہے پہونچکر سچاس گز چوڑا ہوا جاتا ہے اور اسی چوڑا  
کی حالت میں تین میل اور طے کر کرکھتری گئے نیچے جو دارالراستہ لدخ کے ملک کا ہے پہونچ جاتا ہے اس موقع  
بلندی اسکی سندھ کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی اور مسافت ختمہ کے مقام سے تین سو ساٹھ میل ہے اور  
بامیس فیٹ کی بلندی سے پستی کو گرتا ہے پھر شہری سے شمال کو اٹھارہ میل چلکر مقام نیہون پہونچتا ہے  
وہاں دریا سے زرنسکار کوہ زرنسکار سے نکلا کر جنوب مغرب کی گوشہ سے شمال مشرق کی طرف بہتا ہوا اڑیا  
میں آگرتا ہے دریا سے زرنسکار بہت تیز رواں رہتا ہے اور اسکا پانی مصفا و شفاف اسلئے دور تک  
بعد شمول نہ دونوں کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر وہاں سے بس میل اور ختمہ کے  
مقام سے چار سو آٹھ میل چلکر گلت نہی کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہاں اس دریا پر لکڑی کا بل بند ہوا  
پل کے نیچے پھیں گز دریا چوڑا ہے وہاں سے چلکر بٹھیں میل کا استہ طے کرتا ہے تو دریا سے اس  
کوہ شمالی و مشرقی کثیر سے نکلا کر اور شمال مشرق کی سمت کو ٹوٹے میل چلکر شمالی و مغربی نہروں اور ختموں  
ندیوں کے پانی اپنے ساتھ ملاتا ہوا اثری زور شور سے اس میں آ پڑتا ہے اس شمول کے بعد بہہ دریا شمال کے  
سمت کو چلتا ہے اور ستالیس میل چلکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے یہ مقام پر دریا سے شیوگ شمال کے سمت  
بہت سی دریاں اور چشموں کے پانی لیتا ہوا اس میں آ پڑتا ہے شمول کے مقام سے پرے دریا سے نیگ  
ایک سو سچاس گز اور بہہ دریا اسی گز چوڑا ہے گر پچھ نہایت عمیق دریا آباد رہ چوڑا دم آب ہے اس شمول  
کے بعد نام اسکا سنگتہ باب سے بدل کر اباسین یا اباسندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے یہ مقام سے پچیس میل اور  
چلکر دریا سے سیکر کوہ اسکر د کے شمال کی طرف سے نکلا کر اس میں داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال کی طرف  
کو بہہ کرناگ پون شاگردن کے علاقہ میں آتا ہے وہاں سے تین میل طے کر کر ایک بڑی ندی کوہ کلگت سے  
نکلا کر اس میں پڑتی ہے وہاں سے پچیس میل چلکر مقام کوہ ایکو پہونچتا ہے وہاں پر بہت سا حصہ اس دریا  
پانی کا ایک بھاڑ کے فارم میں گھٹا ملا جاتا ہے وہاں سے پتالیس میل تک استہ اسکا جنوب مغرب کی سمت  
پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایک سو چودہ میل کے درہ بندہ کے مقام پر آتا ہے جو شمالی سرحد  
صاحبان انگریز کی حکومت کا مقام ہے اور دریا بہتات میں وہاں سو گز چوڑا پایا جاتا ہے یہ مقام  
اکھارہ بندہ کا ختمہ ہے لکڑ آٹھ سو بارہ میل شہار ہوتا ہے وہاں سے آگے ساتھ میل اور چلکر موضع والا



متصل پنجاب کے میدان میں آجاتا ہے چونکہ وہاں پہلا واسکا بہت ہوا سلعے پانچ چار مقام سے وہاں پایاب بھی ملتا ہے  
 ہو جاتا ہے وہاں سے چلکر اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہاں بھی بعض بعض وقت سردی کے  
 موسم میں پایاب ہو جاتا ہے مگر تیزی اس قدر ہے کہ کوئی چیز اوس میں ٹھہر نہیں سکتی نہ سخت ننگہ والی لاہور کی تیر  
 اس مقام سے پایاب و تر اگر اسکا شکر جب دریا میں بہل کر اترے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے مل کر بڑے  
 پانی میں جا پڑے اور بارہ سو آدمی غرق ہو گئے اس طرح شاہ شجاع الملک نے سقہ شام میں اس دریلے پایاب  
 جو کر کیا مگر اس وقت کہ دریا اپنی اوج اور چڑھاؤ پر تھا اور گرمی کا موسم تھا سمجھو عبور اسکا گو مارا است اور بادشاہ  
 کی قابل مندی میں گنا جاتا ہے سب تیزی پانی کے وہاں اکثر کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں اور چونکہ ایک ٹر اپتہر طالعہ  
 نام دریا کے کنارے رہے اوتے اکثر اوقات کشتی گر کر کھا کر ٹوٹ جاتی ہے اور اوس تہر کو جلالہ سو سطر  
 کہتے ہیں کہ جب اکثر بادشاہ کے وقت جلالتہ نے اس علاقہ میں فساد شروع کیا تو اکثر ابراہیم اگر اس  
 دریا سے گذرا اوس وقت کشتی خزانہ کی بہری پڑی اسی تہر کے ساتھ گر کر غرق ہو گئی جب خراجی نے  
 یہہر پورٹ بادشاہ کی خدمت میں کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہ تہر بھی جلالتہ غارت کر گیا ہے اوس میں نہ  
 سے اوس تہر کا نام جلالتہ مشہور ہو گیا اٹک کے نیچے تھڑے سے فاصلہ پر دریائے کابل جسکو اسل کابل جو کہ  
 کہتے ہیں شمال کے گھاٹیوں کو اسفید اور جنوب کے گھاٹیوں کو ہندوکش و چیراک کے اندر سے بڑے بڑے  
 ندیوں اور چشمیوں اور نالوں کے پانی اپنے ساتھ ملاتا ہوا اتر ہی زور شور اور اوج کے ساتھ اس دریا میں  
 شامل ہو جاتا ہے دریائے کابل بھی اوس مقام پر سندھ کے طرح پر آب تیز و دو گہرا و چوڑا ہے بلکہ ایک نصف  
 اوسین سندھ سے بھی زیادہ ہے کہ سندھ کے شمول سے اول دریائے کابل چالیس میل تک قابل جہاز را  
 کے ہے بخلاف دریائے سندھ کے کہ باعث تیز روی اور زریعت اس کے کہ اس کے اندر بڑی بڑی تہر ہوتی ہیں  
 قابل جہاز را فی کے نہیں ہیں ان دونوں دریاؤں کے تھکے رنگ میں اکثر مقامات میں سونا نکلتا ہے بلکہ دریائے  
 سندھ کے اوپر کے راستے میں بھی سونا اور اس کے شاخوں کے رنگ میں سے سونا نکلتے ہیں چنانچہ دریائے گدہ ٹوٹ  
 سیوگ اسکر د کے شمول کے مقامات پر ریگ ہو کر سونا نکالتا جاتا ہے اور نیز عدد و کاشغر و کشمیر و کافرستان  
 پہلی و دہنتور کے پاس بھی دستقان لوگ اسکی ریت کو دھو کر سونے کی ریگ نکالتے ہیں چمپہ سے لیکر دریائے  
 کابل کے شمول تک آئندہ سو بہر میل سندھ کا راستہ گنا جاتا ہے دریائے کابل کے شمول کے بعد دریائے سندھ  
 قابل جہاز را فی کے ہو جاتا ہے اور بہت سے چوٹے جہاز نک سندھ وغیرہ سے تاجر لوگ وہاں پہنچتے ہیں  
 اور اسی دریائے سندھ سے لاکھوں روپیہ کے مال کی سوداگری نشا ورو کابل و خراسان و ایران  
 وغیرہ ملکوں میں ہوتی ہے اٹک کے نیچے سوائے تین حصے برسات کے نویسے تاک کشتیوں کابل مندہ رستہ

اور اوسی شاہ گدر سے بڑی شرک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر پانی سو چالیس فیٹ چوڑا ہے اور سترہ  
 میں ساٹھ فیٹ گہرا ہوتا ہے اور یہ مشہور مقام اٹک کا ایکڑ اونیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ  
 ہزار فیٹ اس دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھ سو ہتر میل ہے اس مقام کیستی کو  
 اگر آٹھ سو ہتر میل تھا اور مسافت پر پہلا دین تو واضح ہو تا ہے کہ مجھ دریا میں فیٹ کے قریب فی میل فیٹ  
 سے فیٹ کو آٹھ فیٹ کے مقام سے سمندر تک یعنی اسکے میلون پر پہلا دین تو فی میل ایک فیٹ گنا تھا  
 گویا حقد ر اٹک سے سمندر تک اسکے راستے کے میل میں فیٹ ہی اونیٹ فیٹ ہی بھر اٹک کے مقام سے  
 یہ دریا سمت جنوب و کچھ مایل جنوب مغرب ہوتا ہوا انکلیں بھاڑوں کے قطار کے اندر گھس جاتا ہے جو کہ  
 مشرقی اسجام کو وہ سفید و گدہ ہمارے بنیاد میں واقع ہے اٹک سے دس میل طے کر کچھ دریا بھاڑ میں  
 داخل ہوتا ہے وہاں سے سو میل چل کر کالہ باغ کے بھاڑ میں آتا ہے اور بلند بلندہ جو بٹان بھاڑوں کے  
 سنگردوں گز بلند اسکے کناروں پر دکھائی دیتے ہیں چونکہ اس مقام پر اگر بانی دریا کا صاف جہت کے  
 رنگت کا ہے ہوا اسے بھان اسیکو نیلا کہتے ہیں اور ایک سستی بھی وہاں نیلا کے نام سے موسوم ہے  
 اس راستہ میں مقام گوزا تر ب جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے دریا دوسو فیٹ تک طے ہوا اور اکیسوا فیٹ  
 تک عمیق ہوتا ہے اور سترہ دسی ایسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گنٹہ میں طے کر لیتا ہے پھر وہاں  
 کالاباغ تک پہنچا اس دریا کا اکیسوا فیٹ سے چار سو فیٹ تک مختلف مختلف مقامات میں ہے اور بلند اسکے  
 کناروں کی بھاڑوں کے اندر ستر فیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک طعانی کی حالت میں اس حصہ کے اندر  
 دریا کی چڑھائی قریب چالیس فیٹ کے ہو جاتی ہے جب یہ دریا کالاباغ کے نیچے کے میدانوں میں آتا ہے تو  
 پانی اسکا میدان کے اندر پھیل جاتا ہے بلکہ کالاباغ سے کچھ اور بھی بعض مقامات میں چار سو اسی گز تک پہنچا  
 اسکا نظر آتا ہے کالاباغ سے نیچے کے میدانوں میں شرنی کنارہ اسکا سب سے اور غربی کنارے پر ایک بلند  
 چھاڑ ہے جو دور سے قلعہ کے شکل اور دریا اسکے نیچے خندق کی طرح نظر آتا ہے کالاباغ سے کوٹ پٹن تک  
 مجھ دریا جنوب جنوب مغرب کے سمت کو قریب تین سو چالیس میل کے ہوتا ہے اور اس قدر راستے میں دو ٹوکنڈ  
 اسکے بستہ میں ہوا اسطے برسات میں پانی اسکا تمام ملک گیتان و دھیرہ اسماعیل خان و دہرہ دین ہناہ و  
 دہرہ غار خان وغیرہ علاقوں میں پھیل جاتا ہے اور جہاں تک نظر کام کرتی ہے سو اسی بانی کے اور کچھ  
 نظر نہیں آتا اس دریا کی طعانی بعد کلن تر بون کے موسم بھار ہوتی ہے بلکہ چڑھاؤ و کٹاؤ کا نہایت بالہوش  
 و باقاعدہ ہو گیا یعنی کہ اول مارچ میں کے اخیر میں چڑھاؤ اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست میں  
 طعانی اسکی اوج پر ہوتی ہے پھر ستمبر کے اخیر اسکو گٹاؤ کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری میں

برفین بالکل منجمد ہوتے ہیں بہت ہی بہت ہوتا ہے طینانی اسکی کالا باغ سے لیکر کوٹ ٹھہرن تک بمقدار آٹھ فیٹ کے ہو کرتی ہے اور اسقدر رستہ میں اور بھی بہت سے ندیاں کہ سلیمان مختلف مقامات سے نکلکے ہیں آتی ہیں جیسے دریائے گرم نبوں کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اسمین داخل ہوتا ہے اور ایک وز دریا بڑا عین و چوڑا جگہ بانی نہایت صاف ہو مغرب کے طرف سے اگر اسمین شامل ہوتا ہے علیٰ نہ القیاس دریا چوڑا و دریا ہواں بھی بائیں کنارے یعنی مشرق کے سمت سے اگر اسمین گرتے ہیں اور بہت ندیاں ایسی بھی ہیں جگہ بانی طینانی کے وقت اس دریا تک پہنچا ہی نہیں سردی میں وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہو جاتی ہیں کالا باغ و کوٹ ٹھہرن کے درمیان بڑا رستہ میں سب بہت چوڑی ہوتی دریا کے بارش کے پانی کے طینانی سے کم ہوتی ہے مگر کالا باغ سے اوپر جہاں جہاں اسکا رستہ تنگ ہو وہاں البتہ بارش کے پانی کے داخل ہونے کے سبب آٹھ یا نو فیٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہو جاتا ہے کوٹ ٹھہرن اور ہسکر کے درمیان طینانی کے وقت پانی اسکا مغربی کنارہ سے اوچل کر ملکوں میں بہل جاتا ہے اور تیس میل تک اس پانی ہی پانی نظر آتا ہے اور وقت کوٹ ٹھہرن کے پچیس میل چوڑا اور انکیو چاسی فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے دو یا تین میل نیچے کوٹ ٹھہرن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریا سے نیچے ذریعے تلج و بناس وادی و چناب جہلم پانچم ملے ہوئے دریا مشرقی کنارے کے طرف سے اسمین اگر شامل ہوتا ہے اس جگہ کوٹ ٹھہرن کے گدی ہی اختیار خان ماتحت یاست بھاو لپورا و ز دوسرے طرف نقبہ راجن پورا آباد ہے یہ شمول کا مقام سمندر کے دمانہ تک چار سو نوے میل کا رستہ ہے دریا سے نیچے ذریعے شمول سے اول اگرچہ سندھ زیادہ چوڑا ہے مگر سندھ میں گہرائی تیزی رفتار اور بانی زیادہ ہے بعد شمول کے دریا کم سے کم دو ہزار چوڑا یا سو میل ہنڈاؤ میں ہو جاتا ہے اور جگہ کنارے اسکے بہت بہت ہیں اور بانی میلاد گدرا خاک آئینہ ہے کوٹ ٹھہرن کے پاس سبب تپتی کنارہ دن کے پانی سندھ کا پہل کر شکار پور تک پہنچ جاتا ہے روڑی شہر کے نیچے جا کر یہ دریا کوہ سنگ حقیق کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور یہ وہ جگہ ہے جو مقام کج گندھاؤ سے شروع ہو کر سرزمین مشرقی علاقہ جیلہ تک پہنچتا ہے اور پہلے علاقے پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے یہ دریا مشرق کے طرف رخ کر کر کوہ چٹائی کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اس تمام ہموار ملک کے سیراب کرتا تھا مگر اب جب ہوا و سطر سورخ دریا کا بہت گیا ہے تمام ملک ویران ہو کر جنگل بن گیا اس چٹائی بھاڑ کے اندر صرف یہ دریا سندھ ہی جاری نہیں ہے بلکہ چند میل شرق کی طرف جھک کر روڑی کے اوپر کچھ کم فاصلے پر ایک درندہ ایسی بھاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی پراپی و موچی میں چوڑا دیوں سے زیادہ اور وہ ندی بھاڑ کے اندر جنوب شرق کی طرف بہتی ہوئی جنگلوں اور ریگستانوں میں بہل کر ختم

ہو جاتی ہے اور بارش کے موسم میں جھنڈی بھی طغیانی میں آکر اور سمندر کے طرف مایل ہو کر کورچی کے مقام تک پہنچ جاتی ہے شہر و ڈھکی کے پاس چار خبری چوٹے چوٹے ہیں ٹراخمن ہیکر ہے اور قلعہ ہیکر عین دریائے اندر بنایا ہوا ہے قلعہ کے پاس ہونچک دریا و شاخون میں تقسیم ہو جاتا ہے اور دونوں شاخیں قلعہ کو احاطہ کئے ہوئے چلتے ہیں قلعہ سے آگے ہلکے بھر وہ دونوں شاخیں ایک ہو جاتے ہیں ہیکر کے قلعہ سے سچا سیل آگے ہلکے مغربی نالہ جو ایک بڑی شاخ سندھ کی ہے اس سے علیحدہ ہو کر اور انیسویں سیل ہلکا اوس موقع پر کہ چار سیل سہوان کے جنوب مشرق کو ہے پھر اسی دریا میں مل جاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک بڑی جھیل مانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی نالہ سے اس میں پانی ہوتا ہے مانچر کی جھیل تیس سیل سے لیکر سچا سیل تک دور ہے بلکہ طغیانی کے وقت سچا سیل سے بھی زیادہ دور اور اسکا ہوتا ہے اور حقد رخصہ زمین کا دریا سندھ اور مانچر جھیل کے درمیان ہے اسکو اڑھل کہتے ہیں سہوان کے مقام آگے ہلکا استقامت تک شاخ دریا فوہیلی کی سندھ سے جدا ہوتی ہے انسی میل کا فاصلہ ہے وہاں دریا منچر اپنے کناروں سے بہت ٹپکتا ہے سولہ سے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہیں اسکا کے حصہ میں طغیانی کا پانی بہت کم پاتا ہے اور زمیندار دن کی زمینیں دریائے پانی سے سیراب نہیں ہوتیں ذرا اعتون کو پانی کنوئیں کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ شاخ فوہیلی کی ایک بڑی شاخ سندھ کے مشرقی کنارے بارہ سیل شہر حیدر آباد سے سمب شمال نکلتا کہ گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو بہتی ہے اور اسی بھاڑ کے اوپر شہر حیدر آباد آباد ہے وہاں پر وہ شاخ مغرب کے سمت کو رخ کر کر بعد ملے کرنے مسافت پندرہ سیل کے بڑے دریا سے بمقام ترکل جاملتی ہے اس شاخ کا نام فوہیلی اوس مقام پر ہے جہاں بھیہ دریا سے علیحدہ ہوتی ہے آگے کچھ تھوڑا سا راستہ جنوب مشرق کو ہلکا اسکو گونی کے نام سے پکارتے ہیں طغیانی کے وقت بہت سا پانی دریائے فران کا بھی فوہیلی کے شاخ میں آ پڑتا ہے اور وہ پانی دمانہ کورمی تک پہنچ کر سمندر میں جا کر تپے دمانہ کورمی کے مقام کو حلیم سمندر بھی کہتے ہیں کیونکہ اسکا پانی سمندر کی طرح بالکل کھارہ ہے جب کہیں بہت سی طغیانی سندھ میں ہوتی ہے تو شاخ فوہیلی اور سندھ آپس میں ملکر ایک ہو جاتے ہیں تیس میل سندھ سے درے دریا سندھ سات میل جوڑا ادنیس فیٹ عمیق ٹپے دمانہ کے اندر ہوتا ہے سندھ کے شاخون سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو تیری کہتے ہیں اور وہ بمقام بناسی دریا سے نکلتا اور چالیس میل کا راستہ طر کر حیدر آباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اس میں جہاز بھی چلائی جاتے ہیں پھر شاخ سیر کے دمانہ کے راستے سمندر میں جا گرتی ہے دمانہ کے متصل بھیہ شاخ و سیل جوڑی اور چھوڑی لیکر بارہ فیٹ تک گہری ہے سیر کا دمانہ کورمی کے دمانہ کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے۔ شہر ٹپے

سے بفاصلہ چوبیس میل کے ایک درشاخ گلیری نام کی مغربی یا دہنے کنارے سندھ سے نکلتی ہے اگر بانی اسکا بھارت  
اور ریگستان میں جنوب بنو تا تو شہر ٹٹہ کو یہ ہمیشہ جزیرہ بنائی رکھتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت مجھ شہر کو احاطہ  
کر لیتی ہے شہر ٹٹہ سے پانچ میل اور سمندر سے ساٹھ میل در و شاخیں سندھ سے نکلتی ہیں اور ان میں سے ایک  
کا نام گھاٹ ہے جو مغرب کے طرف بہتی ہے اور دوسرے کا نام ساتا ہے جو دریاے سندھ کا پرانا راستہ لیکر جنوب  
کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوتی ہے۔ مول اور موتی اور دشاخیں سندھ سے نکلتی ہیں  
کے شرق کے طرف کو چلتی ہیں اگر جاب وہ خشک ہیں مگر دمانہ او مگر قائم ہیں اور دونوں میں سے  
مول کا دمانہ بہت چڑا ہے کہا سیر کے دمانہ کے مغرب کے طرف جاری ہے اور کو موتی کا دمانہ بھی  
کہتے ہیں اسکے بعد پندرہ میل مغرب کے طرف دمانہ کو کی دائری ہے مگر اب باعث کثرت ریک کے بند ہو گیا  
اجرا کے وقت ایک ہزار ایک سو چوڑا تھا دمانہ ساتا کا پانی طغیانی کے وقت دمانہ گیدی دائری میں بھی جا کر  
گرتا ہے جو ایک در دمانہ مغربی سمت کو ہے یہ دمانہ ٹٹہ نام کے طغیانی کے وقت تبدیل ہو گیا تھا اس  
شاخ میں بوقت طغیانی بانی بقدر آٹھ فیٹ کے ہو جاتا ہے شمال مغرب کے کنارے کے پاس اسکا دمانہ بھی  
ہے اسکے پاس ایک در دمانہ جو ایک ہے جو باگ میں جا کر گرتا ہے اور چوڑا اسقدر ہے کہ طغیانی کے وقت  
اس میں جہاز رانی ہوتی ہے حماری وجوہ دمانہ بوسم سرما پایا ہوتے ہیں سوائے او مگر شاخ و بار  
گورانی در شاخیں سندھ کے ملکر ایک در دمانہ علیحدہ بنتا ہے اسکے پرے دمانہ گدی اور اسکے بعد  
دمانہ پستی کے شہر بھی پستی دمانہ بہت چوڑا اور گہرا سندھ کی عمدہ دمانوں سے مشہور ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ سے کراچی  
کے طرف آمد رفت ہوتی ہے اور دفانی جہاز چلتی ہیں کوڑی دمانہ کے جنوب مشرقی گوشہ لیکر گدی کے شمال مشرقی  
گوشہ تک ایک سو تیس میل کا فاصلہ درمیان ہے اس فاصلے میں بہت سی اور بھی چوٹی اذیان در شاخیں و دمانے  
جاری ہیں جنکا شمار کرنا فضول ہے سردی کے موسم میں تو سندھ کا پانی سمندر میں ایک لہ در شاخ کے ذریعہ سے  
گرتا ہے طغیانی میں بہت لہے اور شاخیں جاری ہو جاتے ہیں دمانہ ساتا جکوبیکا و دنیانی بھی ولتے ہیں  
سوی کے موسم میں بھی جاری ہوتا ہے سمندر کے شمال کے وقت مجھ دریا بڑا زور شور کرتا ہے ساگر دمانہ کے رشتہ میں ایک بہت  
طرز سے اکثر اوقات جہاز رگ میں نہیں جاتا ہے شہر دمانہ کے خلیج کے ذریعہ سے پانی کا سمندر میں جاتا ہے جو  
چوٹے دمانوں کے کل تیرہ شمار ہوئے ہیں پہلا کوڑی دوسرا سیر تیر مول چوتھا کاپاچوان کو کی دائری  
چھٹا گدی دائری ساتواں جہازری آٹواں چواٹواں دیاہ و سوان پنیانی گیارہواں کندی بارہواں  
پتہ تیرہواں گدی اس دریا کے اندر جب سمندر کے جوش اور اچھلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹٹہ  
جو سمندر سے تیس میل ہے پہنچ جاتا ہے اور سندھ کے کل دمانوں اور شاخوں سے کو سون تک زمینیں



سپر بھرتی میں اور جہان جہان تک طغیانی کا پانی نہیں ہو سچا دمان کے زمیڈار بڑے شاخون سے اور خلیج  
 کہوڈ کر اپنے اپنے مقبوضوں اور آبادیوں کے طرف لیجاتے ہیں سمندر سے بس سیل وری طغیانی کے وقت  
 سندھ کا پانی اُتھ کر پہلتا ہے کہ چاروں طرف زمین پانی سے ڈبکی ہوئی نظر آتی ہے مگر پانی سیلا اور خاک  
 ہوتا ہے بلکہ دانا یاں فرنگ نے جو پانی سے مٹی کو الگ کر کر اندازہ کیا تو دوحصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی  
 اور طغیانی کے سات مہینوں میں اس قدر مٹی ایسے پانی میں لکڑا آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک تیاخڑ پیلو  
 سیل لینا اور ساٹھ میل چوڑا اور چالیس فٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جسم ہو کر  
 نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اور سن میں کے اندر بہت سی گلی شری لکڑیاں و درخت وغیرہ جن میں جو دو  
 و دوسرے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہیں باقی جاتی ہیں اس دریا کے طغیانی کے پانی میں اگر خاک ملی ہوگی  
 نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیریں ذائقہ دار و باضم ہو تا ہے۔ اس دریا میں بڑی بڑی مچھلیاں مگر مچھ  
 نہنگ بے شمار قطار در قطار ہیں جب مچھلیاں کناروں پر آتی ہیں تو دوسرے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اور  
 مچھلیوں میں سزارون قسم میں جگے سنگردن نام ہیں اور جن سے بولہ مچھلی عمدہ و پر ذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر  
 لاکھوں میں بکڑ کر اور خشک کر کر جتے ہیں بڑی اعلیٰ سوداگری سندھ کے ملک میں اوسی مچھلی کے گوشت کی  
 جسکو سوداگر دور تک لیجاتے ہیں کشتیاں و ملاح اس دریا پر بشار میں ملکہ ملاح اور جن کشتیوں کو اپنا گھر قصو  
 کر کر ہمیشہ اونی میں رہتے ہیں ہر ایک آدمی اسکا کتیرنا جانتا ہے اور سرزمین چترے کی بہت تمیزی کے  
 ساتھ جلاتے ہیں کشتیوں میں صرف مال لاداجاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیوں کے محتاج نہیں ہیں  
 خود تیر کر یا سرنات کے ذریعے سے اور جاتے ہیں پلے گہاس اور لکڑی کے بھی بہت لوگ گادیا پر آدفت  
 کرتے ہیں کشتیوں کے اقسام میں سے ایک قسم کی کشتی دوند اہوتی ہے جو پندرہ سو میں تک لوہہ اٹھا سکتی  
 امیرون کی سیر کے کشتیاں بہت بہت عمدہ و خوشنما ہیں۔ ہوتی ہوتی ہیں۔ ٹوگانام ایک قسم کی کشتی اور  
 پر مقام کالا باغ چلتی ہے جو دریا کی تیز روی میں بہت کام دیتی ہے کسی غرق نہیں ہوتی بڑے پانی میں  
 بہت چلتی ہے اور کم پانی میں کام نہیں دیتی سرکار انگریزی کے عہدار بھی اس دریا پر جہاز رانی  
 ہوتی ہے بلکہ اب جہاز چلتا ہے اور جہازوں کے ذریعے سے لاکھوں دیہیوں کا مال تجارت کا بلو  
 قندار و ترکستان کو جاتا ہے اور ادوسرکا مال مندوسند کو آتا ہے اور محض تجارت کی ترقی کے واسطے  
 سرکار نے مقام کر ایچی دسکھ وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہیں لبان قابل جہاز رانی اس دریا کا سمندر  
 سے لیکر اٹک تک نو سو بالیس میل ہے اور اوپر کا حصہ خیمہ سے لیکر اٹک تک آٹھ سو ساٹھ میل کا ہے اس  
 حصے سے اکیڑا آٹھ سو دو میل کل طول اس دریا کا خیمہ سے سمندر تک جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت

راستہ بندہ کا ایک ہزار آٹھ سو چودہ میل شمار کرتے ہیں اور ان دونوں شہر میں کل بارہ میل کا فرق ہے۔ شب  
 اس کے ایک چشمہ سے لیکر اٹک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فٹ اور اٹک سے لیکر کالا باغ تک ہفتا صد اسی سو فٹ  
 فی میل میں اسچہ بھر کا لا باغ سے کوٹ مٹھن تک ہفتا صد تین سو چوبیس میل فی میل آٹھ انچہ بھر دہانے  
 سمندر کے ڈانڈ تک نے میل چھہ انچہ ہے اور یہ دریا ٹبر بھاری دریا منڈ کے دریاؤں سے ہے بلکہ  
 منڈ کی سرزمین میں سو اسی تین دریاؤں کے اور کوئی بڑا دریا نہیں آؤں دریا سے برہم پوتر و دوسرے لگا  
 تیرا بندہ اور سو اسی کے اور حقد دریا میں وہ سمندر تک نہیں پہنچے انہیں کے اندر داخل ہو جاتے  
 ہیں۔ ہندوؤں کے مذہب میں پہلے اس دریا سے اترنے کی سخت ممانعت تھی مگر اب وہ ممانعت ختم ہو  
 ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ دریا بھی ایک ریامجلہ پانچ لگا کے ہے اس طرح کہ جب سری لگا جی سمیر رہے  
 نیچے اتریں تو پانچ دھار یعنی پانچ شاخیں ہو گئیں اور وہ پانچوں ٹکڑے پانچ جگہ پانچ لگا نکلی جاتی  
 ہوئی پہلی لگا دریا سے بھاگتی دوسری وہ ندی جو انکا پوری کے نیچے ملتی ہوئی سری بدرمی ناٹھ  
 تک پہنچتی ہے اور اٹک نڈا او سکنا نام ہے تیسری دھار اگو اور می چوٹی دھار کہہ کے مقام پر  
 نڈا کنی پانچ سو سہ ہندو ندی یعنی بھی پنج دریا لگا کی شاخیں ہندوؤں کے مذہب میں گنی جاتی ہیں اور چھی  
 خاص لگاندی ہے سو بھیہ بات قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ یہ پانچوں دریا لگا سے نہیں نکلتے بلکہ منج لگے  
 الگ الگ ہیں اور لگا سے درود و رفاصلے پڑتے ہیں۔ چونکہ اس دریا کی طیفانی کے وقت مینجی و  
 تندی پر آبی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں اور مسافروں و تجارتی کے جان و مال کا  
 اندیشہ ہوتا تھا اسلئے سرکار انگریزی نے منظر فائدہ عام بھیہ تجویز کی کہ اٹک کے پاس اس دریا کے نیچے جھاڑو  
 کہو در راستہ آمد و رفت کا بطور سرنگ لاجا دی استعداد کہ عام و خاص سوار و پیادہ گاڑی جھکاؤ اس سے  
 آسانی پار ہو سکے بھیہ کام کہو دای کا ایک مدت تک جاری رہا ہٹو اس کام باقی تھا کہ سب ٹکٹ نے  
 پانی وغیرہ چند امور مواعظ کے ماہ نومبر ۱۸۳۷ء میں بھیہ کام ملتوی ہو گیا اور وقت منجلہ ایک ہزار پانچ سو پانچ  
 فٹ کے دوسو چوبیس فٹ کہو دای باقی رہ گئی تھی چوتھی برس ۱۸۳۷ء میں بھیہ کہو دنا اس کا شروع  
 تاکہ جو بہتہ استھان تاننا منظور ہے وہ پورا ہو جاوے پہلے مغرب کے طرف جو کنوئیں تھے انہیں سے پانی نکالا گیا  
 بعد ازاں کہو دای شروع ہوئی مگر وہ کام بہم نہ ہو سکا اور بند ہو گیا اب مل ٹکے اوتارنے کے لئے تجویز  
 ہو رہی ہیں۔ اس دریا کی ذخا دی و مواعظی و پانی کے نیچے مختلف اوقات میں ٹبر و ٹبر و صد مات غرق  
 ہو جانے کی شوق وغیرہ کے لوگوں پر عاید ہوتے رہے ہیں بلکہ ۱۸۹۹ء کو جتنی عہد سلطنت جہاڑا شہر لگا میں  
 ایک ایسی قحط اس دریا کے سبب لوگوں پر نازل ہوئی کہ اب تک وہ صدہ لوگوں کے دلوں سے فرائوش

نہیں ہو انجل حال در کا بیچہ ہے کہ سال سمت مذکور میں پھیلا رہتہ اس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہو کر پانی کا آنا بالکل بند ہو گیا اور کئی جیسے تک دریا کا اجر اندر نہ ایک مدت کے بعد یکایک ایک روز پھر دریا رہے کے وقت ایک سیاہ بادل سا آسمان کے برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگوں کو نظر آیا لوگوں نے جانا کہ شاید یہ آندھری ہے جب وہ نزدیک ہو چکا تو اسکے زور شور سے زمین میں زلزلہ ماسخودا ہو معلوم ہوا کہ بیچہ بندہ کا پانی آتا ہے ہر چند لوگ بھاگے اور اپنے اپنے مکانوں و درختوں پر چڑھ گئے مگر وہ کب بھاگنے دیتا تھا پانچ پانچ کوس تک دو نو کناروں کے آدمیوں کو اس نے آنا فنا ہو کر ماکے طرح پھیٹ کر اپنے میں لے لیا ہزاروں بقیان لاکھوں انسان مویشی غریب بچہ فنا ہو گئے اور سیکنڈوں میں بے باغوں مکانوں و قلعوں کا غرقاب ہو کر نشان تک باقی نہ رہا سو قوت پانی دریا کا قلعہ الٹا کے ادھی دیوار تک چڑھ گیا تھا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر تھی اس نے ایک شخص بے بسی تیرے روز پانی کے اترنے کے بعد وہ لوگ جو اپنے درختوں اور مکانوں پر چڑھ گئے ہوئے تھے نیم پانی کے حالت میں تیرے

## پنجاب کے پانچوں ابواب اور انکی عرض و طول وغیرہ ضروری حالات ذکر

پنجاب کا ملک چھ دریاؤں کے جاری ہونے کے سبب پانچ حصوں میں منقسم ہو گیا ہے جبکہ وہ اب بہتوں میں اور ہر ایک نے وہ اب کا الگ نام ہے جنکا ذکر ذیل میں درج ہو گا بیچہ پانچوں دریا بہ نہایت سیراب سرسبز اور بڑے بڑے شہر اور قصبے وغیرہ آباد ہیں آج ہوا اسلک کی شکل ہے رہنے والے ہر ایک وہ اب کے فریب صنع خوش لباس خوشگو ہیں سو اسے سکھان پانچہ کے جنکا ذکر آگے بیان ہو گا فقط - + -

**پھلا دوا بہ بہت جالہر** یہ دریا بہ چاروں دریاؤں سے چھوٹا ہے مگر آبادی و کثرت زراعت میں سب پر فوق رکھتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی اسقدر ہے کہ زمیندار کو خشکالی میں بھی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور شیکر مہ بکثرت پیدا ہوتا ہے شکر کی پیدائش کا مدد و حساب نہیں ہے گوڑا اس دریا کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت دور دور تک جاتا ہے نہرین قدیمی چٹنیں اس میں جاری ہیں جو سب بارش کے موسم میں جلتی ہیں اور نہرین میں سیاہ سفید ہیشہ جاری رہتی ہیں بیچہ دوا بہ طول میں اڑسٹھ کوس عرض میں پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث مختلف الاضلاع شمار کی گئی ہے اور بہ نسبت شکر کے دریا کے باس نہ زیادہ تر اسکو ٹال ہے بھاٹکے اندر اس دریا میں راجہ منڈی و چنبہ و سیبہ وغیرہ مالکان با اختیار حکومت کرتے ہیں کل سطح اسکا تین سو چوبیس

برج ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے تلج دیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دوابت بولتے ہیں یعنی  
 بے دیاس کے اور جس دت تلج کا ملا کر بت نام رکھ دیا اور چھ نام بعد شائشاہ اکبر قرار پایا تھا راجہ جود  
 پانڈو کے عہد میں نام اس دوابہ کار اکشن ویش تھا زمین بارانی و بھری و جامی اسمین ملی ہوئی ہے۔  
**دوابہ باری** چھ دوابہ پنجاب کے دو ابون سے دوسرا دوابہ ہے جسکا سطح دریائے بیاسا و گھا  
 راوی کے درمیان ہے حرف اب اولف بیاسا کا اور ری راوی کی لیکر اسکا نام باری رکھا گیا جاردن  
 دو ابون سے یہ بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دو طرف سترنگا در بچین فراغ زمین اسکی دوابہ  
 بست بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط میں پتالیس میل ہے ذرا عتین بھری باری  
 و جامی اسمین بہت ہوتے ہیں پہلے سرزمین مانجہ کی جو اسکے شرقی و جنوبی حصہ میں واقع ہے محض کم آب تو  
 خشک سالی میں گمانشک پیدا نہیں ہوتا تھا ایشا بھرا اگر زمینی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ دیراب  
 ہو گیا ہے لاکھوں من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہروں لامور و امرتسر و قصور و ملتان وغیرہ  
 کی اسمین بہت سی آب دہوا اسکی معتدل ہے جنگل ویرانہ و رنگستان بھی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہیں۔  
**دوابہ رجناب** چھ دوابہ پنجاب کے پانچون سے دوابہ ہے دریائے راوی اور جناب  
 درمیان واقع ہے راوی کی جناب کے نام کے ساتھ ملا کر نام اسکا رجناب رکھا گیا طول اسکا دوسو اسی  
 کوس اور عرض اگرچہ مختلف ہو کہ وسط میں شاہ درے سے لیکر وزیر آباد تک عتین کوس اسمین بڑا بارک  
 جگل ہے جسکو ساندل بار کہتے ہیں نالہ ڈیگ بھی اسمین گذرنا ہوا جاتا ہے ذرا عتین اسمین بارانی و سنگلا  
 و جامی ہوتے ہیں اکثر مقامات پر رنگستان بھی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بھی شل وزیر آباد و شاہدرہ  
 و شرفپور و شیخوپور وغیرہ اسمین بہت ہیں **دوابہ حج** یہ چھ دوابہ پنجاب کے دو ابون میں  
 دریائے جناب و جلم کے درمیان ہے حج جناب کی اور حج جلم کا ملا کر نام اسکا حج رکھ دیا گیا طول اسکا  
 ایک سو پینتھ میل اور عرض وسط میں تینتیس میل ہے زمین اسمین اکثر بارانی ہیں اور رہنروائے مسلمان سنی  
 مذہب میں دریائے ندیان اکثر چلتے ہیں گیتان بھی دریاؤں کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے۔  
**دوابہ سندھ** ساگر چھ پانچون دوابہ پنجاب کے دو ابون میں سے دریا جلم اور  
 کے درمیان واقع ہے اصل نام اسکا دوابہ بس ہے یعنی بے بہت سی جو اصل نام دریا جلم کا ہے  
 اور جس سندھ سے لیکر بس نام رکھا گیا اگر آب چھٹکے کہ انطیرف اسکے دریاے سندھ محیط ہے اسکو  
 کہتے ہیں طول اسکا شہر جلم سے اوس حد تک چنان چھ دو نو دریا اسمین ملتے ہیں دوسو بہتر کوس اور  
 عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جلم سے قلعہ انگ تک نو کوس ہے اور پندرہ او دن یا چھ حد تک

تک ساہیہ کوسل درخان گڑھ سے ڈیرہ غازیخان تک تیس کوس شمار میں آتا ہے اور انکی زمین کچھ کوہستان  
 و کچھ جنگل و ویرانہ اور کچھ ریگستان ہے جسکو تہل بولتے ہیں تلون کی زمین میں آبادی کم اور پانی بھی کمیاب ہے  
 بڑی بستیان کم اور چھوٹے چوٹے گاؤں بہت آباد ہیں مسلمان سنی مذہب بشمار بڑے بڑے شیعہ شیعہ جنگی نسل قلعہ  
 روہتاس وغیرہ اسی میں واقع ہیں ۔

### پانچویں تقسیم

پنجاب کے میدان کے قصبوں اور شہروں اور بڑی بستیوں  
 بستیوں کے حالات میں معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم  
 و جدید و باغات و قلعجات جو ان شہروں سے متعلق ہیں

سلم دریا سے جہاں دکن پنجاب کے حد میں داخل ہوں تو پہلا بڑا شہر شہر حالند ہے ہر جہہ شہر بہت  
 پرانا ہے اسکا ابتدا سے مال بخوبی دریافت نہیں ہو سکا کہ آیا اسکو پہلی بار کس نے آباد کیا مگر اسقدر دریافت  
 ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں ماسیکا ملک ہر تھا پھر ویران ہو گیا مسئلہ بکراہیتی میں جالند سرنام جو کی نے  
 اسکو بھیر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت بھیر ویران ہوا اور صد سال اور چار سال سات سو اکیس  
 ہجری میں معبد ابوبکر شاہ بن طغر خان بن فیروز شاہ باریک بن ناصر الدین ایک امیر امرا تھی شاہی سے باغی  
 ہو کر اول حیدر کے کانگرہ کے قلعہ میں پناہ بھیر بہار دن سے نکل کر اسجگہ آئے سکونت اختیار کی اور پرانے  
 قلعہ کو مرمت کرایا لوگوں کو بلا ملا کر اس میں بسایا اسوقت کی آبادی کے بعد شاہی فوجدار یہاں پہنچا  
 ۲۱ ہجری میں بھیر دوا بہ ملک طحا کو جاگیر میں ملا اوئے بھی اسکی آبادی میں کوشش کی جب بھول  
 لودھی سلطنت کے حصول سے اول ناظم پنجاب بنا تو اسکی توجہ بھی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور اس  
 قوم کی بستیان اسے آباد کر اکر انکو اسکا مالک بنا دیا بڑی بڑی سبختہ ہمارتین بنو امین جلیون شاہ  
 کے عہد میں قصبہ سجواڑہ حاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ بھی کر شیر شاہ و اسلام شاہ کے وقت  
 بھیر آبادی اسکی بڑھ گئی اور جالند سر کے شہان امیر الامرا و صاحب گیر و علم و تقارہ ہوئی جاسچا کوٹ  
 قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب میں رشیم کاشجار لگا دی بھی شہر قرار پایا ہے اب تک ستور آباد ملاحا ہے  
 چٹائی سلطنت کے ضعف کے وقت جب سکھوں کی غارت شروع ہوئی تو انہوں نے دو مرتبہ اسکو ڈرا  
 تھیں مرتبہ دیکھتے تھے اسکا محاصرہ کیا اور یہ سنگ لگے قابض ہے اسکا قصبہ چوڑا یا تو اسکی فوج نے



خود رہ کر مباحہ رنجیت سنگھ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر اس میں ہو گیا چار طرف شہر کے پختہ شہر بنا دیا ہے مگر  
اب بہت مقامات ہو کر کچی دیواری بنی ہے اور اصلی شہر کے گرد گودھیاں بنی ہیں۔ بقیان اور کوٹ قصبہ  
آباد ہیں گردنواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنہیں طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں اور  
کی پیدایش اس قدر کثرت کہ ساتھ ہے کہ ہزاروں درخت آبنوں کے بھار کے موسم میں ہر بار ہوجی ہوئی  
فطر آتے ہیں انگو بھیان کا تمام پنجاب کے ملک سے اچھا ہوتا ہے پرانی عمارتیں مسجدوں اور مقبروں کی  
شہر کے باہر تین ہزار میں شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا بڑا نامور مقام ہے اور سید عالم الدین  
میشی کا فراد ہے مشہور و معروف جو شہر بنا دے باہر دین شٹاف صاحب ماکم ضلع نے ایک نیا بازار  
پختہ کیا قطع ہوا تھا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہیں ملتی چاروں طرف شہر سے ایک  
چوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سرستی بولتے ہیں ملک میں کثیرین اور قافلو گزرنے کی ہے اور زمین  
بعض مند و اور بعض مسلمان ہیں باشندے یہاں کے کثیر تری ہندو اور بڑے مسلمان چٹان وغیرہ ہیں اور  
کل شہر کی قریب پچاس ہزار کی مردم شماری ہے دو ارب ربت کے عین وسط میں یہ شہر آباد ہے دریائے  
بیاس یہاں سے جس کو س اور سلجم بھیس کوں پر بہتا ہے اس میں کشترو ڈھکی کشترو دونو اجلاس کرتے ہیں کچھ  
کے ماتحت تین ضلع جالندہر ہوشیار پور کانگرہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلیں جالندہر فلورنکو دور توکان  
ہیں کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ اسکے کل ضلع میں سات لاکھ ایک ہزار  
تین سو چھاسی آدمی رہتے ہیں اور جنوری ۱۸۸۷ء میں جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنج لاکھ  
سجاسی وسط فی سال زیادہ نکلی اور پانچو اٹھانوین آدمی فی میل شمار میں آئی **فلورنکو** یہ ایک قصبہ  
جالندہر و آب کی سر زمین میں لدھیانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کوسات میل کے فاصلہ پر دریائے ستلج  
کے دینے کنارے کے اور آباد ہے اسکے پاس سلجم کا شاہ گزر ہے جہاں مل کشتیوں کا بندھا رہتا ہے اور  
شاہ شکر جو ہندوستان سے پنجاب آتی ہے اسکے اوپر سے گذرتی ہے یہ شہر بہت بڑا اور پختہ بنا ہوا  
بادشاہوں کے وقت اسکی آبادی بہت بار دن تھی گو سکھوں کے وقت پہ در پے غارت ہونے کے سبب سے  
اور بڑ گیا صاحبان انگریز اور رنجیت سنگھ کے ملک کی تہمین حد و بندی ہو کر قلعہ نیری فرج کو دھسا نہ  
کی چاوانی میں ہو گئی تو رنجیت سنگھ نے بھی اپنی فرج ملک میں بھیان نامور کی اور قدیمی سرائی آباد  
میت شکر و مضبوط یہاں بنی ہوئی تھی اور سکھ قلعہ بقدر کر چاروں طرف اسکے خندق کھودوا کر اور  
خیر و مہر کی توہین سامان جنگ اور میں چھایا اور دھند سے وہ سرائی فلور کا قلعہ بنا اور سب سے پہلو  
نوح کے شہر و بار آباد ہو گیا اب بھی اس قلعہ میں انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی

دوریل کے اندر ہے جب غلیانی ہوتی ہے تو چاروں طرف قلعہ کے پانی بھر جاتا ہے اس شہر میں بڑا بازار اس تجارت میں ایک طرح کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ٹپی کشنر جالندہر کے بھان کی کھری کرتا ہے نقد۔

**نواں شہر** جالندہر دو آب کے اندر ہے ایک قصبہ دریائے ستلج سے مغرب کے سمت تھو بفاصلہ سندرہ سال لاہور سے سمت جنوب شرق اکیسویں میل آباد ہے آبادی اس قصبہ کی چند ان پرانی نہیں ہے شہنشاہ اکبر کے وقت بسا سکے کہ یہ سرزمین نہایت سرسبز و خوشنما و سیراب تھی بادشاہی فوج کی جہادنی بھان مقرر ہوئی اور جو جو لوگ کہ فوج سے علاوہ رکھتے تھے انہوں نے بھان آکر بود و باش مقرر کی چند سال میں یہ ایک قصبہ آباد ہو گیا لیکن کوئی نام اسکا مقرر نہ ہوا صرف بسبب نئی آبادی کے لوگ اسکو نواں شہر کہتے تھے آخر رفتہ رفتہ بھان تمام قرار پا گیا سلطنت غنائی کے قیام تک اسکی آبادی دن بدن ترقی پر تھی اور بڑے بڑے نچتہ عالیشان مکانات تعمیر ہوئے تھے جب سکندر شاہی کا زمانہ آیا تو انہوں نے بہت مرتبہ دل کھول کھول کر اسکو لوٹا آخر چپ بخت سنگہ کے وقت اسن ہو کر دیوان محکمہ خد ناظم و دابہ کابنا تو اسنو بھان بھنا شروع کیا اس کے توجہ سے دوبار اس میں دفن ہوئی اس کے بوائے ہوئے باغ و جویاں و تالاب اب بھی بھان موجود اور پرانی عمارتیں کھنڈرات بھی بہت نظر آتے ہیں اس شہر میں ایک سید بازار ایک سرے سے دوسرے سرے تک نچتہ بنا ہوا ہے اور عمارتیں بھی نچتہ و بار و فن اپنے اپنے مالدار ساتھ کار بھان و کانین کہتے ہیں تجارت بکثرت ہوتی ہے مسلمان کہتری برہمن ہر طرح کی قوم سکونت ہے گردنواح شہر کا آباد و زرخیز یافت بکثرت روٹی و غلہ و نشیکر بہت پیدا ہوتا ہے آٹے کے درخت بیشمار ہیں تحصیل کی کھری ماتحت صاحب ضلع جالندہر کے بھان ہوتی ہے قصبہ راہون بھان سے تین کوڑ اور جالندہر میں کوڑس ہے ضلع جالندہر میں تحصیل نکو در راہون نوشہرہ نہایت زرخیز زمین زراعت و مین بکثرت ہوتی ہے زمین چاہی و بارانی و دو قسم کی ہے اور خاص ضلع میں جالندہر خاص و فلور و کار پور و راہون دیکھو تحصیل و تحصیل نامی شہر میں جگہ حالات علیحدہ علیحدہ تحریر ہونگے ضلع میں ہندو مسلمان سب کے قومیں برہمن ہیں بڑی پیدائش عمدہ اس ضلع میں منگیکر کی ہے جگہ ہزاروں دن من گورنگر کہا جاتا ہے اپنی اور روٹی کا کثیر انجمنی قبیلہ بنایا ہے خصوصاً پارچہ گلبدن فودار ایسی عمدہ قسم کی دیشی شہر میں اگر لاہور و امرتسر کے ساتھ برابری ہو تا ضلع کے رہنے والے بہت رجا و وسط آسودہ مال ہیں اور ساکن ہیں زمین مزاج وہاں نواز ظالم طبع سادہ مزاج میں تجارت شکر تری کی بہت ہوتی ہے سرد و عورتیں لاہور سے نازک بدن ہوتی ہیں قلعہ بلہ ہونا اسکا کہ لوگوں کی تعریف ہو نکو در جالندہر دو آب کے بڑے قصبوں سے تحصیل کے منہ کنارے سے گارہ ساٹھا آکر اور لاہور سے ستر میل جنوب شرق کو آباد ہے اس میں آباد

حصہ درسا اور پختہ و خام غارات کے لیے ہوسے مکان میں تجارت بہت ہوتی ہے زمین متعلقہ اسکی بڑی زرغین وسیع ملک و سرسبز ہے دو فضیلین اعلیٰ ہوتی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بھی ملکیت ہے برگنہ اسکا علیحدہ ہے تحصیل دار باجی تختی صاحب جالندہر کے یہاں تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کر کے مشہور ہے اسکی آبادی بھی خوشنادر سرسبز ہے بھجان زمینداروں کے مالک ہیں کیوں کہ تحصیل جالندہر دو آب کی سرزمین میں ہے ایک قصبہ اٹھ میل بائیں کنارے دریا یو پیاس اوچتر میل جنوب مشرق شہر لاہور کے آباد ہے سابق میں شہر جھوٹا ساگانو برگنہ شیخ پور کے ماتحت تھا بعد ازاں نادر شاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر چھوے اور تختی سلطنت بالکل کمزور ہو گئی تو اسے ابراہیم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر قابض ہو گیا اور ابراہیم اس نے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اسکی ریاست بہت بڑھ گئی اور فتح کر کے وہ حاکم ہوا بناراجب آدینہ بیگ خان مر گیا تو آدینہ بیگ کے محکمہ کے اچھو اچھے ہلکار و امرا اسکے پاس آکر نوکر ہوئے اس سبب آبادی اسکی بڑھ گئی بعد ازاں جب سکھوں نے زور پکڑا اور جہا سنگھ بھلو والی نے اس دو آبہ میں ملک گیری کا ارادہ کیا تو ایرانی ابراہیم جے اس نے بڑے معرکے کر کے یہ قصبہ لے لیا اور بھجان ہی کو دوبار اختیار کی اور اسی کو اس نے دار الحکومت و دارالریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پھر فتح سنگھ بھلو والی نے زبیری عارقتین جلو خانے جو لیان باغات کو بھیان بھیان تعمیر کیں علی ہذا فیاس سرور منال سنگھ بھی اسکی بلو میں مصروف رہا اور اسی تمام کو دار الحکومت قائم رکھا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑھتی گئی اور ایک شہر بن گیا پھر راجہ رنیر سنگھ نے بھجان عارقتین عہد بنوائیں اور شہر کے بازار سیسے کرائی راجہ کے ہلکاروں کی بھی عایشان جولیان تعمیر ہوئیں اب کٹرک سنگھ اسکا بیٹا اس پر قابض ہے اور بسبب موجودگی فوج رئیس کے رونق و نامور بڑی بڑی سانبو کار مالدار تجارت بند و مسلمان وغیرہ میں دور دور سو داگر تجارت کا مال لیکر یہاں آتے ہیں۔ دریا بیاس یہاں سے سات کوس تلج سولہ کوس امت سر اٹھائیس کوس ہوشیار پور پچیس کوس ہے یہی ریاست پٹنور ہے یہ ریاست پنجاب کی ریاستوں میں سے بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ بزرگ اس میں کا اول ایک شخص بھاگوانام موضع آو ضلع لاہور میں رہتا تھا اور گدارہ معاش شراب فروشی کے کسب کرتا تھا اتفاقاً کانٹوں اور سکوفائدہ ہوا تو خاص لاہور میں بھل گج اگر اس نے دوکان جاری کی مگر یہاں بھی اسکو کچھ صورت فائدہ کی نظر نہ آئی اس واسطے اس نے وہ پیشہ چھوڑ دیا اور پابل لیکر سکھ بنابھاگ سنگھ نام رکھا یا اور فیض اللہ پوریوں کو سکھوں کو کشل کے ساتھ ملکر غارت و تاراج میں مصروف بھاچا چونکہ پور سنگھ فیض اللہ پوریہ اسکی خدمات میں بہت راضی و مہربان تھا انکو بھاگ سنگھ کی بہانے جہا سنگھ کو اپنی پاس بھیجا حکم دیا اور اپنی ریاست کو کارخانہ میں اسکو بھی اختیار عنایت کیا اور سارے قتل کے سکھوں پر اسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان دوبار ریاست کا نام کر گیا تو جہا سنگھ اپنی ملکہ قلم کی اور سر ہند لکھ

جاگرتھر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راہی ابراہیم رئیس کو پرتھو کے ساتھ جنگ کر کر کل ملک اور اہلک اوس سدا  
 دایا اور علیحدہ اپنی ریاست قائم کر لی جب بانگہ مرگیا تو جہاں گدی نشین ہوا جہاں گدی کے بعد فتح گدی  
 ریاست حاصل کی اس سرے نے بہت گدی کے حکم سے پنجاب ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگھ کی  
 اندھا سے بہت راضی و خوشنود تھا فتح گدی کے چچے سردار خصال سنگھ گدی پر بیٹھا اسکے وقت میں امرتسر کا رانگری  
 اور سکھوں میں دریاہی تلج پر لڑا ایمان ہوئیں چونکہ سردار خصال سنگھ جانب دار سکھوں کا تھا اسلئے سرکار نے  
 حسب مشاوت اشتہار ۱۳۱۰-۱۳۱۱ء میں کل علاقہ اس ریاست کا جو تسلیم پار کے علاقہ میں تھا جمعی باپنج لاکھ  
 روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دوا بہ نسبت میں باپنج لاکھ روپیہ کا تھا دوا بہ نسبت رانہ ایک لاکھ تیس ہزار  
 روپیہ جو عرض نوکری از سر نوئے خطاب اعلیٰ سردار نہال سنگھ کے نام دیا گیا اور اراجہ نہال سنگھ کے قین بیٹے  
 تھے زو جہ اول سے رند میر سنگھ اور زو جہ ثانی سے کنور بکر مانگہ و سوچیت سنگھ اونکی نسبت راجہ نہال سنگھ نے  
 چھ روپیت نامہ اپنے حیات تک لکھ کر گورنمنٹ میں منظور کر لیا کہ میرے بعد بڑا بیٹا رند میر سنگھ گدی نشین  
 ہو اور تینوں بھائیوں کا بصورت صفائی کیجائی معاملہ رہے و دنہ ایک ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر جو ٹو دو  
 بھائیوں کو کل ریاست میں سے علیحدہ کر دی جارے جب راجہ نہال سنگھ مر گیا تو چھ روپیت کے بعد سوچیت سنگھ  
 نے اپنی جاگیر لگ کر الی گرجے صلح ہو کر کیجائی معاملہ ہو گیا دہلی کے صدر کے وقت اس میں نے ٹبر ہی ٹبری  
 خد متین ہر کار کی کہیں اسکے عیوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا اندر انہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا  
 خلعت ملا کہ ان سنگھ نے بھی باپنج ہزار روپیہ کا خلعت و بھادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ چھ روپیت نامہ میں راجہ  
 لکھنویا تو راجہ صاحب کو چھ روپیت دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری جمعی ایک لاکھ روپیہ کی نصف جمع روپیت  
 ہتر بار مرت ہو کر کہ ان سنگھ نے بھی باپنج ہزار روپیہ کا خلعت پایا اور ایک تعلقہ کی زمینداری منجلیہ پر گئے  
 اکوینیا لکھنویا راجہ روپیہ کی مالگداری کا ملا اپریل ۱۳۱۱ء میں بکر مان سنگھ کی بھی راجہ صاحب سے مل گئی اور دو  
 بھائیوں سوچیت سنگھ و بکر مان سنگھ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ میں درخواست دی اور گورنر  
 کے حضور سے چھ روپیت نامہ راجہ خصال سنگھ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اسکا اپیل راجہ صاحب  
 نے ولایت میں حضور ملک مندر دیا کیا و انہ نے حکم گورنر جنرل کا منوع ہوا و گدارہ و دو کا مقدر ہو کر علیحدگی  
 جاگیر کی موقوف رہی **پھر اثر** ۵ جلد ہر دو اب میں بھیہ ایک قبضہ دریاے تسلیم کے و متزکرا سے  
 پندرہ میل اور جو دہیل جالندہر سے سمت شرق آباد ہے بھیہ قبضہ بھت بار و تین نختہ عمارت کا سند و جانوں  
 کی دراشت میں ہے جو خجائی سلطنت کے متزل کے وقت صاحب کا و دھشت ہو گئے تھے جب فتح گدی ہوا و الیہ نے  
 اس پر کہ فتح گدی اتا اسے تھو قبضہ ہوا کیا تھا کہ انہ قبضہ کے سامو کار روپے احمد شاہ ابدالی کے

امراؤ سے براہ ورسم پیدا کر کے قصبہ کو غارت سے بچالیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہ سب سے  
 درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اس واسطے دور دور کے لوگ اس کی امید پر بھان آ رہے اور آبادی  
 بڑھ گئی جس سے برابر بھیہ زیر حکومت آج ابووالیہ کے ہے اور تحصیلدار راجہ کا بھان رہتا ہے بازار اسکا آباد  
 دیر تجارت ہی بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہیں سرزمین اسکی آباد و زرخیز و سیراب سی ہر  
 شہر کے تختہ باغات موجب وفق و زمینت اس قصبہ کے ہیں **مادی آباد** دہگوارہ کے پاس یہ قصبہ  
 بھی ایک وفق دار مکان ہے اسکی عمارت تختہ وعدہ بازار سے پٹان زمیندار وفق کی وراثت بھان  
 بیت **سرانور محل** جالندہر و آج کے علاقہ میں یہ قصبہ آیا دیکھا ہوا نور بھان بکر شاہ  
 جہانگیر کی بلکم کا ہے اور ایک تختہ ہر گئے تہر کی عمارت کی اونٹن بھان خواہی اگر جہاب سولی کی  
 عمارت گر گئی ہے مگر بقیا و سکا خود کیا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار میں ایسی کوئی اور عمارت  
 ہندک دسر زمین میں کم نہی ہوگی ملک ترا نشان چاکہ سٹ ایسی صنعت کے ساتھ تہرون کے اندر نقش  
 اور بل بنے گہرے میں نہ کہ کھنے والہ بصورت تصویر حیران رہ جاتا ہے سزای کے دروازے پر اسکی  
 تعمیر کے تاریخ کا بھیہ مصرع تحریر ہے **آباد شد ز نور بھان بلکم ابن سراے** ہسکھون کے قصبہ سے  
 پہلے محمود خان اجپوت بھان قابض تھا جب سکھ دخل ہوئے تو اونھون نے سراے کا قلعہ بنالیا پر جب  
 بخت سکھ نے قصبہ پایا تو اونے ہزار دن تہرون کی سلین سراے سے اوکڑو اگر امرتسر میں لگا لیں اور  
 رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت میں لگا لیں بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر جو تہر گئے گئے  
 ہیں وہ اسی سراے کی عمارت کے اوتر وائے گئے تھے عمارت اس قصبہ کی کچھ تختہ اور کچھ خام ہے لیکن  
 مطبوع مقام ہے بازار کشادہ بار وفق پر تجارت ہے اچھے اچھے مالدار دوکاندار دوکانین کرتے ہیں سردار  
 پر تالکے نور محلہ جاگیر دار بھان رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ ملوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر  
 زیارت گاہ ہے جسکی مشق سب خلق اللہ ہے **آدم پور** دو ابہ جالندہر ضلع جالندہر کے متعلق یہ ایک قصبہ  
 قصبہ اور آباد مقام ہے آدم پور اسلئے اسکا نام ہے کہ پہلے یہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا نواح اسکا بہت  
 سرسبز و شاداب ہے آج کے درخت بکثرت ہیں غلہ کی پیداوار بہت ہوتی ہے شہر میں اچھا بازار ہے تجارت  
 کی بھار ہے ہر ایک میندار با فراغت و مالدار ہے **شاہ کوٹ** یہ قصبہ دو ابہ جالندہر میں ایک نامی  
 مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہرون کی عمارت بہت خراب ہے بازار میں اگر کوئی  
 ہیں و تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بلیان** یہاں بھی جالندہر تحصیل نگور کے متعلق ہے  
 آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سرسبز و شادابی میں لگائی ہے عمارت اسکی تختہ اور خام ہے تجارت



مام ہے ساہوکار بہت مالدار دوکاندار ہیں **اولی** ضلع جالندہر رو ابہ جالندہر کے علاقہ میں ہے ایک قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے جو ٹاسا بازار ہے کوئی کوئی دوکاندار ہے غلہ کا بیوپاری جو ٹڈالہ علاقہ ضلع جالندہر تحصیل فلور میں ہے ایک شہورستی ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہیں کہ بوڈالہ اسکا نام کیوں رکھا گیا **قصبہ لومہان** یہ بھی ایک بڑی بستی جالندہر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی بڑی اور عمدہ بازار ہے **قصبہ سلطان پور** دو تنخان لودھی ناظم پنجاب نے یہ قصبہ حکم شاہ ابراہیم لودھی شاہ جہری میں علاقہ سرسبز و شاداب بنانے کے آباد کیا اور اپنے سنگار کھیلنے کیواسطہ شکار گاہ بنایا اور جب تک ہوا اس میں کئی اسکے مطبوع طبع ہوئی تو یہاں رہنے لگا اور دوسروں کو ان کو بلایا کہ جہان آباد کیا زبان اب بھی کثرت شکار کے سبب یہ قصبہ حاکم سندر ما اور آبادی اسکی بڑھتی چلی گئی اور رنگ نہ عالمگیر بادشاہ بھی شاہزادگی کے عالم میں مدت تک یہاں رہا آخر جب چٹائی سلطنت میں ضعف لگیا تو فتحنگاہ لہو و لہ نے اس پر قصبہ پاکر کپور تھلہ کے ریاست کے شامل کر لیا یہ قصبہ سکھوں کے غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا گیا اور بہت سا اچڑ گیا قدیمی مکانات اور پورانی کھنڈرات اس میں بہت ہیں اور ایک لارو انسر امر شاہی عمارت پنجتہ یہاں موجود ہے اور شمال کی طرف شہر کے روہین ہستی ہے دیامی تپاس اس قصبہ کے شمال کو حاصل ہے چم کروہ اور تلج صاحب خوسات کوس کے فاصلہ پر ہستی ہے **سیچو** لور یہ شہر اس کے زمانہ میں بڑا شہر تھا بلکہ دو اب بہت میں پرگنہ اسکا علیحدہ تھا اس شہر کے حاکم کی تمام دواہ پر حکومت ہوتی تھی سکھوں کے تاراج سے یہاں سے اچڑ گیا اور کچھ لوگ یہاں سے اوٹھ کر کپور تھلہ میں آباد ہو گئے اب ٹھوڑی سی آبادی باقی ہے باقی مکانات سب مار ہوئی ہوئی موجود ہیں **ملوٹڈمی** **راے سلطان** یہ قصبہ پہلے چوٹاگانو تھا جب اس کا نو کے رہنے والوں سے چودہری قادر بخش فتحنگاہ لہو والیہ کا دیوان بنا اسکی آبادی کو بڑھایا چوٹاگانو مسجد میں تختہ تعمیر کیں شہر نہایت خوبصورت قصبہ کے چاروں طرف بنوا کر اور قصبوں کے لوگوں کو بلوا کر آباد کیا اس وقت سے آبادی اسکی بڑھ گئی اور ایک اچھا قصبہ بن گیا **موشیار پور** دو اب بہت جالندہر میں ہے ایک قصبہ ادس شرک پرچو لہو سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے پچانوین میل شرق کے طرف آباد ہے چٹائی سلطنت کے وقت اول موشیار خان نے اسکو آباد کیا اس وقت یہ چوٹاگانو تھا پھر سکھی حکومت کے وقت جب بار لاہور سے اس دواہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو انہوں نے اس خطہ کو سبزر و شاداب بنایا کہ یہاں سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دار الحکومت بنایا اور آبادی میں بہت کوشش کی حاکم کے توجہ دیکھ کر جہانگیر سجاڑ کے کارگیر و مان سے اوٹھ کر یہاں آ رہے بڑی بڑی عمارتیں و جوہیاں و باغات یہاں تعمیر ہوئے دن بدن دن دن بڑھتی چلی گئی سرکار انگریزی کے وقت یہ ضلع کا مکان مقرر ہوا اور

پانچ تحصیلیں ایک ہوشیار پور دوسرے گڈہ ٹکڑی تیسری اونیچوتھی دسویں پانچون ہریانہ اسکے متعلق ہومین علاقہ  
 اس ضلع کا کچھ کوسہ اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ میں بھاری ندی نالے بہت جاری ہیں اور زمین بارانی  
 اور زرخیز و نہری بہت ہے باغات بکثرت ہیں چانچہ ماہلو پور سے گڈہ دیوالہ تک کہ بچس کوں کا فاصلہ ہے پچاس  
 کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہیں اور اس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ تمام شہاب میں اسی ضلع کا  
 انب خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک بھاری نالہ ہے جو رسات میں لطیفانی میں اگر شہر کے مکانات تک  
 پہنچ جاتا ہے پھر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہ ہے بھارت سے ہزاروں روپہ کا مال بھارت  
 اگر فروخت ہوتا ہے اور پھر نوہری سودا اگر دن کی معرفت اور ملکوں میں مال پہلے ہے ستر گشت صاحب  
 وٹنی کشن نے میرا نے قلعہ کی جگہ نیالگن بنوایا اور شہر کے بازار دن کو آراستہ کیا اس شہر میں ایک حصہ  
 بہتری اور مختلف قومیں اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار و غوجہ قوم ہیں پچاسی مردم شماری میں کل آبادی  
 اس ضلع کی آٹھ لاکھ تین سو تیرا آٹھ سو سترہ شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری میں کل آبادی سبب  
 اوسط فی میل مربع چار سو پچاس کی گئی اس شہر سے جالندہر میں کوسوں دہیانہ تیس گیسوں جو الاجی میں کوں  
 اور کٹر اسفند اسکے کارخانوں میں اچا بنا جاتا ہے اور جالندہر دو ایک علاقہ میں پچھ ایک قصبہ تلم کے  
 دہنو کمار سے آٹھ میل اور جالندہر سے سبب شرق و شمال شرق چالیس میل آتا ہے گردنواح اسکا  
 نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیدائش ہر ایک قسم کی غلے در دمی و دیگر وغیرہ کی ہوتی ہے بدیدی اولاد  
 یا بانانک کی بھان بنتی ہے اس واسطے سکھ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہیں اب بھی بابا سنبوران سنگھ دہسنگ  
 پوتے صاحب سنگھ کے دسویں سکھ بکران سنگھ بدیدی کا بیٹا اس شہر میں جاگیردار و پیش خوار ہیں سبب مکانات  
 اس شہر میں بہت بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماسخت صاحب ظلم ہوشیار پور کے بھان کام دیتا ہے  
 پور پور جو گاؤں اس ضلع میں خان پور بھار پور پشام جو اسی ہریانہ گڈہ دیوالہ بستی کلان ماہلو پور شہر گڈہ  
 نور پور کرت پور نند پور حاجی پور کیران میں حاجی پور کے پاس پتر حضرت نور جمال ولی کی زیارت گاہ غلہ  
 ہے اس ضلع کے علاقہ میں دو بھارتوں کے اندر ایک ندی سوان نام جاری ہے اس ندی کے وارپا  
 حقد رسیدان دو نو بھارتوں میں ہے اوس میں شالی بہت پیدا ہوتی ہے اوس سرزمین کو جوان دکن کہتے ہیں  
 علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے ماسندہ جالندہر دو ایک علاقہ میں یہ ایک شہور قصبہ ہے پختہ خام دلو  
 قسم کی عمارت کے گہر دیوار بنے ہوئے ہیں پہلے زمانہ میں حکومت و دور اشتہان افغانوں کی تھی مگر  
 سلطنت چغتائی کے صنف کے وقت بڑا علاقہ حاصل ہو گیا تھا آخر میں خان شہان سے جو وہ سنگھ دیکھ  
 نے جبراً قصبہ چھین لیا اور لوٹن خان کو اس کے ذلت تک قید میں رکھا زمین متعلق اس قصبہ کی بہت

و سیراب زرخیز ہے اور ایک رد و بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قبضہ کی سیراب ہوتی ہے  
 دریائے بیاس بھیان سے سات کوس اور تلچ چوٹیں کوس کے فاصلہ پر ہے **پٹی** لور بھیہ قبضہ محمد شاہ شاہ  
 کے وقت خان مجاہد صوبہ لاہور نے اپنی بیٹی بی بی خان کے نام پر آباد کیا تھا سر زمین اسکی اور ٹانڈہ کی  
 اسپین ملتی ہے اور **ٹھٹھ** جالندہر دو آب کے قبضوں میں بھیہ بھی ایک مشہور آباد قبضہ ہے عمارت اسکے  
 اکثر تختہ میں اور گرد و نواح کی زمین میں بھیریں جاری ہیں غلہ کی پیداوار بکثرت باہر اس قبضہ کے ایک تختہ گند  
 کے اندر ایک تہر رکھا ہے جس پر نقش قدم جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیو اسٹر  
 باعتبار دلی حاضر ہوتے ہیں **دیسو** بھیہ قبضہ جالندہر دو آب کے علاقہ میں ٹبراق قبضہ و آباد مکان  
 برگنہ اسکا علیحدہ ہے اور تحصیلدار حاکم برگنہ یہاں رہتا ہے عمارت قبضہ کی تختہ و خام مختلط ٹبرابازار  
 کی افراط ہے پانڈون کی سلطنت کے وقت بھیہ قبضہ بڑا شہر و حاکم نشین تھا پھر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ  
 آباد ہوا قبضہ کے اندر کنوون کا پانی نکلیں اور باہر کا پانی شہر و خوشگوار ہے اسپین قدیمی وراثت چوڑا  
 ہے جو پہلے ہندو تھے اور اب مسلمان ہیں دو طرف قبضہ کے بھاری ندیاں جاری اور ایک طرف ایک  
 ٹبرجی چل پر آب ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتیں و باغات بہت بھر ہوئے ہیں زراعتیں ٹبرجی  
 اعلیٰ ہوتے ہیں غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دان اور چاول بھیان کے بائیک خوشبو تمام  
 دو آب کی سرزمین سے عمدہ ہیں چل کے بانی میں نیلو فر و سنگھارہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہیں ٹبراب  
 بھی اسکے کناروں کے اوپر ملتا ہے اس قبضہ کے لوگ اونٹ پالتے ہیں اور ہر ایک قوم کے آدمی کے ہاں  
 چاہے زمیندار ہو یا بقال لکڑی و اونٹ ضرور ہوتے ہیں اور بعضوں کا تو صرف اونٹوں کی کاشت پر  
 گزارہ ہے **مکیرمان** جالندہر دو آب کے علاقہ میں بھیہ ایک قبضہ دریائے بیاس کے بائیں کنارے  
 بفاصلہ آٹھ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کے طرف بیانوین میل آباد ہے عمارت اسکی تمام  
 کمال تختہ و بازار کشادہ و بار رتی ہے پہلے زمانہ میں اصلی مالک اسکے علوی قزیشی تھے جنکے نسب نامہ  
 بن جنیف کے ذریعہ سے مرتضیٰ علی علیہ السلام کو جا ملتی تھی ان قزیشیوں کے بزرگ اول سلطان محمود غزنوی  
 کے ساتھ ہندوستان میں آئے اور کسی اتفاق سے اس گانومین گنہر اور وقت بھیہ گانوبہت چھوٹا تھا پھر  
 جب عمارت آدینہ بنگلان کی جالندہر دو آب میں ہوئی تو بھیان کے قزیشیوں نے اسکی نوکری اختیار  
 کی اور بھیہ رتبہ پایا کہ صاحب فوج و علم و تقارہ ہو گئی اس وقت اس قبضہ کی آبادی نے بھی ترقی پکڑی ٹبرجی  
 عمارتیں تعمیر ہوئیں مدت تک ہ قزیشی آدینہ بنگ خان کے مرنے کے بعد بھی اس قبضہ اور اس کے  
 گرد و نواح کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب سکھوں نے زور پکڑا تو بسبب اوت مذہبی اور ہونو کا دشمنی

کے سب سکھ اونکو دشمن ہو گئے اور اونھوں نے سکھوں سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا دیکھ کر  
 اپنی قبضہ میں کہا آخر بے سنگہ کھنہ جو گھنٹیوں کے مثل کا سردار تھا ٹبر ہی فوج لیکر اداں بر آٹرا اور کل علاقہ  
 قریشیوں سے چھین کر اوسنے اپنی ریاست میں ملا لیا جب ہر گیا تو اوسکے بیٹے گور بخش سنگہ کی غورت مسات  
 سد انور رنجیت سنگہ دالی لاہور کی ساساں دس ریاست کی مالک ہوئی اوسنے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قبضہ  
 بود و باش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر ۱۷۳۳ء ہجری میں رنجیت سنگہ اوسکے داماد نے  
 کل علاقہ اسکا چھین کر اوسکو قید کر لیا ہے سنگہ کھنہ کے حکومت سے پہلے آدھ کوں شہر ہے باہر جو ہا سا  
 قلعہ زمینداران قوم اداں کا بتوایا ہوا تھا اوسکو اگر جی سنگہ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اوسکا اٹل گڑھ  
 رکھا اور اپنے رہنوی کی ٹبر ہی عالیشان جوبلی اسمین بنوائی اب بھی سردار پور سنگہ دسردار سدھ سنگہ د  
 ندان سنگہ اسمین جاگیر دار و پنشن خواہین تو وہ جالندہ سرد و آب میں بھیہ ایک نچتہ عمارت کا نام گجی  
 قبضہ ہے اسکا بازار بار دلق و پر تجارت ہی و زمیندار آسودہ حال ہیں مند و مسلمان ہر ایک طرح کی قوم  
 آباد ہے اسکے نزدیک ایک بھر جاری ہے جو دریائے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اوس بھر سے  
 اور گانوکے زمیندار بھی پانی لیجاتے ہیں جکیان بھی اوسپر بہت چلتی ہیں گرمی کے موسم میں اسکی سرزمین  
 سیرابی اور سبزہ و درختوں و دامن کوہ کی سب سے بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدائش غلہ کی  
 اس کثرت کے ساتھ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ کا خرید کر اور ملکوں میں لیجاتے ہیں **حاجی پور** قبضہ  
 بھی ٹوہ کے پاس تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق میں ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو دریائے  
 بیاس سے جا کر بجاتا ہے عمارت اس قبضہ کی اکثر خام اور کچھ نچتہ ہے سرزمین آباد و زرخیز و سیراب ہے  
 گھراور ڈیڈہ سود و کان اسمین ہونے **دھلووان** جالندہ سرد و آب میں بھیہ ایک قبضہ دریائے ستلج  
 کے دہے کنارے لودھیانہ سے اکیس میل مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گڑھ ہے جس سے  
 اوتز کرنا جبکہ حد میں داخل ہوتے ہیں کرتار پور جالندہ سرد و آب میں بھیہ ایک شہور قبضہ ہے اول  
 بابا نانک سکھوں کے پہلے گور ونے اسکی آبادی کی بنیاد کہی اور کرتار پور کے نام سے موسوم کیا مگر اوسکے وقت  
 میں کچھ آباد نہوا پھر سرگوبند سنگہ چٹے گور ونے اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی ٹبرے بڑے عمارتیں  
 نچتہ و مکلف بنوائیں دھرم سائے تعمیر کئے سکھ اس شہر کو بڑا تیز کرکے جانتے اور زیارت کرنا اسکے مکان  
 کا ثواب سمجھتی ہیں اب بھی گور وچاہر سنگہ کرتار پور یہ بیان ایک مغز آدمی رہتا ہے جسکا سکھ بہت ادب  
 کرتے ہیں دریائے بیاس میان سے بارہ کوں اور تین چھپس کوں ہے **علاول** پورہ جالندہ سرد و آب  
 میں بھیہ شہور رہتی تھا انون کی ہے چلے چلے ایک شخص دلاور خان پٹھان نے اس قبضہ کو اپنے بیٹے علاول خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت سخت عمدہ عمارت کا بھیاں تعمیر کیا یہ تک حکومت بھیاں کی نہیں  
 بٹہانوں کے متعلق یہی آخر جب علی خان بٹہان سے رنجیت سنگھ نے بیچہ علاقہ چھین لیا اور کچھ اوسکی گزاری  
 کے واسطے بھی بنایا جو **اٹھ** ہالڈسروڈ آب میں بیچہ قصبہ ہوشیار پور سے دو کوس پر بھیاں شرق آباد  
 ہے بقیہ امت کے اصلی نام اسکے بانی کا معلوم نہیں ہوتا مگر اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی  
 سے اول کسی اجے نے اسکو آباد کیا تھا بھارسی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے جاہل  
 طرف اسکے بھارسی ندیاں نہالے بہت جاری ہیں اور باغات اور آب کے درخت کثرت پیداواری  
 غلہ کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پھلے بیچہ قصبہ بہت آباد تھا مگر جب شیخ امام الدین ناظم کی رغبت ہوشیار  
 کے آبادی کے طرف ہوئی تو بھیاں سے لوگ اٹھ کر وہاں جا رہے اور آبادی کم ہو گئی اب بھی سخت  
 مسکانات اور قدیمی عمارتیں بھیاں بہت ہیں اجینیا رچڈ کٹوج والی کانگرہ نے بھیاں ایک قلعہ بنا کر فوج  
 اپنی مامور کی تھی وہ اب کانگریزوں کے حکم سے گرایا گیا اکبر بادشاہ کے وقت بیچہ تھوڑا سا حاکم نشین اور  
 متعلق اسکے بڑا حال تھا **امہون** ہالڈسروڈ آب کے قصبوں میں بیچہ بہت پرانا قصبہ ہے عمارتیں  
 اسکی بہت سخت اور پورے کنڈرات بھی موجود ہیں اجوت زمینداروں کا اس میں زمیندار ہے اوسکی  
 سوائے سندو مسلمان سید متعل قریشی بھی بہت متری ہیں بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جس میں ہر ایک  
 چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدائش غلہ اور گنار و تھنی وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گور بھیاں کا لذت و شیرینی  
 میں مشہور ہے باہر شہر کے آگے کاغذ اور درختوں کا حد و حساب نہیں ہے دریا سے تلج بھیاں سے تیز  
 کوس پر خوب کے سمت کو واقع ہے **ملوون** ہالڈسروڈ آب میں بیچہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے ورت  
 اسکی اول مسلمان اجوتوں کے متعلق تھی جب چٹائی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمینداروں نے باسیا خاں  
 و خوجا کیان اختیار کر لیں تو بھیاں کا راجوت بھی جیسا کہ نام عنایت خان تھا جاہل دن طرف کے دیہات کو  
 زیر حکم کر کے صاحب فوج و حکومت بن گیا اور تمام عمر بھیاں بانی حکومت کرتا رہا اوسکے مرنے کے بعد  
 بیاسکا حاکم ہوا اور آدینہ بیگ خان کے وقت میں اوسنی اپنی حکومت بھارسی اور تسلیم کے چند گزرات  
 اوسنے اپنے تصرف میں کر لیے وہ گریا تو بونا اوسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکھوں کے ساتھ بہت  
 رہا اور سکھوں نے بہت سے دیہات اوس سے لے لے اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا شہزاد خان رنجیت سنگھ  
 کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ میں بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ کا  
 زرخیز و سیراب **کڈہ** شکر ہوشیار پور کے متعلق یہ ایک قصبہ بلند گہائی کے اور پر آباد ہے عمارتیں  
 اسکی عام و بختہ محتاط بازار کسادہ زمیندار اسودہ حال پیداواری غلہ کی بہت ہی سفید جین جو ایک بڑی بھری



دو اہل بیت میں جاری تھی اور سکا چشمہ اس قصبہ سے دو کوس پر ہے جو کہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد سے نکلتا ہے  
 شمال کی طرف نکلے وہ روہتی ہے اور بجتہ بل بادشاہی عہد کا دوسرا بنیاد ہے گراب دروازے بل کے  
 بند ہو گئے اور بندین نے وہ راستہ چھوڑ کر بل کے دوسرے طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہ شہر گرگنہ کا مقام  
 ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ہوشیار پور بھجان تحصیل کا کام دیتا ہے **وہرووال** قصبہ  
 دو اہل تاریک حصین دریائی بیاس کے کنارے پر آباد ہے بادشاہان ہند کے وقت بڑا گزر دریا کے کنارے  
 اسی مقام پر تھا اور اسی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی نادشاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان  
 کے اسی راستے سے گزرتا تھا جو کہ دریا اب دھان سے بہت چوڑا ہو گیا ہے اور بل کشتون کا بندہ حصین سکنا ہوا  
 ایشاہ گزر و زیر بھل کے گزر پر مقرر ہو گیا ہے اور بھجان سے لوگ بذریعہ کشتون کے اترتے ہیں برسات کے  
 موسم میں بھجان دریا بڑی شور کے ساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑاں دریا کی سات سو چالیس گز سے کم  
 حصین ہوتی ہے **سری کی** یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریا کے گھار کے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام  
 جہاں دریاے بیاس و ستلج آپس میں ملکر چلتے ہیں آباد ہے اس کی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے جہاں  
 میں بھجانی ہوتی ہے تو پانی اس کا گناؤں سے دیر ہر میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہ گناؤں توڑی آبادی کا ہے  
 مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور حقدار مال تجارت کا بھج ہے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گزر سے گزرتا ہے  
 اس تمام علاقہ میں بہہ گناؤں کی مٹی ہے اور غلہ باغراٹ سو داگر ہندو جمع کر سکتے ہیں اسکے پاس دریائے  
 اوپر سے بڑی سرک گذرتی ہے اور گزر بھی ہری کا گزر کہلاتا ہے اس سے آگے ستلج دیاس میں ہوتا ہے  
 کا گھار نام ہے دھان کے لوگ گھار کے دو معنی بیان کرتے ہیں ایک تو گھار یعنی چوڑا تھوڑا دوسرے  
 میلا سو بھدہ دو معنی دھان اس دریا پر راست آتے ہیں کہ چوڑا اور گھرا اور سیلاتیوں و صف آپس میں  
 جاتے ہیں اسی قرب جو زمین ایک درگناؤں اندر نہ نام ہے جس کے پاس دو نو دریاؤں کا آپس میں شمول  
 ہوا ہے اس مقام پر سکندر اعظم نے اپنے یادگار کے واسطے ایک مینار بنوایا تھا مگر اب ہمارا ہوجھا ہے  
**شہر امرتسر** باری دو آب کے سر زمین میں بھدہ شہر آباد و ہمارا گناہ شہر ہے آبادی اس کی آٹھ  
 اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسط میں واقع ہے صاحب کشت و دہشتی کشن و دھو حاکم بھجان  
 کپہری کرتے ہیں کشتری کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپور و دسیا کوٹ اور ضلع کے متعلق چار  
 تحصیلیں امرتسر و ترن تارن اجالہ و دہلیہ میں چھلی مردم شماری میں کل آبادی ضلع کی نو لاکھ چوبیس  
 ہزار چار سو چوبیس اسی شمار ہوئی اب کی مردم شماری میں اس کی مردم شماری تین لاکھ سے بڑھتی تھی پر  
 ہے اور حساب فی میل مربع کل ضلع کے باشندوں میں آتی گئے گئے اگرچہ پہلے اس ضلع میں آبادی زیادہ

زمین تھی مگر اب جب ہر شاہ نھر انگریزی جاری ہوئی ہے گاؤں کے گاؤں اسکے پھری زمین ہو گئے ہیں اور غلہ کی  
 پیدایش کا حد و حساب بھین رہا۔ خاص شہر تر تسنی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح  
 جرح تو ایسے ہے کہ جیسا مرد اس تیسرے گوردکا داما در اداس چوتھا جانشین بابا نانک کے گدی پر گشتی  
 ہوا تو اسنے موضع گویند وال اپنے سسرال سے اوٹھ کر اس مقام پر اپنا نشین بنایا چونکہ وہ شخص مرد و  
 و خدا پرست تھا اکبر بادشاہ نے اسکی تعریف سنکر پانسو لکھ زمین بطور انعام اس مقام پر راداس کو عطا کی  
 اسیں نے تالاب بنایا اور آبادی کی جسکا نام گوردکا پکت مشہور ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا  
 اسوقت اعتقاد مند لوگوں کے صرف چند گھر اسنیں آباد تھے راداس کے مرنے کے بعد راجن دیکے جانشین  
 نے بھان اور دو تالاب بنوکر سردرام سرنواٹ اور امرتسر کی پنجہ شیربان تعمیر کیں اسکی بعد گورد و سرگو بند  
 نے کول سردوبک سر اور دو تالاب کھودوائے اور امرتسر کے پل کی مرمت کی گورد راجن و گورد و سرگو بند  
 کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑھتی گئی پھر پنجابی سلطنت خفیہ ہوئی و سکھوں کی طاقت بڑھ گئی تو اس شہر میں زیادہ  
 رونق ہوئی اور بہت سی حویلیاں بنی پھر سکھوں نے احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت سکھ اجتماع اتنا ہتھا  
 کرکرا و گورد و راداس کا گراہ ہر شاہ دست مان کر جنگ غارتگری پر جا کرتے تھے ایک مرتبہ لاہور میں چند شا  
 کو خبر ہوئی کہ بیاکھی کے میلے کے تقریب سے سکھوں کا اجتماع امرتسر میں ہوگا پھر خبر نکر بادشاہ نے معہ فوج ایک  
 روپہلو بیاکھی سے امرتسر کو کوچ لینے کو کہا ایک گنہہ بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے سکھوں کو خبر ہو گئی  
 اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہنچ کر جب سکھوں کا نام و نشان نہ دیکھا تو شہر کے دیرانی اور کھانا  
 کے منار کرنے کا حکم نافذ کیا دور و ز کے عرصہ میں کل مکانات گر کر خاک کے برابر ہو گئے تالاب کے شیربان  
 اور مندر کے مکانات جو بخت بنے ہوئے تھے بار دت رکھ کر اوڑھے گئے اور تالاب کو مٹی ڈالکر زمین کے برابر  
 کرادیا احمد شاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نہ ملا اور سکھ پنجاب کے سر زمین میں جا بجا قابض  
 حاکم ہو گئے تو دوبارہ تالاب کھودوائی گئے مندر بنوایا گیا اور از سر نو شہر کی آبادی ہوئی راداس نگر نام  
 رکھا گیا بنگلی شل کے سکھوں کی بھان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر رنجیت سنگھ نے  
 قوت پاکر امپریور ش کر کے شہر لے لیا اور یہاں اسکی آبادی و ترقی میں مسرور ہوا چاروں طرف پنجہ شہر بنا  
 بنوایا کچی غنڈ کھود والی قلعہ گویند گڈہ لوہ گڈہ کے دروازے کے باہر پٹہ عالیشان تعمیر کیا اور ایندو بار  
 کے سردار دن و امیرون کو حکم دیا کہ وہ سب شہر میں اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ کٹھے آباد کر کے حویلیاں  
 بنوائیں بازار و بین پنجہ فرش بنے اور ایک عمدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنوایا کر نام اسکا رام  
 رکھا پھر یہ مقام سے ایک شاخ شاہ جانی نھر کے اندر سے کھودا کر امرتسر کے طرف لائی گئی جس سے رام باغ



یعنی دستان وغیرہ سے بنو اسی ہوئی تھی دیکھ کر حکم دیا کہ ایکے کل تہرا دکھا کر امر تہرہ جو اے جادین اور  
دو ہزار آدمی کی مدد بیدار دین وغیرہ کے وہاں مامور کسی چھرواں سے شاہزادی سلطان جلیکم کے مقبرہ کے  
طرف آیا اور اوس مقبرہ کے بھی چوسرا پانک مرمر کا تھا تہرا دکھا لینے کے واسطے حکم نافذ کیا بعد ازاں خاص  
روضہ عالیہ میانپور کے پاس کرکٹر ہوا اور حکم دیا کہ اس عمارت کو زبانی و فیرش و فرار و گنبد کے تہرہ بھی دکھا کر  
تہرا دکھا کر پھر سفیدی کرانی جائیگی پھر حکم دیا کہ زبانی و فیرش و فرار و گنبد کے تہرہ بھی دکھا کر  
گہوڑے نے ماخن لیا اور بخت سنگ زین کے پشت سے زمین پر آکر اچھڑو اور پھر گہوڑا چلا یا اگر جیب مان سے  
شامو کے گڈھی کے پاس ہو پنا تو پھر وہی صحنہ وقوع میں آیا جب و مرتبہ ایک ہی وقت میں بخت سنگ  
گہوڑے سے گرا تو مسلمان امراؤں نے جو اردلی میں حاضر تھے غرض کی کہ پھر آٹا رہا منیر بالا پر کے غضب  
کے بہن جیکہ مزار کے آج تہرا دکھا کر گئے کیواسی اسلئے آپ حکم دے آئی میں مناسب بھی ہے کہ حضرت کے تہرہ  
کے تہرہ دکھا کر جادین بھی بات سنگر بخت سنگ کے دل میں دوسرے پیدا ہوا اور اسی وقت حکم مانع لیا  
تہرہ دکھا کر اس طرح کے اتفاق حسنہ سے پھر عالیشان مکان پر گیا مگر اسکے عوض میں مقبرہ کو جھان بگم  
تمام و کمال دکھڑا لیا گیا اور جبر کا قیود تک باقی چھوڑا الغرض بخت سنگ نے لاہور کے دو ہزار مقبرہ خاکی  
اگر امی ریا د کر کے ایک اس مکان کو آباد کیا اور دربار صاحب نام رکھا دربار کے اندر شب و روز گزرتا  
جاتا ہے سکھوں اور ہندوؤں کا ہجوم رہتا ہے زبان و مرد و خاکی عام صبح شام بھان آتے ہیں شدبستی میں کٹا  
کہاتے ہیں تاج گد اگر دیکھ سرداروں کے بڑے بڑے عالیشان جو بلیان جگہ نگاہ بولتے ہیں تہرہ ہو کر ہیں اور  
ہر ایک نگاہ ہر ایک اسکے بانی کے نام سے منسوب ہے اور ایک نگاہ خاص گور و گنبد سنگ دیوین گور و کلاہی  
اوسکو اکال نگاہ کہتے ہیں اوسکا گنبد عالیشان بلند و مظلما بنا ہوا ہے وہاں بھی گزرتا رہتا ہے اور جو ہندو  
بنا جا ہے اوس جگہ اوسکو پابل ویتے ہیں اکال نگاہ اور پبل کے دروازہ کے آگے کے میدان میں دو بلند  
جہنڈے سنگ مرمر کے چوڑوں کے اوپر نصب ہوئے ہوئے کھڑے ہیں اور سروے پانک اون پر  
کپڑے کا غلاف ہے سال بھر میں دو مرتبہ بھان پڑا بھاری میلہ ہوتا ہے ایک تو بلیا کہہ کے پھلے تار چمک  
بلیا کہی کا میلہ کہتے ہیں اوس روز بھار رانجے کے سکھ بھان اگر جمع ہوتے ہیں اور لاہور و دور دور کے  
شہروں سے بھی ہندو وہاں جا کر غسل کرتے ہیں دوسرا میلہ دیوالی کے روز کا ہے اس دن کو ٹبری کہتے  
ہندو باہر میں ہوتی ہے آتش بازی چوڑی جاتی ہے ہندو فی عورتیں امرتسر کے دو وقت ماتھا لیکنے کے واسطے  
دس بار صاحب میں حاضر ہوتے ہیں قصہ کے حاضر ہونے والی عورت بھان ہی آکر خاتی ہیں اور پھر دربار  
کے اندر اکال سنگہ یا کسی دہنگہ میں جہان گزرتا پڑھاتا یا شد ہوتا ہوا چار گہڑی بیٹھ کر فیضیاب ہوتی ہیں

شام کے حاضر ہونے والے غسل نہین کرتے صرف گر نہتہ سنگراؤ زنڈر دیکر واپس ہو جاتے ہیں۔ اس علیشان شہر میں پچھنہ دریشم اور کپڑا وغلہ ادا دیات و روی و جھپٹہ و نیل و شکر و قند وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس کثرت کے ساتھ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سرزمین میں گویا جی شہر اور التجارت ہی سامو کا رہند و دسلان بہا بڑے بڑے مالدار ہیں جنکی کوٹھیاں کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و آگرہ و لکھنؤ و فسادور و کابل و کشمیر و خراسان و ترکستان میں ہیں اور مال بھانڈا و در و درنگ جاتا ہے اور باہر کا مال لیکر بڑی بڑے تجارت و بوناری بھان آتے ہیں قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ بھان کوئی شخص ہے رنجیت سنگھ کے وقت کارام باغ کو قلعہ گوہد گڈہ بنا ہوا ہے یہ قلعہ رنجیت سنگھ نے ششہ ام میں بنوایا اور خزانہ اس میں رکھا اور اس قلعہ کے اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنوئے ہیں اب جب ہی انگریزی تخت میں آیا ہے اور بھی عمارت فرج کے رہنوی کے اسمین انرا دکی گئی ہیں اور ذخیرہ و میکہ زمین و زمین موجود رہتا ہے رام باغ کی عمارت بھی رنجیت سنگھ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سر اسے نور جہان بیگم سے پھراؤ کٹر داکر اس میں لگوایا تھا مگر اب کچھ رونق نہیں رہی اور ضلع کی کچھریان اسمین ہوتی ہیں انگریزی عمارت میں اس شہر نے بڑی رونق پائی بازار کا بختہ فرش بنا لکھنؤ و فسادور و کابل و کشمیر و خراسان و ترکستان میں ہیں بڑے بڑے مکان و عمارتوں میں ایک عمارت کو توالی کی نہایت عمدہ و استحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد میان محمد جان صاحب رئیس امرتسر کی جسکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر میں نہیں ہے یہ مسجد بلند گنبد دار بختہ رنجیت سنگھ کا ہے اور کلس طلائع گنبدوں کی اور پر لگو ہوئی ہیں عن شہر کے اندر و باہر بختہ تالاب ٹوٹا ہے و دھرم سالے و ٹھاکر و داری بہت ہیں پہلے مسجدیں بہت کم تھیں مگر اب انگریزی عمارت میں مسلمانوں نے بھی مسجدیں بہت بنائی ہیں کبتری رہیں سکھ اور سے کشمیری مسلمان اس شہر میں رہتے ہیں مسلمان کشمیری بھان شالبا نی کا کام کرتے ہیں پنجابی مسلمان کشمیریوں سے نصف بھی نہیں ہیں اس شہر کے دور گئی پھانیش کی گئی تو پانچ پھراؤ ایک سو کرم ہوئی اور پنجا کے ملک میں تین سو ساٹھ کرم کا ایک سو اور تین ماہہ کا ایک کرم اور دو پالشت کا ایک تھہ ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے مغرب کی طرف پندرہ چوبیس کوس اور دریائے بیاس مشرق کی طرف بیس کوس اور دریائے راوی شمال کی سمت گیارہ کوس بہت بڑے بڑے گاؤں فلام امرتسر میں مقبہ سوہیان کلان دبوڈہ الہ و سلطان و دبوڈہ تالہ و منی وال و حساب کوٹ خڈیالہ گوہد وال فتح آباد و برد وال و حلال آباد و رن گڈہ اٹاری نیشٹہ نار و وال حکیر کا لہ و تلای خڈیالہ کلسان اولیانوالہ راٹھ اس چپاری جتروال میں فقط اور مسجدوں میں بڑی مسجد میان



محمد جان کی بنوائی ہوئی مشہور ہے یہ شخص ایک امیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ انزیری محسٹریٹ کا بھی اوسکو ملا ہوا ہے سوائے اولنگ خان محمد شاہ ایک اعلیٰ درجہ کا رئیس مسلمان اس شہر میں جامع فیض ہے عہدہ انزیری محسٹریٹ کا اوسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوا کے علاقہ میں بھی ایک قصبہ بیاس کے دینور کے سے چھپس میل اور شہر لاہور سے سمت جنوب مشرق تینسٹ میل آباد ہے سکھوں کی قوم اس قصبہ کو بہت متبرک سمجھتی ہیں اور دور دور سے غسل کے واسطے یہاں آتے ہیں ایک ٹاٹا لال بنچون گورداجن کے وقت کا یہاں بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاصا وسی تالا کا نام ہے جسکے نام سے یہ قصبہ بھی موسوم ہو گیا ہے سکھوں کا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب میں غسل کرنے سے بھلائی جاتی ہے برسوں رورجیہاں ٹرا میل ہوتا ہے یہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع امرتسر مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارت خوشنما و دوکاندار مالدار وغرت دا بہت رہتی ہیں بنچو والے قصبہ کے کثرت سکھ و ہندو و کھتری ارڈوڑی مسلمان کم ہیں ترن تارن کے تالاب کے رنجیت سنگھ نے دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار یہاں نو خال سنگر رنجیت سنگھ کے پوتے نے بنوایا تھا۔

**کوٹلہ باری** دوا کے علاقہ میں بھی ایک قصبہ بیاس کے کنارے ایک سو چوبیس میل نسبت مشرق شمال شرق لاہور سے آباد ہے اس میں اپنا مشہور انگد دوسرا گوردو سکھوں کا جو تانک کے بعد جانشین ہوا تھا رہتا تھا اوسکا ڈیرہ گانو کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت بھلر خام تھی پھر رنجیت سنگھ نے سچتہ و مکلف بنوئی سکھ دور دور سے یہاں آکر زیارت کرتے ہیں **سراے نورنگ آباد** دوا باری باجیہ کی سرزمین میں بھی قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک سچتہ سراے بنائی شروع ہو کر عمارت اوسکی اورنگ نے یب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اوس دور سے اورنگ زیب کی سرکاری کھلاتی رہی اب اوسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سراے کے باہر ایک سچتہ تالاب ہے ترن تارن کا تالاب بھی اس مقام سے ڈھائی کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اجالہ** امرتسر کے ضلع میں بھی بڑا قصبہ اور شہر مقام ہے تحصیلدار ماتحتی صاحب ضلع امرتسر یہاں کام دیتا ہے اسکے گرد و نواح میں بھر کر ن جاری ہے اور دریائے راوی بھی بہت نزدیک ہے آبادی اسکی سچتہ و خام مختلط ہندو مسلمان سکھ اس میں آباد ہیں

**سوربان** دوا باری ضلع امرتسر میں بھی ایک مشہور تحصیل اجالہ کے پاس ہے مسلمان ٹہانز قریشی راجپوت اس میں بہت رہتی ہیں اسکی نواح میں بھر کر ن دریائے راوی سے ملتی ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے پیرابی کنارے دریائے راوی کے ہی اسکے ورے پاس پھر میل ایک در موضع منج نام آباد ہے

جسکے اندر زمیندار راجپوت مسلمان گوت منج رستے ہیں اگرچہ عمارت اسکی خام ہے مگر مطبوع مقام ہے  
پیدائش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجدیں وغیرہ مکانات بختہ بھی اوسہیں ہیں گلدوبہ باری ضلع امرتسر میں جھڑ  
قصبہ ہے عمارت اسکی بختہ و خام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اوسکو متعلق زمین میں میدا اثر  
غلہ کی بہت ہوتی ہے **اٹاری** دوداہ باری ضلع امرتسر کے متعلق جھڑ ایک شہور قصبہ آباد ہے اٹاری  
اسکی لاہور و امرتسر کے عین وسط میں واقع ہے اسکے پاس آہنی شکر جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و  
امرتسر سے آکر جھان ٹھہرا کرتی ہے ریل کا پڑاؤ جھان جابو ہے سردار شام سنگہ اٹاری والہ جو ایک  
سفر سردار امرائے لاہور میں سے تھا جھان رہتا تھا وہ سکھوں کی لڑائی میں جو انگریزوں کے ساتھ تھیں  
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اسکے لواحق اس گانوں میں رہتے ہیں سرداران اٹاری والوں کی بڑی  
بڑی بختہ جو یلیان جھان بنی ہوئی ہیں بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہے مکانات بختہ و خام ملے ہوئے ہیں  
**راجا سانشی** امرتسر سے شمال کی طرف بفاصلہ چھ میل جھڑ قصبہ آباد ہے سرداران سندھو  
جو ہم جد ہی رنجیت سنگہ کے تھے اسی گانوں میں رہتی تھی جب سردار جیت سنگہ دہنا سنگہ نے مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا  
اور خود بھی اوسکی پاداش میں قتل ہوئے تو راجہ مہر سنگہ وزیر سلطنت نے غصہ میں آکر اس قصبہ کو آوارہ  
کل جو یلیان سرداران سندھو الہیہ کی سمار کر دین چاہے جھڑ قصبہ ویران رہا پھر راجہ مہر سنگہ کے قتل کے  
بعد سردار شمشیر سنگہ و گہر سنگہ وغیرہ نے پھر جو یلیان اپنی بنوائیں اور قصبہ کو آباد کیا اب بخوبی آباد ہو گیا  
اور سردار شمشیر سنگہ جاگیردار و محبٹرٹ اسکے اندر سکونت رکھتا تھا اب دوبرس گزرے ہیں کہ وہ مر گیا  
**جھڑ** ضلع امرتسر کے متعلق جھڑ بھی ایک شہور و بختہ عمارت کا قصبہ ہے سردار دہنا سنگہ جھڑ جو ایک  
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانوں کا رہنما تھا اب اسکا فرزند سردار دیال سنگہ جاگیردار  
امرتسر قیام پذیر ہے پرانی خضر شاہ جانی جو باد ہووے لاہور کو آئی ہے اس کے پاس جاری تھی جس سے  
رنجیت سنگہ ایک شاخ کہو دو آکر امرتسر کو لے گیا تھا **جٹ مالہ گور و** کا جھڑ قصبہ امرتسر سے دس  
کے فاصلے پر برسر راہ واقع ہے اصل میں نام اسکا جٹ و آلہ تھا اور جٹ و نام ایک طائے کا تھا جسے اسکو  
آباد کیا تھا اس قصبہ میں ایک منہ رگور و منڈال کا بختہ بنا ہوا ہے جسے بابا نانک سے فیض پایا اور گور و کہلا  
ہے اوسکی اولاد سے گور و عاقلہ اس بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہوں کے وقت سے ہو گئے  
اسو اسے اس قصبہ کا نام بھی گور و کا جٹ یا شہور ہو گیا **گور و** **داسپورہ** ضلع گورداسپور  
جھڑ قصبہ بہت آبادی اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک نزدیک بستی ہیں کوئی ویرانہ جگہ اس میں  
نہیں اگر کوئی زمین بے تردد و بے کاشت ہوگی تو وہ شور زمین ہوگی یا کسی گانوں کے شملات ضرورت

چارہ مویشی کے عہد اکاشت سے بری سنگی ہوئی ہوگی آب ہوا نہایت عمدہ و معتدل اس ضلع کے رہنما  
ہندو جاٹ اور کھتری اور مسلمان میں بھی دو نو قومیں ہندو مسلمان آدھو آدھو اسپہن میں زمیندار پھلے  
مفسر تھے ابا نگہ زری عمارتیں میں آسودہ حال میں سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز اور  
پھلے سکھان مثل اگڈیہ و کھنیا کا قسرت اس علاقہ پر تھا چنانچہ سری ہر گوبند پورہ میں جہاں سنگہ اگڈیہ اور وٹاہ  
وغیرہ پر سردار جم سنگہ کھنیا اور بھیرانی سد اکنور زو جبہ گور بخش سنگہ بن سردار جی سنگہ کھنیا حاکم تھے فتح گڑھ کے  
علاقہ میں جبل سنگہ خٹہ ہمارا جہ کپڑے سنگہ اور سنگہ سنگل پر سردار ارجن سنگہ وغیرہ قابض تھے ہمارا جہ بیٹا  
نے نسب کو مغلوب کیا اب بھی اون خاندانوں کے آدمی سرکار سے گزارہ پاتے ہیں خاص گورداسپورہ  
پھلے چوٹا ساکانو تھا سب سکو کہ وہ علاقہ کے وسط میں اتم تھاسر کار نے اوسکو مقام ضلع قرار دیا اور  
سرائے اور کوٹھیان اور بھیرانی کے مقامات ڈاک ٹکٹ دہانوں کے عمارت بنوئے آبادی اسکی بڑھتی  
قدیم آبادی کے اندر ایک نچتہ پورانی ہی ہوئی دیوا ہے اوسمیں ایک کرشمہ قدرت الہی کا ایسا ہے کہ  
وہ دیوار بہت لمبی چوڑی جو پنج رستہ کا تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے پانچ دروازے محرابی اسپہن میں  
ہر ایک دروازہ میں ایک ایک ستون نچتہ سب خوبصورت واقع ہے اوس دیوار کے اوپر اگر چڑھ کر  
کوئی بلائی تو دیوار بنیاد تک ہتی ہے بلکہ جھولنے کی طرح جھولتی ہے مگر گرتی نہیں سیکڑوں آدمی اونٹن لڑائی  
کے دیکھنے کو جاتے ہیں اور اوپر چڑھ کر بلائے میں مشورہ بھی ہے کہ ایک مہنت فقیر نے بھی دیوار بنوائی تھی  
اور عمارتوں کو تاکید کی تھی کہ نہایت نچتہ دیوار بنانا جب دیوار بن چکی معماروں نے مہنت کے درود جا کر  
اوسکے مضبوطی کی تعریف کی اوس مہنت نے دیوار پر چڑھ کر کہا کہ یہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ منہ ہوا کہ دیوار  
کبھی ہلا کرتی ہے چنانچہ مہنت نے ملائی تو بڑھ کر کہنے لگا اوس زندہ سے آجک برابر ہلتی ہے اوس مہنت  
کی اولاد سے بد رسی ماتھے مہنت اب تک زندہ ہے وہ بڑا ریش ہے نصف علاقہ گورداسپور خاص کا اسکو  
جاگیر میں ہے لاکھوں آدمی اوس خاندان کے سیوک یعنی مرید ہیں چار تحصیلیں ضلع گورداسپور کے متعلق ہیں  
ایک خاص گورداسپور جبکہ متعلق سات سوچہ موضع اور تین لاکھ ستانویں ہزار آٹھ سو تیس روپیہ مع جاگیر  
جمع لیا نہ دینا لگا اور کانودا ان ٹرسے دو قبضہ کے متعلق ہیں دوسری تحصیل ٹالہ کی ہے اسکو متعلق  
چار سو ستانویں موضع اور تین لاکھ اکسٹھ ہزار تین سو اٹھانویں مع جاگیر جمع ہے سری ہر گوبند پورہ  
اور دھیرہ بابا نانک ٹرسے قبضہ کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں تیسری تحصیل شگر گڑھ کی اسکو گانوسات سو  
انبیاس اور تین لاکھ تین ہزار نو سو باسٹھ جمع سالہام مع جاگیر ہے چوتھی تحصیل ٹھان کوٹ ہر ایک  
تین سو چھ سو موضع اور ایک لاکھ نوے ہزار تین سو پچانوین جمع مع جاگیر ہے غرض کل ضلع کے متعلق

تین سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ پچیس ہزار پانسو گھنٹی جمع ہے پڑا تھا خانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق تمام  
 ماہ ہو پور ہے اور اسی مقام سے کل پھرین حکام کاٹ کر لائے ہیں جسے تمام علاقہ دو ابہ باری کا اولک  
 مانچو سیراب ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریائے بیاس سرحد کشمیری جالندہر ہے پھر کرن اور  
 سکے ٹالا اور پھر تلی جبکہ منہلی بھی کہتے ہیں اور پھر منہلی سے بھی پانی نکلتا ہے اور جامات سے بھی پانی  
 لیا جاتا ہے جامات کا پانی بدرجہ اوسط تین ماہ تک بہ نکلتا ہے پھر مردہ شکاری اس ضلع کی سات لاکھ  
 چالیس ہزار ایک سو ستاسی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پہلا کر حجاب فی سل چار سو چھ  
 آدمی شمار ہوئے **سب** الہ باری دو اب کے حصوں میں پچھ قبضہ ایک مشہور قبضہ ہے عمارات اسکے پختہ  
 و بارہ دفن ہے پختہ و مصنوعہ مکانات پہلے زمانہ کے مہین بہت ہیں بازار اس کے کشادہ و آباد و تجارت میں  
 بڑے بڑے سامان کار مالدار بھان دوکانین کرتے ہیں دور دور سے تاجر لوگ بھان مال فروخت کیو سطر  
 لاتے ہیں پچھ بھان ضلع مقرر تھا تحصیل بھان رہتا ہے اور تحصیل کی کھری ہوتی ہے لودی بادشاہوں  
 کے وقت پہلو رام دیو ہٹی راجپوت نے پچھ شہر آباد کیا اور جن دنوں میں کہ سنی تاتار خان سلطان پہلو  
 لودی کے طرف سے پنجاب کا ناظم تھا اون دنوں میں پھر رام دیو شیخ عبدالجلیل قریشی سہروردی لاہوری ٹی  
 خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تاتار خان ناظم پنجاب بھی شیخ صاحب کا مرید تھا شیخ صاحب  
 نے رام دیو کو مرشد شوق و ہوشیار تصور کر کر تاتار خان کی خدمت میں بھیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت  
 اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تاتار خان کے پاس نوکر ہوا اور ان مذاہج تک پہنچا کہ تاتار خان نے کل پنجاب  
 کے ملک اجارہ نوالا کہہ کر پراسکو دیدیا اور بڑا بھاری فائدہ اوسنے اٹھایا اوسنی اٹھ سو چھتر سنہ ہجری  
 اس شہر کی بنا رکھی اور آباد کیا اور بھان ہی فوت ہوا قبر اوسکی باہر شہر کے شرق کی طرف موجود ہے اس  
 شہر کی آبادی سے اول بھی کہی کسی زمانہ میں بھان آبادی ہو چکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب  
 دیوان خانے حکومت کنواں کہو داگیا تو زمین میں سے ایک دوکان رنگریزی کی دبی ہوئی نکلی جس میں سے  
 چند خلی نل کے تھے پچھ پچھ شہر کچھ پڑی رونق پھینکتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیر خان  
 راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اوسنے اسکی آبادی میں بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کی طرف  
 ایک باغ بنوایا اس کے اندر تالاب کہو داگیا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی پھر کے پانی سے تالاب کے پر آگے  
 کشیان چوڑی جن پر نماز پڑھنے والے سوار ہو کر مسجد میں جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیر خان کا  
 بھی تالاب کے جنوبی کنارے پر موجود ہے جب شیرنگہ رنجیت سنگہ کا بیٹا مالکہ جاگیر دار بنا تو اوسنی بھی اس شہر  
 میں ہی آبادی کیا ہا دستو تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ دری بنوا کر سیرگام پھر کی اور ایک باغ بنوایا

بنوا کر انارکلی نام رکھا شمشیر خان کے وقت سبب قدر دانی اوس حکم کے ٹبر جو ٹبرے عالم و فاضل و مشائخ و اولاد  
 و اہل حرفہ و پیشہ کثرت سے جمع ہوئی اور شہر کی آبادی بے قدر بڑھ گئی کہ کل دورہ شہر کا قدر اڑھائی میل کے ہو گیا تھا  
 یہی عمارتیں عالیشان بنچہ و مضبوط تعمیر ہوئیں شہر کے باہر بڑے بڑے باغ بنوائے گئے اور رنگ و نباتات لگائے  
 چند میں شیخ محمد فاضل شاہ قادری اس قصبہ میں تشریف لائے مسجد و مدرسہ و حویلیاں بنوائے اور تعلیم ظاہری  
 و باطنی ملطبی جاری کی اب قبر حضرت کا زما رنگاہ حاصل عام ہے اور عمر عام اودکی تاریخ وفات ہر اودکی  
 اولاد سے پھر حسن شاہ ایک فاضل اجل لاہور میں فوت ہوئے اور پیر حسین شاہ سجادہ نشین اس خاندان کے تھے  
 وہ بھی اب فوت ہو گئے خجائی سلطنت کے ضعف کے وقت بھت مرتبہ سکھوں نے حملے کئے اور غارت کیا آخر  
 جی سنگہ کہنہ کے قصبہ میں آیا اوسکے بعد ریخت سنگہ اور ریخت کے بعد صاحبان انگریز حاکم ہوئے انگریزی سلطنت  
 کے وقت جذبے پھر شہر راہیجنگہ کے جاگیر میں عطا ہوا اور اوسکی حکومت رہی مگر اوسکے مرنے کے بعد مضبوط ہو کر  
 گور و سپور کے ضلع کے شامل ہوا و قوم کہتری ایک ہندو اسی دوسری پوری شہر و مالہ میں نامور ہیں  
 پادچہ سوئی کہیں بھانگا تھخہ اور قہمتی کپڑا و ورد رنگا ہوتا ہے ریشمی کپڑا بھی قسم قسم کا بنتا ہے شہر کے تیز  
 کوس پر موضع مسابان میں حضرت شاہ بدر گیلانی کا مزار ہے اور سالیئہ سیلا تھرا بھاری کہوتا ہے شہر کے اندر  
 بڑی بڑی مسجدیں اور معابد ہندوؤں کے بنچے بنے ہوئے ہیں قلعہ بھی وسط میں بنچہ تعمیر ہوا ہے بابا نانک  
 کی شادی اس شہر میں ہوئی تھی جہاں اب بند رہا ہوا ہے اور چند اکثر اترتا ہے **کلا نور** و ضلع گورداسپور  
 میں پھر شہر دریائے راوی سے درے پانچ کوس آباد ہے اور شہر سے شمال کو ایک پھر جاری ہے جسکو کرن  
 کہتے ہیں بھرام پور سے کلا نور تک حدود رفاصلہ اسیکے بہت مقامات سے چٹے ٹکڑے ہیں اور بانی جنپوں کا جہنم  
 پھر خروان ہوتی ہے اکبر بادشاہ نے تیرہ برس کی عمر میں کلا نور کے مقام پر شہنشاہی کا اجلاس کیا تھا  
 اور اس مقام کو مبارک جانکر ایک شاہی باغ بھیاں بنوایا اور بڑی بڑی بنچہ و سنگین عمارتیں جام و غیرہ باغ کے  
 اندر تعمیر فرمائیں جو سکھوں نے پتروں کی طبع سے گرا دیں مگر نشان اونکے اب تک موجود ہیں خجائی سلطنت کے  
 اخیر تک پھر شہر بڑے باغ پر آباد رہا بلکہ آبادی اسکی دن بدن ترقی پر تھی آخر جب سکھان قارینگ کار و شونہا  
 میں ہوا تو اسکو بھی اونہوں نے لوٹ لیا اور اودکی خون سے لوگ جا بجا ہال گئے تھوڑی سی آبادی باقی رہی  
 رہ گئی اور اس بقیمانہ آبادی پر راگڈیہ سردار قاضی ہو بیٹھا اوس پر حقیقت سنگہ کہنہ نے پورش کی تو  
 باقیماندہ شہر بھارت ہوا امکانات جلای گئے پھر نو آبادی کا نام و نشان بھی اسیمن نہ چند سال کے  
 دیرانی کے بعد جل سنگہ حقیقت سنگہ کے بیٹے نے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور تیس برس تک دوبارہ  
 آبادی کی بعد وہ اس پر قاضی رہا اوسکے وقت میں چار سو دوکان اور تین ہزار گہرا سمن آباد ہو گئے تھے



جیل سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ اسپر قابض ہوا اب انگریزی قبضہ میں ہے رنجیت سنگہ کے وقت سے اب دو چندان چھ آباد ہو گیا ہے تجارت کثرت سے ہوتی ہے شہر کی عمارت کل نچھتے بارہ میں دوکاندار ساہوکار دوکانین کہتے ہیں گردنواح اس شہر کا ایسا سرسبز و سیراب کہ خشک سالی میں بھی پانی کی جتا بہنیں پہ غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں دی تا کہ ملہی بکثرت ہوئی جاتی سیوہ ہر ایک قسم کا نباتات طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں باہر شہر کے جنوب کی طرف مزار شیخ محمد فضل کلا نوری کا بنا ہوا ہے جو پنجاب بڑے کامل ڈلی ہو گئے رے میں شجرہ اوٹکا قادریہ خاندان میں بذریعہ شیخ ابو محمد قادری کے شیخ محمد طاہر لاہور کو ملتا ہے اور شیخ محمد فاضل جنگار وضعہ بابر میں ہے انہیں کے جانشین و خلیفہ تھے اور انہیں کے حکم سے بنالہ میں مدرسہ بنایا گیا تھا جس میں اب تک درویش بڑھتے ہیں اور رنگر جاری ہے دینا نگر بھاڑ کے نیچے کے علاقے میں جو باری دواب سے علاقہ رکھتا ہے چھ ایک عجیب خوش وضع سرسبز پر فضا سیراب سچے مکان ہے خضائی سلطنت کے اخیر وقت چھ شہر آدینہ بیگان نامہ دو اب بے تابلہ ہرنے آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ نگر رکھا پانی کے عین حیات آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی دو دور سے علماء فضلاء شیخ مہد اہل مشیہ و حرفہ صاحب کمال اس میں کلا باد ہوئے اور پانی نے انکو بکمال التجا بھیاں لاکر رکھا اور وقت گویا چھ شہر جمع علماء و فضلاء و مرجع اہل سہر و مشیہ تھا علاوہ اسکے ایک درجہ بلند تر آباد ہو جانے اس شہر کی چھ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک میں سکھ عمارت کرتے تھے سوائے علاقے آدینہ بیگان کے اس سے انکو کمال خون تھا اسکی پنجاب کے دو دور ملکوں سے لوگ اٹھ کر بھیاں آرہے آدینہ بیگان نے بھیاں ایک باغ بنوایا اور شاہجہانی پھر جو باد ہو پور سے لاہور کو گئی ہے باغ کے درمیان کہی اور بڑی بڑی عمارت عالیشان اور حسین بنو امین اور بھی شہر کے گرد استعد رہا باغ اوچھے جاری ہیں کہ کو یادہ تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے آبنوں اور سنتر و غیرہ درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں پانی پھر دن کا جا بجا پھر تپے شہر کے شمال کی طرف ایک بھاڑی نالہ ہے جو ہمیشہ پر آب متا ہے اور اس نالہ کے اوپر نلنگر مادہ ہو پور کے پھر کا پانی اس کے اوپر چلا گیا ہے جب آدینہ بیگان مر گیا تو سکھوں نے دل کہول کہول اسکو ٹوٹا اور ایسی نازنین و آباد شہر کو دو تین لوٹ میں بریان کر دیا چند سال چھ ویران پڑا پھر چند سال سکھ شہر اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال محرصہ میں اچھی آبادی ہو گئی میں جس تک وہ اسپر قابض و متصرف جبہ مر گیا تو گلاب سنگہ اس کے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد رنجیت سنگہ نے اسکو بدخل کر دیا اور کل علاقہ دینا نگر کار رنجیت سنگہ کے قبضہ میں آگیا رنجیت سنگہ نے چھ مکان بارہ ونق و سیراب سرسبز دیکھ کر اسکی آبادی کے طرف بدل توجہ کیا اور چالی چالی عمارتیں بنوائیں ایک باغ سیرگاہ بنوایا کل املاکو

بھی حکم دیا کہ وہ اپنے مکانات بھان بنو امین اس حکم کی تعمیل ہو کر آبادی بہت بڑھ گئی اور خود تخت سال بھر میں دو دو تین تین مہینہ بھان رہ کر گرمی کا موسم سہر کرنا اور شکار کہلیا اب بھی اس شہر میں بڑی دولت ہے بڑے بڑے سوداگر بھاڑے مال لیکر آتے ہیں بازار اسکا چورستہ قطع پر بنا ہوا کھایت خوشنما و با ہے میوے ہر ایک طرح کے بکثرت پیدا ہوتے ہیں خصوصاً انہوں گھاغد سے زیادہ افراط ہے جاسا خروں اور چیموں کے پانی لہراتے ہیں آبادی اسکی بیاس اور دریائے راوی کی عین وسط میں ہے اس سے کوس پر دریائے بیاس اور پنج کوس پر راوی جلتی ہے **بھراہ** اور ضلع گورداسپور میں آدینہ نگر سے اڈانی کوس کے فاصلہ پر پچھٹھ شہر آباد ہے عمارات اسکی بختہ و بار و نق و ایرانی ہیں قدیم سے مالک بھان کہتری ملے آتے ہیں اب سلمان بھی بکثرت رہتے ہیں اسکے پاس ایک بانی کی جہل ہے جسکا عوض و طول تین کوس شمار میں آتا ہے وہ جہل ہمیشہ پر آب ہتی ہے کنول کے پھول اس میں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ دور سے جہل کا سطح ایک گلزار بھولی ہوئی نظر آتی ہے چھلی و مرغابی کا شکار عام ہے رنجیت سنگہ و شیر سنگہ مہنوں بھان بہر شکار کہلا کرتے تھے بھر کر جن جو کلا نور کے نیچے ہتی ہوئی اجنا لہ کو جاتی ہے وہ اسی جہل سے نکلتی ہے گردنواح اسکے آہٹ کے دشت شمار میں بھار کے موسم میں بھان کے لوگ گویا جنت الہدن کے مقیم ہوتے ہیں آٹ ہوا بھانکی خوش اور خطہ دلکش ہے **بھان کوٹ** گورداسپورہ کے ضلع میں پچھٹھ شہر تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت صاحب بھان کوٹ ضلع گورداسپورہ کے کام کرتا ہے پچھلے پہل آبادی اس شہر کی لودیوں کے سلطنت کے وقت تارخان لودی پنجاب کے حاکم نے کی اور پٹھان کوٹ نام رکھا شاہجہان بادشاہ کے وقت ایک قلعہ نہایت مضبوط بختہ شہر کی شرق کی طرف بنوا یا گیا اور شاہی فوج قلعہ میں مامور ہوئی اور حکم ہوا کہ اگر بھار ہی پر آجنا کلا قلعہ پنجاب کی جنوبی حد سے ملتا ہے وہ سب پٹھان کوٹ کے قلعہ اسکے ماتحت رہیں اور قلعہ آ سال سال بزدلانہ راجوں سے وصول کر کے داخل خزانہ شاہی کیا کرے غرض کہ پچھٹھ سرحدی قلعہ کوہ شمالی کے تمام راجوں پر حکومت کرتا تھا خانی سلطنت کے آخر تک پچھٹھ نظام قائم رہا آخر غبار نگری سکھوں کی شہر ہوئی تو پچھٹھ قلعہ اور شہر کہنہ مثل کے سکھوں کے قبضہ میں آگیا اور اسی شکل کے تارا سنگہ نام ایک سکھ بھانکا حاکم بن گیا قلعہ کے اندر امنی رہنے کے گھر اسے بڑے بلند بنوائے شہر بھری میں چند سنگہ و گڑھ سنگہ سنگی مثل کے سرداروں نے اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا اور راگہ یہ سکھوں کے اتفاق سے اوہر کو روانہ ہوئے جب دینا سنگہ تک پہنچے تو ایک سردار اودن دونو میں سے ہر کیا دوسرے نے اس جہم کو تاربارک سمجھ کر فوج واپس کر لی اور تارا سنگہ بدستور پٹھان کوٹ کی حکومت پر روشن رہا جب بخت سنگہ کا وقت آیا تو تارا سنگہ کے دو بیٹے باب کے مخالف ہو کر رنجیت سنگہ کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ رنجیت سنگہ اہلکامی ہو کر پٹھان کوٹ پر اڈنا قبضہ

کرا دیوے رنجیت سنگھ کہ ایسے ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا فوراً لاہور سے چڑھ آیا اور سد انور انہی ساس کی  
 فوج مدد لیکر شہان کوٹ اپوٹا اور حنیف سیڑھی کر کر قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جما کر وہیں  
 چلا گیا اور تاراسنگھ کے دونوں کون کو بھی جو اپنے باپ کے بدخواہ ہوئے تھے ایک خریمہ دیا اب بھیہ  
 شہر انگریزی حکومت میں ہے اور سرکار نے وہ قلعہ ہمارا کر کر انیشین اسکی باری دواں کی بڑی نھر کے  
 بلوں وغیرہ عمارت میں صرف کی اور زمین قلعہ کی سیلام کر کر وہیں داخل سرکار ہر گیارہ سال پہلے  
 بھیہ قصبہ بھار کے نیچے کر یوں کے اندر راوی کے کنارے کے اور پڑا دہے اور اسی کے نزدیک ڈی  
 بھار سے ٹکرا مید انہیں ہتی ہے عمارت اس قصبہ کی سچتہ نہیں ہے کچھ لوگ تو چہر و زمین رہتی ہیں اور کچھ کچھ  
 کچھ مکانوں میں آباد ہیں محال اس قصبہ کا بارانی ہے شمال کے طرف قصبہ کے ایک مضبوط قدیمی قلعہ ہے  
 راجون کا بنا یا ہوامو جو تھا بسبب نے محال بارانی کے زمیندار یہاں کے حذان آسودہ حال نہیں ہیں  
 بھیہ قصبہ شاہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اسکی آبادی کا بھیہ تھا کہ بھیہ ملک قدیمی عہد سے  
 نور پور کے راج کے تابع علاقہ تھا شاہجہان بادشاہ کے وقت یہاں سنگھ برادر زادہ راجہ راجہ راجہ راجہ والی  
 نور پور کا دس سے رنجیدہ ہو کر مقام دہلی بادشاہ کے خدمت میں ہو پڑا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان  
 ہو کر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے از روی انصاف نور پور کے کل راج میں سے نصف ملک اسکو دیا  
 اسنے یہاں ہو چکر بھیہ قصبہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اسکا شاہ پور رکھا اور اپنا دارالریاست  
 بنایا مرید خان کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا تخت خان سندھ میں ہوا اس کے پیچھے وحید خان ہر سید خان  
 اپنے اپنے وقت مالک ریاست ہوتے رہے سید خان کے وقت چغتائی سلطنت ضعیف ہو گئی پر بھیہ سنگھ نور پور  
 کے راجہ نے قدیمی عداوت کو پھر تازہ کیا اور بھاری راجون کی مدد لیکر سید خان پرورش کی اور ملک چھین لیا  
 اور پر رنجیت سنگھ نے غالب کے یہ کل علاقہ اپنی قبضہ میں کر لیا **سبحان** پور گورداسپور کے ضلع اور  
 باری دواں کے علاقہ میں بھیہ ایک مشہور و آباد قصبہ ہے جھلی بھیہ چوٹا سا گاؤں تھا تو گوڈون کی وراثت کا  
 تھا جیسا سنگھ نے چغتائی سلطنت کے صنف کے وقت اپنا تصرف یہاں جایا تو اسنے اسی جگہ سکونت اختیار  
 کی اور ایک قلعہ چار برج اور پختہ ڈھیری کا بنا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے سچتہ حیدیان پر تکلف ہو کر  
 قلعہ کے تعمیر کر کے یہ گاؤں جائے امن ہو گیا اور گرد و نواح کے گاؤں کے لوگ جو سکھان غارت گروے  
 یہاں تنگ آئے ہوئے تھے یہاں آکر رہنے لگے جب آبادی بڑھ گئی تو کچھ شہر بنا دیا گیا اور تین دروازے  
 رکھے گئے مدت تک اس سنگھ کی حکومت سپر رہی اور ایک باغ بھی اسے یہاں بنوایا اس کے بعد جسے سنگھ  
 نے یہاں قبضہ پایا تو ایک باغ اس کے وقت میں بھی بنا اور شاہجہانی تھری جو اس قصبہ سے آدھ کو مس

برہم چھتہ پل باندھا گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز دشا داب بھاٹکے پنجھتے غلہ افزا سیر  
 چلیو تہذیب خاصہ چاندل خاصیت باریک خوشبو ہوتے ہیں ہلدی کی پیدائش کا یہاں حد و حساب نہیں ہوگا  
 یہاں کا بہت سیڑھا لڈیہ مشہور ہے محال یہاں کا خضری دباراتی ہے کشمیری لوگ یہاں بہت رہتے ہیں اونکے  
 پٹیان بہت غنی جلتے ہیں دریلے راہوی یہاں سے اڈامی کوٹس اور بیا گیا راہ کو س پر ہے اور سب سے  
 دشا دابی کے گرمی کے موسم میں یہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کاٹو وان** ضلع گورداسپور دبا  
 دوا کے علاقہ میں یہ قصبہ دہنے کنارے نالہ جلی کے آباد ہے شانان دہلی کے وقت میں سب کے کہ اور زیر  
 بادشاہ اکثر اوقات یہاں آکر شکار کہلا کرتے تھے یہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے ٹھرنے کے  
 مکانات سیروں نے یہاں سختہ و عالیشان بنوائے اس شھر سے بیاس تک چہ میل چوڑی اور غنیمتیں کوں  
 لبنی میں سراپا آئینہ زار ہے بہت گانو ادھین آباد ہیں اور بعض مقامات پر سبب تجارت و چشمہ سار  
 گزریادہ وسوار کا بھی دمان شکل ہوتا ہے آہو دگوزن وغیرہ جنگلی دھندلہ کا شکار نہیں ہے شیران  
 مردم خوار و لیکن آہو شکار خوشکان غنیمت آزاد و مان اتنے رہتے ہیں کہ کہیں نہیں رہتی اور ایک چیل  
 ٹری و حق طول کی یہاں موجود تھی جسکو کانو وان کا چہیلے تو تھے اوس میں پہلی مرغابی کا شکار ہوا تھا تیسرے  
 شکار کے شوق مند وہاں کشتی میں بیٹھ کر شکار کہلا تھے کنول کے پھول نگہاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پھول پتھر  
 پیدا ہوتے تھے نگہاڑہ خشک تر کی یہاں تجارتی چہیل کے اندر شہنشاہ اکبر نے جو لیان و قلعین دسیر گا میں بنوائی تھیں  
 جسکے نشان موجود ہیں شیرنگہ رنجیت سنگھ کے بیٹے نے بھی اپنی عمارت اسی کے وقت اس چیل کے اندر ایک  
 بارہ درسی تعمیر کی اور مدت تک یہاں شکار کہلا کیا غرض کہ چاہے ملک میں اسی شکار نگاہ اور کوئی  
 جگہ نہیں تھی کہ جہاں دشتی و آبی دونوں قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اتنے ٹری چیل کا  
 پانی نکلو اگر زمین خالی کر دی اور تمام آبادی زراعت کرادی اب اس جگہ لاکھوں من غلہ پیدا ہوتا ہو  
 اور کانو کے گانو آتا دھو گئے ہیں **چھر گوبند پور** ہاری در آب ضلع گورداسپور تحصیل  
 بٹالہ کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریائے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو بفاصلہ تھی  
 اس کے آبادی اسکی دریائے بیاس کے اوپنے کنارے کے اوپر واقع ہے بانی اسکا گورداسپور کا  
 پانچان جانشین ہے جسکو جیہ سٹی برگوبند چوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول جگہ گانو بہت چوٹا تھا  
 بعد ازاں جقدر ترقی سکھوں کی ہوتی گئی اور جقدر جگہ گانو آباد ہوتا ملا گیا پچھلے تمام شہر میں مغلوں کے محلہ  
 میں ایک ہی مسجد بنی ہوئی تھی سکھ مسلمانوں کو دوسری مسجد بنانے نہیں دیتی تھے اب جہے سرکار  
 انگریزی کی عمارت اسی ہوئی ہے مسجد بن جہت بن گئی ہیں اور بسا وینچہ ہونے زمین قصبہ کے کنو وں کا

بانی بہت دور اور عتیق ہے محال اس قصبہ کا اکثر بارانی ہے قصبہ میں مکانات سخیہ بہت بنی ہوئی ہیں بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہو ٹرے سا ہو کار مالدار و دکانیں کرتے ہیں **فتح آباد** باری دو آب کے علاقہ میں یہ قصبہ شاہشاہ جہانگیر کے عہد میں وشنے بلنگنار سے دریائے سیاس پر آباد ہوا اور نام اسکا شاہ آباد رکھا گیا پھر آدینہ بگ خان کے حکومت کے وقت بسا سکے کہ وہ اور اسکا لشکر آدینہ نگر کے آباد ہونے سے پھلے بھان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑھ گئی اور نہت آبادی کی چار ہزار گھر اور ایک ہزار دوکان تک پہنچ گئی مگر آدینہ بگ کے مرنے کے بعد سکھان سنگدل اسکے طرف بہت متوجہ ہوئے کئی مرتبہ عمارت کیانمکانات اسکے جلادے ٹپے بڑے عمارت کو منہدم کر کے شہر کا لکڑے لئے غرض سکھوں نے اسکی میرانی و بیجراغی میں ایک دقیقہ باقی بچوڑا چند سال تک یہ اجڑا ہوا اثرار کا کچھ مدت کے بعد اسکی آبادی بھی شروع ہوئی اور بھاگے ہوئے لوگوں نے پھر کر اپنے اپنے مکانات بنہانے اور کچی کی عمارتیں مختلف تعمیر کیں بعد ازاں جب فتحنگہ اہلو والیہ نے ہنگو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدل کر فتح آباد نام رکھ دیا اور فتحنگہ کے اہلکار جو اکثر مسلمان تھے انہوں نے چند مسجدیں و جوہلیاں سخیہ تعمیر کیں **دسیرہ نانک** یہ قصبہ دریائے لاوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس گوشہ شمال مشرق آباد ہے سکھوں کی عمارتیں میں اس قصبہ میں ٹری آبادی ہوئی سخیہ مکانات بنے بازار کشادہ بنا گیا تجارت کی ترقی ہوئی اور ایک موجب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبہ کا یہ ہوا کہ نانک کی اولاد بھان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکھ ہزاروں روپیہ نذر کے اونکو دیتی اور نانک کے مندر پر چڑھاتے تھے رنجیت سنگھ کے وقت پانوں گانواؤں مندر کے مصارف کے واسطے واکذا ہوئے اور ہتھیار روپیہ نقد خزانہ سے بھی نذرانہ بھیجا جاتا کئی مرتبہ خود بھی رنجیت سنگھ دمان گیا اور ہزاروں روپیہ و جوہرات و اشرفی نذر کئے رنجیت سنگھ کی عمارتیں میں کئی مرتبہ بدیون کی آسمین جنگ و جدل و کشت و خون و قوہ میں آیا مگر رنجیت سنگھ نے بنائیں ادبائے معاملات میں دخل نہ دیا بلکہ وہ استقر مطلق العنان تھے کہ جو بات سے سو کر دیتے کوئی اونکا پرسان حال نہوتا مندر نانک جبکو نانک کا ڈیرہ کہتے ہیں رنجیت سنگھ نے بڑا عالیشان ہوا یا گن پلائی کرایا مندر کبھری مسلمان اس قصبہ میں بہت رہتے ہیں مگر بدیون کثرت میں جنہن سے اب بھی بعض جاگیر دار و زمین دار ہیں **شکر گڑھ** ضلع گورداسپور میں ہے ایک قصبہ اور پرگنہ کا صدر مقام ہے تحصیلدار ماسخت صاحب ضلع گورداسپور کے یہاں کام کرتا ہے عمارت اسکی خام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تھانہ کا مکان خچہ بنا ہوا ہے محلہ جہانپور مشہور قصبہ نہ تھا مگر اب بسبب ترقی ہونے تحصیل کے مشہور ہو گیا ہے شکر گڑھ اصل ہر نام ایک قلعہ کا



ہے جس میں اب کچھ ہی تحصیل کی ہوتی ہے یہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگھ نے بنوایا تھا جو آغا زین الدین کی  
 بہن اس علاقہ میں قابض ہوا تھا پھر سردار ان سندنو الیہ نے جنگی جاگیر میں یہ علاقہ تھا اس قلعہ کے گرد  
 گھاٹوں کا نام اصل میں کوٹلی ہے منٹیکہ اس علاقہ میں کثرت پیدا ہوتا ہے قوم گوجر اس رگنہ میں کثرت رہتی ہے  
 اور موضع دین پور میں قبر نو گزہ پیر کی ہے وہاں ہمال پھر میں ٹرا سید ہوتا ہے **شہر لاہور**  
 یہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کے دیارے راوی کے بائیں کنارے پر بنی ہوا ہے و وسیل آباد  
 ہے عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تو اسیخون میں اسکا نام کہیں لہا ورا در کہیں لہا نور اور کہیں پور  
 اور کہیں لاہور تھو یہ میر خسرو دہلوی اس شہر کو کھنڈ قول السعدین میں لاہور کے نام سے یاد کرتے ہیں اور  
 شعر مندرجہ اس کتاب کا یہ ہے **از حد سامانہ تالاہور + پیچ عمارت نہ گزدر کشور + اسو می معلوم**  
 ہو اکہ آٹھویں صدی سنہ ہجری کے ابتدا میں جب میر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شہر کا نام لاہور  
 ہی تھا اصلی نام اس شہر کے بانی کا بب گزہ جانے مدت دراز کے گھوٹی معلوم نہیں ہوتا کہ آیا اصل  
 کس راہ نے اسکی بنیاد رکھی عموماً یہ مشہور ہے کہ راجہ رام چند کے بیٹے نے اسکو آباد کیا اور پور نام کہا  
 پھر پور سے لاہور غلط المعام مشہور ہو گیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے  
 کہ سولے خلاصۃ التواریخ کے اد کسی تاریخ پورانی میں لاہور کا کہیں ذکر بھی نہیں ہے بلکہ صاحب سالہ  
 تختہ الاصلین جبکہ مسمی احمد زنجانی نے سال ۳۳۰ھ میں شان غرین کے وقت لاہور کے علماء و  
 مشائخ کے حال میں تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ شہر  
 اول راجہ بھرت نے جو پانڈوؤں کی اولاد سے تھا راجہ بنایا اور نام اسکا بھرت پوری رکھا اور وقت  
 آبادی اسکی تمام و مخصوص تھے پھر کچھ مدت کے بعد پھر شہر ویران ہو گیا مدت مدید کے بعد پھر راجہ بکراج کے  
 حکم سے اسکی آبادی کی بنیاد رکھی گئی ہنوز آباد نہیں ہونے پایا تھا کہ بکراجیت مر گیا اور سمنہ پال جو کی تخت نشین  
 ہوا اس کے وقت میں آبادی اسکی با تمام ہو چکی اور سمنہ نگر کا نام مقرر ہوا بعد ازاں جب راجہ دیشک دیلی  
 کے تخت پر بیٹھا تو اسنے یہ شہر لو مار چڑھا ہے براؤزاو سے کی جاگیر میں معد کل ملک تعلقہ پنجاب کے عطا کیا  
 اسنے اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور آبادی میں بھرت کوشش کی اور سمنہ نگر سے نام بدل کر لونا پور  
 رکھ دیا مدت کے بعد بک کثرت ہتھال کے لونا پور کے لفظ سے پ اور و او محمد و ف ہو کر لاہور ہو گیا  
 یہ واد السلطنت مقر ہے سلطان بگلیں اور سلطان محمود غزنوی تھے راجہ اس شہر کا بھی پال تھا جسکے  
 بعد تاند پال اسکا بیٹا راجہ بناؤنسو پیچہ بخت سنگھ کے عہد تک برابر تسلط اس پر اسل اسلام کا یہ اس عہد  
 یہ شہر بہت ترقی و آبادی ہو گیا حال مفصل اون صدیوں کا حکام کی تواریخ میں علیحدہ تحریر ہو گا اکبری اور

جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری عہد میں اسکی آبادی نے بڑی ترقی پائی حصار کے باہر بھی دو رنگ آباد  
 چلا گیا خانہ موضع مزنگ جو اب لاہور سے ایک کوس پہلے وہ عین ایک محلہ باہر کی آبادی میں تھا  
 جنوب شرق کے سمت کو اسکی آبادی سیانہ کے روضہ کے درے تک تھی اور موضع گنج جہاں لاہور سے تین  
 میل پہلے وہ بھی گنج پورہ محلہ کھلا تھا بھت محلے مثل گذرنگ خان و دہلی و ڈاری و لکھی محلہ و سید سرد  
 خواجہ محلہ وغیرہ شہر کے باہر آباد ہو گئی تھی اور آبادی کی بھید مالک کاٹھہر و پھینی شندک ٹک میں فروخت ہوتی تھی  
 اور عین بادشاہوں کے عہد میں قلعہ لاہور دشمن برج و شالار و مسجد و زیر خان و بادشاہی مسجد وغیرہ اور  
 نزار و عمارتیں عالیشان لکھار و پیر کے صرف کے تیار ہوئیں بلکہ شاہجہانی محلہ رسی میں ایک کھانا خانہ  
 اصنافان و زیر کا اس شہر میں بائیس لاکھ روپیہ کے تیار کی گئے تھے نام و نشان سکون نے خنوار ایک محلہ  
 داراشکوہ شہزادے فرمہ اپنی جو ملی کے پہلی در و از می کے باہر ایسا بنوایا تھا جسکے ساتھ کا اور دو ہزار  
 سز کے سر زمین میں نہ تھا وہ بھی سکون کی دست دزاری سے گرا گیا جسکی بنیاد کی انٹین لگا کر اب محکمہ  
 ٹیکہ دار نے سراسر بنوایا عالمگیری کے عہد میں دریا سے راوی شہر کے قریب آگیا قریب تھا کہ شہر غرقاب ہو جائے  
 بادشاہ نے بہت سار روپیہ صرف کو کے ایک پختہ بند بنی کوس میں بنوایا اور شنگردن پانی کے غرقاب ٹیکہ دار  
 جسکے شان اب تک موجود ہیں جہاں ہی سلامت کے ضعف کے وقت سکون نے بہت مرتبہ دل کھول کھول کے  
 اس شہر کو لوٹا اور جہاں گہر سار کر دے لکھان لگا کر لے گئے اس سے حصار سے باہر حصار آباد چلا کر  
 آج گیا بلکہ حصار کے اندر اندر بھی جو تھا حصہ آباد رہا باقی سب لوگ سکون کے ظلم کے مارے بھاگ کر ملک کو  
 تیس چالیس چھ کی دہشت آئی کہ آدمی سپر و پی کی گھون گھون لگی بھرتو گھردن کے گہرا مے ہو کر دہلی و  
 کے در و از سے بند کر مر گئے کوئی کسی کا حال یہاں نہ تھا اور شہر میں مین حاکم سکھ جو علیحدہ علیحدہ باقی  
 آبادی میں بکراں تھے وہ رعایا سے بھی زیادہ بڑبڑاوتے تھے آخر جب عنایت الہی ہوئی تو اول تیرہ روز  
 رات دن منہ برسا تھو ورمو آرنجیت سنگ نے شہر لیا تو دوبارہ صورت آبادی کی ظہور میں آئی اور سنی  
 بڑی کوشش سے حصار کے اندر کا شہر آباد کیا شہر ناہ کے مرمت کی نچہ خندق کو دوائے دہرے دریا  
 بنوائے امرا و وزرا نے بھی مثل جہاں خوشحال سنگ و دھیان سنگ و فقیر خیر الدین و غلام الدین و راجہ دینا  
 وغیرہ شہر میں نے بڑے بڑے عمارات عالیشان بلند و وسیع بنوائیں باغ بنوائے اگرچہ بادشاہی عمارات  
 مثل مسجد بادشاہی و مقبرہ جہانگیر کے مرمت کی طرف رجحیت سنگ نے توجہ نہ کی بلکہ انکے پیرا دکھڑا کر پیر  
 و وزیران کو دیا تھا مگر نئے مکانات جو میان باغ و غیرہ اولی بنیاد تعمیر ہوئے انھیں سکون کی  
 ملک لاہور کی آبادی دن بدن ترنی پر پھی صرف کر پے بازار میں اور کچھ سے بھرے ہوئے رہتے تھے

جب انگریزی زمانہ آیا تو ادھون نے آتی ہی شھر کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا مقطع و خوشنما تعمیر کرایا  
ہزاروں کوٹھیاں بارگین نئی تعمیر ہوئیں ٹرپے کنڈہ رات لاہور کے برابر کر اسے بڑی بڑی مکاناں بنا دی  
زمینوں کو ہموار کیا برائے بادشاہی مکانات کی مرمت کرائی میانیر کے میدان میں جہان آبادی کا نام  
نہ تھا چھاونی فوج کی مقرر کی اور ہسپتال آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور و مان آباد ہو گیا شھر کے خندق  
بھر داکر خندق کے مگھہ چاروں طرف باغ لگوا دئے ایک چوٹی سی بھڑ لاہور کے زید دیوار کہو داکر  
فیض عام جاری کیا زمانے مردانے گھاٹ بنائے دھونے کے بھر کے اندر رختہ بنائے شھر بنا د لاہور کا  
جوڑا بلند و بموقع تھا گردا کر پٹ بنوایا شھر کے بازاروں کے ٹرکون کے اوسر تو فرش کروا کر کھڑدہ نالین  
کہو این و کانوں کے آگے چوبی چھپر خوشنما بنے ریل گاڑا دیا سنجہ و خوشنما خوبصورت بنا کر ایسی اور کئی  
انگریزی عہد میں جن میں نئی تھی غرض کہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب و زینت کے بڑانے میں کوئی وقفہ  
باقی نہیں چھوڑا اور فیض علم کا سہرا جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کو چھ مدرسے سرکاری اور شہر  
کے جاری ہیں ٹرے مدرسے سرکاری کالج و تعلیم المعلمین ہیں اسکے شاغین شھر کے اندر بھت پھیلے ہوئے  
ہیں دوسرا اثر اندر سہ مشن کہلاتا ہے جو پادری کا ہے اسکے شاغین بھی بہت ہیں یونیورسٹی و انجنیئر  
کیشیاں ہو کر دوسا کی معرفت ترقی علم اور زراہ عام کی تدبیریں سوچتی جاتی ہیں ڈائریکٹر صاحب جوڑے  
افسر مدارس پنجاب ہیں وہ بھی لاہور میں رہتے ہیں اس سب سے اور بھی علم کی ترقی میں ترقی ہوتی چلی جاتی  
اشراف اہلاد ہند و مسلمان ہنگی چارو جا ہے سو علم ٹرے کی کو مانت نہیں ہے علاوہ اسکے ایک اور  
سوجب ترقی علم کا ہے کہ خاص لاہور میں انڈینس چاہے خانے جاری ہیں جن میں ہر ایک علم کی کتاب چھپی  
اور جو کتاب پھلور دیون کو ملنی تھی اب میوین کو مل جاتی ہے۔ عمارت اس شھر کی سنجہ و گنجان ہے مکانات  
دو منزلیہ منزلیہ چار منزلیہ پنجم منزلیہ بکثرت ایک منزلیہ کم ہیں کوچے بازار رنگ ہیں کارخانے پشمینہ با  
وروی و ریشم کی بہت جاری ہیں گلبدن ریشمی بھان ٹرے اعلیٰ بنا جاتا ہے اور صد کارخانے جاری ہیں  
جکے تفصیل کے کہنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم ہند و کشتری ارڈرے مسلمان سید قریشی مغل ٹہیان  
شیخ خوجہ کشمیری بکثرت بھان متو میں آب دہو لاہور کی ابھی ہے گرمی و سردی بدرجہا وسط ہے شھر کے  
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش رو و خوشگوداراتی ہیں گراں جوہنڈ اور فریب اور عداوت بہت بڑی  
اور دوندگی بہت چھل گئی ہے۔ چھ شھر دارالسلطنت کل پنجاب ہے نواب لٹٹ گورنر بھادر دھاجان  
چیف کورٹ و فائنل ٹرے بھادر ڈائریکٹر صاحب لٹٹ گورنر بھادر غیرہ حکام اعلیٰ جکی حکومت کل پنجاب ہیں بھان  
رکشی ہیں ضلع و کشتری کی پھری بھی بھان ہوتی ہے کشتری کے متعلق لاہور گورنر انو افریز و پوریتین ضلع اور

ضلع کے متعلق چار پرگنوں میں لاہور چوہانیاں قصور شرق پور ہے اسٹنٹ واکسٹرا اسٹنٹ کے کچھریان ماتحت حساب  
 ڈپٹی کمشنر بنہا در کے الگ ہوتے ہیں ایک کچھری آنریری مجسٹریٹوں کی جہین نواب نواز ش علی خان نواب  
 علیہ محمد خان خیر الدین شیخ سند ہے خان در اسے مول سنگہ دیوان ہنگو اند اس منٹت جو الانا تہہ داس مل عالم  
 میں لاہور کے اندر موتی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان بجیا تھہ ضلع میں کچھری کرتے ہیں جو امیرین  
 رئیسوں کے اور دوسرا لاہور کے مثل راجہ ہرندس سنگہ و نواب غلام محبوب جانی وغیرہ اگر عدالت کے کام  
 مامور تھیں ہیں مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورت و کیٹی میں وہ بلائے جاتے ہیں شہر کی صفائی کا کام بھی یہی ہیں  
 کیٹی کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے جو چکی کی مد سے ہوتے ہیں اسی کیٹی کے تجویز سے  
 ہوتے ہیں کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے بموجب چہ لاکھ پینتالیس ہزار تین سو تیس تھے مگر اب زیادہ  
 ترقی ہے ضلع کی کچھری کا مکان ٹراعالیشان بن رہا ہے - فقیر غلام سرور جامع اور اراق بھی خاص  
 لاہور لکھنے والا ہے بنہا در کے ملتان سے لاہور میں آئے تھے اور امین رہنے کا محلہ علیہہ آباد لکھا  
 تھا جواب ملک منشیوں کی کوٹلی کہلاتا ہے چالیسی قوطیہ کے فترے میں بنہا در کے بزرگ بھی لاہور سے جا بجا  
 نکل گئے اور تو اس کے وقت والیں گئے صرف اب محمد بخش قریشی برادر ہم جدی بنہا در کا موضع منج ضلع امرتسر  
 رہتا ہوا اور محمد بخش جیہ کترین کاشی ڈن ہی رہتا تھا بخش کا باب حافظ محمد سے اور بنہا در کا دادا مفتی رحیم اللہ بہتیر  
 حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد توسل سسرال کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہاں بود و باش اختیار  
 کی اور محمد بخش کا دادا مفتی مولی بخش موضع منج میں جا کر رہے ان کے بعد مفتی بنی بخش امیر بخش عمر بخش علی بخش  
 بھائی وہاں رہتے رہے اب وہیں سے محمد بخش امیر بخش کا بیٹا رہا ہے لاہور میں بنہا در اور محمد جواد بن علی  
 برادر زادگان سپران ہدیہ محمد جوم و مظہر دین و فیض الدین سپران و غلام محی الدین قسری غلام رسول جوم تاشی  
 اب بنہا در شیخ بھاد الدین ذکر یا ملتان کے احوال میں تحریر کر لگا - شہر لاہور کے مسلمان شیوں میں سے مولی  
 نواز ش علی خان خیر الدین علی رضا خان قزلباش تھے ریش و جاگیر و اریاض صاحب خیر و برکت میں  
 اگر شیعی مذہب میں مگر تقصیب اسی نام بھی تھیں ایام محرم میں ان کے دو لقا تہہ میں سے برابر فیض سنی و شیعی  
 کو ہو چکا ہے بہت سارے اس میں کاکار خیر و بنی و دنیاوی میں صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک  
 ان کے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال خلق و عظیم اور خیر خواہ خلاق ہیں - دوسرے بزرگ  
 نواب غلام محبوب جانی ہیں جن کے باب نواب شیخ امام الدین اور داؤد شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کے بعد ہیں  
 ناظم تھے پھر ریش سخن شیخ و سخن فہم بھی ہے فارسی شعر بہت چھانستہ لکھتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہیں  
 البتہ مدنی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہی اس خاندان کے سرفراز شیوں میں سے

شیخ سندھ ہے خان آنریری مجسٹریٹ لاہور و شیخ فیروز الدین بھی صاحب غرت و صاحب قیوم جو وہیں۔  
 فقیر قمر الدین فرزند خلیفہ نور الدین ہے اسکے پدر بزرگوار نور الدین مہاراجہ تھے دربار میں مشہور بادشاہ  
 و مقرب بادشاہ تھے انکے چچہ فقیر عزیز الدین و امام الدین بھی بڑے امیر کبیر و معالج و طبیب و صاحب مہاراجہ  
 کے تھے مہاراجہ کے عہد میں علم کی روشنی گویا اسی خاندان میں تھی و درجہ ہیشہ جاری رہتا تھا سخاوت  
 بھی عام تھی سیکڑوں درویشوں کو سبق و طبیب دے دیتے تھے ان کے بزرگ خاندان نو شاہیہ تادریہ کے  
 فقیر تھے اس واسطے فقیر کہلاتے تھے باوجود اس عالیجاہی کے لباس بھی گہرے اکثر اوقات ہوتا تھا فقیر  
 عزیز الدین کے صاحبزادے فقیر چراغ الدین بھی بڑے نامی امیر تھے اب انکے بھائی جمال الدین بھی کھڑا  
 ہیں فقیر نور الدین کے فرزند فقیر شمس الدین گویا اسم با اسمی نہایت دیندار پر مروت صاحب خلق و محبت تھے  
 انکے فرزند برین العابدین برہان الدین و شاہاب الدین موجود ہیں دوسرے فرزند نور الدین کے فقیر نور الدین  
 و حفیظ الدین موجود ہیں ان میں سے فقیر قمر الدین نہایت علیم و کم گو و متصف مزاج حاکم ہیں او عہدہ آنریری  
 مجسٹریٹ برہنہ ہیں جو تھی خاندان نوابان ملتان اولاد و اقارب نواب مظفر خان و الی ملتان میں  
 انہیں سے نواب جاگلسن خان و احمد علیخان و نواب عبد الحمید خان نام آدریش ہیں۔ نواب عبد الحمید خان  
 کو فسر خاندان تصور کرنا چاہئے کہ وہ سرکاری خدمت آنریری مجسٹریٹ پر بھی مامور ہیں اور معالج اسکو کہ  
 ہزاروں بیماروں کی دست شفا سے صحت پاتے ہیں۔ ہندو و سائیں سے بڑا خاندان راجہ برہنہ سنگھ کا  
 شمار میں کرتا ہے اور راجہ صاحب صاحب اختیار چون ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہیں بھہ جائیداد  
 متنبی راجہ تھیکانگہ کے ہیں جو ہماراجہ کے وقت سپہ سالار تھے او جعیدار خوشحال سنگھ بانی اس خاندان کا  
 چہاراجہ کے دربار میں امیر الا عظم تھا اسکا بٹیا سردار بگوان سنگھ بھی چون ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار  
 بڑا فیاض سخی دل کہلا سردار ہے جو امرتسر میں سکونت کہتا ہے اس سردار کی داد و دشن کا حال  
 اگر لکھا جائے تو علیحدہ ایک دفتر تحریر ہو۔ دوسری خاندان پٹیاں گشری اس خاندان میں سو بھائی دیوان گنگارام  
 بھائی سے مہاراجہ بہت سنگھ کے خدمت میں گرویہ انی خدمت پر مامور ہوا انکا بیادیاں جو دیوار شاد فوج کا دیوانی انکا فرزند  
 بیجا تھے انگریزی عہد میں تحصیلدار و اکثر اسٹنٹ و آنریری اسٹنٹ رہا اب اسکا فرزند خور داس ان کا  
 فرزند ناتھ موجود ہے خدا سلامت رکھے دوسرے چراغ اس خاندان کا راجہ دنیا ناتھ تھا جکی سخاوت  
 و مروت و قدر دانی کا شہرہ تمام زمانہ میں ہے بھہ مہاراجہ کے سرکار میں محکمات دیوانی کا افسر تھا  
 انکا صاحبزادہ دیوان انرا تھہ اکبری مرد فاضل و شاعر و امیر تھا انکا دیوان شعرا موجود ہے او انکا بیٹا  
 رام ناتھ اب کسٹراسٹنٹ ہے دوسرا بیٹا راجہ دنیا ناتھ کا کنوڑی رنجن ناتھ بھی مرد خوش طبع و شاعر و فاضل ہے



و باذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت غلیظ۔ لاہور کے نکلنامہ ملک کارون میں سے فی زمانہ سروسا اور چند  
کو تو ال اس لائق ہیں کہ انکا ذکر خیر کتاب میں درج ہو یہ شخص محبت و خلق کے وقت نہایت نرم اور مہربان  
سیاست میں بھاری گرم ہے طرفہ بھیکہ کہ اس کے نیک عادتوں سے حاکم و رما د و نو خوش ہیں ملازم لوہ  
ہو کر کیا نام رہنا اوسے ہر دکان کام ہے باوجودیکہ کارسکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فرو گزشتہ  
کرتا جو دن و بد معاشوں کو برابر سزا میں ہوتی ہیں سپر بھی شھر والوں میں سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک  
کیا بد اس شخص کے مداح و شاہزادان ہیں۔ رے بھادر کنہیا لال لکھنؤ انجینئر لاہور ڈویژن بھی سرکاری  
عہدہ دار دن اور وسائے نامی گرامی میں سے ایک چشمہ فیض و دریائے سروت مشہور ہیں انکا اچھا  
جمیدہ و ضعیف منبہ کی تشریح احاطہ تحریر و تقریر سے افزون ہے ہزار دن آدمی ان کے خزان  
سروت و احسان سے بھر پاتے ہیں مولف کتاب غلام سرور بھی چھ سال کے عرصہ سے انہیں کے  
ملازموں اور نمکخواروں کے سلک میں منسلک ہے طبیعت راسی صاحب کی بھاری موزوں ہے اور فاضل  
نظم لکھنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی و یادگار ہندی و ہندگی نامہ و طفر نامہ و بخت سنگ  
الہ دین بخت نامہ ان کے مصنفہ و منظومہ کتابیں بار بار چھپ کر شہر ہر جگہ ہیں اردو میں بھی فاضل  
ہندی و مساجات ہندی و کتابیں مقبول و منظور خاص عام ہیں ہندی انکا تخلص ہے اب ایک جدید  
تصنیف انکی تاریخ پنجاب مشہور ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے۔ لاہور کے علما و فضلاء میں سے حافظ ولی  
کو ایک چھلوان دین تصور کیا جائے تو صحیح ہے کہ علم سافہ میں ٹبے ٹبے پادری عیسائی انکو رد و  
لا جواب ہو چکے ہیں شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہیں کہ کوئی بول نہیں سکتا آجکل لاہور میں  
اسی بزرگ کافوتی احکام دین میں مانا جاتا ہے باوجود انبیائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی  
استدراعات کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو نوک نہاں یا وہیں اگر یہ مولوی خلیفہ محمد الدین غلام محمد  
اور فضل لاہور کے خاندانی مولوی و فاضل موجود ہیں مگر حافظ ولی اللہ کے حافظ کو کوئی شخص چھوٹا  
ادرجو اس نامہ کے نو تعلیم یافتہ مولوی و فاضل یونیورسٹی کے سند یافتہ پیدا ہوئے ہیں یہ مردہ علم  
ریاضی و منطق و تحریر و قلیدیں و نظم و نثر کے فاضل ہیں دینی علوم میں انکو بھرہ بھین بکھر و درویش  
ہو چکا دیگر سنت جہد راہو ادین ہے خلق و ادب فیض رسانی نام کو شخص انکو اظہار نام میں صرف تصنیف  
اوقات ہے اس واسطے مشرک ہیں لاہور کے شہر اشیرین کلام میں سے پرانا شاعر و نام آور فرد اللہ  
المتخلص بے سکھوں کے وقت وہ استاد مشہور و تھانی الحقیقت اس وقت سخن کوئی میں وہ تانی  
میں کہ کتاب کا کبر و نہ سے انگریزی علم اری ہوئی اسے شہر لکھنا ترک کر دیا ہے عمر بھی ضعیفی کی گئی ہے

علاوہ اسکے مکتب اربی کے کام نے اسکا مغز خالی کر دیا۔ دوسرے اچھی شخص رفیق اگرچہ خاص لاہور کے  
 رہنے والا تھیں مگر اکمل وہ لاہور کے شعرا میں سے تصور کیا جاتا ہے شعراء و دلائق تعریف کہتا ہے مفتی امام شمس  
 بالوی ایک مشہور شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسن آزاد بھی نجات اجمارا اردو  
 فارسی شعر کہتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہیں سید شاہ سردار گیلانی شائق تخلص بھی نجات شمس  
 لکھتے تھے انیسویں کے اب وہ فوت ہو گئے ہیں انکے شاگردوں میں سے میان فریح اچھے شاعر ہیں اردو  
 غزل انکے نجات اچھے ہوتی ہے سمیرا اماس قابل تخلص فرزند نصر علی رام خزاہی محاراجہ رنجیت سنگہ  
 کے بھی اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں مثنوی فارسی لائق تعریف لکھتے ہیں خدکتاب من تنظیم فارسی ان کی لکھی ہوئی  
 مشہور ہیں جیسا تصانیف لاہور میں اسے عباد کرنا لال مندی تخلص میں جکا ذکر فرمایا ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویس  
 مولوی فضل الدین فرزند میان محمد بخش صحافت تھیں مشہور و معروف آدمی ہیں فی الحقیقت علی فارسی نو خطا تھے  
 علاوہ اسکے کار لقا شمس غیرہ میں بھی استاد ہیں آدمی جامع الفنون بامروت خوش نثر و خوش خلق و نرم دل و حلیم و دہر و مشہور  
 خوشنویس میرزا امام دیر دمی کابلی ہیں تیسرے میان سید محمد بیہ شخص بھی نجات اچھا لکھتا ہے غرض  
 ان تینوں خوشنویسوں کو لاہور میں خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردوں میں سے  
 شمار ہوتے ہیں میان فضل الدین کے استاد میر بخش مرحوم خوشنویس سہمی عہد میں ایک لاثانی خوشنویس  
 تھے جنکے شاگردوں میں سے فضل الدین بشک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی میان میر بخش کا شاگرد  
 تھا اس شہر میں قدیم خاندان قاضیان لاہور کا نجات نام اور تھا سب سے اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد  
 میں بزرگ اس خاندان کا شیخ عبدالباقی اپنے کمال علم و افتاء کے سبب قاضی قرار پایا مدت العمر دسویں  
 عہدہ کا حق کمال دیانت و امانت ادا کیا انکے بعد اونکا بیٹا قاضی نظام الدین باکے جانشین ہوئے  
 رنجیت سنگہ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو بیچہ عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا انکے تین بیٹے  
 تھے ایک سیم الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین سیم الدین عہد قضا پر متمنا نہ ہوا اور امام الدین  
 کو عہدہ افتا ملا اور معین الدین انکے مددگاروں میں شمار کیا گیا سیم الدین کے وفات کے بعد اونکا بیٹا عظیم الدین  
 قاضی قرار پایا اب اسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سہمی عہد میں شہر کا کام شل قابلہ تھی  
 و طلاق و نکاح و فتویٰ مسائل شرعیہ انکے متعلق تھا اب بھی کام بالکل انکے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور سرکار  
 انگریزی سے کی طرح کی پرورش اس خاندان کی تھیں ہوتی کس قدر نکاح و طلاق کا تعلق باقی رہ گیا ہے عظیم الدین  
 کا فرزند حفیظ الدین اور اسکے بیٹے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہیں امام الدین کے دو فرزند لقا  
 کار تاج الدین و فیض الدین لاہور فوت ہو گئے۔ پنجابی دیہی شعرا اگرچہ بچے زمانہ میں وارث شاہ وغیرہ

بہت ہی گزر چکے ہیں جبکہ اشعار زبان زد خاص عام ہیں مگر آجکل کے زمانہ میں سید فضل شاہ امتحانِ فضل سے گویا سبقت لے گیا ہے اسکے کلام میں تجنیں نگار بہت ہی چند کتابیں پنجابی زبان کے مثل سوہنی مٹی ال دھیر را بنجا و سہی بنون فیوسف زلیخا و دلیل مجنون و دہرہ ماے پنجابی جہاں کر مشہور ہو چکے ہیں اس شاعر پنجابی کی طبیعت شکل پسند بھت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکھتا ہے نسبت تجنیں اور کثرتِ تکرار کے شائق اس کے ٹپٹے میں ناپا بار ہو جاتا ہے نہایت لاشاقہ محنت انگیز اور پروا کر کے وہ تجنیں اشعار لکھتا ہے جیسے فائدہ لوگ کم اڑھاتے ہیں۔ شخص لاہور کے تیرہ دروازے ہیں ایک سلی دروازہ دوسری اکبری تیسری مروجی چوتھے شاہ عالمی پانچویں لاہوری چھٹے موری ساتویں بھائی آٹھویں ٹنگالی نویں روشانی۔ دسویں مٹی گیارہویں کشمیری بارہویں خضری تیرہویں ڈکی اور دیوار اکبری فیصل کی جو بڑی بلند اور برج تھے انگریزوں نے گرا کر انہیں فروخت کر لیں اور چھوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر کی شانِ شوکت جو فیصل کے پرانی دیوار سے تھی اب نہیں رہی اس شخص کے اندر وہاں بادشاہی وقت کے عمارتیں مسجدیں مقبرے اور علماء و صلحا و مشائخ کے مزار ہیں دسرا میں بہت ہیں اگرچہ سکھوں کے وقت صد مامقبرے اور مسجدیں خشت و روشن بنے گرا کر انہیں فروخت کر لی گئی تھیں تو بھی بھت باتیں ہیں اور نئے عمارتیں سکھوں اور انگریزوں کے عہد کے بھی بنیاد ہیں جنہیں سے تھوڑے سے نامی مکانوں کا حوالہ لکھا جاتا ہے

**سراے محمد سلطان** ان بھتیہی سراے انگریزی عہد میں محمد سلطان ٹہکے دار نے بنوایا شاہجہان کے وقت یہاں دارالاشکوہ کا جس کا بنام تھا عمارت اسکی عالیشان و پختہ بنی ہوئی ہے سراے کے شمال میں ایک نیا بازار آباد ہوا ہے جسکو لکڑہ بازار کہتے ہیں شرق کے طرف سراے کے ایک عہدہ باغچہ بنا ہے دور دور سے مسافر اگر اس میں ٹھہرتے ہیں اور زیادہ تر باعث رونق کا بھیہ ہوا کہ تعمیر کے بعد کئی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سراے میں لوگ مفت رہتے ہیں **دیوان رتن چیمہ**

**کی سراہی** بھیہ سراے دیوان رتنچند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عمارتیں میں تعمیر کی بھیہ سراے بھی بڑی سراے پختہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے لگے ایک چوٹا سا تالاب جو محض کربانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹھا کر دو ارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان رتنچند رنجیت سنگھ کے وقت حضور نور میں تھا اور اب چند سال سے رگیا ہوا **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنیاد شاہنشاہ اکبر کے وقت رکھی گئی تھا انگریزی عہد میں بھی اس میں کچھ عمارتیں بنی شاہجہان بادشاہ نے اسکو خوب راستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و دروازا کا بہن لاکھاروپہ کی تیاری بھارت سے لگے اور سرخ تعمیر ہوئے مٹھن برج ٹہرا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس قلعہ کے چاروں طرف بڑی اونچائی تھی

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے تختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عمارتیں گرا گئی  
 گئی اور گورن کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئیں سنگ مرمر کی ایک چوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت  
 کی اس میں خلیات مطہر مکان ہے جسکو موتی مسجد کہتے ہیں رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدل کر موتی مندر رکھ دیا  
 اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اس میں رکھے اب بھی انگریزی خزانہ اس میں رہتا ہے قلعہ میں سیکہ زین بہت  
 ہوا ہے گورہ فوج مامور رہتی ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہیں جو بالفضل و بند ایک کھلا ہے  
 غری کے دروازے کے آگے جقد رسیدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد بادشاہی کے درمیان سے وہاں  
 رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضور ہی باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی عمارت خوبصورت باروری  
 تعمیر کرائی اس میں نیند بیگم کے روضہ سے پتھر اٹا کر لگایا گیا اؤ قبر کے تو تین تک پتھر چھوڑا وہ روضہ ٹوٹا ہوا  
 موضع نوان کوٹ میں موجود ہے اور جقد ریتھرون کی کمی ہوئی وہ اور قیرون سے اٹا کر لگایا گیا۔ ۴۔

**شالامار باغ** یہ باغ شاہجہان بادشاہ چٹائی نے سنگلہ سبزی میں بنوایا اور عمارت و قطع وضع  
 اسکی ایسی رکھی کہ تمام سندوستان میں ایسا باغ کوئی دوسرا نہیں ہے پچھلے عرصہ میں باغ قطعوں میں منقسم تھا  
 مگر اب ان میں سے دو باغ تو سکھوں کی بد عملی میں اور گلی عمارات اس کے منہدم ہو گئیں اور تین باغ۔  
 حیات بخش و خض نخل و فوج بخش موجود ہیں اس باغ میں بڑے عمارات سنگین و مضبوط خوشنما عجیب  
 تختہ و بارہ دریاں و آبشار و حوض و فوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہیں کہ دیکھنے سے نظیر نہیں  
 ہوتی پچھلا باغ سب سے اونچا ہے دوسرا پچھلے سے ایک تھل پت جو شیریاں اور ترکارا وسمین جلتے ہیں پتھر  
 بڑا وسیع حوض و آبشار فواری ہیں بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ میں ہوئی ہے شرقی و غربی قطعہ پست اور وسط  
 کا قطعہ جھان حوض فواری و آبشار ہے بلند ہے تیسرا باغ دوسرے سے بھی پست ہے چاروں طرف  
 باغ کے بڑی بڑی تختہ و اونچے دیوار ہے باغوں کے خاتمہ کے مقام پر تختہ برج بنے ہیں جبکہ اوپر سنگ سرخ  
 پشت بچھو گندہ دار بارہ دریاں ہیں ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقار مانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین  
 بنایا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چار سو چالیس ہیں اور شاہ خضر کے پانی سے مسجد باغ سیراب ہوتا ہے  
 منار و قسطنطنیہ کے درخت میوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ بھار  
 کے موسم میں باغ شالامار جیسی گلزار میں جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریاں ہیں سے دو بڑی بارہ دریاں  
 اور ایک چوٹی بارہوی سنگ مرمر کی سرٹا پانی ہوئی تھیں ایک بڑی اونچی بارہ درمی جو آثار اور تختہ  
 کے سر پہ اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی و غربی سمت سنگین سنگ اؤنگے پتھر اؤکڑا کر امرتسر کے گیا  
 اور پتھر اؤکڑا کر سفیدی کر اؤئی ایک حوض سنگ شکار تھا وہ رنجیت سنگھ سے پچھلے گورنر کے جولاہور کے





چوہرے اور قبر پر طرح طرح کے گلکاریاں جھنق دلا جو رد و سنگ سلیمانی دہلی کشتہ کے بنی ہوئی ہیں اور چوہرے کے نیچے فرش سنگ مرمر و سنگ مرمر موسیٰ کا گلکاری کے طور پر بنا ہے مزار کے برابر جہت کے اوپر بھی پھلے توئید بنا ہوا تھا اب لکڑی کے ڈاکڑ آئینہ لگے ہوئے ہیں باہر مقبرہ کے ایک خوشنما قطع باغ بہت وسیع اور چار دیواری سیختہ بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک ست کی دیوار حصار ہی رہی ہے دریا کے صدر سے مسار ہو گئی ہے بلکہ غریب بھی خون تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہنچ جاوے اور نقصان پہنچا اس خیال سے سرکار انگریزی نے جہت سار و پیہ خراج کر کر بند ہوا یا اور دریا کے صدر سے مقبرہ کو بجا سرکار کے طرف ہمیشہ اس مکان کی مرمت ہوتی رہتی ہے مگر حقدار نقصان متیرون کا سرکار کی عہداری سے پہلی ہو چکا اس سے صد ور ہے **سرای شاہجہانی** یہ سرائے لاثانی دیوار دیوار مقبرہ شاہ جہانگیر کے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سوا اس دروازے کے دو عالیشان بہتر کے جنوبی و شمالی دروازے اور مین چاروں طرف مضبوط چار دیواری اور جیسے مسافروں کے رہنے کے بنی ہوئے ہیں اور ایک مسجد غریب دیوار کے ساتھ ملی ہوئی سرخ تیر کی چوٹی سی بنی ہوئی ہے جسکو دیکھ کر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے **مقبرہ آصف جاہ** **وزیر شاہجہانی** یہ مقبرہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے دیوار دیوار سرائے کے بنوایا گیا چاروں طرف اسکے بڑے بلند و بختہ دیوار ہے جسکے اندر وسیع میدان باغ کا باغ کے وسط میں ایک سنگین چوہرہ ہے چوہرے کے اوپر بڑا بلند و فراخ گنبد عالیشان سر سے بنادک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا مگر تمام و کمال بہتر اسکا بختہ سنگ کے حکم سے اوکھاڑ کر امرتسر ہو جایا گیا صرف قبر کے توئید کا پتہ باقی ہے جس پر آیات قرآنی ثبت و نو دیکھ نام نہ نہیں باتے اندر کے فرش اور دروازے کے دہلیزوں اور باہر کے چوہرے کے فرش میں سے بھی کچھ باقی تھیں چوہرہ **مقبرہ نور جہان سلیم** یہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر تھوڑے ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے توئید قبر کا ٹھکانہ خالی کے اندر تھا اور اس کے عمارت تمام تہ کی تھی مگر اسکا بہتر بھی تمام و کمال بختہ سنگ کے حکم سے اوڑھ دیا گیا توئید قبر کا بھی منہدم ہو گیا اب اُس مقام پر نور جہان سلیم شاہ جہانگیر کی شکوہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی و مان کے زمیندار مہنسیل باندہ تھی مین اور گور کے قبر لگے تھے مین سجان اللہ ع گردش گردن گردان گرد گار اگر گرد + -

**لغت گورنر جنرل بھادر کی کوٹھی** اگرچہ انگریزوں کی عہداری کے بعد نرائی اعلیٰ اعلیٰ عمارت کے کوٹھیاں لاہور کے باہر بنے مین مگر یہ کوٹھی سب کوٹھیوں سے اعلیٰ اور عجائبات قطع کی ہے اسکے حاکم کے اندر بڑا عہداری باغ ہے طرح طرح کے دخت شہ شہ کے سیوے رنگ رنگ کے پھول اسمیں

موجود ہیں پھلے بھان ایک میگیلائی نور الدین نور العالم کا خوش قطع عالیشان روضہ بنا ہوا تھا اور محل  
 لاہور کے اسکے میدان میں اگر کشتی کیا کرتے تھے اسکے کشتی والا گنبد مشہور ہو گیا سکھوں کے وقت میں بعد از  
 خوشحال سنگ نے ابجاہ کو لہند کر کے کوٹھی بنوائی اور مدت تک ام سنگ اسکے بھائی کا بھان ڈیرہ راناگریزی  
 عملداری کے وقت پھلے پھر میگہ صاحب پرنسپل اسٹنٹ رزیدنٹ نے بھان قیام کیا پھر لاہور کی کشتی  
 صاحب بھان مترو ہے اسنی طرح کئی سال تک گوصا جان انگریز کا بھان قیام رہا مگر اصلی مالک سکے راجہ جگہ  
 تھے آخر انگریزوں نے راجہ جگہ سے بھک کوٹھی لے لی اور اسکے بسے حویلی دیوان حاکماری کی جو سیالکوٹ پر  
 ہے راجہ جگہ کو دیدی اوس روز سے آج تک برابر اسکے رونق و آبادی بڑھتی چلی جاتی ہے اور نو اسٹنٹ  
 گورنر جنرل بھادر مالک پنجاب غیرہ میں رہتے ہیں اس کوٹھی کے جنوب کھٹ اور دو مکان عالیشان  
 سرکاری لائسنس حال منگرنی حال بنے ہیں جنگی عمارت لائق دید ہے وہ دو مکان اون دونوں افسروں  
 کی گویا دگا رہیں جو پنجاب کے خطہ میں ٹرے اعلیٰ افسر اور حاکم با اختیار تھے جان لائسنس صاحب بھادر پھلے  
 چیف کمنشنر پنجاب تھے پھر اسٹنٹ گورنر ہوئے پھر گورنر جنرل بھادر کٹورہند قرار یا ٹراونکریا دگا رہیں لائسنس  
 نایا گیاروہ اسکے صرف ر و ساو پنجاب راجگان و مھاراجگان پنجاب نے اپنی اخلاص باطن سے دیا  
 اینٹ تھ گرتی ہال کے نام پر یادگار قائم ہوئی ہے وہ صاحب پھلے لاہور کے کمنشنر کے کمنشنر قرار پائے  
 پھر حاکم لورڈ ہوئے پھر اسٹنٹ گورنر پنجاب بنی جب وہ ولایت تشریف لے گئے تو بھک مکان چندہ کے  
 روپیہ تعمیر ہوا اور اذی تمام ر و ساو عظام کے نام جنہوں نے چندہ دیا تھا فارسی و انگریزی کوٹھی  
 خطہ میں سنگ مرمر بکندہ ہو کر مکان کے اندر پھر نصب کرائی گئی بھک مکان بڑے عالیشان لائق  
 تشریف تعمیر ہوئے ہیں **مکان صدر پچھری صاحب ضلع لاہور** بھک عجیب غریب  
 عالیشان بھات وسیع خشتی عمارت چونہ کار انیا عمدہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا ہے کہ جبکی خوبی  
 قطع و چشمہ دیکھنے سے انسان خوش ہو جاتا ہے شمالی طرف کا مکان دو منزلہ ہی محراب دار ہے نیچے کے  
 منزل کے کمر و تین صاحب ضلع وغیرہ حکام کھیران کرتے ہیں اور اوپر منزل پر دفتر دیوانی فوجدار متنی  
 کاکڑی کا رہتا ہے شرقی لین کے طرف کاتر خانہ خزانہ و حاکم خزانہ وغیرہ غریب طرف کے کمر و تین  
 صاحبان اسٹنٹ کمنشنر و کمنشنر اسٹنٹ کمنشنر وغیرہ کھیران کرتے ہیں برآمدوں میں مستنث حاضر رہتی ہیں  
 صحن میں درختان عالیہ دار ہیں جبکہ سایہ میں مستنث آرام پاتے ہیں جنوبی طرف کھلا عوا ہے چار دیواری  
 اور دروازے بھات منقطع اور مکانات مانا نہ و حوالات دولس وغیرہ بھی صحن کے اندر ہیں بھک مکان  
 محمد سلطان نے ٹھیکہ میں بنایا اور راسی بھادر کھنیا لال اکبر کوٹھو آجینہ لاہور ڈیرن کے افسری دنگرانی و

تجو نر و تہ سیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لانا فی انکر تیار ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ سرکار کا اسکو تعمیر صرف  
 ہوا **مکان میوہ ہستال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات میں سے یہ مکان بھی اس لائق

ہے کہ ذکر اسکا درج کتاب تاریخ ہو چکا۔ مکان سرکاری ہستال ہے عمارت دو منزلہ بڑی عالیشان تختہ جوڑ  
 بنی ہے ایک لاکھ چاس ہزار روپیہ اسکے خرچ کی منظوری تھی اسے بجاد رکھنا لال صاحب نے اسکو بھی کمال  
 محنت و غرق ریزی بنوایا اور پکے چیتن اسکے سنگ سیاہ کے ہیں اور ایک بلند مینار خوش قطع ہے جو دوست  
 نظر آتا ہے سرکاری ڈاکٹر عیاض رعایا کا علاج کرتے ہیں اور بیماروں کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے معجز  
 باغیچہ خوش قطع بنا ہوا ہے اور دو منزلہ محراب اربع عمارت دو در سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہ عمارت شرقاً و غرباً  
 مستطیل ہے اور دونوں طرف دو منزلہ محراب ہیں ہستال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئی ہیں  
 میوہ ہستال اسکا واسطے نام ہے کہ لارڈ گورنر جنرل منہ سیو صاحب بھادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے۔

**مکان شوکلج** یہ عالیشان مکان تین لاکھ روپیہ کے لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اس کے  
 بھی بہتیم و کار فرما اسے بجاد رکھنا لال کیڑو انجنیر لاہور ڈویژن ہے یہ مکان بھی بن رہا ہے عمارت اہلی  
 نہایت عمدہ و چشمہ دو منزلہ بنی ہوئی اور پکے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہیں اور پتھر چوٹ کے کمان سے  
 سنگو اگیا ہے یہ شاہانہ مکان طلباء علم کے ٹرنے کے لئے مناسب مکان بھت بڑا اور فراخ ہے سرکاری  
 عمارات جعفر پنجاب میں تعمیر ہونے میں سب سے اعلیٰ و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہ مکان جنکھنوں کے  
 لائق ہے قلم کے زبان سے اسکی تعریف کا بیان ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ لکھنے کے آغاز میں جب تجا  
 برقی کی طرف دیکھ رہا تھا وہ انگلڈ لاہور شریف لائے تو اہل کوئی مکان اس کے دربار کے لائق تصور نہوا اور  
 اسی تمام مکان کو کہ رحمت و رخوئی میں ثانی خصین کہتا تھا دربار کے لئے درست کیا گیا اور راسی صاحب  
 انجنیر نے چند روز میں اسکو درست کر کے ایک آئینہ بنا دیا اور حکام عالمیقام نے راسی صاحب کی کارکردگی  
 سے نہایت خوش ہو کر مورخ حسین و آفرین فرمایا **سٹیشن ہال** یہ مکان سرکار نے مدینہ منورہ

کے لئے تعمیر کرایا ہے تین ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان نہایت عمدہ و قطع مناسب  
 راسی بھادر رکھنا لال صاحب کیڑو انجنیر نے اس مکان کے تعمیر میں بھی اپنے کمال کا اظہار کیا ہے کہ  
 دیکھتے ہی انسان اسکی جن پر آفرین کہتا ہے **ریل کا ٹر اوف** یہ مکان سرکاری نہیں بلکہ دہلی  
 کینی کا بنوایا ہوا ہے چند سال میں یہ عالیشان مکان تعمیر ہوا اس عمارت کے خوبان دیکھنے کے لائق ہیں  
 یہ ایک مکان نہیں ہے بلکہ بہت سی مکان الگ الگ ہر ایک کا رخانہ کے لئے بنائے گئے ہیں اور انہی کے  
 ہر ایک مکان کا بنائی گئی ہے اور ان میں گاڑیاں قسم قسم کے موجود ہیں ہر ایک مکان جسکو قلعہ بولتے ہیں ایک

ایک عجیب و غریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کپٹنی کے لاکھوں روپیہ خرچ ہوئے ہیں اور انجن ہندوستان و عثمان کا اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باوجود اوس حکومت و عالی جاہی کے کوئی عمدہ مکان لاہور میں بنوا کر اپنا یادگار بنین چھوڑا البتہ برانی عمارتوں کو اگر خاک میں ملا دیا ہے صرف ایک بارہ کدو سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بقیہ صفوی باغ و دریاں غریب دروازے قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے تعمیر کرائی تھی جو اب تک موجود ہے یہ عمارت جب تعمیر ہونے لگی پتھر کے لینے کے لئے نہایت سوجھ بوجھ عہد شاہی چغتائی گرائے گئے اور انوکھا پتھر اس بارہ درمی پر خرچ ہوا یا شاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت عمارت مہاراجہ کے وقت میں ہوا چاروں میناروں کی چاروں برجیاں جو سنگ مرمر کی تھیں اور اسی گئین ہزاروں سلیبن پتھر کی سکھوں نے اوتار لین کوئی پرسان حال نہوا دیواریں گر گئیں فرشتے اڑ گیا گلاب سرکار نے وہ عالی شان مسجد مسلمانوں کو دیدی اور ہزاروں روپیہ چنارہ ہو کر اب وہ مکان نمونہ خلیفہ بن گیا ہے اور بایقماندہ مرمت ہو رہی ہے سجادہ مہاراجہ رنجیت سنگھ یہ مکان بھی لاہور کے مکانات میں سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگھ و دیپ سنگھ کے وقت بتنا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت تمام ہو چکی بڑے گنبد کے نیچے پچھلے معماروں نے آٹھ ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ ہماری بار گنبد کا اٹھانہ سکے اور آٹھون ستون شق ہو گئے قریب تھا کہ مکان منہدم ہو جا یہ حال جب صاحبان انگریز نے دیکھا اسے بعد کنیا لال ایکڑ گنوا انجیر کو ارشاد کیا کہ اوس مکان کے استحکام کی تجویز کریں چنانچہ راستے مضاربے آٹھ ستون اور اوس گنبد کے نیچے ایذا کر دیئے اور شق شدہ ستونوں پر آٹھنی حلقے چڑھاوئے اس تجویز سے وہ عالی شان مکان مستحکم و مضبوط ہو گیا اور اوسکے مہاراجہ نے کانڈیشہ رفیع ہو گیا مگر لاہور کے جنوب کی طرف بفاصلہ دیرہ سیل کے یہ ایک بختہ عمارت کا قصبہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی میں سے لوگرفان بلوچ کی گزیر میں ایک حملہ تھا اصلی حال اسکے آبادی کا یہ ہے کہ جب ہمایوں بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ شہزادہ کامران اوسکے بھائی کے جاگیر میں ملا تو اوسکے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اور لوگرفان حب الطیب ہمایوں شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد عثمان سے لاہور آیا اور ایک گزیر آباد کر کے گزیر لنگرفان نام رکھا اوسوقت اوسکے ساتھ ایک بزرگ قوم کے مغل جگنا نام پیر غریز الدین گوت فرنگ تھا اوہنوں نے بھی اوسکے گزیر کے اندر یہ حملہ آباد کر کے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ یہ حملہ خوب آباد ہو گیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکھوں نے لاہور کی باہر کی آبادی چوران کر دی تو لوگرفان کی اولاد بھی بیان ہی آ رہی اور مغلوں اور بلوچوں نے ملکر اپنے حملہ کی حفاظت کی

اسکی آبادی قایم رہ گئی بعد ازاں ارامین قوم ادھر اور دہر سے ادھکھاس میں آئی اور آبادی بڑھتی گئی اب چند آبادیاں علیحدہ علیحدہ کوٹوں کے طور پر آباد ہیں ایک کوٹ عبداللہ شاہ بلوچ نے جو قادیانہ خاندانوں کا ایک مقبول بندہ تھا پچھلے پچھلے آباد کیا جسکی آبادی ریخت سنگہ سے پچھلے گوجر سنگہ کے وقت میں ہوئی پھر قلعہ قلعہ و قلعہ محمداہر وغیرہ بتیان مختلف قوتوں میں آباد ہوتے رہیں خاص مزنگ میں لنگ خان کی اولاد رہتی ہے اور عبداللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اونہیں کا قبضہ ہے فی زمانہ ملکیت بلوچوں اور ارامینوں اور مغلوں کے میخان ہے مگر اب محل مغلیں شکست ہو گئے ہیں بلوچوں میں سردار خان بڑا عالمی سمیت آدمی تھا اسکے مرنے کے بعد کا رخانہ اتبر ہو گیا ارامین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہیں اور بڑی ملکیت بھی انہیں کی ہے

**احمد پور** لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اسکے پختہ ہیں اچھے دولت مند ساہوکار ہیں رہتے ہیں منیڈار بھی آسودہ حال اور علاقہ زر خیز ہے زراعتوں کو پانی کنون کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیو بار ہوتا ہے پچھلے پچھلے قبضہ ایک شخص احمد کبوتر نے آباد کیا اب راجپوت و کبود و قومیں یہاں رہتے ہیں نو سو ستی گھر کی آبادی اور تین ہزار اکیسویں مردم شمار کی ہے **کاٹھ** پچھلے قبضہ ہوئے سے سمیت **بھارہ** کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی نیاکانہ اور غرب کے طرف پرانا کانٹھ کہلاتا ہے پچھلے پچھلے قبضہ کاہنہ زبندار کوٹ سندھ ہوتی آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکھا اسوقت آبادی اسکی بھت تھوڑی تھی آخر حجب چٹائی سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگہ و سو بھا سنگہ وغیرہ جب کہنہیہ مثل کے سرداروں کو لوٹ کر سردار بنے اور بھت سالک اوتکے تصرف میں آگیا تو اوتکے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑھ گئی کیونکہ اور غارتگر

**سنگہ** اور نکالیاظکر اس قبضہ کے لوٹنے کو چند کرتے تھے اور لوگ اسکو ماسن سمجھ کر اور آبادیوں سے ادھکھ میخان آری اور آبادی ایسی ترقی پر ہو چکی کہ ایک قبضہ سے دو قبضہ بن گیا اب بھی زبندار سنگہ قوم سندھو میخان کے مالک ہیں تعمیر اسکی خام ہے بیو بار غلہ کا ہوتا ہے دو نو ستیو غنم و دھنڑاڑ چوہیں آدمی اور چھ سو بیس گھر ہیں **نیاز بیگ** پچھلے قبضہ لاہور سے چھ کوس آدمی کے کناری کے اور پرانا دھنڑاڑ اکیسویں ساٹھ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مسمی نیاز بیگ مغل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قبضہ کی بنیاد رکھی اور اپنے نام سے موسوم کیا منور راجی طرح سے آباد ہوئے غنم یا تھا کہ وہ مر گیا بعد ازاں سوہندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کو کبوتر و بھٹی نے اسکی آبادی کی شکلی اولاد ایک مالک علی نے عمارت اس قبضہ کی کی گئی ہوئی ہے کہ **سندھ** و مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ میخان میں بیو بار غلہ کا ہوتا ہے



بازار آباد ہے رنجیت سنگھ سے پچھلے سو بھائیوں کا حاکم تھا پھر رنجیت سنگھ ہوا اب اگر نیری علاقہ میں شامل  
تھیں ضلع لاہور کے ہے ایک ہزار چھتر گہرا در و دہزار آٹھ سو چھ آدمی اس میں آباد ہیں **حسٹ پور** قبضہ  
بہت پرانا ہے خٹائی بادشاہوں کے تواریخ میں اکثر اس کا ذکر درج ہے پچھلے پچھلے ایک مندار خٹا نام نے  
اسکی آبادی کی بنیاد رکھی پھر مر و غرضہ ایک سو چالیس سال کے آسانگہ و راسنگہ سندھو نے اسکی آبادی بہت  
زیادہ کیا اور رونق پڑائی اب کہتری اور ڈرے منڈ و سکھ جو مسلمان بھیاں رہتے ہیں نکلے گا ہوا پڑھو گا  
زمیندار می سندھو قوم کی سکھوں کی ہے لاہور سے چودہ کوس جنوب کے طرف یہ قبضہ آباد ہے جہاں اکثر در و دو  
تیرہ کی خانہ شماری اور ہزار و سو تو ہی آدمی کی مردم شماری ہے **محبسین** یہ قبضہ شاہجہانی نھر کے  
کنارے پر چکوں نھر منسلک ہے ہین لاہور سے نو کوس شرق کی طرف آباد ہے پانوں برس کا عرصہ گزر رہا ہے کہ ایک مندا  
بہسین نام قوم دہول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکھا اب مندار دہول بھیاں بھت رمتی ہیں عمارت  
اسکی نچے اور اچھے چولیان بنے ہوئے ہیں شانہ رمان بادشاہ جیہ کابل سے لاہور آتا تو بھان کے سنگھ  
سب کا نو چور کر بھاگ گئے اور قبضہ ویران ہو گیا مگر اس کے چلے جانے کے بعد پھر آباد ہو گیا رنجیت سنگھ  
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اور اویشل کے سکھوں کو رشک و حسد پیدا ہوا اور سبے چاٹا کہ رنجیت سنگھ کو  
لاہور سے بد فعل کیا جاوے اور سبے بہسین کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاد دہی اقبال سے نیرنگ  
فتحیاب ہوا رنجیت سنگھ کے فوج میں بھیاں کے سنگھ بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے اور انھوں نے اس پر چولیان  
نچتہ و عالیشان بنوائیں اور قبضہ کی رونق پڑ گئی اس قبضہ میں آٹھ سو نچتہ گھڑ اور دہزار و سو تو  
آدمی آباد ہیں **منہا لہ** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہ راہ پر جو جاگیا **منہا لہ**  
کے حکم سے بنایا گیا تھا یہ قبضہ آباد ہے چار سو برس گزرے ہیں کہ اس قبضہ کو سبھی بد و مند ہونے لگے  
آباد کیا تھا چونکہ قبضہ کے بانی نے پچھلے پچھلے بھیاں اکرا اپنے رہتے کیوں اسے منہا لہ لکڑیوں پر چوٹی پر بنایا  
اس واسطے نام اسکا بد و کا منہا لہ مقرر ہو گیا اب صرف منہا لہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو لاکھ علیحدہ علیحدہ  
ہے کچے کیے عمارتیں بنے ہوئے ہیں سندھو زمیندار سنگھ بھت رمتی ہیں شاہ جہانگر کے وقت کی ایک نچتہ سر  
بھیاں بنی ہوئی تھی جسکی امینٹیں گہرا کر لے گئے اب بھی نشان اس کے موجود ہیں اسیر سنگھ نام ایک شخص  
نہوایا ہوا بھیاں نچتہ نالاب جو جہاں پر بات کا بانی جمع رہتا ہے **کشور** مشہور **قصور** باری دور  
ضلع لاہور کے علاقہ میں یہ ایک مشہور دیار ہے گہارا کے دینے کنارے سے نویں اور لاہور سے چوبیس کوس جنوب  
شرق و جنوب کے آباد ہے یہ شہر بھت پرانا ہے سب نے زمانہ دزار کے دریافت نہیں ہوتا کہ آیا بھل ہل  
اسکی آبادی کی بنیاد کس نے رکھی اور قصور اسکا نام کس واسطے رکھا گیا اور منڈ و سکھ ہیں کہ یہ شہر چکر کش

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا گس پور رکھا اب غلط العالم کسور مشہور ہے گس اور لودو دو حقیقی  
 بھائی رام چندر کے بیٹے تھے لودو اور آباد کیا اور لودو پور نام رکھا اور گس نے کسور کی آبادی کی بنیاد بھی  
 مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی شاید ایسا ہی  
 وقوع میں آیا ہو یہ بات القیہ ثابت ہو چکی ہے کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلوں کی فوج کے حملوں  
 اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب میں آیا تو اونے یہ سرزمین معہ  
 غیر آباد شہر کی اپنے خیر خواہ افغانوں کو بخش دی اور آباد کیا پھر خزانہ سلطنت میں جب ملک بھلول لودی  
 افغان دیپال پور و لاہور کا حاکم بنا اور شیخا لکھ کے اغوا سے اونے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا  
 تو اس نے اور بہت سے چٹان اپنے ہم قوم بیان آباد کیے اور برٹے برٹے روزیہ و جاگیرین اونکو  
 دیں کہ وہ ہم کی وقت پر کام آویں بلکہ زمینداری اور ملکیت تصور کی بھی اونہیں کو عطا کر دی چونکہ یہ  
 لوگ شاہی ملازم اور دولت مند تھے توڑے سے غرض میں یہ شہر بڑی ولق کی ساتھ آباد ہو گیا پھر اگر  
 کے وقت میں ترقی ان افغانوں کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد میں قطب الدین خان لہندہ محمد خان نوابی کے  
 خطاب سے سرفراز ہوا اور عالمگیر کے وقت میں شہزاد خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد میں حسین خان بیہانکا  
 رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت مجدد احمد خان ناظم لاہور سے ہو گئی اور آپس میں تمام جوینان  
 لڑائی ہو کر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعد ازاں بہنگی شل کے سکھوں  
 نے اور شلون کی مدد لیکر بسبب عداوت مسلمان کرتے ایک برہمن بچہ کے تصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب انہی  
 کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہو گیا اس وقت اس شہر سے اسقدر دولت چاندی سونا و چوہا ہرات سکھوں  
 نے لوٹا کہ سب امیر ہو گئے تو بخش جیسا سنگھ راگمڑیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقرئی اسقدر ملا کہ اونہوں نے  
 وہ زیور جمع کر کر ایک مضبوط چار پائی کے اوپر رکھا فی الفور اونکا بار سے چاروں چولین چار پائی کی ٹوٹ گئیں  
 مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دونوں نے ملکر یہ چار کشتا کے کل سکھوں کو اسکا  
 حصہ ندین خود ہی تقسیم کر لیں اس ارادہ پر اونہوں نے وہ مال رات کے وقت سب پر شیدہ جنگ میں لگا  
 اس نیت سے کہ چند روز کے بعد نکالیں گے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہو گئی اور جنگ میں پانی بھر گیا  
 اس واسطے وہ نکال سکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع جہاں اونہوں نے مال گاڑا تھا بھول  
 گیا اور وہ مال اسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا۔ تصور کے فتح کے بعد سکھوں نے بہت ساندرا لہ  
 لیکر غلام محی الدین خان پٹمان کو اپنے ماتحت تصور کا حاکم مقرر کیا اور اتسرا رہا کہ غلام محی الدین خان تصور میں  
 کا دشمنی کر کے مسجدوں کے ملا بندی اذان ندین کوئی ہندو یا سکھ مسلمان نہ کیا جاوے جب سکھ عمارت کے تو اسلام کی

پھر سب قصبوں میں جاری ہوئیں اس سبب سے قصبوں کی ہندوؤں نے ناراض ہو کر اطلاق کی امت سر میں  
 ہنگیوں کو کی اور انہوں نے جمع ہو کر دوباراً یورش قصبوں پر کی اور سوقت افغانی فوج ایک قلعہ میں محصور ہو کر  
 سکھوں سے لڑتی رہی چند روز کی بعد سکھوں نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلئے اس قلعہ کا نام اب تک  
 قتل گدھی مشہور ہے اور سوقت قصبہ ٹھانوں کی قبضہ سے نکل گیا اور شہر میں چندے سکھوں کی حکومت رہی  
 پھر ہندوؤں میں کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور میں آیا اور بجا فوج اس نے سکھوں کے قتل و  
 گرفتاری کے واسطے مامور کی تو سکھ قصبہ چوڑ کر بھاگ گئے جب شہر خالی رہ گیا تو نظام الدین خان  
 افغان نے فی الفور قصبہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور علاقہ میں اپنی حال و فوج مامور کروئی شاہ زمان کی واپس کا  
 کے بعد پھر بھی کئی حکم کئے گئے برٹس اجتماع کر کر قصبہ پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتھ اولین  
 لڑتاراجا جب خوب حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بھائی قندون کو حسد و بغض پیدا ہوا اور اسے  
 آدمی کو انہوں نے موقع پا کر شہید کر دیا اسکے بعد اسکا بھائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹھا چہ برتن  
 اس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتھ ریاست کی چٹ چلے درپے ریخت سنگہ نے اس کے وقت  
 میں قصبہ پر کئے مگر قطب الدین اسکو جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر ریخت سنگہ نے اس کے نوکر و  
 اور اہل دربار کے ساتھ سازش کر لی اور انکی نمک حرامی سے ریخت سنگہ نے قصبہ پر قبضہ پایا اور علاقہ عمدہ  
 معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے داگذا رہا جواب تاک اس کے لواحقین کے قبضہ میں ہے  
 اب یہ شہر انگریزی حکومت میں ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک کسٹرسٹنٹ  
 کمشنر حاکم بامتیاریاں رہتا ہے شہر کی سب عمارت پنجہ ہے مکانات پنجہ و مندرلہ مندرلہ خوشنمایان ہر مولیٰ  
 ہین بازار دلچسپ و کشادہ ہین برعہ مالدار سا ہو کارہند و خوجہ مسلمان میان تجارت کا کام کرتے ہین ہر ایک  
 چیز کی سوداگری میان کثرت ہوتی ہے رہنے والے میان مسلمان افغان خوبے بہت ہین ہندو کم ہین آدمی میان  
 کے سفید پوش غرت طلب تحصیل دی ہوش باغرت ہین عورات کو پردہ ہین رکھنے کا بیان بہت رواج ہے۔ کل شہر کی  
 آبادی بارہ قلعوں میں تقسیم ہوئی ہے اول پرانا قلعہ یہ قلعہ ہی قلعہ ہے اسکے باقی کا حال معلوم  
 نہیں کہ آیا کس نے کس عہد میں بنوایا دوسرا غلام محمدی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محمدی الدین خان افغان  
 بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتے ہین اسکی بنیاد مراد خان نے رکھی تھی مگر حد و بست اسکے  
 قصبہ کی حد و بست سے علیحدہ ہے جو تھی قتل گدھی اس قلعہ میں سکھوں نے قتل عام کی تھی جسکا ذکر پہچے ہو چکا  
 ہے پھر عبدالغنی خان نے میان کا کوٹ بنوایا یا پنجون کوٹ غلام خان چٹ کوٹ بدر الدین خان ساتوین کوٹ  
 عثمان خان آٹھون کوٹ رکن الدین خان نویں کوٹ فتح الدین خان یہ قلعہ نظام الدین خان نے

اپنی بیٹی فتم الدین کا نکاح نام برآباد کیا تھا دسویں نیا قلعہ چھ قلعہ علیم خان و عظیم خان شہانوں نے بنا کر کیا گو  
نام رکھ دیا گیارہویں سپہ سالار کوٹ بھیکوٹ میر عبد الرحمن خان نے بنوایا تھا بارہویں حسین خان کا کوٹ  
چھبیسویں خان شہان کی تعمیر ہے انرض ہر ایک قلعہ اس شہر کا اسکے بانی کے نام منسوب ہے اب بنگلہ بارہ کوٹوں کے  
حسین خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹوں کی آبادی اسپہن شامل ہو گئی ہے اسی طرح غلام خان  
و فتم دین خان کے دو قلعوں کے آبادیان مل گئی ہیں باقی سب کوٹوں کی آبادیان الگ الگ ہیں قصور میں  
برکٹے و نئے مقبرے بھت ہیں ان میں سے بھلے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بھت مشہور ہے تحفہ بھانکا جو تاراؤ  
میشی خوشبودا ہے جو ملکوں میں جاتا ہے گلی برتن بھی نچتہ و قطع دار و مضبوط بنتے ہیں اس شہر میں باغیچہ  
سات سو اونتیس گھراؤں پر ہزار دو سو نو آدمی آباد ہیں پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریا چیم  
و بناس و دریا ملے ہوئے اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہیں اور بنگلہ دیہات تحصیل ہڈا کے دو حصہ تو ملک  
ماہجہ یعنی سرزمین بلند اور ایک حصہ شہار یعنی پست زمین آباد ہیں اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان اور ایٹھ ڈوگر  
محنت کش زمیندار ہیں شہار کے چائے کا پانی عموماً شیریں ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے ماہجہ  
کے سرزمین میں اکثر سند و جاٹ قوم گل و سبند ہو و سد ہو و سکہ و ار و ڈرہ و کھتری ماہجہ کے زمین کا پانی کھلی  
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو اب بھری ہو گئی ہے پچھلے ماہجہ کے لوگ تنگ حال تھے جس سال بارش نہیں  
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے گر اب جا بجا بھریں جاری ہو گئی ہیں اس سبب آسودہ حال ہیں پھلو  
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب و اقم تھی آبادی اسکی بھت مختصر تھی اور قوم کھتری  
گوٹ پوری اسپہن آباد تھی اور بنگلہ و ساو خطہ بیکانیر کے راجہ راس سنگھ نام اس شہر و علاقہ پر اپنا تسلط رکھتا  
جسٹا بھلول لودھی کا وقت آیا تو سب ہم قومی کے کابل و غیرہ مقامات پر افغان بکثرت پنجاب میں آکر آئے  
پڑے ہوئے چونکہ اس وقت میرا نام ایک نامی قزاق اس علاقہ میں آکر زمینداروں کو لوٹ لیا تھا راجہ اسکے  
ہاتھ سے بھت تنگ تھا اسے چند افغان اس قزاق کے سر کوئی کے لئے نوکر رکھے افغانوں نے قزاق کی کھلی  
بجنوبی کی جیسے راجہ بھت خوش ہوا اور افغانوں کو اپنے بھیان چلہ دی بھر تو بھیکوٹ قبضہ کر لیا افغانوں کا گھر  
بن گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب لہجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان بن گئے  
اور نند جی خان ایک صاحب غبت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب  
کو دیندار خان کا لقب بھی ملا اور بھیکوٹ علاقہ اسکی جاگیر قرار پایا میں بعد افغانان قصور میں سے جو شخص  
صاحبیت و دولت ہوا اور بادشاہی دربار میں اویسے خدمات نمایان کیں تو اسکو نوابی کا خطاب  
قرار دیا اور بارہ کس نواب اپنی اپنے وقت پر ہوئی مثل نواب بھت علی نواب مولی داو خان و میر محمد خان

وحید خان و مقہور خان و بجا در خان وغیرہ اور برگنہ قصور و چوہان و برگنہ ممدوٹ و کھامی وغیرہ کی جاگیر میں تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بھت بڑھ گئی تھی کہ کل آبادی طو لاجہ میل اور عرضاً دو میل تھی اور مراٹھوں نے علیحدہ علیحدہ آبادیاں اپنی قائم کر لیں آخر وہ آبادی سکھوں کے بار بار حملوں اور رنجیت سنگھ کے یورشوں سے برباد ہو گئی فی زمانہ شہر میں دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو میں منجملہ مسلمان قوم جوہر کی بڑی کثرت تھی اور وہ ہر طرح کا ہوبار کرتے ہیں زمین اور جوٹا اس شہر کا بنامو اشعہ مشہور ہے قوم جوہر پھلے ہندو اور ڈرے تھے اور انکو حضرت شمس الدین ترویزی ملتان نے مسلمان کیا منجملہ سبزی ترکاری کے میتھی قصور کی مشہور ہے جو کھایت خوشبودار ہوتی ہے دور دراز تک بطور تحفہ بھی جاتی ہے بزرگان دین کے مقبرے بھی بھیاں بھت ہیں جیسو مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری و شیخ عبدالقانی و میان بادشاہ و محلہ شاہ و شیخ لال حشتی وغیرہ مشہور مقبرے ہیں بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی کا ہے جنکی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبدالرسول چند ماہ گذرے ہیں کہ فوت ہوئے ہیں عینہ بزرگ ظاہرے و باطنی علم میں کمال کہتے تھے ہندو فقیر و زمین باداقتن مشہور فقیر موحکا ہے جسکی سہارہ پر جزو دنیا کی بڑا سید ہوتا ہے اور اس سید پر مرد و عورتیں اس میں منغلات بکرتی ہیں موت کے وارث باوجودیکہ ساتھ ہوتے ہیں کچھ غیرت بھین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کچھ جواب دیوے تو وارث عورت کے بھت خوش ہوتے ہیں **مٹھی** دو آبہ باری ضلع لاہور برگنہ قصور کے علاقہ میں بھیہ قصبہ گیارہ میل دہے کنارے دریائے گہارا کے اور پٹنالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پڑانے اور پختہ عمارت ہر اسکی آبادی کا حال اسطر جبر ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۲۹ء میں سبھی ہیبت خان جاگیر دار نے بموجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے اگر استقام بھیہ قصبہ آباد کیا اسکی آبادی سے اول بھیاں ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیبت پور پٹی رکھا گیا اور بھیہ نام دو ناموں سے مشترک ہے یعنی ہیبت کا لفظ تو ہیبت خان کے نام سے ملا ہے اور ہیبت ایک عورت کا نام تھا جو موضع اصل میں رہتی تھی اور ہیبت خان معشوقہ و مطلوبہ بھیہ ہیبت خان نے اسکا نام بھی اس نام میں شامل کر کر نام اسکا ہیبت پور پٹی رکھا آبادی اسکی عبارت سچتہ ایک میل کے دورہ میں ہے منسل سیدراجپوت قاضی کہتری اڑوٹے بھٹارے وغیرہ اسپین رہتی ہیں جو پارلہ کا ہیبت ہوتا ہے تو بھٹارے کو ہے کا کام اجاں بناتے ہیں سچتہ قلعہ خوشال سنگھ سنگھ پور یہ کانوا یا مو اچیاں موجود ہے ایکہزار نو سو تیس گھر اور چھ ہزار تین سو اڑتیس آدمی اسپین آباد ہیں بادشاہوں کے وقت میں بھیہ قصبہ ماکر نشین اور برگنہ کا شہام تھا قصبہ کے اندر کے گھوون کا پانی شور اور باہر کا پانی میٹھا ہے **تو شہر** بھیہ قصبہ مٹھی سے



چہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زینداران قوم تو یہاں رہتے اور زینداری کرتے ہیں علاقہ اسکا زرخیز ہے اور  
 زمین بارانی و چابی سور سنگم یہ قصبہ قصور سے اویس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سورنگہ فیہر و عرصہ چار سو  
 برس کے اسکو آباد کر کی اپنی نام سے موسوم کیا زینداران قوم دہون دہان آباد ہیں بیو پارغلہ کا بہت ہوتا ہے  
 چونکہ سکون کی سلطنت میں اس گاون کر لوگ رنجیت سنگھ کی سہکار میں اپنی اپنی عمدہ دار و اس سبب سے  
 اچھی اچھی چوپیان اور پختہ عمارتیں یہاں تعمیر ہوئیں ایک ہزار بیس گھر اور چار ہزار چھ سو چوٹھادہمی یہاں آباد  
 ہیں **سجھڑہ** قصور سے بفاصلہ سات کوس شرق کی طرف یہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا  
 عرصہ گزرا ہے کہ اس قصبہ کو سناہوز زیندارون نے آباد کیا پہلے وہ بوہو ضلع بگہیانہ پرگٹ چوپیان  
 رہتی تھی آبادی کی رو سے اس پر کبھی کوئی تنزل نہیں آیا عمارت اسکی خام ہے اور زیندار سندھو و کتری و اردو  
 اس میں رہتی ہیں کتری یہاں کی ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہیں اور قلعہ کی اسیا ہر ہزارون دہویوں کا  
 قلعہ خرید کر لے گئے ہیں آٹھ سو اویس گھر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمین آدمی آباد ہیں **الگون** یہ قصبہ  
 بہت پرانا ہے اسکے زمانہ میں کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثے کی سبب  
 سے یہ اجڑ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا ہوا دوبارہ پر ہندو شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلی ہی نام سحر  
 موسوم رکھا ایک سو بیس برس ہوئے ہیں کہ دو سندھانگہ نام ایک سکیمہ دار نے یہاں آکر کچا قلعہ بنوایا اور  
 اپنا سکھ بقر کیا چونکہ اس وقت غارت گری سکھ تمام پنجاب کو لوٹ رہے تھے اس واسطے لوگ قلعہ کو بہن  
 سمجھ کر دور دور سے یہاں آ رہی اور قلعہ آباد ہو گیا پر جب نظام الدین قصور یہ نے اس علاقہ پر اپنا تسلط  
 چھایا تو اس کے خوف سے اور بھی گردنواج کے لوگ یہاں آ رہے اور موضع الگون کی جگہ دھونڈا سنگا کا  
 قلعہ آباد ہوا بعد ازاں جب رنجیت سنگھ کی عمارتی قائم ہو کر ملک میں امن ہو گیا تو زیندارون نے  
 پر قلعہ سے ٹھکر الگون کو آباد کر لیا جواب تک آباد ہے راجپوت یہاں بہت رہتے ہیں اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے  
 اس وقت تک تین سو اکیس گھر اور ایک ہزار چھ سو چاس آدمی اسمین آباد ہیں و **لٹوٹھ** یہ قصبہ پنجہ  
 کی زمین میں اچھا آباد مکان ہے چھتائی سلطنت کی وقت مسمی ہو گا جاٹ سندھو کے دوبارہ لبت سحر اگر اسکو آباد کیا  
 وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہے کہ آیا لٹوٹھ نام اسکا کیوں رکھا گیا سندھو زیندار یہاں اب بھی بہت رہتی ہیں  
 تین سو چیس گھر اور ایک ہزار نو سو آدمی اسمین آباد ہیں **کھیم کرن** باری دوا ب قلعہ لاہور کے علاقہ  
 میں قصور سے بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹوں میں علیحدہ علیحدہ منقسم ہے تینوں کوٹوں کی  
 چار دیواریاں پختہ نی ہوئی ہیں اکیہر بادشاہ کے زمانہ میں ولایت رائے کو کھیم کرن کنوادی چند کی بیٹوں نے  
 قصور سے اگر یہ قصبہ آباد کیا ہو کہ ولایت رائے بادشاہی وقت میں بقیام اکیہر آباد کو کھیم کرن گانوں میں رہتا تھا

اس واسطے قصبہ اوسکے نام سے موسوم ہو گیا اور کچھ وقت میں دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اونکی وفات کے بعد سنگت رے اونکو بھائی نے آباد کیا اس جگہ کی ملکیت کے کبوتر مالک طے آتے ہیں اور کھجھان ٹبر ابو یار سے ہو رہا بنی کے کارخانے بھت جاری ہیں بھجھان کے بنے ہوئے ہوئے سوداگر جا بجا لیتے ہیں اور کئی تجارت سے فائدہ اٹھاتے ہیں خانہ شماری کی ایک ہزار چار سو تریس اور پانچ سو اٹھ سو ستالیس مزدم شمار ہی ہے ماحضہ باری دو آب کے علاقہ میں بھجھان ایک فراخ خطہ کا نام ہے زمین دو آب سے اوجی ہے اور ماحضہ پنجاب کی زبان میں بھجھان کو کہتے ہیں شرتی حد اس کی موضع دیر وال دریا سے بیاس کا کنارہ سوارو حد غربی شھر لاہور جنوبی حد شھر قصور جو چوینان وغیرہ شمالی حد شھر امرتسر ہے سنگرون گانوا اور قصبہ اسمین آباد ہیں ماحجھ کی شرتی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بے رحم و چور و غارت گر مشہور ہیں اور قوم متبرک سکھوں کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اوسکے حالات لکھنی کی کچھ حاجت بھجھان عیان آچہ بیان کہ کس کس طرح کی چوریاں غارتگریاں و خونریزیاں اونکی ذات سے قوم میں اتی رہی ہیں اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر رہتی ہیں سابق زمین ماحجھ کی بارانی و چاہی تھی ایشاہ شھر انگریزی جاری ہو کر تمام ماحجھ مخضری ہو گیا ہے لاکھون سن غلہ دروئی و گنا و شالی وغیرہ بھجھان پیدا ہوتا ہے **چوہان** یہ قصبہ لاہور و جنوبی طرف چالیس کوس دریا سے بیاس کے پرنے اور پچھلے کنارے کے اور آباد ہے اس قصبہ کے آبادی کا حال اس طرح ہے ہوا کہ شہر میری میں عید شاہ کال پیر چوہان بھجھان باری اوج کے مقام سے اس ویرانہ میں آئے اور دریا سے بیاس کے کنارے پر گئے اوس وقت دریا بھجھان بھتا تھا جس پوش جو نیوٹہ بنا کر سکونت اختیار کی چونکہ دلی بالکمال تھے چاروں طرف اعتقاد مند لوگ ماضی ہونے لگے اور ایک بوڑھا چوہانی نام نے راسخ الاعتقادین کو ہمیشہ حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد بے میدون نے ملکہ بھجھان آبادی کی تجویز کی اور ایک چوہا سا گانا بونا کہ حضرت کی اجازت سے نام اوسکا چوہانی اوسی عورت کے نام پر رکھا جب قصور پشٹانوں کی حکومت اس خطہ کی اور پھیلی تو اس کثرت کو ساتھ بھجھان آبادی ہوئی کہ بڑی بڑی مسات بتیان بھجھان آباد ہو گئے اور اول پرائی چوہانی دوسری چوہانی تیسری محرم خان کا کوٹ چوہانے بھلو ان کی کوٹلی جہین زندہ ابرہل کی قوم کو مرتبہ شے پانچویں قلعہ ٹوڈرل چھٹا راجہ کا کوٹ ساتویں چوہان موجودہ حال اور ٹوڈرل جو بانی قلعہ پیر کا تھا وہ قصور میں قصور باری بھجھانوں کے دفتر میں دیوان تھا جب بھجھان ساتویں قصبہ چوہانی آباد ہوئی تو کئی دن ان پر آئی اس واسطے ان میں سے چہ بتیان عالیشان آجر گئیں اول بھجھان کہ جب محمد شاہ بادشاہ کے وقت میں عید الصدفان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اوسکے وقت میں حسین خان رئیس قصور اور اوسکی عداوت ہو گئی اور دونوں طرف سے فوج کشی ہو کر چوہان کے پاس جہان عید گاہ بنی ہے سخت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا لگا اوسوقت بھت سی رعایا پنجون عمارت و تاراج فوج لاہور کے چھان سے اٹھ کر چلی گئی دوسرے جیسے سلطنت  
چٹائی مکرور ہو گئی اور سکھوں نے جا بجا قبضہ کر لیا تو اس قبضہ کو بھگت سرور ان مثل ہنگی وغیرہ نے بھت مرتزبا  
اور باقی ماندہ ہر اسگہ لکھی نے تاراج کے تیسرے جو لوگ ان سے بچ رہے وہ چالیسی قحط نے سرباد کے غرنکہ ایسے  
صد ہا سے چھہ ہستیاں اُڑ گئیں کہ پڑے کھڈرات اب تک موجود ہیں اون کھڈروں سے بنیاں انٹین ریل کے ٹرک اور  
پر خرچ ہوئے عمارت شھر کی عمدہ شہرناہ پختہ بازار بارونق خوشنما بنا ہوا ہے بڑے بڑے ساموکار اور ہو پاری  
یہاں رہتی ہیں مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہیں شھر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ میں مزار شاہ کال پرہا بنیان  
سجاری زیارت گاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی سید سجاری اس قبضہ میں موجود ہے پھلے آبا دیون میں قوم کھنڈ  
یہاں کا شکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی میں جو دریائی کے بعد ہوئی اوسمیں اب کھو مالک ہیں  
اونکی ملکیت اب بھت ہو چو کہ بھہ قبضہ اوسچے ٹیلے اور پڑانے راستہ پر بسا ہے آبا دیے اسلے کھنڈ میں یہاں کے بڑے  
عمیق میں مگر بانی ہاضم اور صحبت بخش ہے پختہ جویاں اور چوٹے کل مکانات ہیں دہزار اور سات ہزار دوسو  
سچیں آدمی کی مردم شماری ہے تحصیلدار امت صاحب ضلع لاہور یہاں کچھری کرتا ہے اور پولیس کا تھانہ بھی جو  
**کھڈیان** دو اب باری ضلع لاہور پر گنہ جو بنیان کے متعلق جو بنیان سے جو وہ کوس کے فاصلہ پر  
بھہ قبضہ آبا دیے پھلے مالک کے ڈوگر زمیندار تھے اور دیوان کے کھڈیان نام تھا مگر وہ پھلے آبا دی فوج  
مغلیہ کے حملوں سے آج لکھی جب تصور کے آنے کے بعد قصوری شہانوں کا یہاں تسلط ہوا تو ہسی لطیف عالی خان  
تصور کے رئیس نے پھر اسکو آباد کیا اور اوسی پھلے نام سے موسوم رکھا اوسکی اجازت سے جاٹ و کھنڈ و کھتری  
وہرہیں وغیرہ یہاں آکر آباد ہوئے اور مزار مان کے طور پر کشتکاری کرتے رہے جب قصوری شہانوں کا تسلط  
اٹھ گیا تو رنجیت سنگھ کے وقت میں ہی کا شکار مالک بن بیٹھے بھہ قبضہ اب خوب آباد ہے کچھ کھڑے ہوئے  
قبضہ کی حالت بازار بارونق ہے کھتری کھو غلہ کا ہو پار بیت کرتے ہیں کل ایک ہزار اڑتیس گہرا زمین ہزار  
ایک سو تیس آدمی اس میں رہتے ہیں **موکل** جو بنیان سے جو وہ کوس پر بھہ قبضہ آبا دیے عرصہ سجاس کا  
گزر رہا ہے کہ پھلے خزان سنگھ گیان سنگھ قوم جاٹ سندھو نے موضع سلطان کی پر گنہ لاہور سے آکر اسکا آباد کیا  
وہ دونو بانی موکلون کے مانڈان میں سے تھے اس واسطے اونھوں نے اس گائیکا نام بھی موکل رکھا اور خود بھی  
یہاں ہی رہنے لگے تھوڑی مدت کے بعد جو ہند سنگھ موکل نے جو رنجیت سنگھ کے دربار میں منڈ آدی تھا اوپر آ  
بہت چون خزان سنگھ گیان سنگھ قبضہ کے بانوں سے عداوت رکھتا تھا اپنی جاگیر علاقہ گنگن پور سے آکر اس  
قبضہ پر پورش کی اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد بھہ قبضہ اوسکے تصرف میں آگیا اور قبضہ کے بانی لکھا لکھو  
اوپر اس قبضہ کے بعد اور گائیکا بھی چوٹے چوٹے یہاں آباد کئے جب جو ہند سنگھ گیا تو اوسکا پورا سرحد سنگھ

اوسکا وارث بنا کر انگریزوں کے وقت جب چترنگہ و شیرنگہ اٹاری والوں نے گجرات کی طرف فساد برپا کیا تو سرنگہ  
 بھی فسادوں کے ساتھ لگیا اسلئے اوسکی جاگیر ضبط ہو گئی مگر وہ اوسکی جگہ رہتا رہتا اب سرجننگہ مر گیا اوسکی بیٹی  
 بھیمان رہتے ہیں عمارت اسکی کچی بکلی ملی ہوئی ہے قوم نہ ہوا باٹ بھیمان رہتی ہیں غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چار سو  
 تیس گھرا اور ایکڑ چار سو چوبیس آدمی رہتے ہیں کنکرن پور دو اب باری ضلع لاہور پر گنہ چوہان  
 کے متعلق یہ قصبہ چوہان سے جنوب کو باغیچہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت سمات گننا  
 نے مبرور عرصہ ایکڑ چار سو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قبضہ کے وقت اڑ گئی اور کچی سو برس تک  
 یہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دو سو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ بٹئی سے آکر حال کے قصبہ کو  
 پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم رکھا اوس روز سے مغل کی قوم یہاں  
 مالک بنی دکھتری اور وڑی دراجپوت بھی بایا تم مختلف بھان آکر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی  
 بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے کچے دو طرح کے مکانات بنے ہوئے ہیں بازار بارہ و نو ہے تجارت غلہ کی  
 ہوتی ہے قصوری پٹھانوں کی عملداری جب بھیمان ہوئی تو انھوں نے ایک قلعہ بھیمان بنایا جس میں اب  
 پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چوبیس گھرا اور ایکڑ چار تین سو نوے آدمی اس میں رہتی ہیں جو نہنگہ موکل  
 بھی اپنی جاگیر داری کے وقت بھیمان قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے سہار ہو گیا ہے ڈیوڈی اسکی ہو چو  
 ہے **محضر وال** یہ قصبہ چوہان سے دس کوس اطراف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے  
 اڑ چکی ہے کنہڑاؤں کے موجود ہیں آبادی موجودہ حال سرداران سکھہ نگئی نے آباد کی اصلی مالک بھانگر  
 سند ہو جاٹ اور قصبہ کے مالک وڑیے و برہمن دلوچ ہیں یہ قصبہ بڑا آباد قصبہ ہے عمارت اسکی سختہ و خام  
 طے ہوئی ہے کئی مثل کے سرداروں کے وقت یہ قصبہ دارالریاست تھا اس واسطے اور سکھوں کی غارت سے  
 یہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کا نہنگہ نگئی بھیمان کا جاگیر دار ہے اور اچھا  
 محشر پٹی فوج داری دیوانی کا کام کرتا ہے بٹیا اوسکا ایسہ سنگہ ذیل داری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارہ  
 ہر سو کا رہ و بیوپار سب قسم کا ہوتا ہے دن سنگہ نگئی نے بھیمان ایک قلعہ بنایا تھا اوس میں اب کا نہنگہ سنگہ رہتا ہے حکم صاحب ضلع  
 قلعہ کے بند گئی ہیں چہونہ نرائین گھرا اور ایکڑ چار آٹھ سو اکیس آدمی اس میں رہتے ہیں **میان کی دھجائی نہر**  
 اس قصبہ کی دو آبادیاں ہیں ایک میان کی جسکو موسمی میان قوم ٹورنے مبرور عرصہ چار سو برس کے آباد کیا اور اب تک  
 اولاد اسکی قابض ہے دوسری اوسکو متصل بڑی آبادی دھجائی پھیر دی ہے جو خاص گونہ و نانک کا چلی تھا اوسنے یہاں  
 آکر اپنا نشیمن بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی بکلی ملی ہوئی ہے وہاں قوم اردو رہت رہتی ہے یہ قصبہ  
 سرہین کی جنوب کی طرف تھان کی طرف ہے چار سو پانچیس گھرا اور ایکڑ چار سو اڑھتیس آدمی اس میں آباد ہیں نہ رہا ہی

حصہ کو اندر بنا لیا تو چاند پر لیس کا اس کو کھڑک پر لٹک کر اور پناہ میں ٹھہر گیا گھری لٹکان قسمت میں ہے ایک ضلع کا کھنڈ  
 کی ٹھکر کو اور واقعہ میں چھوٹا نام اس کا ساہی ال تھا اب ساہی ال سے نام بدل کر دھڑا کا رنگری جیسا سابق نصیب لٹکان اور پناہ  
 شنگری رکھا گیا جلی آبادی اس کی بہت تھوڑی تھی اب شنگری دن سخت مکانات تعمیر ہو گئے اور کوٹھن بن گئی  
 ریل کا ڈاکٹر اعلیٰ نشان بھان بنا گیا ہے اور آہنی ٹرک اسکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان  
 کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے بھان اگر پھرتی ہے یا بازار اور نئی عمارتیں بارکین جیاب اور آبادی رونق  
 ہو گئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ بھان آکر آباد ہوئے ہیں اور ہوتے چلے جاتے ہیں یہ مقام لاہور سے ایک سو  
 ملتان کی ٹھکر راوی کے کنارے پر واقع ہے اس میں جنگل بار کو سون تک ہے اور لاکھوں درخت چند کیریلوں  
 کیکر جھاری جھیرامو جو دہن صاحب ضلع بھان سے اپنی سسٹن کے کھری کرتے ہیں پانچ تحصیل ایک تحصیل حضور  
 یعنی خاص شنگری دوسری تحصیل حجرہ تیسری تحصیل پاک پٹن چوتھی تحصیل شریا پانچویں تحصیل سید والا جکاڈر  
 رجناب داکے مو اضلاع کے ذکر میں آدیکاکل مردم شماری اس ضلع کی تین لاکھ آٹھ ہزار دوی اور پچھلے  
 یہ ضلع مقام گوگیر تھا جو لاہور سے اسی میل سمت جنوب مغرب ریامی راوی کے بائیں کنارے پر آباد ہے -  
 ضلع شنگری کی مشرق کی طرف دریا ستلج بہتا ہے غرب کی طرف حدود ضلع چنگل شمال کی طرف ضلع لاہور  
 ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب ضلع ملتان ملحق ہے مسلم زمین ہوا رسیدانی ہے کوئی بھاریارگستان نہیں ہے آب  
 ہوا معتدل ہے مگر دو تین جنگل اس میں بہت گہرے واقع ہیں ایک ساندل بار کا کچھ حصہ ہے جکاستر کو  
 طول اور چالیس کوس عرض ہے اور جنگل میں ایک ٹھہر بھی دریا سے راوی سے نکال کر سرکار چلا گئی ہے دوسرے  
 کاہی باس کے حصے جکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریا سے راوی کہیں ضلع کی سرحد  
 اور کہیں ضلع کے اندر جاری ہے نالہ ڈیک بھی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دیکھا  
 ستلج دیاس شامل ہو کر بہتے ہیں دریا سے راوی پر مقام چچہ وطنی کشتیوں کا قلعہ بننا ہے اور بار لکھی ساڈر  
 میں چند کیریو غنہ جنگلی درخت ایسی کثرت و گنجانیش کے ساتھ ہیں کہ اگر انسان و سمین استہ بول جاتی تو زہ  
 نہ لکھ پر گزیدہ والہ کی زمین اس ضلع میں بہت ذخیرہ خوشنما ہوا ہے ہر ایک جنگل میں زنداروں کا مال چرتا  
 اور زرتی سرکار میں ادا ہوتی ہے قوم کہل مسلمان دونوں کثرت آباد ہیں اور ڈری و کتری بہت کم قوم  
 کہل ڈوٹو چلے عوام چوری کرتے تھے مگر اب عموماً زندار میں جنگجوی و فساد میں اپنا مافیہ نہیں کہتی یہ ضلع  
 تجارت رونق نہ دے غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات دیوہ دار و درختوں کا کہیں نام و نشان نہیں آتا  
 درخت اس علاقہ میں ہوتا ہی نہیں التہ میٹن سے سپوہ پیلون جو جنگلی سپوہ ہوتا ہے زندار بڑے شوق سے  
 کساتے ہیں بلکہ ماہ می میں تو تمام زنداروں کی خوراک دہی بھل ہوتا ہے گدہ کی سوانی اس ضلع میں



رائج ہے عورت مرد ہندو سلمان اور سپہ سوار ہوتے ہیں اور علاقہ کچی میں جو اس ضلع کے متعلق ہے یہ بھی ایک عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی نہ ہو جائے بجاالت دوشیزکی وہ بعد یا خانہ پھرنی کی سنجائیں کرتی اور جب عورت کیسے تین سلی ہو جائی اور سکی شادی نہیں کرتا اور شادی شدہ عورت تین بھی ایک عیث بتور ہو کہ جٹ یا خانہ پھرتی جاتی ہے سو اس کا تھو لیا جاتی ہے جب تک خانہ پھرتی رہتی ہے وہ انت صاف کرتی رہتی ہے جو قبا رغ ہوتی ہو اس کو کہہ سکتی ہیں اور عورت مرد و تیل تہہ تہہ باندھتے ہیں یا جامہ برامی نام نہیں ہوتا یا **کاک پتن** دو آہہ باری ضلع شنگری کے متعلق دریا کے کنارے کے دینے کنارے سے بجاصلہ جو وہ سلی بھی مشہور قصبہ آباد ہے آبادی سکی بھت برانی ہے اور اصلی بانی اسکا راجہ اجو دہن تھا جس نے یہ قصبہ آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا سکندر اعظم کے حملے کے وقت اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اس نے پنجاب فتح کر کے اپنی بادشاہی کا گیارہواں حصہ چند مینا سنگھ بنوائے تھے مگر اب تک دکنان بھی باقی نہیں رہا۔ چٹی سدی جرجی کے ابتدا میں جب خواجہ فرید الدین گنج شکر جہتی شہر ہنسی سے اٹھ کر بھیان گئے تو انکی ہدایت سے بھیان کے رہنمائی والے مسلمان آئے اور نام اسکا اجو دہن سے بدل کر پاک پتن مشہور ہو گیا مقبرہ حضرت کا بھیان موجود ہے اور شاہان اسلام کے وقت سے یہ قصبہ در اسکے گرد و نواح کے دیھات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر میں چلی آتی تھی اور سجادہ اختیار خود بھیان حکومت کرتا تھا جب اسلام سلطنت ضعیف ہو گئی اور سکھوں نے جاسیاز و دیگر گراں تگری شروع کی تو ہرگز لگنے نے بھڑ وال سے آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اس وقت شیخ سجان سجادہ نشین تھے انھوں نے چائڑا سوا کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا مگر تین میں ایک سخت لڑائی ہو کر میر سنگھ مارا گیا شیخ سجان مظفر و منصور رہے پھر بھی کئی مرتبہ حملے کر کے بھیان آتے رہے مگر جو اب ترکی تہر کی پاتے رہے آخر جب زحمت سنگ تمام پنجاب پر تسلط ہو گیا تو اس نے براہ تعلق و جاپوسی و فریب اپنا عقیدت چلا کر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلا کر نظر بند رکھا اور تمام متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کر لیا اور سب سے کل علاقہ متعلقہ نزار کا سبھی حکومت میں آگیا اب زیر حکومت انگریزی ہے برسوں و زبانیچوں محرم کو بھیان بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ مذکور سے ایک دروازہ ہے اسی روز کھلتا ہے قصبہ گدگہا صدر کا مقام ہے تحصیل اربا تھتی ضلع شنگری کے بھیان مال کا کام دیا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلند ٹیلے کے اوپر اور احاطہ نزار کا پستی میں ہے عمارت قصبہ کی بہت خوشنماختہ و خام ٹی ہوئی اور بازار پر تجارت و آبادی اچھے اچھے سا ہو کار مالدار بھیان سا ہو کار و تجارت کرتے ہیں جمع ہر گنہ کی تخمیناً پچاس ہزار روپے ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس میں پرا نا راستہ دریائے بیاس کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پر گنہ میں واقع ہے اور زمین و جان جٹ و کریر و گاس بھت ہوتی ہے خاص پاک پتن میں بارہ چشم لوگی و چو تھی اچھا پنا جاتا ہے اور خراط کا کام جو بی خراطی لوگ بھات تھہ و عمدہ

کرتے ہیں کہلوئے لکڑی کے اور حقے چڑے کے جیہٹیل کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پاک تین کاٹھہ دور دور پر کیا تاسی  
چلپیں سرپوش دار بھایت عمدہ بنتے ہیں **دیپال** لوہے کا دواہ باری ضلع شکرگڑی کے متعلق یہ قبضہ وریک  
گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ اکیس میل آباد ہے آبادی اسکی بھت پرانی ہے بھلی بھلی اجہ دیپال دیپال  
راجہ جو دہن کے بھائی نے اسکو آباد کیا عملداری شاہان اسلام میں یہ بڑا شہر اور حاکم نشین تھا صوبہ بادشاہی  
بیجان ہوتا تھا اور حاصل اس صوبہ کا تیس لاکھ تین سو تین سو تین روپیہ سالانہ خزانہ میں داخل ہوتا تھا  
سکھوں کی برجہ گردی کے وقت اس شہر کو سکھوں نے کئی بار ذل کہول کہول کر لوٹا اور ویران کر دیا اس  
آبادی کا نشان باقی چھوڑا آخر جب سخت ننگہ کے وقت کچھ صورت اس کی نمودار ہوئی تو بھاگے اور لٹے ہوئے  
لوگ بھڑاسیں آکر آباد ہوئے اور مختصر سی نئی آبادی قائم ہوئی پرانے عمارات کے کھنڈرات اب تک موجود  
ہیں بادشاہوں کے وقت ایک بھایت مضبوط قلعہ اسی برجوں کا بیجان بنوایا گیا تھا اب کی آبادی بکیتی  
بھت رہتی ہیں اور ایک فکد رلا لوسہ کا بیجان بنا ہوا ہے جہاں بہتری قوم کنبہ دور دور سے آکر چوٹیاں  
اور تروائے ہیں **شیر گڑھ** دواہ باری ضلع شکرگڑی کے متعلق یہ قبضہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد  
کرمانی قادری کا روضہ بیجان بنا ہوا ہے جنکا علیحدہ ذکر تحریر ہوگا اس قبضہ کی بنیاد بھلے سید شیر شاہ قادری  
جو شیخ داؤد کے پیر بھائی تھے اور روضہ اونکا ملتان کی نوام میں ایک مشہور روضہ ہے رکھی اور آباد  
کرا کے اپنے نام سے نام اسکا شیر گڑھ رکھا ہندو مسلمان پیرزادے بیجان بھت رہتی ہیں آبادی بار و فنی  
بازار پر تجارت ہی برسوں و شیخ داؤد کے مزار پر بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے **حجرہ شاہ محمد مقیم**  
**محکم الدین** دواہ باری ضلع شکرگڑی کے متعلق یہ بھی ایک مشہور اور نامی قبضہ ہے سال نو سو تین  
ہجری میں اول بنیاد اس قبضہ کی سید بھادل شیر گیلانی قادری نے قائم کی اور صرف اپنی منہ کا حجرہ بیجان  
بنوایا اس کے وقت بھت مختصر آبادی ہوئی من بعد سید محمد مقیم محکم الدین اونکو پوتے نے اسکی آبادی بڑ  
بھت کوشش کی اور اوٹھین کے نام سے اس قبضہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بھاری ہاکہ  
اس خاندان کی سجادہ نشینوں کے واسطے مقرر تھی اور وہ اپنے علاقہ میں با اختیار حکومت کرتے تھے جب  
کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب ننگہ بیدی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتھ سخت عداوت ہو گئی اور  
کئی مرتبہ جاہکے جبرے کو غارت کرے اور ریاست سیدوں کی چہن لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اسکو  
بھت سار ویرہ شوت کا دیکر مائے رکھا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ قبضہ نزاع جو اسکو  
اسلامیہ فرقہ کے ساتھ دل میں ممکن تھا مستعد بر بادوی اس خاندان کے ہو اسید سردار علی نے جو بھت خبر پائی  
تو اپنی فوج دشامان سب بیجان چھوڑ کر جریدہ اس کے پاس چلے گئے کہ کی طرح اسکو اس رادہ سے بھٹائیں اور

بصلح و صفائی اوس سے پیش آئیں مگر صاحب سنگہ سنگدل نے جاتے ہی حضرت کو قید کر لیا اور اترند میریدون نے  
 مجھ خبر مارا اوس قلعہ پر جہاں حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور جاہا کہ سیطیح حضرت کو وہاں سے رہا کر لائیں اور  
 ایک لوہار کو پوشیدہ قلعہ میں جھپکے بہر بیان کٹوا دیں گریزات کے وقت جب قیدیوں کو دیوار سے نکالنے لگو تو وہ  
 سب دات دیوار سے کود آئے جب حضرت کے آنے کی نوبت پہنچی تو قلعہ والوں کو خبر ہو گئی اور حضرت سے  
 اور دو رفیقوں کے کمرے گئے اور صاحب سنگہ کے حکم سے انہوں نے جام شہادت نوش کیا اور کئی شہید ہوئے  
 کے بعد صاحب سنگہ نے کل علاقہ ضبط کر لیا اور شھر ریوار کے ماتر پہلے اب سید سردار علی کے صاحبزادے  
 سید سردار علی بھان سہتے ہیں اس قبضہ میں سلمان بھت اور مندو کم رہتے ہیں پیرزادی محمد شاہ قہم اور بہاول  
 کی اولاد بھی کثرت سے آباد ہے شھر کی عمارت نہایت بازار بار و فن تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے  
 علاقہ کے اندر تین نالہ دریاے سلم کے جاری ہیں ایک نالہ خانواہ جسکو نواب غاٹھانان نے بعد اکبر بادشا  
 کو دوا یا تھا دوسرے نالہ سوہاگ نو تیرے سوہاگ کمنہ سوا سے اسکے ایک ورنالہ بودہ نام زمین کو سیراب  
 کرتا ہے علاقہ اوسجا ہے پانی چانات کا بس سے چالیں تھہ پر نکلتا ہے **چو حاک** مجھ قبضہ دوا بہاری  
 ضلع شنگری کے مطلق دریاے راوی کے بائیں کنارے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو بفاصلہ ساٹھ  
 میل آباد ہے تھانہ پولیس کا ملتان کی شکر کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قبضہ کی بار و فن و خوشما  
 مگر جنگل پرانہ بازار اسکے گرد ہے محبت بھاری ہے **چیمہ** باری دوا کے قبضوں میں ہے  
 ایک مشہور قبضہ دریلے راوی کے بائیں کنارے ملتان سے بہتر میل شمال مشرق کی طرف آباد ہے شکر کی  
 ریل گاڑی کی اسکے پاس گزرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور ٹراوریل کا اسکے پاس بنا ہوا ہے بہت اہم  
 کشتیوں کا بل دریاے راوی پر بند بار رہتا ہے **فچھوڑ** مجھ قبضہ باری دوا آب پنجاب میں دہلی کنارے  
 دریاے گہارا کے ملتان سے بفاصلہ پنجہ میل نامتحت ضلع شنگری کے آباد ہے اسکے متصل قبضہ گوگیر بھی ایک  
 رونق کا مقام ہے جہاں پچھلے ضلع تھا اور اب دھان سے ضلع برسات ہو کر ساہی وال المشہور شنگری کے  
 مقام پر آگیا عمارت فچھوڑ کی خام اور رہنے والے مسلمان **ٹریہ** باری دوا کے علاقہ میں  
 مجھ ایک قبضہ بائیں کنارے راوی کے عین پرانہ اور جنگل کے اندر آباد ہے اسکی بائیں اکثر پورانے عمارت کے  
 نشان بھی نظر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ماہ میں مجھ بڑا آباد مکان ہو گا اگر یہی سوز خون کا  
 قول ہے کہ پچھلے بھان سنگالہ کی قوم رہتی تھی اور اسی مقام پر مقابلہ سنگندہ اعظم کا ہند کے راجوں سے ہوا تھا  
 اب آبادی اسکی خام و منحصر اور شکر ریل گاڑی کی اسکی بائیں ہو کر ملتان کو جاتی ہے نہایت مکانات بھی اکثر بھان  
 سے ہوئی ہیں تحصیل درامتحت ضلع شنگری کے بھان تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ٹریہ کے علاقہ میں اکثر

آبادی دریائے گھاٹی کے کنارے کنارے بھرتی علاقہ جنگل بھرتی اور آبادی کم اور باقی  
 مند و قوم اور ڈرے و کانہ و دہنی والے گھسلا و کھل بکثرت میں مشہور انکا اول علی العموم چوری تھا اب تھیں  
 کچھ کمی ہو گئی ہے سچی اس علاقہ میں بھرتی ہے پیدائش گندم خود روئی کی ہوتی ہے نیشکر کا نام نشان  
 نغین جمع تحصیل کی اونٹنیں ہزار تھیں ہے سولے زر مالیہ آمدنی زر ترنی گھاس اور زر قیمت لکڑی جنگل  
 کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کا ٹہرہ کی آبادی سے نزدیک ہے **حویلی** باری دو آب کے متعلق جیہ  
 ایک قصبہ دریائے گھاٹی کے دہنی کنارے سے دس میل اور لاہور سے نوی میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے  
**ملتان** جیہ شہر بھرتی مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہروں میں سے ہے آبادی سکی دریائے  
 چناب کے کنارے ایک بلند ٹیلے کے اوپر جو پرانے عمارتوں کے سمار ہی سے بنا ہے و اتم ہے چونکہ اسکی آبادی کو  
 ہزاروں برس گذر چکے ہیں کچھ دریافت نغین ہوتا کہ آیا اس نے پھلے پھل اسکی آبادی کی اتنی بات بیشک  
 ثابت ہوتی ہے کہ مند و راجوں کے وقت وقت بوقت جیہ شہر چڑتا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے باہم  
 مختلف بدلتی رہی اب اس کا نام اسکا ملتان ہے ہندوؤں کا تو اسکا پھلا نام اس شہر کا ہر ناکش لکڑی تھا  
 اور دھڑی ہر ناکش اسکا راج تھا اب ہر ناکش نے خدا پرستی چھوڑ کر خود پرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی  
 پرستی کے واسطے ہریت کی اور پھلا دہر ناکش کے بیٹے نے برظلاف اپنی ناپ کے جو لوگوں کو خدا پرستی کی تعلیم  
 دی تو ہر ناکش اسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بھگوان کو ایسے خود پرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتاری  
 شکل بنکر بھگوان اسکے گھر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور پنچوٹ اسکے سینہ کو بھارت ڈالا اس واقعہ کے بعد اس  
 کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازاں جب برہملا دہر ناکش کے بیٹے کی سلطنت خیز و نق بکڑی اوسنی اس شہر کا  
 نام برہملا دہری رکھ دیا اوس سے چھو مختلف وقتوں میں شہر پور و گب پور و اہرن پور بھی مقرر ہوئے آخر  
 نام اسکا ملتان ہوا اگر جیہ نام اسکا بھی کوئی آجکا نام نہیں ہے بلکہ چند نوں میں سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تھا  
 تب بھی اسکا نام ملتان ہی تھا یعنی تاریخوں میں جیہ بھی درج ہے کہ اصلی نام اس شہر کا مالی تھا یعنی مالی کا مقام  
 ہے اور مالی نام ایکے آج تھا جسے اسکا نام مالی تھا رکھا تھا اور اوسنی راج کی حکومت کے وقت سکندر ملتان  
 حملہ آور ہوا اور فتح پائی تھی دین اسلام کے شیوع کے بعد بعد خلافت خلیفہ و کدی محمد قاسم عرب حسب الحکم حجاج بن یوسف  
 حاکم خراسان کی کابل فتح مارا و بلوچستان و سندھ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تھوڑی سی توجہ میں اوسنی شہر اور  
 علاقہ ملتان کالے لیا اور اسکو دارالریاست بنا کر رہو لگا اسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تاکہ مختلف علما و  
 ملتان میں ہوتی رہیں جنہیں اکثر صاحب اسلام تھے پھر سلطان محمود غزنوی نے اس پر قبضہ پایا اور مدت تک اسی  
 خاندان کے زیر حکم رہا اوتکے بعد مختلف وقتوں میں فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

میر محمد خان جہانگیر نے بھی جہاںگیر فتح پائی تو بخت لوٹ ہوئی پھر جب لنگاہی سلطنت کی نوبت آئی تو اول یہ شہر  
خوابا دہو پھر مرزا شاہ حسین جاکم ٹٹہ نے بابر کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو ایسا لوٹا کہ کیسے پھر  
اسکی آبادی کی امید نہ رہی مگر لنگر خان بلوں نے پھر برہمنی کوشش سے اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان نے  
جب یہ شہر شہزادہ عالمگیر کے جاگرمین دیا تو اسے بھی اسکی آبادی کے طرف نجات ہے تو جسکی آخر جب  
اسلامیہ سلطنت نے نصف شکر اتو ملتان کا ناظم کابل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سپر سکھوں کے بہت مرتبہ حملی  
کئے بلکہ ایک مرتبہ قابض ہو گئے مگر قبضہ قائم نہ رہا پھر رنجیت سنگھ نے انہیں اوج کے وقت جاہ مرتبہ جاہ میں ملتان پر  
لیکن آخر میں محکم کے وقت چھپیں شہزادہ فوج سکھی ملتان پر گئے اور نواب ملتان کا تین شہزادہ جہان کے ساتھ  
دست تک لڑتا رہا آخر نواب نے شہادت پائی اور سکھوں نے شہر کو لوٹا شروع کیا اور ایسا لوٹا کہ شہر دانوں کی  
برائے گودریاں بھی بنی ہوئیں اور تمام شہر لوٹ کر ویران کر دیا رنجیت سنگھ نے عیدہ حال شکر عادت کو جمع کرنے  
کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھ روپیہ کا نقد و جنس جمع ہوا مگر سکھوں نے غارت شدہ مال سے نصف بھی  
غصین دیا تھا اگرچہ اس مہم میں رنجیت سنگھ فتحیاب تو ہوا لیکن تین شہزادہ جہان ہی ایسی بھادری اور شجاعت  
کے ساتھ لڑے کہ سکھی فوج چھپیں شہزادہ میں سے اوئیں شہزادہ مان کہتے رہی اور چہ شہزادہ اسکی عید ازاں جب  
دیوان سانوں مل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار پایا تو اسے ملتان بھر سبایا اور ایسی نرمی رعیت کے  
ساتھ کہی کہ آج کل لوگ اسکو خیر کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مر گیا تو اسکا بیٹا مولراج اسکی قائم مقام ہوا اور  
دلیپ سنگھ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی انکوں صاحبانگریزوں سے دیکھنا نہ گئے بلکہ ان کو مار ڈالا  
ہو اسے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اسکی سرادھی کے واسطے امور ہوئی کسی جتنے تک ملتان کا محاصرہ  
رہا اور لڑائیاں بے دریغ ہوتی رہیں اسواسطے دوبارہ شہر اوڑھ گیا اور لوگ شہر سے ٹھکڑا ہوا گئے اب بعد  
مغزولی سلطنت لاہور کے جب سی صاحبان انگریز جاکم ہوئے ہیں روز بروز اسکی آبادی ترقی رہے جسکا  
دو بیٹی کشمیر کی پھر کرتے ہیں ملتان کی کشمیری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹ گمری و جنگ و مظفر گڑھ  
اور ضلع ملتان کے ماتحت بائیس تحصیلیں خاص ملتان سر اسے سد ہو شجاع آباد و دہران دلیپی میں بڑے بڑے  
مکانات سرکاری کوٹھیں و بازار کین و چاؤنی اور ریل گاڑی اور دیھان تعمیر ہوئے ہیں اور سرکاری فوج کے  
رہنے کے سب سے روز بروز آبادی میں ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان میں بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے  
جاری ہیں اربنشی کٹر انگلی کینڈیں شال سوئی و اونی قالین بھت تھہ دارائی خوب اور ریشم کے درمی و جان  
اور پاجات ملکن و کشیدہ و عقیس مبنی جاتی ہے چھٹ بھی ہر ایک ملک کی جھان رنگتو میں بلکہ ولایتی جھان  
آنے سے بھلا تمام پنجاب میں ملتان کی ہی چھٹ امر اور لوگ پختے تھے کلاتون و کلا جوبی کا کام یہاں بہت



تھو ہوتا ہے ساہوکار ڈہے بڑی مالدار و تجارتی باوقار بھان تجارت کا کام طبی کثرت کے ساتھ کرتے ہیں  
 جنگا مال مذریعہ دھانی جہازوں کے مہی و کراچی بندر وغیرہ دور دور کے ملکوں سے آتا ہے اور یہ مذریعہ  
 ریل کے لاہور امرتسر و منڈوستان کو پہنچاتا ہے اور کچھ دریا کے راستہ پشاور و کابل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے  
 سبب ریل ہونے ریل اور دھانی جہازوں کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و مہمی و منڈوستان کو تجارت کی سڑک  
 کنا یا پیٹھ طرح طرح کا سامان اہل منہر و پیشہ و سوداگر اس شہر میں آکر اترتا ہے جسے ہزاروں طرح کے فاقہ  
 شہر والے اٹھاتے ہیں۔ ملتان کا قلعہ بھت سختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلو کے اوپر بنا ہوا چھ کونہ شکل کا  
 تھا جسکی پائش شمال مغرب کے طرف کو چھ سو گز مہوی دیوار اس کے باہر سے بھارت سختہ چالیس فیٹ بلند  
 اور اندر کے طرف سے چھ فیٹ تھی میں اس کے برج تھے اور چاروں طرف سختہ خندق عمیق کھدی ہوئی تھی  
 مولراج کی ٹرائی کے وقت توپوں کے گولوں سے بھلی دیوار میں قلعہ کی بھت سی گر گئیں تیسرے دن منہر بعد قلعہ ملتان  
 کے قلعہ پر چھ منہر آنا کہ دریا سے چائے ہندوستانی مہوی کہ پانی قلعہ کے خندق میں بھر گیا اور خندق کے  
 اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیواروں کی بنیاد اور تہ خانوں میں داخل ہو گیا اور یہ ناشر کا کہ خندق کھونک کے  
 عرصہ میں ایک طرف سے بڑی دیوار سے برجوں اور پشتیانوں کے گر پڑے اور توپوں جو برجوں کے اوپر پڑے  
 ہوئے تھیں نیچے آ پڑیں دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اسی طرح مسمار ہو گئی اور کل مکانات قلعہ  
 کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب مسمار ہو گئے ہر چند حکام نے اسکی بجائے میں کوشش کیں مگر پانی کی  
 ایسی تیر ہوئی کہ انسانی طاقت کی وہاں مشیرت بھلی اس مسماری کے بعد اگرچہ دہلی کے مفندہ کے وقت کچھ  
 مضبوطی و سرزت قلعہ کی کی گئی مگر بھت کہان اب سرکار کے آسکے بنانے میں بھت توجہ ہے۔ پاس کا ملک قلعہ کا  
 چائے پانی کے پھیلانی سے سیراب ہوتا ہے سیوجات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کھجور  
 اور آٹے انار و سنترہ پیدا ہوتے ہیں بھان کے کھجور کی دورد ورتک تجارت ہوتی ہے آٹے بھی بطور سختہ و  
 تجارت ملکوں میں پہنچاتا ہے سبھی بھان کثرت سے بنائی جاتی ہے آٹھی و غبار گریوں میں بھان بھت ہوتی  
 ہے اور اگر می ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان کہہ رہا ہے پیروں اور بزرگوں کے قبر میں بھان گلی گلی کو یہ کوچہ  
 بازار بازار میں بین طرہ حقروں میں سے ایک قمرہ توشیح جہاد الدین ملانی بھروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے  
 اندر ہے دوسرا و قمرہ شاہ رکن الدین ابو الفتح اوٹلو پوٹے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان ٹبراسر ہے اور وہ  
 دور تک ملکوں میں انکے مرید ہیں انکی اولاد قریشی نامی ملاتی ہے بلکہ اکثر غلام سردور جامع اوراق بھی انکی ملتان  
 کے سلسلہ میں ہے شہزادہ شاہ شمس الدین تروہری کا بھی شہزادہ سردور و قمرہ انکے علاوہ انکے اولاد و صاحب  
 ہیں شہر کے باہر کچھ روڈ درآمنوں کے باغ بھی اکثر ہیں سب باغوں سے نواب ظفر خان کے باغ میں روڈ

ہے اس ضلع کے علاقہ میں آبادی بھت کم اور جنگل باڑہ کثرت ہر زمیندار موسمی بھت پالتے ہیں کل ضلع کے  
 مردم شماری چار لاکھ گیارہ ہزار تین سو چالیس ہے اور خاص شہر و جاہاؤں کی آبادی اسی ہزار نو سو چالیس  
 ہے ضلع ملتان کے چار حصہ دیکھیں کہ شمال میں علاقہ ضلع منٹگری و جھنگ گوشہ مشرق و جنوب و دریا  
 ستلج جسکے پار علاقہ ریاست بھٹا و پور غریب علاقہ خانگڑہ واقع ہے ضلع میں قوم ہندو یعنی کھتری و اڑوڑہ و ہندو  
 و سارست و سکرن اور سلمان سید قریشی افغان شیخ جاٹ وغیرہ آباد ہیں پچھلے جب حکومت افغانوں کی تھی  
 افغان کثرت آباد تھی مگر انجمنین میں اب ہوا ملتان کی بھائی ناقص ہے دریا سے جناب ملتان میں جا کر پورہ  
 بہتا ہے اور نالہ شاہ پور والہ اور نالہ ولی محمد خان لالہ ہاں سکندرا باد والہ و زانیہ تھلہ و بانیس کوریہ و چناب سے ٹھکر علاقہ ملتان سکندرا  
 و شجاع آباد کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں اور سطح ملتان سے بجانب جنوب و بانیس و شجاع و ویشی نالہ جاری ہو کر علاقہ تھلہ و کھنور  
 و گیاہی وغیرہ سرسبز کرتے ہیں ضلع ملتان کی سر زمین بطرف غرب جنوب جھان جھان نالوں سے آبپاشی  
 ہوتی ہے بھائی آباد ہے اور شرق اور شمال کی طرف جنگل باڑہ ہے جسکی طوالت سو کوس تک ہوگی خاص شہر  
 ملتان میں بارہ ہزار ستھین گہرا ورتین ہزار پانسو و کانین میں عمارات و شہر ناہ بچتے ہیں پوشاک زین و مو  
 کے گہیر دار پاجامہ اور کھلا سپرین ہے اور کھڑکی دار بگڑی سرد باندھتے ہیں سیکہ پوش کثرت اور تیل بانگو  
 استدر لگاتے ہیں کہ سیراہن پشت اور سینہ سے فی الفور چرکین ہو جاتا ہے مردوں کے سر کے بال نہایت دراز  
 و بدیزب ہوتے ہیں جسے تمام زمانہ نفرت کرتا ہے تلون کی تجارت اس ضلع میں بھت ہی کھجور کے تجارت کا مال  
 و در و در تک جاتا ہے زمانہ سابق میں بڑے بڑے ولی و بزرگ اس شہر میں گزرتے تھے جنکے میں شل شاہ بہادر  
 و شیم عارف و شاہ رکن عالم و شاہ گردیز و شیر شاہ وغیرہ اور قبروں کی بھت کثرت ہو کہ **چاہتر**  
 ستھ ملتان ۴ گرد و گرداگد اور تان ۴ پیر صاحب کا مقبرہ سب سے زیادہ مشہور ہے سروں کے متعلقہ ہند  
 سلمان و دو فریق ہیں شہر ملتان کے ہند و بھی جڈان یا بندر سوم ہند دن کے بھین میں کسی کے سر پر کچھ  
 مردہ کا کر یا کر م کوئی بھین کرتا ہے ہند و جہان کہن چاہتے ہیں روٹی کہا لیتے ہیں جو کہ کی حاجت ہندو  
 اور دال و برنج بچتے بازار میں کہتا ہے ہند و خرید کر کہتا لیتے ہیں شہر طیکہ ہند دکا لپکا یا ہوا اور بھی طوط  
 اسٹاک کے برہمنوں کا ہے **شجاع آباد** ضلع ملتان میں بھت ایک قصبہ دریا سے چائے کے شرفی گڑھ  
 سے بفاصلہ چار میل اور ملتان سے بس سبیل جنوب کے سمت کو آباد ہے بھت ایک قصبہ بچتہ عمارت کا نامی گرامی کان  
 ہے شہر ناہ اسکا بچتہ و مضبوط و باندہ اڑکشا دہ و بار و تلی ہے تجارت ہر ایک قسم کے اجناس کی بھت ہوتی ہے  
 علاقہ اسکا تمام سرسبز و شاداب پیداوار غلہ و روئی وغیرہ بھت ہی کارخانے یا چھپائی کے یہاں بھت جاری  
 ہیں تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ملتان جھان کھنری کرتا ہے بانی اس شہر کا نواسہ شجاع خان ہیں نامہ خان

عابد خان بن شاہ حسین افغان سد وزنی ہے اور سنہ ۱۱۵۵ھ حکومت ملتان کے اس شہر کی بنیاد رکھی اور اپنی قوم  
اسکو منسوب کیا غلط الفام سو جا بادشہور ہے اور سکے مرنے کے بعد نواب بھغرخان حاکم ملتان نے اسکی آبادی کے طرف  
بھت توجہ کی اور ایک نچتہ قلعہ بھیان تعمیر کرایا جبکہ درجنیت سنگہ کی ٹرائی میں شہید ہو گیا تو بھیان بھی سکھئی لہذا  
ہو گئی اب ذریعہ حکومت صاحبان انگریز ہے **قلعہ** بھیان قصبہ پنجاب کے آبادیوں میں سے ایک مشہور و پرانی بستی ہے  
پچلے آبادی اسکی بھت تھی اب بھی دریائے راوی کے کنارے کے اوپر بھیان قصبہ ایک بار دقت مقام ہے پچھلے  
گھر اور ایکٹ وکان اس میں آباد ہے اور قوم کاٹھہ کی زمینداری ہے **رام چوئترہ** بھیان ایک گانو  
اور ہندوؤں کی پرستش گاہ و ریائے راوی کے دہنے کنارے دو ابہ پنجاب کے حد کے اندر واقع ہے وہاں  
ایک چوئترہ سنگین و نچتہ لگے زمانہ کا بنا ہوا ہے مذکور ہے کہ رام چند جبریت کے بیٹی نے بھیان اگر دیا  
راوی میں قتل کیا اور بھیان بڑھ کر کپڑے بھنے تھے اس واسطے اوس وز سے برابر اس جگہ کی پرستش ہوتی ہے  
اس گانو میں فقرا ہند و بھت رہتے ہیں جو رام چوئترہ کے پوجاری ہیں سب دہڑہ کے درخت اور کچھ روکن  
میر و مان بھت میں **کوٹ کمالیہ** دو ابہ پنجاب ضلع منٹگری تحصیل جڑیہ کے متعلق بھیان قصبہ دریا  
راوی کے دہنے کنارے پر راوی سے تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے عمارت اسکی قدیمی و نچتہ و بازار بھت بڑا وسیع  
بنامو اسے چند گھر کچی عمارت کے بھی ہیں شہر کے گرد کچا بھتاہ بنایا اور ایک مسجد قدیمی نچتہ گنبد دار ہے جسکے چوئترہ  
حوصلہ پر آب تھا ہے آبادی اس شہر کی بھتو محل کمال خان جاگیر دار قوم کہل نے کی اور اپنی جاگیر کے علاقہ  
میں اسکو دارالریاست مقرر کیا راوی کا گڈر جو اسکے حد سے ملتا ہے وہ کوٹ کمالیہ کا گڈر کہلاتا ہے و  
دریا سے پنجاب اس سے تیس کوں کے فاصلہ پر بہتا ہے علاقہ تعلقہ اس قصبہ کا کھل و بار سے محیط ہے تو بھتی  
سرسبز و زرخیز و سیراب ہے باغات بہن بھت میں انار بھیا کا بھت بڑا و لذت مند ہوتا ہے گیہوں اور چنے کی پیداوار  
بیشا ہے سردی کے موسم میں جو سوداگر کابل کے طرف آتے ہیں وہ بھیان ٹھہر کر ہندوستان کو جاتے ہیں  
اکیا وں جزا لیکھو اٹھانویں آدمی کی آبادی اور ایک ہزار تین سو اکیس میل اس قصبہ کا رقبہ ہی مانی کی اول  
میں سے محمد بھان خان و محمد سرفراز خان بھیان کا رئیس اب بھی آدمی عزت دار و عزت طلب موجود  
ہے شہر کے پاس ایک نچتہ قلعہ بھی قدیمی زمانہ کا بنا ہوا تھا مورخان انگریزی بیان کرتے ہیں کہ کمال خان سے  
پچھلے بھی الجگان سلطنت وقت کے بھیان ایک شہر و قلعہ بنا ہوا تھا اور جب سکندر اعظم دریائے جہلم سے  
اوتر کر راہ پیرس کے ساتھ ہنگامہ آرا ہوا تو راہ کی فوج شکست کھا کر اس طرف کو بھاگی سکندر بھی اونکی  
تباہت میں بھیان تک آیا چونکہ بھیان کے قلعہ میں بھی راہ کی فوج تھی اور سکندر اونکی حال سے بھرپور قلعہ  
نکل سکندر پہلے آہ ہوئی اگر سکندر ہی لشکر کے سامنے اونکی کیا حقیقت تھی تو بھی سکندر کو اونکو شہر میں

اور سکندر کے زخمی ہو جانے کے سبب تمام قبائل اور پیرس کا اُس روز ملتوی رہا جیسا کہ لوگ نہ بھٹ پاتے ہیں اور لگے کرانہ و آمدنی سے اوقات سبزی کرتے ہیں و میٹھون کا دودھ بھیان بھٹھوتا ہے اور کوٹ کمار سے تیس کر عین باڑسین ملتان کے راستہ پر رنجیت سنگھ نے ایک بادی یعنی چاہ زینہ دار تیار کرایا اور کچا قلعہ بنوا کر فوج مقرر کی بادی کے سر پر پتھر کے اندر عید عبارت کندہ ہے۔ اکال سہاے بخت بلند نصرت پوزد رنجیت سنگھ بادی درماہ اسوچ سٹٹا ایشاد اس قبضہ میں یازید جو تھی بھٹ اچا بانا جاتا ہے جسکی سوداگری دور دور ملک کی ہے۔

**سید والہ** دوا بہ رجناب ضلع منٹگری کے متعلق یہ قبضہ عین ساندل بارا اور جنگل کے اندر آباد ہے پھل پھل سید میر قادری و گیلانی نے یہی آبادی کی بنیاد رکھی اور سید والہ کے نام سے موسوم کیا شہر کا شہر ناہ خام اور عمارتیں گھروں کے کچے کچے ہوئے ہیں شہر کے شرق کے طرف ایک کچا قلعہ بھی قدیمی ٹاٹا بنا ہوا تھا جنوب کی طرف شہر کے دریائے راوی کے سیلاب سے پیدا شدہ کھوٹ اور چنے و نخو کی گداز سے مرفی ہو رہی ہے باقی رہنے ایک کاشتور زمین و جنگل و میرانہ ہے بھیان کے رہنروائے موسیٰ بھٹ پالتی ہیں بلکہ گدازہ اور نکاد و دہ دی و دھی دھیا احمد کے اور ہے یہ قبضہ برگنہ کا صدر مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع منٹگری بھیان تحصیل کا م دیتا ہے **ساندل** مارہیہ ایک قبضہ بڑا بھاری جنگل پنجاب کے ملک میں پنجابی زبان میں ایکو ساندل باز کہتے ہیں اس میں درختوں کی اس قدر کثرت ہے کہ شاید اگر کوئی انسان و سین لستہ ہوا تو تھک جی پھر باہر نہ آوے اور بعض مقامات پر گھاس اُتھ رہا ہوتا ہے کہ سوار معہ گھوڑے اور سین چٹا تا کہ چلنے کو راستہ نہیں ملتا ابتدا اس جنگل کا شیخوپورہ کے سر زمین سے ہو اور انتہا اگر یہ دور تک چلا جاتا تو گر بڑا بھاری جنگل ٹکٹ ہمارا ہوتا ہے جھان راوی و چان و نو دریا ملتے ہیں درازی اٹکی ایکو ستر کوس اور عرض دو نو دریاؤں کے اندر کھین چالیس کوس اور کھین تیس کوس اور کھین کم و زیادہ بھی ہے اس جنگل میں بے بھٹ کم ہے زمین اسکی بلند سی بل ہے سولے بعض بعض مقامات کے جھان نشیب سی پانی برسات کا ٹھکانہ ہے اگر کنواں کھودا جاوے تو اسی گز عمق پر جا کر پانی نکلتا ہے کنودان کھودو وائے پر وہ بھی بھٹ صرف چھوٹا اور پانی بھی اوس سے مشکل کھینچا جاتا ہے اسکے اندر درخت جڈ و کرید و بول و سپلون و میٹری و جھاڑی و لکڑ شیشم وغیرہ بے تعداد و ہتیار ہیں ایسے انبوہ کے ساتھ کہ آدمی کا گدڑ سوا سے دس گز کے بشکل ہوتا ہے جسکی ہڈی جگہ بہنیں ملتی زمین اسکی تمام شور و غوغا نہ کو سون تک چلی گئی ہے لاکھوں جوک بھیرے ہر جنم تو سیرگندہ وغیرہ جانور جنگلی و صحرائی اس میں بہت ہیں سانپ بھی ہزاروں قسم کے ہوتی ہیں اس خطہ کے اندر سنگی و گلی تو بھی آباد ہیں اور لوگ جنگلی عقل سے غالی و خوش سیرت جو رزاق رہن ترخانہ بدوش طویل القدر و زوردار و بھادور ہیں موسیٰ بھٹ پالتے ہیں بلکہ موسیٰ کے جورا لہجہ ان کی اور کی جیسی دسترس اور محاورہ ہے کہ اگر کوئی

ایک گانہ سے لگے چوراہے میں تو اپنی بیٹہ پر اٹھا کر صبح ہوتے پچاس کو س نکل جاتے ہیں اور گامی کا قدم زمین پر لگنے بخین دیتی اور بعضی بوشی کا سراغ باڑ میں ہی لگ کر دیتے ہیں اور اگر کسی کبوتر کی سچی سے لڑے، بھجے جاوے تو اور گانہ لے کر وہاں پہنچ کر وہاں ہی اسی خداداد کی مدد کو کرتی الامکان چور کو قید ہونے بخین دیتی ہار کے لوگ تاج کم کھاتی اور وہ بھت پڑتی ہیں عورتیں انکی بھی طویل القامت جسم محنت کش نور اور زمین ہر ایک کام میں مرد کے مدد کرتے ہیں زمانہ بدکاری کم اور عورات میں وفاداری زیادہ تر ہے کہل، دلو کاٹھا، بٹیا، وغیرہ بھت تو میں بارہن میں ہی اسلامیت کے ضعف کے وقت بھت تو میں خود مختار ہو گئی تھیں بخت سنگ کی وقت کچھ تندر دادر کچھ عظیم ہے اور زراعیہ سوا سی فوج کی ماموری کے وصول بخین ہوتا تھا اب انگریزی اقبال کا خیال ہے کہ تمام سطح و مضافات ہو گئے کوئی تندر و مضافات شریاتی زمانہ ملی کے مفہدہ کے وقت انہوں نے بھی موقع پا کر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسے ایسے سخت سزائیں دیں کہ آئندہ فساد نہ ہو گئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ **فرید آباد** یہ ایک قصبہ دریا سونہ کے دہے کنارے پر سید والہ سے ڈیڑھ گوس کے فاصلے پر آباد ہے بھٹی راجپوت اس میں زمینداری کرتے ہیں جیلر صاحب خان بھٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اس وقت ایک ہزار گہرا اور ڈیڑھ سو دوکان آباد ہو گئی تھی قدیمی عمارت اسکو بچتہ اور نئی عمارتوں میں سے کچھ بچتہ اور کچھ عام اور گھر خرس پوش ہیں فصلان میں جھان کچھ پیدا بخین ہوتا شلغم و گاجر وغیرہ بھت بوئے جاتے ہیں اور وہی سردی کے موسم میں وہ خود کھاتے اور بوشی کرتے ہیں اسکے پاس ایک گزر دریا کا ہے جو فرید آباد کا گزر کھلاتا ہے۔ - - -

**جنگ سیال** راجپوتوں کے سرزمین میں یہ ایک مشہور و آباد قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت صاحب کشمیر کے اپنی استثنوں کے ساتھ میان ضلع کا کام دیتے ہیں تین تحصیلیں جنگ سیوٹ شوروٹ اس سے علاوہ رکھتے ہیں اس ضلع میں جنگ بار وریگان بھت ہی خاص شہر جنگ بسا صاحب مقام ہے اسکی آبادی کے بارہن منہی خیر الدین کے کتاب میں لکھا ہے کہ آبادی اس شہر کی بھت بڑانی ہے بھلو بھل بنیاد اسکی ایک شخص محل ماتھے جو گئے رکھی اور بس کثرت درختوں کے نام اسکا جنگی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان میں جنگی اسکا گرو کہتے ہیں جھان بھت سی و رخت ہوں جو کہ جوگی ایک آدمی ریاضت کش صاحب برکت تھا اسکی خدمت میں اشعار و نثر و کج و حق حاضر ہونے لگے اور بھٹ آبادی تھوڑے ہی عرصہ میں آباد ہو گئی اس کے بھت بھت قریب سیال جہاں اگر آباد ہوئے اور بھٹ مقام خاص لکھتے اور کی قرار پایا تو جنگ کے ساتھ سیال ملکہ نام اسکا جنگی شہر ہو گیا اصلی حال اس قوم کے آئے کا اس طرح درج تواریخ جنگ جو کہ اول نزدیک ہجوم کار و سیال راجہ شکر کا بیٹا قوم راجپوت بنواں شہر جو بنور میں بنا تھا مگر بعد سلطان علاء الدین محمد نے اس کا تار بخین چلی



ہوئی اور قتل و خون کے نوبت پہنچی ہوا سلسلے چند کس مثل راجہ سلی و کھل و چڈہر و ڈوانہ و گمبہ و گمہر اور غیرہ  
 راجپوت ہنگی اولاد اب بھی اوجھل کے نام سے موسوم ہے پنجاب میں آئی اور قہر سلطانی و خونوں کے مواخذہ سے  
 ڈر کر اس ویرانے میں آچھے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوئے گئے۔ راجہ سیال نے انہیں سے محض نور خواجہ فرید آباد  
 گنج شکر حشتی حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضرت نے اسکو بھی اسی ویرانہ میں رہنے کا حکم دیا اور شہر  
 دی کہ تیر ہی اولاد اس ملک میں بھت عزت اور رفور کے ساتھ ہوگی اور نام تیرا قیامت تک قائم رہے گا اور  
 راجہ سیال کوٹ سے اس ملک میں آیا اور مہمی بجا و خان ایک مغرز زیندا کے لگے مسات سو باگ سے شادی کی جو نکال  
 میں رہتا تھا اس عورت کی طرح سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بھرمی دوسرا کوہلی تیرا مہمی خواجہ بھرمی  
 کی اولاد قوم بھرمی اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور مہمی کی اولاد قوم مہمی اس ملک میں کثرت کے ساتھ ہے جنہوں  
 بھرمی کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم و امیر و جاگیر دار اور مہمی کی اولاد چور و غارت گر ہوتے  
 پھر بھرمی کے چھ لڑکے ہوئے اچھرا بھتر اچھارہ جبرنہ دہڈا کوہلا انہیں جبرنہ لادہ مرا اور باقی کی اولاد  
 ہوئی جو اوجھل گئی تو ان سے اب بکھار ہو جاتے ہیں کوہلی دوسری لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھو بھو متی اسروہنیہ  
 انہیں سرولاد مرا مہمی کے چار لڑکے ہوئے موکو کو سنجو لکھنوپا نہ ہوا انہیں سے صرف موکو صاحب اولاد ہوا اسی طرح  
 یہ قوم بڑبڑتی بڑبڑتی ہوتا رہا ہے تعداد ہو گئی اور ہر ایک قوم مثل جیلا و بھرمی و چھرا و سیال و موکو و بھرمی و  
 و گمہیانہ وغیرہ ہتیار و بے تعداد قومیں اپنے اپنے بزرگوں کے نام سے موسوم ہیں اور اس قوم میں بھلا سرور  
 بوجہ تغیری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا پھر دولت خان بھرمی خان و جلال خان و رشید خان وغیرہ  
 و کبیر خان و جہان خان خان و غازی خان ثانی و سلطان محمود خان و مغل خان و محمد خان و دلی داد خان  
 و کہو بی خان بانی قصبہ کہو بی و شاہ میر خان و غنایت اللہ خان و سلطان محمود خان ثانی و صاحب خان احمد خان  
 نوبت نوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ میں کہی بھیم حاکم با اختیار و کہی مطیم صولہ پور  
 پانڈان کے بزرگین میں احمد خان سال کو قوت بھیم ریاست بڑی اوج رہا اختیار تھی اسی کے وقت میں علامہ رنجیت سنگھ کا جنگ چلواؤ  
 و قیقین میں جنگ ہو کر اچھرا بھٹاں کو ہوا گیا اور رنجیت سنگھ کل علاقہ پر قابض ہو گیا اگر رنجیت سنگھ کو لاہور پہنچتی سی احمد خان نے  
 پھر رویش کی اور رنجیت سنگھ کے کار دار اٹھادی اسواسطی دوبارہ فوج کی ماموری ہوئی اور رنجیت سنگھ  
 دخل قرار واقعی ہو کر احمد خان مقید ہو گیا اور دو سال تک قید میں رہا کہ اور قصبہ میر و دال مالیت مبارہ  
 روہیہ کا جاگیر پر قید سے رہا ہوا اور تین روپیہ یومیہ نقد بھی قرار مامی احمد خان کے ہرنے کے بعد غنایت خان  
 احمد خان کے چھٹے اٹھارہ ہزار اور پھر بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر مامی لگجین دنوں میں کہ ساو نعل ناظم ملتان  
 اور راجہ گلاب سنگھ کی فوج کا اسپین کرار ہو گیا تو غنایت خان اس معرکہ میں بندہ دق کی گولی سوار کیا اور

اسامیل خان احمد خان کے دوسرے بیٹے کا وزیر صرف پنجویں سو روپے قرار پایا بھیر مولراج ناظم ملتان کے بغاوت  
کیقت و سوسرکار انگریزی کے فتح جنگ چنیوٹ میں خدمات لایقہ کین اور رسالہ ارمی کا عہدہ پایا اب ہنڈی  
ایک ہزار نو سو روپہ نقد سالانہ کا ہے۔ شہر جنگ کئی مرتبہ آٹھ اور آبا د ہوا ہے ایک مرتبہ آما دی اسکی ملتان  
سال میں نے کی تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب جو چک سال بڑا میں سالوں کا مر گیا تو اس کے قایم مقام ملتان  
اوسکا ہتیار میں بنایا وئے دریاے چناب سے اوڑھ کر چناب کے شرقی کنارہ کے اوڑھ تھیل مقبرہ شاہ مدار سی  
جہاں بھلے آبا دی کے کنڈرات تھے شہر کو آبا د کیا مگر وہ آبا دی بھی دریا روہو گئی اور علامتیں اسکو  
ویرانی کے اب تک موجود ہیں اور یہ شہر موجودہ حال شاہ مدار سی کے مقبرہ کے شرق کے طرف اوس آبا دی  
کے دریا روہی کے بعد آباد ہوا چاروں طرف اس کے کچا شہر پناہ دوکانیں متفرق چنیوٹ میں گہروں کی عمار  
کچھ خام اور کچھ بنتے ہیں سکھوں نے دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کر دیا گو بھر آباد ہو گیا دریاے چناب میں  
شمال مغرب چناب ڈیڈہ کوس اور راوی جنوب کے سمت کو چناب سے بفاصلہ پتیس کوس پر بہتی ہے ذرا عتیم خان  
بارانی وسیلابہ وچا ہی ہوتے ہیں خربوزہ و تربوز عہدہ پیدا ہوتا ہے اور جنگ سے نو کوس کے فاصلے پر دریاے  
جہلم اور چناب باہم ملکر بہتے ہیں دریا کے کنارے کے زمین میں سب طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے شرق کے طرف  
اوس کے وہ جنگل ہے جسکو ساندہر بار بولتے ہیں جو دریاے راوی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد اکر  
کھٹا ہور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور ضلع لیاہ اور اس ضلع کے درمیان ایک گیتان  
جسکو فصل بولتے ہیں گرجہ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن گیتان اور بے آبی کے سبب دشوار گزار  
ہے کل مردم شماری ضلع جنگ کی دولاکھ ننانوین ہزار چونتیس بھلے خانہ شماری میں ہو چکی ہے اور جنوری  
۱۹۲۸ء کی مردم شماری میں فی میل کشتہ آدمی بھلائے میل مربع شمار میں آئی جو کچھ شہر مولد و مسکن ہیات  
ہیرا بنجی کی مشقتہ کا ہے اور مقبرہ ہیرا کا بھی جنگ درگاہانہ کے درمیان فاصلے میں بنا ہوا ہے اسو اسطر  
مختصر احوال اولکھا بھی درج ہوتا ہے کہ چوک میں اعظم قوم سال کے وقت ایک شخص دہر و نام قوم را سخا  
جو تخت ہزار سے کے رہنے والا تھا اپنی بھالوں سے ناراض ہو کر جنگ میں آیا اور چوک کے پاس آکر مویشی چرنے  
پر نوکر ہوا اور اسی خدمت میں نمایاں کین کہ چوک کو اور نوکر دن سے زیادہ تر غزرتھا اتفاقاً میان ہر چوک  
کی لڑکی کہ عورت نوجوان و شکیلہ تھی اور دہیہ وکا اسپین عشق ہو گیا اور اس کمال کو پہونچا کہ دو لاکھ روپے  
کے دیدار کے بغیر ایک خط صبر و قرار نہ تھا جب یہ چار مالکوں میں پہل گیا تو ہیر کے والدین نے اوسکو ایک  
سید نام اچو جو دہری کے بیٹے کے ساتھ جو رنگ پور ضلع مظفر گڑھ میں رہتا تھا بیاہ دیا اگرچہ ہیر کا دل تو بخیر  
کے طرف مایل و مشتاق تھا اور عین چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر بنا دے لیکن بابا کے شرم اور لحاظ سے

ہو رہی اسکے جانے کے بعد وہیدور اسجا سخت بقیہ رہا اور نوکر چھوڑ کر چل گیا۔ پھر تارہ پھر لہجہ گوہر  
 بھین اور بدن پر اکہ ملکر رنگ پوچھیاں سر تھی ہو پچا دیاں جاتے ہی راز فاش ہو گیا اور سید اسیر کو شہر سے نکل کر  
 طلاق دیکر گھر سے نکال دیا اور سیر اور اسجا و نو کو کیکر حکم دیا کہ انکو رگستان بے آب میں جو رنگ پور کے شہر  
 کی طرف سے جوڑاؤ سید کے نوکر دن نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازاں کسی معتبر کتاب سے اونکا اصلی  
 حال دریافت نہیں ہوتا کہ وہ دو نو کہاں گئے اور سیر کی قبر جنگ اور گہا نہ کے درمیان کینو کر ہوئی القبتہ تھا  
 کتا بو نہیں مثل مردار شاہ وغیرہ جیسے درج ہے کہ راجہا سیر کو رنگ پور سے لیکر جھجک گھر آیا اور سیر کو والدین  
 اوسکو اپنے پاس لے کر راجہ کی کو حکم دیا کہ تو اپنے گھر تخت ہزارے میں جا کر اپنے سجائی بندہ دن کی برات لے کر  
 کہ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیری ساتھ کر کہ حضرت کرین پھر حکم پا کر راجہا تو تخت ہزاری کو روانہ ہوا اور پھر  
 بیچھو جو چاہے ہم کو نہر دیکر ملاک کر دیا جب سیر کے مرنے کی خبر لے لی گئی تو وہ بھی سیر کے قبر پر آکر گر گیا  
 دوسرا حصہ شہسری سرزمین میں صاحبان مرزا کا ظہور میں آیا تھا جو تمام پنجاب میں مشہور ہے شہ اس کے حال کا کچھ ہے  
 کہ جبہ نو میں کہ ملتان میں لنگاہی قوم کی سلطنت اور دہلی میں لودیہ حکومت تھی اوسوقت ایک شخص کہوئی نام  
 قوم مہنی بلوچ تمام ساندرباڑ کے علاقہ پر قابض ہو گیا اور قبضہ کہو اپنے نام پر آباد کر کے ریاست گاہ بنایا۔  
 کہوئی خان کی لڑکی سمات صاحبہ اور خواہر زادہ سہمی میرزا میں اودہ قبضہ دانا باد قوم کہل تھا بے آب  
 قریبی کے آمد رفت میرزا کی اکثر اوقات دانا آباد سے قبضہ کہو میں ہوتی تھی اور کہوئی خان بھی سبب شہ  
 خواہر زادگی کے زمانے محل کی آمد رفت سے میرزا کو مانع نہیں ہوتا تھا اتفاقاً میرزا اور صاحبہ میں کوئی کچھ جو  
 اور اوایل عمر تھے عشق پیدا ہوا جو کہ صاحبہ سہمی خان طاہر بن چھانہ پٹہ قوم کے رئیس کے ساتھ منسوب تھی  
 شادی کی تیاری ہوئی اوسوقت دونو عاشق و معشوق گہراے اور تجویز کی کہ دونو اتفاق ایک دوسری  
 کے بھان سے نکل چلیں مگر موقع نہ بنا آخر وہ رات پہونچی کہ جنات نکاح مقرر ہوا تھا اور خان طاہر قوم پٹہ  
 کی برات بڑی ہجوم کے ساتھ لیکر قبضہ کہو میں آمو جو دہوا اوسی رات مرزا صاحبہ کو لیکر ایک گہوڑے پر سوار  
 ہوا قوم مہنی اور پٹہ ہردن کو جو یہ خبر پہونچی کہ وہ میرزا کے تعاقب میں دڑے اور دانا باد کے قریب جو میرزا  
 کا مسکن تھا عاشق و معشوق کو مار کر گرفتار کیا میرزا گہوڑے سے اتر کر مقابلہ پیش آیا مگر تنہا کیا کر سکتا تھا  
 مارا گیا اور صاحبہ کو گرفتار کر کے قبضہ کہو میں لے آئے اور بھانسی بڑا دیا اور کہو سے خان کے دوسری لڑکی کو  
 خان طاہر کی شادی کر کہ برات کو حضرت کیا اوس دن سے قوم کہل اور پٹہ ہردن سخت نزاع و قیوم  
 میں آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہی اور اسی سبب قوم مہنی وغیرہ میں دشمنی ہوئی اور دانا باد سال  
 ہوا ہی کہہ سنا کہ مشہور کہ میرزا کے سال سے یہاں کے پٹہ آبادی اس شہر کا بھی تھا کہ پٹہ کی

قوم تھا جو کہ قوم دہلی اپنی بزرگی کے نام سے گویا نہایت اعلیٰ تھی اور شہر کا نام گویا نہایت مشہور ہو سکا۔ ہون کو قوت دہنہ اگر گڑ اور دہلی کو ان  
 اس میں آباد تھی اور اس سے بھلا احمد خان سیال کی حکومت کے وقت بھی سب آباد تھا مگر سخت سنگ کی فوج نے  
 دہلی کو تباہ کر دیا اور اس کو خوب لوٹا ہوا اس طرح آبادی کم ہو گئی اب انگریزی عہداری میں جب سے ضلع جنگ کی کھربان بھان  
 ہونے لگی ہیں اور سرکاری مکانات کو پھینک کر بارکین بازار بن گیا ہے یہ شہر ایسا آباد ہو گیا ہے کہ شہر خاص جنگ  
 کی آبادی اس کے آگے ہم نظر آتی ہے تجارت ہر ایک جنس کی بھان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً دیسی کپڑے کی  
 درآمد برآمد بھرتی دریا سے جناب اس سے شمال غرب کو ایک کوس اور دریا پر راوی جنوب کو بفاصلہ تین کوس  
 بہتا ہے مگر اس جگہ سے دریا پر راوی تک جنگل بڑھتے صعب گزار ہے **جنیوٹ** دوا بہر جناب ضلع  
 جنگ کے علاقہ میں بھی ایک قدیمی و سچے عمارت کا شہر ہے بھلا بھل بنیاد اس شہر کی ایک عورت کسی اجدادی مٹی  
 نے آباد کیا جس کا نام چندن تھا بعد آبادی کے اس کو نام اس کا اپنے نام پر چندن اوٹ یعنی چندن کا گھر رکھا  
 جو اب جنیوٹ مشہور ہے اس وقت آبادی سکی اور نیچے ٹیکو کے اوپر جو اب شہر کے پاس ہے واقع تھو اور نیندا  
 قوم کو بکھری زمیندار ہی تھی وہ آبادی اب بالکل آجڑ چکی ہے اور کھنڈر نشان اس کو اب تک نمایاں مٹی چلی  
 آبادی سیال قوم وغیرہ متفرق قوموں کی آبادی ہوئی ہے عمارت کل شہر کی سچے دبا ہوئے و خوشنما بازار کٹاؤ  
 بارہ دن ہین اس وقت گیارہ ہزار گھر اور ایک ہزار دوکان آباد ہے بادشاہوں کے وقت بھی اس شہر میں اچھی اچھی  
 عمارتیں تعمیر ہوئی تھیں ذاب بعد اللہ خان وزیر شاہجہانی نے اپنی حویلی بھت عالیشان بھان بنوائی اور ایک  
 بڑی مسجد سچے سنگین وسیع جہین طرح کے پتھر اور شمع قسم کی سلین لگی ہوئی مین بنوائی اور مقبرہ شہر میں  
 قریبی شہر و دی کا نہایت مکلف عمارت سنگ مرمر وغیرہ تعمیر کیا ان دونوں عمارت کے دیکھنے سے فطرت کو تازگی  
 اور دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے جنوب کی سمت شہر کے شہر ہما عیل کا مقبرہ ہے یہ شہر بھی اپنی وقت کو بزرگ و  
 تھے اس مقبرہ کے گرد و مدار دن کے گھر قریب کیسے کے آباد ہیں حال اس شہر کا سب چرخی و بارانی ہے اکثر  
 سیلابی ذراعت بھی ہوتی ہے پیداوار ہر ایک قسم کے غلہ کی فراوانی شہر کے مکان گرجان بھت تحفہ سانی مین عمار  
 دارنگ ناز و مصور بھان کے مشہور ہیں قلعہ ان دھند و چنی چوٹی تھیتی تیار ہوتے ہیں گہون جوار باجر اگیا بھان  
 بھت پیدا ہوتا ہے وریا چناب ہتمام سے ایک کوس دو کرویوں کے اندر نہایت تیزی و تندہی سے چلتا ہے اگرچہ  
 سر زمین اس خط کی بھاری نہیں ہے مگر اس جگہ دو چوٹے چوٹے قدرتی بھار مین اور ایک چوٹی ہے جیٹھی عین  
 آبادی کے اندر و اتم ہے اس ٹیلے کے اوپر کسی حاکم نے پھلور نامہ مین قلعہ بنا کر شہر قائم کیا تھا مگر وہ ناما مریگیاں  
 اس کے اب تک باقی ہیں۔ سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت جب سکھان غارتگر ماسیا پنجاب کے تخت کو  
 لگے تو سردار جانا سنگی نے جنیوٹ کو اگر لوٹا بلکہ اپنا قبضہ داخل کر کرنا لگے مین پھلور نامہ مین قلعہ کی جدوجہت

والی لاہور منت الہی میں اپنی فوج لیکر منوٹ آہوٹھا اور قلعہ منوٹ کا محاصرہ کر کے جاسنگہ کو نہایت تنگ کیا جب توپ کے گولوں سے قلعہ کی دیوار ہمار ہو گئی تو جاسنگہ نے اپنا وکیل رنجیت سنگہ کے پاس بھیج کر کہا کہ اگر خود رنجیت سنگہ زعفران کا بیج کاغذ پر لگا دے اور گور و گوند سنگہ کا نام لکھ کر عرصہ نامہ میرے حفظ غرت و آبرو و عطاے گزارہ کا لکھ بھیجے تو میں حاضر ہوتا ہوں رنجیت سنگہ نے اس کی درخواست قبول کی اور عرصہ نامہ ہو کر جاسنگہ رنجیت سنگہ کے پاس حاضر ہو گیا اس فتح کے بعد کبھی فوج شہر میں گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا تب سیرا برہمہ شہر سکھوں کی زیر حکومت رہا اب متعلق ضلع جنگ سیرا اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جنگ کے حیاں تحصیل کا کام دیتا ہے **اوج** بھیر ایک قصبہ و تحصیل کا مقام دو ابرہہ رنجیت ضلع جنگ میں ہے مگر اب تحصیل حیاں ٹوٹ گئی ہے آبادی اس شہر کی کچھ بھت پرانی نہیں ہے غایت اللہ خان سیال میں جنگ کا قصبہ آباد ہوا حال اس کی آبادی کا اس طرح درج تواریخ جنگ ہو کہ سید زلف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد سید احمد علی شاہ کا صاحبزادہ جو سید پیر شاہ عیسیٰ عبدالوہاب بٹوئی کی اولاد اور مرید سید نور سلطان کے تلامذہ مستی و مجذوبی سمیت تمام برہان قصبہ اوج اب آباد ہے اگر لمبہ ٹیلے کے اوپر رہنے لگے اور سوقت اس جگہ تمام دن تھا صرف ٹیلے کے شرق کی طرف ایک کنواں تھا جس سے بھاگو انہ بلوچ بانی تھے تھے جو کہ حضرت سید اباحا احنہا حال و قال تھے تھوڑے ہی دنوں میں حضرت کی عبادت و ریاضت فی اشتہار پایا اور جو جو ارادہ مند خدمت میں حاضر ہونے لگو جب بھیر غایت اللہ خان رئیس جنگ کو پہونچی تو وہ بھی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اس کے مرید ہوتے ہی مریدوں کی ہمت و کثرت ہوئی کہ حضرت کو بعت لینے اور مرید کرنے کی خدمت نہیں ملتی تھی اور نہیں دنوں میں پھلے اوج کے قلعہ کی بنیاد غایت اللہ خان کے حکم سے رکھی گئی اور شہر کی آبادی بھی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط میں حضرت کو رہنے کا ایک مکان عالیشان بنا کر جو محل نامہ رکھا گیا شرق کی طرف قلعہ کے حوا تک بڑا تالاب مٹی کے کھودنے کے سبب بن گیا تھا اوسمیں جہلم سے پھرا کر پانی بھرا گیا باغات و درخت لگائے گئے غارت قصبہ کی بہت عمدہ بار و نینچہ دو خام منی ہاؤس بنا کر آباد ساموکاروں نے تجارت شروع کی میوا باری آنے لگی بھت سی جاگیر حضرت کے لنگر کے واسطے غایت اللہ خان نے واگڈار کی پرگنہ اوج کا علیحدہ قرار پایا اوسمیں جاسی بھت سی قلعہ بنائی گئے جب قصبہ خوب آباد ہو گیا تو سید صاحب نے اسی میں وفات پا گئے اور فقیر نور شاہ سید بخاری اوکری جگہ حیاں حاکم و جاگیر دار ہوئے انھیں قرار پائے کہ امین وہ فوت ہوئی اور فقیر ناگ سلطان اوکے جانشین بنے اوکری وقت قصبہ جنگ کا جنگ کے علاقے میں ہو گیا اور احمد خان سیال قید میں آیا سکھوں نے اوج پر بھی پوریش کی اور ایسی ہی بھری کرنا تھا تو ناگ اوج کے رہنما والوں کے کپڑے بھی بدن کے پھوڑے بہت سے لوگ اس وقت بھاگے گئے



قصبہ ویران ہو گیا پھر جب کچھ صورت اس کی بنو دار ہوئی تو لوگ پھر اگر آباد ہوئے ناگ سلطان کے بعد  
 فقیر نور سلطان نے سجادہ پایا آپ انگریزی عمارت میں آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی رہی ہے۔ +  
**شورکوٹ** راجپوت و آب ضلع جنک کے متعلق یہ ایک پرانا قصبہ اوس شرک پر جو جنک سے تلبہ  
 کو جاتی ہے جیٹیل سیل تلبہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہ قصبہ بھٹ پرانا اور قدیمی آبادی ہے  
 اس سبب اس کی اصل بانی کا حال دریافت نہیں ہو سکتا اور پڑانے کنہڈرات ہی بھی پایا جاتا ہے کہ کسی ماہ  
 میں پھر پڑا آباد شہر ہو گا آئین اکبری میں بھی سیالکوٹ و شورکوٹ و دوٹو کا ذکر لکھا ہی ایک قلعہ بہت بلند بھان بنایا  
 جس کا سلطہ اور میدان اندرونی بھٹ فراخ ہے ایک میل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار قوم سال سہیں  
 آباد ہے نواب مظفر خان والی ملتان اس کی آبادی پر بھٹ متوجہ ہوا اچھے اچھے سختہ مکانات بنوائے تو لوگوں کو  
 گانو سے بلا کر اس میں آباد کیا آبادی بڑھائی آخر بھٹ سنگ کے وقت جب سکھوں کے بے در پے ملتان پہنچے  
 تو اس شہر کو بھی انھوں نے لوٹا بڑی بڑی عمارتوں کو جلا دیا منجملہ چار ہزار گھرا اور ایک ہزار دوکان کے کچھ باقی  
 ترکہ بدلت تک یہ بالکل ویران رہا جب اس میں ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا اگر دیکھی ہی آبادی کہاں مختصر سی آبادی  
 ہوئی اور مکانات کچھ سختہ اور کچھ عام بنی غرب کی طرف اس کی ایک بلند ٹیلا موجود ہو وٹان بھی بیشک کسی ماہ میں  
 آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوس پر اب تک موجود ہیں اس مقام سے کل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہ قصبہ  
 بھی عین بار میں ہے دریا سے چلم و چناب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑھ کو س اور راوی جو کچھ بندرہ  
 کو س پر پتی ہے کچھ روں کے درخت بھیان بھٹ ہن اور کچھ بھی بھٹ لذیذ و اعلیٰ ہوتی ہے ضلع جنک کے  
 ماتحت بھیان تحصیلدار کے تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ میں بھیان موضع و ان ایک قبر حضرت  
 سلطان بابو کا بھٹ متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اس کی زیارت کے واسطہ در و درو آتے ہیں جیسے تحصیل  
 جو اب شورکوٹ میں ہے قادیور میں تھی لہذا میں یہ تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی گئی تھی  
**میر شہزادہ کی** یہ گانو دریا سے راوی کے کنارے عین جنگل بار میں آباد ہے اگرچہ آبادی  
 مختصر ہے مگر مشہور گانو ہے اور قبر میر شہزادہ بلوچ بانی دہہ کا گانو کے باہر عبارت گنبد دار بنا ہوا ہے یہ  
 میر شہزادہ لنگاہی سلطنت کے وقت پڑا امیر الامرا و صاحب قدار تھا **شیخ موسیٰ** ایگاندہ  
 عین جنگل میں راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اڈہائی سو گھرا اور چالیس دوکانیں ہیں کوٹ کمالیہ بھیان سے  
 پچاس کوس کے فاصلے پر ہے زمین متعلقہ اس کی راوی کے دو ٹوٹا روں پر ہے چلی بلوچوں کی ملکیت یہاں  
 تھی اب تفرق قومیں بھیان کی مالک ہیں چلی ایک سختہ قلعہ بھی گانو کے پاس بنا ہوا تھا جو اب سارا تھک ہے  
 گانو کے چاروں طرف جنگل باڑ درخت بٹھا کر ہے میں ایسی جگہ کے ساتھ کہ سو اسی خیز شہر ہی اس کی آؤ نہیں

سوار و پیادہ کا ممکن بخین **قادر پور** ضلع جنگ میں یہی ہو ساقبہ عبارت خام ہے بھلے  
 تحصیل ارضیہ جنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیا تھا گراب بھان سے اٹھ کر شور کوٹ کو چلی گئی ہے تو علامہ  
 انتقال شاہ چوہہ واڑہ سن کوٹ عیسیٰ شاہ قادر بھٹا بھری ماری جہلم کے دو طرف ایک متعلق تھو ہا  
 شاہ چوہہ وقاد بھٹا کوٹ عیسیٰ شاہ بڑے بڑے قبضے کچی عمارت کی مین **بھٹی بھیان** یہ  
 قبضہ چنیوٹ سے مندرہ کوس جنوب کی طرف موروثی بھٹی راجپوتوں کا ہے آبادی اسکی قدیمی مین ہزار گہرا اور  
 اڈائی سو دوکان ہے عمارت کچی کی مختلط مقبرہ شیخ خیر محمد قادری کا قبضہ کے اندر نچتہ بنا ہوا ہے قبضہ کے  
 چار طرف شہر بناہ خام ہے غلہ کی پیداوار عام ہے دریاے چناب بھیان سے سات کوس پر بہتا ہے ۔

**جلال پور بھیان** یہ قبضہ بھٹی بھیان سے بیس کوس کے فاصلے پر آبادی بھلے بھل احمد خان  
 راجپوت بھٹی نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قبضہ کو آباد کیا اب بھی پانچ ہزار گہرا اور اٹھ سو دوکان  
 اس میں آباد ہیں عمارت شہر کی تمام وکال نچتہ اور شہر بناہ مضبوط ہے شرقی و غربی دو دروازے آمد رفت کے  
 نچتہ ہے ہر مین بھلے مالک اس شہر کے بڑے غرت دار صاحب فوج و خزانہ تھے رجحیت سنگھ نے اڈکوہر آباد کیا  
 اور ملک چھین لیا زمین بھیان کی ایک طرف بارانی اور دوسرے طرف سیلاب ہے دریاے چناب بھیان سے  
 شمال کو دو کوس پر بہتا ہے **جگ کی کھائی** دواہہ رجناب مین یہ شہر معروف قبضہ مین  
 آبادی مین منقسم ہے سندھو زمینداران کے بھیان وراثت پر اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسی جگ لٹل  
 نے بنیاد رکھی تھی اب بھی ساڈھے تین ہزار گہرا اور چار سو کے قریب دوکان مین اس میں گہروں کی عمارت  
 نچتہ و خام مختلط ہے **سیالکوٹ** دواہہ رجناب مین یہ ایک شہر بائیں کنارے دریاے چناب کے

ترسیلہ سیل لاہور سے سنان منہر شمال کی طرف کو آباد ہے اسکی ابتدا مین اصل تو اس کے مین قول مین بعضی  
 کو سکورا تھل نے جو رشتہ دار پانڈوں کا تھا اور کمرؤن پانڈوں کی لڑائی مین مارا گیا تھا آباد کیا جسکو پانچوا  
 برس کا عرصہ گذرا ہے اوستے اپنے نام سے نام اسکا تھل کوٹ رکھا تھا اور بعضوں کا قول ہے کہ راجپوت  
 کے حملہ اری مین راجہ سلوان یا سالباہن نے یہ قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قائم کر کے سیالکوٹ نام رکھا  
 راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہو گیا تھا دوسرا سالو جسے امنی دھڑسارن کو راجہ ہونے  
 کی ساعدہ شادی کی تھی اور اوسے رانی سارن نے شہر ساہنڈا مانجھ کے ملک مین آباد کیا تھا جو لاہور سے سات  
 برگندہ اجال مین اسکی آبادی کے نشان موجود ہیں اسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ جوں کی یا ست کھاتا  
 رہا تیسری روایت یہ ہے کہ بھلے بھل آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت سے دواہہ رجناب مین آباد  
 ہے یہ شہر بھی اڈکوہر نام سے سیالکوٹ کہلایا گیا پانچہ اور آبادیان بھی سیالوں کو تھل جنگ سیال وغیرہ موجود ہیں

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور پرانی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ بھی کچھ بعد یحییٰ ہے کہ بھلی آبادی کا نام کچھ اور ہوا اور پھر سالوں کی آباد ہونے کے سبب کچھ سیالکوٹ کہلا یا ہونے سے جو جی میں جب سلطان خسرو غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا مالک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاء الدین غوری نے پنجاب پرورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیالکوٹ کے صلہ میں ہو چکا تو سیالکوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھ کر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ میں لاکر فوج اپنی بھیان مامور کر کے اسوقت راجہ سیالکوٹ کا جگہ قبضہ میں لے لے قلعہ کا مقابلہ پیش آیا اور اسپہن اوسکی اور سلطان علاء الدین غوری کی تیز لڑائیوں میں بھلی لڑائی سپرد کے مقام پر ہوئی جہن میران بر خوردار امام علی لائق کے بھائی شہید ہوئے دوسری لڑائی مقام آدم دراز و قرقم میں آئی دنان غریل غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اسوقت جبکہ مسلمانوں نے شہادت پائی اور کالج شہیدان بنا اور چند کچھ جلانے گئے اور کچھ دریاب و دوسرے وہ کچھ شہید اپنا تک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیالکوٹ کے محاصرے کے وقت ہوئی جہن امام علی لائق نے جام شہادت پایا اور قلعہ کے مفتوح ہونے کے دن میران محمد فتم المعروف سید سرخ شہید غازی عین قلعہ کے دروازے کے آگے شہید ہوئے کہ ادنیٰ قبر قلعہ کے دروازے کے اندر موجود ہے بعد ازاں قلعہ مفتوح ہوا اور شہر میں قتل عام ہوئی اس لڑائی میں ہندو مسلمان دونوں قوموں نے بڑی بھادری سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا اور امام علی لائق جو جو احد فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی معہ اپنی مریدوں اور بھائیوں کے صرف شہادت کے حصول کی امید پر اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہوئے تھے آخر مراد ادنیٰ برائی اور شہادت پائی سلطان علاء الدین نے قلعہ پر قبضہ پا کر قلعہ کو جب محاصرے و توپ رانی کے گر گیا تھا وہ بارہ ہوا یا اور اپنی فوج و فوجدار بھیان مامور کیا۔ یہ قلعہ سیالکوٹ کی آبادی کے شمال کی طرف ملا ہوا محلات تختہ رنجیت کی عمارت کا ہے باہر سے قلعہ کی دیوار کہیں پکڑہ اور کہیں سے پس گزار اندر سے کہیں دگر اور کہیں ڈنڈہ کہ ہے دیوار میں جس برج میں جین توپیں چڑھائی جاتی تھیں شکل و صورت قلعہ کی مربع عمارت کو نہ ہی زمین اندر کی نامہ اور کہیں سے کہیں سے بلند علاء الدین غوری کے وقت کی عمارت اب بھی قلعہ میں باقی ہے گراہر کو قلعہ کی عمارت کا کوئی پتہ نشان باقی نہیں مگر تھوڑی سی فیصلہ کی دیوار بقدر پانچ چھ گز کے جسکی آشتین بہت بڑی جین راجہ کے وقت کی مٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے غوری سلطنت کے بعد جب مغلیہ و تاناری فوجوں کے بے در بے ملے پنجاب پر ہوئے تو یہ شہر بھی اسکا سکہ کہ سربراہ تھا اسی مرتبہ لوٹا گیا اور کئی دفعہ جہن کے راجہ نے موقع پا کر اسپرورش کی مگر بادشاہ نے یہ شہر راجہ کنگ کی جاگیر میں عطا کیا اوسنی اسکو بھٹ آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اور کنگ نے اس کے وقت محال مراکی وال و بھاگو وال و سبیر مال و گنگ اس پر گئے کے شامل تھے اور نولاکہ روپہ کل محال کی آمدنی تھی

چٹائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شامل یہ علاقہ بھی قابل ملکی  
 سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بھت سالک ظفر وال دستگیرہ و اورنگ آباد و چونڈہ  
 و چوہدرہ و موٹھی راجہ رنجیت دیوراجہ جیون کے تصرف میں آگیا پھر جب ہلاسیہ سلطنت ضعیف ہو گئی اور سکھوں  
 کی غارتگری کا زور شور ہوا تو سکھوں نے افغان کو سیالکوٹ سے نکال دیا اور خود قابض ہوئے اور اس نے جم ہو کر  
 سب علاقہ راجہ جیون سے چھین لئے اور ایک بڑی ٹرائی سکھوں کی راجہ برج راجہ رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ جڑ  
 کے متصل ہوئے جس میں راجہ برج راجہ مارا گیا اور بنگلی وغیرہ سکھوں کے سکھ باج قابض ہوئے جو بخت سنگ  
 کے اقبال کا ستارہ چکا تو اس نے سیالکوٹ پر قبضہ کر جیون سنگہ قابض سابق کو بیدخل کر دیا اور وقت سکھوں نے  
 اس کو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے باج بھاگ گئے جب اسی طرح سے اسن ہو گیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگہ  
 کے وقت مختلف حاکم و کاردار بھان ماہور ہوتے تھے ایک مرتبہ شہر کشمیر سنگہ کی جاگیر میں ملا اس نے قلعہ کی  
 مرمت کی و لیپ سنگہ کی سلطنت کے وقت یہ علاقہ راجہ جیون سنگہ کی جاگیر میں عطا ہوا اس نے قلعہ کے اندر ایک کھٹی  
 بنوائی جہاں ایشٹن کی کھری ہوتی ہے پھر راجہ جیون سنگہ سے یہ علاقہ لے لیا گیا اور قبضہ ثارہ و ضہ میں قائم  
 بھان ضلع مقرر ہے صاحب ضلع تھا اپنی اسٹون کے بھان کھریان کرتے ہیں چار تحصیلیں تحصیل سیالکوٹ ظفر وال  
 و تیسرے و ڈسکہ اس ضلع کے ماتحت ہیں بڑی بھاری چاؤنی فوج کی بھان مقرر ہے بڑی بڑی مکانات بھان  
 و بارکیوں کو بھان سرکاری بھان بنی ہیں بازار بھی نہایت چھا آباد ہوا ہے اس سے رونق شہر کی بھلے سے  
 دو جہان سے چندان ہو گئی ہے اور روز بروز ترقی رہے کل مردم شمارہ ضلع سیالکوٹ کی سات لاکھ چالیس ہزار  
 ایک سو پچاسی و رفاصل اس شہر کے اونیس سو ستائیس ہے شہر کی آبادی میں سے سات ہزار سات سو چوبیس  
 آدمی ہندو اور باقی مسلمان ہیں اور رفاصل شہر کی خانہ شمارہ چار ہزار بائیس سو اٹھانوہ اور ایک ہزار سات سو  
 اٹھ سو دو کائین شمارہ میں ہیں شہر کے باہر بھی چند بھان علیحدہ علیحدہ آباد ہیں جنکو پورہ کہتے ہیں جھلا پورہ مسانہ  
 اسکو شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی نے بعد شاہ بھان بادشاہ آباد کیا تھا یہ شخص ایک عالم فاضل مرد کامل علم میں طاق  
 لیگانہ افان تھا اس کی اولاد اب تک اس پورہ میں متی ہے دوسرا پورہ رنگ پورہ تیسرا بھیران پورہ چوتھا پورہ  
 پانچواں انارہی چٹا حاجی پورہ ساتویں راضی یعقوب ٹھوہن محال لکھن ان میں علیحدہ علیحدہ تو ہیں آباد ہیں اور  
 ایک ٹراگر وہ کاغذ بنانے والوں کا ان پوروں میں رہتا ہے جہاں کاغذ بنایا ہوا سیالکوٹی کاغذ مشہور ہے اور  
 دور دور کے ملکوں میں اس کی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کاغذ بھانگیری بھان بنایا جاتا ہے جو بڑی قیمتی  
 صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ہندی شہر سے جانب شرق جنوب گہوتی ہوئی غرب کو نکل گئی ہے اور اس نام کی  
 کنارہ پر موضع رنگ پورہ و اسے پورہ و بھیران مسکن کاغذ سازوں کے آباد ہیں اور کاغذ کے بنانے میں اس کی

شہید ہوا تھا ہر سال کانگ کی جھینور میں بھجان میلہ ہوتا ہے قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں بارہویں  
 خانقاہ شاہ بلالک موطن کلو دال کے پاس بھی ہزار بختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی بختہ مہر باغ کے  
 تعمیر ہوئی ہوئی ہے ماہ حجت میں بھجان میں روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے اس ہزار کے  
 ستون بختہ میں لوگ کھیتی ہیں کہ بختہ ستون شامین بختہ آسکتے گنا گنا آدمی ہول جاتا ہے تیرہویں خانقاہ  
 عمر شہید موطن سیانوالی کے حدود میں واقع ہے بختہ بزرگ بھی مندوٹن کے لڑائی کے وقت شہید ہو کر گیا  
 دفنایا گیا تھا کانگ کے جھینور میں بھجان میلہ ہوتا ہے چودہویں خانقاہ گلو شاہ بختہ خانقاہ موطن کوری کے تحصیل  
 سپرو میں واقع ہے ساتویں ماہ اسوچ کو ہر سال بھجان میلہ ہوتا ہے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں  
 سو فیسی بھی بھجان حکم سرکار فروخت ہوتی ہے چند روز سید رہتا ہے پندرہویں جنگی شاہ خاکی بختہ خانقاہ او  
 اسی نام کا لگا تو تحصیل سپرو میں واقع ہے مکان ہزار بختہ عمدہ داراشکوہ شاہ بھجان بادشاہ کے شہر کا  
 بنوایا ہوا ہے حضرت میانمیر بالا میر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بیکہ میں ایک قسم کے سفید رنگ کے بند  
 بختہ کی شکل سے ہنگل اس ہزار پر آکر مٹھا کرتے ہیں چونکہ اس طرح کے جانور سوائے ماہ بیکہ کو کبھی نظر نہیں  
 آتا اور نہ کسی نے کسی ملک یا علاقہ میں ایسی پرند دیکھی ہیں لوگ او کو اس بزرگ کی کرامت و تصرف چل  
 کرتے ہیں سو کوہون مقبرہ گولہ بھی مقبرہ تحصیل سپرو میں واقع ہے مکان بختہ عالیشان ہے مقبرہ سنگین  
 عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ دری محرابوں پر پتھر لگے ہیں اور کلکاری کام بنا ہوا ہے مقبرہ چار دینار بختہ بلند  
 ہیں جو درہی نظر آتے ہیں عمارت کے نیچے تہ خانہ ہے اوسمیں قبر مینی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبدالنبی ہے  
**قصبہ جھیر** اڑ بختہ قصبہ سا لکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جہیں ایک ہزار چوبیس توپوں  
 باشندہ ہیں اور تین سو تیس گھراؤ مشرود و کانین اسکے بازار میں آباد ہیں باقی اسکا مہی جھیر اڑ قوم جاٹ گوت  
 بہتر بختہ تک اسکی اولاد اس میں رہتی ہے جب ہفت و نابو دیو گھاٹور اجوٹ منہاس موطن سیدا  
 کلان سے اٹھ کر اس میں آ رہے اور بھون نے اگرچہ نیسے سے اسکی آبادی کی گرتا م بھلا ہی مقرر رکھا۔  
**گولہ** بختہ جھیر اڑ سے غرب کو اور سا لکوٹ سے شمال کی طرف بفاصلہ چھ کوس کے آباد ہیں سو آٹھ گولہ  
 سندھ و کانین باد میں اس میں وٹاٹ قوم گولہ بختہ جھیر اڑ سے گولہ بختہ کانین گولہ بختہ کانین گولہ بختہ  
 غربی و مشرقی ایک دوسرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہیں دہلی آبادی میں چوبیس بختہ گولہ اور نوے  
 و کانین اور دہزار نو سو باشندہ ہیں ان دونوں قصبوں میں لوہاروں کے دو کانین بختہ ہیں جو کارگر  
 ہیں بڑی ناسور و مشہور ہیں ان کے بنائی ہوئے آٹھ چوبیس عجائبات نون میں پہنچ جاتی ہیں اور تین  
 اکثر سرکاری طائر و بھرت و توقیر میں اور لوہے کے اوپر سونے کا کام بھی بختہ عمدہ کرتے ہیں۔ ۴۔



**ظفر وال** یہ قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے عیان کمال سکے  
 تحصیل کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب شرق کے گوشہ میں آبادی اسکی واقعہ ہے عمارت اسکی  
 کچھ نکتہ اور کچھ خام بلکہ خام بہت اور نکتہ کم ہے پانچزار تین سواوئیں باشندہ اسمین رشتی ہیں جن میں دو ہزار  
 تین سو تین مسلمان باقی ہندو ہیں ایکزار زمین سوا دہتر گراور تین سوا دہتالیں دوکانیں قصبہ میں موجود ہیں  
 اور ایک قوم محاجن جو باہری جنگو اوس خطہ کے لوگ کڑاڑ کہتے ہیں اور قومون کی نسبت کثرت سے آباد ہے  
 اور قصبہ کو مدت مدید گزری ہے کہ حفیر خان قوم باجوہ نے یہ مقام پر کہ جنگل دیرانہ تھا آباد کیا اور حفیر وال  
 نام رکھا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد از ان سو برس تک اوسکی اولاد قابض ہو رہی تھی وہ لوگ سقیم الحال  
 ہو کر چلے گئے اور قصبہ دیران ہو گیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد میں اسمی عبد الخیر راجپوت لکڑہ چھپانہ سے آکر قصبہ  
 اس قصبہ کے موضع جابن آباد ہوا پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہو گیا اور کسی خدمت کو عوض میں لے کر  
 اس خطہ کی جو دہرات حاصل کی اوس وقت اوسنے اس قصبہ کو کہ محض دیران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ ایک  
 اوسکی اولاد قابض ہے اور ان راج پوتان سے بچے بچل اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبد الخیر نام رکھا یا تھا  
 قصبہ کے باہر ایک دلی بنے جاہ زینہ دار نکتہ ناموا ہے اس پر گنہ میں جناید انہیں ہوتا اگر بویا جادی تو  
 گرم پڑ جاتا ہے **تتہ** یہ قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس شرق کی طرف آباد ہے پانسو دس گھ  
 اور ایکزار نو سو جالیس آدمی اسمین رشتی ہیں کثرتی اور بجا شہیدی اور قومون کی بہ نسبت زیادہ  
 سے ہیں ہمیشہ راج ولد واری مل کثرتی نے بعد اکبر بادشاہ جنگل دیرانی میں اسکو آباد کیا اور انہی نام نام  
 اسکا چیم گکر رکھا سو برس تک اسکا ہر گھر مشہور رہا بعد از ان ایک شخص جاٹ سنگھ نام حقیر عیان آیا حکمران  
 لوگ متحد ہو گئے اور شہرت اوسکی اس کمال تک بھونچی کہ بھگوان بھی اوسی کے نام سے مشہور ہو گیا  
 سادہ اوس فقیر کی قصبہ کی باہر شمال کے طرف موجود ہے جو بارہ یہ قصبہ ظفر وال سے غرب کو کٹھ  
 سیل پر آباد ہے اسمین دو سو بارہ گھراور سچاس دوکانیں اور ایکزار ایک سو اویس آدمی آباد ہیں اولی  
 پر تو قوم کامل نے علاقہ شکر گڑھ سے اگر چار گاون کے رقبہ سے کچھ کچھ زمین لیکر یہ قصبہ آباد کیا اور ایک کٹی  
 بنا کر اوسکے اور ایک جو بارہ یعنی بالا خانہ تعمیر کیا اس سبب اس گاون کا نام سی جو بارہ مشہور ہو گیا  
 اب پورون رائیں برہمن کثرتی محاجن سلہریہ قومین اسمین رشتی ہیں جو **تتہ** یہ قصبہ ظفر وال  
 سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب شرق آباد ہے اسمین آٹھ سواوئیں گھراور دوکانیں  
 چار ہزار دو سو چوبیس آدمی رشتی ہیں انہیں سے ایکزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہیں  
 زیادہ قوم جاٹ کوت باجوہ اسمین رشتی ہیں اور انہیں کی ملکیت میں چار سو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ

قوم جاٹ باجوہ نے سپرد کے علاقہ سرگرم اس قصبہ کو جنگل دیرانہ کے اندر آباد کیا اور اپنے چار لڑکیوں کو ملکیت کی جا رہے کر دی اور چونکہ نام رکھا کیونکہ چونکہ پنجابی زبان میں عورت کے سر کو کہتے ہیں۔

**سیر** یہ قصبہ سیالکوٹ کے جنوب مشرقی طرف ہے۔ یہ قصبہ پر آباد ہے اس میں تین تین گائے

آٹھ سو چالیس گھر تین سو چوبیس دکانیں سات ہزار نو سو چوبیس آدمی آباد ہیں قصبہ کی عمارت سب کی سب سختہ آدھن سے ریت کی جو لیان عالی شان بھی بھت نبی ہیں کیونکہ عیان کے باشندے اکثر نوکری مشہور اور

دستور تھے بھلے بھلے قصبہ میں مالگا والدہ باندہ قوم جاٹ باجوہ نے آباد کیا اور ملکیت اس کی تھی

برسر نام کو کہ اس کا سر زمین بروہت تھا سب کر دیا اور برسر نام کے نام سے ہی نام اس کا سرور رکھا لگو

یہ بھی ہے کہ اسلام کے وقت کوئی بادشاہ عیان آیا اور علاقہ پر فساد کیا کہ فرمایا کہ یہ مکان عجیب ہے

اوس دن سے نام اس کا برسر در شہور ہوا قوم باجوہ کے ملک تاج خاص قصبہ میں کچھ نہیں ہے اور خاص برسر نام

اور اوس میں سے بھی صرف ایک ہی گہرا آباد ہے مگر مالکیت کچھ نہیں کہتی تہذیب و تمدن سے کھتری بلکہ وہ ہوسہ و ملک

قاتلو کی قدیمی باشندے اس قصبہ کے ہیں اور مسلمانوں میں سے لگی رہی زیادہ ہیں باقی ہندو مسلمان مختلف

قومیں اور مختلف گوٹ کے اور آٹھ آبادیان علیحدہ مسجد اور سیار بیان تہی اور دینہ سراسی بھائی گم

ملوکی مالوہ تال منوئل جو شہر کے گرد اگر دہلی و محالات کے واقع ہیں ان کو مالک بھی شہر میں تہی ہیں

خروڑہ بھت چاہو تہا ہے خصوصاً توری خروڑہ جو جنگل کہ و دراز ہوتا ہے نہایت لذت شہر ہوا کرتا ہے

سید میران بر خور و ارشد کا نزار جو امام علی لاحق سیالکوٹی کے بھائی تھے عیان ایک شہور مکان جو شہر کے

وسط میں بنا ہوا ہے اور محرم کے دسویں ذوالحجہ ہوتا ہے اور ایک چوٹی سی اہل دیو کا نام منڈو کے

غسل گاہ شہر کے باہر ہے آب مٹی ہے بھلی عیان نالہ دیک بارہی تھا اوس سے چھڑ آب ہوتی تھی انجانات

کے بانی سے بھرت جاتی ہے سہ ماہ میں مندرائے چار دن طرف بنی ہوئی ہیں تہہ و پیل کے درخت بھی بھت ہیں سو

اوس کے شہر کے باہر غز کے طرف ایک شہن تالاب نہایت بڑا و قدیمی موجود ہے جس کا بعد الہ شاہ کا نام

کہتے ہیں نوا یا تھا عالمگیر کے وقت پھر اس کی مرمت ایک شخص سنگیت نامی کھتری کرائی اب پھر کلمہ شہن تالاب

کو از نو تیار ہی ہوئی علی علی اودنا ہلی جو کٹ کر ہن کی گئی قلعہ سوہاسنگ سپرد سے پانچ میل جنوب شرق سر آباد

عمارت اس کی کچی کچی ہوئی ہے و سو چوبیس دکانیں کچھ اور ایک سو چوبیس آدمی اس میں رہتے ہیں نوکری میں

کو سردار جھاک سنگ ایلو و الیہ عیان آکر اور موضع بلوچ پور سے زمین لیکر ایک قلعہ بنایا اور قصبہ کی آبادی

کی بنیاد رکھی اور سوہاسنگ اپنے بیٹے کے نام سے قلعہ سوہاسنگ اس کا نام رکھا پھر اس میں کھتری مہاجن و

ہو پاری رہا گئے تھے پھر کھتری کثرت کے ساتھ آباد ہو گئے و شالہ بانی کہتے ہیں شہر بھی اس میں بھت تہی ہیں

اور کانسی کے برتن بناتے ہیں باہر آبادی کے ایک تالاب راجول کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب بحرہ چٹا کو  
تیسرا وہاں کے تالاب سے باہر موجود ہیں **کلال والا** یہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا  
قصبہ ہے جس میں چھ سو اکیاون گھر اور ستر دوکانیں آٹھ ہزار اکیسوا باشندے ہیں یہاں سے کلاس قوم جاٹ باجوہ  
نے اسکو آباد کیا اور کلاس نام رکھا اب غلط العام کلال والا مشہور ہو گیا ہے اب جاٹ زمیندار اس میں بہت  
ہیں بعض زمین نوکری پیشہ و سوزنجی ہیں باہر قصبہ کے رانی چند کنور زوہر سردار جو وہ سنگہ کا بنوایا ہوا ایک  
پختہ تالاب جو پائش کو پانی سے بڑا ہے رہتا ہے اور ایک باغ و شوالہ بھی اس کے پاس ہے **ڈسکہ کلاں** یہ قصبہ سیالکوٹ سے خوب کوچہ  
نیل کو فاصلے پر آباد ہے اور اس سے شمال کی طرف ایک میل سے کہہ کر فاصلے پر دوسرا قصبہ ہے جسکو کوٹ ڈسکہ کہتے ہیں  
کی آبادی کے بارے میں تحصیل و پٹروا بنا ہوا ہے جہاں تحصیلدار رہتا ہے اس کے میں تین سو ستالیس گھر  
اکھتر دوکانیں دویزا چھ سو باشندے ہیں جن میں سے ایک ہزار دوسو تترہ مند اور ایک ہزار تین سو تیس مسلمان  
ہیں جہاں کے قانوگو دن کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہیں ان میں نام اسکا شاہجہان آباد  
تحریر ہے اور کاغذات راضی وغیرہ جو پٹو قبائل جاٹ زمینداروں کے پاس ہیں ان میں بھی اس کے قصبہ کا نام شاہجہان  
لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آبادی اسکی شاہجہان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہجہان آباد  
نام رکھا گیا گردان کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ برادر مریدہ پانوں برس کے سہی موجود قوم جاٹ ساہی ہندو نے خوش  
شد لاوار سے آکر اسجگہ کو کہ اگلی آبادی کے پورائے کشدرون کا ٹیکہ تھا آباد کیا مگر چونکہ پہلے جہاں آبادی  
قوم ڈسکہ کی تھی اور انھیں کے نام سے وہ آج بھی ہوئے کشدروسوم تھی اور نیا نام نہ رکھا گیا اور وہی  
سپلا نام شہر پر پھر افغانوں کے تاراج اور سکھوں کی غارتگری سے یہ قصبہ آج گیا اور مالک اسکے کوٹ ڈسکہ  
میں جو اون دنوں میں وہاں کچا قلعہ بنا ہوا تھا جاہری پھر جب سرداران سید اللہ پوریہ کی حکومت ہوئی  
تو سہی دیسراج نے کہ اسی موجود پہلے بانی گدا اولاد میں سے تھا دیا وہ اسکو آباد کیا جواب تک آباد ہے  
کانسی وغیرہ کے فرد ہیں بہت قیمتی ہیں اور مال تیار کر کر گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ میں بھیجا جاتا ہے  
**کوٹ ڈسکہ** یہ آبادی ڈسکہ کلاں سے شمال کو پون میل کے فاصلے پر آباد ہے میں سو چاراسی گھر  
نویں دوکانیں دویزا اور ستالیس باشندے ہیں ان میں جن میں سے ایک ہزار دوسو اکیالیس مند و اوسات  
اٹھانوہ مسلمان شمار میں آئے ہیں سہی کہ ہم چند ساہی نے برادر مریدہ اکیسویارہ سال کے ڈسکہ کلاں سے نکلا یہ  
قصبہ آباد کیا رنجیت سنگہ کی عہداری میں پہلے سردار ندان سنگہ اٹھو اس پر قابض تھا اوسنوا ایک قلعہ نام  
بھان ہوا اور لوگ جاہی اس سمجھ کر بھان بھت آباد ہو گئے کٹھیری و ٹھیاہ اس میں بھت رہتی ہیں  
کٹھیری کی رنجیت سنگہ نے خود اس قصبہ کو فتح کیا کٹھیری بھان کے قبل منتر میں اور ٹھیاہ برتن بنا رہی ہیں

اور ایک شہور بات اس ملک میں یہ ہے کہ چونکہ جھان سے سیالکوٹ دسہ ذرہ دگر جو برانوالہ و وزیر آباد دس دس  
 گوس کے فاصلے پر آباد ہیں اس واسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کو کہتے ہیں **سمٹ مال** ضلع سیالکوٹ  
 میں بھی ایک شہور قصبہ ہے اس میں آٹھ سو اتر گھر ایک سو ساٹھ دوکانیں تین ہزار اڑھ سو چوبیس باشندے  
 ہیں جن میں ایک ہزار پانچ سو چار ہندو اور دو ہزار تین سو ساٹھ مسلمان ہزار میں آٹھ ہزار پانچ سو برس گذری ہیں لی  
 جھان جنگل ویرانہ تھا پچھلے سنات سببان گوجری رہیکے ملک سے مویشی چرانے کے واسطے اگر جھان اور تری  
 چونکہ گھاس و چارہ کثرت سے تھا اس لیے جھان چند کوٹھی بنوائی اور رہنے کی مابڈالی اس کے نام سے اس وقت  
 یہ گاونہنبل وال کہلانے لگا متعل ہوتے ہوئے اب سمٹ مال شہر یا گیا چند سال وہ گوجری یہاں رہی پھر  
 مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلی گئی اور آبادی ویران ہو گئی جھانی سلطنت کے وقت پھر سہمی رن مل قوم  
 جاٹ گھرنے جو فائدہ ان اجداد کے کیا ہے تھا اور شیر کو مار کر اسے بادشاہ کے جھان خرت پائی تھی اور یہ  
 علاقہ اس کو بطور ملک عطا ہوا تھا اس کا نوکٹے سر سے آباد کیا اور خود بھی جھان ہی رہی لگا تب سہو وزیر  
 ترقی اس کی ہوئی گئی خوشنویس فارسی خط کے جھان بھت رہتے ہیں **جاکلی** یہ قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال  
 کے طرف آباد ہے سات سو اتر گھر دس سو بیس دوکانیں تین ہزار سات سو اکیاون باشندے اس میں  
 رہتے ہیں جن میں دو ہزار دس سو اتر تالیس ہندو اور ایک ہزار پانچ سو تین مسلمان ہیں پانچ سو برس کا عرصہ ہوا ہے  
 کہ سہمی جام جاٹ گوت جھانے ساہو والہ سے اگر اس کو آباد کیا اس وقت سہمی پنڈی قوم کہتری دوگل بھی جام  
 کے ساتھ اس آبادی کے آباد کرنے میں مدد و معاون تھا اس واسطے نام اس کا پچھلے جاکلی پنڈی دو نو کے نام  
 کے شول کے ساتھ رکھا گیا تھا پھر جاکلی مشہور ہو گیا اب پنڈی کا نام کوئی نہیں لیتا **ڈوالہ** یہ قصبہ  
 ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر کوشہ خوب شرق آباد ہے پانچ سو بیس گھر ایک سو بیس دوکانیں دو ہزار اڑھ سو  
 چھ باشندے ہیں ان میں سے ایک ہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایک ہزار چار سو اٹھارہ مسلمان ہیں پچھلے کئی مائے  
 دو برس ہونے لگا اس میں دھجائی تھے جھان دوکان آباد کسی ٹبے بھائی نے اپنی بستی کا نام ڈوالہ اور  
 چھوٹے نے ڈوالہ رکھا کہ پنجابی زبان میں ڈوالہ بڑی کو اور ڈھچھوٹے کو کہتے ہیں مدت تک وہ دو پستان  
 آباد رہیں پھر بسبب انقلاب مانہ کے اچر گئیں پھر یہ سو برس کا عرصہ ہوا کہ سہمی یعنی دہالاقوم جاٹ سندھ  
 منظم ہو کر اس کے رقبہ کا قبضہ کر لیا سہمی نے تو پرانی آبادی کے نام سے یہ گائو ڈوالہ آباد  
 کیا اور بالائے علیحدہ گائو آباد کر کوٹلی نام رکھا جو بالائی کوٹلی مشہور ہے اور اس کی اولاد اس میں رہتی ہے  
 اگر اس کو ہون کے حکم تعہدی سے نکال کر کوٹلی کی آبادی کو اس وقت کے چور ویا اور ڈوالہ میں آ رہی ہے  
 دو ہزار گائو ڈوالہ بھی اب قوم جاٹ سندھ ہون نے آباد کر لیا ہوا ہے تین دوکانیں شالبا فون کے سمیت

جبر و کہ رجناب و د آ کے متعلق بھیہ ایک قصبہ دریائے راوی سے بارہ میل سمت شمال اور اکیسواٹھ میل  
 میل لاہور سے آباد ہے **فتح علی** بھیہ ایک قصبہ رجناب و آ کے علاقہ میں بائیں کنارے دریائے چناب کے  
 اور بہتر میل شہر لاہور سے آباد ہے آبادی اسکی بارہ وقت علاقہ اسکا سرسبز و شاداب پیداوار سی غلہ کی ہوتی  
 بارانی دسیلابہ جمال اسمین بھت ہو **شیالہ** د و آ بہ رجناب ضلع لاہور تحصیل شرقیہ کے متعلق بھیہ ایک قصبہ  
 نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے تین سو برس سے اسکی آبادی ہوئی ہے راجپوت کہتری گنہمند و مسلمان بھیکار  
 مالک میں عمارت قصبہ کی خچتہ نو سو ستائیس گھر چالیس دوکان ایکزار تین سو اسی آدمیوں کی آبادی ہے۔  
**کوٹ بندید اس** د و آ بہ رجناب ضلع لاہور تحصیل شرقیہ کے متعلق بھیہ قصبہ شیخوپورہ کے شرک  
 نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے مالک بھان کے زمیندار قوم لبانہ میں ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ سبکی  
 بندید اس نے اسکو آباد کر کے اپنی نام بر کوٹ بندید اس نام رکھا عمارت اسکی خام ہے غلہ کا بویا پرموت ہے  
 پانول بھت تحفہ بھان پیدا ہونے میں **ملیان** د و آ بہ رجناب ضلع لاہور میں بھیہ بڑا گانوہ ہے قوم جاٹ  
 درک ہند و مسلمان بھان رستی میں ملی زمیندار نے بھلی اسکو آباد کیا چار سو چاس برس کی بھیہ آبادی عمارت  
 کچی کچی ملی ہوئی ہے تجارت غلہ کی ہوتی ہے دوسو اسی گھر اور آٹھ سو ادھتر آدمی اسمین آباد ہیں۔  
 ماسو بھیہ قصبہ بھی نالہ ڈیک کے کنارے کے اور آباد ہے اول اسکو سسی ماسو گنہمند برور عرصہ ڈیڑھ  
 برس کے آباد کیا اب گنہمند ہو جاٹ وغیرہ اسمین ہنر میں عمارت خام ہے بویا پرموت ہے پانول بھان و گنہمند  
 عہدہ مشہور میں **شرق پور** د و آ بہ رجناب ضلع لاہور کے متعلق بھیہ ایک مشہور قصبہ و آبادی کا مقام ہے اکیس  
 برس کا عرصہ گزرا ہے کہ آبادی اسکی ہوئی وراثت و ملکیت بھان ارانیوں کی ہے خام عمارت بھت او  
 سچتہ کم ہے ایکزار چار سو اکیس گھر اکیس دوکان چار ہزار اکیسواٹھ آدمی بھان رستی میں مسجد میں اسمین سچتہ  
 بیچا ہوئی ہیں تحصیل قحانہ و درہ بھیہ سرکار کے حکم سے بھان سچتہ بنایا گیا ہے شہر میں تجارت و بویا پرموت  
 دوکاندار سی سلمان و چون کی ہے بازار کشادہ و پر تجارت ہے غلہ کی تجارت بھت ہوتی ہے علاقہ اسکا چائی  
 و بارانی ہے مقبرہ خواجہ محمد سعید کا بھان زیارت گاہ خلق ہے ہر سال پندرہویں ماہ اسٹوہ کو دھان ملے ہوتا  
 لاہور وغیرہ دیھات قرب جو اسے مخلوق و جان جاتی ہے بھیہ حضرت اسی قصبہ میں رہتی تھے اور **شاہ**  
 میں انہوں نے وفات پائی دریم کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے **شاہ** د و آ بہ  
 رجناب ضلع لاہور کے متعلق بھیہ ایک قصبہ دریائے راوی کے دہن کنارے کے اور لاہور سے فاصلہ تین میل  
 آباد ہے آبادی ابتدائی اسکی عہد شاہ بھان بادشاہ کے ظہور میں آئی اور شاہ رہ نام رکھا گیا باعث آبادی  
 اسکی کا بھیہ ہو کہ جب شہنشاہ گلزار سی کامقبرہ عالیہ ملک عظیم نور بھان بلکم کے باغیچہ میں حکم شاہجہانی عمارت



لاٹانی دریائے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا تو مجاور و حافظ قرآن خوان و خادم و فراش و شعل سوز و غبار  
 و محافظہ مقبرہ کے بقدر و ہزار آدمی کے نوکر رکھے گئے اور ایک عام لنگر جاری ہو کر باورچی وغیرہ ہتھم لنگر کے  
 بقدر پانسو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ مجھ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت میں مامور رہیں کہیں  
 غیر حاضر ہونا نہ پائیں پس انکی درخواست کی بموجب مقبرہ کے پاس ایک چھتہ آباد ہوا اور اڑھائی لاکھ روپے  
 سب پنی عیال و اطفال کو عیال کے آدین و مقبرہ کی خدمت سے غیر حاضر ہونا نہ پادین پس چھتہ مقبرہ شاہی  
 عہد تک بخوبی آباد رہا جب شاہوں کی غارتگری شروع ہوئی تو انھوں نے کئی مرتبہ اس کو لوٹا اور لاکھوں آدو  
 کا سبب مقبرہ کا از قسٹ فروش و شہید و انیس و کھنڈ و قتل سوز و شمع دان تقریبی و طلائی و غلاف نزار جو کئی لاکھ روپے  
 کی تیار کی تھا سکھان کفن چور و گرسنگہ چشم ڈر کر لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بھت سی قیمتی تہر و اسرات  
 سب کچھ نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جب قدر افغانی فوج بار بار کامل آتی رہی اور مقبرہ کو تھام  
 پر قیام ہوتی رہی اسنے بھی سی ہی اعمال صادر ہوتی رہے اور پتھر و کج کے اوکھارنے میں انھوں نے بھی  
 ضی الاسکان دینے لگیا اور بھت سی سنگینہ عقیق و زرد و فیروزہ و سلیمانی و لاجورد وغیرہ کے چھڑیوں کے نوکوں سے  
 اوکھاڑے رنجیت سنگھ کی عمارت میں اگرچہ قصبہ کی آبادی میں ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت میں زیادہ تزیین  
 آگیا یعنی رنجیت سنگھ بنیاد پر مر و غیرہ عیال سے اتر کر امرتسر لے گیا عمارت شاہدہ کی سچتہ اور بازار بارہ  
 و کشادہ جہیں ٹپے ٹپے ساہوکار مالدار و کانین کرتے ہیں دریائے راوی اسکے زبردیوار بجتا ہے جھپانی  
 ہوتی ہے تو اس کے غرق و پشیکا بھت خوف ہوتا ہے **شہر گوجر انوالہ** چلے آبادی اسکے پورے قصبہ تیز  
 اسکے مہلی خان جاٹ گوت ساہیسی نے قائم کی اور نام اسکا خان پوہیا مہنسی رکھا بعد مر و کس قدر عرصہ کے تمام  
 عرف گوجر اس کا تو میں قابض و دخل ہو گئی اور بانی کی اولاد بالکل بدخل ہو گئی گوجر وں نے اسکا نام  
 بد بگڑ گوجر انوالہ رکھا جب سلطنت چغتائی کمزور ہو گئی اور پنجاب کا ملک و ارث تصور ہو کر ہرنی و نازنگری کا  
 میدان بن گیا اسوقت میں داران گوت بازی خان چند بار اس آبادی کے غارت کرنے پر متعہ ہوئے اس واسطے  
 زمینداران موضع کہیالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کوس آبا و ہوسے چڑھت سنگھ ساہنسی ہمارا راجہ رنجیت سنگھ کے دادا  
 کو جو بوجہ موضع راجہ ساہنسی ضلع امرتسر ایک زبردست قزاق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اسنے اس قصبہ  
 تمام موضع تصور کر کے خان سکونت اختیار کی اور جو ملی سچتہ و سیم نوامی قصبہ کے گرد و بھی شہر بنا ہوا یا جسکو ان  
 شہر کہتے ہیں جب وہ مر گیا اسکا بیٹا جانشین ہوا تو اسنے اس کا نوکرو اسکا آنا دیکھا کہ ایک قصبہ خوشنماں  
 اپنی باپ کی جگہ پر اسنے سچتہ کہیالی مکان بنوایا اور قصبہ سید گڑ کو ویران کر کے وہاں کے رہنما والوں کو  
 اجارت دی کہ اسنے اگر اس قصبہ میں آباد ہوں چنانچہ وہ سب بھیان آکر آباد ہو گئی کہ اب تک ایک

قصبہ کا ان کے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہیں جہاں سنگہ کے وقت زمینداران قوم کو جو بھی بھیان سے  
 سیدخل ہو کر نکل گئی مگر نام میں کچھ تغیر و تبدل ہوا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت یہ قصبہ زیادہ تر آباد  
 ہو گیا اور سند ہو کہتری نے موضع میں ایک ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹہرہ بھیان بنا یا پھر سردار دیپ سنگہ  
 نے ایک کٹہرہ بنایا اور ایک کٹہرہ سردار سری سنگہ لودہ کی آباد کیا اور ایک عالیشان حویلی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ  
 نے باوجودیکہ اوسکا مسکن بمولہ بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر پھر کچھ توجہ کی لاہور میں قیام پذیر ہو کر اس شہر کو  
 بالکل بھول گیا البتہ بجانب شرق اسکے باغ کے دیوار پنجتہ بنوائی اور اوسمیں بارہ دری عمدہ تعمیر کی سادہ سردار  
 مہان سنگہ کی بھی اسی باغ میں ہو اور قصبہ سے بجانب غرب ثرت سنگہ کے سادہ ہے غرض سردار ثرت سنگہ کے  
 عہد سے آج تک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جب پنجاب میں عداوتی انگریزی ہو گئی تو چند  
 ڈپٹی کمشنری کر نل کلاک صاحب بجایو حویلی مہان سنگہ کے ایک بازار مربع تیار ہو کر رنجیت گنج نام رکھا گیا  
 اور سردار پھر برڈرٹ صاحب نے دروازہ کھیالی والہ دلاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والا دروازہ  
 تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے بہت سی آبادی بڑھ گئی مگر شہر بنیاد آج تک نہیں بنا اور سوائے دروازوں  
 کے اور راستہ بھی بہت آمد و رفت کی ہیں ایک قلعہ عام بھی بھیان سردار سنگہ لودہ کا بنایا ہو جو دتھا جہنم کے  
 مرنے کے بعد سات دیسانی وجہ اوسکی ارجن سنگہ اپنے بیٹے کو لیکر محصور ہو گئی تھی اور مہاراجہ کٹرک سنگہ و خقیق  
 سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ ہو سیدخل کر کے قصبہ سترہ ضلع سیالکوٹ میں بھیجا یا اور قلعہ ویران کر دیا بارتن  
 پتل اور تانبے کے بھیان بہت چھوٹی ہیں اور دو اگر ای فکمی و در در تک ہوتی ہے اور بھی اچھے اچھے کام ہوتی ہیں  
 سب و مالدار اور ہوا کا دھبہ ہیں پرانی آبادی میں زمینداران قوم سانسو رہتی ہیں اور باہر کی آبادی کو  
 متفرق قوم آباد ہے علم کا چھاپ بھی بہت ہو سولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تیس مسجدیں مسلمانوں کی  
 اس شہر میں ہیں اور سند ونگے مندر بھی بہت ہیں راجہ تیا سنگہ کا شوالہ سب سے اچھا ہو سو اگر ہی ہر ایک میں  
 ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی سنجتہ ہے چار ہزار چار سو گھر اور ایک ہزار سات سو دوکان اور سترہ ہزار وین  
 ایک اسی مردم شمار ہی ہے یہ قصبہ شرک کلان لاہور و پشاد کے سر پر لاہور سے بفاصلہ پچیس کوس جانب شمال  
 آباد ہے مراہی سنجتہ مسافروں کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر  
 سید صاحب اسٹنٹ کمشنر و اکثر اسٹیشن و تحصیلداران بھیان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کے مشیر  
 محنت لاہور کے کام کرتا ہے ہر حد ضلع کے لاہور سے بس سبیل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شروع عمارتیں  
 میں یہ ضلع ضلع شیخ پورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلیں شیخ پورہ خاص و حافظ آباد و درام نکرا اسکے ساتھ متعلق تھیں  
 شہرہ ام میں مقام ضلع تبدیل ہو کر گجرانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلیں قرار پا میں خاص گجرانوالہ

ورام نگر و حافظ آباد و شیخوپورہ ۱۵۷۷ء میں تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اسکے حافظ آباد وغیرہ تحصیلوں کے متعلق ہو گئے اور تحصیل شرق پور متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع میں تحصیل وزیر آباد قائم ہوئی اور شرقی اضلاع کے سیالکوٹ کے ضلع سے و حد غربی جنگ کے ضلع کے ساتھ اور شمالی دریائی خیاب ملتی ہے جو اس ضلع و ضلع گجرات و شاہپور میں ملتے ہیں اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور گوشہ شرق و جنوب امرتسر کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے و ملحق ہے طول اس ضلع کا بہ نسبت شرق و مغرب بہتر میل اور عرض جنوب و شمال بالین میل ہے فی زمانہ اس ضلع کے مطلق ایکڑ ۱۷۰۰۰۰ و سو دیہات اور اکیانوین رکہہ یعنی چراگاہ ہیں جنکا محصول علیحدہ مالگزار سے زمیندار و مٹیوں میں اسکا نام نہرتی ہے آب و ہوا اکثر اس ضلع کے تیز و اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے برگنے کے زمین بار کے نام سے موسوم ہے و مان کی آب و ہوا انھیں عمدہ ہے و مال مویشی اور آدمی اس علاقہ کے کھات زبردست و قوی مذکور و تندرست ہوتے ہیں باقی علاقہ اس کے ہوا ایسی عمدہ زمین ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریائی خیاب و رسات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہیں مردہ شماری اس ضلع کی مرد و زن پانچ لاکھ پچاس ہزار پانچ سو تیرے اور ایک ہزاری جنگل متعلقہ ساندل باج کے اس ضلع کے حد و میں بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جنگ کے ہے اس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چرواہے ہیں اور مویشی دور دور جا کر چورال لاتے ہیں ضلع کے علاقہ میں ہر ایک ہتھ کے لوگ سکونت رکھتے ہیں شہر گوجرانوالہ میں اکثر خاندان رہتی ہیں جن میں سے خاندان سردار ہری سنگہ نوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگہ ایک مشہور سردار و رہبر ہزارہ راجہ بخت سنگہ کا تھا اصل حال اسکا یہ ہے کہ ایک شخص گورداس نام کہتری گوجرانوالہ میں رہتا تھا سردار رمضان سنگہ سکریک کے گھر میں رہا اور اسکی عورت کام خد شکاری کا کرتے تھے سردار رمضان نے گورداس کو پائل دیکر گورداس سنگہ بنا لیا گورداس سنگہ کے گھر ایک بنایا ہوا اسکا نام ہر سنگہ رکھا اور شیخ پور و رش سردار جہان سنگہ کے گھر پائی اور لاگتی کار ہو کر ہزارہ راجہ بخت سنگہ کے ترقیوں کے وقت وہ ہر کا پٹ شہدائے میں بخت سنگہ تصور پر چلا گیا تو ہری سنگہ خدات بنایا اور سردار دیا گینا پھر شہدائے میں بخت سنگہ نے جہان پائی پور کی توہری سنگہ ہرہ تھا و مان اسکا بدن باروت میں چل گیا اور چند ماہ بیمار رہا شہدائے میں پائے لارنگہ ہو کر کشمیر پر چلا اور ہوا چھ کشمیر نظامت و صوبہ داری کشمیر کی رہ گیا کوئی اس جگہ پہنچا اختیار حکومت کی اور پانچواں نام اسکا جاری کیا چنانچہ پتہ پتہ پتہ پتہ پتہ معروف ہوا اور آٹھ آنہ کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنے والوں پر اسنے ٹپے ٹپے ظلم کئے اور لوگ سخت تنگ آئے ہزار چنے جب یہ حال بنا اسکو کشمیر سے بلایا اور افسری فوج کی اسکو دی جب چلکی و دہتور کے زمینداروں نے فساد کیا تو سات ہزار فوج لیکر ادھر کو گیا اور اس ملک کو لوٹ کر سطح کیا پھر چند ملک چھ و ہزارہ کو مارا ہوا اور صوبہ داری اس ملک کی اسکو ملی و مان بھی استور عایا کو لوٹ کر بریا دکر دیا آخر ہزارہ کہ زمین کو کیا

کہ بیچہ شخص ایک جنگ کے کام کا ہے فطرت کا کام اسے نہیں ہوتا سنا ۱۲ مقام ٹہری بھی مامور ہوا اور  
 سید اعظم خان کا مقابلہ اسٹیجی جیتی کے ساتھ کیا باوجودیکہ سکھوں نے اس بھاڑ سے شکست کھائی مگر اسٹیجی  
 جو اندری کے ساتھ محمد عظیم خان کو شہر سے آئے ہوئے روکا اور کشنیاں دشمنوں کے گولی مار کر غرق کرادی  
 پھر پھر اسی کنور نونخال سنگہ کے شہر کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسف زئی و بارک زئی کے ساتھ  
 اسٹیجی بڑے بڑے موہ کے لئے اور قلعہ جبر و دہوایا حبیب میر دوست محمد خان قلعہ جبر و دے ویرانی کے لئے بھیجے  
 اپنے فرزند کو مسہ سات ہزار سوار و سب ہزار پیادہ و اٹھارہ توپوں کے مامور کیا اور افغانوں نے قلعہ کا  
 محاصرہ کر کے ایک طرف سواگ لگا دی اور فضیل توڑ دی اور دیواروں کے نیچے نصب لگا دی تو ہر سنگہ  
 قلعہ والوں کے اندر کو پہونچا اور ایک ہولناکی لڑائی کر تین سو آدمی افغانوں کا قتل کر ڈالا اور چھ توپوں  
 ہمیں لین جب کسی فوج لیکر بھیجے درہ خیبر کے اندر ان کے تعاقب پر گیا تو کسی فوج لوٹ پر پڑ گئی اور بھیجہ  
 سواروں کے ساتھ نہ گیا اس وقت شمس الدین خان افغان معہ چند مہمانوں کے ہری سنگہ پر حملہ آور ہوا  
 گولی تندرہ کی بمقام سینہ اور دوسری اہلو میں لگی اور گھوڑے سے گرا اور سکھ اسکو اٹھا کر قلعہ میں  
 آجیہ دگھری کے مرگیا اس وقت مہمان سنگہ میر پورہ نے اسکی وفات کو پرشہدہ رکھا جب تک کہ لاہور سے  
 راجہ دیاں سنگہ شہزادہ کمرک سنگہ و نونخال سنگہ و جنرل دتھورا صاحب وغیرہ سردار پہونچ گئے سردار سنگہ  
 نے مسکیزی کے محکم میں بھی ٹھہری جانفشانی کیں ہری سنگہ کے مرنے کے بعد ہری سنگہ کے خاندان میں بڑا فتنہ  
 برپا ہوا یعنی مسات دیاں زوہ ہری سنگہ کی معہ بچا سنگہ و ارجن سنگہ سپران لطنی اپنی کے قلعہ میں محصور  
 ہو گئی اور جو اہل سنگہ و گوردت سنگہ کو جو شکم سے مسات زانچوران دوسری زوہ کی بھی کسی خیر و دخل نہ پایا  
 جو اہل سنگہ نے اطلاع اسکی ہمارا جہ بنیت سنگہ کو کی مھاراجہ فری کنور کمرک سنگہ اپنی فرزند کو ہتھ دے کر فیصلہ کر لیا مامور کیا  
 اور شہزادہ نے سرخند چاہا کہ وہ حاضر ہو کر فیصلہ کرے مگر اس نادان عورت نے مانا آخر لڑائی ہوئی اور  
 قلعہ توپوں کے گولوں سے گرا ویا محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے نصیہ سترہ متعلقہ صلہ سیالکوٹ اسکو لڈا  
 کے لئے غایت کیا اور جو اہل سنگہ و گوردت سنگہ کو گورنر الہ من رہنوی کی اجازت دی اس فیصلہ پر بھی فیصلہ ہوا  
 اور باہمی نزاع قائم رہی آخر مھاراجہ رنجیت سنگہ نے ہری سنگہ کی کل جائیداد ضبط کر لی لاکھار دینہ کی جائیداد  
 منقولہ میں سے صرف او میں ہزار چھ سو روپہ دارٹون کو دیا اور شہر گورنر الہ سمریلی رام کو بخش دیا غرض  
 اس عورت کی نا اتفاقی سے سردار ہری سنگہ کا مال جو تمام عمر میں رہا نہ کہ لوٹ کر جمع کیا تھا مہاراجہ لے لیا  
 بعد فتح پنجاب جب سکھوں نے سبر کر دگی چترنگہ و شیرنگہ اٹاری داتھ کے فساد پر پاکا تو جو اہل سنگہ ہری سنگہ  
 کا بیٹا مسندوں کے طرف تھا اس جرم میں سب جائیداد اسکی ضبط ہو گئی اور وہ ماندہ و بربادہ دن کو نکالی

میں ہاجب شہنشاہ میں حصہ فوج انگریزی کا قیام ہوا تو فوج کے ملازم رہنے میں جو امر سنگہ نے ادا کی تو سرکار نے اس کو عہدہ رسالہ داری کا دیا اور ان خدمات کے عوض میں جو اوسنی مفدہ دن کے متبادل میں کہیں کار نے جاگیر جمعی ایک ہزار تین سو پچانوین روپیہ سالانہ کی اس کو مرحمت کی۔ آخر میری محبت شہر گروانوالہ بھی وہاں گوردت سنگہ جو امر سنگہ کے ہمراہی میں پنجاب گئے سکھوں کے مفدہ کے وقت وفادار سرکار کا کار بار اس کی جاگیر بھی ضبط نہ ہوئی اور مساب دسیان کو آٹھ سو روپیہ سالانہ اب تک سرکار سے ملتا ہے **قصہ امر آباد** سرزمین دواتہ رجناب میں مجھے قصبہ اوس شرک پر جو لاہور سے وزیر آباد کو جاتی ہے تین میل شمال کلین لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اس کا پانچ کوس شمار میں آتا ہے پرانی تاریخوں سے ایسا باما جاتا ہے کہ بانیہ اس قصبہ کی سمات امینہ سلطان فیروز شاہ غلجی کی دایہ تھی اس نے مجھے قصبہ بخشہ ہوا اور تفصیل کی بھی بخشہ تھی اور نام اس کا اپنے نام پر امین آباد رکھا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصبہ کی بہت اچھی رہی جب سکھوں کی نوبت آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہی وائے متفرق ہو گئے مسلمانوں کے عہد میں مجھے قصبہ کا کم نشین تھا اور نوالاکہرہ وہ کہ محال اسکے متعلق تھا اور ایکل در کتاب میں حال اس قصبہ اس طرح لکھا ہوا نظر آتا کہ پہلے ہرقام پر جنگل ویرانہ تھا راجہ شالباہن والی سیالکوٹ کے بھیان شکار کا دھن میں بیدہا ایک نو آباد ہو گیا جس کا نام سید پور سلوٹ تھا دت تک ہجوا غرہ ہاجب شیر شاہ سوراہان نے ہمایون بادشاہ کو شکست دیکر مینہ پر قصبہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تھا شیر شاہ سے لڑا شیر شاہ جب دوسرے غالب آیا تو اس نے اس قصبہ کو بچاؤ کر دیا اور اس کے پاس ایک قصبہ اور آباد کر کے اس کا نام شیر گڑھ رکھا جب سلطنت افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا سندن کا شہنشاہ ہوا تو اس نے شیر گڑھ کو آجاریا اور محمد امین گردی کو حکم دیا کہ وہ حدید آبادی ہرقام پر آباد کر کے اپنے نام پر اس کا نام رکھے چنانچہ اوسنی قصبہ موجود حال آباد کر کے امین آباد کے نام سے اس کو موسوم کیا اور وہ آبادی اب تک آباد علی آتی ہے اور بسبب کثرت اشغال امین آباد مشہور ہے عہد حکومت شاہان چٹائی تک مجھے قصبہ نامی و گرامی پر گئے تھا تقدیر کی غارت میں اس کا نام جبار محال امین آباد لکھا ہے بعد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب اوسنی غارت و تاراج شہر دہلی شہر کے معاودت کی تو پنجاب تک اوسنی لپے لپے تھی میں رکھا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنی نظامت علاقہ بھا کی ویکر لاہور میں قایم کیا اور سردار جہان خان سپہ سالار فوج پنجاب کو اس کے پاس چھوڑ کر قندھار کو چلا گیا اور جاننے کے بعد آدمی بیک خان حاکم سابق دوایہ دست جالندہر پھر ابھی شمار فوج سکند و مندوستانی کے چھوڑا فوجدار احمد شاہی کو جو اس کے طرف جالندہر میں حاکم تھا شکست دیکر جالندہر سے نکال دیا پھر سرسند کا بندوبست کیا پھر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تیمور کے پاس اس وقت فوج محبت کم تھی اس کو اس کے ساتھ لڑنا مناسب نہ جانا



اور ہر مقام پر اگر عرصہ حال خدمت میں احمد شاہ کے لکھا اور انتظار فوج امدادی کے اسمقام پر بٹھرا نا آدینہ لکھی  
 نے لاہور پر بھی قبضہ کر لیا اور ایک شخص سہی میرزا جان کو اپنے طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری  
 فوج شاہزادہ تیمور کے اخراج کے لئے امن آباد کوروانہ کی سردار جہان خان اگرچہ اس وقت بڑی مصیبتوں کے  
 ساتھ لڑا مگر آخر کار شکست کھائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر ایک کھنڈ بھاگ گیا اور یہی قبضہ آدینہ ملک خان  
 فوج کے قبضہ میں آگیا۔ یہ قبضہ نہایت دلچسپ و خوشنما ہے باغات بھی اسکے فواح میں بہت ہیں ایک مکان  
 ہندوؤں کا وڈری صاحب نام سے تالاب باغ و باولی بھیاں موجود ہے جہاں ہندو و برہمنیہ کئی نکلتے ہیں اور  
 ہر سال دھن میلہ ہوتا ہے مسجدیں بھی اس شہر میں بہت ہیں ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بھت اچھی بنی  
 ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بلکہ کا بھیاں مشہور ہے اسکا حال اسطرح ہے کہ یہ ہے کہ بعد فرخ سیر  
 بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر ٹکڑ دہلی سے اس آستانے کے تعمیر کوا تا تھا جس قبضہ کے پاس پہونچا تو زوجہ  
 اوسکی مرگئی اور بھیاں مدفون ہوئی اور قبضہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بھی اسمقام پر کی اور اسکا نام  
 بیگم پورہ رکھا وہ آبادی اب یران ہو چکی ہے مگر نشان اوسکو نمایاں ہیں بلکہ کے مقبرہ کے سر کے طرف درخت  
 مولسری کا بھت خوشنما ہے۔ اس قبضہ میں اچھے اچھے شریف لوگ قیام پذیر ہیں اور دیوانہ والا سہا  
 دار الہام ریاست جموں و کشمیر بھی اسی قبضہ کے رہنے والا ہے اور اسکے حویلیاں عالیشان منو ہوئی ہیں  
 تمام قبضہ کی عمارت نچتہ ہے کل مردم شماری اس قبضہ کی چہ ہزار سات سو گیارہ نو سو چار گھر اور سات  
 ستتر دوکانیں ہیں ہر ایک کے لوگ ہندو مسلمان بھیاں قیام پذیر ہیں مگر منو دیسی طائیت و رعایت خان  
 جو الاسہمی کے بھیاں امینو آپ کو صاحب اقتدار سمجھتی ہیں اور مسلمان مغلوب و محکوم ہیں پچھلے عرصہ قسطنطنیہ اسکات  
 کے متعلق مقام تحصیل تھا اس زمانہ میں شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہو گیا اور تحصیل بھیاں سے اٹھ گئی اور سر  
 سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے قلعہ دیدار سنگہ  
 تھینا اسی برکن گذرتا ہے کہ بعد حکومت سردار جہان سنگہ منہی دیدار سنگہ جاٹ گوت سندھو نے پھلو اسمقام پر  
 ایک کچا قلعہ بنایا پھر گانو کے آبادی کی بنیاد کہی اور امینو نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگہ رکھا جاٹ سندھو  
 اور وڈری بھیاں کے زمیندار ملک میں کنبل اون کا بھیاں اچھا بناتا ہے اور سو باری لوگ اوکو خرید  
 ووردور لینا تے ہیں اور ایک چوٹی سی منڈی تجارت کے بھیاں موجود ہیں عمارت اس آبادی کی اکثر عام ہے  
 مگر جب والا سنگہ کتنی نے سرائے نچتہ بنوائی اور مسافروں پر وقف کر دی ہے ہاں سو اس قبضہ کی فائدہ  
 شماری اور دو ہزار چار سو آدمی رہتی ہیں اور قبضہ کے لوگ آسودہ حال ہیں اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق  
 یہ گانا ہے موضع شگل و ناسنگہ یہ آبادی عہد حکومت سردار بھاسنگہ کے عہد میں بنی دہلی

قوم لبانہ نے موضع کہوڑی ضلع گجرات میں آباد کیا اور کسیدہ مدت بموضع ڈھولن متصل اس گانہ کے رہ کر  
 خرید و فروخت تک میں مشغول رہا چونکہ آدمی لائق و خدمتگزار تھا سردار مہاشن نے یہ علاقہ معہ اور سات دیہات  
 اس کے جاگیر میں دیدیا اور اسے امارت کر درج تک پہنچا اس آبادی کی ترقی میں کوشش کی اور بکنارہ نال  
 ویک اس بستی کو بسایا۔ اس سرزمین میں جانول یعنی شالی قسم اول پیدا ہوتی ہے جسکو سوین پت کہتے ہیں  
 جیسا کہ مندرجہ ذیل کے بیان سے ظہور میں آتا ہے کہ ہین عمارت گانہ کی سبب نام ہے صرف ایک سرائی اور چوکی پولیس اور  
 دوکان بچتہ ہے اور ایک سادہ بالکٹ ام سادہ اور اسی کی بھان موجود ہے اقوام جاٹ رندنا وہ سادہ  
 لبانہ لوگ بھان پتہ ہیں اور دوسو سچاس گھراور تین وکانیں اور ایک ہزار تین سو چھاسی مردم شمار ہیں  
 اور بسبب قربانہ ڈنگ کے سنگا بھلی کا بھان بکثرت ہے اور گانہ کے لوگ اکثر محل کی کوٹھڑی گرانوالہ وغیرہ مقبوض  
 فروخت کرتے ہیں موضع گونا غور محلہ گانہ ضلع گجرات کے متعلق ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہیں  
 مشہور ہے کہ ایک شخص گونا نام غور لقب فرامیر تھوڑے عرصے کے وقت اسکو آباد کیا اس کے مالک قوم لبانہ  
 اور جاٹ گوت کہوڑی میں شالی قسم عمدہ بھان پیدا ہوتی ہے دو علاقہ ہین قدیم زمانے کے بھان ہین ہونہ ہین  
 ایک بزرگ کا نام میرگیلان اور دوسری کا نام میرگیلان ہے اور سیرابہ اسوچ سیلا ہوتا ہے کہتے ہیں کہ جیسے تھوڑے  
 بھان بھونچا تو ہونو و بھان کے اس کے مقابل ہونہ اور لڑائی ہونہ بھید و بزرگ بھان شہید ہونہ ہین ہونہ  
 گھراور سترہ و وکانیں اور ایک ہزار دوسو بانوین زن و مرد باشندہ ہین اور ولید اکہو گھراور اس گانہ کے  
 رہنروالے کو سرکار سے عہدہ ذیل داری ملا ہے موضع مل شاہ دولہ گانہ کا ایک علاقہ  
 متعلق ضلع گجرات کے آباد ہے چونکہ اسمقام پر ایک بچتہ مل خواجہ شاہ دولہ گھراور دی گجراتی کانال  
 ڈنگ پر بنوایا ہوا موجود ہے اس سے اس گانہ کا نام بھلی مل شاہ دولہ مشہور ہو گیا شاہ دولہ ایک کامل  
 دی گجرات کر رہنروالے تھے جبکا ذکر خیر اس کتاب میں اولیائے مذکورہ میں تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور ہونو  
 نے اس علاقہ میں بڑی بڑی عمارتیں رفاه عام بنوائیں اور بھلی بھی نالہ ویک پر اوچھن کا تعمیر کیا ہوا تھا  
 بھلی اس گانہ میں چند گھراور افغان کے آباد ہوئے تھوڑے روزے سے ہونو گانہ کی بن گئی شالی قسم سوین پت  
 وہاں میں بھان پیدا ہوتی ہے عمارت اسکی عام ہے گرد و طرف جہان نالہ ویک جاری ہے بچتہ دیوار گانہ کی  
 بلو فیصل بنی ہوئی ہے اکیس چتر گھراور بھد وکانیں اس میں اور آٹھ سو ستر آدمی کی آبادی ہے خرید و فروخت  
 شالی کے بھت ہوتی ہے زمیندار ان قوم کہتے ہیں اور ڈکن اسکی ایک ہین موضع کا منو کی کہتے ہیں  
 کے عہد میں سہی کاموں جاٹ قوم وک نے موضع بھلی مستطیع امرتسر سے اگر ویرانہ جنگل میں بھکا ہوا  
 آباد کیا اور نام اسکا کامو کے اپنی نام پر رکھا رفتہ رفتہ آبادی اسکی بڑھتی گئی اور قصہ کے صورت بن گیا

زور آبادی سے کہی میران نہیں ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم و ملک میں اور سچے سادہ کاٹن  
 بانی قصبہ کی گانو کے پاس موجود ہے یہ آبادی لب شرک جولاہور سے شاد کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری  
 سرائی اور پراوا اور بردشت خانہ اور تھانہ بھان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چار سو جنس گھر  
 اور پتاون دوکانیں ہیں اور دھنرا چار سو تیس مردم شماری کی اور کچھ خرید و فروخت بھان بھت ہوتی  
 اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہیں **موضع نوشہرہ** پہلے بھل اس گانو کو زمینداران جاٹ قوم  
 جذبہ نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سے ویران ہو گیا پھر محمد شاہ بھان بادشاہ میں سہی گھر جاٹ قوم  
 و ملک نے موضع کربال متعلقہ متعلقہ گورنر اسکو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اسوقت پر ہو گیا کہ گورانی  
 آبادی کا مقام حکمرانی زبان میں تہہ کہتے ہیں اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ بڑی آبادی  
 بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہو گئی اسکا نام تو تہہ جذبہ بھان والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ  
 یعنی شہر جدید پڑ گیا اس سببی کے زمینداران قوم و ملک میں عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب  
 باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے سچے دو طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکر دوارہ اور  
 اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ بنا ہوا ہے دو گھر اور میں دوکانیں اس میں موجود ہیں اور  
 مردم شماری ایک ہزار ایک سو ہیں **موضع کوٹ بھواند اس** بعد سلطنت بھان  
 بادشاہ دہلی کے ہوا یہ اس کھتری گوت ملی نے یہ گانو آباد کیا اور اسے نایب سہی دہلی قوم سرکو  
 اچھل چور کر دہلی کو بھان وہ نوکر تھا چلا گیا اور اسی طرف رہا پھر نہ آیا اس سب سے مالک اس گانو  
 کے قوم سرکو گئی اور کچھ ملکیت قبضہ کھتریان قوم سہل کے ہو اور خروے ملکیت پر کھتریان کو تہلی  
 بھی قابض میں تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانیں موجود ہیں اور میں سے پانچ گھر اور پانچ دوکانیں  
 سچے بنی ہوئی ہیں باقی خام ہیں اور ایک تالاب سچہ تعمیر کیا ہوا وزیر سہی کا اور ایک باولی سچہ بنا  
 ہوئی بھی سہی کھتری کی ہے اور ایک سادہ یا واکا نشی گر کے رب تالاب سے میا گئی کے روز و مار  
 سید ہوتا ہے اور ایک ہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اس میں سکونت رکھتی ہیں **موضع جھل**  
 پہلے بھل یہ قصبہ سہی بھل قوم دھوتر نے موضع دھونی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے آکر آباد کیا اور اس  
 اسکا انتظام جھل سہی ملک باور پھر سب بخارہ و نقصان کے دریاں ہو گیا اور پھر  
 سال تک ویران رہا پھر ایک شخص جو میان نام جھل کے پوتے نے ضلع ساکوٹ سہی آکر اسکی بنوادی  
 ملک کو آباد کیا اور وہ سہی میران نہیں ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ نہ  
 کے بانی قصبہ تک ترہشت گتہ رکھتے ہیں دو سو پانچون گھر اور سبزہ دوکانیں قصبہ کے ہیں اور

پانچواں تالیسین و مرد مردم شماری ہے گانوں کے زمیندار آسودہ حال ہیں موضع حصہ  
**سندھو** ان بھلی آبادی موجودہ حال سے بھان ایک گانوں کا آباد تھا وہ کسی سے آج  
 گیا اور اس ٹیلہ غیر آباد کا نام جبہ مشہور تھا پھر سرد و عرصہ اڈامی سو برس کے اوس تھہ کو سہلی جی چند جات گوت  
 نہ ہوئے آباد کیا چلے وہ موضع ہر نامتعلقہ تحصیل چوہان ضلع لاہور میں متاواٹے بسبب نا اتفاقی شرکا کے  
 نقل آیا اور بھان اگر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا نہ ہو تھا چھ گانوں بھی جبہ سندھو ان مشہور موا  
 مالک کے اقوام متفرق قوم قریشی و ارامین و سندھو و گہمن و کہتری ہیں عمارت اسکی خام و دوسو چتر گھر  
 اور دس و کانین کنزار تیں سوار تیں مردم شماری ہے زمیندار دولت مند می بین اوسط درجہ کے ہیں  
**قصہ مہیان** نگہ چلے اس قبہ زمین میں جو متعلق اس قبہ کے ہے وہ گانوں کا نام کوٹلی اور شاہو تھا  
 آج وہ عرصہ سو برس کا ہو ایک فارت سکھان غارتگر کو آج کو جب زمانہ سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ کا آیا تو سنگھ  
 کہتری سوتی ساکن مثل چکے مہا یاجہ کے دیار میں اقتدار پایا اور مہاراجہ فریاد کو فوج کا فہرہ بنا کر جنیل کا خطاب  
 اور سرداری کے مراتب پر پہنچا اگر ظامت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدت تک صوبہ کشمیر کا راجہ اور مہاراجہ  
 شیرنگ نے رانی چند کنور پر غالب کر لاہور لیا اور بسبب نظام جدید کے چند فوج خود دسر ہی تو کشمیر کا سورہ فوج  
 جو اوسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھ کر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنی بھیہ قصہ بی نام پر آیا کر کے قلعہ مہیان نام رکھا او  
 اور نو کے مکانات سچے تعمیر کر دی مہیاننگ کے مرنے کے بعد رست نگہ بٹیا اوسکا بھی مہاراجہ کو ملنے لگا کھیدان آخوہ بھی گیا  
 اور سنگھ دیوی ست سنگھ کی زود مدد ایک دفتر کے باقی رہی جواب تک حیات ہو اس گانوں میں ایک قوم متفرق سید و کہتری غیر  
 ہیں اور ایک باغ جنیل مہیاننگ کا یاد کر یا ہو اوسو جو دی اور ایک بارہ درمی شھر کر اندر ہی اس قبہ میں چ جا علم کا  
 محبت ہو اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متجو و فاضل اجل فقیر صورت و درویش سیرت خاندان نقشبندیہ  
 کے مرید تھے اس قبہ کی زیر ذمیت بلکہ تمام پنجاب کے اوسا دتھے لاہور کے لوگ جب تمام اوسکے متقدم ہو گئے  
 اور غرت اوکی بڑہ گئی تو ایک طاسد تیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسی موقع پر کہ سرکار انگریز دہلی کے  
 معتمد کے چیلے میں بیٹے ہوئے تھے اوکی نسبت معرفت پادری فورمن صاحب کے بھی ظاہر کر دیا کہ یہ مولوی  
 لوگوں کو چھاد کی قرینیت تیا ہے یہ بات حاسد کی اوسوقت اندر کر گئی اور مولوی صاحب گزرائی سرکار دہلی  
 اور حکم ہو گیا کہ مولوی امین گانے سے کہیں جائے بائے عرض کی سال تک اوکی آمد و رفت بند ہو گئی اور ذمیت  
 کے طور پر اپنے بھی گانوں میں بسر کرتے رہی اوس نور احمد تیرہ باطن نے ایک ماٹو اوکی دلیل عام ہو گیا  
 اور دعاؤں کا بالکل ختم نہ اگرچہ نور احمد کو اس باب میں سخت بدنامی ہوئی اور لوگ اوسکو دشمن دین سمجھ گئے  
 مگر تیرہ چکا تھا خیر سال کے بعد بھت صو کو شش کی بعد اوکی آمد و رفت جاری ہوئی اور وہ بھی مولوی لگا

حضرت فوت ہو گئے ہیں خدا رحمت کرے بسبب نوم مزاجی حضرت کے آخر دو چار سال سے لوگ از پڑھب و نابیکہ  
 خن کرنے لگے تھے سو اسطے کہ وعظ کے وقت چھ کہی کوئی مسئلہ تبرید و بوجہ اوس فرقہ کے بیان نہیں کرتے تھے  
 کہ اوسمین ان کو خوف ظاہر موتی عداوت اور برہا ہونے فساد کا تھا اسواسطے ان کا وعظ صرف خدا و رسول کے  
 احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے مملو ہوتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کہی نہیں کرتے تھے اور  
 کسی سے لڑنا نہیں چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام سرور مولانا نے بھی کی اور فیض دیتے  
 بھرہ یاب ہو اسجان اللہ اگر مرد خدا اندر جھان بود و دھان بود و دھان بود و دھان بود و دھان  
 اس قبضہ کی نیچہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھرا اور اکیس سو لہ دوکانین مین او مین آٹھ گھرا اور اوش  
 دوکانین نیچہ مین اور ایک ہزار چار سو چیس مردم شماری ہے **موضع مرالی والہ پھلہ اقلہ**  
 کی آبادی سے آٹھ گھرا گاہ حاکم نیچہ مین بیان بنایا ہوا تھا پھر دو عرصہ تین سو برس کے میرزا محمد شہنشاہ  
 قوم غل نے اس جگہ کا نو آباد کر کے شیخ آباد نام رکھا وہ گاؤں اکیسویں تک آباد رہا پھر سٹ آبادی نہ راعیت کے  
 بے چراغ ہو گیا پھر سٹ سچری مین مسمی مرالی قوم راجپوت گوت بھٹی نے اوسی جگہ کا نو آباد کر کے اوسکا  
 نام پر مرالی والہ رکھا تب سچری برابر آباد ہے کہی دیران مین ہو ملکیت اسکی قبضہ اقوام مختلف مثل مثل و  
 کھتری تحابل وغیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف سٹاہ بانی دید کی نیچہ مین ہوئی ہے اور ایک ہرم سا  
 آبادی کے اندر چوبیس سٹاہ مسمی تارارام سٹاہ کے بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ چھٹہ و مان میلہ ہوتا ہے اور  
 دور و فٹ میلہ رہتا ہے اور باہر گاؤں کے ایک تالاب ہو چکی ایک دو ارختہ اور تین طرف خام ہو اور پھی  
 ایک ٹھاکرہ دوارہ بنا ہوا ہے و مان لوگ بروز بیا کہی جمع ہوتے اور غسل کرتے مین اس گائے کے بانو یا لکیر  
 اور تین دوکانین اور دو ہزار اکیس اوتر مردم شماری ہے **موضع گوندلان والہ جالہ پھلہ**  
 گاؤں کو زندہ اران قوم گوندل نے آباد کیا اور گوندلان والہ نام رکھا عہد آبادی انچہ سے چھ کہی دیران مین  
 زمانہ غارت گری سکھان مین سمات راجپوتان زو بدگہر سنگہ بنگلی لکیر فوج لکیر اس قبضہ راجہ اور پھی  
 زندہ اران قوم وٹریچ نے مقابلہ پر کر باندہ لی اور اوسکو قبضہ مین دخل نہ یاد و ماہ تک انہیں کشش حتی  
 وہ بے حصول مرام واپس ملی گئی اب ملکیت اسکی قبضہ زمینداران قوم وٹریچ ہے ظروف کاننی ورتی  
 قبضہ مین ایچے بنتی مین اور چھ دوکان طرف سٹاہ وٹریچ کے جا رہی مین عمارت قبضہ کی خام ہو بانو جاس گھر  
 اور پچیس دوکانین موجود مین او مین سے دس گھر نیچہ باقیے سب کچ مین اور ایک لالہ وراک ٹوٹا  
 تعمیر کر آیا ہوا ہے وٹریچ کا بیان ہے کہ او وٹریچ ہمارا اور رنجیت سنگہ کے وقت امیر گھبرا وٹریچ  
 وہ اس قبضہ کا رہتا تھا اس کے وقت یہ قبضہ ٹری وٹری تھا آخر وہ لا لہ مر گیا اور خاندان اوسکا



چلتا رہا وہ ہزار دو سو پچاس آدھی ہزار دھن بیان رہتی ہیں اور پانچ سو پچاس گھراور پچاس دو دکانیں اور ایک سبھا بنی ہوئی  
 قصبہ متعلق ضلع کو جہاں والہ کے ہی زمینداران بدرجہ اوسط آسودہ حال ہیں **موضع کڑیال** عہد جاوید  
 بادشاہ میں سہمی کرن جاٹ قوم ورک نے سکوا آباد کر کے کڑیال نام رکھا ورنہ آبادی سے سخت واکبر می ملک تیر  
 سید آباد ورنہ بزازان بھلہاری انگریزی محاسنچ سنگہ معند مفرد جلد بھائی بھرسنگہ کا سرکار کے خوف سے بھاگ کر  
 اس قصبہ میں پناہ لایا گا نووالون نے اسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گا نووالون  
 نے اسکو بھگا دیا گرفتار ہوئی دنیا اس جرم پر سرکار نے اسکی نوکو ویران کر دیا اور زمیندار اپنی ملکیت سے بالکل  
 بیدخل کئے گئے چند ماہ کے بعد پھر سرکار محرابان ہوئی اور دوبارہ زمینداروں کو اس میں رہنے کی اجازت دی گئی  
 سے پھر پھر آباد ہو گیا پانچ سو اکتیس گھراور چوبیس دوکانیں اسمیں ہیں جنہوں سے بندرہ گھراور دو دکانیں بنتے  
 باقی سب نام ہیں دو ہزار ایک سو اٹھ آدمی مرد و زن کی آبادی ہے صاحب سنگہ ورک نمبر دار اسکی نوکا بھندہ  
 ذیلہ اری ممتاز ہے **موضع فیروز والہ** پچھل اس گا نوکو سہمی فیروز دین نام زمیندار قوم سہمی  
 نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروز والہ نام رکھا چونکہ اس کے حیان زینہ اولاد نہ تھی دیشیان اسکی ایک  
 خاندان قوم بوٹرا اور دوسری خاندان قوم ران میں بیاہی گئیں اور بانی نے دونوں میں کے خاندان کو  
 یہ کہ ملکیت اس گا نوکی دیدی زمانہ ضلع سلطنت متعلیہ میں سہمی رعایت خان زمیندار اس قصبہ کا خود سر ہو گیا  
 مھان سنگہ ہارا جہ رنجیت سنگہ کے باب نے پوریش کی اور فریقین میں چند بار مقابل ہوئی محبت سے آدمی قتل میں نہ  
 اسوقت گرم سنگہ بنگلی دونو کے درمیان آگیا اسنو براہ فریب رعایت خان کو اپنے پاس بلا کر ٹھہر کر لیا  
 قصبہ پر قصبہ مھان سنگہ کا ہو گیا اور رعایت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اب تک  
 وہیں د و قوموں بوٹرا اور ران کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین میں قسم اول پیدا ہوتا ہے حکومت داؤد خان  
 اور وڈانک کنگ کتے ہیں اسکی تجارت دور دور تک ہوتی ہے ایک قلعہ تختہ رضا علیشاہ فقیر کی ہے  
 پر ہے دھان جہاں باہ بھادون سید ہوتا ہے اور جہاں خان زمیندار بوٹرا اس قصبہ کا نمبر دار سرکار کی حکم سے  
 ذیلہ اری فری عمارت قصبہ کی نام ہے پانچ سو دو گھراور پچاس دو دکانیں ہیں اور مین سے ایک گھراور  
 ایک دکان تختہ ہے دو ہزار آٹھ سو اسیس ن و مرد و مردم شہری ہے **موضع ابدال**  
 کانوسی ابدال قوم جٹ چیمہ نے آباد کر کے اپنی نام پر اسکا نام بھی ابدال رکھا اسکی اولاد اب تک بلوچ  
 اور وہ اپنا شجرہ گیارہ پشت کے ذریعہ سے ابدال تک پہنچاتے ہیں ورنہ آبادی سوسہی ویران نہیں ہوا  
 دو سو پچیس گھراور پندرہ دکان اور ایک ہزار ایک سو اٹھادون مردم شہری ہے **موضع شہر**  
 زمانہ ضلع سلطنت متعلیہ میں سہمی تندر و پ بیدی ناگ پوتا نے یہ گا نو آباد کر کے اپنی پوریش سنگہ کے نام

پراسکا نام مست پور کھارفتہ رفتہ آبادی بڑھ گئی روز آبادی سے اب تک رونق برپا کہیں دیران بھٹی  
 ملکیت اس قبضہ کی بدیون کے قبضہ میں ہے ہندروپ بانی دہہ کی سادہ گناو میں بنی ہوئی ہر ایک کو جہانوز  
 گھر اور تینتیس دوکانیں انہیں سے اویس گھر سچے ایک ہزار دوسو تالیس سو دم شمار ہی ہے **موضع ازب**  
 قدیم زمانہ میں اس مقام پر ایک سچہ آبادی راجہ وڈر چند کی آباد کی ہوئی موجود تھی وہ کسی سب سے وڈر چند  
 ہو گئی اور مدت مدید تک وہ ٹکڑے آبادی راجہ وڈر چند پر عرصہ تین سو برس کے سہمی اور ڈو جات قوم ہند  
 نے دکن کے ملک سے اگر اس دہہ کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے اور ہ قادم رہا اب زمینداران  
 قوم جات ہند و چیمہ و زید نادہ ہیں زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بسبب شدت تحفظ کے بھٹ سگو گھر اس قبضہ  
 کے آج گر چہ گئے تھے غرب کی طرف باہر قبضہ کے مزار شاہ بہمن دلی کی سع ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے  
 اور دوسری خانقاہ شاہ گوڈر دلی کے مشہور ہے اور ایک سادہ اڈو بانی دہہ کی موجود ہے علیحدہ  
 سچہ وقام ہوئی تین سو باون گھر اور آٹھ دوکانیں انہیں سے ایک سو پچتر گھر اور چار دوکانیں سچہ ہیں اور وہ مزار گوتھو  
 ہے اور دو جات ہندو بھیمان کا تمبر دار ذلیلہ داری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قبضہ کے اسودہ عا  
**موضع لوٹالہ** پھلے اس مقام پر سہمی اور ڈو جات قوم ڈر اسیم نے موضع ترکہ متعلقہ گوجرانوالہ سے  
 اٹھ کر ہتھام پڑا ایک گناو آباد کیا اور ایک ٹھاکر دارہ بنا کر مورت ٹھاکر دن کی رکھی اویس بے کے  
 سب سے سلمان اس گانوکوتہ والکنر لکھ بھیمان تک وہی نام مقرر ہو گیا رفتہ رفتہ بت والہ سے بتاؤ نام  
 ٹھکر گیا چند پٹکٹ دسکی اولاد بھیمان قالض رہی پھر وقت ضعف سلطنت چٹائی کے جب پنجاب کے ملک تھے  
 گھر گھر راج ہو گیا تو زمینداران قوم چٹ نے اس گانوکوٹ کر بر باد کر دیا اور مالک اسکی بھیمان سے اٹھ کر  
 موضع اور گون میں جا رہے اویس برس تک چار چار ماہہ ازان بعد سکھان اوسی ارڈو بانی دہہ کے  
 اولاد میں سہمی شاہ محمد جو با سونین شیت سی اور ڈو جات کا پوتا تھا اور سلمان ہو چکا تھا موضع اور گون میں آکر  
 دوبارہ اسکو آباد کیا مگر عہد آبادی پرانی آبادی سے بھیمان جنوب کی قدر فاصلہ پر آباد ہوئی جس کا  
 پر یہ سبب سنگہ کے باب کے اشارے سے قوم چٹہ اس جلا اور ہوئی تمام ڈر اسیم قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی  
 اور قوم چٹہ کو یہ ظلیف بننے نہ یا اب ملکیت اس گانوکو زمینداران قوم ڈر اسیم و قوم کٹری ہندواری کی  
 سردار چٹہ سنگہ اس قبضہ کا رہنے والا محاراجہ رنجیت سنگہ کے دبار سردار صاحب توفیر تھا اب بھی وہ  
 جاگیر دار ہے اور اختیاران آنریری مجسٹریٹ کے اسکو حاصل ہیں ذیل داری عہدہ بھی اسکو ملا ہوا  
 ہو سکی جو بھیمان اور ہندو اور سراسر دیا ہوا بارہ درمی دشوالہ باعث ثبوت زمینت اس قبضہ کے سہمی  
 کٹا سنگی جو علی بھی بنانوالہ دیکھتے بنی ہوئی ہے علامت اسکی نام ہی اور خانہ شماری تبتہ اوتین پچتر

ہے اور نہیں سے گارہ مکان اور آٹھ دوکانیں تختہ میں اور ایک ہزار نو سو بیالیس دمی ہے اور زمیندار اس کا حال  
 ہیں قبضہ متعلق صلح کو حرا نوالہ کے ہے **موضع منڈیالہ** پچھلے پچھلے آبادی سہی مال حب قوم ڈیرا  
 نے خطہ غری سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا لیا لہ رکھا بعد ازاں بکثرت اشغال منڈیالہ مشہور ہو گیا  
 اور آبادی اسے آج تک کہتی ویران بھین ہوا اولاد اس کے آج تک کہ چودہ پشت گذری ہیں برابر مالکین  
 صحارہ رنجیت سنگھ نے اس قبضہ پر پورش کی اور سردار مل سنگھ جاٹ جو اس زمانہ میں قلعہ قمر متصرف تھا  
 مطیع ہو گیا اب بھی زمینداری اس قبضہ کی قبضہ زمینداران و ڈیرا ہے دو سو بیاسی گھر اور پچاس وکانیں  
 ایک ہزار آٹھ سو مرد و عورت ہیں **موضع پٹیا** کہہ زمانہ قدیم میں اس سرزمین میں مسی پٹیا  
 جیسا کہ ایک جتھا جسکی بیٹی مسات لونا راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کی رانی تھی اسنے اس جگہ ایک شہر  
 آباد کیا ہوا تھا جسات لونا جو ان ہوئی اور شہر حسن و جمال اسکی کا عالمگیر ہوا اور راجہ سالباہن فرزند خواست  
 کی کہ ناطہ لونا کا اس کے ساتھ ہو جائے مگر پٹیا نے منظور کیا اسات سیرا راجہ سالباہن بحال غضبناک ہوا اور فرج  
 لیکر اور پور پورش کی اور بھت سی ڈیرا سنان آئیں ہو کر راجہ پٹیا مارا گیا اور لونا کو راجہ سالباہن بزرگ دستگیر کیا  
 اور اپنی رانی بنایا اور جس جگہ میں پٹیا شہر بھی ویران ہو گیا مدت مدید تک ویران رہا اور اس ٹیلہ کو لوگ  
 پٹیا کہتے تھے اسی مقام پر پہلی شہر جاٹ و ڈیرا نے جدید آبادی کی اور نام کانو کا اور یہی قدیمی نام مشہور  
 رہا اور سن سے برابر اب تک آبادی اور اسی بانی کی اولاد قابض ہے جسکی پشت پندرہ پشت کے بعد بانی  
 کے ساتھ ملتی ہے سکھوں کے وقت جیس قبضہ پر سردار جہاننگ قلعہ قمر اتوار بانی خان زمیندار گوت  
 بازی خان کا سپر جلد آو ہوا اور ایک ڈیرا ہی کے بعد مغلوب ہو کر واپس چلا گیا پٹیا نے ضعف سلطنت مغلیہ نے پٹیا  
 ماتحت و تاراج اکثر رہنے والے اس گائے کے اپنی انہی گھر چھوڑ کر دہلی دلاہور و کلاں نور و بٹالہ دیالکوٹ و جھونڈ  
 رہتاس امرتسر و راول پنڈی میں جا کر آباد ہو گئے بلکہ بھیمان تک مشہور ہے کہ خاندان بھاشہ گوت بڑی جی باؤ  
 کوئی شخص ہے ایک بزرگ اسی قبضہ سے اور آٹھ کر گئے ہونگے اور اس قوم کا بزرگ مسی بابا گجھا جسکی سادہ  
 بھیمان موجود ہے اور اب بھی قوم جیسا اپنی اولاد کا بیاہ کرتے ہیں دول کو بھیمان لا کر طواف سادہ کا کرتے ہیں  
 جیسا پٹری دودھ و دوسرے بھاشہ بھیمان اگر رسم اپنے بزرگوں کی ادا کرتے ہیں اس قبضہ کے چار سو سال گھر  
 اور بیس وکانیں اور ایک ہزار آٹھ سو بیس مرد و عورت ہیں **موضع ڈوگر** نوالہ پچھلے پچھلے آباد  
 کیا ہوا قوم ڈوگر کا تھا خاندان تک آباد رہا پھر ویران ہو گیا پھر درتین سو سال کے مسی تختہ جاٹ پر  
 مقرر حکم تھا جو ضلع گرات سے آکر پچھلے کانو از سر نو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اور اس قدیمی بھیمان  
 بھین ہوا اب بھی مالک اس کے زمینداران قوم ڈیرا سیم ہیں عمارت اسکی تمام ہو گئی گھر اور عمارت دوکانیں



اور سکھ بنہ وجہ حاصل نے دوبارہ آباد کیا اور بر غایت گوت اینی کے اسکا نام بھی جابل رکھا اوس وزیچہ  
آباد ہے کبھی دیران نہیں ہوا مالک اسکی تھی زمانہ زمینداران قوم جابل و کتیران گوت تلی وغیرہ ہیں اور  
آبادی قبیلہ کی نشیب میں واقع ہے برسات کے موسم میں بھٹ سا پانی گانوں کے گرد جمع ہو جاتا ہے اور آد رفت  
شکل ہو جاتی ہے اور بجانب غروب قبیلہ کے ایک بل کتیرون کا بنایا ہوا ہے جی آد رفت ہوتی ہے عمارت  
قبیلہ کی خام ہے دو سو اسی گھراور اٹھارہ دوکانین اور ایک ہزار تین سو اٹھاسی مردم شمار ہی ہے +

**موضع بھڑی شاہ رحمان** زمانہ قدیم میں اس مقام پر ایک گانہ رنگن پور ڈلا نام آباد تھا  
وہ کسی سب سے دیران ہو گیا اوسکے تھہ یعنی ٹیلے کو رنگن پور ڈلا کا تھہ کہتے تھے اوس دیرانی کو جب میں رہا  
گزر گئے تو سہی ملک جاٹ قوم ہر انے پٹنیر کے ملک اگر اسکو از سر نو آباد کیا جو کہ پرائی غیر آباد تھہ کو زبان  
پنجابی بھڑکتے ہیں اوسکے آگے باسے تصغیر زیادہ ہو کر اسکا نام بھڑی شاہ رحمان ہو گیا اور رنگ زیب عالمگیر کے وقت  
ایک فقیر کامل خداریہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاھی قادری کا تھا بھان اگر متصل قبیلہ کے  
بجانب شمال مکان بنا کر مقیم ہوا ہزاروں آدمی اوسکے مرید ہو گئے اور بخت شہرت ہوئی اسی طرح بے اسیر و ہند  
اسکی اتابنوی کو نے گئے تو اس گانہ کی شہرت بھی اسی کے نام پر ہو گئی اور نام کا توکا بھڑی شاہ رحمان قرار پایا  
سید نرنگ قوم کا دہوی ساکن گجرات تھا اور تمام عمر اسے نوشہ گنج بخش کے خدمت میں حاضر رہکر بابت طریقت کی  
پائی اور کمال کے درجہ کو پہنچ گیا سلسلہ نوشاھی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گھر کو بھی مینا تھا چار  
لڑکیاں تھیں انکی انتقال کے بعد مریدوں نے باجارت لڑکیوں کے مقبرہ میں چار دیواری تیار کرایا جو تک  
موجود ہے وہ مکان بخت بارون ہے مسافریں کو جو وہاں شب باش ہوں بھٹ آرام ملتا ہے مجاور فقرا  
خانقاہ کے متواضع ہیں اب ملکیت اس موضع میں قبضہ قوم ہرا اور دوچی کی ہے اس خانقاہ پر ہر سال باجہ چہرہ  
میل ہوتا ہے قرب میں ہزار آدمی کے لوگ جمع ہو جاتی ہیں بخت الگرمی کے قطع میں یہ قبیلہ دیران ہو گیا تھا  
چھ ماہ کے بعد پھر آباد ہو گیا عمارت اسکی بنام ہے اکیو بارہ گھراور چار دوکانین اس میں اور چھ سو  
چھ سو مردم شمار ہی ہے قبضہ وزیر آباد کو جو برانوالہ کے ضلع کے متعلق ہے ایک مشہور و نامور قبیلہ  
دیرانی صاحب کے بانی کناریہ فیاض الدین خیل کے آبادی اور نالہ بکھوایکے دیار کے نیچے منسوب ہے یہ قبیلہ آباد کیا  
نواب دیران صوبہ لاہور کا ہے جو قہر شاہجہان بادشاہ میں لاہور کا صوبہ اور پنجاب کے فرمان فرما تھا  
اوسکی اسکو آباد کر کے اپنی نام پر اسکا نام وزیر آباد رکھا اور ایک جامع مسجد مالیشان لاہور میں تعمیر کروا  
جوانیک اسکی یادگار موجود ہے یہ قبیلہ شخص قوم کا مثل لاہور کا دینی والا تھا عالم الدین اسکا اعلیٰ نام تھا  
طیب حافظ طبابت کا علم سکھتا تھا لاہور میں کسی طبیب کو دعویٰ منہائی کا اسکے ساتھ نہ تھا اگر تیرہ درجہ میں



محبوبہ و ملکہ جہانگیر بادشاہ ہار ہو گئی اور اسنہ او سکھا ملکہ کر کے اچھا کر دیا اوس روز سے رسوخ اسکا باجو  
 دربار میں ہو گیا رفتہ رفتہ اس مرتبہ کو ہو چکا کہ نواب زیرخان خطاب اور خدمت حکومت پنجاب کی اسکو  
 ملی اسنہ پنجاب میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں خاص لاہور کے اندر جامع مسجد ایسی عمارت کی بنی ہوئی ہے  
 کہ خشتی کا فنی کار ایسی تمام ہند میں نہیں ہو دوسری برہمنی محل جواب گر چکا ہے اور بعض دیواریں دوکان  
 اوسکے موجود ہیں تیسری ایک زمانہ مسجد اور دہلی کی محل نواب زیرخان کی ٹنگانی دروازے کے پاس تھی  
 وہ بھی پہون کے عہد میں سب کرادی گئی صرف زمانہ مسجد موجود ہے جواب مردانہ ہے جیسے قصبہ گدہ رگا  
 ساوین خطہ شاہرستہ جس شخص کو لاہور سے براہ راست شاہرہ جارا منظور ہوگا وہ رگا پنجاب اس قصبہ  
 کے پاس سے عبور کر گیا اور اوس گدہ سے گدہ رگا جسکو گدہ زیر آباد کہتے ہیں جیسے گدہ رخصت عہد ہی اور  
 پل کشنوں کا اسپر سرکاری بندہ رہتا ہے روز آبادی سے جیسے قصبہ دیران خین ہوا البتہ انہیں اسپر  
 محبت سخی برپا ہوتی رہی ہیں جہاں شاہ درانی و شاہ زمان وغیرہ کی آمد رفت اس طرف ہوتی رہی  
 تو لاہور سے اول جیسے قصبہ ٹک جاتا رہا جب افغان رہے چکے تو غارتگران سکھ کی غارت گری کا باز اگر گم  
 اور سکھوں نے کئی مرتبہ اسپر چلے گئے آخر جب سردار مہمان سنگھ کو چکیہ کے حکومت کا زور شور ہوا تو اوسکی  
 اجازت سے سردار کو بخش سنگھ وجودہ سنگھ بھیان قیام پذیر ہوئے اور صورت امن کی نظر آئی پھر مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ تین مرتبہ اسپر حملہ آور ہوا اور بھیان کے سردار اوسکو نذرانے دیکر مالتے رہے آخر فقیر خیل  
 ایک بڑی فوج لیکر رنجیت سنگھ کے حکم سے اسپر حملہ آور ہوا اور اگلے سردار ون نے مغلوب ہو کر شہر دیدیا اور  
 رنجیت سنگھ کی عہداری ہو گئی کاردار مختلف بھیان آتی رہی جب ویٹولہ فرانیس کاردار بھیان کا ہوا  
 تو اوسنے اس شہر کو بڑی رونق دی اور ایک نئی طرز و نئی قطع کا شہر بنادیا مہاراجا رانہائی ایک دسری  
 کے دربار و چار دروازے رکھے اور وسط میں چونکے تھوڑے کیڑے لکین ایسی سیدھی ہیں کہ اگر ایک دروازہ کو  
 کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسرا دروازہ نظر آتا ہے بلکہ ہندی کے کنارے پر ایک شمن برج مقطع و خوشنما  
 رنجیت سنگھ کے حکم سے بنوایا جس میں خود وہ اگر اترتا تھا باغ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا بھیان تھا  
 مقام برجہاں کا باغ بنایا گیا تھا پھلے دان مکانات عجیب و زیربان کی بنائی ہوئی موجود تھی وہ سب  
 اگر اسی گئی اور باغ و برج دیدار ایک موجود ہے پھلے چل سرکار اگر تیزی سے بھیان فوج کی چھائی مقرر کی  
 مگر سب خرابی آتے ہوا کے برخواست ہو گئے اس شہر میں اکثر اشیاء پائش و قلمہ ان دھند و فوج و دوا وغیرہ  
 خوشنما بنی ہیں اور واسطے خوشنما کے جو دیوار پر لٹھ جایا جاتا ہے وہ صفت اسی شہر میں ہوئی اور  
 خین بوقت ختم مذہبی ملک پنجاب کے جیسے قصبہ بھی مقام ضلع قرار پایا تھا پھر شہر عام میں مساکوں کا ضلع

مقرر ہوا اور یہ قصبہ ایک تحصیل اوسے ضلع کے قرار پایا پھر ۱۵۲۷ء میں یہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہو گئی اور عہدہ تحصیل تحصیل شد کہ میں مامور ہو گیا ۱۵۳۷ء میں قصبہ رام نگر سے تحصیل اور ٹھہر کر اس قصبہ میں مامور ہوئے چنانچہ اب تک یہی شکار چھلی و مرغابی کا بھان بھٹل سکتا ہی مالکان دیہہ زمینداران اقوام متفرق ہیں مگر اراکین اکثریت میں اور جاٹ بھی کثیر رہیں خاندان قاضی و کاندھی ہے اور قاضی غلام قادر ایک طبیعت فاضل آدمی اوس خاندان میں مشہور ہے اور قوم جاٹ میں سے جو دہری غلام قادر جاگیر دار ہے اس قصبہ میں بادکش جیسے پیشہ عہدہ ہوتا ہے اور پٹنہ سناور سے منگایا جاتا ہے کوستانی لکڑی لائیں عمارت کے چھان گشت کے ساتھ بکتی ہے اور ایک نامی سنڈنی لکڑی کے چھان موجود ہے عمارت اسکی عموماً سچتہ سو چار ہزار تین سو چالیس گھر اور آٹھ سو چالیس دکانیں ہیں اور میں سے پانچ سو گھر اور ایک سو ساٹھ دکانیں غلام میں باقی ہے سب سچتہ میں اور پندرہ ہزار سات سو بیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہیں جن میں سے باغ دیوان شکار داس جو پڑہ کر پارام پڑہ کر کاچھا اور شریج صاحب بھادڑ و پٹی کشن کی بنوائی ہوئی منڈی جیسو غلام بکتا ہے نہایت اچھی ہے جکا نام بیگ گنج رکھا ہے اس قصبہ میں ملاسا کھی کاٹری مجموعہ سیکڑہ دربار اور شہر کے بازار و زمین ہوتا ہے رسول شکر عرف راحم ملکر ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد کے قصبہ میں کنارے دریائے چناب کے آباد ہے عرصہ ایک سو بیس برس کا گذرنا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم جیسو ایک آباد کر کے نام اسکا کوٹ نور رکھا اور اوسکو بحالت خود سری و حکومت اپنی کے دارالریاست ٹھہرایا اور بعد پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنی مرشد عبد الرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر بدل دیا یہ خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیر دار تھا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوئی اور سکھوں کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو انہوں نے اپنی خود داری و حفاظت کے لیے فوج نوکر رکھی اور تو میں بنوائیں اور بارہا سکھوں سے لڑائیاں کیں اور اپنی جوانمردی و بہادری سے اپنی علاقہ میں انکو قدم نہ بٹنے دیا اور جب مہاراجہ سکھوں کا دور و شور ہوا اور اوسنے اور سکھوں کی مدد لیکر رسول نگر پرورش کی اور گئی لڑائیاں لڑا لڑا کامیاب تھا اور جب اسنے جانا کہ اب لڑائی سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے دوستی کا نقشہ چاہا اگر نہ تھا یا اور قسم کھائی اور فریب دیا کہ تم مجھے دوستی کر دنا کہ اتفاق ایک دوسرے کے اور ملک ختم کریں وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس سیر و باطن کے فریب میں آگیا اور اسکے جہنم کو سمجھنا اعتبار نہ کر سکا اور اسکے ہٹنے کو آگیا اوسنے آتے ہی اسکو مع جان بھادڑ و سکھ جانی کے قتل کر لیا اور کل علاقہ پر دخل ہو گیا اسوقت محمان شکر نے رسول نگر کو استبداد نہ دیا تھا کہ رعایا کے کلی برتن بھی بکھڑا دھاڑنے لگے تمام مسجدیں گرا دیں بڑی بڑی حویلیاں مٹا کر خاک کر ڈالیں اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نہ کہے رزم نگہ کہے اب دونوں نام مشہور ہیں مسلمان رسول مگر کتھو ہیں اور ہندو رام مگر سرکاری دفنوں میں بھی گم  
نام پر پچھلے قبضہ زیادہ تر معمور و آباد تھا ملک کی خرید و فروخت اس قبضہ بھت ہو کر آتی تھی سکھوں کے وقت  
بھی یہ علاقہ مشہور تھا علیٰ اری صاحبان انگریزوں میں جب شیخوپورہ ضلع تھا تو یہ قبضہ تحصیل کا مقام تھا ۱۸۵۷ء  
میں بجائے اسکے قبضہ درزیاد میں تحصیل کا محکمہ مقرر ہو گیا اور اس قبضہ کی رونق جاتی رہی سمٹا بکرمی میں  
جب سردار جرننگہ و شیر سنگھ اٹارنی والہ نے مجمع سکھوں کا کر کے سرکار انگریزی کے ساتھ جنگ کیا تو اس  
قبضہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین میں سے ہزاروں آدمی ہار گئے صاحبان انگریز جو اس محکمہ میں  
کام آئی ادنیٰ قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہیں اس قبضہ  
تجارت لکڑی کی بھت ہوتی ہے روضہ نرود و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز کثرت فروخت ہوتی ہے ایک  
دریائے چناک اس قبضہ کے ساتھ منسوب ہے جس شخص کو گجرات والہ سے شامپور جانا ہو وہ اس گندے سے اتر گیا  
کنسل اس قبضہ میں بھت اچھا بنا جاتا ہے دب کر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہیں کشتی بنانے والے ترکھان ہیں  
قبضہ کے اوسٹا و مشہور ہیں تریوڑ اس سرزمین کا خاصیت شیریں و خوشگوار ہوتا ہے قوم خود اس قبضہ میں اکثر  
زمینداروں سے رکتھو ہیں عمارت اسکی دو حصہ عام اور ایک حصہ بخت ہے تین ہزار دس گھر اور پانسو  
ترانوین دوکانیں دسہین سے دو ہزار نو سو اکیس گھر اور چار سو پچیس دوکانیں بخت ہیں اور سب عام ہیں  
سات ہزار پانسو اٹھارہ آدمی ہے ملکیت اسکی قبضہ زمینداران قوم اورائیں اور ارورہ وغیرہ قوم متفرق  
ہے تمام عمارتوں میں سے حوبلی جو اہر سنگہ لبتی کی لائق تعریف ہے اور باکہ سنگہ کتھری اس قبضہ کا رنڈو  
ذیلہ ہے شہر بنا ہوا بھی اس قبضہ کا تھا اگر اب ہمارا ہو چکا ہے دریائے چناک اس قبضہ سے تھوڑے فاصلہ پر  
اور ایک نالہ دریا کا اسکے پرے طرف کو جتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گھرا ہے اور فی گھنٹہ ڈیڑھ  
اوسکی رفتار ہے و وسیل شہر سے پری ایک در نالہ دریا کا ملتا ہے جسکی گہرائی سردی کے موسم میں تین  
فٹ تک ہوتی ہے فائدہ چو کہ بانی قبضہ رسول مگر نور محمد کا قبضہ کو ذکر میں تذکرہ مذکور ہو اس  
مناسب تصور ہوا کہ شہر احوال اس خاندان کا جو کسی وقت حاکم یا اختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جانا ہو جو بھت  
خالی ہو گا وہ یہ ہے کہ موضع بنو متعلقہ ضلع گجرات والہ کے زمیندار دن قوم جتہ میں سے ایک شخص نور محمد نام  
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں ملک بے مالک ہو گیا کہ کچھ ملک متعلقہ ضلع گجرات والہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور خود  
حکومت کرنے لگا اور یہ قبضہ بنی رسول مگر آباد کر کے دارالریاست بنوایا کل علاقہ جو اوسکو زیر حکومت  
تھا جسکو سردار ویر چار ویر گنا تو جو دہری پیر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمان فرما رہا  
تھا کہ اسکا نام محمد اوسکا بیٹا کا بعض حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھوں کے ساتھ مقام متفرق لڑنا پڑا

اور اسے ہر ایک میدان میں ستانہ جنگ کو آخر مقام میں چھانکنے لگا۔ سکر علیہ کے ماتھے سے شہید ہوا اور مہانگہ نے بعد قول و قسم اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں بارگاہی سنگہ میں اسکا سال شہادت جو شہادت کی بعد جو دہری جان محمد بجا لے کر لڑا مالک ریاست کا بنا اور سکر رنجیت سنگہ نے مقام دام گڑھ شہید کیا اور ملک مقبوضہ اور سکا اپنی تصریح میں کر لیا اور دس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی۔

**قصبہ علی پور عرف کال گڈہ** قصبہ علی پور کے نام پر ایک نام بھی علی پور رکھا چند سال زندہ داران قوم چھہ قوم چھہ نے آباد کیا اور اپنے پوتے علی محمد کے نام پر ایک نام بھی علی پور رکھا چند سال زندہ داران قوم چھہ اسپر قابض ہے جب سردار مہانگہ زندہ داران چھہ کی ریاست پر قابض ہو گیا تو قصبہ علی پور کے ایک شخص سردار دل سنگہ اپنے مصاحب کو دیدیا اور دل سنگہ اس قصبہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض ہو گیا اور قصبہ رنجیت سنگہ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب گڈہ الی گجرات کے ساتھ بے درپے اور سکے رٹاں میں ہوئیں تو ایک مرتبہ صاحب گڈہ نے سردار دل سنگہ کے ساتھ سازش کر کے چائے کے دو ٹوکے رنجیت سنگہ کو منسوب کر دیں پھر جب رنجیت سنگہ کو یہ سچی بات معلوم ہوئی تو فریٹ ل سنگہ کو اپنی پاس بلا کر قید کر لیا اور قلعہ لیکر اکال گڈہ پر چڑھا گیا دل سنگہ کی عورت بمقابلہ پیش آئی اور اپنے حمایت پر صاحب گڈہ کو منسوب کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور وزیر آباد کو بلا یا جب رنجیت سنگہ نے اس کے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چور کر کے اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اسپرین لڑائی ہو کر صاحب گڈہ بید کی کے وسیلے سے صلح ہو گئی اور سردار دل سنگہ قید ہو گیا اور وہ اسی غم و غصہ کی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا اور رنجیت سنگہ نے بھجناہ نام برسی علی پور میں جا کر شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا اس کے روز سے رنجیت سنگہ اس قصبہ پر قابض ہوا چونکہ علی پور کے نام پر حضرت علی کا نام سکھوں کے زبان پر آتا تھا اسے محبت گہرا ہوئی اور اکال گڈہ نام رکھ دیا اور اس دن سے مسلمانوں میں علی پور اور بھندون میں اکال گڈہ مشہور ہے کہ تیراں قوم جو پڑہ اس قصبہ میں محبت ہر اور آئندہ میں سے دیوان ساون مل تھا جو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک گال ٹیکامی انصاف ملتان فرمان فرما رہا وہ مر گیا تو اسکا بیٹا دیوان مولراج صاحب بن گیا جو آخر لاہور نامی ہو گیا اور کئی ماہ تک لاہور اور صاحبان انگریز کے فوج کے ساتھ لڑا رہا آخر تک اگر حاضر ہو گیا اور مجرم تھا اور لاہور میں کیا گیا اس کے بھات کے وقت چند عمارت عالیشان دیوان ساون مل کی اس قصبہ میں تھیں جس کی سب سے زیادہ انگریز نے سما کر ادین اوس دن سے آبادی اس قصبہ کی تھیں جن میں ہو گئی تھیں اور وہ دیوان ساون مل کے اب بھی اس قصبہ میں دولت مند و بھندار میں اور میں سے دیوان ساون مل کی آئندہ میں تھیں صاحب رنجیت وقت و اقتدار ہے وہ تجارت کا کام کرنا ہی ملکیت اس قصبہ میں تھیں اور ان قوم چھہ کے پوتے و غرض

اقوام متفرق کے ہے عمارت اسکی زیادہ تر خام ہے ایکڑ زار پندرہ گھراور تین سو چاس دوکانیں انہیں سے  
چار سو گھراور اکیس دوکان بنتے ہیں اور باغچہ زار تیس مردم شاری ہے اور قصبہ کے رہنروالے آسودہ  
حال ہیں اور قصبہ متعلقہ ضلع کو جو انوالہ کے ہے **قصبہ سو دہرہ** اس قصبہ کی آبادی بہت پرانی  
ہے اصلی بانی اسکا ملک یا نہ غلام محبوب سلطان محمود غزنوی کا تھا جسے پنجاب کی حکومت کے وقت دساکا  
چنایک کے کنارے پچھ مشرق آباد کرنا چاہا تھا چونکہ اسکی سچوڑیہ تھی کہ اس شخص کے اکیس دور و از می ہوں  
اور بھٹ بڑا شہر ہو اس سبب ہی اسکا نام سو دہرہ مشہور ہو گیا اور سے پچھان پھلے بختہ قلندہ بنا ڈالی اور  
فضیل و عالیشان جو یلیان تعمیر کیں مگر ابھی نام شہر آباد نہیں ہوا تھا کہ وہ لاہور کی آبادی میں مصروف  
ہو گیا حوراجہ آئندہ بال کے محاصرہ کے وقت اڑ گیا تھا اور اس شہر کی آبادی کے طرف اسکی توجہ نہ رہی  
سلطنت مغلیہ میں اسکی آبادی بڑی اچھ برتھی شاہجہان بادشاہ نے جب پچھ علاقہ امیرالامراؤ آباد  
علی مردان خان کی جاگیر میں دیا تو اسے اس قصبہ کی آبادی میں بھٹ کوشش کی بڑی بڑی عالیشان  
جولیان اور ایک باغ سنگین عمارت کا بنوایا طرح طرح کے درخت اور سین لگوامی فوارے و آبشار و فیش و فکیر  
دارالک اور چین بختہ بنوائی اور ایک بختہ دروازے لاکر باغ کو سیراب کیا اور اسی شہر سے تمام علاقہ  
جاگیر کو پانی دیا وہ شہر اب بھی علی مردان خان کی کول کہلاتی ہے تمام عمارات و باغ میں چھ لاکھ روپے  
صرف کیا اور اس کا نام انیسویں صدی میں محمد ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد نام رکھا گیا وہ نام مشہور ہوا  
جب مغلیہ سلطنت ضعیف ہو گئی تو سکھوں نے اس قصبہ کو بھٹ مڑا کر لوٹا آخر سردار صاحب نے ہنگلی کا قصبہ بہر  
ہوا اگرچہ چھان سنگہ سکھ حکم نے بھٹ بہر پرورش کی مگر کاریاں جو اب تارہ بخت بخت سنگہ کا چکا تو اسنو  
راست صاحب سنگہ ہنگلی کی منت و نابود کر ڈالی تو پچھ قصبہ بھی لے لیا مالک اس قصبہ کے اب راجہ وغیرہ اقوام  
متفرق ہیں اور گدردیای چنایک کا جو اس قصبہ کے پاس ہے وہ گدردو دہرہ کہلاتا ہے عمارت اسکی عواما بختہ پر چنایک  
ایکڑ زار دوسو باغ گھراور اکیس باغ دوکانیں میں اور انہیں سے صرف چھیں گھراور فام میں بانی سب بختہ پر چنایک  
چار ہزار سات سو تیس مردم شاری ہے پر اسے شہر کی آبادی کے نشان اب تک موجود ہیں جسکو سکھوں نے  
اوجاڑ دیا تھا مزید وضاحت اس قصبہ میں ہر ایک چیز کی ہوتی ہے اور سبھی بلال قوم جمیدہ منبر دار و دیلدار  
کا عہدہ بھی رکھتا ہے بادشاہوں کی بخت چھان بڑے بڑی عالم و فاضل و خوشنویس متی شہر اب بھی ایک و  
خوشنویس عربی و فارسی لکھنے دانے موجود ہیں متی میں موضع **کھٹ** پچھ بعد بادشاہ کے مسمی ہوئی جو کئی  
کوت جمیدہ منبر کا آباد کر کے نام اسکا انیسویں صدی میں گھٹ کے نام پر پچھ رکھا گیا قدرت کے بعد پچھ باعث نا افاقہ  
نہ ہزاروں کے دوران ہو گیا اور پچھ آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی عہد سلاطین چنایک



میں بھی پرگنہ مشہور تھا پھر نور محمد و میر محمد قوم سہ اسبر قاضی ہے جب سردار جہان سنگہ سکر علیہ ادرین پڑ  
 آتا تو اس پر بھی قبضہ جہان سنگہ کا ہو گیا مالک اسکے آپ نے اندر کھاٹ چیمہ میں اور قبضہ شرک پشاور کے کنارے پر  
 آتا ہے لشکر کے مقام کے لیے ایک پڑاؤ بھی جہان بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو دو گھر  
 اور پچیس دو دوکانیں موجود ہیں ان میں سے چیس گھر اور دو دوکانیں بچے ہیں اور دو ہزار نو سو تین مردم  
 ہے محمد خان نمبردار اس گاؤ کا ذیلہ مقرر ہے اور زمیندار اسودہ مال میں **موضع منچر اکر بادشاہ**  
 کے عہد میں مسمیٰ کشو عات قوم جٹہ نے جھکا نو آباد کر کے اپنی بیٹے کے نام پر پھر اسکا نام منچر رکھا آخر  
 سلطنت مغلیہ تک جھکا آبادی برابر رہی جب فیما میں سردار جہان سنگہ سکر علیہ وغلام محمد جٹہ کے  
 لڑائیاں ہوئیں اور سردار جہان سنگہ پنجاب ہوا تو سردار جہان سنگہ کی فوج نے جھکا نو لوٹ کر ویران کر دیا  
 جھکا ہاتھ پران رہا سردار جہان سنگہ نے دوبارہ زمینداروں کو تسلی دلاسا دیکر آباد کیا دوسری عمر  
 پہلی آبادی سے کہتے کہ فاصلہ پر ہے جو اب تک آباد ہے اس قبضہ میں آنکھ ان بندو ق سا نہ بید سکھان ہوتا  
 مشہور تھے جھکا کا رخا نہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اتوا م جٹہ اور اقوام متفرق میں منقسم ہے عمارت اسکی  
 خام ہے دو سو اکثر گھر اور سترہ دوکانیں اور ایک ہزار ایکاون مردم شمار ہی ہے قبضہ کے لوگ سودہ  
 ہیں اور گاؤ متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے **موضع احمد نگر** ایکویس سے زیادہ مدت گذری ہے  
 کہ احمد خان زمیندار قوم جٹہ نے موضع منچر سے آکر اس گاؤ کو آباد کیا اور نام اسکا جو عات نام انہی کے  
 احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خود کے قابض ہوا پہلے جٹہ جھکا اور بجیت سنگہ کے داوا  
 نے اس پرورش کی مگر ناکامیاب رہا پھر لٹا کر می میں جھکا اور بجیت نے اس پر حملہ کیا اور احمد خان کو جھکا  
 جھکا قبضہ چھوڑا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی جہن لی شمشاد کرمی میں اس قبضہ کے جھکا  
 ویران ہو گیا اور زمیندار جاسچا جی دو سال کے بعد پھر وہاں بھی آکر آباد ہوئے اب بھی مالک اسکی زمیندار  
 قوم جٹہ ہیں عمارت اسکی نظام ہے چار سو اوقیس گھر اور ایک سو تیس دوکانیں اور ایک ہزار با سو نو  
 مردم شمار ہی ہے مسمیٰ خدا بخش نمبردار اس قبضہ کا ذیلہ مقرر ہے **موضع نظام آباد**  
 پہلے جیل محمد شاہ جہان بادشاہ میں مسمیٰ نظام الدین خان قوم منچل نے جھکا نو آباد کر کے اپنی نام پر نظام آباد  
 نام رکھا اور ایک باغ عالیشان بنوایا اور ایک خضر دریا سے بنایا ہے لا کر باغ کو سیراب کیا اور باغ کا آب  
 نام و نشان ہمیں یہاں سلطنت مغلیہ ختم ہو گئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب میں ہوئی  
 تو ایک مرتبہ فوج افغانی اور قبضہ والوں کے درمیان تکرار ہو گیا اور افغانوں نے اس قبضہ کو لوٹ کر جلا دیا  
 دو سال تک غیر آباد رہا پھر دلا دیا فی نے اسکو آباد کر لیا ملکیت اسکی اب بھی قبضہ قوم منچل ہے اس قبضہ

اس قصبہ کے لوہار اپنی کام میں استاد مشہور ہیں چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہیں کہ ولایتی کام کے برابر  
 کر دیتے ہیں کبھی عملداری میں ان لوہاروں کے بنائی ہوئی بند و قین و در و در بطور تحفہ جاتی تھیں جو  
 کام بھی اس کی نوعیت پر تھا ہوتا تھا سو ندر گھر اور بحاس و وکانین اس قصبہ میں ہیں انہیں سے ہاتھ  
 گھرا در چتیس و وکانین بخندہ میں باقی سب نام ہیں اور انکے زار چار سو چار سو و ستر و ستر ہزار ہے ۔  
**موضع دہونگل** اصل میں اس قصبہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قصبہ کا دہرکیل نام ایک گروہ  
 راجہ جی پال دالی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیت و نالو کر دیا  
 تو دہرکیل کی دولت میں بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا تھا وجود تھا سندھ و گندھارا  
 گلاب تک نشان اسکے موجود ہیں موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی پھر شہر ہجری میں پیدا احمد الملوک  
 نے سرور سلطان بن سید زین العابدین جگنادر مقام نگاہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اس جگہ تشریف  
 لا کر مصروف عبادت ہوا اور انکی برکت سے وہاں ایک خشید بانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگوں کی خدمت  
 اور انکی خدمت میں شروع ہوئی اندون میں و لشکر قوم منول کا ہمراہی تھی نان فیرہ چنگیز خان کے ہر طرف  
 آیا تو اسکی ہمراہی ایک شخص لاٹرا زمیندار قوم چوینڈہ کو بگیا رہا مگر کراہل کو لے گئے اس کے مابا ہے  
 بیٹے کے فراق میں روتے روتے اندھ ہو گئے جب انھوں نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی  
 خدمت میں حاضر آئے اور بھرا بھرا رونا زاپنے بیٹے کے لئے کی دعا چاہی حضرت نے انکی التجا قبول کی اور برور  
 کرامت اور نکاح کا بل سے منگو آدیا بھیہ خوارق دیکھ کر وہ تینوں شخص مسلمان ہو گئے اور مریدوں میں  
 داخل ہو کر خدمت کوئے لکے چند سال کے بعد حضرت اپنی وطن کو چلے گئے اور یہ مکان لوٹرا کے تحصیل میں رہا  
 پھر زمینداران گوت کلیہ بھان مالک بن گئے اور چند نام ایگے مندار نے اسکی آبادی کو رد و نیک  
 نام اسکا اپنے بیٹے دہونگل کے نام پر دہونگل رکھ دیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا ہی  
 نام کثرت استعمال سے بگڑ کر دہونگل مشہور ہو گیا ہے شاہ بھان بادشاہ کے محمد بن مولوی عبدالحکیم لکھنؤ  
 نے بھان اگر سچا حرمہ عبادت خانہ مسجد بنوادی اور چشمہ کے مقام پر چاہے تختہ تعمیر کرایا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت  
 اس ماہ پر نظر خطا طشت پانی کے گنبد تعمیر ہوا حضرت کے عبادت خانہ میں ہر سال ماہ اساوڈہ کی پہلی جمعہ  
 سے ماہ صاویج کے پہلی حرات تک ایک ماہ برابر میلہ منایا ہے ملک ملک کی نیرا دن قافلہ زار میں کے آتے ہو  
 پنجاب کے میلون میں سے بھانکا ٹرا میلہ مشہور ہے زار میں سبکدہ سے پنکھ اور چندی خرید کر بطور تبرک لے جاتے تھے  
 اب تک زمینداران چوینڈہ اور کلیہ مالک ہیں جن میں دہونگل گھر اور ایک سو بیس و وکانین اور دو ستر و ستر  
 اونیس ہزار و ستر ہزار ہے موضع بدو کی پہلی بابا شاہ بادشاہ کے وقت میں دہونگل کا

جیسے موضع تونڈی گجور والی سے اگر اس قصبہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بدو کے رکھا ورنہ آبادی سے اب تک آبادی زمینداران قوم جیسے دگوشا میں فقیر بھیان آباد میں پانچویں گھر اور اکتیس دکانیں میں جن میں سے باون گھر تختہ میں دو ہزار چھ سو اٹھائیس آدمی کی مردم شماری بھیان ایک سہادہ اور مشہور رہنماؤں کا ہے اور سبکدہ سائید اس ایک سہادہ کی سہادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی ہے کہ اگر دھماکا آبادی موضع مذکور کے وہ بھی موضع ٹکڑی علاقہ تحصیل گوہرانوالہ سے اگر بھیان مقیم ہو جائے تو رانا سائید اور سبکدہ صاحب کرامت مشہور ہوا اور سبکدہ بھی اس سبکدہ بنائی گئی اور دیوان جو الہ آباد ساکن امین آبدار اسلام پور ریاست جہون کشمیر نے اون دونوں سہادہوں پر عمارت تختہ بنوائی اب کیا جانے یہ ہر بھیان سیلا ہوتا ہے پھلا میل چیت جو دس کو دوسرا یکم بیا کہ تیسرا بیا کہ گئی پور نامشی کو زندہ آرا اس قصبہ کے آسودہ حال ہیں اور یہاں سبکدہ نمبر دار عہدہ ذیل داری رہتا ہے موضع سیدنگر میں بعد سلطنت اکبر بادشاہ کے سہمی چاٹر جاٹ گوت چٹہ نے چھ گاونوں پانچ اطرسہمی میگا زیندار بھول آباد اپنے کے آباد کیا اور نام اسکا بھول انوالہ رکھا اور میگا بھول نے ملکیت اس موضع کی سہمی بھیان زیندار بننے والے داما کو سہ کر دی اور نام وہی مشہور رہا بعد اسکے سید لطف شاہ چکلہ دار نے بزور حکومت اس قصبہ پایا اور آبادی اسکی بڑھائی اور سیدنگر نام رکھا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں نور محمد چٹہ اس حکم ہوا اسے سردار بھان سنگہ سکر چکی نے چھین لیا اور اس گاونوں کو لوٹ کر ویران کر دیا بھت سی لوگ گڑھ سے اٹھ کر گوہرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سیدنگر دیکھا گوہرانوالہ میں مشہور ہے کہ قدرت کو بعد پھر چھ گاونوں آباد ہوا اب ملکیت اس گاونوں کی قبضہ زمینداران ہندو اور سید کے ہر ایک خانقاہ شیخ خرم نوشا ہی اور ایک نزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ میں موجود ہے عمارت خام ہے اکیسویں الیس گھر اور آٹھ دکانیں اور چھ سو ستر مردم شماری ہے **کوٹلہ پیران** عالمگیر بادشاہ کے وقت سید احمد علی شاہ قادری شیخ القندیلہ اسے اس ملک میں تشریف لایا اور ہدایت و ارشاد طالعیا حق مصروف ہوئی اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بنا کر سکونت اختیار کی پھر حضرت سید گیلانی عبد اللہ تھے محبوب بھانی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبدالقادر جیلانی کے ساتھ انکا مشورہ ملتا ہے تمام عمر پھر یہ مقام پر قیام پذیر رہی آخر جب پیران کی جانب میں گور و گوند سنگہ نے دکن سے اگر پنجاب میں شور و فساد مچا دیا اور سرحد وغیرہ بڑے بڑے شہروں کو لوٹا تو پھر بھی مسلمانوں کے ہمراہ باسند شہادت باجماع ہر بدو کے مقام قصبہ تباہ گئے اور سبکدہ کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے مریدوں نے بعض حضرت سبکدہ بھیان لاکر دفن کیا اور سبکدہ لوگوں نے جمع ہو کر بھیان ایک گونا آباد کیا نام اسکا کوٹلہ پیران رکھا اس مقام پر حضرت کا مبرا

بختہ بنا ہوا ہے پھلے دو گانو بوجہ اخراجات خانقاہ معاف و داکٹہ ارتھی جب سکھوں کی غارتگری چاروں طرف  
 بچا کے ہوئے لگی تو اس گانو کو بھی سکھوں نے لوٹ لیا اور اولاد حضرت کی خوف غارت سادون سنگہ غارتگو کے  
 جسکی دشمنی اس زمانہ کے ساتھ تھی جدا وطن ہو کر ہزارہ کو جلی گئی چنانچہ اب تک سہمی چاند پر وغیرہ حضرت  
 کی اولاد و مان موجود ہے بعد ازاں جب سردار گور بخش سنگہ وزیر آباد میں مالک ہوا تو اوسنی حضرت کی  
 اولاد کو دمان سے بلوایا اور وہ اوسکی درخواست کے بموجب بھیان آکر دوبارہ آباد ہوئے اور ایک نو  
 بوجہ جاگیر اوکھ لئے اب تک داکٹہ رہے ایک شجادہ نشین اس مزار پر مقرر رہتا ہے وہی جاگیر کی آدنی  
 لکھتا ہے جس شخص کو جن درہی کا آسیب ہو یا کسی عورت کی غور و سال اولاد مر جائے وہ اس مزار پر  
 سجادہ نشین سے دعا کرانی تین اوکھ اعتقاد کی صفائی سے شفا ہو جاتی ہے ملکیت اس گانو کی قبضہ سادہ  
 کے ہے تائیں گھر اور ایک دوکان اکیو اکتیس مردم شماری ہے **حافظ آباد** دیکھ قبضہ صلح سادہ  
 کے متعلق مقام تحصیل دیکھ گنہ ہے آبادی اسکی جنگل بارہین واقع ہے بانی اسکا بی بی محمد دوم بھی تھا وہاں  
 دربار بنی تھی میں بعد محمد شاہ بادشاہ مقربان شاہی سے تھا اوسنی اپنے نام کی رعایت پر اسکا حاکم  
 نام رکھا عہد حکومت شان جنابی تک آبادی اسکی بدستور آبادی پھر غارتگران قوم سکھ نے ضیوٹ و شیوہ  
 سے حملہ کر کے اس قبضہ کو دیران کر دیا چار برس کے بعد پھر مالکان دیہہ نے اسکو آباد کر لیا چھ آبادی اصلی  
 آبادی سے کیتھہ رفاصلے پر آباد ہوئے اصلی آبادی کے نشان اب تک موجود ہیں اب اکیو پندرہ سال سے برادر  
 آباد ہے کہی دیران ضمین ہوا سکھین اس قبضہ کے گھریان پوٹھہ و کپور میں جو بھٹ مالدار مشہور زمین سادہ  
 سے آجک اس قبضہ میں تحصیل و تحاہ مقرر ہے ملکیت اسکی قبضہ گھریان ہو چکا ہوا تھا دن گھر اور بچاؤں  
 دوکان راوہ دو ہزار دو سو بانوین مردم شماری پر مبنی راہ دیال گھری غبردار اس قبضہ کا دلدرا مقرر ہے  
 اور ایک مکان گورہر گوند سنگہ کا بھیان بنا ہوا ہو دمان ہر سال دوسرے ملا ہوتا ہے **شیخوپورہ**  
 ضلع گوجرانوالہ کے متعلق پھر اپنا قبضہ اور بختہ مکان مع قلعہ آبادی بانی اس قبضہ کا شیخو شہزادہ شاہ  
 شکار کھیلنے کی ضرورت تھی اس پر یہ جنگل بارہین پھر آبادی آباد کی اور راکھا گیا چھ آبادی اور  
 قلعہ بن چکا تو قبضہ سے لیا ضلع دو کو میں بجانب شرق سرحد موضع بکچ میں ایک ٹاٹ بختہ اور ایک بختہ اور  
 ایک ساجکانام ہرن مینار ہے بختہ بنوایا ہرن مینار کی وجہ شہید معلوم نہیں ہے مگر لوگ بیان کرتے ہیں کہ  
 بککانام ہرن مینار نہیں بلکہ ہرن مزار ہے جسکے معنی ہرن کی قبر ہے اور ہزارہ کا ایک ہرن مست ہرن  
 اس جنگل میں گر گیا اور جس جگہ دفنا گیا اوسکی قبر پر پھر مینار بنوایا گیا چھ امر شہزادہ کی کمال محبت پر  
 پھر اس کے اوس ہرن کے ساتھ تھی کہ آدمیوں کی طرح اوسکی نقش اس مقام پر دفن کر کے پھر مینار بنوایا

یادگار سرن کا قائم کیا ایک خضر بھی جو موضع گھر مولہ تک کہو دو ای مسکو ورجیت سنگہ کے عہد میں راجچند  
 رشتہ دار دیوان سادون تل قائم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ میں اس سببی کا حال مسطور  
 تحریر ہے کہ جاگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو تاشیر و حامی شیخ سلیم خشتی فوجپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ  
 نے اس کا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکھا تھا اور ابتدا عمر میں شیخ سلیم اس شہزادہ کو شہزاد  
 شیخو کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوستے اہتمام کو شکار گاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولت خانہ بنوا  
 اس پرانہ جنگل کو آباد کیا اور نام اس کا شیخ پور رکھا پھر جب اکبر بادشاہ مر گیا تو وہ شہزادہ بادشاہ بنا تو  
 جو دہویں سال جلوس کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کر کے جاگیر آباد نام رکھا اور  
 شمل اس کے تالاب بنیاد پیا تعمیر کیا اس سے کہ جب بادشاہ اہتمام پر واسطے شکار کے آدمی تو فوج کو  
 اس جنگل میں بانی کی تکلیف ہوا اور جو فوج بارہا میں راستہ بھول جاتے وہ مینار کو دیکھ کر ادھر سے  
 چلی آئے ایک لاکھ پچاس شہزادہ و سپہ بادشاہ کا اس عمارت میں خرچ ہوا اور اسی سال میں اکبر آباد  
 لاہور تک ہر ایک کو سب پر ایک ایک مینار اور پانچ سو فوڈن کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہ قصبہ قلعہ  
 سنگھ پرگنہ دتہ جو علی مشہور تھا اور یہ قصبہ پراشہ و لچپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کی طرف پرانی آبادی  
 نشان نظر آتے ہیں جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہو گئی اور قلعہ لاوارث رہ گیا تو اس وقت سکھوں کی غارت  
 یہ شہر ویران ہو گیا اور بعض شہر والوں نے قلعہ کے اندر سکونت کر لی اس قلعہ پر کسی شخص کو اس وقت  
 بذریعہ حکومت قبضہ نہیں تھا لیکن سکھان رہن کے و سطو مدت تک عاسی پناہ بنا رہا جب سلاطین دہرا نہ  
 کابل سے شاہ زمان لاہور میں آیا اس وقت میں شہزادہ سکھہ ہند اس قلعہ میں جمع تھا بادشاہ فی حافظ شہزاد  
 اشرف الوزراء می مختار الد و بجا در کو مع چند مشرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ سفدان شیخ پورہ کو سزا دی  
 جاوے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکھ باطاعت پیش آئے اور شفاعت ملا عبد الغفار خان کے کہ وہ بچے  
 وہ بھی سکھ تھا اور بعد احمد شاہ بادشاہ و رانی مسلمان ہو کر اوسنوعلم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ  
 کو پہنچا تھا قصیر ادن سکھوں کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آئندہ یہ لوگ رہنری نکر میں زمینداری سے صورت  
 گزارہ کی پیدا کریں جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی چلی رہنری و غارت شروع ہو گئی جہاں ان سبکی  
 اندر سکھانہن ساکن موضع مانو کے سپر قابض ہو گیا اور اپنا سنگہ بنگلی حاکم لاہور نے اوسپرورش کی اور  
 پھر کرجانی ویدیاگر قلعہ کے اندر سب سبھو زوہ اندر سنگہ بدستور محصور رہی پھر سہیان سہانی سنگہ و صاحب  
 زمینداران قوم درک ساکنان یہ بھی سپر قابض ہوئے اور کئی مانہ میں سبکی دل کے عبادت گاہ گل ساکن  
 شلم امرتسر شیخ پورہ پر چلا آئے اور انگریزوں کا نام دیا پھر سہیان اسیر سنگہ و اسیر سنگہ و اسیر سنگہ و اسیر سنگہ



چند سال سے ہر قابض ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنی برجستہ فوج اور توپخانہ معہ ہزاروں کٹر جنگی اہلکاروں کے  
 سرکوبی کو نامور کیا چند روز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہ ہوا پھر مہاراجہ معہ توپ و گولہ شاہی المشہور جنگیان والی  
 کے پیمانہ آیا اور چند گونوں سے دروازہ توڑ ڈالا امیر سنگھ واریل سنگھ ناچار ہو کر حاضر ہو گئے اور قلعہ  
 پھر قلعہ و قصبہ مہاراجہ کے تصرف میں آگیا اور پھر تمام علاقہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرزند کھرک سنگھ اور لکھی  
 والدہ راجکوران المشہور کھان کی کے جاگیر میں دیدیا اور کھان کا تمام عمارتیں قلعہ میں سکونت پذیر ہوئی اور سبکی  
 آبادی میں بھت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکال کر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالی شان  
 جوبلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ دوری تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بھت بوسیدہ ہے مگر جوبلی رانی کھان کی  
 بھت عمدہ ہے مہارانی جناب اللہ مہاراجہ دلپ سنگھ بھی بھت مضبوط و پرازی لاہور سے بدخصل ہو کر چند  
 اسی قیام پذیر رہی مگر جب اس کے ذمہ پرچہ درجہ افترا پر داندی ثابت ہوئی تو جلاوطن کر کے ہندو  
 بھی گئی بعد ازاں جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا تو چندے پھر شہر مقام ضلع قرار پایا اب  
 پھر قصبہ و علاقہ راجہ ہرن سنگھ کسپرتی راجہ تپا سنگھ کے جاگیر میں ہے اور تھانہ سرکاری مقرر ہے۔ شیخ پورہ  
 قلعہ بطور قلعہ بنایا وہاں اس کی کوئی قلعہ کے واسطے خندق و دیمہ و مورچہ لادھی چیزیں ہیں سو ان کا اس قلعہ  
 کی عمارت میں نشان بھی نہیں پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سراسی کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور ہرن مینار بھت  
 اب موجود ہے اور قلعہ میں اکٹھیں گز اور ایک فٹ کھنڈل مخروطی ہے اور زینوں کی تعداد ایک سو ایک ہے  
 پھر عمارت بھت بوسیدہ ہو چکی تھی مگر سرکار انگریزی نے نظر قیام یا دگار شہزادہ شیخ پورہ بھت سدا و پھر  
 کے تالاب مینار کو دوبارہ درست کرایا اور راسی کھنڈل صاحب بھادراکین کو بھت عمارت لاہور و زینوں  
 نے نہایت سرگرمی و محنت و کھراچی کے ساتھ اس عمارت کے مرمت کی گویا نیا بنا دیا و درہ اس مینار کا  
 نیچے سے چوٹیں گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ پھر مینار بلندی میں اسی کھنڈل زیادہ تھا کہ وہ منتر لہن  
 اوپر کے مسمیٰ راہ زیندار و رک ساکن موضع سنگھ کو کھنڈل و زین تیار سی چاہ اور مطلوب ہوئے اشیوں کے گرا لیا  
 چونکہ اس وقت سکھ شاہی اور برہمن گودی زمانہ تھا کوئی برہمن حال اس کا ابتدا میں ہوا اور اس نے دہ  
 منتر لہن اس نام اور مینار کے اوپر والین مگر اس عمل قیم سے تمام گانو ڈالے اسکے دشمن ہو گئے آخر  
 زینداران مٹ گوت ورن کے ماتھے سے وہ مارا گیا تالاب جو اس مینار کے پاس ہے وہ بھت وسیع و بڑا  
 ہو گیا و موجیا نوین گز و عرض دو سو کیا جن گز و عرض سات گز ہے تالاب کے وسط میں ایک بڑا درخت  
 نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنایا ہوئی اس سے کہ اس تالاب میں پانی نہیں  
 ٹھہرنا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہو جاتا ہے اگر پانی ٹھہرنا تو ایسے جنگل میں اس تالاب کا

ضمنت و فائدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر چونہ کی تہہ ڈلوادیوے تو پانی ادس خشک میں چنٹ  
 ہوا اور خلقت کو بڑا فائدہ ہو پھر۔ آبادی اس قبضہ کے بار کو گناہ واقع ہے شکار ہرن وغیرہ کا بھیانک  
 دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی بقعہ زمینداران درک و منجرائی و قانونگو و زمین عمارت اسکی سختہ و فاعل  
 اٹھاسی گھر اور بالیس دوکانیں اور ایک ہزار سات سو اکثر مردم شماری ہی چونکہ قبضہ شیخ پورہ کے ذکر میں  
 اتفاقاً راجہ ہرن سنگہ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب کہ اس عزت و اوردیس لاہور کا حال بھی جو اقل  
 ہو وہ یہ ہے کہ موضع ایکڑی ضلع میرٹھ میں سے ایک شخص خوشحال نام گوڑ برہمن تلاش روزگار کے لہو  
 لاہور اگر محض راجہ رنجیت سنگہ کے لشکر بلین ہو نکل سنگہ میں سپاہی مقرر ہوا ایک ت ہجرہ اسکا خاص سمین  
 تھا اور محاراجہ رنجیت سنگہ نے دولتانہ سے باہر کرکے نظر امتحان سامیان ہجرہ تبصر لیا جس ہجرانہ جانے کو  
 متعجب ہوا خوشحال سپاہی نے روکا محاراجہ نے مانا اور اندر گئے لگا خوشحال نے دوڑ کر پکڑ لیا اور بستہ برکی  
 رات نہ بھانا اسو اسطر ہجرہ میں دیدیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ خود محاراجہ تھا محاراجہ نے اس پیشاری کے  
 عموں میں دسپو کمال مہربانی کی اور جیدار ڈیوڈی کا بنا دیا ہجر تو دن بدن عزت اسکی بدستور لگی اور سلطنت  
 کے ارکین میں سے شمار ہونے لگا اسنے اپنا مذہب جو پور کر سکی مذہب قبول کیا اور اپنی بھائی رام سنگہ اور  
 تیا سنگہ برادر زادہ کو بھی سکھ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر میں بڑی بڑی عمارتوں  
 بنوائی ہیں جو اب تک موجود ہیں گنگوہی میں جیدار خوشحال سنگہ مرگیا اور سردار بھگوان سنگہ اسکا بیٹا  
 جاگیردار فتح گڑھ کا موجود ہی اسکی فیاضی کا تمام زمانہ مقرر ہے تمام اسکا امرتسر میں ہے اور سردار تیا  
 جیدار خوشحال سنگہ کا برادر زادہ انگریزوں کا بھت خیر خواہ تھا انگریزوں نے اسکو راجا کا خطاب بخشا  
 اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۶۲۳ء عیسوی میں مرگیا اسکے بعد راجہ ہرن سنگہ راجہ تیا سنگہ کا برادر چچیل  
 کے شکم سے ہی اور اسکو راجہ تیا سنگہ نے متبی کیا ہوا تھا بالین میں ہوا اسکے جاگیر میں قبضہ شیخ پورہ موجود تھا  
 جمی چون نزار جارسو پٹہ ہے اور ایک بیاض بلی راجہ تیا سنگہ کا نذر سنگہ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیر میں  
 شریک ہے ہمیں ہے **قبضہ پنڈی تھپان** جو برائو الہ کے ضلع کے متعلق ہے ایک قبضہ آباد ہے  
 اسکی بنیاد کا حال بطرچہ واضح ہوا کہ اگر بادشاہ کے وقت سہی احلالہ زمیندار قوم ہٹی نے اسکو آباد  
 کر کے نام اسکا پنڈی تھپان رکھا یعنی ہٹیوں کا گانا اور پنڈی پنجابی زبان میں گانا کہتے ہیں اور پنڈی ہوتی تو  
 آباد کی نام پورہ دوزا پورہ اور سو وقت تک کہ سلطنت بھائی ضلع ہو گئی ہے گانا احلالہ کے اولاد کے قبضہ میں  
 رہا ہے کیوں کی غارتگری کا وقت آیا تو بھی سہی حلالہ مالک گانا نے اپنی حکومت علیحدہ قائم کر لی اور کنگا  
 عوام سے کہی میں راجہ رنجیت سنگہ کی فوج لیکر زمینداران قوم ہٹی کے تادیب کو سوار ہوا پھر

چند لڑائیوں کے بعد قصبہ جلال پور ہٹیاں فتح کیا پھر اس قصبہ پر پوریش کی جلال خان اپنی جمعیت کے ساتھ متقابلہ پیش آیا اور متصل عید گاہ کے آسپید لڑائی ہوئی پھلے پہلی خوب لڑے آخر کار تو یکے کو فتح بھاگ کھلے جلال خان بھی جنگ سیلان کے طرف بھاگ گیا سبھی افواج نے قصبہ کو خوب لوٹ مار کی اور ملکیت سے بدلہ لے گئے اگرچہ پھر جلال خان اور اس کا کنبہ مہاراجہ کے فوج میں نوکر ہو گیا مگر ملکیت اس کو ملی اور سکے مرنے کے بعد اس کے بھائی شتی خان اور اسکے بیٹے رحمت خان نے بھی مہاراجہ کی نوکری کر لی اور گندازہ کرتے رہے آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ کے اخیر سلطنت کے وقت جب سردار جت سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ نے اسٹون شوریش و فساد برپا کیا اور سرکار انگریز کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑا تو اس کا نوکری رہنے والے سرکار انگریز کے ضد سنگھ اور رہی اور رسد کی کامل امداد لشکر کو پہنچاتے رہی اس خدمت سے سرکار اوپنر مصر بیان ہوئی اور تمام ملکیت گانوں کے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور مکانات اور دیگر جوہر تہ دیدہ ضبط ہو کر تحفہ واپس دلائی گیا سچہ آجکال قلعہ میں ایک مقبرہ قدیمی پختہ سہمی خیر محمد کا بھیاں بنا ہوا ہے اور اپنی جو قلعہ بنا ہوا تھا وہ اب سہار کراویا گیا ہے سر اسے اور تھا نہ سرکاری بھیاں جو جو دی گورنر کے زمین پنجابی طور کے بھیاں تھے بنے ہیں اور ردغن رز کی تجارت بھت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گہی دور دور جا کر فروخت ہوتا ہے عمارت اس کی پختہ خام ایک ہزار پانسو گھراؤ تین سو دو کا زمین اور پانچتر ہزار چالیس دم تھا ہے اور رحمت خان شہر دار ذلیلہ اور قریب ہے اس قصبہ میں سوٹ کا بیوپار بھی بہت ہوتا ہے اور بیوپار دور دور سے خریدنے کو آتی ہیں خصوصاً پٹا اور وکابل کے طرف بھیاں سوٹ بھت جاتا ہے۔

**کوٹ مار محمد المعروف جلال پور ہٹیاں** یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آیا و کیا ہوا زمینداران قوم ہٹی کا ہے عرصہ اکیسویں بارہ برس کا گزرتا ہے کہ سہمی یا محمد زیندار قوم ہٹی بوقت ضلع سلطنت منظمہ و حالت خود سری اپنی کے محلہ گاؤ آباد کیا اور نام اس کا کوٹ مار محمد رکھا چونکہ اس سے پھلے قصبہ جلالی پور اسکے قریب میں آباد تھا اس کا نام بھی جلال پور شہور ہمارے کام شوریش سکھوں میں اس قصبہ کے حاکم کے کیسی اطلاع نہ کی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے انکو دی میں ملے اور وہاں اور رہا بھیاں کے لڑائی میں شمولیت ہو کر رنجیت سنگھ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکوں سے ملکیت میں لی جس کے رنجیت سنگھ کی سلطنت میں ملکیت ضبط ہوئی واپس نہ ہوئی آخر جہد سرکار انگریز کا لشکر سردار جت سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ نے ان کے سر کوئی لاہور لے آیا اور اس قصبہ کے زمینداروں نے خدشات برداشت کی تاہم ان کے دوسرے کارے اصلی مالکان کو ان کی ملکیت پر قبضہ کر دیا ایک خانقاہ رحمت علیشاہ کی کہ قصبہ میں ہے وہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے یہ محلہ گنچہ والا ہے اور یہ قصبہ کے ہٹی کے ہی ایک اولاد ہے

پندرہ روپہ مالانہ وجہ نیشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے اس قصبہ کی زمین میں خزانہ محبت اچھا شین  
 ذالقدہ دار خوشبو ہوتا ہے بختہ اسکا شھر ناہ ہے مکانات شھر کے بھی بختہ بنی ہوئے ہیں ایک ہزار ایک سو تالیسی  
 اور ایک سو تیس وکانین اور دو ہزار پانسو تر اسی مردم شمار سی ہے قادی بجن نمبر دار قصبہ کا ذلدار مقرر ہے۔  
**جنڈیالہ شیرخان** یہ بختہ آبادی کا قصبہ تعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد  
 کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ چٹائی کے عہد میں شاہی امیرون اور نوکر دن میں سے تھا اور متصل  
 اسکے ایک دیہتی آباد کیے اسکا نام شیر کوٹ رکھا و دو قصبوں اور ستیوں کا ایک ہی نام قرار پایا  
 چونکہ اس آبادی سے اول مقام بر ایک بران تھے یعنی ٹیکہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو  
 جنڈیالہ کہتے تھے جنڈیالہ کا لفظ اسکو نام سے غلطہ تھا اور رفتہ رفتہ جنڈیالہ شیرخان شہر ہو گیا  
 بانی کے عمارت سی ایک بادی اور ایک تالاب بختہ موجود ہے اس بادی کے تاریخ کے استاد نے  
 منظوم کر کے اوپر لکھ رکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادی ششہ جرحی میں تعمیر ہوئی  
 وہ قطعہ تاریخ یہ ہے قطعہ تاریخ بعد شہنشاہ اکبر لقب : ہمایون نسب خسرو کامیاب : ہفت روزہ  
 سید غزوی : رفیع المکان خان عالی جناب : ہنکار دچاسے بمن کرم : کہ شدر شک بر جشمہ آفتاب  
 : ہر دویش بود و لوگ و دن خیل : ہر چرخش بود و چرخ و بریم و تاب : ہر تاریخ او گفت آفتابن :  
 ہر از چاہ بخش بود و جواب : ہر مادہ تاریخ اس قطعہ کا نہ از چاہ بخش ہو جس طرح ششہ جرحی حاصل ہوتا ہے  
 پہلی آبادی اسکی چہ ستیوں پر بنی تھی زمانہ شورش سکھان میں مہمی سی سنگہ المعروف بودیادل جنگ  
 اس پر تصرف ہو گیا اس کے بعد سکھوں نے اسکو سکھوں کے ملک پر تصرف ہو گیا اس نے  
 یہ قصبہ مہمی از سنگہ کڑیالہ کو بطور جاگیر دیدیا و سوقت چہ ستیوں کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی  
 قبضہ قوم افغان وغیرہ ہے گہور دن کی زمین اور باپوش اس قصبہ میں بختہ بنی ہوئی ہے مہمی ایک سم کوٹ اسکا  
 بارش باران ہوجاتا ہے اور زمین خصین رہتا تو سالانوں اور عندوں کے عورتیں با حجام تمام گہر دن ہو چکا  
 بادی پر جم ہوجاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی جناب میں بارش ہونے کے بعد دعا مانگتے ہیں اکثر اوقات  
 اونکی دعا قبول ہوجاتی ہے اور جنگ کر گھر و زمین آتے ہیں اگر شاید اس روز بارش نہ ہو تو دوسرے  
 تیرے روز تو ضرور ہوگا بارش ہوگی عمارت اس قصبہ کی اکثر بختہ سات سکھ اور بختہ وکانین اور لوگ  
 پانسو تر اوس مردم شمار سی ہے قصبہ کے لوگ اکثر کوکری پشی بھی ہیں **موضع و ملک** حصہ چارہ  
 پچاس رہیں کا گندنا ہوگا کہ مہمی دیناریندار قوم تارٹے یہ قصبہ آباد کیے اسکا نام دیکھی گاندنا آبادی  
 سے کہی دیران خصین ہوا اگر وہ یعنی شے پرانی آبادیوں کے اسکے جس کے اندر موجود ہیں زمانہ ضعف

غلبہ میں جب گھر گھر حکومت ہو گئی تو مہی حسن محمد زبید از قبیلہ مذہبی خود سہو گیا اور اوس پر خدہ بار غرت  
 زبید از موضع کو لوٹے علی گئے اور آئینہ ان موقی رہیں ابھی عید و دنوں کی سی رہی تھے کہ سردار سپہ سالار  
 سکندر چکمان و دنو پر چلے آئے ہوا اور انتخاب ہو کر دنو کا نوادہ بنے اپنے مقرب میں گر گئے اب بھی ملکیت  
 اسکی بقبیلہ زبید از ان تار رہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو تاسیس گھر اور بارہ دن و دکانیں اور  
 دویزار تین سو تیسے مردم شمار ہی ہو اور گاؤں متعلق ضلع کو جو انوالہ ہے زبید از آسودہ حال ہیں ۔  
**خاندانہ ڈوگر ان صاحب** عرصہ تین سو تیس سال کا گذر ہے کہ حاجی دیوان صاحب  
 ساکن موضع لاڈوانہ متعلقہ ضلع لاہور فقیر خدایت پرست ابجدیہ پرستہ کر خد کی عبادت میں مشغول ہوئے اور وقت  
 سہی سو تو مڈوگر استقام برپا رہا نہ بدوشوں کے رہتا تھا وہ حضرت کامرید ہوا اور چاند دن طریقت  
 لوگ اذکی کر امت کا شجرہ شکر اذکی مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدوں کا اذکی خدمت میں ہوتا تھا  
 کہ صورت آبادی کی قائم ہو گئی اور بہت سی لوگوں کو محبت حضرت کی پابند ہو گئی کہ اذکی خون نہ سکیت  
 میخان کی مقرر کر لی سنہ ایک ہزار گیارہ میں حضرت فوت ہو کر میخان دفنائی گئے کسی شاعر نے اذکی تاریخ  
 وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہر کہ خواہد مراد از دل و جان ۔ میدہ شاہ لغت شد دان  
 والی عہد خود قصیم زمان ۔ سال تاریخ از زوضہ بخوان ۔ اس روز سے نام اسکا خاندانہ ڈوگر انوالہ  
 مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کاشیم اسماعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ میں بیعت  
 مجدد م فرخ سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت و کرامت میں کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد فرخ تمام  
 ملکیت اس گاؤں کی بھی مولیٰ شاہ کو جو جو تھی بیعت سی حضرت کے فرار و سجادہ نشین تھا مہر کردی و شاہ زمانہ  
 بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت ایک مرتبہ عید کا نوٹا گیا اور تھوڑی عرصہ تک گاؤں ویران رہا پھر آباد ہو گیا  
 حاطہ مراد کا بار و رفت ہے چار روزہ بختہ اور ایک سجدہ مالشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے ایک بھائی  
 مرید ہیں اور تمام علاقہ اس خاندان کا پیر اور بکر ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایک بھائی  
 سالانہ چاکیر کا رہی مقرر ہے سرکار سی شاہد وائیں کا اس قبیلہ میں مقرر ہے قبیلہ مذہبی و عمارت اسکی  
 خادمہ ہے اور بختہ تھوڑی اور مالک زبید از ان قوم ڈوگر ترانہ گھڑ و د و دکان اس میں ہیں اور  
 چار سو گیارہ مردم شمار ہے **موضع جو شتر کا** چار سو سال کا عرصہ گذرا ہو گا کہ جیلر محل سہو  
 جو شتر زبید از قوم ملک نے اس گاؤں کو آباد کیا اور موضع راہ بنے اور شتر کی بیان سکونت کی جو نگاہ ایک  
 شتر کے چھاندہ کا بھائی تہاں میں ایک آگاہ ہے کہ بختہ میں اس گاؤں کا نام بھی جو شتر کا نام مشہور ہو  
 گا ۔ **موضع سلطنت** میں جیسا کہ آج فرج افغانی کی اسطرح سے مذکور کی تو اس گاؤں کو بھی شہانہ نے لوٹا



اور گہروں کو ملا دیا اور کس قدر مدت تک اس گانہ کے زمیندار موضع جہرمین سکونت پذیر رہی جب اس  
 قلعہ کی آمد و رفت ہو چکی تو دوبارہ جیہ گانہ آباد کیا پھر جب جیہ قصبہ ہمارا جو تختہ سنگہ کے قبضہ میں آیا تو باجمہ  
 اس قصبہ کے ایسی خراج و عداوت قائم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور ہمارا جو بنے دس ہزار روپہ جہرمین  
 ٹرائی کا گانہ والوں سے وصول کیا اس جہرمین کے بعد باجمہ صلح ہو گئی مگر ایک آبادی جدید بھلی آبادی  
 کے پاس قائم ہو گئی سکھوں کی عداوت کے اخیر میں جب ہمارا جیہ سنگہ بھائی میر سنگہ سرکار انگریز کے برخلاف  
 مفد ہو کر بھاگا تو اس گانہ میں آیا گانہ والوں نے اس کی خاطر کی سامان خور و نوش اس کو دیا جب فوج اس کی  
 گرفتاری کو آئی تو اس کو بھاگا دیا اس جہرمین میں سرکار نے جیہ گانہ کو بھاگا کر خاک دیا اور گانہ والوں کی ملکیت جہرمین  
 کس قدر مدت کے بعد سرکار پھر جہرمین میں آبادی اور بستی ایک مکان متبرک اور نہد سکھوں کا بھائی بنا  
 ہوا ہے جس کا نام سنگانہ اور سوڈا کہرا کہتا ہوا ہے چار سو روپہ سالانہ کی جاگیر اس مندر کے متعلق ہے ورنہ  
 اس مکان کا جیہ ہے کہ بابا نانک سیر کرتا ہوا بھائی آیا اور بہت سا اسباب بھائی بٹھ کر اس کی خیرات کیا اور  
 فرمایا کہ جیہ گہرا سوڈا ہے یعنی اس میں نقصان نہیں ہوا اس روئے سے بھائی مندر بن گیا اور سوڈا کہرا نام  
 قرار پایا عمارت اس کی نام ہے پانچ سو پندرہ گھر اور چتر و دوکانیں اور دو ہزار اکیسویں چالیس مردم شمار کی  
 اور ایک گھر سنگہ منبر دار اس گانہ کا ذیلدار مقرر رہی اس گانہ میں مادہ گادو کا ویش عمدہ پیدا ہوتی ہے۔ ۴۔

**موضع جہرمین** جہرمین برہمن کا عرصہ گذر ہے کہ جیہ آبادی سہلی چوڑی زمینداروں کے موضع ہے کہ دہلی  
 متعلقہ ریاست جہرمین سے اگر آبادی اور برجات نام دادا امین کے جس کا نام جہرمین اس کا نام بھی جہرمین کہلاتا  
 متعلقہ سلطنت منلیہ میں جیہ گانہ سنگہ بھائی کے قبضہ میں آگیا اور اسے بھائی ایک قلعہ بنوایا پھر ہمارا  
 تختہ سنگہ کے عہد میں جیہ گانہ سمات راجہ ران والہ ہمارا جیہ سنگہ کے جاگیر میں ملا اور ہمارا  
 بھائی سنگہ اس مقام پر مقیم ہوا سرکار انگریز کی عداوت میں وہ قلعہ گڑا گیا پھر جب شورش مولراج دھڑ  
 جیہ سنگہ و شیرنگہ کے برابر ہوئی تو عطر سنگہ داری والے مفد نے بھائی انگریز کو کر دہنی شروع کی اس فوج  
 میں اس گانہ کے لوگ بھی بھت ہو کر ہو گئے سرکار انگریز نے اس جہرمین میں بعد فتحابی اس گانہ کو لوٹ کر  
 ویراں کر دیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس بستی میں سینہ دار ہی قوم ہو کر کی ہے عمارت  
 قصبہ کی تمام ہے چار سو چالیس گھر اور سوڈا کہرا نامی مردم شمار کی ہے۔ ۵۔

**موضع کوٹوالہ** چار عرصہ میں سوہن سنگہ نام کی قوم ہمارے موضع سید و علاؤ الدین کو  
 کر لیا وہ ایک عرصہ صرف ان کی سکونت بطور خانہ بدوشان کے مقرر کی اور موضع احمد آباد و سنگہ کوٹوالہ  
 میں ہندو لکھنوی شرم کی اور سنگہ قیام کے سبب اور جیہ چوڑی زمینداروں میں متعلق ہو کر اس کی

پذیر ہوئی اتفاقاً ایک دفعہ کھلی لڑائی زمینداران احمد پور کے ساتھ ہو گئی اور دو تین خون ہو گئی جسکے غور  
 کو لو کے چہ بیٹے اور خود کو لو جھانسی ملا اور سستی دیران ہو گئی صرف سمات راندی کو لو کی زد ہو جو مالہ بھی  
 باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے نامے جنگل میں نکل گئی وہاں ایک ایک فقیر خدا پرست ملا اور اسکو چار لاکھ  
 برہم کہا کر فرمایا کہ تیرے شکم میں جوڑ کا ہے وہ صاحب قبال ہو گا مگر جب پیدا ہوا اسکو تو مسلمان بنا کر  
 مسلمان نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اسکا نام میرزا رکھا  
 اور غنہ کر اگر مسلمان بنا یا جب بڑا ہوا تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار میں اسکی بیگم  
 ہو گئی بادشاہ نے پالیس ہجیات ملکہ کو قوم تارڑ کا اسکو مقدم و جو دہری بنایا اسکو پھر پھر قصہ باد  
 کر کے اسکا نام کو تو تارڑ رکھا اسدن سے برابر آباد ہے سکون کے شور و ش کے وقت سردار جہانگیر  
 اسکو چکے جانے جا لاکہ اسے تراض ہو جائے تو سب قوم نے اتفاق کر کے اسکا مقابلہ کیا اور اسکی اطاعت منظور  
 نہ کی محاراجہ رنجیت سنگھ نے اسکو مطیع کیا اور ایک تہہ پرانا اس بقعہ سے بفاصلہ آدھ کو س کے واقعہ ہے  
 اسکو اسکی کہتی ہیں حال اسکا اسطر جبر مشہور ہے کہ راجہ اسکت نے جو راجہ سالباہن والی سا لکھوٹ کا بیٹا  
 تھا جہاں شہر آباد کیا تھا وہ سب اہل آبادی کے آج گنا نالہ و گدہ بھی اوسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ  
 کے کنارے پہلے ایک قطعہ زمین مختاریت سید رنگ کے ہو اسکو گانہ دے متبرک جانتی ہیں اور کہتی ہیں کہ  
 میر عبد القادر خان فقیر خراسیدہ اس جگہ پر آکر بیٹھا تھا اور ہر دن سے اس زمین کا رنگ بدل گیا مالک اس  
 بقعہ کے زمینداران قوم تارڑ ہیں عمارت اسکی خام پائوٹر سٹہ گھر اور آڑتیش و کانین اور ایکڑ آباد  
 ایک ہزار مردم شماری ہو اور پیر محمد خیر و ارڈیلدار مقرر ہے اور عبد الکبر بادشاہ میں جہاں دو فقیر مند و خیر  
 و اس جہاں اس برائی اسے صاحب عبادت ہوئے تھے اسکی سادہ میں موجود ہیں وہاں ملکہ ہوتا ہے  
**موضع اجنیاں والی** یہ جگہ گانہ پرانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکر جت کے عہد میں  
 اس کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص اجا نام ملک انجہ میں ملک دیا گیا اور تھا اس کے حکم سے محل چل  
 حید آبادی قائم ہوئی کثیر مدت کے بعد وہ آبادی برباد ہو گئی اور مدت جدید تک ویرانہ جنگل قرار  
 پھر مہرے امر قوم جٹ نے یہ جگہ آباد کیا اور اسکو لٹ نام دیا کہ وہ نام قائم ہوا وہی جھلا نام ترقی  
 رہا دوسری بانی کی اولاد ایک موجود ہے جسکا شجرہ اٹھارہ پشت کے بعد اس سے ملتا ہے عمارت اسکی  
 پنجہ و خام ہے چار سو بیس گھر اور گیارہ دکانیں اور دو ہزار دو سو بارہ مردم شماری ہے یہی  
 سرحد اس کتیری فقیر جسے مذہب تازہ سرحد و اسیدہ ایجاد کیا ہے اس بقعہ میں رہتا ہے اسکی  
 کے اصول کتاب اسیدہ مذہب کے ساتھ ملتی ہیں جسکا ذکر مذہب کے ذکر میں مذکور ہو گا اور ایک مذہب

فقیر کی بھیان موجود ہی ہر سال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے موضع بہکلی عرصہ چھ سو ساٹھ  
 برس کا گذر ہے کہ چلے سہی جگہی زمینداروں کے لئے چھ قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بہکلی کہنا  
 ضلع سلطنت مغلیہ میں زمینداران قوم کھل بے اس قصبہ میں نے درپے چلو گئے اس واسطے آبادی ویران  
 ہو گئی اور زمیندار بھیان سے اٹھ کر قلعہ شیخ پورہ میں سکونت پذیر ہوئے جب بھاراجہ رنجیت سنگھ کا  
 قصبہ قلعہ شیخ پورہ پر ہوا تو بھیان کے زمینداروں نے لنگر جنگل لکھی میں جا رہی اور بھاراجہ شیر سنگھ کے  
 وقت تک جا بجا سکونت کرتے رہے کہیں اصلی مقام اذکو نکلا آخر بھاراجہ شیر سنگھ نے انکو اجازت دی  
 کہ اپنی اصلی مقام پر اگر قاضی ہوں چاہتا ہوں تو وہاں رہے دوبارہ یہ گاہ آباد کیا ایک خانقاہ میرا شاہ  
 بہلول قادری کی جو مشہور بزرگان پنجاب ہی بھیان ہی ہوئی ہے ہر سال ماہ چیت کے مہینوں تاریخ  
 وہاں میلہ ہوتا ہے مالک اسکر زمینداران قوم جو رک بن عمارت اسکی خام ہے دو سو اکیاسی گھر اور  
 اٹھارہ دوکانیں اور نو سو چارہائی مردم شماری ہو قلعہ اسنگھ بھانکا نمبر دار ذیلدار مقرر ہی اور  
 شوارہ قلعی متحد بھیان بنایا ہے تجارت اسکی ہوتی ہی موضع **جک نہی** چھ گاہ آباد کیا  
 عالم خان زمیندار قوم بہی کا ہے اوسنچھ گاہ آباد کر کے جک نہی نام رکھا دیکھو سو برس کے عرصہ  
 سے چھ برابر آباد ہے زمینداران قوم بہی لیسے مالک بن عمارت اسکی نام و شجہ ملی ہوئی ہو چار سو پچاس  
 گھر اور چوبیس دوکانیں اور دہتر ایلہ سو ستتر مردم شماری ہے موضع **سرور المعروف**  
**میان علی** زمانہ قدیم میں آجکے ایک شہر اور دھونگری آباد تھا جسکو راجہ جوں نے آباد کیا  
 راجہ کمر پور اور سپر غالب کہ چھ شہر لے لیا اور آبادی کو رونق دی بعد ازاں کسی سے چھ دیارت  
 ہو گیا بعد کچھ مدت کے میان علی نام فقیر قوم سپر اور صاحب کمال موضع لالی ضلع شاہ پور سو اسمقام  
 اگر سکونت پذیر ہوا اس کے مرید بشیار قومین ہو گئیں اوسنچھ بھیان آبادی کی صورت بنائی اور نام **سرور**  
 کا اوسے کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پھر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو سہی سرور قوم  
 جو گئے ہو آباد کیا اور سرور میان علی نام مقرر ہو گیا پھر شیشا بادشاہ افغان قوم سور نے اسکا ایک  
 بیٹہ مسجد بنوائی جو اب تک موجود ہے اور میان علی فقیر کاٹرا بھی بیٹہ شاہو امروہو زبازہ ضلع سلطنت  
 مغلیہ میں پھر چھ گاہوں پر غلام ہو گیا سو اسی مجاہدان خانقاہ میان علی کہی شمس بھیان مقیم تھا ابتدا  
 حلد ہی سرور میان سنگھ کی عید میں تھوڑا سا آباد ہو کر پور ویران ہو گیا مجاہدان خانقاہ پھر بھی بھیان  
 پور بھاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں پھر یہ آباد ہوا ایک ایک زمینداران قوم سپر اور سرور میں شروع  
 اس قصبہ میں بہت تجارت اسکی اگرچہ ہو کیونکہ سرور قلعہ پانڈوکانین اور چار ہو گیا وہ سرور

ہے گا تو متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے موضع جلال پور کہندہ زمانہ قدیم میں اس جگہ ایک قصبہ  
 جلال پور نام آباد تھا اور سکاتہ ویرانہ ٹراہوا تھا پھر مورور عرصہ چار سو ساٹھ برس کے مسلمان ناصر و کوکھر  
 زمینداران قوم چھٹھڑ نے اس کو آباد کرتے قدیم نام زوسوم کیا پھر افغانی فوج کی آمد رفت کے وقت قباور  
 نے اس کو لوٹ کر ویران کر دیا چند ویران پڑا پھر مسیحی محمد یار پٹی نے نئی آبادی منقل برپائی آباد  
 کے آباد کی اور برپائی آبادی کے جگہ بھی آبادی ہو گئی محاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت بھی زمیندار اس کا  
 کے مقابلہ پیش آئے اور پھوڑی سی لڑائی کے بعد طبع ہو گئی ایک خانقاہ خضر سلطان فقیر کے عیان مشہور  
 ہر سال بھاگن کے مہینے ومان میل ہوتا ہے عمارت اس کی تختہ ہے ایک سو تائیس گھر نو دو کاتین اور نو  
 اربعہ مردم شماری ہے قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے اور زمیندار اسودہ حال ہیں بدولی  
 پنجاب و آب میں یہ قصبہ موروثی زمینداران بدولی کا ہے ان کے سوا اور قومیں بھی یہیں رہتی ہیں  
 عمارت قصبہ کی کچی بہت اور تختہ کم ہے قصبہ کے گرد بھی خام دیوار ہے مگر مسجد پختہ تعمیر ہوئی ہوئی ہے علاقہ سکاتہ  
 سرسبز و میراب دریا کے کنارے ہے غلہ بھت پیدا ہوتا ہے دریا کے کنارے وزیر آباد و جٹ  
 سے بھس کوس رہے ہیں **میر و وال** پنجاب و آب میں یہ ایک قصبہ موروثی راجپوتوں کا ہے  
 قصبہ کی عمارت کچی کچی ملی ہوئی ہے ایک ہزار گھر ایسی دو کاتین ہیں **نار و وال** یہ قصبہ بھی شہر  
 راوی کے کنارے موروثی زمینداران قوم باجوہ کا ہے چار ہزار کے قریب گھر اور ڈوگدہ سودوکان  
 سکھوں کے محلہ راوی کے وقت عیان آباد تھا اب درج بھی زیادہ ترقی ہے انہیں خوب شیعہ مذہب  
 بہت ہوتی ہیں جو سادات شمس کے مرید ہیں وہ سید بھی شیعہ مذہب کہتے ہیں محمد کے دونوں بھائی ماتم کی  
 مجالیں محبت ہوتی ہیں سید شمس الدین ملتانی کی اولاد ہیں جن کا تہذیب و مذہب ان کے ہاں  
 موجود ہے ان کی کل اولاد شیعہ مذہب کہتی ہے مگر خاص حضرت کا شیعہ ہونا ثابت نہیں ہوا کیونکہ  
 غزنوی کی ہیں ان کی منکوہ تھی اور سلطان محمود شیعہ مذہب الون کا سخت دشمن تھا اگر سید شمس الدین  
 شیعہ ہوتے تو پھر رشتہ ان کو گہنی ملتا۔ **نار و وال** کی عمارت کچی کچی ملی ہوئی ہے اور قصبہ کے پاس سکھوں  
 کے وقت ایک قلعہ بھی بنا ہوا تھا مگر اب گرایا گیا ہے شہر کے باہر ایک قدیمی تختہ باغ بھی موجود ہے  
**ملو وال** پنجاب و آب کے متعلق یہ ایک قصبہ دریا راوی کے دہنوں کنارے سے حاصل  
 فوٹیل اور شہر لاہور سے بفاصلہ ترین میل آباد ہے عمارت قصبہ کی اکثر خام ہے ہر ایک قوم سکونت  
 پذیر ہے **مانسی** پنجاب و آب کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ بائیں کنارے جٹ کے علاقہ میں  
 بہت خربہ شمال مغرب آباد ہے **میان** پنجاب و آب میں دہنوں کنارے جٹ کے علاقہ میں

کے آباد ہے جب راوی میں طغیانی ہوتی ہے تو اس مقام پر دریا پانی تیرہ گز چڑا ہوا جاتا ہے اور غرق بھی  
 بارہ فٹ سی کم نہیں ہوتی آبادی اس قصبہ کی اوس مشرک یہ ہے جو لدھیانہ سے براہ امرتسر انگ  
 جاتی ہے میانہ کا گھاٹ بھی ایک مشہور گھاٹ ہے سردی میں دریا اس مقام پر بہت جگہ سے پایاب  
 ہو جاتا ہے **جک قاضیان** یہ ایک قصبہ مشہور و معروف سیہون کی سیدون کا پنجاب دو آب  
 کے علاقہ میں ہے اگر بادشاہ کے وقت سی قضا اس علاقہ کی سیدون کے سردھی اور یہ سید شاہ بدین  
 شہید جسی بعد اسی کی اولاد میں جن کا مقبرہ موضع سہاری میں زیار نگاہ غلط ہے غلام محی الدین عرف  
 بوٹو شاہ کتاب تاریخ پنجاب میں لکھتی ہیں کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کے وقت اس ملک میں  
 آئی ایک وزیر حضرت شجاع بیٹی تھے کہ گوجر مسلمان سردار آب کے زمینداروں ملہیوں سے مار کھا کر آئی اور  
 کھا کہ ملہیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اگر آپ بدفرمانیکے تو باقی ماندہ کو بھی قتل کر دینگے  
 عرض نہ کر حضرت اونکی بد کے واسطے سوار ہوئی اور ایسے لڑی کہ شہید ہو گئے اور بادجو دیکہ سترن ہی جدا  
 ہو چکا تھا تو بھی جسم پر سربستور ٹوٹا کو کھا کر قتل کر تا با تا اتحاد و کوس تک برابر بھی حال رہا بعد ازاں جسم بھی  
 گھوڑے سے متصل موضع سہاری کے گر پڑا اور اسی جگہ حضرت کا مقبرہ بنا اون حضرت کی دو مقبرہ  
 ہیں ایک تو سیر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دو مقبروں میں دو کوس کا فاصلہ ہے اونکی شہادت کے  
 بعد سید فیروز نے اونکی فرزند جانشین ہوئی اونکی صاحبزادے سید موسیٰ نے اعتد نظاہری و باطنی علم حاصل  
 کیا کہ اپنی وقت کے قطب ہوئی اونکی خدمت میں اکبر بادشاہ بھٹ اعتقاد رکھتا تھا ہر خد لا کہوں روپیہ  
 نہ رکھتا وہ قبول کرتے آخر کچھ زمین خانقاہ کے متعلق کر کے ایک موضع اکبر پور نام آباد کر دیا اب  
 اسی اکبر پور کا نام قاضیوں کا ایک مشہور ہے اونکی بعد شاہ عصمت اللہ پڑے بزرگ ہو کر اور بادشاہ کی خدمت  
 سے تمام اس علاقہ کی قضا اونکی سپرد ہوئی شاہ جہانگیر انکا بڑا مستعد تھا اوس بد زسی بھی سید قاضی مشہور  
 ہوئی سید ابو الفرج محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کے اولاد میں سے تھے آخر جب سکھوں کا عمل و دخل  
 اس علاقہ پر ہوا تو ادھنوں نے چاناکہ موضع سہاری میں حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبری کے پاس قلعہ  
 بنو انین گر مکن بنوا جب اوس طرف کی دیوار بنوائے تو پھٹ کر گر جاتی آخندہ عمارت نام تمام رہ گئی + -  
**جسروٹھ** یہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان تعلقہ پنجاب کوہ  
 بہاد کی بنیاد کے جنوبی سمت کو واقع ہے چھ راج اور راست اس شخص کی جنوں سے علاقہ  
 اب جنوں کے راست کے شالی ہے قصبہ کی عمارت بھٹ خوشنما و پختہ و با موقع ہے زمین  
 کے حلیان علیان بنے ہوئے ہیں قلعہ بھی انکا مضبوط و محکم ہے حکمرانوں کی چار سبب بنواری



بازار کشادہ اور اچھا تجارت بکثرت ہے زمینداری جہان را جوتون کے ہے گردنوام  
 کی زمین میں سے شمالی زمین اسکی کرلوہ دار و ناہوار ہے تمام شہر میں لوگوں کی بانی پیر کے  
 واسطے ایک ہی کنواں میں بچے قصبہ کے خضر اوجہ خاری ہے سب شہر والے اوسی بھر کا پانی پتی میں  
 خضر کے کنارے کے اوپر بانہ بھٹ میں آٹھ طرح طرح کے میوے اونیں پیدا ہوتے ہیں اسکے علاوہ قمر  
 گنا اور بلدی اور لودک کی بھٹ بدیش ہوتی ہے کھٹو یہ بھٹ خضر قدیمی موروثی را جوتون کا ہے  
 اسمیں اڈائی ہزار گھراہ ڈیڈو و دوکان آباد ہے عمارت خضر کی خاص ہی ملکہ بھٹ سے لوگ پیر  
 میں پتی میں آبادی اسکی راوی کے کنارے کے اوپر واقع ہے راوی اسکی پاس بھٹ بھلی ہوئی  
 اور پایاب چلتی ہوئی اور ایک بھٹ بھی سب سے کہ زمیندار خضر میں دریائے کاٹ کر امنیہ زراعتون کے طرف  
 لیجاتے ہیں اور دریائے پانی کم ہو جاتا ہے زمین اس سر زمین کی نہایت سیراب ہے سرسبز و بلند ہے  
 خضر کی کوئی تعداد و شمار نہیں ہے ایک خضر خاص شہر میں جاری ہے برسات کے موسم میں جب  
 اوسمیں ٹھانی ہوتی ہے تو اوسکے اوپر سے اوتر نامو قون ہو جاتا ہے ایک طرف کے لوگ دوسرے  
 طرف جا نہیں سکتے اس علاقے میں فصل پچ و خریف دونوں ہی ہوتے ہیں ادی کا گدڑو اسکی پاس ہے  
 وہ کہو گیادڑ کہلاتا ہے اس شہر سے بہت پور تک جہان راوی بھٹ سے نکلک میدان میں بہت ہے تمام  
 دریا خضر ہی خضر ہو اہو ہے کہٹو یہ کے پاس پاس بڑوٹ و لکھن پور و اور قصبہ موجود ہیں خٹکے حدود  
 آسمیں پتی ہیں لیسر و یہ قصبہ سواہی اوس پور کے ہے جکا ذکر بھلے تحریر ہو چکا ہے اسمیں جوتون کی  
 زمینداری ہے اگر یہ بعض اونیں ہے جبر و ٹہ میں رہتی ہیں مگر زمینداری اونکی اس قصبہ کے متعلق ہی نہیں  
 قصبہ ایک بلند ٹیلے کے اوپر آباد ہے جبکہ خضر اوجہ چلتی ہے فاصلہ اسکا جبر و ٹہ سے دس کوہر  
 اور دریائے راوی سے بارہ کوہر شمار ہوتا ہے اور جتھرا ارامنی کہ دریائے راوی اور خضر اوجہ کے  
 درمیان ہے وہ نہایت اچھی زمین و سیراب و زرخیز ہے طرح طرح کا غلہ و نباتات اوسمیں پیدا ہوتے ہیں  
 مگر زمین کہ اس قصبہ کے نواح میں ہی وہ سخت و بلند ہے اب ہی کنواں و مانگا سوگر عقیق  
 ہوتا ہی ملکہ جہان سے شیلن کوٹ کے مدد تک ایسی ہی زمین ہے اور یہ خضر اوجہ اوس ہی جاتی ہوئی  
 کوٹ ٹھان کے پاس راوی ہی مچاتی ہے اس شہر میں مقبرہ شیخ عبدالسلام حنبلی کا جو خواجہ فرید الدین  
 گمہ شکر ٹائی والا سے ایک ولی اللہ ہو گذرے ہیں زیار نگاہ علی اللہ ہی سچو است و دایہ جگر  
 متعلق یہ جیسے سیراب سرسبز علاقہ ہے اس جگہ میں قوم جو را جوتون کثرت شہر میں ہیں اور انہیں  
 مالکی زیادہ ہیں اس باعث سے یہ جگہ عورت کہلاتا ہے جو کہ یہ علاقہ اس دواہ میں خٹکے کناری ایک ہی

صورت اور عجیب وضع کا ہی ہوا اسلئے اسکے مال کا اندراج کتاب میں ضرور تر تصور ہو کر لکھا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں سات بڑی بڑے نالے دریائی جناب کے کہ جو دریائے کچھ ہی کم ہیں جاری ہیں اور سرائیک کے سے بھرت سی کولین مضیہ خضرین مالکان دیھیات فرانسے اپنی طرف کی زمین کی سیرانی کے واسطے کہو در کہی ہیں اور منج سے تیس کولین تو بھرت ٹری ہیں کہ وہ بھی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہیں بھیر سرائیک کے سے کئی نالیان درآئین آبپاشی کے واسطے زمینداروں نے کھودی ہوئی ہیں اس علاقہ میں اگر آدمی اگر کافر سے دوسری کا نو جاوی تو ایک یا آدھ میل کے فاصلے میں کئی خضرین اور کولین آتی ہیں اور حریف سنگ فطر خادی سولے نالے اور خھر کے اور کچھ فطر خضرین آتا ہوا اسلئے سبب کثرت اجرائی باقی کے یہی کل علاقہ ہمیشہ سرسبز و شاداب ہے اور فصل اس علاقے کی سبب کثرت سیرانی کے بھرت اچھی ہوتی ہے اور اعلیٰ اجناس آلود کچا لوہدی چانول گنا کا ٹھہ دو بڑہ و شکر قند ہی اس علاقے میں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں باغات بھرت ہیں درختوں کی بھرت کثرت ہی کہ گویا یہ تمام علاقہ ہی سایہ دار ہے آب کے درخت جھنڈے اس علاقے میں ہیں سا لکھوٹ کے ضلع میں اور جگہ کہیں خضرین ہیں دیھیات کی اکثر خام عمارت ہی لکھ جہر و کچے رواج بھرت ہی مکانوں کے اوپر چھت کے بدلے چھپر ڈالتے ہیں کیونکہ سبب کثرت سیلاب کے دیواریں ہمیشہ گر جاتی ہیں اور چھت کے بوجھ کے برداشت اون دیواروں کو خضرین ہوتی سردی اس علاقہ میں بہ نسبت علاقوں کے بھرت ہوتی ہے یہ علاقہ اگرچہ سرسبز و شادابی کے سبب غیرت کشمیر ہے مگر کشمیریوں کے طرح یہاں کے رہنرو اے بھی چرکین پوش و غلیظ ہیں لباس شستہ و صاف نہیں رکھتی بانی کی تاثیر اور ہوا کی تری کو یہاں کے لوگوں کا اکثر گلہ بھی پھول جاتا ہے جس مرض کو پنجابی زبان میں گلہ کہتے ہیں گھوڑوں کے واسطے اب دھوا اس میں کی ناموافق ہے اسلئے گھوڑا یہاں کا اچھا خضرین ہوتا اور واضح رہے کہ جانب مشرق اور جنوب علاقہ بجات کے دریائی جناب عادی ہے اور سرحد غازی پور دریائے تومی اور شمال کے طرف علاقہ بہاگ جمون کا ہے اور چند نالے دریائے جناب سے نکلا کہ اس علاقہ کو سیراب کرتے ہیں انہیں سے پانچ نالے بڑی اور مشہور ہیں ایک نالہ کہک بھہ نالہ موضع خیری کے پاس دریائے نکلا کہ اس علاقہ میں آبپاشی اور موضع ایک سرحد میں ایک ورشاخ دریا سے نکلا اسکے شامل ہو جاتا ہے موضع سکھال کے حد میں ایک شاخ اس سے نکلا دریا میں بائپرتی ہے اور شاخ کا نام جہانڈ و مشہور ہے پھر متصل موضع کچی ماند ایک ورشاخ اسکے دریا کے طرف جاتی ہے اس کا نام جہاگ ہے اور اصل نالہ کہک متصل موضع جک خوجہ دریا سے جناب سی مل جاتا ہے دوسرا نالہ جہاگ ہی جو سرحد ملک بہاگ جمون میں دریائی جناب سے علیحدہ ہو کر جاری ہو جاتا ہے اور متصل موضع جہاگ کی دریا میں لچا تاتا ہے شیر نالہ میرا خوجہ نالہ جہاگ کے نالہ کی الگ ہو کر موضع خیری کے مقام سے موضع جہاگ

کو جاتا ہے وہاں جا کر اسکے دو شاخین ہو جاتی ہیں شرقی شاخ کا نام تو میرا خور ہے اور وہ شاخ موضع دو گڑھ  
متصل دریائے لینا جاتی ہے اور دوسری شاخ جہنگ سرخرب کی طرف جا کر پوچھو نام پاتی ہے اور قریب موضع  
گد پال کے میرا خور میں آلتی ہے چوتھا نالہ خانو بھاؤ ہر مخرج اسکا موضع بل علاقہ اکھنور ہے اور متصل موضع  
سکھہ دریائے توی میں ملتا ہے پانچواں نالہ توی ہے جکا ذکر علیحدہ تحریر ہوا ہے **اکھنور** یہ ایک  
مشہور قصبہ پنجاب کے کنارے کوہ ہمالہ اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گھڑ اور پچاس دو کمانیز  
اسمین میں اور ہر ایک قوم راجپوت وغیرہ اسمین رہتی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتانہ جموں کی ہو  
دریائے پنجاب اسکے نیچے بھارت تیزی و تندہی سے چلتا ہے اور ایک گد ریحان واقع ہے شرق کی طرف  
شہر کے ایک سچتہ قلعہ چونہ دہر کا بنا ہوا ہے بارہ او سکے برج میں قلعہ کے اندر ہے اچھو مکان اور عمارت  
اور کنواں اور بادلی سچتہ بنی ہوئی ہے جنوب مغرب کی طرف قلعہ کے ایک باغ سیوہ دارو جو در **دھول**  
یہ ایک قصبہ پنجاب کے کنارے ایک ٹیلر کے اوپر آباد ہے اور پھر توی جکا نام خاریسی کتابتین و دراجو دکھا ہے  
بھار و زمین ہو نکلا اسی مقام پر پنجاب سر شامل ہوتی ہے اور دوسری تھوڑی جھونکری سیوہ پانی آتی ہے اسکا مشول بھی دریائے  
سیوہ ہی ہے تمام پر ہوتا ہے اور مشول کے مقام پر پانچ و نو تھرون کا پانی دیا پانی کو الگ الگ ملتا ہے اور دو تھونک آتا ہے  
میرا پور یہ قصبہ پانچواں ایک مشہور قصبہ ہے کھنور کے وقت اسمین بری روتن تھی کسی مسجدین اور محل  
سچتہ موجود تھے اب بھت سی او زمین سے خراب ہو گئی ہیں قصبہ کا بازار بھت سید ہا اور خوشتا و سچتہ بنا  
ہو ہے جسین ڈیڈہ سو و دکان ہے پار وین طرف دیو ا قصبہ کی بھی سچتہ ہے جنوب شمال کے طرف قصبہ  
دو تھرون ہیں جنوبی تھرون تھوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی تھرون آبادی سے دور تو ایسی روت  
پانی ملتا ہے کہ چلیان اسپر چلتے ہیں گرجے ہ پانی قصبہ کے نیچے ہو پتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گم ہوتا  
چلا جاتا ہے پھر ڈیڈہ کوس پر آبادی سے لگے وہی پانی زمین سے باہر نکلا اسے اینی راستہ میں  
شروع ہو جاتا ہے اور مشہور اسطرح ہے کہ لگے زمانہ میں یہ تھنر ایسی پر آب ہو کر رہتی تھی کہ عبور کر دینا  
سوائی کشتی کے اس سے گزر نہیں سکتے تھے ایک ورا ایک درویش سیف اللسان اس گزر پر آہو پنا اور  
ملاح سے کہا کہ مجھ کو لوگوں سے بھلو دریا سے اتار دو ملاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہوں نے فرزند  
دی ہوئے اور عکین گئے تو تمکو بھی اتار آ جا گا درویش نے کہا کہ مجھ کو ان لوگوں سے بھلو اور حاضر درویش ملاح  
منکر ہوا کہ اگر تمکو بھت ضرورت ہو تو پانی سے راستہ مانگ لو درویش و لاجب اچھا کہہ کر فقیر نے پانی  
کے طرف دیکھا دیکھتے ہی پانی زمین میں دھنس گیا اور خشک زمین نمود اچھی جیسا تھل گیا تو درویش  
اپنا راستہ لیا اور ندی اسی طرح اوس درویشی اوس مقام سے ڈیڈہ کوس تک برابر خشک ہو اس طرح

میں مولیٰ بھت لمبی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول میں ایک کزسی اور موٹاپن میں آدمی کے ساق سے زیادہ ہوتی ہے اس قبضہ کے نواح میں بھارت کے بچے پانی نایاب ہے اگر کنواں کھودا جاوے تو پانی بڑا در نکلتا ہے اور بعض مقامات سے حقد رکھو دتے چلے جاتے پانی نکلتا ہی نہیں اور اس خطہ میں حقد آباویان ہیں وہاں کے رہنے والوں نے گانو گانو تالاب بنائے ہیں برسات کا پانی اونہیں جمع ہوتا ہے اور وہی اونکے فرج میں آتا ہے اگر برسات کر وقت پانی نہ بہے تو لوگوں کو بھت دقت ہوتی دور دور سے گدہوں پر پانی لاد کر لاتے ہیں زراعت اس قبضہ کی حقد رکھلوں کے اندر سے ملتی ہے اور لوگ جھانکے سفاک بے باک رہن غارتگر بادشاہوں کے وقت سبک آبی ملک اور کثرت جنگ و بار و درختوں کے فرج اس طرف کم مامور ہوتی تھی اور پھر لوگ اپنی ملک میں خود سر رہتے تھے رنجیت کے وقت بھی بڑی شکل سے اونہوں نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** حج و آب کے متعلق ہے ایک قبضہ اس شکر پر جو دیر آباد سے بھیر کو جاتی سائیں میل شمال کے طرف وزیر آباد سے آباد ہے **ات نگر** کے حج و آب میں بھی ایک مشہور شہر دریائے چاب کے دینو کناری سے آٹھ میل کے فاصلے پر اس شکر کے قریب جولاہور سے ایک کو جاتی ہے آباد ہے پھل آبادی اس شہر کی اکبر بادشاہ نے کی شہر بناہ بختہ اور بختہ قلعہ بنوایا اور گوجر لوگوں کو جو اس نواح میں غارتگری کیا کرتے اور خانہ بدوش پھرا کرتے تھے بھان آباد کیا اور لاکھوں روپیہ کا مال اسکے شامل کر کے برکنہ اسکا تختہ وزیر فرمایا اور غوہ آباد شاہی بھان قائم کر کے اسکو کل علاقہ کا حاکم بنا یا محمد شاہی عہد تک آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکھوں نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی اونہوں نے خوب لوٹا مکانات جلادے جو بیابان گردین شہر والوں کو لکڑے کا محتاج کر دیا تمام لوگ سکھوں کے خوف سے بھاگ گئے آخر جب بھان نے اس قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کے طرف متوجہ ہوا اور چند سال میں کچھ صورت آبادی کی بظہور آئی رنجیت سنگھ نے مرتبہ اس شہر پرورش کی پھلے مرتبہ جب بھان آیا تو بھت ساندرا نہ اور بڑی توپ احمد شاہی حکو اب لوگ ہنگیا نوالی توپ کہتے ہیں لیکر دایس لاہور کو ملا گیا دوسری حملو میں بالکل قابض ہو کر صاحب سنگھ کو محض عید غل کر دیا رنجیت سنگھ سے پھلے رنجیت سنگھ کے باپ بھان سنگھ نے بھی اس شہر کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت موت اسکی بھی اسی مقام پر وہ قوم میں آئی رنجیت سنگھ کے عہد ارسی میں اس شہر کی آبادی ترقی پر تھی اور چونکہ بھان کے لوگ اکثر لاہور کے ویران میں خزانہ عہدوں پر نو کرتے تھے اسکو جو بیابان بھی بھان عالیشان بن گئیں دایس سنگھ کے آخر سلطنت کے وقت شیر سنگھ دیر سنگھ اناری والوں نے انگریزوں کے ساتھ بھان شہر کو آراہی کی اور شکست کہا ہی میر پور

توپ سیکھوں کے انگریزوں کے قبضہ میں آئی اب اس شہر میں ضلع مقرر ہے جو قسمت جہلم سے علاقہ کشمیر  
اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلیں خاص گجرات و کہار یاں و بھالہ ہیں ضلع کے مقرر ہونے کے بعد  
آبادی اس شہر کی بڑھ گئی نیا بازار تعمیر ہو اس کا رسی مکانات اور کوٹھان تیار ہوئے خاص شہر کی آبادی  
ایسی بار و فتنہ ہو کہ اس علاقہ میں اور کوئی ایسا آباد شہر نہیں ہے آٹھ سو چالیس دکانیں پانچہزار آٹھ سو  
چھاسی گھر عمارت شہر کی پختہ بارہ ہزار آٹھ سو بیانوین کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار سیل مربع  
دو لاکھ چالیس ہزار ایک سو بیس روپیہ کا سالانہ بیوپار ہے پرانی عمارات میں سے قلعہ و باولی و حمام وغیرہ  
تعمیر اگر شاہی اب تک موجود ہے ہنرمند غزلت طلب سفید پوش اہل حرفہ ساہوکار بیوپاری سکونت پذیر  
ہیں سلامی کا کام بھان بھٹ اچھا ہوتا ہے تلوار و کار و وغیرہ آہنی کام بھانکا بنا ہوا آٹھ مشہور شہر کے  
شرق کسٹم وغیرہ متبرکہ حضرت شاہ دلاوریائی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہی شاہ جہان بادشاہ کی موت  
بیمہ حضرت زندہ تھو مالگیر اور نگ زیب کی موت تثنیہ میں وفات پائی۔ شاہ دلا بخت رسید تاریخ  
وفات ہی شاہ سیدن سیالکوٹی اودن کے پیر اور سلسلہ سحر و دیہ تھا ظاہری باطنی دولت اور کمو حاصل تھی  
عمارت کا بڑا شوق تھا پل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کئی ہوئی اب تک موجود ہیں لاہور کے راستہ میں  
بھی انکے اکثر پل ہیں اس شہر میں بھی ایک پل پختہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی بھان ہو چکا  
مگر سارہو گیا نشان باقی ہیں سیالکوٹ میں مزار امام علی لاحق وغیرہ شہد کے اور ہونے نوایں ہیں  
ایک ڈیک وغیرہ پر بھی پل بنواؤ تھے کہ امتین حضرت کی بنیاد مشہور ہیں بڑی کرامت یہ ہے کہ جو کوئی  
بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدا سے اولاد مانگے دعا اور سکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اسکا  
مست و مجذوب و سرچوٹا کان بڑی پیدا ہو گا اور اسکو وہ اس مزار پر چوڑ جائیگا چنانچہ یہ کرامت  
جاری ہے اور نوجو ہے اب بھی موجود ہیں اس ضلع کی آب و ہوا معتدل ہے پیدوار برع کی خریف سوجھی  
ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو سرسٹہ ہے محل تمام علاقہ ضلع کا تترسل  
اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جیون کے ساتھ ملتی ہے اور گوشہ  
جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد مغربی ضلع شامپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ مشرقی ضلع گجرات  
سے اور گوشہ مغربی ضلع گجرات سے شامل ہے ہٹ اسکی متسیل تحصیل گجرات اسکی متعلق میں پانچوہویں  
گانو پانچوہویں میل کسر رقبہ دو لاکھ ہتتر ہزار دو سو چھ روپیہ جمع مجوزہ اور دو لاکھ چالیس ہزار ساکن  
اکیاون مردم شمار ہی ہے اور تحصیل کہار یاں میں پانچوہویں میل گانو پانچوہویں میل کسر ایک لاکھ  
ستاون ہزار زمین ہوتا بیس روپیہ جمع اور ایک لاکھ اڑسٹہ ہزار آٹھ سو چھتر مردم شمار ہی ہے اور تحصیل



پنجاب کے متعلق تین سو چوبیس گانوں سات سو تینتیس میل کسیر ایک لاکھ اونسٹھ ہزار پانچ سو پچھن روپہ جمع ایک  
 لاکھ اونسٹھ تالیس ہزار دو سو چالیس مردم شماری ہو **جلال پور** یہ قبضہ شہر گجرات سے مشرق کے طرف  
 بمقابلہ پنج گوس کے آباد ہی اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان کو جو نے اسکو آباد کیا اور اپنی تمام برائیاں نام **جلال پور**  
 رکھا مگر آبادی کے بعد جو دہری ہندال قوم جاٹ ڈرائیج نے براہ زبردستی جلال خان کو بیدخل کر کر اپنا  
 قبضہ کر لیا اب اسکی اولاد قوم ڈرائیج اسپر قابض ہے انکے بغیر کبھری و برہمن وغیرہ بھی اسین آباد ہیں  
 عمارت نچتہ اور خام ملی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار چھ سو چالیس گھر اور چودہ ہزار  
 بار سو پچیس کے مردم شماری ہے سو اونسٹھ دوکان ہے بازار میں سو یا ہر ایک قسم کا ہوتا ہے کام مشینہ کا  
 بھی **جھان** کے کشمیری شالوات بکثرت کرتے ہیں چانچہ سات سو پچھتر دوکان شالواتی کے بالفصل جاری ہے  
 ایک قلعہ خام سلام گڑھ نام شہر کی جنوب کے طرف ہی اسین بھی دو سو تینتیس گھر آباد ہیں ملک شکر تری و  
 قند سیاہ کی بھان منڈی ہے بڑے دولت مند ساہوکار بھان رہتی ہیں دو لاکھ چالیس ہزار روپہ سالانہ کا پٹا  
 ہوتا ہے اور دو لاکھ روپہ کے قریب شیعہ کا بویا رہے زیور بنانے کے سانچے اور بڑی بھان محبت عمدہ  
 تھے ہیں تھی دانت کا کام بھی اعلیٰ ہوتا ہے مسجد تالاب سرائے وغیرہ نچتہ مکانات بھان بنے ہوئے ہیں  
**کنجہ** یہ قبضہ شہر گجرات سے چار کوس غرب و جنوب کے طرف آباد ہے مشہور مین راجہ کنجہ پال  
 المشہور کنجہ برادر زادہ راجہ کپال قوم طور راجپوت سورج منی نے اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنی  
 نام برائیاں نام کنجاہ رکھا مدت تک آباد رہا پھر سب انقلاب سلطنت اس خانہ ان کے ویران ہو گیا پھر تھوڑے  
 منخل کے فتوحات کی وقت مسیحی جتو قوم جاٹ ڈرائیج نے دکن سے آکر اسکو دو بار آباد کیا کہ اب تک اسکی اولاد  
 مالک ہے سو اسی انکے قوم کبھری برہمن مسلمان بھان رہتی ہے آبادی نچتہ و خام دو نو قسم کی ہے دو ہزار  
 تیرہ گھر ایک سو چالیس دوکان ہیں کبھری ایسی ہوت گندم وغیرہ کا بویا سالانہ قریب اسی ہزار روپہ کے  
 ہوتا ہے بڑی بڑی نچتہ مکانات مثل چولی دیوان کرپارام و باغیہ ہشت آباد و باغ دیوان مذکور و باغ ہٹاک  
 چھا چھی وغیرہ موجود ہیں چھائی سلطنت کے وقت بھان اچھے اچھے علما و فضلا و شعراء متہو اور ایک شاعر  
 اور گنے ب کے وقت بھان غنیمت نام لہو گندہ لہے حکلی کتاب نیزنگ عشق المشہور فتویٰ غنیمت اب تک مانہ  
 میں مشہور ہے **وال** یہ قبضہ سات کوس خاص گجرات سے غرب کی طرف آباد ہے اکبر بادشاہ کی عہد  
 اس قبضہ کو مسیحی چند قوم ڈرائیج نے آباد کیا اور اپنی بایں گہو کے نام برائیاں نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی  
 کے حملوں کے وقت افغانوں نے اس آبادی کو ویران کر دیا مگر شیر محمد نے جو چند و س کے اولاد میں سے تھا اسکو  
 بھر آباد کیا آبادی نچتہ و خام دو نو قسم کی ہے دو ہزار آٹھ سو چالیس کی مردم شماری سات سو نو گھر

دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے ایک یا دو بڑی تمام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہر قلعہ و ارب  
یہ قصبہ گجرات سے جنوب کی طرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میں راجہ بنگ  
المعدن نواب قلعہ ارخان قوم منغل نے بھان آبادی کی تجویز کی مگر اس کے مرنے کے بعد امارت کا سامان  
نرنا اس کی اولاد نے زمیندار ہو کر بھان بھی سکونت کر لی اب تک وہی مالک چلے آتے ہیں قصبہ بارون  
ہے عمارت نچتہ و خام و دو قسم کی ہے دو ہزار تین سو اکتیس مردم شماری ایک ہزار پندرہ گھر اکیسویں  
دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے **شادی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کی طرف یہ قصبہ  
آباد ہے ہاؤن بادشاہ کے وقت مسمیٰ شہ دیو ویشادی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کر کر اس کو آباد  
کیا پھلے اسکے ایک آبادی تھی اب چار بتیان الگ الگ آباد ہیں عمارت اس کی نچتہ و خام نقطہ سات ہزار  
دو سو باؤن مردم شماری ایک ہزار آٹھ سو تین گھر ویدہ سو دوکان ہے ایک نالہ بہر اسکے پاس جاری  
**لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہ قصبہ آباد ہے پھلے مسمیٰ آدم قوم و طرح  
اس کو آباد کیا نام اس کا اپنے دادا لکھن کے نام پر رکھا نچتہ و خام اس کی عمارت ہے مردم شماری دو ہزار  
سات سو آٹھ گھر اٹھانوہ دوکان ہیں بیوپار ہر قسم سچاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ بر  
خیر کا مزار بھیان مشہور ہے جہاں عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جوئی قصبہ کے پاس جاری ہے **دنگہ**  
خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کی طرف یہ قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کھانا نے اس کو آباد کیا جو کہ ابتدا میں  
آبادی اس کی ٹھہری تھی اس لئے اس کا نام دنگہ یعنی ٹھہرا مشہور ہو گیا عمارت نچتہ و خام و دو قسم کی چار ہزار  
نوسو چوبیس مردم شماری ایک ہزار تین سو تیس گھر چار سو چوبیس دوکان ہے گندم روغن زرد وغیرہ کا بیوپار ہوتا  
**کوٹہ** دریائے جہلم کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے بفاصلہ میں کوس جانب شمال  
یہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ خجائی کے عہد میں ملک حسن قوم اوان نے اس کو آباد کیا آبادی اس کی تمام  
خام مگر چند گھر نچتہ میں تین ہزار تیس آدمی کی مردم شماری سات سو اسی گھر جو الدین و کانیز  
**گلستانہ** مشہور گجرات سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہ قصبہ آباد ہے پھلے گل محمد قوم  
گوجر نے اس کو آباد کیا اور اپنی نام سے ملتا ہوا اس کا نام گلستانہ رکھا اس کی اولاد اب تک قابض و دخل علی  
آتی ہے علاوہ ان کی قوم قریشی بھی بھان ملکیت رکھتی ہے آبادی اس کی خام چند گھر شہ میں ایک ہزار  
پانچویں مردم شماری چار سو اسی گھر شہ و دوکان ہیں نالہ بہر اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے  
موسم میں جاری ہو کر تھامے **ماٹکٹ** مشہور گجرات سے پندرہ کوس غرب کو یہ قصبہ آباد ہے پھلے  
جہلم قوم جاٹ کوٹ ڈیرہ نے آباد کیا اس کی اولاد اب تک قابض ہے کبیری و لہانہ وغیرہ بھی

عمارت اسکی بختہ و خام دو نو قسم کی اسپہن ملی ہوئی ہے قوم بھائیہ دار و ڈرہ وغیرہ کی بھی کچھ ملکیت ہے  
 قصبہ بارونق سات سو اکٹھ گھر اڑتالیس دوکانیں دو ہزار دو سو آدمی کی مردم شماری ہے۔

**قادر آباد** خاص گجرات سو پچیس کوں جانب غرب دریای سنپ کے کنارے پرچہ قصبہ آباد ہو چکے  
 سادات خاندان قوم مغل نے اس پر قبضہ کیا قادر خان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادر آباد نام رکھا بانی کی اولاد  
 سوامی اہل حرفہ لوگ اسپہن بختہ رہتی ہیں اسکی قصبہ نامی ہو گیا ہے عمارت بختہ زیادہ خام کم سی و ڈرہ  
 آٹھ سو شتر کی مردم شماری دو ہزار چار سو اتر گھر اکیس سو چوبیس دوکانیں ہیں کبتری سوداگر بھی  
 گھوٹ کشتوں پر لا کر مٹان کو لیجاتے ہیں ایک گزر دریا چاب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے۔

**اسلمان** یہ قصبہ شہر گجرات سے غرب کے طرف بقا صلہ میں کوں آباد ہے زمانہ قدیم میں بھلی اس  
 نام کی آبادی بھان ہو چکی تھی پھر اکبر بادشاہ کے وقت مسیحی جویت سنگ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے  
 اس پرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم کیا اب جاٹ قوم گھلیو مالک ہیں آبادی بختہ و خام دو  
 قسم کی ہے بلکہ بختہ زیادہ ہی چار سو تالیس گھر اکیس سو تیس کی مردم شماری چالیس دوکانیں بارہ  
 بارونق ہے ایک قدیمی بختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی امیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڈھی اسکی سرحدیں

جاری ہیں **جو کالان** خاص گجرات سے جنوب کو بقا صلہ چوڑا کوں یہ قصبہ آباد ہے بھلی یہ ایک  
 قدیمی ویرانہ تھا پھر مسیحی بستی قوم جاٹ تارٹ نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکھا چنانچہ  
 سلطنت کے منصف کے وقت غلام محمد قوم حبشی نے اس مقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنا یا آبادی  
 اسکی خام مگرد وکانیں بختہ میں دو ہزار دو سو اڑسٹھ آدمی چہ سو اتر گھر چالیس دوکانیں ہیں کھار بارہ  
 ضلع گجرات کے متعلق یہ ایک شہر قصبہ تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریای جہلم کے بائیں کنارے

نیدرہ میل اور اٹھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی بختہ و خام دو نو قسم کی ہے اور  
 دو بادلیان یعنی چاہ زینہ دار بختہ بادشاہی وقت کے بھان ہوئی ہیں ایک کا پانی ٹھہا دوسری کا کھارا  
 یعنی شور ہے اسکی کھاریاں اسکا نام مشہور ہے **ہرماج** دو آب کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوسٹریا پر  
 جو رسول نگر سے نیند اوٹخان کو ماتی ہے جو وہ میل نیند اوٹخان سے شرق کے طرف بائیں کنارے پر  
 جہلم کے عین جنگل بارمین آباد ہے عمارت قصبہ کی خام مگرد کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے  
 رعایا دسوا دسے ملک سیراب ہے چاروں طرف کو یا عالم آب ہے **حلیان** دو آب ج کے متعلق

دریا جہلم کے بائیں کنارے سے پانچ میل یہ ایک گاؤ آباد ہے آبادی اسکی بختہ مختصر ہے اور شہر اسکی  
 چندان نہ تھی گجرات کو تیر ہویں صدی تک انگریزوں نے فوج انگریزی و فیصلگی ماتحت سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ مارواڑی

کی ہوئی تو اس گانہ نے زیادہ تر شہر تپائی اور صاحبان انگریز وغیرہ حقدار فسر کہ انگریزوں کے طرف سے  
 مقتول ہو چکے تھے اوکمی یادگار کے راستے چھان ایک بچہ مکان بنوایا گیا ہے **کارمل** یہ قصبہ اس  
 شہر پر جو رسول نگر سے پندرہ دن خان کو جاتی ہے دریائے جہلم کے دہری کنارے رسول نگر سے بقاصدہ چیل  
 آباد ہے برسات کے موسم میں استقامت پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور تجارت  
 کثرت ہوتی ہے **سہیل** دریا کے دو ابرج کے متعلق یہ ایک شہر قصبہ دریائے جہلم کے بائیں کنارے  
 لاہور سے بقاصدہ ایک سو پچیس میل آباد ہے صاحب ضلع اس تحت کشتری جہلم کے چھان ضلع کا کام دیتا ہے قصبہ  
 سے مشرق کی طرف چھاؤنی کا مقام ہے جہان فوج انگریزی رہتی ہے زمین اس ضلع میں بارانی و چابی  
 ہے کوئی ندی نالہ بارانی پھین ہے جنگل بار کثرت آبادی متفرق و کم مسلمان قوم عام ہے اور ہندو بہت  
 نام ہے اور حقدار ہندو ہیں ان کی عادتیں بھی ہندو کی سی ہیں زمیندار اپنے گھر اکثر اپنے انہی جاہلات  
 بنا کر رہتے ہیں اور وہی ایک یا دو گھر گانہ شمار کئے جاتے ہیں لباس غورتوں اور مردوں کا ایسا ہی کہ وہ  
 سے کچھ نہیں پختہ ہوتی کہ ایک یہ مرد ہی یا عورت عورت مردوں پر پٹنی بال رکھتی ہیں اور سلی کپڑے پہنتی  
 ہیں اس علاقہ کے لوگ سب کم پیداواری کے مفلس بہت اور متحمل کم ہیں کل ضلع کی مردم شماری تین  
 دو ہزار سات سو اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانچ سو میل مربع ہے آب و ہوا اسلام کی بھی اچھی ٹھیک ہے چھلی  
 عمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جس روز سے کہ چھان ضلع مقرر ہوا یہ سختہ مکانات بہت  
 بن گئے ہیں اور آبادی بار و فوج ہو گئی ہے زمیندار چھان کے سید قوم ہے دو مقبرے عالیشان ایک شاہ  
 شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا چھان متبرک مکان زیار نگاہ ہے ہوئی ہیں جن پر ہر سال ہونام  
 سے میلے ہوتے ہیں **کانووال** ج دو ا کے متعلق یہ ایک قصبہ ضلع جنگ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق  
 ہے چھان ضلع شاہ پور کے ماتحت کچھری تحصیل کی ہوتی تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق  
 ضلع جنگ کے ہو گیا پہلے چھان زمیندار قوم رہا تھا مگر رنجیت سنگھ نے جب احمد خان سیال کو جنگ سے بدل  
 کیا تو چھان کے زمینداروں کو بھی جو اس کے حامی و مددگار تھے چھان سے نکال دیا اس پر گنہ من متفرق قوم  
 لبو انہ کہلو تر کہو کہ افغان چدر محمد و مسید وغیرہ رہتی ہیں جنہیں سے لبو انہ کہلو تر کی بہت کثرت ہے اس  
 علاقہ کے ساتھ علاقہ احمد نگر بھی ملتی ہے مگر وہیں کوئی شہری آبادی نہیں جیسا سا بھارہ کہلو تر نامہ دو  
 ویدہ کو س بول میں ہے وہاں شہر تراش بہت ہوتی ہیں اور بھارت سے جکوں کے شہر نکالے اور حکیمان  
 تاکر وخت کرتے ہیں بھارت کی چوٹی پر گور و گور گنا تھ کا استان بنایا ہوا ہے اور گدی نشین چھان کے ساتھ  
 گرواگر دھارت کے جنگل بار ہے **مہار** ضلع شاہ پور کے متعلق یہ ایک شہر ہندو تحصیل کا

مکان ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے کہتری مغرور خواندہ بھان بھت رہتی رہی و بہتیمہ اسکا جھو کہ ابتدا  
 باشندے بھان کے موضع ہوا سی جہلم پار کے علاقہ میں آباد تھے بابر شاہ کے عہد میں ۱۳۹۹ ہجری میں شیرخان  
 الموسوم بفرید خان نے اوس قصبہ کو ویران کر دیا اوسطے وٹان کے باشندے جہلم وار اگر آباد ہوئے  
 اور پھر قصبہ اوس سب بھوار یوں نے ملکر آباد کیا اور پھر انام رکھا اپنی ہتھیار پیش قبضہ بندوق تلوار اور  
 پتھر کی چرین و برتن مثل کھل و گلاس و پیالہ و شتری اور پیش قبض کے دستے سنگ شیم وغیرہ کی بھان جو  
 بننے میں شطرنج کے محرے و بباط بھی طرح طرح اور رنگ رنگ کے پتھروں کے نہایت بملوع و خوبصورت  
 بنائے جاتے ہیں نمائے کافرش بھت تحفہ بنکر دوردور بطور تحفہ پہنچا جاتا ہے لونا ر بھانکو چھری کا سا ایا  
 اچا بناتے ہیں کہ اوس میں اور ولایتی چھری کا بننے میں سرورق حصن ہوتا قصبہ کے باہر ایک قدیمی و  
 پختہ مسجد شیر شاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے **ساہی وال** راج دوات کے متعلق یہ ایک قصبہ  
 بائیں کنارے دریائے جہلم کے لاہور سے ایکوا وٹس میل شمال کی طرف کو آباد ہے عمارت اسکی پختہ و نما  
 ملی ہوئی ہے کہتری اور رے سند و بھت اور مسلمان کم رہتے ہیں زمینداری بھان سندھون کی جو دو تین  
 باغ بھی بھان اچھے اچھے بنی ہوئے ہیں گنا فالہ سنتر سیٹ غیرہ میوے بھی بھان پیدا ہوتے ہیں فردون  
 برنجی کنول کٹوار کا بی آفتابہ ساگر جو بی ڈبہ بھان بھت خوبصورت و خوشنما بننے میں کام ہاتھی دانست کا بھی  
 اچا ہوتا ہے بازار میں تجارت کا گرم بازار ہے نمک کپڑا اور غلے کی تجارت بھت ہوتی ہے تحصیلدار ہا  
 صلح شاہ پور کے بھان تحصیل کا کام دیتا ہے **چوڑ** یہ علاقہ بڑا آباد ہے اس میں موضع کھائی خور و  
 کھائی کلان مجو کہ قریب ستر ہزار کے کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں ہر سال سرکار سے ادکنا ٹھیکہ ہوتا ہے  
 اس میں اقوام جو یہ دیکھو کھرو بلوچ و سید و قریشی آباد ہیں **دودی گھاٹ** یہ قصبہ دہتر کتا  
 دریائے چناب کے ملتان سے پانچ میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گھاٹ ہے جو ابسی کے  
 نام سے موسوم ہے اس گھاٹ میں مسافر لوگ اور ترک ملتان سے ڈیرہ جات کو جاتے ہیں **ملا** یہ ایک اچھا  
 رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے رعایا شاہ ہے تجارت غلہ و شکر گہی  
 و میٹھ کی بھت ہوتی ہے اس علاقہ میں دو جگہ خوب سیلا ہوتا ہے ایک مقام تخت ہزارہ شاہ شہاں الدین  
 سحر و روحی ہزار پر ہر سال ۱۵ بیا کہہ کے پھلے مفت کے دن دوسرا بیا کہہ منجے کے مچھلی اتوار کو ہزار رضا شاہ  
 فقیر کھیر دو تیس لے ٹری دھوم دھام سے موتے ہیں اور ہزار با خلقت جمع ہو جاتی ہے اور پھر تخت ہزار  
 وہ ہر جو بھی دھیر و قوم رانجھا ہے کے عاشق کامولہ و وطن تھا اور رانجھا دہان سے اگرچہ گستاخ و چوکیا  
 میر کے ایک پاس مال چرائے کو ذکر رہا تخت ہزار میں زمیندار قوم رانجھا بھت رہتی ہیں اور زمیندار



بھی جان ادسی قوم کی ہے بلکہ ٹڈہ کی علاقہ میں بھی اکثر انہما قوم کے زمیندار ہیں ذراعت چاہی بھیان  
بھت ہوتی ہے کہ تیون کو پانی خرچ جو کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا بھیان بھت پیدا ہوتا ہے کوڑا اور انہما  
مکرات و ہوانا قس ہے اکثر لوگوں کو بھگنے بھول جاتے ہیں تخت ہزارہ ایک گاؤں کا نام ہے جہاں نام پہلو  
بہا نگیر کر تھا کسی قشاؤں کا یہ آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وہاں قیام پذیر تھی اس واسطے اس کو تخت ہزارہ  
کہہ لیا جیسی زمیندار ہی قوم رہا تھا کی میان تھی چنانچہ اس وقت کی ایک مسجد نقاب عمدہ بنی ہوئی موجود ہے  
اگر بھت سی گر گئی ہے مگر تو بھی باقی ماندہ عمارت عمدہ ہے اب قوم نرہ ٹڈہ وادسپر قاض ہے **جھلم**  
یہ قبضہ دریاسی جہلم کے دمنگر کنارے پر پھر لاہور سے اکیسویں میل شمال مغرب کے گوشہ میں آباد ہے اگر یہ آبادی  
اسکی کچھ بھت بڑی تھیں ہے لیکن بارہ دن مقام ہے سکھوں کے وقت صرف سات سو گھرا اور اکیس دوکان  
امین آباد تھی اب جس روز سے کہ کشتری و ڈوٹی کشتری بھیان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی بھلے ہی سدھ  
بڑھ گئی ہے اچھے اچھے بختہ مکانات عالیشان و بارکین کوٹھیاں تعمیر ہو گئیں ہیں نیا بازار باسوقہ گیارہ  
تجارت بھیان بکثرت ہوتی ہے بڑی بڑے ساہوکار مالدار بیوپاری و دکانیں کرتے ہیں نمک کی کان کنی  
جو اس ضلع میں ہے بیوپاری نمک خرید کر کشتون کے ذریعہ سے بھت بھیان لاتے ہیں اور بھیان سے اور  
ملکوں میں بھلون اور گدہوں پر لاد کر لجاتے ہیں جہلم کے پرگنہ کے آدھے گاؤں جو شرق کے سمت کو آباد  
ہیں اونکی زمین ہموار ہو کنوؤں کا پانی بھی شیش چائیس ہاتھ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت  
ہے وہ نامہوار و کوہستانی ہے اوسمیں کنواں کہہ بھنیں سکتا رہنروالے وہاں کے تالابوں اور نالوں  
و چشموں کا پانی پیے ہیں اور اگر ٹڈاؤنا در کہیں کنواں ہو تو بھی وہ ستر اسی ہاتھ عمیق ہوتا ہے پانی بھر  
اوس سے کھنچا جاتا ہے باشندے ہضلع کے سب کرب مسلمان زمیندار جاٹ گوجر بکھر ہیں کل ضلع کی  
مردم شمار ہی تین لاکھ چاراونہ ہزار تین سو پچیس ہے جہلم کے کنارے جھدر زمین سیرا ہے وہاں گھوٹ  
جو روئی گنا کما د باجرہ پیدا ہوتا ہے جب دریا میں طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شہر کی آبادی کو نقصان  
پونچتا ہے سردی کے موسم میں شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا پایاب بھی ہو جاتا ہے اور پانی  
کے راستی سے ۱۸۳۹ء میں انگریزی فوج جو افغانستان کی مہم پر سامور پوئی تھی پایاب اور یہ تیکہ کرچہ اور  
دریا کا پانی بھت کم تھا تو بھی اکثر آدمی دریا میں بھگ کر غرق ہو گئے تھے خاص آبادی شہر جہلم کی سندھ  
سطح سے اکیڑا چھ سو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب کراچی بندر سے اس مقام تک جہازوں کا علانا بھاری  
کر دیا ہے ہضلع کے متعلق بارہ مسلمین میں ایک حضور تحصیل جہلم دوسری تحصیل بندہ اور شان  
تیسری بکوال چوتھی قلعہ گنگا دہر ایک تحصیل میں تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جہلم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچھری خاص جہلم میں ہوتی ہے رہتاس سندھ ساگر و آب میں بھرتا مانا  
 سنگین قلعہ دریائے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کے سمت کو باقاعدہ چھیل واقع ہے بانی اس قلعہ کاشی  
 بادشاہ افغان ہے جس نے اس قلعہ کو بعد بیدخل کرنے ہمایون شاہ بادشاہ کی شہنشاہ میں بھرتا بندرہ  
 لاکھ روپہ کے بنوایا اور خواص خان ایک اپنے مقصد و امیر کو بارہ ہزار سوار جرار دیکر بھیان نامور  
 کیا اس خیال سے کہ مغربی بادشاہوں کا حملہ بند پر نہ ہو اور وہ آئندہ پنجاب میں آنا نہ پائیں بھرتا قلعہ  
 پچازمین کہکڑوں کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی میں اپنے ثانی نہیں کہتا  
 بیرونی دور اسکا ڈھائی کوس اور اندرونی حصہ ڈھائی میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوار میں اس کے  
 تین فیٹ یا چوبیس ہاتھ چوڑی دیوڑی ہیں اور چونہ اور تہرگی بھارت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے  
 بھارت مضبوط و بلند و فراخ بنے ہوئے ہیں اور ان میں سے خاص دروازہ دروازہ لنگر خانہ و دروازہ  
 کابلی دروازہ بسوہلی ایسی بلندی و استحکام کے ساتھ بنائی گئی ہیں کہ انسان دیکھ کر حیران رہتا ہے  
 دو طرفین قلعہ کی اور نیز جو دیوار کے اسکے شرق کے طرف ہے ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے جو کہ ایک  
 چٹا اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے مغربی دیوار اسکی دریائے گام بہہ ہے جو اسکی بنیاد میں بھتا ہے  
 دیوار دن میں دہری سورج کو لے جانے کے واسطے کہی ہوئی ہیں قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئیں  
 اور ایک باؤلی تہرگی بنی ہوئی ہے مگر وہ اب بانی بھین دیتی باؤلی کی میٹریاں لیکو کیا سی ہیں اور  
 سیاہ تہرگی عمارت ہے شیریاں چوڑی استدر میں کہ اگر ایک ہی دم لیکو آدمی ادھمن اور تراجی تو ممکن  
 ہے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص عام اور شہری مسجد جو لنگر خانہ کی دروازے کے پاس تھی سب  
 منہدم ہو چکی ہیں باعث اسکا بھرتا ہو اگرچہ افغانی سلطنت آپس کے نا اتفاقوں کے سبب ضعیف ہو گئی  
 اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دوبارہ پنجاب کو لیا تو اٹک سے اور ترکہ بھیان پہنچا اور بھرتا قلعہ  
 قلعہ اسے اسنے بلا جنگ بدل لیا اور قلعہ کے اندر ہو چکر حقد رٹے ٹرے عالیشان مکان شیرشا  
 کے بنوائے ہوئے تھے سب دسویں سار کرادے اور چاکر کل قلعہ کو منہدم کر دی مگر جلدی کے ماری دہلی  
 کو چلے یا اسوقت بھرتا کے مکانات گرائے گئے پھر بادشاہان بھارتی سے اس قلعہ کی مرمت کی طرف  
 کوئی توجہ نہ ہوا اس واسطے مسجد بھی منہدم ہو گئی بلکہ ایک طرف کی دیوار بھی اسی رہا دی ہوئی ہے کہ اندر باہر  
 اسے جانے والوں کو کوئی روک کی حکمت نہیں رہی قلعہ کے اندر ایک طرف تو جنگل و دریاں ہیں اور دریا  
 و دریاں ہیں شمالی گوشہ کے اندر ایک قبضہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے ہیں سکھوں کے وقت میں  
 اور ڈیڈہ سوہ وکانی ادھمن آباد تھی اب اس سے بھی زیادہ آبادی ہے دروازہ کے طرف

اب بھی مضبوط و بلند کھڑی ہے سو امر او سکے اور طرف بجا رہے اور اسی طرف زردیوار مالہ جاری ہے  
 اور وسیع میدان ہے جھنا ناہ اگر چہ جوڑا سخت ہی مگر خشک رہتا ہے برسات کے موسم میں اُس میں پتھر  
 طغیانی ہوتی ہے کہ لوگ اور ترن خین سکتے اور اوسکی تیزی کے سبب سی اکثر لوگ بہ جاتے ہیں قلعہ کے  
 دروازے کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اوسکا پانی پیتے ہیں  
 قلعہ خاص جلم سے آٹھ میل اور لٹدی کے راستہ پر واقع ہے **بال ناٹھ جوگی کاٹیلہ**  
 سندھ ساگرد و آب میں جھہ ایک مشہور آبادی اور عمارت نگاہ جوگی فقیر دن کی ہے قلعہ رہتا ہے  
 جنوب مغرب کی طرف فاصلہ اسکا دس میل یا سات کو س کا شمار ہوتا ہے جہاں جوگی بھت رہتی ہیں  
 اور برسوں روز تو جوگیوں کا اسقدر اجتماع ہوتا ہے کہ ہزاروں تک نوبت ہو سکتی ہے اس نواح  
 میں ایک چشمہ ہے جس سے شور بانی نکلتا ہے پنا اور سکا بھت مرلیون کے واسطے جوگی مرض ملنگی ہو  
 فائدہ بخش ہے خصوصاً خازیر کے مرض کے بیمار کو تو بھت ہی مفید ہوتا ہے **کاس سندھ ساگرد**  
 اور ضلع جلم کے متعلق جھہ ایک مشہور و آباد رہتی ہے اور اصل میں کاس ایک تالاب کا نام ہے جو اس کے  
 پاس بھاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوبلتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے عمق کا کچھ  
 حد و حساب نہیں ہے برہمن کہتے ہیں کہ جھانے طبقہ زمین کا شق ہو رہا ہے اس واسطے پتہ نہیں ملتا جھن  
 اسکے باب میں مند و کہتے ہیں کہ جھہ بتیرتھ زمین کی دہنی آنکھ ہے دوسری آنکھ جسکو بابین آنکھ کہتے ہیں  
 سکتا ہے ضلع اجیر میں امر گنڈ تالاب ہی جھکا نام پنگی جی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بھت سو مند رہتی  
 سیناسی اور اسی ساد ہون کے کل اکیس سو پندرہ سو ہوئے ہیں پھلی ناریم بیا کہہ کے ہر سال جھان پڑا  
 ہوتا ہے و و دور سے مند و برہمن کہتری سادہ فقیر غل کے واسطے جھان حاضر ہوتے ہیں - 4 -  
**پنڈ وادون خان** سندھ ساگرد و آب ضلع جلم کے متعلق جھہ ایک بڑا قصبہ دریا جلم  
 کے دینر کنارے سے بھت نزدیک بقدر چار میل کے آباد ہے اگرچہ عمارت اسکی ملی ہوئی سختہ و خام ہے  
 مگر مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیوار کی لکڑی مکانون میں بھت صرف ہوئی ہوئی ہو سکتی  
 کے وقت اس میں چہ ہزار گھراؤ پانود و کان کی آبادی تھی اب بھی سب مقرر ہوئے تحصیل ضلع جلم  
 کے آمد رفت لوگوں کی جھان بھت اور بازار میں تجارت بکثرت ہی تیرہ ہزار پانود آدمی کی آبادی  
 ہے راجپوت کہو کہر جالبہ پنجوہہ راجہ شل کی اولاد مسلمان اس پر گنہ کے زمیندار ہیں شہر کی آبادی  
 کہیں بھاڑ و ن کا قطار و ن سے بھت قریب باشندے جھان کے نمک کہو و ن کا کام بھت کرتی  
 ہیں بھت سنگہ کے وقت اسی شہر میں نمک کی منڈی و خرید و فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی جاری

موجودہ زمین مشرق ہے دو آبادیوں کو تو کوٹ کہتی ہیں اور ایک کا نام کلی وال ہے جہاں ارزل لوگ  
رہتی ہیں جو تھی آبادی کا نام پٹھی بھی آبادی نسبت اور ونگے بھت بڑی ہے شہر کے باہر ایک رہانا  
قلعہ ہے اوسین تحصیل کی کھڑی ہوئی ہے اور ایک بارہ درسی راجہ گلاسنگہ کے وقت کی بنوئی  
ہوئی تھی رستم کی لنگی بھان بھت اچھی بنتی ہیں اور وہی ایک تھ اس شخص کا مشہور ہے بندہ اونخانہ  
سے جانب مشرق چار کو سو ایک چٹہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہیں ہر  
جس شخص کو سہل لینا منظور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک جام پی لیتا ہے بندرہ سولہ دست آجاتے ہیں  
اور خوراک غلہ گندم بریان کھاتا ہے اور نام حتمہ کا گھڑا ہے **کوہ نمک** بھی بھار ایک مجمع  
پھاڑوں کا ہے جو کوہ سلیمان کے مشرقی مناد سے چلکر دریاے جہلم تک پہنچتا ہے مختلف مقاموں پر  
نام بھی اسکے مختلف ہیں اسل پور پ سکوسا پھر تجم کے نام سے پکارا جاتا ہے اسل پور بھی بڑا رخا تھا  
ہی اور دور دور تک پہنچتا ہے اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جہلم تک ختم ہو جاتا ہے مگر شمالی حصہ اسکا کوہ نمک  
کے جنوبی حصہ کے ساتھ ملتی ہو جاتا ہے آخری حد اسکی قصبہ منبر و جہون و نور پور و بلاسپور بلکہ فیض آباد  
جس مقام پر کہ جہاں تہی ہے اور ہر دو ار کے مقام تک جہاں کہ لگتا بہتی ہے ہو چتا ہے آغاز و انجام اسکا  
شمال غرب سے جنوب مشرق کو ہے اس پھاڑ سے مقام پٹھان و اونخانہ و کالہ باغ نمک نکالا جاتا ہے اور جس  
مقام سے نکالتی ہیں اسکو کہاوا اولتے ہیں کہاوی علیحدہ علیحدہ اور نام بھی اذکر علیحدہ علیحدہ ہیں  
انہیں سوٹرا کہاوا اسوجو وال کا ہے شعل لیکر کہاوی کے اندر جاتے ہیں اور نمک کہاوی کے اندر شیشہ  
کی طرح چکاتا ہوا نظر آتا ہے سو جو وال کا کہاوا کھٹ کے شکل پر ہے اور قریب تین سو قدم کے اوسین اونٹنا  
پڑتا ہے اور بڑی بڑی نمک کی ٹکڑے کو دروان سے باہر لاتی ہیں بھلی بھی نرم ہوتا ہے بھر ہوا لگ کر  
سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات نمک کہو دنے والے بھاڑ کے نیچے ڈب کر مر جاتے ہیں کہاوا لون  
کے اوپر نظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بھی اسی بھاڑ کے اندر سو نمک نکالا جاتا  
مگر وہ نمک اعلیٰ قسم کا نہیں ہے اور بھی نمک پٹھان و اونخانہ اور کالہ باغ کا عمدہ و گلابی و سفید و اعلیٰ ہے  
اور قدیم ہے کہ اگر اوراقات میں بھی اس بھاڑ کے اندر نمک کی تلاش کیجاوی تو بھت جگہ نمک کی کانیں  
نکلن بادشاہوں کے وقت ان کا نون کا طور ہوا اکبر کے وقت بھی جہاں سو نمک نکالا جاتا تھا کہ ان  
میں اسکا ذکر تحریری رسمیت سنگ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکھ من کے جہاں سو نمک نکالا  
جاتا تھا و تمام پنجاب میں بھت ارزان فروخت ہوتا تھا اب سرکار انگریزی کے حکم سے کہو و اہاڑ  
اور بھت گران لگتا ہے اس بھاڑ کی کانوں کے سوا کسی کو نمک کی کان ولین ولین ستارہ

کارخانجات بزرگ متعلقہ گورنمنٹی پنجاب میں کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام کے واسطے ٹبرے ٹبرے جنکے اور غلے ذائقہ و محافظہ محصل مقرر ہیں چنانچہ ابتدائی ماہ مئی ۱۹۶۵ء تک تاریخ ۱۹۶۵ء چوتھ لاکھ چوبیس ہزار اکیس سو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آئندہ روز بروز بڑھتی ہوئی جاتی ہے اور خرچہ علیحدہ کا جو اس کام پر ہوا وہ بھی پانچ لاکھ چوبیس ہزار چھ سو پانچ روپیہ لکھ تخمیناً ہوتا ہے اور ٹیکسٹ کے رقم کا خرچہ اڑسہ ہزار پانچ سو روپیہ الگ ہے اس بھارت میں نمک کے سواے اور بھی بھت کائنات ہیں ہنگامی و گندہک بھی اسی سے نکالاجاتا ہے کویلون کی کائنات بھی اب انگریزوں نے اسی بھارت کے اندر دریافت کر لی ہیں بلندی اس بھارت کی چوٹیوں کے کوئی بھت ٹبرے نہیں ہے تمام چوٹیوں میں بھت ٹبرے چوٹی و دھنرار پٹوٹی بلند ہے اس بھارت کے اوپر بنات و درخت پیدا نہیں ہوتی دریاے سندھ اسکے اندر جاری ہے جگہ اسے بھت گھرا اور رنگ ہے اور کنا دیر پائے قصبہ کالا باغ آباد ہے اور جوٹر کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ اکیسویں دریا سو اونچی ہے مکانات کانوں کا بعض گلابی اور بعض بھت سرخ اور بعض خاک کی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک و قسماً شیشہ نمک کہلاتا ہے جو جگہ کے ہوئے بلور کے طرح نکلتا ہے و سین اور بلور کے گلیٹین میں ناواقف آدمی تمیز نہیں کر سکتا اس بھارت کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سے جو چشمہ پانی کے نکلتے ہیں اور نکال پانی بھی سفید و شہ ہوتا ہے اس بھارت کی تمام زمین خصوصاً کالا باغ کے متصل سرخ رنگ ہوا سین دریا سندھ جیتا ہوا جگہ پانی نیلا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کلا باغ کے پاس کے حصہ میں متضامیں اور کلی کے پتھر بھی کثرت ہیں اور ایک قسم کا سرخ ریتلا پتھر بھی ملتا ہے خصوصاً گلیٹین کی کان کے پاس ریتلو پتھر بھت ہیں کچالو نام بھی اس بھارت میں بھت دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاک کی دسیاہ رنگت کا ہو اس لوہی کی بھت ان تک کثرت ہے کہ اگر اس بھارت پر جوہر کے کمپاس لگائیں تو کمپاس کی سوئی متضامیں انا کام نہیں دیتی یعنی شمال نہیں بتلاتی صرف بھارت کے سمت ہی مائل ہوتی ہے اور جو ند سین کہ اس بھارت کی بنیاد میں بھت ہیں اور کونہ کے ریگ میں سے سونے کا ریتا نکلتا ہے بھت لوگ ندیوں سے ریتا نکال کر اور اسکو دھو کر سونا نکالتے ہیں بعض وقت بعض ٹکڑے زمین سونے کے بقدر ماش کے بھی نکل آتے ہیں کلا باغ کے اندر ہنگامی بنانے کے کارخانے بھت بنو ہوئے ہیں اسکے بنانے کی ترکیب بھی یہی ہے کہ چٹکری کے پتھر کے ٹکڑے بھارت سے نکال کر اور نیچے اور برہ کہہ کر سیٹ نکال دینا ایک انبار لگا دیتی ہیں اور ان ٹکڑوں کے اندر بھی برابر ٹکڑیاں رکھتی ہوئی چلی جاتے ہیں پھر انبار کے گرد اور لکڑیاں رکھ کر آگ لگا دیتی ہیں بارہ ساعت تک ہاگ روڑ دیتی ہے اس آگ کی گرمی سے اصل چٹکری پگھل کر باہر آ جاتی ہے جو گلابی رنگ کی ہوتی ہے پھر اسکو با



کے حوض میں ڈال کر تین دن تک رکھتی ہیں اور اسے رنگ اور سکا سرخ ہو جاتا ہے ہر دان سے نکال کر دھو کر  
 کچھ مصالح مجوزہ ایسا ڈال کر بڑے بڑے برتنوں میں جوش دیتے ہیں بعد جوش کے وہ سرد ہو کر برتنوں کی  
 تختہ میں بڑھ جاتی ہے گویا وہ اہل پیکری میں جلی الغرض اس بھار میں ٹبر سے فائدہ کی چیزیں مل  
 ہوتی ہیں ایسی کہ اور کہیں مداخلت نہیں ہوتی اور سوائے اسکے دی زمین پر کوئی ایسا بھار نہیں  
 ہے جس میں نہ لوتا سونا گند تک پتھر کی مقاطعیں شوراکو لیا کھلی کے تہر وغیرہ اس قدر فائدہ بخش  
 کاہن ہوں اگرچہ بناتی دولت اس میں نہیں ہے مگر معدنی دولت بی اندازہ شور اگرچہ پنجاب  
 کے مدانی دشواری زمین سے بھی ملتا ہے مگر بھیاں کاشور اثر اعلیٰ قسم کا ہے وہی چٹان  
 دہنی کے ملک میں بچہ قبیلہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم بھیاں کا قصبہ  
 مگر اس پر گد کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب شرق کی طرف اس کی بھار غوب کی طرف کھنڈ زمین سخت بھار  
 سے اتھر ہے قوم عاٹ راجپوت لکی زبانی مسلمان اسمین رہتی ہیں گھوڑا اس پر گد کا بھت مضبوط اور  
 اچھا ہوتا ہے **ننگ** سندھ ساگر و آب ضلع جہلم کے متعلق یہ ایک قصبہ بھار کے متصل دیا  
 سندھ کے بائیں کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم کے بھیاں کام دیتا ہے اس پر گد مہر  
 مسلمان قوم اور ان بھت رہتی ہیں اور ایک بھار سون سو کسیر نام بھیاں مشہور ہے مہر دیکھتے ہیں بانڈو  
 راجہ جب جلا وطن ہوئے تو مدت تک وہ اسی بھار میں رہتے تھے ایک تالاب بھت بڑا د کو کسی طول  
 عرض کا بھیاں موجود ہے جسکو سندھ رکھتی ہیں پانی اسکا کہاری ہے اور ایک کنواں گنگا جل نام بھار پانی  
 مٹھا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار بھیاں پیدا ہوتی ہے اسکو سرک کہتی ہیں اس سے  
 لنگ کی بوتلی ہے سو اکلین اسکی بطور دھبہ دوردور بھی جاتی ہیں خوشبودار اسکی اس حد تک ہوتی  
 کہ ایک فٹہ سواک کرنے سے تمام روزہ نہ سے خوشبو آتی رہتی ہے نہک کا بھار بھیاں بھی موجود ہے مگر اب  
 اسے نہک کہنا نہیں جانا **خوشاب** بھیاں ایک مشہور شہر ہے دو ہزار گھر اور دوسو دوکان  
 کی آبادی رہنیت سنگہ کے وقت اسمین تھی اب بھی آبادی اسکی بارہ نو ہے نہایت کی کثرت ہے  
 اسے کا خانے جاری ہیں آبادی اسکی دریاے جہلم کے دہن کنارے پر واقع ہے شہر کی عمارت پختہ  
 قوم اور ان راجہ سے یہ گد کوڑہ کہو کہر چیت وغیرہ اسمین آباد ہے لنگی کہیں سوتی و ابریشمی و منسوع  
 و شکر بھی لکھا رہتی اسمین اسے بنے ہیں ایک میلہ خوشاب سے شرق کی طرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ  
 غایت شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر مہسویں چیت  
 تیسرا میلہ مقبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتویں ذی الحج کو چوتھا میلہ شاہ فقیر کی کوڑی کا اسارہ کے مہسویں

پہلے ٹوانہ خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر بھیہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداری  
 ملکیت دھان بلوچوں کی ہے اور آدمی ٹبری دلاور و بھادریں قصبہ میں دو ہزار گھراور پچیس دو گھرا  
 آباد ہیں محال اوسکا سب بارانی ہر بارش ہوتو کچھ پیدا ہین ہوتا سار نک کوٹ  
 سندھ ساگرد آب میں بھیہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریائے سوان کے تہتر میل بہت جنوب جنوب  
 شہر شاہ کے آباد ہے منٹک اور دہ سندھ ساگرد میں بھیہ ایک مضبوط و مشہور قلعہ ہے گرد اسکے  
 کی دیوار غصات مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سر بلند خان ہے جسے اس قلعہ ریگستان یعنی تہل کی  
 زمین میں بنوایا چونکہ اسکے چاروں طرف دور دور سب ہونے رتیلی زمین کے پانی تھیں تل سکتا  
 اس واسطے دشمن سپر سہولیت دستیاب نہیں ہو سکتا تھا قلعہ کے بانی کی قبر بھی قلعہ کے اندر ہی برج  
 میں اور ایک مسجد و سخت چاہ قلعہ میں تعمیر ہوا ہے جو وہ قصبہ منٹک ایک اچھی آبادی کا مکان قلعہ  
 کے اندر آباد ہے جس میں پانسو گھراور اکیس دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت سخت و مستحکم تھی چوڑی  
 ہے احمد شاہ درانی کے وقت ملاکہ اسکا کامل کے سلطنت کے متعلق تھا اور اوسی بادشاہ کے طغر  
 بھان ایک ناظم مقرر تھا جس نے سلطنت ضعیف ہو گئی تو ناظم بھان کا خود سر حاکم بن گیا اور مدت تک  
 حکومت کرتا رہا اس کے اعم میں بخت سنگ نے ناظم منٹک ایر ٹبری فوج لیکر یورش کی اور ایک ہندو  
 محاصرہ رکھا آخر فوج سب بے آبی علاقہ کے بہت تنگ ہی اور غریب تھا کہ محاصرہ اٹھ جاوے  
 اوس وقت رنجت سنگ نے فوج کو مینیشمار کو دوا دی اور فوج کو سیراب کر کر نہات سختی کے ساتھ محاصرہ  
 کیا جب نواب نے جانا کہ اس سبھی فوج کے ساتھ سب انا مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ رنجت سنگ  
 کے حوالی کر دیا رنجت سنگ نے کچھ جاگیر نقد گزارہ اوسکو دیرہ اسماعیل خان میں دیدی اور نواب فیض علی  
 منٹک اچوڑ کر دیرہ اسماعیل خان چلا گیا قلعہ دولا سندھ ساگرد آب میں بھیہ ایک قلعہ دریا  
 سندھ کے بائیں کنارے سے نیالہس میل اور اکیسوا لیس میل لاہور سے شمال مغرب کے ست کو دور  
 ہے کارلو والہ سندھ ساگرد آب میں بھیہ ایک قصبہ جو بیس میل دھوکنا ری دریا جو ہلم  
 اور اکیسوا لیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے کالی سرا سے بھیہ ایک قصبہ  
 اٹک اور راولپنڈی کی شریک پر اٹک سے فاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریا کی کالی کے  
 کنارے پر آباد ہے بھان ایک قدیمی و بادشاہی سرای ٹبری مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ سرا  
 دریا کی کالی کے پاس ہے اسلئے سرای دریا کے نام سے موسوم ہوا اور قصبہ کا نام بھی سرای کا نام ہے۔ ۴۔  
 دریا کی کالی ایک چوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہوا بھان آتا ہے اور بھان کے آگے

جلکو دریا سے ہر دین جاد اخل ہوتا ہے اس دریا کا اگر چاہتے طول میں بہت کم ہی مگر عمیق محبت ہی سہی کے پاس آئے اور تیرہ دن کا بل بنا ہوا ہے اور صاحبانِ انگریز اپنے نقبون میں اس دریا کا نام دریا تیرہ کہتے ہیں اس قبضہ کے شمال مغرب کو ایک کنواں زمین دار بنا ہوا ہے جس کے ایک سو پچاس گز کے چاروں طرف زمینیں ہیں اس کے گرد سے کالک کو مستانی ونا ہوا روٹھ ہے جو یا نجاب میں ہے ایک ٹہری آبادی زمینیں بھاڑ کے پاس دو یا سو سندھ سے مشرق کی طرف قریب بجاس محل کے آباد ہے یہ مقام جس کا نام انگریزوں نے ایک خاطر خواہ کان کو ملی کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کو ملاکٹا شروع نہیں ہوا

**میان** یہ قبضہ نکسار کے پاس کے نقبون میں سے ایک مشہور قبضہ ہے عمارت اس کی تختہ تیرہ اجا باز ہے بھلرنگ کی منڈی سکھوں کے وقت یہاں مقرر تھی اس سے ایک سو کون مانی کتھوٹھرنگ نکسار سے نکلا یہاں ہی جمع ہوتا اور ٹکا کر تھاسو داگر لوگ خرید کر لیا جاتے تھے اسکو لوروت شہر اور آبادی اس کی زیادہ تھی اب بھی بارہ رون مکان ہے باغ اور شوالے بھت بھت ابھی بنے ہوئے ہیں باشندے یہاں کے اکثر مزدور لوگ ہیں جو نمک کوونے کا کام کرتے ہیں اور ادسی آمدنی سے اونکا گزارہ ہے علاقہ کمر وٹ یہ قبضہ جو ٹاسا کی ملی ہوئی عمارت کا ہے جس میں تختہ عمارت بھت اور خام کم ہے قبضہ کے اندر ایک مکان منڈون کا ترستنگاہ دو دروازے بنا ہوا ہے جسکو دیال پورہ کہتے ہیں یکم ماہ بسا کہہ کووان میلہ ہوتا ہے دیسی کپڑی کی عیاں منڈی ہوتی ہے اور ہزار مارڈیہ کپڑا اور ہر حالت کو سجا جاتا ہے علاقہ لکان اس علاقہ میں کوئی ٹہری آبادی نہیں ہے چوٹے چوٹے گاؤں آباد ہیں مگر جنگل بار کے اندر ایک مکان کوگا کر کے مشہور ہے اس کے اوپر ایک چوگیوں کا مکان بنا ہوا ہے جسکو کوہ کرانہ کی گڈھی ہوتی ہے اور اس کے رور ومان ٹراسید ہوتا ہے فخر و انکا گڈی نشین میلہ کے روز ہندو آدمی جمع ہون فی آدمی دو روٹی اور آدھ سیر حلو اقیم کرتا ہے اگرچہ دینا دار بھی بسہن بھت ہوتی ہیں مگر ٹرا اجتماع منڈو فخر ومان کا ہے چھاڑ کے نیچے ایک تختہ تالاب اور بھاڑ کی جوٹی ہوتی تالاب پانی کے بارش کے پانی سے بھرے رہتی ہیں اور وہی پانی دمان کے لوگوں کو سالی بھر کے واسطی کافی ہوتا ہے گڈھی نشین فقیر اس مسجد کا ٹرا دو لہندہ اور کھمبی ہے رنجیت سنگھ کے وقت ایک تیرہ باہم سیان کے فخر اکی گڈھی نشین کے اوپر تکرار ہو ٹہری تھی تو گڈی نشین نے چون ہزار روپیہ اندر اندر دیکر گڈی عیاں کی سرکار لاہور حاصل کی تھی چلے اس مسجد کے پوجاری کے لاکھوں پنجاب کے سرزمین میں جو ہر سال ہندو مقدسہ ٹہری اعتقاد سے پہنچتی رہتی ہیں اس بھاڑ کے ٹیلوں میں سے ایک مشہور ٹیلہ دوسری حکو سراب ہے اس میں

صاحب ڈپٹی کمشنر شاہ پور نے بڑی تلاش کر کر لوہے کی کان دریافت کی اور چاہے کچھ تھوڑی سی اور اسی بھاڑ سے نکالا گیا اور امتحان کے وقت اوس تھوڑے سیلابی کا کام اجاڑا یا زراعت بھان کی کل بارانی سیلابی زراعت بالکل بھین ہوئی اور ایک موضع درجہ نواب لکھن میں ایک قصبہ کی خانقاہ پر میلہ ہوتا ہی وہاں بھی بڑی ہجوم ہوتی ہے اور اس طرح موضع میرسری خانقاہ پیرسری پرچیت کے مہینے بڑی ہجوم سے میلہ ہوتا ہے

**علاقہ لالیان** اس علاقہ میں کوئی بڑی آبادی نہیں ہے چوٹے چوٹے گاؤں ہیں زمیندار یہاں جنگل میں رہتے ہیں مویشی بھیت پالتے ہیں گہی بھیت اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے بویاری خرید کر اور ملکوں میں بکھاتے ہیں **علاقہ رائی کو وال** یہ ایک علاقہ دریائے جلم کے کنارے پر واقع ہے نندہ آ پورم بھٹ اسمین میں دارا کرتے ہیں اور ایک نالہ دریائے جلم سے ٹکلا اور موضع سودا الہ میں ہو کر ادھر کو آتا ہے اوسی نالہ کی غنیابی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہی اور اوسی نالہ سے زراعتوں کو آبیاشی کرتے ہیں اور نالہ کے کناروں پر چھلار میں لگاتے ہیں موضع شاہ یوسف میں رودہ شاہ یوسف کا کاشی کی عمارت کا بنا ہوا ہے وہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے **علاقہ نہنگ** یہ علاقہ بھی ضلع شاہ پور کے متعلق ہے علاقہ ہے مگر کوئی بڑی آبادی اس میں نہیں ہے صرف ایک مشہور کھنڈرات یعنی تہ جبکو ار دو میں ٹیکہ کہتے ہیں موضع شیخ میر کے پاس ہے اوسکو بھارا جاسون سنوب کرتے ہیں شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹیکہ کے آخر ہے پرانے ضرب کے پیسے اور غلہ جو کچھ دار جانول راس سے جلی ہوئی برآمد ہوتے ہیں اور ایک بڑا غار جہاں ایسا ہی کہ انتہا اوسکا پانچھن جاتا اور ایک اور موضع بھان جہانیاں شاہ کے مشہور ہر وہاں مزار پر جہانیاں شاہ پر اشارہ کے چٹھی تاریخ پڑھایا ہوا کرتا ہے **علاقہ مرو** کہ علاقہ میں قصبہ مرو کہ بھیت اچھا قصبہ حسین چند دکانیں اور بازار ہے تجارت بھی غلا کی ہوتی ہے اس علاقہ میں بلکسا می و ڈیرہ جارہ و نہنگ لالیان دلیان میں بھی سب بھیت بنائی جاتی ہے و رخت بھی کالا نہ کہلاتا ہی جو ایک ہاتھ تک اونچا اوسکا قد اور چوٹے چوٹے اوسکے پتے ہوتے ہیں برسات کے موسم میں قدرتی پیدائش اسکی جنگل میں بھیت ہوتی ہے اوسکو کاشت کر اور جلا کر سبجی بنائی جاتی ہے کاتک کے جھینے میں سبجی بناتی ہیں زمین میں گدہ ٹاکہ و کر اور لانہ اوس میں ڈالکر آگ لگا دیتی ہیں عرق اوسکا جمع ہو کر تھ میں جم جاتا ہے جلائے کے وقت پانی کی بڑی حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اوس پرانی ڈالے تو بخار اوسکا آدمی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے **راول سنڈھی** سندھ ساگرد راکے متعلق ہے و ادن خان ہوٹا کر لاہور سے ایک سو ساٹھ میل شمال مغرب کی طرف آباد ہو سکھوں کی وقت آبادی اسکی کچھ بڑی اور چھوٹی نہتی مگر سب سے لگے بڑی قلعہ آبادی ہوئی اور ضلع و چھاونی فوج کی بھان قرار پائی تب سنو آبادی اسکی

بڑھ گئی اور آئندہ بڑھتی جاتی ہے جملہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھیان نیا بازار خیمہ آباد کیا اور طرح طرح کی خوش  
 عمارتیں اور دوکانیں بنوائیں کوہیان و بارکنین تعمیر کیں اب شہر کی عمارت و بازار خیمہ بن گئے ہیں اور  
 بڑی شکر جولاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گزرتی ہے بڑی بازار میں جو بہت لمبا اور  
 چوڑا ہے بڑی بڑی دوکاندار ساہوکار دوکانیں کرتے ہیں اور تجارت کی اس قدر کثرت ہے کہ اگر اس شہر  
 کو اس علاقہ کا دارالتجارت کہیں تو یہاں کوئی لاکھوں روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ  
 کو جاتا ہے اور اوپر سے ہند کو آتا ہے بھیان اگر کہلاتا ہے تھکے فکے و ریشم و روئی وغیرہ کا بیوپار بھی کرتا  
 ہوتا ہے شہر کے گرد شہر بنایا معہ دھرمون کے بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی بنانے وقت کا موجود ہے خیمہ  
 کے وقت ایک بڑی عمارت عالیشان شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی بھیان بنوائی تھی جو وقت کہ وہ کابل  
 سے بیدخل ہو کر بھیان آیا اور رنجیت سنگھ نے اس کا بھیان رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر  
 حضرت شاہ چراغ ولی کا زیار نگاہ بنا ہوا ہے اور ہر مہینہ جمعرات کی رات وہاں میلہ ہوتا ہے کل شہر کی  
 آبادی پندرہ ہزار آٹھ سو تیرہ ہے صاحب ڈپٹی کمشنر ماتحت کمشنری جہلم کے بھیان احلاس کرتے ہیں اس ضلع  
 متعلق سات تحصیلیں ایک صدر راول پنڈی و دوسری تحصیل حضرت شیر سی تحصیل پنڈی کہیں جو تھنی پننگا  
 پانچون گوہر خان چشتی کوہری ساتون تحصیل کوٹہا و رہبر ایک تحصیل میں تحصیلدار رہبر مال کی تحصیل کہتا ہے  
 سکھوں کی عمارتوں سے بچلے کہلڈون کی حکومت اس ملک میں تھی جو اپنے آپ کو لیکھاؤس کنخیر کی اولاد  
 کہتے ہیں اصل حال ان کا یہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاوری سے اس ملک پر قبضہ کیا  
 تو اس نے ایک شخص کہلڈ شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے بھیان کا حاکم بنایا اس نے اٹھائیس سال حکومت کی اس نے  
 اولاد براہ راست سو برس تک اس ملک کے فرمان فرما رہے اس عرصہ میں کبھی وہ خود مختار اور کبھی حاکم کابل یا  
 دہلی کے باج گدار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام امنین سے بڑا عانی بہت و صاحب ملک و دولت تھا  
 اس کے نسبت اب تک یہ مصرع زبان زد خاص عام ہے **در میان سند و جہلم شد مقرب بادشاہ** ۹۱  
 سکھوں کا تسلط اس ملک پر ہوا شروع ہوا و قبضہ دھونگل و برہالہ جو کہلڈون کی دارالحکومت تھی وہ سکھوں نے  
 غارت کر کر اوجاڑ دی سکھوں کے ساتھ کہلڈون نے بھی بھت زور آزمائیں اور معرکہ آرا سان کمن گرافٹل  
 نے باوری نہ دی آخر رنجیت سنگھ کا تسلط کامل ہو گیا۔ یہ ضلع راول پنڈی کا بڑا لمبا اور چوڑا ضلع ہے جس میں  
 اہل ہمال اسکو دریاں جہلم سے ملتی ہیں یہ دریا ہندوستان سے شمال کی طرف علاقہ ہزارہ جنوب کی طرف ضلع جہلم  
 ہے بچلہ بندوبست میں ایگہرا چھ سو دو موضع اسکے متعلق شمار ہوئی تھی کل ضلع کی مردم شماری کے خانہ  
 میں پانچ لاکھ تریس ہزار سات سو ساٹھ آدمی تحریر ہوئے تھے اور پانچ ہزار نو سو پچانوین میل قبضہ زمین کا



شہر میں آیا تھا اور کل تھانہ پولیس کے اونیس تھو خاص تحصیل راولپنڈی کا علاقہ کلر سکھو بوٹھو ڈاکھتا ہی اسکے علاقوں میں سے علاقہ چچہ و کھاٹر بڑی اعلیٰ درجہ کے علاقہ میں مگر چچہ کھاٹر سے بھی اعلیٰ ہے زمین اور سکی صاف و ہموار و زرخیز ہے پٹھان و مان بھت رتی میں جو تپتو و پنجابی و دونوں زبان میں بولتی ہیں اور وجہ تسمیہ کھاٹر کا یہ ہے کہ کھاٹر خان اس قوم کا مورث اعلیٰ تھا جس کے نام سے اب یہ قوم موسوم ہے اور علاقہ جنڈال و گنڈ و گریب تحصیل بنڈی گریب کے متعلق ہیں اور میں سے کہیں کے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ گریب کہ شہر و سینو و گریب و تین بھائی تھے کہیں کی اولاد میں سے قوم کہیں ہوئے اور ٹیو کی اولاد ٹوانہ مشہور ہے سیو کی اولاد سہال کہلاتی ہے **حسن ابدال** سندھ ساگر و آب ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے ایک شہر و مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت حسن نام ایک ولی بھان رہتا تھا اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہو گیا تھا مقبرہ بھال میں بھاڑ کی زیار نگاہ بنامول ہے سکھ اس جگہ کو پنجہ صاحب کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ شہر کے متصل جلات ندی بہہ کنارے کے اور ایک استہان سکھونگار زیار نگاہ بنا گیا ہے وہاں ایک تہر کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے کہ کہہ کہتے ہیں کہ یہاں بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی پھر بنو اور ہو گئی اور قصہ اس کا یہ کہتے ہیں کہ ایک رتبہ بابا نانک بھان آیا اور شاہ ولی قنداری سے جنگ چاہی چار کی بلندی پر بنامول ہے بانی مانگا اور خون نے ندیاں سوخت گئیں اور پھر بالی نور سے بھان پنجہ مارا اور حیمہ بانی کا جاری ہو گیا بخت سنگ کے وقت بھان بڑا لالہ اور سختہ منہ رناب آبادی قصبہ حسن ابدال نہایت سرسبز و سرسبز و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بھت سی جیسے سرد و خوشگوار اس بھاڑ پر جاری ہیں تالاب کے اندر مچھلیاں کثرت سے ہیں شکاری و مان اگر گھر کیلئے ہیں اکبر بادشاہ فرمایا اس بھاڑ کو سیر و شکار کے واسطے بنو فرمایا اور ایک قلعہ بختہ بنا کر فرج بھان مامور کی **بندھ** یہ ہے ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا مکان ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار قوم کہیں بھت رتی ہیں کہیں کے وقت ایک ہزار گھر اور سرد و کانیرا میں آباد تھیں اب بھی اس بھت رتی کے مکان پر گنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آمد و رفت ہو پارلیوں اور سودا گروں کی کثرت ہے شہر سے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کہیں خشک اور کہیں پر آب رہتا ہے ربسات کو موسم میں آسیر بہت فیانی ہوتی ہے **اٹک** یہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ دریائے سندھ کے کنارے پر بنامول ہے یہ قلعہ محمد اکبر بادشاہ نے ۱۶۳۷ء میں تعمیر کیا اور فرج مامور کی چونکہ یہ قلعہ مغربی جلون کے واسطے ایک اٹک بنانا گیا تھا اس واسطے اس کا نام اٹک رکھا گیا اور بھلی تاریخوں میں اس کا نام اٹک بنادس بھی تحریر ہے چونکہ اٹک طرف قلعہ کے چار ہے اس واسطے دور سے نظر میں آتا عمارت قلعہ کی

نہایت مضبوط پتھر اور چونے کی بنائی گئی ہے ایسی صفت ہے کہ کل عمارت قلعہ کی ایک ہی نہر کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ قلعہ عرض و طول میں ڈیڑھ میل اور دو تہائی دروازے شمالی و جنوبی میں جنگو لاہوری و کابلی دروازہ کہتے ہیں اور ایک دروازہ سب سے چوڑا ہے اسکا نام موری دروازہ ہے شمالی دروازہ کے اندر سنگ مرمر کے تخت پر چھ فرد لکھی ہے **سیر نشان** عالم شاہ اکبر **نقا** نشانہ اللہ اکبر اور دروازہ گوشہ جنوب غرب کے دیوار میں ایک برج بنام آب و زردی اسکو اندر دریا کا پانی آتا ہے دریا کے ساتھ ایک خشک چھانٹا ہوا ہے اسپر پانچ برج راجہ ہوڈی کے جمع مقابل قلعہ کے بنی ہوئی ہیں ان برجوں کے اوپر سے اگر توپ گولہ سر ہو تو قلعہ کے اندر ضرر ہو چکا ہوتا ہے قلعہ کے اندر کوئی شاہی مکان دیوان عام و خاص و محل شاہی بنا ہوا نہیں ہے صرف جنگی قلعہ سنگین بنا ہوا ہے جسکے بارہ سو کنگرے اور چھیس برج ہیں ختائی و کابلی اسلامیہ سلطنت تک اس میں بادشاہی فوج رہتی رہی پھر انگریزوں نے ماکم کابل سے باغی ہو کر یہ قلعہ رنجیت سنگھ کے حوالے کر دیا اور سنگی فوج اس میں مامور رہی انتظام انگریزی ہے۔ قلعہ کے اندر ایک قصبہ پنجہ مہارت کا بنا ہوا ہے جس میں متفرق لوگ رہتے ہیں آمد و رفت ہو پار یون کی اس میں بھت ہی سکھوں کے وقت پانچ گھنٹہ اور اکیس دو گھنٹہ آباد تھی اب بھی آبادی اسکی ترقی ہے **نور پور شاہان** سندھ ساگر و داب ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ اور بطور مقام ہے اور نور پور شاہان اسکا واسطی نام ہے کہ مقبرہ حضرت شجاع الدین کا وہاں زیارت گاہ خاص و عام ہے ہر سال پیمان ٹبری و ہوم و دام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک ہفتہ تک برابر مخلوق جمع رہتی ہے یہ قصبہ حضرت شیخ فائدہ ان قادریہ اعلیہ اور سید جات البیہ شہ غوث الاعظم سے سید تھے قصبہ کی عمارت اکثر تختہ اور پتھر سے بنی عام بازار آہ ہے تجارت کا گرم بازار ہے علاقہ متعلقہ اسکا چھوٹا چھوٹا سیر و سیر ہے **سید پور** راولپنڈی میں ہے یہ بھی ایک آبادی مشہور ہے علاقہ اسکا ایک عجیب سیر و سیر ہے درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی باجھا جاری ہے قلعہ کی سید اثر کثرت ہوتی ہے ایک مکان عبادت گاہ ہنو کا جنگو رام گنڈہ ملا گتہ میں یہاں بنا ہوا ہے ماہ بسا کہیں چلی تاریم یہاں میلہ ہوتا ہے **حضر و ضلع** راولپنڈی میں ہے ایک آباد قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی سختہ و عام ملی ہوئی اور بازار کشادہ ہے زمیندار پنجوہم دلیار و حضرت اس علاقہ میں کرتے ہیں دلیار قوم ہر تہا کو و شرکاری وغیرہ کو فروخت کرتے ہیں اور ایک فرقہ اس علاقہ میں مصلی مشہور ہے وہ خاکروبی کا کام دیتی ہیں مگر مردار نہیں کہاتے مسلمانوں کو انکو ساتھ کبھی نہیں لے جاتے کچھ بنین ہوتا نہ راعت یہاں کی بارانی بھت ہو خریف میں باجرہ اور برہم میں گہون کی پیداوار ہوتی ہے

## فتح جنگ

سندھ ساگر دو آب میں بھیہ ایک چھ آباوی کا قصبہ ہرہیل بائیں کنارے سندھ کے بہت جنوب شرق آبادی عمارت اسکی نچتہ بھت نام کم بازار کشادہ دبار و نوق ہے تجارت غلہ وغیرہ اسکی بھیان بکثرت ہوتی ہے اچھو دوکاندار مالدار ساموکار بھیان ہو بار کرتے ہیں قوم ملکوار و کھاسٹر اس علاقہ کے زمیندار ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع راولپنڈی بھیان مال کے تحصیل کا کام کرتا ہے

**جلال پور** یہ ایک قصبہ دریائے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گردنواح اسکے ایک گلی زرخیز و سیرات شیریں ہے زمین شلتوق سنگی دریائے جہلم سے لیکر کان نمک تک پہنچتی ہے الغرض جس اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ اس کے پاس کے میدان میں سکندر اعظم اور رام پورس کی لڑائی ہوئی تھی مگر برنی صاحب فرماتے ہیں کہ لڑائی کا بھیہ مقام نہ تھا بلکہ بھیہ لڑائی جہلم کے کنارے اور اس مقام پر ہوئی جس مقام پر دریائے جہلم سو اے برسات کے موسم کے ہر وقت پایاب مہاسی بلکہ فوج سکندر کی بھی اس دریا سے باہر آتی تھی اور پنجاب میں عمل دخل کر لیتا تھا اسوقت سندھ سے شیعہ تک کل ملک پنجاب سکندر کے حکم میں آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارت بھی یادگار بنوائی تھی

**دور** سندھ ساگر دو آب میں بھیہ ایک ندی جاری ہے پھلے بھیہ مظفر آباد کے مغربی بھاڑ سے نکل کر دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان گھاٹیوں میں جاری ہوتی ہے پھر مشرق سے مغرب کی طرف سجاس میل کا رستہ طے کر کر دریاے سرن کے ساتھ شامل ہوتی ہے پھر دوائے بھیہ دو نودیان سمبول ایک دوسرے کے چکر مار ملا کے متصل دریائے سندھ میں داخل ہو جاتے ہیں

**نالہ** چوٹا سا نالہ سندھ ساگر دو آب میں جاری ہے پھلے بھیہ نالہ کوہ سالہ کی بنیاد سے نکل کر اس طرف کو آتا ہے پھر نلای کے بد سے شمال مشرق کے سمت کو بہتا ہوا فلد اٹک کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طرح راستے ساتھ میل کے دریائے سندھ میں بائیں کنارے کے سمت سے شامل ہو جاتا ہے اس دریا کو راستہ میں اور بھی بھت سی چوٹی چوٹی ندیان اور چشمائے شامل ہوتے جیسے آتے ہیں جکی امداد سے بھیہ پیاب و سواج ہو کر ملتا ہے

**دریاے سوان** بھیہ ایک دریا کوہ سالہ کے نخلے قطار سے جو کوہ کشمیر سی مغرب کی طرف میں نکلتا ہے پھر دکان سے جنوب کی سمت کو راستہ لیکر بعد طرح کی مسافت ایک سو بیس میل کے قریب بس میل کہٹک کے مقام سے نیچے دریائے سندھ میں اوسکے بائیں کنارے کے طرف سے شامل ہو جاتا ہے بھیہ دریا اگرچہ بھت مقامات سے پایاب مگر تیزی و تندی اس میں استقامت کہ سوار و سپاہ کو ٹھکانی کے وقت بھا کر لیجاتا ہے اور لدے لدے اونٹ بھیہ جلتے ہیں پانی اسکا سرد و خیر مایل اور تھوٹا ہے پھر پانی کے سردی کے موسم میں بعض مقام پر ایک فٹ سے زیادہ پانی

نہیں ہوتا مستر فل صاحب ڈیر کٹر افسرہ رسن پنجاب اسی نالہ میں بھکر غرق ہو گیا تھا سڑی کے  
 ایام میں اگرچہ پانی بہن کم ہوتا تھا مگر تیزی بھت ہوتی ہے **نیلاب** سندھ ساگر و آب میں  
 بھیک ایک موضع بائیں کنارے دریائے سندھ کے اوس مقام پر آباد ہے کہ جہاں دریائی ہر دور یاے  
 سندھ کے ساتھ اگر شامل ہو تا ہے دریا کا پانی ایسا بھکھ بسبب اسکو کہ بھت عمیق اور تیز و تنگ ہے نہایت گہرا  
 اس لئے اس خط کو نیلاب کہتے ہیں اور آبادی کا نام بھی نیلاب ہے بعض مورخوں کا قول ہے کہ اسے تھوڑی وقت  
 حالہ سند کے اسی مقام سے عبور کیا تھا **مری** راولپنڈی کے ضلع میں بھیک ایک تحصیل کا مقام  
 آبادی اسکی ایک ہند بھاڑ کے اوپر بائیں کنارے دریائے سندھ کے واقع ہے شہر نام میں بسبب سیر  
 و شادابی دہر سڑی اس بھاڑ کے سرکار انگریزی نے گورہ فوج اور افسروں کے رہنے کے واسطے بھیک  
 مقام مقرر کیا کہ وہ گرمیوں میں جہاں اگر رہیں تو پنجاب کے سخت گرمی سے امن بائیں اوسر و دھمی آبادی اسکی  
 شروع ہوئی اور سینکڑوں بارکسین و سپوتہ کوٹھیاں و مکانات و بازار آباد ہو گئے آج ہوا اسکی بھت  
 خوش اور سرد ملک ہی موسم معتدل رہتا ہے گرمی خفین ہوتی مستر جان تھارنٹن صاحب کشن نے اسکی  
 آبادی میں بھت کوشش کی تھی اب بھی آبادی اسکی دن بدن ترقی رہے رعایا بھت آباد ہو گئی ہے  
 گرمی کے موسم میں ہر ایک ملک آدمی سو اگر بر پارسی و مان جمع ہوتا ہے اور ہزار مار دیہ کی سوداگری  
 ہوتی ہے میوں میں سے نہ رشک آسار ہی دینس بھری دسیب و ناشاتی وغیرہ کی بدائش بھان بھت  
 ہوتی ہے اور بھول دیسی و لاٹھی اور کوہی درخت بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح  
 سات ہزار تین سو بیس فٹ ہے **فوسھ** بھیک ایک قصبہ بائیں کنارے دریائے سندھ آٹھ میل شہر  
 ایسے شرق کے طرف اوس شہر کو ڈیرہ اسماعیل خان سے ملان کو جاتی ہے آباد ہے **لیہ** سندھ ساگر  
 و آب ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے شرقی علاقہ کے متعلق بھیک ایک آباد شہر اور تحصیل کا مکان مشہور ہے بھلی خان  
 ضلع مقرر تھا اب ضلع بھان سے آٹھ کرہنوں جلا گیا اور تحصیل ماتحت ڈیرہ اسماعیل خان کے بھان قرار پائی آبادی  
 اسکی دریائے سندھ کے ایک شاخ کے کنارے ڈیرے دریائے سے بغاصلہ بھیک کوس شرق کی طرف شہر لاہور سے دو  
 میل غرب و جنوب کی سمت کو واقع ہے برسات میں دریائے سندھ کی غلانی اس طرف کو بھت ہوتی ہے  
 اور اچانک پانی بہہ کوس تک پھیل جاتا ہے اوسط وہ زمیندار جو دریا کے قریب رہتے ہیں وہ سن سڑا  
 کے لکڑیاں زمین میں گاڑ کر اور اسپر چتین ڈالکر گھرنایتے ہیں شہر لیہ میں تجارت بھت ہوتی ہے اور  
 ہو باہتیل و بھت و شکر و گوشت و دھنیم و اون و روئی و کپاس و لوہا و تانبہ و گہی کا اس قدر ہے کہ وہ  
 اس علاقہ میں بھیک ہر موسم شہری قصبہ کی بھہ ہزار اور دھانہ شہری اکھیرا ہی بازار بہت کٹا رہے

بڑے مالدار و وکاندار و وکانداری کرتے ہیں خیل زری و بارک زری و بلوچ اسمیں بہ متی میں شہر کے  
 پاس کھجور و شامبوت و آبن کے درخت بہت ہیں **وہرما خان** سندھ ساگرد و آب ضلع ڈیرہ  
 اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قبضہ وریاے سندھ کے بائیں کنارے پر آباد ہے اسمیں تحصیلدار ماتحت  
 ڈیرہ اسماعیل خان کے رہتا ہے **کوٹ سلطان** سندھ ساگرد و آبن میرہ اسماعیل خان کے شریقی  
 میں بائیں کنارے وریاے سندھ کے طمان سے چھ میل سمیت شمال مغرب آباد ہے **بھکر** سندھ سا  
 گرد و آبن میرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق ہے ایک قبضہ اوس ایک ندی پر جو وریاے سندھ کے  
 مقابل بہتی ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ اونیس میل کے آباد ہے یہ ڈیرہ آبادی کا قبضہ ہے اور  
 پانچزار آدمی اسمیں رہتا ہے **میانوالی** بھی ایک علاقہ اور پرگنہ سندھ ساگرد و آب میں ضلع  
 ضلع خون کے جو وریاے سندھ کے پار ہے واقع ہے زمانہ سابق میں اسکی سرداری اور علاقہ علیحدہ  
 تھا اور کبھی پنجابی لغت میں وریاے کنارے کو کہتے ہیں اس واسطے اسمک کا نام بھی کبھی مشہور ہے قدیم  
 تاریخ اسمک کی اگرچہ دستیاب نہیں ہوتی مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سکندر اعظم نے بعد گریانیانی  
 بھان پتو تھے بعد ازاں کبکڑ آباد ہوئی ہا یون شاہ کے وقت کبکڑ وں نے بادشاہ کو بری بدودی کر  
 عداوت سے شیر شاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت انکو سزا دے کر کے ملک سے نکال دیا اور قوم اپنا  
 وجاہ علاقہ مشرقی کرکری بھان آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے حصہ میں کبکڑ وں کی بھرپور  
 کی اور حکومت اس ملک کی سمیان سہالت مقرب کبکڑ وں کو دیکر انکو سلطانی کا خطاب عطا کیا  
 اور سلطان مقرب شہر معظم نگر آباد کیا اور اسکی زبست تھ ہی دارالحکومت رہا سلطان مقرب کے  
 مرنے کے بعد اسکی اولاد میں بھبت سی خورزیان موہن اور آس کے ماتفاق وں کے سب سے بڑے  
 کمزور ہو گئی اور نیاز زری افغان وں نے اسمک میں دخل پا کیا عالمگیر اورنگ زیب کے وقت دوبارہ  
 بھان کی مبارز خان کبکڑ کو ملی اور خطاب سلطانی بھی ملا مگر تینا داسکر بھائی بند وں کی حکومت کی  
 قرار نہ پائی اور نیاز زری افغان پنجابی قابض و دخل ہو گئی شاہ عالمگیر افغان ناظم احمد شاہ درانی  
 کے حکم سے بھان آیا اور شہر معظم نگر کو اوسو سب تہر و کبکڑ وں کے لوٹ کر ویران کر دیا اور ملک  
 ڈیرہ ڈیرہ زیادتیان کین اور کچھ معاملہ بھی وصول کیا جب کابل کی سلطنت میں ضعف آیا تو بھبت سنگھ  
 اپ بھان سنگھ نے کئی مرتبہ اس پرورشین کین اور اوسر سے ماقط احمد خان و محمد مان جاکر سکری کے  
 بار بار حملے کرتے رہے اور بھبت سنگھ و دھلی میں رہا آخر جب سکری بھبت سنگھ کے قبضہ میں آیا تو بھبت  
 میں بھی اس نے قبضہ جایا اور گریسی سلطنت ماتحت ضلع خون کے ہی اس خط کی زمین و حصہ



منقسم ہے ایک گیتان یعنی تھل دوسری کبھی یعنی پست زمین جو کہ ہر سال دریا چونکہ کے گھیا لئی ہو  
 سیراب ہوتی ہے مگر ریگی زمین نہات کم آب وغیرہ آباد ہے اس زمین کے اندر سونا ساندہ کے تھہ اور دیگر  
 کے اندر سے مٹری کے پاس نکلتا ہے اور کچا اور ابھی اکثر مقام پر پایا جاتا ہے۔ خاص سیانوانی کوئی برائے  
 محض مگر باعث واقف ہونے اسٹی اور تحصیل کے نام اسکا بھت مشہور ہو گیا ہے اصلی بانی اس قصبہ کا  
 میان علی فقیر ابن شیخ ملا فقیر تھا اب تک یہاں کے لوگ اسکو خاندان کے مرید علی آتے ہیں بھلی بھلی اور  
 اپنے زمین کا مکان یہاں بنا با اوس دوسری بھی میان والی کے نام سے نامزد ہو گیا اور نہ فی الحقیقت  
 نام اس خطہ کا کبھی ہے اس موضع کے پاس موضع بلوخیل کلان ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے اور حد و دونوں  
 کے انہیں ملتے ہیں **واو وحیل** سندھ ساگر و آب ضلع ٹنوں برگنہ میان والی بھیہ ایک مشہور  
 قصبہ اور آباد مقام ہے خانہ شماری اسکی سات سو تیس ہے اوسمین پانسونینیا لیس کا شکار اور ایک سو چوبیس  
 غیر کا شکار ہیں قوم افغان دسید اسمین متی ہیں علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے **تعلقہ ادریس**  
 ضلع ٹنوں برگنہ میان والی میں بھیہ ایک آباد قصبہ ہے کل بارہ موضع اسکو ساتھ شامل ہیں کل ایکڑ  
 تین سو اٹھاون گھر تعلقہ کے شمار میں آتے ہیں سرسبز میان قوم اسمین رہتی ہے چند رہنما اور افسر یہ  
 اسکی کل آمدنی ہے **پسلان** بھیہ بھی برگنہ میان والی میں ایک علاقہ ہے کل بارہ موضع اس سے شامل  
 ہیں ایکڑ اور دوسو اٹھ خانہ شماری اور بارہ رہنما نو سو تر اسی مالگداری ہی متفرق قوم افغان بلوخیل  
 اسمین رہتی ہے **روگڑی** بھیہ ایک قصبہ ٹبری آبادی برگنہ میان والی ضلع ٹنوں میں واقع  
 ہے اس کے ساتھ دو موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسکی کل خانہ شماری چھ سو چھ اور چار رہنما نو سو اٹھ  
 مالگداری ہے افغان سرسبز کی اولاد اسمین رہتی ہے **کندریان** برگنہ میان والی میں بھیہ وزیر  
 علاقہ اور آباد مقام ہے چارگانو اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے خانہ شماری اسکی ایکڑ اور نواد  
 اویس رہنما ایک سو اکیس رہنما مالگداری ہے سنہیل پٹھان و جاٹ اسمین رہتی ہیں **موجہ** برگنہ میان  
 کبھی میں بھیہ آباد قصبہ ہے اسکے ساتھ سات موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین ہزار تین سو چار  
 رہنما اور تین ہزار دوسو چوبیس رہنما مالگداری ہے تاج خیل دسید و فرشتی و جاٹ اسمین رہتے ہیں  
**موسی خیل** ضلع ٹنوں تحصیل میان والی کبھی میں بھیہ قصبہ مشہور و معروف مقام ہے دو کلان  
 اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین ایکڑ اور بارہ رہنما چار سو اکیس رہنما مالگداری ہے  
 قوم افغان سرسبز و بابی اسمین رہتی ہے **وان بھران** صدک قصبہ آباد برگنہ  
 پسلان والی میں واقع ہے اسمین پانسونے گھر آباد ہیں اور چار رہنما اسکی مالگداری ہے

ہے قوم ہجر اسمین رہتی ہے اور اونہیں کے نام سے یہ قصبہ موسوم ہے ہر نولی میان والی کچی کے علاقے میں یہ قصبہ واقع ہے اور دو موضع مگر یہ ایک قطعہ کہلاتا ہے جس میں تین سو نوے گھر آباد ہیں اور دو سو نیا نوین روپیہ مالگنداری ہے افغان اور جاٹ ملی ہوئی قوم اسمین رہتی ہے **منظر گڑھ** قسمت ملتان کے متعلق یہ ایک آباد قصبہ اور ضلع کا مکان ہے آبادی اسکی سند ساگر دو آب میں اونیس میل مغرب جنوب مغرب ملتان سے اور دو سو چھپس میل لاہور سے اسی سمت کو واقع ہے محلے میں ضلع کی کھیری خانگڑھ میں ہوتی تھی اور اسی نام سے یہ ضلع مشہور تھا یہ سب کے کہ یہ ضلع خانگڑھ سے زیادہ تر آباد تھا کھیری ضلع کی بھان اگلی اب تین تحصیلیں اس ضلع کے متعلق ہیں ایک حضور تحصیل منظر گڑھ دوسری تحصیل سبٹ پور تیسری تحصیل کوٹ اور دو ہوا اور کل ضلع کی مردم شماری دو لاکھ اکیاون ہزار اکیس چار سو چھپس ہے اس شخص کی آبادی کی ذاب منظر خان ملتان شہید فی بنیادوں اور قلعہ تعمیر کیا اسکی زندگی تک یہ قصبہ خوب آباد رہا جب نواب نے رنجیت سنگھ کی لڑائی میں ہار پائی اور سبکی فوج اور ہر آئی تو یہ قصبہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا ٹکڑے کی محتاج ہو گئی اور تمام لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہو گئے ایک مدت کی بعد اس میں ہوا تو دیوان سادون مل کے وقت دوبار آبادی اسکی ظہور میں آئی اب انگریزی عکداری میں بس مقرر ہونے ضلع کے اور بھی رونق اسکی بڑھ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی رہے **خان گڑھ** سندھ ساگر دو آب میں یہ ایک قصبہ دریائے جلم کے دہن کنارے ملتان سے تیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے یہ ضلع منظر گڑھ کی کھیری اسی مقام پر جوتی تھی اب ضلع بھان سے اوٹھ گیا آبادی اسکی کچی کچی ملی ہوئی بازار بارہ ونق اور قلعہ کی تجارت کثرت ہے **کوٹ اور دو ہونہ** سندھ ساگر دو آب میں دریائے سندھ کے بائیں کنارے سے نو میل اور ملتان سے چھپس میل سمت شمال مغرب آبادی یہ قصبہ اگر تجارت نام ہے مگر اب اس مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع منظر گڑھ کے بھان کام دتا ہے **سبٹ پور** ضلع منظر گڑھ دریا سندھ ساگر میں یہ قصبہ بارہ ونق و آباد مقام ہے تحصیل کی بھان کھیری ہوتی ہے افنون اور کسوم کی پیدائش بھٹ ہی آتے اور کچور کے پیر کثرت ہیں **لوٹنگ پور** یہ قصبہ سندھ ساگر دو آب میں سبٹ پور اور قدیمی مکان ہے کھیری زمیندار بھان بھٹ رہتی ہیں اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہ مسکند دیوان سنگھ نام اسپر قاضی ہو گیا اور قدیمی تختہ مسجد کو گر آکر اسنی قلعہ بنوا یا کچر جب تیمور شاہ احمد کے بے وقت یہ علاقہ ملتان کے نواب کے سپرد ہوا تو نواب نے دیوان سنگھ کو بھان سے نکال کر اپنا پایا اور قلعہ گرا کر دوبارہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگر کچر کبانی ہے مگر قلعہ کی پیدائش میں لانا ہی ہے

یہ قصہ ایسے مشہور ہوا کہ خیرال تھا اور وہ بھان سیدانام کہیڑ کے ساتھ بیابی گئی تھی تھوڑی مدت کے بعد انجیا چوگی بنگر بھان آما اسکے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سیدانے سیر کو طلاق دیدی

**چہنی تقسیم دریائے سند کی پار کے ملک کو شہروں اور قصبوں کے ساتھ**

اس تقسیم میں ایک حصہ قسمت دیرجات کا بیان تحریر ہوا ہے بعد ازاں ضلع نیا در کو ٹاٹ کا ذکر کیا گیا ہے قسمت دیرہ جات کو علاقہ داسن کو بھی کہتے ہیں جو نیامین دریائے سند کو کہہ سیمان کا لہ باغ سے نکلنے والے ملک کے حدود تک میں ہو سبیل لہنا اور مختلف مکانات میں مختلف چوڑا ہے گرد وسط کے مقام پر عرض اس کا ساٹھ میل شمار میں آتا ہے اوسمیں دیرہ اسماعیلخان و فتح خان و غازیخان وغیرہ بڑی بڑی بستیان اور شہر واقع ہیں زمین متعلقہ اسکی تین قسم کی ہے اول رنگتان جبکہ اس ملک کی زبان میں تیل بولتے ہیں دوسری خشک بجز زمین ہے آب جہین چوڑی چوٹی چار یون کے سوا اور دشت کم پیدا ہوتا ہے اور اگر موٹو تھیں پھلپٹا گھاس کی پیدایش مطلق نہیں ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین بھیک تو وہ ہے جو دریائے سند کے طیفانی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جبکہ چھائی نانوں کے ذریعہ سیرابی ملتا ہے اس میں بڑی بڑی پیدا نشین غلہ وغیرہ کی ہوتے ہیں اور زمیندار بڑی فایدہ اٹھاتا ہے اب وہو اس ملک کی مختلف خطوں میں مختلف جو گرمی کے موسم میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اس خوار کے جنوبی حصہ کی زمین بڑا مشہور شہر شہر دیرہ غازیخان یہ شہر لاہور سے خوب مغرب کی طرف دو سو تیس میل پر دریائے سند کے کنارے سے دو میل پر آباد ہے پھر اس آبادی کے مقام پر دریائے سند کا جنوب دریا شریق کے طرف کو چلا گیا اور زمین پر آباد ہوئی تو غازیخان قوم مراٹھ نے جمال ہوئی بھت رکھتا تھا اس جگہ انکو اور گھاس اچھی دیکھ کر مال پھلایا اور سکونت اختیار کی چونکہ موقع بھت اچھا تھا بھان ایک گاؤں کی آبادی کی ہا یون بادشاہ کے عہد میں بنا ڈالی اور اپنی نام پر دیرہ غازیخان اسکا نام رکھا چونکہ غازیخان بابی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سے روز بروز اسکی رونق بڑھتی گئی اور تمام اوس سرزمین میں جو دریائے سند سے دامن کوہ تک جو سوائے اسکے اور کوئی بستی نہیں ہے جبکہ شہر کہا جائے اخیر علدار ہی مغلیہ اور بھادل خان میں اللہ اس شہر کی رونق جاتی رہی تھی عہد سکھوں میں کچھ رونق ہوئی پھر علدار ہی سرکار انگریزی میں خوب آبادی ہو گئی اور شہر فصاحت درجہ آباد ہو گیا ہمارے منہ خجہ و خام کثرت سے تعمیر ہوئے ہیں مقام صدر ضلع و چابوتی فوج کی بنائی گئی اور ایک کٹاؤہ باز اور غرب کی طرف شہر کے بنوا یا گیا بھان اول غلہ بنا ہوا تھا و

مالدار لوگوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی ہیں ایک سرکاری مسافروں کے آرام کے لئے عمدہ تعمیر ہوئی  
 سرکاری کے دروازہ پر کیٹی گھر بنا ہوا ہے جہاں اہل کیٹی اجلاس کرتے ہیں چونکہ بازار منڈی صاحب  
 ڈبئی کشر کے حکم سے بنایا اور سکنا نام منڈی من گنج رکھا ہوا پاری دور دور ملکوں خراسان سے اگر سرکاری  
 فروکش ہوتی ہیں مکان تحصیل و تھانہ کے بھی اسی بازار میں بنی ہوئے ہیں اور ایک عمدہ باغیچہ منڈی  
 نے عین بازار میں بنوائی ہے عمارت شہر کی سب سے اچھی ہے ایک ہزار چار سو گھر اور دو کاتین اور سترہ ہزار گھر  
 مردم شمار ہی ہے اور نامی عمارتیں اس شہر میں تفصیل ذیل ہیں اول مسجد عالی شان غازی خان بانی قصبہ کی  
 بنوائی ہوئی کانسٹی کا رنھایت عمدہ مشہور ہے کہ پچاس ہزار روپیہ اسکا اور اسکی عمارت پر خرچ ہوا تھا دوم  
 مسجد نواب عبدالجبار خان بھی مسجد شہر کے وسط میں نواب عبدالجبار خان حاکم وقت نے مسجد بنوائی ہے  
 بتیس ہزار روپیہ کے تعمیر کی آخون عبدالجبار خان کو امام مسجد مقرر کیا اور چند جامات واسطی اصراف  
 مسجد کے وقف کئے نواب بھادول خان اور سکھوں کے وقت وہ جامات ضبط کر لئے بلکہ سکھوں کے وقت  
 عین تک نوبت ہوئی کہ مسجد دہر م سال بن گیا مسلمانوں کا قبضہ و دخل اس سے اٹھ گیا مند و نکلا  
 عبادت خانہ بن گیا سرکار انگریزی نے وہ مسجد پھر مسلمان کو دیدی اور ایک جاہ اور نوے روپیہ لانا  
 نقد اس مسجد کے نام پر مقرر کئے آخون عبدالخالق و عبدالواحد و عبدالشکور و غیرگان عبدالشکور اب بھی  
 متولی مسجد کے ہیں تیسری مسجد چھوٹے خان بھی مسجد نواب چھوٹے خان کو جو نے مسجد شہر لاہوری میں تعمیر  
 کی سکھوں نے اس مسجد کو بھی دہر م سال بنا لیا تھا مگر پھر انگریزی نے مسلمانوں کے حوالے کر دی ہے  
 چوتھی مسجد حاجی محمد خان بھی مسجد حاجی محمد خان نواب غلام مصطفیٰ خان سدوزی کے دادا نے بنوائی  
 پچاس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر صرف کر کے مسجد و عمدہ سبز رنگ عمارت تعمیر کی اس مسجد پر بھی ہند  
 سکھ ہندوؤں نے قابض ہو کر ٹھا کر دواہ بنالیا تھا اور ایک فقیر مند دادا اسی عین تباہ تھا  
 دواہ خان نے سرکار انگریزی نے اب یہ مسجد مسلمانوں کو دیدی ہے مگر ہندو جاگیر قدیم مسجد  
 مسجد کے نام پر واکہ اربعین ہوئی وہ دونو جاہ اسی ہندو فقیر کے اولاد کے نام واکہ اربعین  
 پانچویں مسجد محلہ والی بھی مسجد نواب محمود خان کو جو حاکم وقت نے بنوائی تھی بعد کتبہ رستہ کے ٹکڑے  
 اسکی غلامی رنگرز نے گرائی اور مسجد کالہ والی مشہور ہو گئی کہ کلاہ رنگرز کو کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں  
 ایک نام سکنا نام تو گندہ نام تھا نواب غازی خان کا بنوایا جو دواہ اب ویران ہو گیا اور  
 صرف ایک رخت بڑا دوسو گت کا باقی ہے اس شہر کا نواح سرسبز جاہن طرف باغات خوب  
 ہیں سایہ و خن کا بہت ایک لار دیا کا سکنا نام کنواری ہے شہر سے چنانچہ شرق و غرب



برسات کے موسم میں ہر اتوار کے روز دھان میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سایہ دار درخت لگائے ہوئے ہیں پھر مذلت سے دریائے سندھ جانب شرق فیصلہ دو میل جتنا ہے ششہ میں دریا شھر کے قریب آگیا تھا شھر کا انگریزی نے دو بند بچتہ بنوا کر شھر کو بچایا اس شھر میں برتن کا نسی بونجی و بارت ابریشمی بھت عمدہ ہفتے میں شھر ڈیرہ غازیخان کے متعلق اکثر وزارت میں جنگا ذکر اس موقع پر تحریر کیا اول خانقاہ پیر عادل پچھرا شھر ڈیرہ غازیخان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اصلی نام اسکا سندھ تھا ۳۹۹ ہجری میں پھر فدا ہے اس طرف آئی اور کفار کے ساتھ جھاد کر کے انکو قتل کیا عادل کا خطا انکو اوس روز سے ملا ہے جس دن سے انھوں نے بعض خون ایک گنوا کے امنی بیٹے سید علی برقصاں جاری کیا باوجودیکہ حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر شہید میں انتقال کیا۔ سردار انگلی تاریخ وفات پیر سید علی انکے فرزند مقتول کی قبر بھی بنی ہوئی ہے نواب غازیخان حضرت کے فرار پر بھت روپیہ خرچ کیا اور ردضہ عالیخان بنوایا میرد اس غازیخان کے بشمار اس علاقہ میں ہیں اور باہر چیت روز و شبہ عیسان میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ و محمد شاہ حضرت کو بھائی کی اولاد اب سجادہ نشین ہیں دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا بھتیجا علی کہ قاسم شاہ باب نورنگ شاہ کاسندھ سے اس طرف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ بنی سرف پر بیٹھ کر عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہو گیا ردضہ پرانا بنا ہوا موجود ہے تیسری خانقاہ شاہ لال کمال کے جتنا انتقال ۱۶۷۰ میں ہوا اور ڈیرہ غازیخان میں دفن ہے گئے پچھ بزرگ صاحب لال کو گت تھے جو تھی خانقاہ خواجہ کریم علی کی پچھ بزرگ اور نگ زیب عالمگیر کے وقت فوت ہو کر بھائی قنایا گیا اور فرار بچتہ بنا ہے ضلع ڈیرہ غازیخان منجملہ اضلاع پنجاب کے دریاؤں سندھ کے بار واقع ہو کر کل قریب چار ہزار نو سو باون میل مربع ہے طول اسکا انکیس نوے میل اور عرض ستیس میل شرقی حد ضلع مذرا بر دریلے سندھ جاری ہے دریائے اس طرف جانب شرق علاقہ تحصیل ایتھن ضلع پیر پھاعیل خان ہی جنوب کے طرف ضلع مظفر گڑھ و علاقہ نواب بھاو لپور کا ہے غربی حد ضلع کی کوستان سی ملتی ہے جسکو کوہ سلیمان و کوہ رودہ کہتے ہیں میان دامت کوہ کا اس ضلع کے ساتھ متعلق ہی جان سے بھاو شہر ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیک آباد سندھ کے علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملتی ہے چار تحصیلیں اس ضلع کے ساتھ متعلق ہیں ایک ڈیرہ غازیخان خاص دوسری بام پور تیسری راجن پور چوتھی شکر پور چار تحصیل کے ساتھ متعلق ہیں تفصیل ذیل تحصیل ڈیرہ غازیخان کے ساتھ متعلق ہیں تحصیل



ایک سو تیرہ تحصیل راجن پور ایک سو سترہ تحصیل سنگر ایک سو چالیس چار لکھ چوبیس ہزار نو سو اکیس روپیہ ایک سو تیرہ  
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو چالیس کل ضلع کی مردم شماری جو کل ضلع شمالاً و جنوباً و علاقوں  
میں منقسم ہے ایک علاقہ سند و م علاقہ سجادہ اور جو زمین و نو علاقوں کے درمیان ہے اس کو سند و اولیہ ہیں  
علاقہ سند و رہے جو دریا کے قریب ہے اور سجادہ غرب کے طرف کا علاقہ دریائے سندھ کے محلے تحصیل غم  
نظام و الہ غرب کے طرف اس قبضہ کے جاری تھا اور سات سو پنی گہاری جو مہین و ال نام شخص بھارت  
ہو کر سرور و دریا کے بار رات کو اپنے دوست کے لئے کو گھڑے کے اور شیر کر جاتی تھی اسی موضع  
نظام و الہ میں رہتی تھی آخر اس کے ماما کو خبر ہو گئی تو وہ بچہ گڑا اس جگہ سے جہان اسی محل  
میں جہاں کہا ہوا تھا اور اٹھا لائے اور کہا گڑا کہ آئی جب وہ مقررہ وقت پر وہاں پہنچی اور دیکھا کہ  
گڑا بچہ گڑا کے بچہ گھڑے کے رکھا ہے تو وہ انہی دوست کو جام محبت میں ست ہوئی ہوئی اسی  
کے گھڑے کو لیکر دریا میں گئی فی الفور کہا گڑا بانی میں گل گیا اور وہ غرق ہو گئی پنجاب میں قصہ  
محبت مشہور ہے بلکہ شعرا نے اسکے عشق کے بیان میں کئی کتابیں زبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہیں  
اور طالبان عشق اس کو بڑی شوق سے پڑھتی ہیں۔ پھر وہاں سے دریا ٹٹا نقبہ کے شرق کے طرف  
گلیا ہے دریائے سندھ کا اس ضلع میں کمال مذکور ہے بارش کے دنوں میں کوسوں تک بانی سہا جاتا  
جہاں بازیداروں نے اپنے بستیوں کی محافظت کے لئے بند باندھ رکھے ہیں اور جوڑا اس قدر ہو جاتا ہے  
کہ تمام دن میں کشتی ایک طرف سے دوسرے طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اسکے تہوج کے خوف  
سے زندہ کی سے نامہ خدا کے فضل پر پھر و سائے ہوئی کشتی میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس ضلع میں  
پڑا بھاری میلہ خانقاہ بھی سرور سلطان کا ہے جہاں ہاتھ لوگ دور دور ملکوں سے قافلہ کے قافلہ  
ماہ بھاگن چیت میں حضرت کے فرار پر مقام نگاہ آتے ہیں چھپیں تین ہزار سے کم آدمی میلہ میں بھرت  
ہوتے دوسرے درجہ پڑا محمد عاقل صاحب کے فرار کا جو راجن پور میں ہوتا ہے اس پر بھی شہناخت  
دور دور سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب خشتی کے خانقاہ کا جو تھوڑا اور محمد صاحب  
خشتی کے مقبرہ کا چھ چار میلے گریا ایسے اس ملک میں ہیں جنکی نانی تمام پنجاب میں نہیں ہیں قوم بلوچ ضلع  
میں جو مارہتی ہے جہاں مذہب سلمان ہے مند و بخت کم ہیں اور سلمان مند و تلو ایک قمارت کر سکتے  
دیکھتے ہیں نواب خان سخاں جہاں مذہب خواجہ غار سخاں ہے قوم فرار ہی بلوچ اس ضلع پر تصرف ماکہاں  
یا کر باج گزار شاہ دہلی کارا اور صوبہ لغمان کی حکومت اس پر تھی وہ سندھ نو سو جری میں مرگیا تھا  
اس کا بیٹا جانشین ہوا اور غازی نانی رولج آئندہ پھر قرار پائی کہ ہر ایک نشت میں ایک جانشین کا

اور دوسرے کا حاجی خان مقرر رہے۔ چنانچہ چند شہادت تک ریاست اس خاندان میں رہی اور نہایت بڑے  
 غازیخان حاجی خان جانشین ہو تو رہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندھار نے  
 اس علاقہ میں آیا بلوچوں نے ناحیہ اور سکی لشکر میں دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہو کر بلوچوں  
 کے قتل کا حکم نافذ کیا ڈیرہ غازیخان کے رہایا کو لوٹ لیا اس غارت و قتل میں اس خاندان کو بھت  
 نقصان پہنچا بعد ازاں کیتھہ رمدت کے بعد ریاست اس خاندان سے منتقل ہو کر محمود گوجر کے گہڑ  
 علی گئی کیفیت اسکی بھیسے کہ محمود بن محمد یوسف قوم گوجر جسے کچھ علم بھی تھا ہوا تھا معرفت محمد دوم  
 مرشد غازیخان کو غازیخان پاس لے کر لایا اور اپنی مویشاری کے ذریعہ سے مقرب و منہنشین خان کا بن گیا جس  
 مرگیا تو حاجی خان کے روبرو بھی وہ وزیر و شیر و دار الہنام بنارہا حاجی خان مرگیا تو غازیخان اخیر کا  
 خور و سال گیا اسوقت محمود کے دل میں طمع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جائے اس واسطے اسنو قلام شاہ  
 گہلورہ حاکم سندھ کے ساتھ سازش کر کے اسکو طلب کیا وہ فی الفور فوج لیکر چڑھ آیا اور ڈیرہ غازیخان  
 میں پہنچ کر غازیخان خور و سال کو قید کر لیا اور بعد لینے ایک فوج کثیر کے محمود کو بھیسے ریاست دیدی بھیسے  
 سلاطین ہجری میں ہوا اور ریاست غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخر کو قلام شاہ کے قید میں  
 بعد خور و سال کے سلاطین مرگیا اور نعلش اسکی سند میں دفنائی گئی بعد ازاں غازیخان کی اولاد میں  
 کوئی شخص باقی نہ رہا محمود خان گوجر کے عہد میں بھیسے ملک شاہ کابل کے تعلق ہو گیا اور میر خان بادشاہ کپڑ  
 حاکم اس علاقہ کا تصور کیا جاتا وہ مرگیا تو بر خور دار خان اسکا برادر زادہ جانشین ہوا اگر اسکو وہ عہد  
 نہ ہوتی اور بادشاہ نے خاص فواکھل سے اس ملک میں بھیجا اور باوقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی  
 آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نیکیرہ فتح کیا تو اس طرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور بھیجا  
 گیا رنجیت سنگھ نے تمام بھیسے ملک بلورہ مارا یہ سب کچھ تو بالائی بھیسے کو بعض جاہلانہ کہہ کر یہ سب لالہ کے  
 دیدیا تھا پھر دیوان ساوخل ناظم ملتان کے سپرد ان امور حکومت سرکار انگریز ہے **شخص و اجل**  
 بھیسے بھیسے تمام ایک دیرانہ جنگل تھا عرصہ سچھا آئندہ ہو رہا تھا کہ داد و دھامی ایک بلوچ قوم ناظر  
 علاقہ میں رہے آٹھ کرنبافراط گاہ اس کے پچان سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے پچان میں لے کر چھوڑ دی  
 چنگ گاہ اس پچان بکثرت تھی اور مویشی داڑھہ دار بھی نہ مان اگر سکونت کرتے گئے اور روز بروز حدت  
 آگاہی کی ہوتی گئی چونکہ داؤد خان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت خال کا لگایا ہوا تھا اس درخت کی شاخ  
 دائرہ خال مشہور ہو گیا رفتہ رفتہ بڑھ کر اگر داخل تو اس کی شاخیں بعد قوم ساکنی و لگاؤ و عبادت و سہولت  
 و آرام و آسائش کے بننے لگیں اگر آئندہ پیش رفت کے اس ملک میں بھی جو چیزیں

قوم کڑا ٹہندہ بھی اگر سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی درخت جال کی خشک ہوئی ہوئی ایک لکڑی بھی کہتے ہیں کہ چھ دہائی جال کا درخت ہو چکے سایہ کے نیچے پھیلے پھیلے داؤد اگر ٹھہرا تھا عمارت اسکی بھت سی خام ہے اور تھوڑی سی پختہ بازار اسکا سرکار اگر تیری کے غلدار ہی میں گر اگر سید مانا گیا اور ہر ایک دوکان کا چھوڑ ختہ تعمیر ہوا چونکہ اسجگہ موسم گرمین و ہوس پختہ ہوتی ہے بازار اور سرکاری وغیرہ سے چٹا ہوا ہے خانہ شماری اس قبضہ کی ایکزار ایکسواو پنچاس اور مردم شماری کی ایک چھ سو ترانوے ہے اس قبضہ میں صراحی کٹدہ و آخوڑہ و سوبہ گلی کہار عمدہ بناتے ہیں اور جولاہے لونگی چوتھی کہیں سوتی تحفہ بنتے ہیں تر بوز و خربوزہ خوشگوار و شیرین پیدا ہوتا ہے گا ہی ہل وغیرہ مضبوط ہوتے ہیں زمانہ پیشین میں تیس کوٹھیاں سامو کا ان سکار پور سندھ کے بھان ہوتی تھیں اور وہ دول بھان کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بیچتے تھے وگنڈہک و خرا و بادام و مچھڑ وغیرہ بھان لاکر فروخت کرتے تھے مگر سکھوں کی غلدار ہی میں بسب زیادتی محصول کے وہ بات جاتی رہی پانی کی اس شہر میں اکثر اوقات ٹبری دقت ہوتی ہے کیونکہ حقد رچانات اس شہر میں ہیں اور نکامانی تنم ہے پانی کے لائق تھیں ہے ایک ٹرانا لال خام باہر شہر کے جانب شرق اور دو تین تالاب خورد خام بنائی ہوئی ہیں اور تین پانی بارش اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اوستے پانی آدمی اور حیوانات پتی میں جب پانی تھیں رہتا تو مقام ہرند سے چار کوس اس مقام سے ہے نالے کہو در ٹرے نالہ سے پانی لائے ہیں بوقت خشکی پانی کے ٹبری دقت ہوتی ہے بعض اوقات موضع ہرند کے رہنرو اسے پانی لائے تھیں تھے اور عذرات طح طرح کے کرتے ہیں البتہ جب چار سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہیں ایک تالاب پختہ جو سرکار نے بنادیا جو اسکا پانی لوگ تھیں تھے اور خام و خام ان زمین خاتے ہیں اس شہر میں باغ کوئی تھیں ہے اور نہ کوئی درخت سامان ہے اس گانہ کے اندر ایک خاقانہ ہنزہ سلطان کے جانب غرب بفاصلہ چھ کوس ہے پھر دفعہ بھت پڑا ہے اور صاحب مشہور ولی ہے **شہر خام** پور پختہ خاص ڈیرہ غار تھان سے بفاصلہ تیس میل شمال جنوب اقع ہے شروع آبادی کا پرانا حال معلوم نہیں ہوتا صرف اسقدر دریافت ہوتا ہے کہ مہر و مہندہ چھ سو برس کے مہمی جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا اور آبادی سے برابر آباد ہے کہی ویران تھیں ہوا عمارتیں پختہ اور بلند ہیں جام پانی تھری اولاد سے کوئی شہر باقی تھیں اگر پانچ سو تالیسین غلدار شہر کی ادو و سو پچاس دکانیں اور سات ہزار سات سو پچہتر مردم ہے پھر شہر پختہ ڈیرہ غار تھان کے اس ضلع بھت آباد اور بارہ دول مشہور ہے شہر عام میں سرکار کا گلی نے ایک بازار پختہ سید مانوایا بازار اور اکثر شاہ اسادہ اور موسم گرمی میں جس پوش کر دیتی ہے جس کے

گرمی سے امان میں ہیں اس شہر میں چوبی کام بھٹ اچھا بننا ہے اچھے کھلونے اور ڈوبیا وگلاس اور پاپہ پلنگ چوبی بنتے ہیں بویا پارافین اور نیل کا بھٹ ہوتا ہے منہ و اس شہر میں بھٹ رہتی ہیں جتنے مسلمان ہیں وسیعہ رمنہ وہیں اور منہ و ن کا لقب کڑاڑ ہے اور جانب غرب شہر کے مکان تھا و تحصیل بکھانا ہوا ہے اور عمارت عمدہ ہے تحصیلدار و مان کپہری کرتا ہے اور شرق کے طرف نالہ سون جاری ہے اسکے کنارے پر درختان سایہ دار کثرت لگی ہوئے ہیں باشندگان شہر اتوار کے روز نالہ کے کنارے میچہ ہو کر سیر کرتے ہیں گویا آٹھویں روز بھیاں سید ہوتا ہے بڑے بڑے ساموکار منہ و اس قصبہ میں رہتی ہیں بکھانا بویا در و در ملکوں میں جاری ہے اور مسلمانوں میں خاندان قوم چکڑ کا قدیمی ہے ملکیت ادنیٰ بھٹ ہی اور اسی خاندان سے ملک فتح محمد ذیلدار سی عہدہ رکھتا ہے اور چودہویں ولی رام بھی منہ و کا مقدمہ و ذیلدار ہے سادات کا خاندان بھی نامور ہے جنہیں سے سلطان شاہ نامی آدمی ہر جگہ قصبہ و ضلع ڈیرہ خاڑیجان اور مقام تحصیل ہے اس قصبہ میں ایک مقبرہ فقیر میں شاہ کا مشہور ہے عید بزرگ نواب خاڑیجان کا ہم عہد تھا ماہ ربیع الاول میں بھیاں سید ہوتا ہے اور مزار شہر سے جانب شرق واقع ہے دوسری خانقاہ شیعہ نعل پر وانی کی بجانب جنوب ہے عرصہ چار سو برس سے عید بزرگ بھیاں بدنون ہے۔

**قصبہ راجن** لوہر عید قصبہ بدو عرصہ ایک سو ترہ برس کے مقدمہ شیخ راجن بخش نے آباد کیا اور اپنے نام پر راجن پور نام رکھا عید راجن بخش اجارہ دار اس ملک کا تھا و مزار آبادی سے ایک سو ودفن ہوا و دہزار چار سو ودفن اسکی مردم شماری اور سات سو آرتیس گھڑ اور ایک سو دوکان ہے سرکار انگریز کی عہداری میں جب قصبہ شہن کوٹ کو دریائے گریا تو محکمہ سٹیشن و تحصیل وٹھانہ اس قصبہ سے آٹھ کھجیاں گیا انگریزی فوج کی چھاونی بھی بمقام پر ہی ایک سالہ سواران اور کچھ یادہ فوج بھیاں رہتی ہے ایک جلیانہ قدیون کا بھی بھیاں بنا ہوا ہے گویا عید عید ایک حصہ ضلع کا ہے صاحب شہن کشنراختی وٹھانہ وٹھانہ خاندان کے بھیاں عدالت کا کام کرتا ہے ان سب باتوں کے ہونے سے ردفن اس قصبہ کی بدو بڑا ترقی ہے ایک بازار پختہ اس قصبہ میں شروع عہداری میں سرکار انگریز کی سیدنا کر کے بنوایا تھا جو خوش معلوم ہوتا ہے ایک خیراتی متیال بھی بھیاں بنا ہوا ہے شہر میں غلہ و پارہ سفیدی وغیرہ اجناس کی تجارت ہوتی ہے شہر کے گرد نواح میں چند باغات بھی ہیں جن سے قصبہ کی زینت ہے اور ایک کنبی باغ بھانی میں ہے۔ اس قصبہ کے متصل بطرف شمال ایک مزار عید چار و دیواری میان وہاں کے ہر جگہ شخص نام کا عاتق مرد خدا پرست تھا پچاس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ فوت ہو کر بھیاں وٹھانہ گیا کہ اسکی بھٹ شہر میں ڈیوس صاحب نے بنی کشنراختی جب حکم دیا کہ شہر کے نزدیک نزدیک حنفیہ دھرمستان میں وہ سب گرا دیا

تو اس قبر کی نوبت پہنچی اوسوقت لوگ کہتے تھے کہ دیکھیں کہ اب اس دلی کی قبر کتنی ہے یا جتنی ہے۔  
 دوسرے روز پھر صاحب موقع بر آیا اور حکم دیا کہ اور سب قبریں گرائی جائیں مگر یہ قبر گرائی جائے  
 بلکہ نچتہ نوادی جائے چنانچہ نچتہ بنوائی اور روپیہ خرچ کا صاحب نے آٹھ گروہ سے دیا کہتے ہیں کہ صاحب کو  
 خواب میں کہا اشارہ ہوا تھا اور صاحب نے اس اشارہ کے بموجب قبر نوادی دوسرا مزار خواہ ہو تو  
 محمد حسن کہتے قصبہ کے شرق و شمال کی طرف ہی یہ مولوی محمد حسن محمد نیازی کا بیٹا قوم تباہی سکندری  
 تھا خواجہ نور محمد ساکن حاجی پور کا یہ خلیفہ و مرید صاحب کرامات بلند و مقامات ارجحہ تھا توین حضرت  
 کو انکی وفات ہوئی سہمی قادر انکے مرید نے مزار نچتہ بنایا **کورٹ مشہور** یہ قصبہ برب و ریاض سندھ  
 تحصیل راجن پور میں آباد ہے دوسو چالیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ سہمی مشہور خان بلوچ کوت جتوئی نے  
 یہاں آکر بسبب ہرنہ بنی گذارہ دریائے اپنا مال شہلایا اور سکونت اختیار کی اوسکے بعد اور سہمی کہہ سکا  
 اگر بھی یہاں آکر سکونت پذیر ہوئے اور رفتہ رفتہ ایک قصبہ بن گیا پھر جب محمد شریف قریشی فقیر سرور  
 کو مرید صاحب کمال تھا یہاں آکر رہا تو زیادہ سے زیادہ اسکی رونق بڑھ گئی تمام زمانہ کے امیر و غریب  
 حکام وقت بھی آسکے مرید بن گئے گویا اوسوقت یہ ایک شہر سختہ دریائے کنارہ پر آباد ہو گیا پھر  
 ساہوکار و مہاجن اس میں آباد ہو گئے زیادہ تر باعث آبادی کا یہ ہوا کہ پانچون دریا پنجاب کے مقام پر  
 دریائے سندھ کے شامل ہوتے ہیں اور پنجاب کے ٹپے شہر دن مثل تو دہیانہ و جالندہر و امرتسر و لاہور  
 و وزیر آباد و گجرات و جلم وغیرہ سے تاجر لوگ بذریعہ کشتیوں کے مال لاکر یہاں دونا رتے اور جا بجا  
 اور جہد مال بی بی و کر اسٹی و سندھ و پنجاب کو آتا دہ کشتیان بھی یہاں آکر اوتاری جاتیں اور مال کا  
 روانہ ہوتا اور دو دو لوگوں کے درمیان یہ شہر تجارت گاہ بنا ہوا تھا اس سبب یہ شہر مدت ہو آبا  
 جلا آتا تھا اور شہر واسے آسودہ مال تھے صاحبان اگر نیزے بھی اپنی عملداری کے وقت محکمہ سسٹنٹ  
 سسٹنٹ و تھانہ اس مقام پر مقرر کیا مگر افسوس کہ سن ۱۹۱۰ء کو برمی میں دریائے سندھ نے قہر خدائے اس  
 اپنا رخ کیا اور تمام شہر و یار دہو گیا شہر والوں کو وہ نقصان ہوا کہ خانہ بدوش ہو گئے مکانات و  
 بھا کر لے گیا اسباب سریزا و مٹا گئے ہوئے لوگ باہر بھاگنے لگے محکمہ سسٹنٹ و تھانہ سرکار  
 راجن پور نے آخر سرکار نے رعایا کی دیکھ بھال کی اور تجویز دوبارہ آباد کرنے اس شہر کے اس موقع  
 جہاں اب آج ہے فرامی ترکیب مہارت کی محبت عمدہ ہوئی چار بازار چار دروازے درمیان میں  
 قرار پایا لوگوں کے گھر باسوق قطار و ادبوانسے درمیان میں شریکین باسوق کشادہ رکھیں جب یہ شہر  
 پہلے شہر سے تین میل کے فاصلہ پر بنوئی تعمیر ہو گیا اور زرخیز رعایا کا فرج ہو چکا اور شہر کی آبادی آج



توقیفہ والوں کی بد قسمتی سے دریا کا رخ شرق کے طرف کو ہو گیا اور مجھ شہر دریا سے دور ہو گیا آمد و رفت  
 سیو باہری کی سو قوف ہو گئی اور شہر کی رونق جاتی رہی کچھ ہی سستی و تحصیل کی بھی جتنکے لئے مکانات تعمیر ہو گئے  
 تھے بھان قائم نہ ہوئے اب اکثر وہاں کے شہر کے ویران و مسمار ہو گئے ہیں ساہوکارہ کم ہو گیا ہے بعض کے  
 دیوے بے نکل گئے ہیں صرف سرکاری تھانہ ہے باغات بھی شہر کے گرد و بھت ہیں جو بوقت آبادی لگو ای  
 کسی تھی ایک روضہ خواجہ محمد شریف و خواجہ عاقل محمد کا بھان عالیشان بنا ہوا ہے سابق بھڑ روضہ رکا  
 سٹھن کوٹ میں تھا جب دریا روضہ کے پاس آ گیا تو وہاں سے صندوق لاش محمد شریف و خواجہ عاقل محمد  
 خدا بخش کا نکلا کر اور بھان لا کر دفن کیا اور روضہ موجودہ حال عالیشان مریدوں نے بنوایا تمام روضہ  
 پر چینی کا کام باہر ہے اور اندرائنہ بندی اور سنہری کام ہے پچیس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر خرچ ہوا  
 اور روضہ کے پاس پختہ مسجد اور حوض پختہ محمد سوغان بلوچ نے بنوایا اور روضہ کے جانب شمال ایک عالیشان  
 پختہ دالان سماع کے مجلس کے لئے امام بخش بلوچ نے تعمیر کرایا ہے روضہ میں قبر خواجہ عاقل محمد خدا بخش  
 کی ہے باہر میدان میں قبر محمد شریف کی اگرچہ محمد شریف کے بڑی تھی مگر حکم نہ تھا کہ ہمارا روضہ بنے اسوٹے  
 مریدانہن ہزار ہوئی انکے خاندان کا حال اس طرح ہے کہ عباس علی نام بزرگ انکا خراسان سے سندھ میں  
 آیا اس کے بیٹے خواجہ محمد شریف صاحب گل مقام کوٹ سٹھن آ کر شاہ احمد میں قیام پذیر ہوئے اور وہ شہر کوٹ  
 میں پایا کہ تمام زمانہ حلقہ بگوش کر لیا بادشاہ نے یہ علاقہ اونکی جاگیر میں دیدیا محمد شریف کے دو بیٹے ہوئے  
 ہوئے عاقل محمد و قاضی نور محمد عاقل محمد فقیری میں رہے اور نور محمد بڑے عالم و فاضل و امیر و قاضی  
 ملک ہوئے عاقل محمد کا شہرہ کرامت و ولایت میں باب کے طرح تھا اور ہزاروں لوگ انکے مرید تھے اب غلام  
 حضرت کی اولاد سے سجادہ نشین ہے اور مرید تمام علاقہ سندھ و دھامان کو وہ ہے بلکہ کراچی و بمبئی تک غلام  
 کے لوگ مرید ہیں اس خانقاہ پر سال بھر میں چار عرس خواجہ محمد عاقل و خدا بخش احمد علی و تاج محمد کی  
 ہوتے ہیں اور بھت بڑا ہجوم عاقل محمد صاحب کے عرس پر ہوتا ہے کہ ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے ہیں اس شہر  
 کی عمارت پختہ بنو مانی اور مردم شمار ہی دو ہزار چودہ سو گھر باہر چوبیس دوکانیں مگر اون دوکانوں میں  
 اب کیو دوکانیں ہیں پچھلے تجارت کا بازار گرم تھا ویران و غیر آباد ہیں اس شہر کی سرزمین  
 و نثار اب سوید آتش غلہ کی بھت سی کھجور کے و دخت بکثرت ہیں شکار بری و وحشی دو نو قسم کا مٹاوی ایک  
 سے بڑا کھانا اور اسکے جنگل میں ہے جسکو گڑہ کہتے ہیں تنگت و سکی ہرن کی آواز بکری کی آواز سیس پری  
 ہوتی ہر فصل کوٹ سٹھن کا سمندر سے چار سو ساٹھ آدمی ہندی علم سندھی و سونے پیر و قصیدہ و جہا  
 محمد قبیلہ غلہ زیدہ غلامان دامن کوہ میں آباد ہیں حال آبادی اسکی کا پتہ نہ ہو سکتا تو مزاراں

کے اندر رہتی تھی کوئی بڑی آبادی اور آراگاہ اس قوم کے لئے بھاڑ سے لنگر نہ تھا اس واسطے ہمارا  
 رنجت سنگھ کے عہد میں بروز عرصہ پنجاہ سال مہمی بھرام خان تمہار قوم مزاری نے بھاڑ سے لنگر اسکا آبادی  
 کی بنیاد رکھی اور نام گانوکار وجہان جبکہ معنی بلوچی زبان میں آرام گاہ ہے رکھا اب دہرا سات سو  
 بتیس آدمی اسمین رہتی ہیں قوم مزاری سے زیادہ ہیں ہندوؤں کے دوکانیں بھی سختہ و خام بنے ہوئے ہیں  
 شہرناہ صرف تمام بنا ہوا ہے اب امام بخش خان تمہارے اگلی آبادی سے بطرف غرب بفاصلہ ایک میل  
 کے نئی آبادی کرکراؤسکا نام نیار وجہان رکھا ہے اسمین اپنی رہنے کے حویلیان بختہ اور بختہ سیدی علیا  
 بنوای ہے اور ایک جنگلہ حکام کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اوس جنگل میں جنگل بختہ  
 نظر آتی ہے آمد و رفت ہو پاریان کو ہی کی اس گانو میں بختہ ہے قریباً سو کے گھر اور دوکانیں  
 اسمین بنے ہیں قبضہ آسودہ حال ہے **نگاہ** ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے متعلق یہ ایک مشہور آبادی  
 واسن کوہ میں مقام ڈیرہ غازیخان سے جانب غرب بفاصلہ بتیس میل کے نی گلی کے کنارہ پر آبادی مشہور ہے  
 اس گانو کی صرف حضرت سید احمد سخی سرور سلطان کے مزار کے سب سے اور یہ خانقاہ پنجاب کے مشہور مزار  
 ہے پوریان یعنی پشتہ شمالی خانقاہ کافی کے اندر ہی دروازہ کلان اوسکا جنوب کے سمت کو آبادی کے ساتھ  
 ملا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول یہ خانقاہ بختہ بنوائی پوریان بختہ دیوان لکھپت راجہ چیت رامی سرور  
 صوبہ لاہور نے بعد نواب ذکر یا خان بھادر صوبہ لاہور کے بنوائیں جبکہ حویلیان لاہور حاصل میں اب تک  
 موجود ہیں غربی دالان میں مزار حضرت سخی سرور کی ہے چند ستون عالیشان زیر سقف کھڑے ہیں چراغ  
 ہر وقت صبح و شام دن رات جلتا رہتا ہے شمال غرب کے گوشہ میں بابا نانک کامکان بنا ہوا ہے جہاں آج  
 اگر قیام کیا تھا اور جانب شرق دوسری کوٹھری میں بی بی صاحبہ زوجہ سخی سرور کا پیرا اور چڑھ گیا  
 جسے موت کا بتی تھیں تیسری کوٹھری اندر رونی میں ہندوؤں کے دیوتا ہیردن کا مقام بنا ہوا ہے  
 مکان کے غرب کے طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اوس جانب غرب مابین  
 چار دیواری سے درخت کٹہ سبز کڑا ہے مجاور لوگ کہتی ہیں کہ جہاں گہوڑی لگی حضرت کی باندھی گئی  
 تھی جال کی جگہ کیلا اگاڑی کا اور کٹہ کی جگہ کیلا بھاڑی کا تھا اور حضرت کی کرامت سے دو تو کیلا  
 سبز ہو کر درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک پتھان سید راوین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا  
 اور ایک درمکان بختہ شیخ دہوڑ کے نام سے موسوم ہے ابن دہوڑ سکانون میں قبر کوئی نہیں اور کچھ  
 مائیکہ رنقاہ سے پنجاب غرب جہی نور و اسحاق کے دو قبرین ایک بلند ٹیلے پر بنی ہوئی ہیں یہ دو شخص حضرت  
 سرور کے دوست سخی بھادر نے جانب شرق دو قبرین سہیان علی عثمان کے ہیں یہ دو قبریں حضرت

حضرت کے ہم نشین اصحاب تھو خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گوجر کا منچہ بنا ہوا موجود ہے  
گرمائی آمد میں زمین بھر تاقصد انکا اسطر جریا یہ ثبوت چھوٹا کہ سید احمد سنی سرور کا باپ سہی زین العابدین  
بعد اوسے شہید ہوئے اور بقیہ اہل مذہب ہوا اور بقیہ اہل مذہب کوٹ شہید ملتان قیام پذیر ہو اسی میرا قوم کو گورنر  
مکان کے نے اسی لڑکی قتات عایشہ اوس کے نکل میں دی اور اس کے وطن سے سید احمد سنی سرور پیدا ہوا  
زین العابدین کے شہید ہونے میں سرگیا تو سید احمد برادران خانہ زاد کے فراحت و تنگ کر دیا اور کھانا اور  
حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سحروردی و خواجہ سود و دشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی اور  
کے وقت چندی مقام و ہونکل متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام رکھا پھر ملتان میں آیا اور حاکم ملتان نے اپنی  
لڑکی کی شادی اسی سے کر دے حکام نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبدالرزاق کی لڑکی کے ساتھ  
ہوئی پھر سید احمد لاہور میں گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر لاہور میں اگر سکونت اختیار  
ہزاروں آدمی شہر ملک انت کا شکر خدمت میں حاضر ہوئے یہ شہرت اسکی برادران خانہ زاد کو پسند نہ  
اور براہ حیدر لاکھ کو قتل کر ڈالین جب سید احمد کو اوسکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبدالغنی اسکی  
بھائی دبی بی بائی زوجہ وید سراج الدین خود دو سال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنوں سے گھر سے نکل آیا اور  
استقام بر جان اب خانقاہ بنی ہے عین جنگل میں قیام پذیر ہوا اگر برادران خانہ زاد نے پہچان بھڑا اور  
اجتماع کر کر ان پر آڑی اور حضرت کو مسجد بھائی و فرزند دبی بی بائی کے شہید کر دیا اور حضرت بعد شہادت  
کے بیان دفنائے گئے منچہ حضرت کا اسطر چہ حضرت امام حفصہ صادق کے ساتھ پہنچتا ہے کہ سید احمد  
زین العابدین بن سید طرب عبداللطیف بن سید مجاہد الدین بن غیاث الدین بن مجاہد الدین بن صلاح الدین  
بن زین العابدین بن سید عیسیٰ بن صالح بن عبدالغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن ضیاء الدین بن ابراہیم  
بن عبدالجلیل بن دمی بن سید ہما عیسیٰ بن امام حفصہ صادق رضی اللہ عنہ اچھن بعد وفات ہوئی حضرت کے  
تین شخص ایک سہی گورہر اٹک جو رام کی جاری تھی اور دوسرا سہی جہرت نابینا قوم لگاوا احمد خان افغان  
جو نامرد تھا میان آئر اور تینوں اچھے ہو گئے وہ تینوں اس خانقاہ کے مجاور ہوئے اور اب تمام مجاہدانہ  
تینوں کی اولاد میں سے ہیں مجرم کی اولاد قوم کلہنگ اور نابینا کی اولاد قوم ہنہن اور شہان کی اولاد  
قوم شیخ گھلاتی ہے تعداد ان مجاہدین کی ہمیشہ ایک ہزار تین سو پچاس رہتی ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو ایک  
سر جانا ہے عید بھی ایک گرامت حضرت کی مشہور ہے معتقدین سید احمد سرور کے بھائی ملک میں لاکھوں  
آدمی ہیں یہاں کن و پست میں ہزاروں آدمی قافلہ کے قافلہ شہر ملتان سرور و شہر پور و گورداسپور  
دساکوٹ و گورنار و گجرات و شکر گری و ملتان دلاہور و امرتسر وغیرہ سے آتے ہیں عرض نہایت

بزرگ کی مانند گھر گھر ہوتی ہے جہاں بے علم لوگ بھت متقدمین علماء کا اعتقاد اس طرف ہرگز نہیں پہنچا نواز  
 شیخ متوسل اس بزرگ کے گانو کا نو شہر شہر اور سکنا نام لیکر گدا ٹی کرتے ہیں بیا کھ کے پھلی تاریخ بڑا بجاری  
 میلہ ہوتا ہے تجارت موسیقی کی ہوتی ہے اسروز کے میلے میں چالیس ہزار سے کم آدمی نہیں ہوتے  
 کل جمع موضع نگاہ کے بنام مجاوران و خانقاہ کے معاف سینہ و مسلمان و دونوں میں حضرت سر اعتقاد  
 کامل رکھتے ہیں ہندو بھان اگر زار بند سی کی رسم ادا کرتے ہیں اور مسلمان اپنے بچوں کے چہند یعنی  
 سر کے بال بھان اگر اتر داتے ہیں بانی کی بھان بڑی قلت ہو کوئی چاہ نہیں ہے نالہ بانی کا جو  
 خانقاہ کے پاس سے خشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم میں جاری ہو جاتا ہے لوگ فی کے اندر  
 چوٹے چوٹے چاہ نکال کر بانی لٹری میں تھوڑی سی مٹی دو رکھ کر فی سے بانی نکل آتا ہے مجاور لوگ و دور سے  
 پانی ادنیوں اور بلیوں پر لا کر لاتے ہیں اور گر ان قیمت سے فروخت کرتے ہیں چنانچہ ایک کوٹھا  
 پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک چار ہند متوج صاحب دہلی کشن نے بنوایا ہے بھان کے ہندوؤں کو بھان  
 حضرت سر اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے مردوں کی ٹہریاں لگا نہیں لیا جاب فی میں پانی جاری ہوتا ہے  
 تو اوہیں ڈال دیتے ہیں باشندگان موضع نگاہ ہندو مسلمان سب رات کو سب ادب حضرت  
 کے چار پائی پر نہیں ہوتے صرف ایک چار پائی تمام گانو میں ہے جس پر مسلمان اپنے مردوں کا جنازہ  
 قبر پر لیا جاتے ہیں سال تمام ایک دفعہ ماہ جیٹہ یا ساڈوہ دو دیگن کلان بھان لکا کر تقسیم کیا جاتی ہیں ایک دیگ  
 کا نام مانگی ہے اوہیں گورائٹھ میں گئی یا پنچ من دلیہ گیہوں کا میں من میوہ وغیرہ یک من پڑتا ہے  
 دوسری دیگ کا نام لنگر کی دیگ ہے اوہیں گورائٹھ میں روغن زرد و من دلیہ کھنک کا آٹھ من میوہ  
 وغیرہ میں پڑتا ہے جب بھہ دو نو دیگن یک جاتی ہیں سب برابر کا تقسیم ہو جاتا ہے۔ ۴۔  
**موضع قوسہ** بھہ گانو متعلق ڈیرہ قارنچان نہایت مشہور رہتی ہے اگرچہ گانو چوٹا سا ہے  
 مگر سب زرارہ خواجہ سلیمان شہتی کی جو بھان واقع ہے شہری بھت ہی بھہ خواجہ سلیمان خلف ذکر افاضہ  
 قوم افغان کوت عشقون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگ انکے خراسان سے اگر علاقہ ورگہہ واقع  
 کوہستان باغستان میں سکونت پذیر ہوئے جو قوسہ سے جانب غرب کوہ گرگچی میں واقع ہے بلکہ ان خواجہ  
 سلیمان پیدا ہوئے اور نام انکا نامار کہا گیا جب بھہ بالغ ہوئے تو شوق علم کا دامنگیر ہوئے اور کوٹ شہن میں  
 جا کر علم پر ناچتیں برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر خواجہ نور محمد سر مہار اوالہ کی خدمت میں جا کر مرید  
 ہوئے پیر و شفیر نے نام انکا سلیمان خان رکھا مدت تک انہوں نے پیر کی خدمت میں رہ کر تکمیل پائی  
 ۹۹۔ ان میں بھہ دہلی و احمدیہ ملک جا کر پیران نظام کے فرار است سے مستفید ہوئے پھر اپنی وطن گرگچی کو گئے

وہ اپنے واپس آکر توبہ میں مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت و کرامت میں بھاننگ ہوئی کہ دور دور سے لوگ آکر مرید ہوئے ہزاروں جمعیت سے مستفید ہوئے صد ہا روپیہ روزانہ حضرت کو تدارک حاصل ہوتا تھا اور اسی روز غریب و فقرا کو تقسیم کر دیا ماما لنگر حضرت کا ہر وقت جاری تھا نواب والی بھاؤ پور بھی انکا مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد ہے لالہ لکھنؤ کا ہاگروہ اونسکے رو بہ وفوت ہو گیا سیدہ عجمین خواجہ محمد سلیمان خان فوت ہو گئے اور حجر ہشت نگاہ میں دفنائے گئے سچائے اونسکے خواجہ الہ بخش سجادہ نشین انکی حیات میں نواب بھاؤ پور نے روضہ حضرت کا پچاسی ہزار رو بہ خرچ کر کر تعمیر کیا اور غلام مصطفیٰ کو اپنی مقامی نے مجلس خانہ منجبتہ عالیشان بنوایا جیسے دس ہزار رو بہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے چاقو عمارتیں بصرہ و دہرا پانسور و پیکہ بنوائیں اور عمارتیں منجبتہ منجبتہ وغیرہ خواجہ الہ بخش سجادہ نشین نے خود تعمیر کی ہیں اب بھی اس خانقاہ پر بڑی رونق ہے لنگر جاری رہتا ہے اور کارخانہ بڑی رستہ کے طرح ہے امارت و دولت مندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر و زمین مقرر نہیں آہ صفر کے ساتویں تاریخ محبان ثریا ملیہ ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے۔

**وایرہ دین پناہ آبادی** اس قصبہ کی اگرچہ دریائے سندھ کے شہ تی گنارہ پر ہے مگر اس کے کچھ قصبہ متعلق ضلع دیرہ غازی خان کے ہی اس حصہ میں اسکا مال زیب اندراج پایا جیہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے بائیں کنارے دریائے بفاصلہ پانچ کوس اور ملتان سے سمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل قصبہ لیکے شکر کے اور پرا باد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتیں اچھی اچھی بنی ہوئی ہیں تجارت محبت ہوتی ہے سکھوں کے ظہور سے اول ایک ہزار گھروں کا کیود وکان اسمیں ہے مگر مہان سنگر حکم نے اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والوں کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ دیران ہو گیا پھر سخت سنگر کی وقت جب صورت اسن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہی مگر سیراب زرخیز و سرسبز ہے دریائے سندھ ہر سال اسکو سیراب کرتا ہے پیدائش فلو کی محبت ہوتی ہے روئی اور نل کی بھی زر اعلیٰ محبت ہوتی ہیں مہاراجہ رنجیت سنگر کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار رو بہ سالانہ کا کچھ متعلق محال تھا علاقہ اسکا سنگر کے متعلق ہے بانی اس قصبہ کا کوئی شہان تھا اسے منجبتہ قلعہ و باغ و عریبان بھان بنوائی تھیں اس قصبہ کے رہنوالے اب بھی اکثر شہان زمین جو زبان شہو سے بھی وقت ہیں اسنے ایک آبادی اسی نام کی دریائے سندھ کے اس طرف بھی آباد کرائی تھی مگر وہ آبادی اسنے بے درجے آئے سیلاب کو ہی کے ویران ہو گئی تھی اب ان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور گانوادی نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا دایرہ دین پناہ اس سے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حیدر بن شاہ



سنجاری حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین اوجی کی اولاد میں سے ایک لی کامل تھے اور کوشوق  
جہان گردی کا ہو تو سب دستان کر گئے اور مکہ و مدینہ میں سات برس تک رہے پھر اس طرف کو اگر قبضہ  
میں سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ملی خدا دوست تھے ہزاروں آدمی ان کے مرید ہو گئے جہان تک  
کچھ قبضہ بھی اوجھیں کے نام سے موسوم ہو گیا پھر حضرت اول مہمات سو گن زورہ اکو کے گھر رہا کرتے تھے  
جب مہمات رانی سو گن کے دفتر کی شادی تھی بکھو مکول کے ساتھ ہوئی تو سو گن کے پاس کہنے لگا  
دھنر کا نہ تھا حضرت فرمایا کہ ہم رانی کے دھنر میں جاتے ہیں چنانچہ لڑکی کے ساتھ بکھو مکول کے گھر آئے  
حضرت کو کشتی میں بیٹھ کر سیر کرنے کا بھٹ شوق تھا کشتی حضرت کے سوا کسی دھنر کے شکار میں نہیں تھے  
جاتے تھے بعد وفات جہان دھنر کے بعد ایک سال کے بعد اور ان اکو نے خلیفہ خندوق حضرت کا کنگر  
دریا پار کی استی میں لے چلے بکھو کو خبر ہو گئی اور اس نے خندوق روک لیا اور ان اکو کو خواب میں  
اشارہ ہوا کہ تم ایک خندوق بنا کر علیحدہ مکان میں رکھو ہم دھنر خود آجائے چنانچہ انہوں نے خندوق  
بنوایا اور علیحدہ مکان میں رکھ دیا دو ساعت کے بعد دیکھا تو نقش حضرت کی او میں موجود بائی چپا  
اور مخون نے الگ وضع بنایا اب ریا کے دار پار و در وضع ہوئے ہیں اس بار اولاد بکھو کی اور  
اصطوف اولاد اکو کے مجاور ہیں مرید اس خاندان کے ہزاروں لوگ ہیں ہر سال باہر جیت جو  
جمعہ براجمباری میلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت میں چار دن جمعہ کے روز چار میلے ہوتے ہیں - + -  
**قصہ حاجی پور** یہ قبضہ نواب حاجی خان غازی خان کچھیلے کا آباد کیا ہوا ہے اور پانی سندھ کے  
دینے کنارے ستائیس میل اور ملتان سے سمت جنوب مغرب سچا نوین میل واقع ہے پانی جہان کا ہر  
طرح طرح کا غلہ جہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریاں و نیل و بوست بویا جاتا ہے انہوں کثرت سے  
لکالی جاتی ہے اس قبضہ میں ایک خانقاہ خواجہ نور محمد ناردوالہ کی بھت مشہور ہے اور غرار پرا نو  
قبضہ کی آبادی سے جانب جنوب پنجتہ بنی ہوئی ہے یہ نزار سنگہ میں اسلام خان داؤد پور شہر کا  
نواب مجا دلپور نے تعمیر کی اور روضہ عالمستان نوایا شرق کے طرف روضہ کے ایک عالمشاد  
والان مجلس و نماز کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پنجتہ لایت تعریف ہے پچھلے عہد بزرگ  
یعنی میان والی میں سکونت پذیر تھے وہاں جہان اگر قیام کیا یہ بزرگ سنگہ اجری میں پیدا ہوئے  
اور ملتان میں جا کر علم فارسی و عربی و تصوف بڑا سنگہ بنی فادرغ تحصیل ہو کر خواجہ نور محمد  
مبارانو الہ حشقی کے خدمت میں جا کر مرید ہوئے چند سال میں تکمیل پائی اور چند مدت بمقام ناردو  
قیام رکھا سو اسطر نور محمد ناردوالہ مشہور ہوئے وہاں حضرت کو زنداران قبضہ حاجی پور پانی چپا

نے اُمّیہ بزرگ رات کو کہیں غصین سوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے شکالین ہمبر شہر بس کے  
 حضرت نے انتقال کیا تہذیبین بھیر و ضہ بنا یا گیار و ضہ کے تین دروازے شرقی جنوبی شمالی مین  
 اور دروازہ جنوبی مشرقی مشہور جو مجرم کے ۶-۱ اور ۷-۲ تارین کو بعد ایک برس کے کھلتا ہو اور  
 اوسے روزیہ ہوتا ہے تمام لوگ اوس دروازہ سے عبور کرتے ہیں اور مشہور ہو کہ مولوی غریب  
 نام ایک مرید حضرت کا تھا اوسے بعالم واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ مین  
 کھڑے ہوئے دیکھا تھا اوس در سے یہ مشہور ہوا ۶-۱ جمادی الاول کو جس روز حضرت کا  
 انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہوتا ہے حضرت کی اولاد سے اب میان غلام رسول سجادہ نشین ہے  
 حاجی پور مین حال خاندان مینا صاحب سرائی کا قابل تحسین ہے اس طرح لکھا جاتا ہے کہ بھہ خاندان ایک  
 صاحب غرت و باگیر دار اس قصبہ مین ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ ابنہ حضرت عباسؓ صاحب  
 کے چچا کے ساتھ ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہارون رشید خلیفہ عباسی کی اولاد مین سے ہیں قریشی  
 عباسی ونگی ذات ہو چکی میان محمد مورث اعلیٰ الکرامت اپنی برادری کے شجرہ طیب سے اوتھہ کہ علاقہ خجہ  
 واقعہ سندھ مین آیا اور بادشاہ سے گاڑی کا علاقہ باگیر مین پایادہ مرگیا تو محمد داؤد اسکا بیٹا پھر الیائے  
 جانشین ہوا محمد داؤد و بھائی تھے داؤد کی اولاد داؤد و تہہ کہلاتے ہیں اور اوسے مین سے  
 نور صاحب بھادر والی بھادل پور ہے اور محمد دوسرے بھائی کی اولاد سے میان آدم شاہ صاحب  
 ولایت و کراست مین آئی تھا اوسکی بھت حیات المیر کے ساتھ ہوئی اور اوسکا مقبرہ سکھر مین مشہور ہے  
 اوسکی اولاد مین سے میان نصیر محمد صاحب ملک مال ہوا اور میان تک ترقی کی کہ شجرہ حیدر آباد سندھ  
 بھی اوسکی حکومت مین آگیا اور بھت برسوں تک بعد نصیر محمد کے یار محمد و غلام شاہ فرمان فرما رہے  
 اور مملکت اوسکی قصبہ مین غلام شاہ نے سندھ سے چلکر کالہ باغ تک ملک فتح کر لیا نو اب غازیخان کو جو پھر  
 کا حاکم خاندان غازیخان اول سے تھا بھی غلام شاہ قید کر کے سندھ کو لے گیا اور محمود خان کو حکومت دی گیا  
 غلام شاہ کے بعد محمد سرفراز اسکا بیٹا پھر عبدالنبی اسکا بیٹا جانشین ہوا عبدالنبی کے نا امانی انیسویں  
 امرائے ہو گئی دو شخصوں کو اوسنے قتل کر دیا یا قیام نہ نے اوسکو ریاست سونپا لکھا داؤد احمد شاہ بادشاہ  
 خراسان کے پاس گیا اور ادا مانگی بادشاہ نے اوسکو دیکر دوبارہ ریاست حیدر آباد برپا  
 کیا جب داؤد کی فوج واپس گئی تو دُزرانے دوبارہ اوسکو ریاست سونپ دی قتل کر دیا داؤد دوبارہ بادشاہ  
 کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے عبدالنبی کو پالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ مین دی اور  
 سندھ مین ایک جب تک تہذیب سندھ پر پکڑا یا جا سکا پھان گدا رہ کر و چنانچہ عبدالنبی نے حاجی پور

اختیار کی میرا صیہ خان بردہ ہی نے سوم جمعہ شعبہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اوسکو دیدیا ایک سال کے بعد بادشاہ فرسندہ پیر پٹنہ کی امیران سندھ نے بادشاہی امر کی بہت خاطر کی اور روپیہ کروڑوں ملک بجا بیا امیروں نے ایک زبان ہو کر بادشاہ کو یہ صلہ ج دی کہ اب موسم گرمی کا آگیا ہے واپس ہونا مناسب ہے سردی کے موسم میں پھر سندھ پر یورش کر کے عید النبی کو ریاست و لاد بجا نیکی خیا نچہ بادشاہ واپس چلا گیا اور بھر اتفاق بسطرت آئی گمانوا اور عبد النبی نے حاجی پور میں ہی قیام رکھا نواب بھاول خان فریادہ وقت میں تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کر لیا پھر ہمارا بچہ رنجیت سنگھ اس ریاست کو زمین سے پچھلے چار ہزار پانچ سو سالانہ پھر نو ہزار نو سو سالہ قیام اس زمانہ میں نہیں لگا نو اس جاگیر دار کے قبضہ میں ہیں اور بیس ہزار دو سو پچیس روپیہ سالانہ آہنی ہو۔ عبد النبی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ سلسلہ میں مر گیا اور احمد یار خان اوسکا بیٹا ملک بنا اور ایزد یار خان اوسکا بھائی گزارہ پاتا رہا احمد یار خان کے بعد خان محمد خان جاگیر دار قرار پایا وہ مر گیا تو عطا محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بھائی اور گزارہ پاتے ہیں اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنواز خان کے لقب سے لقب ہوتا ہے اور لقب سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تھا۔ سراسی انکے ہزرگون کا خطاب چلا آتا ہے اور وجہ اس خطاب کی اسی طرح دریافت نہیں ہوتی اس خاندان کے لوگ عموماً شیعہ مذہب میں اور سکھوں کی طرح سرکابل ٹرا کر سرکرا پور چڑا ہندہ رکتی ہیں تاکہ حقہ بھی نہیں پتے ہزاروں آدمی اس خاندان کو مرید ہیں اور انکا بھی یہی طریق ہے گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ کھتا ہے ایک چھوٹا سا تخت بنا کر اور گاؤں کی گھاٹی میں ایک عظیم کی بنی تیا اگر چہ رتی جل گئی ہے مگر اب نہیں گیا موضع جو کہ ویرا یہ چھوٹا سا گاؤں متعلق ڈیرہ غازی خان کو دیا کے کنارے پر آباد ہے آبادی خام ہے یہاں ایش غلہ کی ہوتی ہے میان ایک خانقاہ خواجہ محمد اکرم کی مشہور ہے یہ بزرگ خواجہ محمد بن یعقوب قوم غلاتی پٹمان تھے شائستہ اجری میں انہوں نے انتقال کیا سب دیرا بردی کو چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا آخر یہاں مدفون ہوئے اور شائستہ اجری میں یہ روضہ بنوایا گیا ہر دو بزرگ صاحب کرامات تھے انکی اولاد سے میان فتح محمد صاحب علم و فضل سجادہ نشین موجود ہے موضع شاہ صدر الدین یہ گاؤں متعلقہ ڈیرہ غازی خان بارون آبادی کا ہے جس مشہور ہے اس گاؤں کی حضرت شاہ صدر الدین سہروردی کو نام سے ہے جبکہ انرا بھی پختہ میان بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت بھائی الحق ملتان کے مرید تھے ہر سال اہ بیت میں میلہ ہوتا ہے انکا نو میں لین دین غلہ و فیو کی کا ہوتا ہے موضع ہرٹھ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک قصبہ چھاڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ غازی خان سے

کچ گونڈ کو جاتی ہے واقعہ ہے عمارت کچھ بچہ اور کچھ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے علاقہ اسکا اگرچہ جنگلوں سے بھر ہوا ہے مگر بائول قسم اعلیٰ پیدا ہوتے ہیں تھکار جنگلی کثرت ہو ایک قلعہ بھی بھیاں بناموہا پنجاب و ان سادہ نمل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شہر سخی اونی اور شاہ پور عمدہ تھمہ بنا ہے محلے تحصیل سرکاری ماسحت ضلع ڈیرہ غازیخان کے بھیاں رہتی تھے اسکو تعلقہ علاقہ میں کنوؤں کا پانی تلخ ہے لوگ دریا اور بارش کا پانی تالابوں میں جمع کرکے پیتے ہیں اور وہی پیتے ہیں ان کے دخت بھیاں بھت ہوتے ہیں اور انکا محل جبکہ بلوں کہتے ہیں شیریں ہوتا ہے گرمی کے موسم میں وہی پل لوگوں کی خوراک ہوتی ہے بھیاں ایک خانقاہ بوضع ہرند سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقعہ ہے اوس بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اوسکا نام اسحاق کہتے ہیں بھیاں مرزا پرانا کہتے ہیں کہ بھیاں شخص حضرت رسول اللہ کے اصحاب تھے جب محمد قاسم نے اسلامک پر حملہ کیا تو بھیاں شہید ہو کر بھیاں دفن ہوئے - -

**موضع سیت پور** بھیاں کا تعلق ڈیرہ غازیخان کے ہی بھلی آبادی اسکی دریا کے طرف تھی اب سیت پور گردانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہو گئی ہے گانوں کی آبادی آج ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانوں کے لوگ آسودہ حال ہیں اس میں ایک خاندان سادات کا نامی چا اور انکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ بھیاں کہ بھیاں خاندان اولاد سید جلال الدین شیر شاہ میر سراج بخاری کی ہے جنکا وضع شہر راج میں زیارنگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد میں سے شیخ سید حسن بخاری سیت پور میں آکر قیام پذیر ہوا چونکہ مرد دلی و خدا پرست تھا ہزاروں لوگ اوسکو مرید ہو گئے قوم لنگاہ نے جنگلی حکومت ملتان میں تھی اپنی لڑکی اوندکو دنی اور بھت نامک ہم سیر میں دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناٹھار اس علاقہ پر حاکم ہوئے تو اوندھوں نے بھی غرت و ابر و اس خاندان کی قائم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود کا بیٹا شیخ محمد راجو اوسنی بعد بادشاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی حکومت اوندکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسلامک کو بھت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دمنہ دی و نالہ قطب و نالہ مبارک و نالہ قادر الاکھون روپیہ خرچ کرکر کہو دوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی کی بنارس کی اور ہزاروں چاہ کہو داکر زیندار ونگو دیدے سوا شیخ محمد راجن پور کے اونس گانوں و سنی اور آباد کر کے تمام علاقہ کو زرخیز کر دیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کبیرا نظر اوسکا بیٹا شیخ محمد دوم محمد راجو کا بیٹا محمد دوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت بر قاض میں اب بھی اکتیس گانوں میں اس خاندان کی ملکیت موجود ہے اور ہزاروں لوگ مرید ہیں **سیت پور** بھیاں بھت نامک ہم سیر میں دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناٹھار اس علاقہ پر حاکم ہوئے تو اوندھوں نے بھی غرت و ابر و اس خاندان کی قائم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود کا بیٹا شیخ محمد راجو اوسنی بعد بادشاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی حکومت اوندکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسلامک کو بھت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دمنہ دی و نالہ قطب و نالہ مبارک و نالہ قادر الاکھون روپیہ خرچ کرکر کہو دوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی کی بنارس کی اور ہزاروں چاہ کہو داکر زیندار ونگو دیدے سوا شیخ محمد راجن پور کے اونس گانوں و سنی اور آباد کر کے تمام علاقہ کو زرخیز کر دیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کبیرا نظر اوسکا بیٹا شیخ محمد دوم محمد راجو کا بیٹا محمد دوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت بر قاض میں اب بھی اکتیس گانوں میں اس خاندان کی ملکیت موجود ہے اور ہزاروں لوگ مرید ہیں

چھ سو چالیس برس کے سندھ سے اس علاقہ میں اگر علاقہ ہرند میں سکونت پذیر ہوا اور ملتان میں جا کر جو  
بھاؤ الحق ملتان کا میر ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کرامت مشہور ہوا قوم گورچانی ماو سکے میرہ  
ہو گئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اوسکا بیٹا سلطان طیب ثانی اوسکا بیٹا دوست محمد اوسکا بیٹا  
بناہ علی ہوا اوسنے چھ گانو آباد کیا اور سکونت بھان اختیار کی اوسکا بیٹا دوست محمد ثانی اوسکا بیٹا ثانی  
علی ثانی اوسکا بیٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا نچتہ بنا ہوا موجود ہے اور عاقل محمد  
جانشین حال صاحب عزت و ابر و کرسی نشین ہے ملکیت اوسکی چند دیجات میں ہے **نور پور** **ڈیرہ بھائی**  
کے متعلق چھ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے سندھ ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے  
اوسکے پاس کے جنگل میں ایک دریائی جانور ملتا ہے جسکو لو در کہتے ہیں اوسکے بدن پر بٹم بھت ہوتی ہے  
نصابت نرم و دلایم لوگ اسکو مار کر اوسکے چمڑے کی پوشین بناتے ہیں رنگت اوسکی خاکی اور کرم بھت  
ہوتی ہے ایک کہال کے دور و پیمہ قیمت ہوتی ہے **سنگر** چھ ایک مشہور و معروف قصبہ شامل ضلع  
ڈیرہ غار بھان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ میں متجام سنگر و ٹیکہ جری تحصیل کی ہوتی ہے اصل میں  
سنگر ایک چھاڑی نالہ کا نام ہے جسکے نام سے چھ علاقہ موسوم ہے اور اوسکی بانی سے چھ کل علاقہ سیرا  
ہوتا ہے چاہی زمین زمین بھت کم ہے کیون جو ار کی پیدائش ہوتی ہو گھوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور  
عمدہ ہوتا ہے **ہو لا** قیمت ڈیرہ جات میں چھ ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے سو دس میل  
اور ملتان سے پتالیس میل جنوب مغرب کو سمت کو آباد ہے **ہشتالی** قیمت ڈیرہ جات میں چھ ایک  
قصبہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے سو چالیس میل اور اکیسواڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عم کوٹ**  
قیمت ڈیرہ جات میں ڈہنے کنارے دریائے سندھ سے اونس میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد  
ہے **نوشہرہ** قیمت ڈیرہ جات میں چھ ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے سندھ کے ملتان سے اٹھارہ  
میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **و میرہ استماعیل خان** چھ شہر جناب کے علاقہ واسن کوہ  
کے متعلق بھت مشہور و ضلع و قیمت کا صدر مکان ہے آبادی اوسکی بنوں سے جنوب اور ڈیرہ غار بھان  
سے شمال لاہور سے دو سو سولہ میل کھم کھم کھم دریائے سندھ کے دہنے کنارے کے اوپر واقع ہے حد و واقعہ  
اسکے ضلع کے چھ ہیں مغرب کو سلسلہ کوہ ستیان مشرق ضلع جنگ و شامپور شمال حد و ضلع بنوں جنوب حد و  
ضلع ڈیرہ غار بھان و موضع موچنگی اس ضلع کے اندر دریائے سندھ کے مغربی حصہ میں شہان اور بڑی  
حصہ میں بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد ہیں **شہد** میں دم شماری اس ضلع کی تین لاکھ چالیس ہزار  
بائیس شمار ہیں آبی اور سالانہ آمدنی چارہ لاکھ تیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار اکیس سو تیس میل



مربع ہے اور ضلع میں فی میل مربع میں اڑھائی آدمی بستے ہیں تاریخ قدیم مختصر اس ضلع کی بھیجی ہو چکی ہے  
 ملک میں جہاں اور بل و بجائی حکومت کرتے تھے پرتگالہ اور کادریا سے سندھ کے رہنما کناریہ پلوٹ کے  
 متصل مشہور ہے کہ اب بھی اس کی تعمیر کے نشان موجود ہیں جب مسلمانوں نے غلبہ پایا اور گوکوشی ہوئی لگی  
 تو مجبوراً انھوں نے یہ ملک چھوڑ دیا کئی ہیں کہ یہ ان پلوٹ راجہ بل کا آباد کیا ہوا تھا جسکو جنوبی ملک کے  
 طرف سے بلوچوں نے غلبہ پا کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور منشی اسماعیل خان ہوئے جس کے نام سے ڈیرہ اسماعیل خان  
 مشہور ہے بسر کر دی گئی اپنی قوم کے ڈیرہ غازی خان کی طرف سے اگر مقام بسر جو بارہ کوس شہر ڈیرہ اسماعیل خان  
 سے جنوب کو ہی سکونت اختیار کی اور تمام علاقہ میں اس تسلط ہالیا اور موقع دیکھ کر تاریخ بابیوں  
 باہر لگے یہاں ایک راجہ جتہ میں اس شہر کی بنیاد رکھی اگر بادشاہ کی سلطنت کے شروع تک دس شہر تھے  
 اور انہی ہزار گھر آباد ہوئے تھے اور ٹری ٹری چولیان و قلعہ و باغات بلوچوں کے بن چکے تھے شہر کا  
 میں دریائے سندھ نے شہر کی طرف رخ کیا اور پانچ برس کے عرصہ میں وہ یار و نوں دار شہر بالکل برباد  
 ہو رہا رہ گیا اکیسال کے عرصہ تک شہر کے رہنے والے گرد و نواح کے آبادیوں میں منتشر رہے یہاں  
 اس شہر کی جو امیر جو وہے آبادی شروع ہوئی اور اسماعیل خان ہوت اس شہر کے بانی کی اولاد پانچویں  
 یہاں حکومت کرتی رہی انہیں آخری رئیس نصرت خان احمد شاہ درانی کے حکم سے قید ہوا جو کہ  
 اس سے بخلاف آباد و اجداد اپنے کے اطاعت شاہ کابل کی چھوڑ دی اور خراج دینا موقوف کر دیا تو باد  
 نے اسکو عواطف خسروانہ کا امیدوار کر کے اپنی پاپس بلایا اور لکھا کہ ہم تمکو علاقہ ملتان وغیرہ ملک سندھ  
 کی حکومت سپرد کرنا چاہتی ہیں اس بات پر وہ خوش ہو کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا بادشاہ نے سینہ سپر  
 کا خراج اس سے طلب کیا وہ نے سکھا اور چند سال قید میں رہا اسکی فریادی کے بعد عبدالرحیم نامی حاکم  
 اس علاقہ میں کابل سے مقرر ہو کر آیا یہی شاہ بن احمد شاہ درانی کی اخیر حکومت تک وہ فرمان فرما رہا جب  
 شاہ زمان بادشاہ کا وقت آیا تو نواب محمد خان سدوزی بھادوخل سرا فرازان خطاب پا کر حاکم اس علاقہ کا  
 قرار پایا یہ شخص منجھ جاگیر داران خطہ ملتان نواب مظفر خان کا نائب تھا وزیر رحمت اللہ خان عرف وفادار  
 کی سعی سے جسکا بعد رشتہ دار تھا بادشاہ نے یہ علاقہ اسکو حکومت میں دیا جب شاہزادہ ہمایون نے اسکی  
 شاہ زمان کا مستعد شورش و فساد ہو کر بدعوی سلطنت چند اڑھائی شاہ زمان کے ساتھ لڑا اور شکست  
 اس ملک میں آیا تو نواب محمد خان نے شاہزادہ ہمایون کو سہ اوٹے میال و اطفال قید کر کے کابل کو روانہ  
 کر دیا اس خدمت کی عوض میں یہ تمام علاقہ و اسن کوہ کا بعض اٹل کہ دس ہزار روپیہ کے فواج خان  
 کے نام سے رخواست محمد خان و دربار شاہی سے مل گیا جسکے بل کی سلطنت میں کمال سستی آگئی تو نواب

قمرخان نے بھی معاملہ دنیا چھوڑ دیا کیونکہ رنجیت سنگھ دلی لاہور کو بار بار حملوں سے اس کو کمال وقت تھی اور فوج بھی اس کو کافی رہی جو یہی تھی اس نے اپنے امرد کو دیکھ کر چند بار حضور شاہ کابل عریضہ لکھ کر اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھ بندوبست نہوا آخر اس کو ایک تم روپیہ کی حضور شاہ کابل پیش کر کے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کو نام منتقل کر دیا اور خود اسلئے ہجری میں مگر کیا چونکہ اس وقت نواب شیر محمد خان خرد سال تھا نہ تھیں امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان کا باپ نواب قمرخان کا داماد قرار پایا اس کو وقت اس ہجری میں شاہ کابل نے کابل سے ہجرت کر کے علاقہ ٹانک سے ساٹھ ہزار روپیہ وصول کیا علاقہ کراچی و درانی وجود نہوان واقع دامن کوہ کہ نواب قمرخان نے بزرگ شیر فتح کیا تھا نواب چہین لیا فوج شاہی کو واپسی کے بعد رنجیت سنگھ نے لاہور سے آکر نواب سے چار لاکھ روپیہ نقد وصول کیا اس ہجرت میں ملک تباہ ہو گیا ریاست زیر بار و قرضہ ہو گئی اسلئے اس میں رنجیت سنگھ نے کچھ فوج کشی کر کے قلعہ نیکو کا فتح کر لیا مگر علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کو واکزار کہما دس مہاشیر اور پانچ اس سپالانہ نذرانہ نواب شیر محمد خان پر مقرر ہوا اس وقت اس علاقہ متعلقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کو پاس رہ گیا تھا اسلئے اس سے بھی پندرہ ہزار روپیہ سالانہ رنجیت سنگھ کو خراج دینا معین ہوا تھا انہیں ایام میں شھر ڈیرہ اسماعیل خان کہ نہایت نیچے شھر بنا ہوا تھا ریاست سندھ کی گوالیاہان ملک کے ایک مکان بھی غرقابی سے نہ ہی نواب حافظ احمد خان و شیر محمد خان نے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ ہے نئی آبادی خام کی بنا ڈالی ابھی شھر بھی طرح آباد نہیں ہوا تھا کہ اسلئے اس ہجری میں حافظ احمد خان مگر گیا اور شیر محمد خان صاحب کے اختیار ہوا اس کے وقت رنجیت سنگھ نے عہد ساقی کے خلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے اس سے ملک تباہ یہی اس نذرانہ روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور پیش تہ اور دس گھوڑے نذرانہ معین کئے اس سے ملک تباہ و سیاہ رنگ بنا چار ہو گئے اور نواب مراق کی بیماری میں گرفتار ہو گیا جب پاہ ہو کر کونڈ سی مرے لگی تو مشاہدہ و مجاہدہ مستعد ہو گئے ایہ ہر حال گذرنا تھا اور دہر سے کمزور تو تھا اسلئے سنگھ جہاں رنجیت سنگھ کا تو فوج لکھ ڈیرہ اسماعیل خان پر چڑھ آیا اور بابت علاقہ ہمد و دیورت کے ایک لاکھ روپیہ نقد اور پچیس برس گھوڑے طلب کیے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ کے لوں سیاہ کی خواہ دی دو اور میرے واسطے گزارہ مقرر کرو چنانچہ تمام ملک پر یہی تصرف ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد ازاں اس بات کے نواب جہاں رنجیت سنگھ کے خدمت میں بمقام لاہور حاضر ہوا جہاں اس نے منجملہ ایک لاکھ روپیہ جاگیر کے ساتھ پندرہ روپیہ سالانہ جاگیر نواب کے لیے منظور کی اور علاقہ جات کمری و دہر و جہان نواب کے نام پر گزار دیے اور جہاں پندرہ روپیہ نقد ثابت جاگیر پر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج دینا چاہتا تھا وہ اسلئے اس پر اسلئے اس کو سبب بیماری کی وجہ سے اسلئے اس کو علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہائش دینا معین ہوا اسلئے اس کو لاہور کی ریاست میں بھی عمل نقل ہوا مگر لاہور کی ریاست میں دہلی سے ہر شہر کی آبادی کی طرف توجہ کی گئی مگر سرکار انگریزی

و محبت سکر و سرسبز کر کر بند باندھا اور شہر کو قافی کے صدر سے محفوظ رکھا اس صلہ کا کل سطر دو حصہ میں تقسیم ہوا ایک حصہ دریائے سندھ کے مشرق کی طرف دو قسم کی زمین ریگی یعنی تھل جو اول تھل بارانی دوسری جھک و جھک میں سردہ و راوی جو دریا کو ٹھانی سے سیراب ہو اس حصہ میں دریا خان بہادر و لیکہ کوٹ سلطان جوبارہ و ان کوٹ خانہ کبیرہ واقع ہیں چنگاڈر دو آب بندہ ساگر کے تینوں کے ذکر میں آچکا ہے دوسرا حصہ جو دریائے سندھ کو مغرب کی سمت کوہ اسماعیل و امان یاد امن کوہ کہتے ہیں اس میں سیلاب اور بارش کے پانی سے ذرا احت ہوتی ہے گندم باجرہ کٹر بوجا جاتا ہے خوب ذرا اسٹاک کا محبت لند و شیریں و خوشبو مشہور ہے اس حصہ میں تین پرگنہ ڈیرہ سہاگلہ دھلاچی و ٹانک اور ایکٹالہ کوہی الموسوم لونی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو محبت فائدہ دیتا ہے اور وہاں سرسبز کر جو پانی اور سردہ خاص ڈیرہ سہاگلہ خان کے پرگنہ میں کام آتا ہے اور تحصیل ٹانک علاقہ رود و دیوہ زام و غیرہ بھارتی نالوں سے سیراب ہوتا ہے اور رود و دیوہ بھی اس علاقہ میں فائدہ بخش ہے و اس کے علاقہ میں گنواں نہیں ہوتا اگر کہو داجا سے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور اسٹاک باران میں باشندہ و بھلیں کے پانی کی سخت تکلیف اور ٹھانے میں بلکہ اکثر سافر جو پانی کے موقعوں سے زیادہ افسوس میں گئے ہیں کہ وہیں بارش ہمارے ہمارے ہیں اور جہاں جہاں پانی کم ہوتا ہے وہاں کے باشندے اپنے بہتیاں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ خاص شہر کی آبادی اگر یہ عام ہے مگر نہایت رونق کا مقام ہے کارخانہ تجارت کا عام ہے بلکہ حانی سود اگر محبت لال بھان سے لاد کر وسطا ایشا کو لیجاتے ہیں محبت سے قسم کے اجناس کی سود اگر ہی بھان دریا سندھ کے ذریعے سے ہوتی ہے نہ کہ بھی کالہ باغ بھان محبت اگر فروخت ہوتا ہے شہر کی گرد و نواح نہایت آباد و سرسبز ہر طرح کے درخت و باغ موجود ہیں محبت ہی علامتین بخند و کھان و بارکین ضمیر ہو گئی ہیں اور سیب سکر کہ صلہ اور کشتری کے و نو کھیران بھان ہوتی ہیں آبادی اس کی دن بدن ترقی پر ہے مقبرہ حضرت لال حسین پیر شہر کے باہر شرق کے طرف موجود ہے یہ حضرت بھی اپنے وقت میں ایک ولی کامل تھو و گد و گد و دریا سندھ کے فاصلہ میں تین سہل بھان مشہور ہیں جن میں سے ایک گد کہنا رہی گد کہنا ہے اس ضلع میں تحصیل کلاچی اور ڈیرہ اجمیل خان کے جانب شرق دریا سندھ جاری ہے جانب شمال کوستان ہوا و اس میں بھی چند دیہات واقع ہیں و درگاہ علاقہ آباد و امان کوہ میں واقع ہے جنوب کی طرف کوستان بھنن بھنن زمین سرد و جبار غرب ایشا و کوش تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوش کے فاصلہ پر بھار پور ملک کھڑے ہے جو خراسان اور ہند میں حد فاصل ہے اس بھار میں متفرق زمین شہرانی و ناصر و یوسی مل و غیرہ بہتر ہیں و اس کے کے راجا کو سخت اذیت پہنچاتے رہتے ہیں تحصیل خاص ڈیرہ سہاگلہ خان میں قریب کراڑ و بھان کھڑے

ہیں کہ اگر قوم ہندو ہے مگر بھت کم ہے اور مسلمان تو میں بکثرت ہیں زبان شو بھت بولی جاتی ہے ابتدا ہی  
 ماہ اسوج میں ہو باری معروف پونڈہ خراسان و کابل سے سیوہ تلک مہیہ ہتھام پر لاتے ہیں اور اپنے  
 عیال و الحال کو ڈیرہ اسماعیل خان و دیہات قرب جو ارمین جوڑ کر ہندوستان کو جاتے ہیں اور بعد  
 فروخت مال اجناس مثل دگلیدن و کنہات پارچات انگریزی خرید کر لے آتے ہیں انکو تر و سرودہ و نا  
 ولایتی جو وہ لوگ لاتے ہیں اور میں بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں اور بعض سوداگر خزان و چوہہ شمشیر  
 سمور و قاقم و پنجاب و پوستان و شیم و پارچات شتری و سپان کابلی وغیرہ لاکھوں روپیہ کا مال لا کر  
 میخان جمع کرتے ہیں شہر میں اکثر دوسا و صاحب اقتدار مثل فوہ دار خان و حافظ سمند خان و دیات خان  
 و غلام خان و گوسا میں کنہیا لال وغیرہ ہیں اور میں ہزار ہا سو گھر شہر میں بنے ہیں اور سات سو دو گھر  
 ہیں جنہیں و سرودہ تجارت ہوتی ہے تمام تحصیل کے علاقہ میں رسیع کے فضل کا غلبہ ہوتا ہے اور ایک  
 رو باقی کابل کے طرف ہوتی ہے جن جن دیہات میں وہ پانی ہو جاتا ہے اور میں خریف کی فصل بھی  
 ہو جاتی ہے باقی زمین میں چائے سی پانی دیا جاتا ہے بارش بھت کم ہوتی ہے اور آب و ہوا سرد  
 ہے شہر ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک میلہ میا کہی کا بڑا بھاری ہوتا ہے اور طوایف خاصہ شہر و باہر  
 اگر وہاں اپنی اپنے اکھاڑے باندھتی ہیں اور میلہ والے انکو نقص و سرودہ و سرخوش ہو کر انکو انعام  
 دیتی ہیں اور ماہ چہدہ سے ماہ سادون تک دریا پر ایک میس ایک ایک ن مقرر کر کے سیر کو اسٹو جا  
 ہیں اور صرف و بخش و عشرت رہتی ہیں اور شاہ و لوگ اگر دریا میں نہرتے اور اپنی اپنی شہر و گھارا  
 ہیں اس میلہ کو داتی کہتے ہیں ظلم و سنگدلی اس علاقہ کے لوگوں کی طبیعت میں بھت سی خون کے  
 وار داتین اکثر بھیت ہوتے رہتی ہیں و سردمان شیرانی و نصرانی جو سرحد کے باہر رہتی ہیں اس علاقہ کے  
 ہندو لوگ اگر کوئی کوٹھا لھاتے ہیں جب انکے والدین سے روزندہ لیتے ہیں تو اس وقت میں انکی  
 کے وقت بھگ کی ایک چوٹی انگلی کاٹ لیتی ہیں کلا شی و تحصیل کلا شی اس تحصیل کے  
 علاقہ میں قوم افغان بھت رہتی ہے اور کلا شی بھی ایک قوم کا نام ہے انکے نام سے یہ قصبہ موسوم  
 اور درہ کلا شی بھی اسی قصبہ کے نام سے مشہور ہے جس درہ سے لوگ خراسان و کابل کو جاتے ہیں انکو  
 کے اندر اسکا علاقہ آتا ہے گریانی کی بڑی قلت ہے جیسا کہ ہے جو درہ کلا یانی آتا ہے اسکو جمع کر کے رہتے ہیں  
 اور پانی پر انکی آسان ہوتی ہیں کہ صد ہا آدمیوں کے خون ہو جاتے ہیں تاہم لوگ جب خراسان  
 مال انکو اسٹو آتی ہیں تو ہزار ہزار و دو ہزار آدمی کا جمع ہوتا ہے اور سب کے سب تلواریں  
 و کار و ہتھیار سے مسلح ہوتے ہیں تو یہی قوم ہوسی جیل و وزیر کی ہاتھ لگاتی ہے

چرا لجاتے ہیں کوئی قافلہ شاڈو نا درہو تا ہوگا جو اودن غار نگرون کے ماتحت سے سلامت گھلا سخی تک پہنچتا  
 ہوگا اس درہ میں ہمیشہ خوز زری وغار نگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ میں ایک اور بھاری درہ  
 ہے جسکو درہ سپر و کنتی کہتے ہیں جسکے راستے سے بطرف لکی مورت و بنود علی خیل آمد و رفت ہوتی ہے تھانہ دا  
 اور پولس کے سپاسی اس درہ کی حفاظت پر مامور ہیں اسکا بھائی بھی لجاتا ہے کہ درہ کے اندر بقدر ایک  
 گھاؤن کے زمین پر اسکو جہان سے ایک بالشت بھر کر دین تو پانی نکل آئے **بلوٹ** ضلع ڈیرہ  
 ہما عیل خان میں بھی قصبہ دریا سے سندھ کے مغربی علاقہ میں آباد ہے یہ قصبہ راجہ بل کے نام سے جو زمانہ  
 قدیم میں مالکانہ و راجہ اسکا کھانسوب ہے مگر وہ اگلی آبادی بھی نہیں ہے پہلی آبادی ویران ہو چکی ہے  
 گندرات موجود ہیں اور قصبہ موجودہ حال کو پہلی آبادی بھی نہیں ہے پہلی آبادی کی ویرانی کے بعد  
 زمینداروں نے آباد کیا مگر نام وہی بھلا قائم رکھا علاقہ اسکا دریا سندھ کے کنارے محبت زر خیز و سیرا  
 زمین ہے پیدائش غلہ کی محبت ہوتی ہے **بھار** بلوٹ ضلع ڈیرہ ہما عیل خان کے متعلق بھی ایک  
 مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ نام ہے مگر محبت بار و فون خوشنما تجارت غلہ کی کثرت ہوتی  
 ہے پھل زمانہ میں بھان کے رہنے والوں میں سے اچھے عالم و خواندہ و مغز لوگ تھے مگر اب ہ شوق جاتا  
 رہا اور زمینداری پر گزارہ ہے علم سے کنارہ ہے **گڈھی** مشہور بھی ایک قصبہ ضلع ڈیرہ ہما عیل  
 خان کے علاقہ میں ٹبری قصبوں میں شمار ہوتا ہے بلوچ و افغان و حمیرہ مشرق قومیں اس میں بازار  
 آباد ہے راجا یادو دشا دی بھڑی و سیلابی زمین میں پیدائش غلہ کی محبت ہوتی ہے **ٹانک** ضلع ہما عیل خان  
 کے ضلع کے متعلق بھی قصبہ محبت آباد ہے نام اسکا دور دور تک مشہور ہے کچری تحصیل کی اس مقام پر ہوتی  
 ہے اسکے پرگنہ میں ٹبری آبادی کوئی چھین چوٹے چوٹے گاؤں محبت میں مگر خاضن شہر ٹانک محبت آباد اور  
 ٹبری متبی ہے بھان کا جاگیردار ایک موزر سردار اسمین رہتا ہے اسنو اپنے رہنے کے واسطے اچھے اچھے مکان  
 اور باغ بنوائی ہوئی ہیں اس مقام پر کچہر کاری فوج بھی رہتی ہے تجارت بھی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے  
 معو و ڈیری کے علاقہ سے لوہا اگر محبت کہتا ہے اور یا محبت تھن بھان بنایا جاتا ہے جسکی خرید و فروخت کثرت  
 کے ساتھ ہے ٹانک کے علاقے میں بھی کھوان ٹھن کہو داجا علاقہ اسکا درہ زام کی ندی سے جسکو ٹوڑہ بھی  
 کہتے ہیں ہر اب ہوتا ہے مسلمان و مایا بھان تمام سے منہ ہر ای نام ہے **چودھوان** ضلع ڈیرہ ہما عیل خان  
 ڈیرہ ہما عیل خان میں بھی ایک قصبہ اونٹیں میل جنوب مغرب ہے ہما عیل خان اور چہن میل شہر کے  
 شمال مغرب کو آباد ہے ڈیرہ کے قصبوں میں ٹھہر بھی ایک نامی گرامی معو و مشہور قصبہ ہے آبادی  
 اسکی خوشنما اور اچھا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان و بلوچ اسمین محبت رہتی ہے۔



**ڈیرہ فتح خان** دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی بڑے دریا سے چند ان دور نہیں ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان بلوچ تھا جس نے آباد کر کے اس کو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار میمان کے آسودہ حال علاقہ زرخیز و مالا مال ہے روٹی افیون نشکر کی بھرت پیدایش بھی غلہ کی پیداواری کا کچھ حصہ حساب نہیں ہے **گور انک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے اور فاصلہ چوتھری میل ملتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاھری** قسمت دامن میں یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے شاہ گدر کے متصل اوس شرک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ بگرام گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہے اس مقام پر دریا سردی کے موسم میں ایک ہزار دس گز تک چوڑا ہوتا ہے اور بھار کے موسم میں اوس سے دو چندان ہو جاتا ہے زمین اس قصبہ کی بھرت زرخیز و سیراب ہے اور دریا کی طغیانی سے اوس کو بھرت فائدہ پہنچتا ہے **لوتی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ اوس شرک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریائے کوہیلا کی ایک شاخ نکلتا ہے **ماج گڑھ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات میں یہ قصبہ اوس شرک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوس کے درمیان ہے کوہ سلیمان کے عین بنیاد کے اندر ڈیرہ ہماچل سے بفاصلہ اونیس میل آباد ہے اس علاقہ کی زمین بگی اور پانی بھرت نزدیک ہے جس مقام پر ایک تپو زمین کو دین پانی نکل آتا ہے **میری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق یہ ایک قصبہ دہن کنارے دریائے سندھ سے اڑتالیس میل اور ملتان سے ایک سو بیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **میں خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ سے مغرب کے طرف بیس میل اور پشاور سے اکیسویں گیارہ میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق یہ ایک قصبہ دہن طرف دریائے سندھ کے اور پشاور سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ اکیس سو دو میل آباد ہے **راجہ ل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے ہے اور پشاور سے اکیسویں میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق یہ ایک قصبہ دہن کنارے دریائے سندھ سے بیس میل پشاور سے جنوب مغرب کو جو بیس میل آباد ہے **سنگو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق یہ ایک قصبہ دریائے سندھ کے دہن کنارے پشاور سے چھتیس میل سمت جنوب مغرب آباد ہے **ضلع بنوں** سرکار انگریزی کے ابتدائی عملداری میں یہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک ریگن تھا جس میں ضلع بنوں کو مل کر ضلع بنوں ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت رہا



ملک سیکندر کا لدا یا شہر شرام عرف گربھی علاقہ خفاک کے برابر کیا بعد ازاں مدت مدید تک یہ علاقہ دیران و سگل  
 پٹار یا پھر سلطان شمال الدین غوری کے وقت قوم سنی و متکلم بھارت سے اور ترک بھان آباد ہوئی اور انکی آبادی  
 کو جب پڑھو بریک عرصہ گذر گیا تو شاہ محمد روحانی کے مدد سے قوم نوزی کوہ شمال سے اگر بھان سکونت پذیر  
 ہوئی اور قوم سنی و متکلم سنی یہ علاقہ چور کر چلی گئی شاہ محمد روحانی سمجھو روی شاہ رکن عالم قریشی تانی  
 نمبرہ خواجہ محمد والدین ملتان کے خلیفہ آدمی خدا رسیدہ و صاحب مال قال پھر خلیک اولاد دوسرا اس علاقہ  
 میں سات گانو آباد ہیں و رہنبار دن آدمی اور نگر مرید ہیں علاوہ ہجری میں شانزادہ بھادشاہ اور نگر  
 عالمگیر کے بیٹے نے جو کابل کا ناظم تھا اسمک فتح کر کر اصالت خان کہلک صوبہ دار بنا یا مگر قوم نوزی نو سکو  
 نکال دیا پھر اسلحہ سحر میں خود شانزادہ بھان آیا اور کچھ مدت کے بعد گیا عرض نا در شاہ کے قوت  
 ملک و دشانی نظام اسمک میں ہوئی نا یا جب نا در شاہ آیا تو اس نے یہ قوت پر مایا کر آتے ہی میں گانو علاقہ  
 اور قتل عام شروع کر دی ہوا اس طرح سب تہر و ڈر گئے اور طاعت قبول کی احمد شاہ و تہر شاہ و قمر خان کے وقت  
 بھی یہ حال رہا اگر کوئی امیر فوج لیکر آیا تو معاملہ وصول کر کے لے گیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نواس نکیر کے  
 بھی ایک دفعہ فوج اپنی سپر کر دگی دیوان نامک نام کے اور سامور کی اول تو کچھ علاقہ اسکی تحت میں گیا  
 پھر جب چل نبون کے طرف ٹبری تو مقابلہ میں شکست کھائی ۳۳ھ میں رنجیت سنگھ مکھی فوج لیکر ادھر آیا  
 اور بلا مقابلہ و مجاہدہ کل ملک لایا لیکر ان نظام صبا کہ چلے ہوئے پایا پے در پے ناظم بھان آتے رہے اور  
 جو کچھ حقد ر ملا وصول کر کے لیجائے اچھو اور رعایا کچھ مطیع اور کچھ باغی رہے و لیپ سنگھ کے وقت جرنیل کے  
 و اوڈور و صاحب حکم زرنڈینٹ لاہور اسمک کے نظام کو اس طرح نامور ہوئی اور نبون نے کچھ صورت نظام کی  
 پیدا کی ۳۹ھ میں جھیلک انگریزی قبضہ میں آگیا اب اس نظام ہوا ہی کہ صد سال سے کبھی نہیں ہوا تھا  
 اس ضلع کے رہنروائے افغان بکثرت اور پشتو و پنجابی بولتی ہیں سو اخی اور نگر اور قومیں سید و قریشی و جاث  
 وغیرہ بھت کم ہو مند بھی بعض بعض سنیو میں آباد ہیں بلکہ تجارت کا کام مند و براجہ قوم کرتی ہے اور  
 افغان اس عہدہ کام کا کرنا عار سمجھتی ہیں **شہر ولپ گڈہ یا نبون** یہ شہر ضلع نبون کا  
 صدر مقام ہے آبادی اسکی کچھ پرانی نہیں ہے دوسری جوڑی شگڈہ نام کو اوڈور و صاحب ناظم نبون نے  
 حکم زرنڈینٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا ولپ سنگھ کے نام پر ولپ نگر رکھا  
 مگر اب یہ نام مشہور نہیں ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بازار کہتے ہیں اس قلعہ اور شہر کی تعمیر کے بعد  
 نبون میں جو تین سو قلعہ مشہور تھے سب منہدم کر دی گئی آبادی اسکی روز بروز ترقی پزیر ہو رہی ہے  
 ٹبری ٹبری مالدار و دکاندار و دکانین کرتی ہیں انگریزوں کی کوٹھیاں بھت بھت اچھوتے ہیں لہذا ان

و منرو صاحب کے وقت میں جنوب کی طرف آبادی شہر کی بڑھائی گئی فی الحال ایک ہزار دو سو چوبیس آدمی  
 اسمین آباد ہیں جنہیں سے نو سو دہل ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہیں کل خانہ شماری اس شہر کی ایک ہزار  
 چھپن ہے اور ان میں سے پانسو بیست گھر اور پانسو اکیس دکانیں ہیں چاروں طرف شہر کی گنج گیارہ فیٹ اونچی  
 دیوار ہے مگر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوسمیں پختہ بنائے گئے ہیں اور ایک سب سے پختہ  
 عالی شان غلام محمد خان تحصیلدار کی بنوائی ہوئی یہاں موجود ہے جسکی تعمیر پر نو ہزار روپیہ پانی کا خرچ  
 ہوا تھا اگر دنو اح شہر کا سیریب و سایہ دار ہے ہندو کی بہت شکر کن کے دو طرفہ طرح طرح کے درخت شیشم  
 و قوت وغیرہ لگائے گئے ہیں اور آئیب انار آڑو انجیر خوش ذائقہ و لذت دار پیدا ہوتے ہیں  
 قلعہ دلیپ گڑھ پچھ قلعہ شہر دلیپ گڑھ کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہویں ماہ دسمبر ۱۸۵۷ء کو  
 مسٹر اڈورڈ صاحب ناظم بنوں نے بحکم رزٹنٹ بہادر لاہور و دگرگرم سے جنوب کی طرف تھوڑی فاصلہ پر  
 اور نالہ مگھوٹ سے فاصلہ پونا سیل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دہرائنا ناٹھوینہوا اس طرح کہ اندر کا قلعہ  
 اکیس گز چورس اور دیوارین میں فیٹ بلند اور ٹو فیٹ چوڑی اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز  
 دور میں فیٹ بلند چھ فیٹ چوڑی اوسکی باہر تیس فیٹ عمیق خندق کمودی گئی ایسے موقع پر کہ غلام محمد  
 وہ خندق پانی سے بھر دیا جائے اور بعد تیاری کے دلیپ سنگھ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڑھ رکھا  
 اب قلعہ کا درجہ اندر ونی گرا کر باہر کا درجہ بحال رکھا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر سبب اسکے کہ بنوں  
 کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اوسکی ایسی مضبوط ہے کہ بروں قلعہ شکن توپوں اور محاصرہ مدت پر  
 کے دشمن اوسپر فتحیاب نہیں ہو سکتا عیسی خیل دامن کوہ ضلع بنوں کے ستقاق دریا کی سندھ کے  
 ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے ملتان سے فاصلہ اکیس سو ستتر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ  
 تترہ بھی کہتے ہیں بانی اسکا احمد خان زکو خیل ہے جتنی آباد اسوج سمیت ایکڑ اجیتی میں جسکو چالیس برس  
 گزری ہیں آباد کیا ہندو غلام کی بیویاری یہاں بہت رہتے ہیں کشمیریوں پر لاؤ کر دیراکے راستے غلام کمر وغیرہ کو  
 یجاؤ ہیں اور سبب اسکی کہ آبادی اسکی نشیب میں واقع ہے برسات کے موسم میں یہاں پانی کی کثرت ہوتی ہے کل قصبہ  
 کی عمارت میں رفران خان عیسی خیل کا مکان قابل دید ہے یہ قصبہ پر گڑھ کا مقام ہے اور گڑھ کی تحصیل کی یہاں ہوتی ہے  
 کل بیست گانوں اسکی مگر یہ عیسی خان کا مقلد کہلاتا ہے اسمیں چار ہزار نو سو چوبیس گھر اور بیست ہزار چار سو ننانوین  
 روپیہ آمدنی ہے تو انھوں نے زکو خیل راجی خیل و شاخ خیل نظام خیل محل یک و رنگی خیل و مچی خیل و کلو و پیر خیل  
 و ملا خیل اس قلعہ میں تھی یہاں ضلع بنوں میں پر گڑھ عیسی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اسمیں غم عیسی خیل سلطان علی شہرنگ  
 و خوشانی شاخاڑی ملاڑی و دودھی آباد ہیں انکے بڑوں میں سے عیسی خان نیاز علی کی اولاد قوم عیسی خیل

مشہور ہے شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہو کر امارت کے درجہ پر پہنچا اور بہت خان اعظم جاوید کا  
 خطاب پا کر پنجاب کا صوبہ دار بنا جب شیر شاہ مر گیا تو اسلام شاہ اور اس کی مخالفت ہو گئی اور فوج شاہی  
 اس کا مقام اٹھالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کھائی اور بڑی تباہی اڑھائی سجال خراب ہونے لگا  
 بمقام دسویں کے متصل کالہ باغ کے اگر شاہ گزین ہو جب فوج بادشاہی اس کے قبضہ کو آئی تو وہ بھاگ کر  
 کھٹرون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک ٹان رہا اور کھٹرون کے حامی بن کر بادشاہی فوج سے لڑتے  
 رہے آخر کھٹرون کی بھی استیصال ہوئی اور نیازمی بھاگ کر متحدہ عینی خان کے کشمیر کو چلے گئے حاکم کشمیر  
 اذکوٹ مفضو شاہی سمجھ کر اپنے ملک میں دخل نہ دیا اور فریقین میں لڑائی ہو کر عینی خان و بہت خان  
 اپنی بھائیوں اور فرزندوں کے مقبول ہوئے اس صدمہ کے بعد قوم نیازمی متفرق مقامات پر آباد رہی  
 اب بروہہ عرصہ دوسو ستر برس کا ہے قوم اس علاقہ پر قاضی و خلیفہ علی اتی ہے لکھی قسمت ڈیرہ قلات  
 ضلع بنوں میں روڈ کبیلایا تو جی کے جنوبی کنارے پشاور سے اکیس سو اسیل جنوب مغرب کے سمت کو  
 آباد ہے اس ملک کی بولی لکھی معنی دُم یعنی انہوں نے ہی ابتدا میں بھیہ نام موضع مینا خیل میں جوید اور  
 کا تھا جب فتح خان ٹوانہ نے بوقت کار واری سکھوں کو لگا لگا کے شمالی کنارے پر قلعہ بنایا اور جھانڈا  
 ٹوانہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اس وقت پرانی لکھی اور دیگر دیھات سے منہ دو وغیرہ رعایا لاکر قلعہ کے  
 شمال کے طرف صاحب خان نے ایک ٹوا آباد کیا اور نام اس کا احسان پورہ رکھا مگر وہ نام مشہور نہ ہوا  
 اور لوگ اس کو لکھی کے نام سے پکارتے رہے مدت تک وہ قبضہ آباد رہا ۱۹۲۳ء میں میاعت اڈا  
 جھڑ اور سلا کے رعایا نے مجبور پٹر اسٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کے مجھ درخواست کی کہ وہ اس مقام پر  
 قبضہ کی آبادی کو منتقل کر لیں صاحب نے اونکی درخواست منظور کی اور پُرانی جگہ مینا خیل کے پاس بھیہ قبضہ  
 لکھی آباد کر دیا تاہم زار نہ آیا اور ایک شافانہ بھی یہاں عام کے واسطے تعمیر فرمایا بھیہ قبضہ اچھا آباد اور  
 تحصیل کا مقام ہے یہ گنہ اس کا پر گنہ لکھی مروت کہلاتا ہے زمین اس پر گنہ کی ریگستان ہے مگر فائق کی قدرت  
 سے وہی ریگستان تھل میں گندم و نخود کی پیداوار سے عام ہوتی ہے اور سو جاگر بھان کا علاقہ لاکر دیھات ملان کو  
 کو بھائی ہیں اور ایک درجیب بھی ہے کہ اوٹیشون کے دو وہ سب بھان لکھی نکالاجاتا ہے اور لوگ اس کو کہتا ہے میں بھان اور  
 لکھی کہ اوٹیشون کے دو وہ سب بھان لکھی نکالاجاتا ہے زمین لکھی جو کہ وہاں تار و گبیلہ کا پانی ملے  
 دس دس کو تک بھائی ہیں اور بعض مقامات پر بارہ لکھی پانی تالابوں میں جمع کرتی ہیں اصل اسلام کی عملداری  
 سے بھان بھان اور پونانی لوگ ہر دو ر متوتھے اور انھیں کے ہی حکومت تھی سلطان محمود غزنوی  
 اور شہاب الدین غوری کے وقت وہ لوگ بھان سبھا وطن ہوئے ایک در قوم بوسے نام آباد ہوئے



مدت کے بعد۔ اونکو فرقہ سرنگ عیسیٰ خیل و نیازی نے اونکو ٹانگ کے طرف سے آکر بیدخل کیا۔ یہ  
 دونوں بھی نا اتفاقی ہو گئی اور قوم ہیار جو ایک شاخ نیازی قوم کی ہے وہ ببت یعنی حصہ اپنے کے قوم  
 سرنگ و عیسیٰ خیل سے قوم مروٹ کے پاس جا کر داد خواہ ہوئی اور اونھوں نے علاقہ کتہ داز سر آکر  
 اس علاقہ میں ملکیت اپنی جالی اب تین سو برس کے عرصہ میں مروٹ قوم برابر قابض ہی اس واسطے یہ علاقہ  
 لکی مروٹ کہلاتا ہے اس سرنگ کے شامل پانچ تہ اور تین چھل تہ **درمی** **یلا** **ہ** **یہ** ایک بڑا آباد قبضہ  
 جو شامل ایک چھتیس موضع اور تین چھن کل خانہ شماری چار ہزار چار سو چھتیس ہے اور تھاون ہزار اٹھ سو سی  
 روپیہ آمدنی ہے دوسرا تہ **طوطہ زمی** اس میں اٹھائیس گاؤں ایک ہزار نو سو تتر خانہ شماری اور پچیس ہزار  
 ایک سو پندرہ مالگنداری ہے تیسرا تہ **عمر خان خیل** اس میں چھتیس موضع شامل ہیں ایک ہزار تین سو  
 نیا نوین خانہ شماری اٹھارہ ہزار اٹھ سو پچاس مالگنداری جو چھ تہ **موسی خیل** اس میں اکیس گاؤں  
 ہیں دو ہزار چار سو تانویں خانہ شماری سولہ ہزار پچاس روپیہ مالگنداری ہے پانچواں تہ **نار** اس میں  
 گانو شامل ہیں چار سو باون خانہ شماری اور چار ہزار چھتیس روپیہ آمدنی ہے **بازار احمد خان**  
 تہوں کے علاقہ میں پہلے کی پٹی اور پرانا قبضہ دار الریاست اور مشہور تھا جبکہ احمد خان جد شاہ نرگ  
 نے ڈیڈہ سو برس کا عرصہ ہوا کہ آباد کیا تھا کہ اب بس ایک کدہ دار الریاست اور ضلع کامکان و جی  
 اور جمعہ کاملا اور عیدین کی نماز سے شہر میں ہونے لگی رونق و ایک ہی اس شہر کی کم ہو گئی ہے یہ قبضہ  
 نئے شہر سے ڈیڈہ میل شرق کی طرف **کالا باغ** کا نام ہے یہ قبضہ دربار سندھ کے عین مغربی کنارے  
 بھاڑ کے واسن میں آباد ہے بانی اس شہر کا شیخ اور قریبی میر عبد الرحیل نوری گویا مشہور ہے اس قبضہ  
 کی آبادی سے پہلے وہ مقام دہن کوٹ جو ایک مشہور شہر کالہ باغ سے ڈیڈہ میل آباد تھا تھا چھ  
 شہر سلاطین صدی سے غیر آباد ہو گیا تو شیخ ابو نے حسب الارشاد اپنی میر و شہر کے اسلام شاہ بن شیخ  
 بادشاہ کے عہد میں یہ قبضہ آباد کیا اور سکرت کرنے کے بعد اس کو پوتے بند علی اور بند علی کے بیٹے سلیم شاہ نے  
 اسکی آبادی کے طرف بھٹ توجہ کی **سلطنت** اور **نگ** **زب** **مالگیر** کے مبارز خان کہو کو قبضہ  
 حالہ میں ملا احمد شاہ درانی کے وقت سہمی معاذ خان ساغری جنگ کو ایک ہزار دو سو روپیہ کے عوض مالگیر  
 میں رہا گیا پھر **نہ** **سور** **شاہ** **مہار** **شاہ** **کابل** نے ملک محمد اعظم کو یہ قبضہ معاف فرمایا پھر جنگ کے  
 وقت متصرف ملہاریان بھیان ہوئی یہی ملکہ ملک الہ یار خان رئیس کالہ باغ کو گذارہ ملہاریان ملکہ  
 میں میں ہزار چار سو اٹھائیس روپیہ کے رومات الہ یار خان کو سجدین حیات معاف ہوئیں مگر بھٹ ملک  
 تو وہ گذارہ سندھ و دہوا ملکہ نظر قدمت اور جن خدمت اس خاندان کے ساحلی دو ام کی تمام ملک قطع

اوسکے بیٹے کے منظور کی گورنمنٹ قرار پائی۔ قصبہ کالا باغ بڑی تجارت کی جگہ اور منڈی کا مقام ہے منڈی اور راجی سلمان بھانگلر سا ہوکار اور تاجار ہیں برتن جیان اچھے بنے ہیں آہنگری کا کام صحت خوب تاجر روئی کا کثیر جبکہ سلاخی دلاہ کہتے ہیں جیان تختہ باجاتا ہے رسمی کپڑے بھی اس قسم کے صحت خوب ہیں دریائی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو البتہ ضرر ہو چکا ہے بازار کو چھٹھ کے تنگ اور آناؤ کی گنجائش ہے عمارت اگرچہ عام ہے مگر آباد مقام ہے مکانات دو منزلہ مندرجہ صحت بھی سوئی ہیں گرمی کے دنوں میں بیاعتدال اس کو ہوا اور مقابل ہو تو آفتا کے باوجود قرب دریا کے دہوت کی شدت ہوتی ہے دو درخت بڑے بڑے کے اور چند درخت چھلار کے مقام پر جیان ہوائی اونکی شہر کے اندر اور باہر کہیں سایہ کا نام نہیں ہے اور نام اسکا کالا باغ صرف اوہنیں دوڑہ کے درختوں کے سبب مشہور ہے تنکین بھاڑ کے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے جیان واقع ہے دریائے سندھ بھاڑ کے اندر تین سو بیس گز تک جوڑا ہوتا ہے شرک جیان کی سو فیٹ اونچی دریا سے بھاڑ کاٹ کر بطور سٹریٹوں کے بنائی گئی ہے گز تک شہر کی کہلا ہوا اونٹن شکل تمام گزر سکتا ہے اور نمک کان نمک سونکا لکیر تھا مارمی جو دریا کے بائیں کنارے جو کالا باغ بفاصلہ ایک میل شمال مشرق کو بھاڑ کے اوٹ میں واقع ہے جمع ہو کر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھ ہویا پری خرید کر سندھستان و افغانستان کو لیجاتے ہیں گنگا و بھاڑ کا جیان سے نمک نکلتا ہے صحت صاف اور چلتا ہوا بلور کے طرح ہے پیشکری بنانے کی کارخانہ جیان صحت جلدی ہیں جو کالے رنگ کے تہر مٹی ملے ہوئے سے آگ میں جل کر بناتے ہیں کالا باغ میں چوہ کا رہنا واسطی صفائی ایسی اسے قسم کے حوادث کے موجود ہیں دریائے سندھ سال بھر جیان صحت عمومی اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قصبہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہے ملا علی بنون کے ضلع میں بھی ایک قصبہ اس شرک پر جو شاد سے غزین کو جاتی ہے شہر شاد سے بفاصلہ ایک سو تین میل آباد ہے شہر کا ایک بڑا آباد قصبہ ضلع بنون کے میدانی علاقہ میں مغرب کے طرف دریائے سندھ کے شمال بھاڑ کے بنیاد میں آباد ہے گھروں دوکانوں و بازاروں کے عمارتیں تختہ بنی ہوئی ہیں شہر کے گز شہر بھی تختہ بنی بازار میں تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے افغانستان کے سودا گروں کی ہمیشہ آمد و رفت ہوتی ہے کہ دونوں اسی علاقہ اسکا خاستہ روز خیر آباد و سرسبز ہے شاو ریحہ ایک بڑا نامی شہر شمال مغربی مہاراجپوتانہ شہر لاہور سے دو سو پچیس میل شمال مغرب کو دریائے سندھ کے وسط کنارہ پر واقع ہے اور وہ خیبر کے درمیان اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے شرق کے طرف آباد ہے آبادی اسکی بھٹانی ہے جو بنیاد نہیں ہونا کہ آیا کہنے چلو چل اسکی آبادی کی بنا کہی تھی منڈوں کا بھی قول ہے کہ پہلو نام تھا

پرسا دہ تھا اور پیرام اوتارنے اسکو آباد کیا اور قلعہ جبر و دہ پیرام کے باب محمد گن نے بنایا اور اس  
اسکی آبادی کا یہ ہوا کہ دارا کے وقت سے وہ خیر کے رہتے پے درپے ملے ایرانی و یونانی و ترکیوں  
کے منہ کے ملک پر ہونے لگو تو منہ کے راجوں کو اس بات کا نہایت خیال ہوا اور وہ تجویز ہوئی کہ درخیز  
کے آگے ایک بھاری فوج کی چا دنی مقدر ہوا اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے خواجہ فوج مامور ہوئے  
اور شہر آباد ہو کر پیرام کے حکم سے پرسا و نام رکھا گیا اور بعضوں کی یہ تقریر ہو کہ جب راجگان منہ  
فوج کی چا دنی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو چا دنی کا نام پیش آور قرار پایا  
اسکی کہ منہ کے چا دنیوں سے جسکے پیش بھی چا دنی تھی اور باعث ہمیشہ قیام رکھنے فوج سے یہ شہر بھی پیش  
نام آباد ہو گیا اب پیش آور کے نام کی تحفیف ہو کر شاہ و مشہور ہو بعض عقلمند یہ کہتے ہیں کہ اصلی نام  
اسکا پرشور ہو گیا معنی کہ جب راجگان پنجاب و منہ کے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ لڑا سان جنگ لڑا  
ہونے لگے تو منہ کے راجہ مسلمانوں کے ساتھ اسی مقام پر لڑتے رہے اور کوئی زمانہ خالی نہیں جاتا تھا  
کہ اس سرزمین میں شورش فساد و لڑائی نہیں ہو رہی تھی اس لئے اہل منہ نے اس خطہ کا نام خطہ  
پرشور رکھا و یا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اس ملک پر جایا تو وہی ابو علی سجوری کو جہان نام  
کا نام مقرر فرمایا اسنی شہر کو خوب بسایا و در و در سے تجارت کا مال منگوا یا اسکے بازار کو دارالتجارت بنایا  
غزنوی سلطنت کے بعد شاہان مغربی اور فوج مغلیہ کے پے درپے حملوں سے اس شہر پر بڑی بڑی حد  
ہونے لگی آبادی کہیں ویران ہو جاتا و ایرانی کا باعث تو یہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس شہر  
پنجاب پر حملہ آور ہوتی تو پہلے پہل ہاتھ اور لٹکا اسی شہر کے قتل و غارت پر دراز ہوتا اور آبادی کا یہ  
کہ چھوٹے سے امر کے وقت بھی شہر والے لوگ بھڑا کر اپنی مکانات سینہاں لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ  
ملکوں کی تجارت سے تھوڑی سے عرصہ میں فائدہ کثیر حاصل کر کے بھڑا آباد ہو جاتے اور پہلی غارت شدہ مال  
کا غنم بالکل اونکر دل سے جاتا رہتا کہ بادشاہ کے وقت اسکی آبادی میں بڑی ترقی ہوئی اور بس مقدر ہو  
چا دنی فوج اور تعمیر ہونے قلعہ انکے مغربی بادشاہوں کے حملے بالکل رخم ہو گئے اسلئے آبادی اسکی بڑھ گئی  
اور پہلی تو تاریخ اکبر بادشاہ کو دوسرا بانی اس شہر کا لکھتے ہیں شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب  
آباد کیا ایک باغ شاہی تعمیر کیا و بادشاہ نو اب علم و امتحان امیر الامرا نے بھی شہر بڑی  
عمار میں عالیشان تعمیر کیں اور شہر کے رونق اور بھی زیادہ ہو گئی بعد میں سلطنت عثمانی کے چاہ  
ورانی کی فوج نے اسکو کئی مرتبہ لوٹا مگر جب یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے ساتھ شامل ہوا تو بھڑا آبادی کی  
ہو گئی جب رنجیت سنگھ نے اس پر قبضہ پایا تو بھڑا اسکی بربادی کا وقت آیا اسکو ہوں نے قلعہ بالا حصہ بسا دیا

میں بن مقبرے جو میان عالیشان گراوین محلہ کے محلہ آگ لگا کر جلادی ٹہبے ٹہری باغ جو ہزار ہا پر یہ  
 کی تیار کی تھی اونکے درخت بڑے سے اوکھاڑ ڈالے شجر کو ایسا ٹوٹا کہ کوئی بھی اونکے ماتھے سے چھو نہ  
 باعث سخت گیری محصول اور بتیانوں سکھا شاہی حکم کے سوداگر دن کا انا بھی ہو خوف ہوا چند سال کے بعد  
 جب دلیہ صاحب ناظم بنکر آتا تو اسنے پھر یہ شجر لیا یا بار چڑا ہوا یا پرانے پھرین جو خراب و رند ہو  
 تختین و پھر جاری ہو میں اس وقت علم سے انگریزی حاکم سپر حکومت کرتے ہیں ملک آباد و عایاد شاہی  
 ضلع بنار و پرا آباد ضلع شمال و مغرب و جنوب کے طرف بنار اور مشرق کے حد پر دریا بہتا ہے پھرین  
 کہند ہوا ہے اکثر سطح دریائے گاہل جھک لٹا آئینے میں مندرجی حد بندی سے لگا کر مشرق کی طرف بہتا ہو اور  
 سندھ میں قلعہ انگ سے بغاوت دیکھ دیکھ آں ملا ہے اس دریا کے وسط میں واقع ہونے سے اس ضلع کو سطح  
 کے دو حصے ہو گئے ہیں حصہ شمالی میں پرگنہ شہت نگر و یوسف زئی اور اسی حصہ میں غرب کی طرف دریائے  
 سوات اور دریائے گاہل کے پھرین ایک دو آب واقع ہو گیا ہیں پرگنہ حصہ شمالی میں آچکے حصہ جنوبی میں  
 پرگنہ داؤد زئی و شاہ نور و نوشہر ہے پھر حصہ پرگنہ یوسف زئی میں قوم کال زئی اور دولت زئی آباد  
 ہے اور ملکیت بھی انھیں کے ہے اور پرگنہ شہت نگر میں محمد زئی اور دو آب میں قوم گلیانی وغیرہ رہتی ہیں  
 حصہ جنوبی میں قوم داؤد زئی و طویل و فہمد و خٹ رہتی ہیں خاص شہر شاہ و زمین متفرق تو میں ہندو  
 مسلمان اکثر انھیں میں انھیں مقام برہمہ و اگر کی ٹہری منڈی ہے افغانستان و ترکستان و ایران  
 وغیرہ ملکوں سے اسباب سوداگری مروجات بادام انگور سیب انار پنبہ کشمش خشک و دلتی پوستین سمور بنجام  
 جوہر شہری گانے گھوڑے قسم قسم کے پارجات پشمینہ و ریشم پارجات ریشم وغیرہ اٹکے گفتگو  
 اگر چہ شہر ہے مگر بار و دھبی بولتے ہیں پھر پانی کی شہر میں پھرتی ہے اور پار طرف شہر کے بھی جاری ہے  
 کل علاقہ شاہ و کابلہان میں منہ پٹیل چوڑا ان میں نوے میل کل سطح و دھار میں سو چوبیس میل آباد  
 کل چار لاکھ پچاس ہزار فیضان آدمی ہے آب و ہوا بھان کی گرمی کے موسم میں گرم ایسی ہوتی ہے کہ  
 الہ مقیاس موسم سایہ کے اندر اکیسواں درجہ تک پہنچ جاتا ہے گرم لوست جلتی ہو کل سطح زمین کا دریا  
 کامل و دریلے سوات و زو و بار اسکے پانی سے سیراب ہوتا ہے سید واری ہر ایک قسم کی بھان ہند  
 ہوتی ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں نہیں ہوتی پانی بھان کا ذراعت کی پرورش کے باب میں بہت  
 سفید و بعض بعض مقامات پر کنوئیں کے ذریعہ سے بھی ذراعتوں کو پانی دیتی ہیں پھر سیدائش بھار  
 خوشالی بنکر شلغم کوئی چار کھاس پتی خروڑہ بروز کہرا کہ و تل راتھی سرسوتی شامبوت جید و انار  
 اور گوارا وغیرہ ریشم بھان باغیچہ پیدا ہوتا ہے و دباڑا کے کنارے کے کنارے پر ایک قسم کا بھان خانو

ایسا ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم میں کہیں نہیں ہوتا بلکہ اس کے وقت وہ بہت خوشنودار تھا اور دیکھا جاتا ہے  
 شادری گڑھ ہندوستان ہوتا ہے کوئی مردانہ و بوریہ دیکھا جیسا کہ بہت تھنہ و باریک ہی جاتی  
 انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کی سمت کو ٹہری مٹی چوڑی مٹی ہوتی ہے تھنہ ساڈی دس ہزار فوج جیسا  
 رہتی ہے وہ وٹھین گورون کی اور ایک تو سجا نہ بھی ہو جو درمیان ہے خاص شہر کی آبادی ترین ہزار  
 و دوسو سجانوں ہے جنہیں ہزار سات سو چھ ہندو اور باقی مسلمان ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے  
 ایک ہزار اڑسٹھ فٹ ہے اگرچہ پہلے قدیمی مکانات کی عمارات جیسا کہ بہت ہیں مگر انگریزی وقت میں بھی  
 اچھے اچھے مکانات عیاشیان بنی ہیں انگریزوں کے کوٹھیاں دیہادنی کا حاطہ مورچہ بند بنا گیا ہے اکھیر  
 جہادنی کے فوج کی بارکھن میں رہنے والے قلعہ میں سیکہ نہیں بتا ہے شادری کی جیل سے جاسیابانی پہلا گیا اور  
 کناروں پر ذخیرے درختوں کے لگائے گئے۔ شادری میں چوب دیوار کی لکڑی دریاسوات اور دیکھا  
 کامل کے ذریعہ سے بہت آتی ہے جسکے ہزاروں روپیہ کی خرید وخت ہوتی ہے علاقہ دیوسف زئی سے قسم  
 اول تھا کو اگر فروخت ہوتا ہے۔ شادری کے قدیمی مکانات میں سے ایک مکان گورکھ پوری جو کہ گورکھ  
 کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سڑک بھی سچتہ بنی ہوئی ہے قلعہ بالا حصار کا اگرچہ سکھوں کے گروا دیا تھا مگر چورنگ  
 نے دوبارہ بنوایا وہ دوسو بیس گز مربع ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں چار دیواری اور خندق  
 سچتہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی سبٹھ فٹ باہر سے تیس فٹ ہے اندر کے درجہ میں تہ خانہ و مکان  
 سیکہ زین وغیرہ بہت بنی ہوئی ہیں دروازہ قلعہ کا شمال کی طرف اور دروازہ کے اوپر ایک بالا خانہ بنا  
 ہوا ہے یہ قلعہ شہر سے باہر جہادنی کے طرف واقع ہے باغ و زیر کا بھی قابل سیر ہے گریب سادہ و جانم عمارات  
 شیشہ خانہ وغیرہ کی خوبصورتی اسکی نہیں رہی شہر کے جنوب و مشرق کی طرف بہت باغ ہیں اور بوہڑ ہا  
 عالم لال زار اور رنگارنگ شگونے نظر آتے ہیں جامع مسجد شہر کے اندر بہت سچتہ موجود پتھروں کے بارانہ  
 کو تو اکی کا نیا مکان سچتہ بنا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و رونق دار ہے بڑی ٹہری  
 عمارتیں عالی شان بنی ہوئی ہیں انکوڑا اچھے قصہ شادری کے متصل دریائے کامل کے دھنر کناری اوس ٹہری  
 جو ایک سو شادری کو جاتی ہے ایک سے شمال مغرب کی سمت کو بافاصلہ بارہ میل آبادی **سچتہ گڑھ**  
 ایک قلعہ علاقہ شادری و قلعہ جبرود سے ایک میل شمال مشرق درخیز ہے بہت نزدیک موجود ہے سچتہ  
 قلعہ بہت ننگے کے ظہر سے ناظم بنا ورنے ہوا تھا صورت اسکی مشیت بھلوی قلعہ کے اندر اچھو اچھو مکانات  
 عمدہ قابل مقابلہ دشمن کے بنی ہوئی ہیں سچتہ گڑھ ناظم شادری نے اسکے اندر ایک کنواں بھی کھودوایا  
 گروا دیا جو بہت سو عین کھودنے کے بھی بانی نہ تھا اس قلعہ کے اندر باہر سے دیکھنے کے بانی آتا ہے اگر



پانی باہر سے دشمن بند کر دیو تو قلعہ خود بخود مضبوط ہو سکتا ہے رنجیت سنگھ نے صرف خوفِ حملہ کا بل کے بعد قلعہ  
 بنوایا اور فوج اس میں مامور کی تھی پہلے اس سے نصیری لوگ درہ خیبر سے نکل کر پشاور کے رہا یا کو لوٹ گیا  
**فتح گڑھ** قلعہ پشاور میں درہ خیبر کے بلندی کے پاس ہے ایک قبضہ اٹھارہ میل پشاور بہشت  
 جنوب باد ہے کہوڑا **اثر** یہ ایک چوٹی سی بستی دہشتے کنارے دریا سے سند کے قلعہ تک  
 سے جنوبِ غرب کو گیارہ میل پشاور سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر آباد ہے متصل اسکے دریا سے سندہ کا گڑھ ہے دیہا سہیلیاں  
 نہایت تیز چلتا ہے اور گردبار پشاور ہے کہ اگر کشتی اس میں آجادی تو گہریوں چرخ کے طرح چکر بٹا دے گا  
 دریا کا بھیاں ایک بلندی سے بستی کو گرتا ہوا انحصار شور کرتا ہے اور عمیق دریا کا بھرہ ایک چوہیا سی فٹ کے  
 ہے اور چوڑائی سو فٹ اور اسے تنگ خوفناک مقام میں تیز روی دریا کی اس قدر ہے کہ پانی دریا کا  
 ایک گھنٹہ میں دس میل کا راستہ طے کرتا ہے اور بھانے چہ میل تک برابر رہتا دریا کا اس طرح خوفناک علاقہ  
**بہشت** نگر ضلع پشاور ہے ایک شہر قبضہ اور آباد مقام ازبائی لٹہ کے دہتر کنارہ شہر پشاور سے شمال کی طرف فاصلہ  
 تیس میل آباد ہے تحصیل کی کھری ماتحت صاحب ضلع پشاور کی بھیاں ہوتی ہے جو بکشت کے لفظ کے معنی آئندہ میں ہے  
 مات نہیں ہوتا کہ ایسا نام اس کا واسطی رکھا گیا بعضوں کا قول ہے کہ اصل نام اس کا بہشت نگر تھا کثرت استعمال سے  
 بہشت نگر مشہور ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ آٹھ بھائیوں نے ملکر اس کو آباد کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بعد آبادی کے اول  
 آٹھ قومیں اس میں آباد ہوئی تھیں اس سے بہشت نگر مشہور ہو گیا **چروہ** یہ ایک چوٹا سا قبضہ ضلع پشاور میں  
 خاص پشاور سے چوہہ میل بہت مغرب خیبر کے درہ کو متصل آباد ہے وہاں ایک بچہ قلعہ شاہوں کے وقت کا بنا ہوا  
 ۱۳۷۷ء میں یہ قلعہ رنجیت سنگھ کے فوج کے قبضہ میں آیا سو اس پر دوست محمد خان والی کابل نے اس کو لے کر واسطی  
 کی اس وقت سکھوں نے بھی بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور سرسنگ ناظم پشاور مارا گیا مگر باوجود اس فتح  
 کے سردار دوست محمد خان بھی پشاور پر قبضہ نہ کر سکا اور کابل واپس چلا گیا سو واسطی سکھوں نے ایک اور قبضہ قلعہ شرقی  
 جہود کرنا یا اور فتح گڑھ نام رکھا کہ اب تک موجود ہے بلندی بہت عام کی ہند کو واسطی کی پڑا چھوٹا ہے قلعہ شرقی بہت  
 قبضہ شرقی کے چوکوں کاٹ سو پشاور کو آتی ہے چوہہ میل جنوب کی طرف پشاور کے آباد ہے بھیاں ایک بچہ قلعہ  
 بنا ہوا ہے جس میں محافظ سرکاری رہتی ہیں **شہساز گڑھ** پشاور کے علاقہ میں ہے ایک قبضہ دریا سے سندہ  
 کے دھوکنا کے شمال مغرب کو چھتیس میل اور شہر پشاور سے شمال شرقی کو پندرہس میل آباد ہے **شہساز** قلعہ پشاور  
 کے متعلق ہے ایک قبضہ دھوکنا کے دریا سے لے کر شہر پشاور سے اٹھارہ میل شمال شرقی کے طرف آباد ہے  
**غوث شاہ** قلعہ پشاور کے متعلق ہے ایک قبضہ دریا سے کابل کے کنارہ قلعہ انگ سو اٹھارہ میل شمال  
 مغرب کو آباد ہے ۱۳۳۸ء میں اس مقام پر افغانی ملکہ دشاؤں کی فوج نے رنجیت سنگھ کے ساتھ لڑائی کی یہاں سکھوں

جہاں نکلی اور سیکڑوں کو قتل ہوئے ہو سطور دوسری ٹرائی میں بذات خود نہایت سنگینے جا کر کوشش کی  
 دو رافغانوں کو متفرق کر دیا اور نوٹھرہ پر قبضہ پا کر بھان ایک قلعہ بنوایا جہاں مہتمم جنرل اولیوولہ تھا  
 قلعہ کے چار برج اور دو ہرے ددے ہیں چھاونی فوج انگریزی کی بھان بھی بنی ہوئی تھی اور فوج  
 نامور رہتی ہے شہداء میں ریامین ہتھدر غنائی ہوئی کہ چھاونی تھک پانی ہو نیم گیا اور بارگین ہندم  
 جگہ گین کوٹاٹ شاور کے قسٹ کے متعلق تھک ایک شہر رستی اور ضلع کا مکان جو صاحب ٹٹی شہر  
 سعہ اینی سسٹون کے بھان کھری کرتے ہیں تھک شہر شاور سے دکن کی طرف لاہور سے دو سو میل شاور  
 سمٹ کو آباد ہے علاقہ اسکے ضلع کا چھار دن سے گھر ایسے اسکے اور شاور کے درمیان آفریدی بھار کا سلسلہ  
 مشرق کو کا صاحب کی زارت تک چلا گیا ہے اس موقع بھار مقبوضہ آزاد قوم کے واقع ہونے سے نقشہ  
 سرحدی ملک مقبوضہ سوکار انگلی بھی میں تھک ختم اور پیچ معلوم ہوتے ہیں اس ضلع کے حد شرقی اور جنوبی میں  
 قوم چنگائی و بولاق آباد ہے اور باقی قوم ہنگش اور اورک زئی رہتی ہے سرحد شمالی و مغربی پر قوم زیدی  
 و اورک زیدی آباد ہے اور دن میں سکونت رکھتی ہے اور بسٹ اقم ہونے واقعات سرحدی چھاونی فوج چنگائی  
 کے ہمیشہ کے واسطے بھان ہر ہے حد شرقی و غربی اس ضلع میں تحصیلیں ایک خاص کوٹاٹ اور دوسری تحصیل  
 ہنگو متر میں ہنگو کے برگہ میں چانول تھک ہی اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں اور نیز ایک قلم تھک اس ضلع کے علاقہ میں  
 بھار سے نکلا ہو چکوا پانی میں جویش دیکر مونیائی بناتے ہیں اور سبز رنگ تھک کی کان بھی واقع ہیں جس  
 تھک نکلا لکڑا فغانستان وغیرہ میں فروخت ہوتا ہے تھک علاقہ ٹرا آباد و زرخیز ملک جو دریائے کابل سے ملتا ہے  
 نالون کے اسکو سیراب کرتا ہے شہر کوٹاٹ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک بھار سے نفل کے چٹے جاری ہیں  
 اور ایک حدہ کان گندہک کی بھی موجود ہے شہر کوٹاٹ کے پاس ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اور میں سرکاری  
 فوج رہتی ہے اور صاحبان سول کے رہنے کے مکانات بھی قلعہ کے اندر بنا ہو گئے ہیں اس شہر کے پاس پانی  
 کے چٹے تھک جاری ہیں گر مونیائی اور جنٹون کا پانی ایسا سرد ہوتا ہے کہ بیا بھین جاتا سردیو نہیں ہی  
 جے گرم ہو جاتے ہیں بڑے بڑے بتیان اس ضلع کے تھک ہیں ہنگو ستر زئی شہری محمد زئی فوج و دوہ  
 کرک بھار جنرل اتھیر بھی نفل گریب ہونے علاقہ کو ہٹانی کے مردم شماری کل ضلع کی ایک لاکھ اڑتیس ہزار

## ساتویں تقسیم شاور وولان کے دریاؤں وچند یون سرحدی بھاروں کے تھک

اس علاقہ کے دریاؤں اور بھاری ندیوں میں سے دریا کے کابل ہے اسکے افغانی لوگ جو بھی تھک  
 آغا ز اس دریا کا چشمہ جو شیر سے ملتی ہے تھک ہزار ہا سو فیٹ کوہ ستر کے اندر بنا دی گئی ہے اور اس چشمہ

یہ نکل کر بھٹ پر آئی دتیری کے ساتھ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چھٹے شیر سے بانی اسیمینت داخل ہو کر دریائی صورت اسیمین ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت خرچ اس دریا کا حشہ جو شیر ہند میں ہو گیا ہے جو شیر ہند بارہ میل پرے اصلی چشہ اسکا کوہ اوند کے اوجھی گھاٹیوں کے اندر ہوئے نکل کر چوٹی سے نکل کر طرح بہتا ہوا جو شیر کے پاس آتا ہے اور اسکا پانی لیکر ایک چوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہاں سے بابا بکم آباد چلتا ہوا بعد قلع کرنے راستہ ساٹھ میل کے قابل تک پہنچتا ہے پھر کابل سے آگے کچھ چل کر دریائی لوہ گدہ پہنچا اندر سے اگر اسیمین مچاتا ہے لوہ گدہ کے ٹپے سے بڑی تیزی و پراپی اسیمین ظاہر ہو جاتی ہے پھر کابل سے سو خرچ فصا صید چالیس میل دریائی پونجہ پیر منی چشہ سے اکیسویں میل کا راستہ طر کر کر اسیمین آ پڑتا ہے پھر شمول کے مقام پر بندرہ میل نیچے ڈریاے گویا اپنی چشہ سے اسی میل طے کر کر اسیمین ملتا ہے پھر اس شمول سے بیس میل نیچے دو ماہی ہو ندین علی شنگ علینگ اپنے اپنے چشموں سے نکل کر بھاڑوں کے اندر ہوتے ہوئے اسیمین آ پڑتے ہیں طول اور شہ ان دونوں ہوئی ندیوں کا اوندکی چشموں سے لیکر دریائی کابل کے شمول تک اکیسویں میل شمار ہوا ہے پھر وہاں سے بیس میل کا راستہ چل کر دریائی سرخ اپنی چشہ سے ستر میل کی مسافت طر کر کر اسیمین داخل ہوتا ہے چونکہ اس دریائے بانی کی سرخ رنگت ہوا اسو اسطی اسکو دریائی سرخ کہتی ہیں پھر وہاں سے بیس میل شرق کے سمت کو بھگدو دریائی کاما اسیمین آ جاتا ہے جسکو دریائی کوڑ بھی کہتی ہیں جو اول خیرال بھارٹو نکل کر کوہ کاوڑا میں بہتا ہوا ایمان آتا ہے اور دریائی کابل کا مددگار بن جاتا ہے اسقدر دریائوں کے شمول کے سبب چشہ برابر درجہ بدرجہ تیزی و تندہی و پراپی و عرض و طول میں بڑھتا ہوا اور شرق کے طرف کو راست لیتا ہوا کوہ سفید کے گھاٹیوں اور جنوبی ڈیلوں گھاٹیوں کوہ ہند و کش کے اندر ہوتا ہوا کوہ کابل کے مشرقی کنارے تک پہنچتا ہے اس راستہ میں بھی دونوں کناوون سے اسکو بھٹ سی چوٹے چوٹے ندیاں اور چھوٹے چھوٹے نکل کر اسیمین داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ اس مقام پر چوڑاں اسکی بھٹ سی ٹکری باعث اسکو کہ اسکے تھ میں بہر بھٹ اور تیز روی عنایت سخت سی وہاں بھٹ قابل جہاز رانی کے محض ہے بلکہ یوں کہے تو نیا کر لوگ دریائی و ترن میں بعد از ان بھٹ دریاد داخل ممالک پر حکومت سرکار انگریزی ہو کر تین شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور وہ تینوں شاخیں ایک سرے سے علیحدہ بھٹ کر ملک کو سیراب کرتی ہوئی مقام و بندہی اسیمین مل جاتی ہیں اس مقام لیکر دریائی سندھ کے شمول کے مقام تک بھٹ دریائی چوڑا اور عین قابل جہاز رانی کے ہوا اور تری ٹری کشتیان جنیر جو دہ سو سن تک بوجہ لدا ہوا ہوتا ہے اس میں ملتے ہیں عین و بندہی کے مقام پر شمال کی طرف سے لدا ہوا ہی ہیں اگر گرتا ہے دریائی لدا کو دمان دریائی چیم کوہ بھی کہتی ہیں بھٹ دریائی لدا کوہ ہند و کش کے لیس نکل کر اس مقام سے نکلتا ہے کہ جو اب تک جنوبی و ریافت محض ہوا جب نانی بھٹ است طر کر ناموا ہوا ہے

کے سمت کو آتا ہے تو گوشہ شمال و شرق سے دریای سوات اگر اس میں شامل ہوتا ہے سو اس کے اوپر بھی چوٹی چوٹی  
 ندیوں اور چشمیوں کے پانی بائٹاے زاہ اس میں شامل ہوتی چلیے آتے ہیں پھر دریای گنداپہ چشمی سے درون پور  
 کا راستہ طر کر بمقام دو بندہ دریای کابل میں آتا ہے پھر دو بندہ می سے جالندیس میں شرق کے طرف جھک  
 دریای سندھ کے مغربی کنارے سے بمقام انکے سندھ میں داخل ہو جاتا ہے کل طول اور راستہ دریای کابل کا  
 چشمہ سے لیکر دریای سندھ کے شمال تک میں سو بیس میل شمار ہوتا ہے **کوہ چمک** اس علاقہ کے مشرق  
 میں دریای سندھ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ نہیر کی شکل اس بھاڑ کی بطور وہ کے  
 ہے اور میدان کم زمین نامہوار اور بھاڑ ہے اور شاخیں قوم مند زئی اور سمین آباد ہیں مشہور ہیں کہ  
 اٹھارہ ہزار آدمی اسمین رہتا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم بنو ال پہنچ جاتی ہے ۴۔  
**کوہ منجھیر** یہ علاقہ جملہ کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف ہنگو دریای سندھ شمال ملک  
 سو اتھہ مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چاروں طرف اسکی اونچے بھاڑ ہیں جنہیں سے شمال کی طرف کوہ الیم  
 و کوہ دودھ سرمنڈر کے سطر سے دس ہزار انکیو بائیس فیٹ بلند ہیں جہیں اس کے بطور وادی کے زرخیز  
 زمینیں واقع ہیں ملک نامہوار و دشوار گزار ہے آب ہوا اسکی معتدل ہے مگر اونچی بھاڑ دن کے اور سرد  
 برسنی برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک میں قوم یوسف زئی کے شاخیں اس طرح آباد ہیں کہ مشرقی حصہ  
 میں شاخ جبر زئی شمال میں گداہی زئی مغرب بالا زئی جنوب میں نوری زئی وسط میں عایشہ زئی وادی  
 رہتی ہیں اگرچہ کل قوم کا آپس میں کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دھم کے واسطے سب آپس میں یک دل یک جان  
 ہو جاتے ہیں عباد اور ملک کی اوسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سو اتھہ کے ملک سے غلہ  
 لاتے ہیں بکری و بٹیری بھرت رکھتی ہیں شیش ہزار اسلحہ بند مرد میدان رہتا ہے بارہ سو قومی نیل تک سوداگر  
 و ماں لیا کر فروخت کرتے ہیں **کوہ سو اتھہ** اس علاقہ کے حدود اور بعد اسطرح ہیں کہ شمال سے  
 کوہستان لڑم جیکے اوتر کے طرف علاقہ دیہے مشرق کے طرف وہ بھاڑ جسکا سلسلہ دریائے سندھ تک پہنچتا  
 جنوب کی طرف ملک نہیر تحصیل یوسف زئی مغرب میں علاقہ اڑنگ بڑنگ و اتان خیل و باجوڑ واقع ہے  
 سو اتھہ کا ملک بھاڑ دن کے اندر بطور درہ کے ہے طول اسکا جنوب مغرب سے شمال شرق تک پچاس میل  
 عرض تین میل علاوہ اوسکی جنوب و شمال کی طرف اور بھی بھاڑی علاقہ اوس ملک کے متعلق ہے اور اون  
 بھاڑ دن سے جو درے سو اتھہ کے وسط کے طرف آتے ہیں اونکو اندر بھی درو ورت تک آبادی ہے  
 گئی ہے اس ملک کے وسط میں مغرب کی طرف دریای سوات جھتا ہے اور دریائے دودھ کا زون کے اوپر شمالی  
 و جنوبی بھاڑ تک برابر زئی زمینیں ہمارے چلے جاتے ہیں اس دریا کے سوا اور بھی بہت سے چوٹیاں

شیرین و شفاف ہمیشہ جاری رہتی ہیں جسے زرے زمینیں سیراب ہوتے ہیں پیداوار بھیاں مکی پانول  
 بکثرت گھون بھی ہوئی جاتی ہے دریائے سوات کے جنوب و شمال کے طرف داسن کوہ میں بھت سی گائون  
 آباد ہوتے چلے گئے ہیں اور سواتھ کے اندرونی ملک میں زیادہ تر قوم اکوڑی نسل پویشہ ذی اس تفصیل  
 سے رہتی ہے کہ دریائے شمالی طرف شاخ خوجوڑی اور جنوب کے سمت کو باڑدزی اور کوہستان جنوبی تعلقہ  
 سوات میں قوم رانی زئی اور بابی زئی آباد ہے مشرقی حدود سیماہر قوم گوجر کوہستانی رہتی ہے سوات  
 سے شمال کی طرف کاشغور و ترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے برفوں کے سال بھر میں تین مہینے راستہ جا کر  
 رہتا ہے مگر نہایت پر خوف ہے یہ دن ہمراہی بد رتہ ضبط کے کیا امکان نہیں ہے کہ جاسکے سواتھ کے  
 بنی ہوئی کھل سیاہ تھخہ مشہور ہیں باز شکار ہی بھی بھت پکڑے جاتی ہیں نہ کسی قدر سلطنت میں بھت ہو  
 نمک کو باٹ کے کان سے بھیاں بھت آتا ہے علیہ دروغین نور و شہد سواتھ سے خرید کر سوداگر اور ملک و  
 لیجاتے ہیں اس بھاڑ کے شرقی بھلو پر بادشاہ ایران نے بیاراستہ بنوایا تھا گراٹہ بالکل خراب ہو گیا ہے  
 آج ہوا بھیاں کی نہایت معتدل خصوص ہو ہم گراہمت افزاے اور بھار و گلزار و سیرابی و شادابی میں ہا  
 کشمیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وہ کشادہ اور بھتے تگاہے ہلک میں پورائے وقت کے گھنڈرات اور  
 تنجانوں کے علامات اب تک موجود ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں اہل گریک اور مندو بھیاں  
 رہتی تھیں فی الحال سچا پس ہر اسے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب بھیاں سکونت پذیر ہیں اور اسی ملک  
 کے مغربی حد پر سچ کوہ مذی دریائے سواتھ کے ساتھ اگر شامل ہوتی ہے **ذکر مولانا عبد الغفور**  
**سواتھ** تھی حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خدایت عبد الغفور نام سواتھ میں رہتی ہیں کل افغان سواتھ  
 انکو مرید و فرمانبردار ہیں یہ حضرت اللہ سبحانہ میں پیدا ہوئے ذات انکی صافی با صبا ہے جو بھت  
 اظہار فی کل افغان تھیں خور و سالی میں حضرت مولائی چلے تھے مگر پر پیر گاری اوکی اوسی عمر میں مشہور تھے کہ چڑکا  
 کا وودہ خود پیٹے اوسکی بوسی خود ماتھ میں پکڑ کر چلے اس مراد سے کہ کسی کی نذراعت میں وہ منہ نہ ڈالے  
 اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع برن گولہ میں جا کر حضرت نور علم ٹپا بھجر گوجر گڈی علاقہ یوسف زئی میں آئے  
 اور عبد الحکیم اخون زادہ کے مسجد میں رہنے لگے من بعد تمام نور و سیری جا کر صاحبزادہ محمد شفیع کے مرید ہو  
 صاحبزادہ حافظ عمر زئی اور عمر زئی شہونی صاحب المشہور صاحب طریقت فقیر بہر والی کے مرید تھے سلسلہ حضرت  
 کاغشتیہ مجددیہ کا تھا چاروں خاندان نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ جمین طالبیہ مرید کر لیتی ہے  
 اخوند صاحب حافظ عمر زئی کے سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے اور وہاں سے اگر موضع بکی کنارہ دریائے سندھ ایک  
 خن پوٹھی میں بیٹہ کر بارہ سال تک عبادت حق مشغول رہے اور تکمیل حاصل کی اوس عرصہ میں



دو قوموں کے پتے اور دریا کا پانی آپ کے غذا تھا چھ حال دیکھ کر محبت لوگ حضرت کے متفقہ ہوئے واپسی  
 اٹھ کر قلعہ خلد زئی میں ہوئے واپسے موضع سلیم خان میں رہائش فرمائی پھر کامل کو باجماع کثیر اہل  
 میں کہہ دوست محمد خان سکھوں کے ساتھ ٹرنا تھا اسکو مدد کے واسطے گئے اور غیر سے واپس آکر کوہ  
 راہی زمین مقام کل درہ میں مقیم ہوئے بھان آکر ہزاروں آدمی حضرت کے ارادت میں داخل ہوئے اور موضع  
 سیدو علاقہ سوات میں حضرت کے گذارہ کیواسطے زمین مقرر ہوئی بھان اب تک وہ رہتی ہیں بھان کے  
 حضرت نے شاہی کی اور دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے لنگر حضرت کا جاری رہتا ہے جو شخص غریب  
 سکین سا فروریش آتا ہے کہانا پاتا ہے تمام علاقہ سوات حضرت کا تاجدار جاننا ہے۔

**کوہ ارنک برنگ** اس علاقہ کے شمال میں دریا ہے پنج کوڑہ مشرق ملک سوات ہندو  
 شمال ملک باجوڑ و ہند جنوب علاقہ تحصیل شت نگر واقع ہے کل علاقہ میں قوم اتمان خل نسل کرانی  
 رہتی ہے نامہوار زمین کوہی میں زراعتیں کرتے ہیں اکثر امن تجارت پیشہ بھی ہیں **باجوڑ** علاقہ  
 ایک عمدہ موقع پر اونچے بھاڑوں میں واقع ہے شمال کے طرف اسکو کوہ کافرستان مغرب علاقہ کوہ جنوب  
 ہند شرق ہند و اتمان خل بھی ملک تین حصوں میں منقسم ہے ایک خاص برکنہ باجوڑ بطور وادی کی پہاڑوں  
 کے حلقہ کے اندر واقع ہے اس قطعہ کی زمین محبت زرخیز و سیراب ہے چشمہ پانی کے کثرت جاری ہیں دوسرا  
 علاقہ برؤل اور کے طرف ہے جہاں لوگ تبا یا بانا ہے تیسرا جڈل قوم شکانی اور سین محبت رہتی ہیں  
 پیداوار ملک بھان کے رہنروالون کے واسطے کافی ہے گہی اور شہد اور لوٹا اسلک سیا دراد حضرت  
 بت جانا ہے موٹے کپڑے کا بھان بویا ہوتا ہے گاوا و ہنس پر اپت مٹا ہے **مہمند** باجوڑ

جنوب دریا کی کامل سے شمال تحصیل و آب ضلع شادور کے مغرب میں ہے بھاڑ واقع ہے اس میں قوم مہمند اور  
 اویکے شاخین آباد ہیں زراعت بارانی ہوتی ہے گیہوں اور جو کی پیداوار بھی پوریا فرودنی وغیرہ سوغات  
 محبت ہوتی ہیں **کوہ** شریہ بھاڑ خوب سرسبز شاداب ہے ہر ایک سوی و مان پیدا ہوتی ہیں مشرق کی طرف  
 اسکے باجوڑ شمال کوہ کافرستان و کوہ مغرب لغمان جنوب علاقہ کامہ و گلیانی و ہند علاقہ کوہ نرسو شمال  
 کوکنڈ نام کی بلندی سطح سمندر سے چودہ ہزار چار سو اڑتیس فیٹ ہے سداوار غلہ کی اسلک میں کامل  
 ہوتی ہے بھاڑ اول باریک قابل تجارت اس میں پیدا ہوتے ہیں دریا کوہ شمال سے جنوب مغرب کی پہاڑوں  
 علاقہ کامہ سو کی دریاں دریا کی کامل کے شمال میں جاتا ہے **چیمبر** علاقہ ملک کافرستان  
 غرب کے طرف میدان شادور کے واقع ہے نیمہ بھاڑ ہند کوہ و سفد کوہ کے درمیان ہے جو کچھ بھاڑوں  
 کوہ سلیمان کے ساتھ ملا ہوا ہے اور میدان مغربی شادور و میدان سکریال آباد کے درمیان دریا ہے

کے بعد محاصل سے اس درہ کے بھاڑ کے اندر بھرت سی کانین ہین گرب قبضہ خیبر یون کے کوہ دی ہنہن جاتے اور محض بسبب موجودگی کا فون کے چونڈی کے علی مسجد کے مقام سے نکلکے آتی ہے پانی اوسکا بے مزہ ہے اس بھاڑ کے اندر کوہ تارا کی جو ٹی متین ہزار پان سو فٹ سطح بنا اور چار ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کی سطح اور پانی ہے چوران کوہ خیبر کی میں نیل تک لمبا ان اسکی کوہ منہ و کش سے لیکر کوہ سفید اور نکلیں بھاڑ تک پچاس میل ہے اس بھاڑ کے اندر دو قدرتی ندیاں جاری ہین ایک کا نام خیبر ہے اور دوسری ندی اس کے شمال کے طرف جاری ہے درہ کے اندر خیبر افغانستان آفریدی اور ک زئی وغیرہ رہتی ہین اور کل بھاڑ ہین چار درے یعنی چار راستہ واسطے آمد رفت کے جاری ہین اول درہ خیبر جو خضایت ہوار اور قابل لیحانی تو بنانے اور گاڑی کے ہے دوسرا درہ تارا جو کہ درہ خیبر کے بعد ہے راستہ اسکا چکر ملا و مشکلا در مقام دو کوہ جلال آباد تک ہر تیرا درہ افغانان اس سے شرک افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر دیہات کا بل مقام صہنی داخل ہوتا ہے پھر درہ سے باہر اگر کوہ بنیر میں داخل ہوتا ہے پھر جنوبی کنارہ دریای ویکو کا چکر درہ تارا و خیبر کے ساتھ ملجاتا ہے جو تھارہ کرابا جبکہ اندر سے دریای کامل مقام د وندی گذر تا ہے اور نیز درہ دریای جبکو دریای لٹا کہتے ہین اس درہ سے گذر کر خاص مغرب سمت کو چلتا ہوا دریای کامل کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے پھر تھارہ خیبر کا حد فاصل درمیان افغانستان و ہندوستان کے ہے اور درہ پولان اسکو جنوب سمت کو واقع ہے درہ خیبر کو کلید افغانستان کہتی ہین شروع اور آغاز اس درہ کا پٹا دوسری میل مغرب سمت کو مقام قدم سے ہوتا ہے جس مقام پر چار دن کا ایک مجموعہ ہے اور ہیلاد اسکاتین میل دو کا کے مقام ہے جہاں سے آگے میدان جلال آباد کا شروع ہوتا ہے پھر بھاڑ پھر کے تھون سے بھرا ہوا ہے بارش کا پانی جذب بھٹن ہوتا ہے اسطرح بارش کے وقت تھارہ بھاری سیلاب ظاہر ہوتا ہے گرمی کے موسم میں مہر اسکو دھوپ سے بھرت گرم ہو جاتی ہین اور زمین خضایت خشک ہوتی ہے اس درہ میں ایک چوٹی سی ندی بھی جاری ہے جو بعض اوقات اوسکا پانی بھی بھاڑ دن کے اندر ہی غائب ہو جاتا ہے اس درہ کی سفین و دشکلیں بھرت تھری مسافروں کے حامد ہوتے ہین ایک تو خوف جان و فرات ہونے مال کا جو خیبر غارت گردن کے ماتھے سے تھری قافلہ کے سوا کسی اور جہ نہیں نکلتا دوسری علی مسجد کے پاس شرک بھرت تنگ ہے اور تھری تھری اوپنے بھاڑ دن سے جنگی بلندی ہزار ہزار گرگی ہے راستہ گہرا ہوا ہے و مان جا کر بھی مسافر گہرا جاتا ہے اور بے آبی کے سبب جاتا ہے علی مسجد کے پاس ایک قلعہ اونچے بھاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے مگر باعث خوف زبانی اور بلند ہونی پاس کے بھاڑ دن کے اس لائی نہیں کہ کوئی شخص وہیں صبح سویرے نہ کرے کہ ہم کو وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطے سرکار انگریزی اور افغانوں نے بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کا اندر کی فتح بیت حاصل ہوئی ان کے قلعہ چور کر دیو گویا پھر وہ قلعہ اگر نیز دن کے تھری لڑائی ہوئی

قلعہ کو نیبری لوگ ہر وقت مزاحم ہوتی اور ان کا نقصان کرتے تھے ہوا سٹے سرکار نے بھی آخر تنگ آکر  
 وہاں سے فوج اپنی اوٹھالی آب و ہوا اعلیٰ مسجد کے بھارت کی خطایت ہی علامات انگیز و نہر آئیں ہی علی مسجد سے ملکر  
 لالہ بیگ کو مقام تک جو آدھے راستے میں ہی راستہ اس درہ کا بڑا بڑا گھاٹیوں میں گھس پھس پڑا ہوا ہے جس کی گندہ و خوار  
 کے متصل راستہ اسکا بھت سے فاصلہ ایک زینہ دار بنا ہے اور قریب تین گز کے جوڑا ہے راستہ کے ایک طرف کو  
 ایک بھاڑ سیدھا اونچا دیوار کے طرح دوڑتے چلا جاتا ہے اور دوسرے طرف کو ایک دینچا ملکہ ہے یہ درہ  
 اپنی آغا رہی شرق کے طرف کے مدخل سے درجہ بدرجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور چٹانوں و لوگوں جو مغرب کے سمت کو  
 جاویں جیسے اس کی ایک پہلو میں گھاٹی نظر آتی ہے مگر بھت بڑا چڑھاؤ اور اتار نہیں ہے کیونکہ جلال آباد کا میدان  
 پشاور سے تھوڑا ہی بلند ہے بلکہ ہی اس درہ کی چوٹی کے تین ہزار تین سو تتر فیٹ سطح سمندر سے اور دو  
 ایک سو فیٹ فیٹا وری زمین سے ہے خیر ہی قوم ٹپے غارتگر و بے رحم صلاح بند اس میں رہتی ہے جس کے پاس توڑی و  
 لینے لینے مند و دین اور تلوارین و خراکین میں لینے لینے چھڑے بھی وہ بھت رکھتی ہیں چلو کا بل کا حاکم  
 انکی خاطر کر کر ایک لاکھ میں ہزار روپیہ نقد سالانہ انکو دیتا تھا مگر امیر دوست محمد خان نے صرف تین ہزار  
 روپیہ سالانہ انکو دینا قرار دیا اور چھبیس ہزار آدمی خیری جنگیوں میں وہ روپیہ بانٹا جاتا ہے ناؤ شاہ  
 میر علی نے بوقت ہم مندوستان کے دس لاکھ روپیہ انکو دیا تھا اور پھر عبور بھی کیا اور درہ تیر کے راستے  
 سے ہندوستان کے میدان میں داخل ہوا **لشٹھی خانان** بھٹ ایک حصہ کو ہی درہ خیبر کے اندر  
 نہایت مشکل گز ارتفاع مذم سے جو شہر ہے جسے خیبر میں ہی تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اس مقام پر درہ  
 مغرب کے جانب کو بھت ڈھلوان ڈنگ ناہمنا ہے تو ب و کھاڑی و بانے گذر نہیں سکتی جنوب کی طرف ہتھا  
 کے زینہ کی شکل پہلوں بھارت کے قطار اور شمال کو ایک بلند بھارت بطور دیوار کے کہہا ہے اس کی بلندی  
 میں لشکر انگریزی جو افغان تان کی کھم پر گیا تھا تو ہزار اشک گذر فوج کا اس مقام سے ہوا بلندی اسکی سمندر  
 کے سطح سے دو ہزار چار سو اٹھاسی فیٹ ہے **گڈر گلی** بھٹ بھارت ہی درہ ضلع پشاور میں پشاور و قلعہ  
 کے درمیان ایک سو فاصلہ بائیں شمال مغرب کے طرف واقع ہے چونکہ راستہ اس درہ کا بھت تنگ ہے  
 اس واسطے بطور میانہ نام اسکا گڈر گلی رکھا گیا یعنی گڈر بھی اس سے مشکل گذر سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں  
 جب کبیر بادشاہ اس بھارت پر لشکر کھینچ کر آیا تو یہاں اگر اوسنی تیر سے ایک گڈر کو شکار کیا اوس دن سے  
 نام اس درہ کا گڈر گلی مشہور ہوا اسی بعض تو اسے خیرین اس درہ کا نام خضر گلی لکھا ہے کیونکہ خضر گلی کہتے ہیں  
 یہ بھٹ بھارت بھی سرخبر و شاداب و درجے نام مگر تے گڈر تے جہاں کے زبانوں پر گڈر گلی بن گیا بھٹ گھاٹی  
 بھارت کی صرف بارہ ویش چوٹی ہے ہندوستان کو اس کی اور ناہمنا ہے چاروں کے ٹپے ہیں اور آمد و رفت

مسافروں کی بھی اس راستہ سے بھرتی ہو کہ سفید بھیا ایک بلند قطار بھارڈن کی جنوب کی طرف دریا کی طرف  
کے واقع ہے اور شمال کے طرف دریائے کوہ ہند و کش ہے اور بھیا دو نو بھیا قریب ترسل کے ایک دوسری  
سے جدا ملے جاتے ہیں اور جھڈران دونوں میں فاصلہ ہے اور بھیا دریائے کابل کو چوڑا کرنا چاہتی ہے  
کے قطار شرق سے غرب کو قلندہ الگ کے مشرق کی طرف سے شروع ہوتی ہے اور غربی حصہ پر اپنی جاکر ختم ہوتی ہے  
مغربی انجام اسکا چکر دارٹیلون تک شمار کیا جاتا ہے اس میں سنگ جراح اور کھلی کے پتھر بھرتی ہیں تین قطار میں اسکا  
واقع ہیں جو ایک دوسری کے سامنے دکھائی دیتی ہیں آغاز تینوں کا دریا کے کنارے سے ہوتا ہے دو قطار میں بھیا  
ایکے چکر کے دو تھنوں سے ڈھکی ہوئی ہیں اور جو سے بلند قطار سے وہ بقیہ اور ڈھلوں اور ٹیلہ اور چکر  
سبزی ویرانی کے خوشنما معلوم ہوتی ہے اس سے اور ایک بھیا بلند قطار اسکو چوڑا ہزار فیٹ اونچی  
اور پورے بھیا پڑی رہتی ہے اور بھیا بھرتی کو دوسرے سفید نظر آتی ہے اسکی بھیا اسکا نام کوہ سفید ہے  
اس بھیا میں سرخ و دو کار اور وغیرہ ندیاں بھرتی ہیں اگر یہ بھیا بھرتی میں گر تیر بھرتی ہیں اور شمال  
کے طرف سے ٹھکرہ دریائے کابل میں گرتے ہیں خیر کا بھیا اس کے شرقی انجام پر اور کوہ کریم اسکو مغرب کو  
کوہ ہمالہ سے شامل ہوتا ہے اور وہاں دونوں کے درمیان جلال آباد اور دوسری سنگھار یا سنگھار  
خیر سے مغرب دریائے کابل سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ کابل کے مشرق کوہ کوہی علاقہ واقع ہے  
اسکی خیر و سیران آباد ہے انار وغیرہ میوے یہاں بھرتی ہوتے ہیں جلال آباد لعل نورہ باسول ہزار ہا  
اس علاقہ کے نامی حصہ میں اصلی حدود اسکو دریائے کابل سے دوہرے شمال کی طرف تصور کرتے ہیں ملک  
علاقہ کا مہمند و تیبو و کوثر و لغمان بھی اسی میں شمار ہوتی ہیں وہ بھیا ملک سنگھار لفظ نو ہزار ہے  
ایکے معنی نو خیرین یا تیرے نو دریا ہے مگر نو ہزار کا لفظ بسبب قرانی زبان شتو کے مگر گزنگھار ہو گیا  
قوم مہمند و شتواری و صافی وغیرہ ایسے ہیں اور مشرقی حصے میں غریبی آباد ہیں اس ملک میں اور  
سفید ریشم و دسی اور اون و جانول بھرتی ہے انار وغیرہ میوے بھرتی ہے بھرتی ہیں کابل کی بھی  
یہاں سے بھرتی مال جاتا ہے اور پنجاب سے بھرتی ہے وہاں گزریں حصہ اسات انگریزی کٹر اور مان لچکر  
سو اگر فروخت کرتے ہیں اسے کابل اور بھارت کا جلال آباد ہو کر جاتا ہے فی الحال یہ ملک بیک وقت  
اسیر کابل کے و بھرتی ہے ایک عمدہ ملک اور شاہان علاقہ کوہ مغربی کے انور واقع ہے اگر یہ  
شاہ علاقہ کے اور کے میدان کا نام ہے الا جو قوم میں ان کی بھرتی میں بھرتی ہے و خالص میں  
اب بھرتی ہے اس کے شمال میں حدود و ضلع بھارت علاقہ خیر و سنگھار و مغرب میں کوہ سفید اور  
راجکال خواہ راہکدہ خوب ملک جنگل متعلق ضلع کوٹا مشرق کوٹہ شمال کے مغرب کوہ دریائے

اس علاقہ کے حصہ شمالی اور مشرقی پر قوم آفریدی جنوبی اور غربی پر قوم اورک زئی قابض ہو چکی جنوبی قوم و دہشت آباد ہے خاص تیراہ کی زمین ہموار و زرخیز و سیراب اور باقی نامہوار بھارون کے اندر گہرے اور جگہ اور کئی کی پیداواری کامل ہوتی ہے تلوار اور چور اتیراہ میں عمدہ اور آباد رہتا ہے آفریدی در اورک زئی و ونو قومیں سپہن سخت عداوت رکھتی ہیں آب و ہوا وہاں کی معتدل اور صحت بخش ہے بڑی بڑی جوئیان بھاڑ کے اسکے جنوبی حصہ میں نریو غزسات ہزار ہا سو چالیس اور دو پاسر آٹھ ہزار سات سو ساٹھ اور زاو غزواتر تین سو اسی فیٹ بلند ہیں علاقہ کو **کر م** دراصل کر م نام ایک بھاڑی نالہ کا ہے اس کے کنارے کے اوپر یہ ملک واقع ہونے کے سبب کر م کہلاتا ہے اسکی شمال کے طرف کوہ سفید مغرب کوہ مقبوضہ قوم سنگل جنوب علاقہ قسمت مشرق علاقہ اورک زئی ونگش ہے کوہ سفید کپڑ جنوبی ووشلوزان ملونا زبران کران ہوتا رارکوب ہیں جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہیں اراضی اس بھاڑی نالہ اور نالہ کر م سے سیراب ہوتی ہے کئی وچانول کی پیدائش ہوتی ہے انگو رب انار کی پیداوار کا حد و حساب نہیں چکی تجارت بنوں وغیرہ ملکوں میں ہوتی ہے اس بھاڑ کے مغربی حصہ میں مقام اریوب قوم جاچی مسلمان اور یوہار سے نیچے رقصہ رہتی ہیں اوپر کے بھاڑ وغین قوم سنگل وچکنی رہتی ہیں کوہ سفید میں چوہا عمارتی دیو دارزیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اورک زئی سلم سند زئی سولہ ہزار فیٹ کے قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ وسپہ اورسکا نام ہے **و و** کر م بھہ ایک نالہ کوہ سفید کے جنوبی حصہ سے نکلکر نواح اریوب اور مقام یوہار کے پاس سے گذر کر قوم طورہ کے علاقہ میں جو اسی نالہ کے نام سے علاقہ کر م کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ بگلش ووزبران ودر ویش خیل کے بھاڑی ملک سے جنوب شرق کو تہاہ علاقہ بنوں کے مغربی سرحد سے نکلکر مید انہیں سیدنا جنوب شرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر برگند بنوں مردٹ وعیسی خیل کو سیراب کرتا ہے اور ایک سندھ میں قبضہ عیسی خیل سے بقاصدہ یا پنچ میل کا فز کوٹ کے متصل داخل ہوتا ہے نالہ علاقہ کر م وبنوں وغیرہ کی سیراب کرنے کے لیے کنیر کا حکم رکھتا ہے اس نالہ میں بھاڑ کے اندر زردوم کے مقام کے نزدیک ایک درنا کہنتی نام بھاڑ سے نکلکر شامل ہوتا ہے اس نالہ کا سر کوہ مبدان میں واقع ہے جہاں ایک شل کہتے ہیں اور ملک خوست سے ہو کر آتا ہے کل راستہ نالہ کر م کا کوہ سفید سے لیکر دریائے سند کے شول تک ایک سو چار میل ہے جہاں سے کوہی راستہ سپاس خیل اور میدانی راستہ شول شمار ہوتا ہے کوہ **سلیمان** کے ایک فراخ اور بلند قطار میں بھاڑوں کی عظمت انگریزوں کے مغربی انجام کو مغرب کپڑ واقع ہیں جو شمال سے جنوب پہلے ہوتے ہیں طو ماتی میں دکھان کے بھاڑوں کے قریب سطح اسکا بہت بلند ہے اور تخت سلیمان اورسکا نام ہوتا ہے اسکی سند کے سطح سے گید خرافٹ ہو اس چوٹی کے اوپر چند رہتی ہیں بڑی بڑی درختیں



برف گل کر جھجاتی ہے کھلی کے کنکر اور تکی ہتر بھرت ہیں دریائے سندھ کے طرف کے شرقی گھاٹان اسکو سب  
 ڈھلوان میں اور ہتھار چٹے اور ندیاں اس سے نکلکر ڈیر بات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئے سندھ میں داخل  
 ہوتے ہیں اور بعض کابانی راستہ میں ہی جذب ہو جاتا ہے مغربی گھاٹان اسکی لمبائی اور اونچی ہستان کے  
 جنگل تک پہنچتے ہیں اور مشہور ہے کہ کوئی دھارا اس بھاڑ کی سوا سی رو دو کرم کے سمندر تک نہیں پہنچتی  
 صرف دو دو کرم کا پانی بذریعہ دریائے سندھ کے سمندر تک پہنچتا ہے اس بھاڑ کا کل سطح شمال سے جنوب کو  
 تین سو چالیس میل ہے افغانی قوم کثرت آہیں ہوتی ہے نباتات اور سبزی اسے بھرت کم پیدا ہوتی ہے نیز  
 اسکی نشیب و چوٹی تک بھرت گھری پتلی برف یعنی گوہر سے سردی کے موسم میں ٹھکے رہتی ہیں اور اونچو کے  
 اوپر کھٹے ڈار چار ڈیان پیدا ہوتی ہیں جنکے ساتھ بھار کے موسم میں بول بھی ہوتا ہے **دریائے**  
**توخی یا گیسلا** دریا کوہ خروٹی علاقہ اور گون اور کوہ ربل سے نکلکر نواح مرغہ اور علاقہ دور  
 سے اگر ملک بنون کے مغربی سرے سے مشرق کی طرف کوہ تنگہ کوچی سے باہر نکلکر صلیع بنون کو حد  
 میں داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تھہ مار کرنی و نوڑ و بگا خیل و زیران کی اراضی سیراب ہوتی ہیں  
 اور جہاں سے لندہ اک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرانی کے کام نہیں آتا  
 گوہر وٹ کے علاقہ میں حمان اس نالہ کا نام گیسلا ہے لوگوں کے بیچ میں پانی اسکا کام آتا ہے مگر قصبہ  
 کئی روٹ سے تین میل شرق کی طرف کہ کرم میں داخل ہو جاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سو انتہا تک آگیا  
 میل کا شمار ہوتا ہے **گھری** دریا جو ایک شہر اور کوہ سلیمان میں ڈیر بات سے کابل کی طرف  
 جاتے گا راستہ میں پورہ کتل دریا کے اوپر درمیان جنگلی و بھاڑی ملک کے جہاں ہزاری قوم رہتی ہو اور  
 ہزاروں کہ ایک ہزار آہستہ و آہستہ آمدورفت ہندوستان و افغانستان کے شمار کیا جاتا ہے شمال طرف  
 پہنچنے پر وہ غیر اور جنوب کی طرف درہ ولولان ہے اور اسی درہ ولولان کے اندر سے ہو کر اگر زری فوج شاہ  
 شہام کو دیکر کابل کے قلعہ کو پانی افغان کے قلعے گھری و دی سے بھرت گذرتے ہیں جو مال ہندوستان کا کابل  
 اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی دی سے گذرتا ہے راستہ اسکا بھرت چکر ملا دی ہے  
 جہاں وہیں داخل ہون تو قریب تین میل کے اول شمال مغرب جاتی ہیں پھر آگے چالیس میل مغرب کے  
 سمت کو چلتا ہوتا ہے پھر وٹنے ہتھار مکر کھاتے اور ٹکلیضن آٹھ گھنٹے ہوئے غزنین پہنچتی ہیں اس درہ  
 کے اندر و زری قوم کثرت رہتی ہے قصبہ اولنگا مارنگری و تو قاتی ہے اگرچہ وہ بھاڑوں کے اندر جہاں  
 پانی ہو کھاری بھی کرتے ہیں مگر اصل چشما ونگا مارنگری جو آمد پر وقت تاک میں ہوتی ہیں کہ اس درہ  
 کے سامان کو دشمن و وہاں دس مسافر دن کو اور دنیا یا لوٹ لینا اور کسی کے کچھ بڑی بات نہیں

ہو اس طرح لوہانی وغیرہ سوداگر ٹپے بڑی قافلے تکبہ اس درہ میں داخل ہوتی ہیں اور پتھار وغیرہ سامان کو  
سے درست رہ کر پتھر اور مثل جان بنال سلامت لیا جاتے ہیں مکمل سید ایک دریا شرقی کوہ افغانستان میں  
پہتا ہے اور کوہ سلیمان سے ٹکڑا کر دریائے سندھ کے طرف آتا ہے اور یہاں سے گزرنے مسافت ایک سو ساٹھ میل تک  
رگستان اس کوہ میں پھیل جاتا ہے اور رگلی زمین اس کی بانی کو جذب کرتی جاتی ہے اس دریا کے راستے کو جو  
بھارت کے اندر ہے گھیری دورہ کہتے ہیں شمال کی طرف اس کو درہ خیبر اور جنوب کی سمت کو درہ بولان ہے  
بلکہ مکمل نام ایک قصبہ بھی امن میں اس شکر پر جو غزنیوں سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف جاتی ہے چالیس  
میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کی طرف آبادی آبادی اس کی مکمل کے درہ اور دریائے مکمل کے درمیان شکر  
کنارے کے اور یہ واقعہ ہے کافر کوٹ اس نام کا چھار اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا  
ایک تو قلعہ ضلع بنوں پر گنہ عیسیٰ خیل موضع گوندل کے جنوب دریائے سندھ کے مغربی کنارے کے بھارت پر ایک  
قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اس کی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہے جو پتھر سے اونچے برج ایک ایک  
عمارت کا قصبہ موجود ہے اور دیواروں میں تو پتھر بنوے کے مورچے دکھائی دیتے ہیں سوا ہی قلعہ کی یہ  
بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں بھان بڑا شہر آباد تھا کہ کھنڈرات اس کی دور دور تک معلوم ہوتے  
چلے جاتے ہیں مگر اسکے بانی کا نام اور اس کا زمانہ دریافت نہیں ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر کیل  
تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے چوڑے دیواروں دریائے سندھ کے ساتھ ملی ہوئی ہے اب بھی جو شخص اس عمارت  
کو دیکھتا ہے اس کی استحکام و مضبوطی و صفائی کے معاینہ سے تعجب حیران رہ جاتا ہے و ڈھابا صاحب مورخ  
اگر زفر ملتے ہیں کہ ہمیں ایسی عمارت بلند و خستہ باوجود و محبت سیاحتی کے کہیں نہیں دیکھی جو کہ چند عمارت  
اس میں گنبد کی صورت گول ہیں اوپر دیکھ کر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ بودہ مذہب والی لوگوں نے جو وہ  
ہیں سو مشہر بھان آباد تھے یہ مکانات اپنی پست شگاہ میں بنائے ہوئے اور جو اون پر مورچے ہیں  
کئی در بادشاہ یا راجہ نے اوپر سے بنوائے ہوئے کیونکہ یہ مکان بھارت کے عہد ہوتے اور سخت قلعہ پر قائم  
ہے اور اس ملک کے حکام کے واسطے یہ قلعہ نازک و قوتوں میں حصن حصین اور جامی بناہ تھی اور یہ بھی شہر ہے  
کہ ہمایوں بادشاہ صفائی نے بھی اپنی بھائیوں کی بھری کے وقت ایک دفعہ بھان آکر بناہ پائی تھی اور یہ  
کی یہ عمارت بنی ہوئی ہے اس وقت تو توپ و سندھ و غیرہ آتش فشان پتھاروں کا بندہ میں کہیں  
دشان بھی نہ تھا و دسرا کافر کوٹ بنوں کے شمال کی طرف بھارت ایک اونچے بھارت کا نام ہے جو ترائی  
ہوا بھارت قلعہ کے دو ایک طرح اور بنا معلوم ہوتا ہے مگر اس پر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہیں آتا  
قدتی شکل اس کی اس طرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو بین بڑی بڑی بھارت کے دور سے بطور قلعہ

پہلے کہائی دیتی ہیں نہ دیکھ کر دیکھتے سے دور دور معلوم ہوتی ہیں کہ وہ غوثہ صدر ضلع بنوں کے  
 مقام سے پتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کوہ شیخ بدین جسکو کہ غوثہ بھی کہتے ہیں سطم سندری جابرہ راجہ  
 یار فیٹ بلند ضلع ڈیرہ ہما عیل خان اور بنوں کے وسط میں درہ نمبر ۵ سے مشرق کے طرف واقع ہے اگر  
 نسبت بانی کے درخت و دان کے بے رونق اور خشک ہیں مگر بیاخت بلندی کے گرمی کے موسم میں سرد  
 رہتا ہے اور ہوا محبت زور شور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان گز  
 اپنے میمون اور بچوں کو لیکر گرمی کا موسم و دان جاگرتی ہیں اور ڈیرہ ہما عیل خان وغیرہ بنوں کے گز  
 عالیہ اکثر و دان میں سے نمبر تک رہتی ہیں **علاقہ خوست** یہ بھارتی علاقہ گرم کے علاقہ سے  
 جنوب کے طرف واقع ہے اسکے مغرب کی طرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیران نسبت خیل و حسن خیل ہی چاروں  
 طرف اسکو بلند بھارتی علاقہ کہے ہوئے ہیں بچپن سطم میدان ہے کوہ جدران سے روڈ نکل نکلا اس ملک کے  
 وسط میں مشرق کے طرف کو جتی ہے اکثر علاقہ اس سے اور کچھ چمپوں کے بانی ہے سیراب ہوتا ہے گرم  
 جانول بہت پیدا ہوتے ہیں مغربی حصہ میں اسکے قوم ہما عیل خیل و حیدر خیل و سندوزی وسط میں قوم  
 بڑہ و مرد خیل مشرق میں قوم لگن و رکی خیل وغیرہ آباد ہیں بھارتی قوم انہیں تجارت شہر اور باقی  
 کشتہ کاری کرتے ہیں تاکو حیوان کا تختہ مشورہ اور گنی و جانول و غنہ ضلع بنوں کو فروخت کیو واسطے جاتا  
 سیرنگ زبزی قوم بھارتی فروخت کیو واسطے لاتی ہے نیل و آئنی اسباب و بختہ جرم و پارچہ سفید کی بھارتی  
 قدر ہے یہ علاقہ فی زمانہ امیر کامل کے متعلق ہے **علاقہ وزیر** یہ علاقہ محبت و سیم ہر اور دیگر  
 قوم بھارتی و غیرہ مشرق سے آبادی انکی گجنان جھن ہے متفق ہوتوں میں آبادیان میں مشرق کی طرف اسکو  
 حد و ضلع کوٹاٹ و بنوں و کوہ پٹنی جو حد و ڈاناک ضلع ڈیرہ ہما عیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب و کوہ ڈ  
 مغرب علاقہ قوم خروڈی ملحقہ کوہ سیریل شمال علاقہ درگون و جدران ملک خوست و گرم و حد و ضلع  
 کوٹاٹ واقع ہیں ان حد و کے اندر وزیر قوم متفرق رہتی ہے فرقہ دروش خیل یعنی آٹا زئی و  
 احمد زئی آپس میں مختلط رہتی ہیں درمیان و دن کا علاقہ الگ ہے سرائیک شاخ کے بھارت کے اندر علیحدہ علیحدہ  
 زمین ہے سو اسے علاقہ کافی گرم سوال و مرغہ و سیریل کے باقی علاقے نہرعی زمین محبت کم ہے ملک انکا نامہوار  
 و میل و دار ہے جنوبی و مغربی حصہ میں اسکے اونچے اونچے بھارت میں ہے اور بجا بھارت سود و دن کے علاقہ میں  
 سیرغل ہے بلندی اسکی ہمند کے سطم سے گیارہ ہزار پانچ سو تراسی فیٹ شمار ہوتی ہے ان بھارتوں میں خیر  
 کے درخت اور دیو دار کے پٹر کثرت جنوب کی طرف علاقہ وزیر کے کوہ روانہ ہوا اور اسے علاقہ کے اندر  
**علاقہ کوہ دور** اندر مغربی حد و ضلع بنوں روڈ تو جی کے دو نوکاروں پر واقع ہے جابرہ

ایسے قوم وزیری اور بھین درہ قومی کے اندر قوم دڑستہ ہی سر زمین اسکی رود قومی کے پانی سے سیراب  
ہو کر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تاکہ اوہر گہی اور مویشی اس علاقہ کے ضلع میں ہو و اگر فروخت ہو کر  
لیجاتے ہیں پارسہ سفید ازہک کی بھان بہت قدر ہی **علاقہ شیرانی** درہ گول کے جنوب  
کی طرف ہے ایک بھاری علاقہ واقع ہے مغرب کے طرف اسکے رود زیوب مشرق قوم کا کر و مند و خیل مشرق  
حد و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان و دیگر گنہ کلاچی ہے اسکے شمالی حصہ میں قوم حسن خیل وسط میں او خیل ملوئی  
جنوبی میں قوم ہری پال شاخہ شیرانی بستی میں علاوہ اسکے قوم بائرا اور اشترازی جنوب مشرق کی طرف آباد  
ہیں اور اسی علاقہ میں وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہیں سظم سمند سو بارہ ہزار  
فیٹ اوچا سوجو ہے اوسی قوم کے سبب نام کل سلسلہ متعلقہ اس بھاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ ڈیرہ  
اور اشترازی سے جنوب کی طرف ایک ناکہ کوہی و ٹوڈہ نام سے لیکر ضلع ڈیرہ غازیخان کے حد و تک مغرب  
گھاٹیوں میں قوم بلوچ کے شاخین ملک سندھ کے حد تک آباد ہوتی ہے گنہ میں بلوچ کہ نالہ و سوڈہ سے جنوب کی سمت  
قوم کسرائی اون سے جنوب بزار وغیرہ بھر میدان شہر سے مغرب کے طرف کوہی ملک میں قوم مہری اور اون  
جنوب گنہ آباد ہیں **ملک کا کران** یہ قوم بھی وزیری قوم کی طرح ایک وسیع بھاری علاقہ  
پر قابض ہے مگر شہر اور عمدہ علاقے انہیں سے اول رود زیوب کے جنوب شمال کے طرف پر واقع ہیں رود  
کناروں پر قوم مند و خیل و کا کر کے دیہات آباد ہیں زمین زرعی و خیر و سیراب عمدہ ہے و دوسرے علاقہ ایسا  
پوری و پر شور و کچھ غنی و کوٹہ ہے جسکے حد و سے درہ تولان ماہین قندار و شکار پور جاتی علاقہ او سکرا  
گردنواح کے بھاڑوں پر متفرق آباد ہیں بھی اس قوم کے موجود ہیں مشرقی حد و دیگر کوہ شیرانی و بلوچان  
سے دور تک ملتے چلے گئے ہیں قوم موسی خیل و ایوٹ افغان کسرائی بلوچان کے بھاڑوں سے مغرب کی طرف  
ضلع ڈیرہ غازیخان کے حد و تک آباد ہوتے چلے گئے ہیں انکو علاقوں سے گزشتہ و مویشی خرید کر باہر  
لیجاتے ہیں اور باہر سے پارسہ سفید بھان لاکر فروخت کرتے ہیں **نالہ طور** ایک بھاری نالہ و تھان  
کے علاقہ میں ہے کہ ملک سیراب کو تھانہ اخراج ایسا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ میں ہے و اسی نالہ کوہ و تھان  
کے علاقہ میں آتا ہے اور نیالیں میل کتہ پارسہ زمین کو سیراب کر کر گیٹان میں خنود و ہر بانا و سیراب  
یہ ایک نالہ مشرقی بنا کوہ سلیمان تو کلک علاقہ ڈیرہ جات میں آتا ہے و جس میں تلک غربت مشرق کی طرف  
بتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہوا اریگیا زمین جو پنجاب و ان بلکہ بانی ایسا تمام و کمال حید میں جذب و تھان  
جلا تاہی **کوہ مارو** ضلع ڈیرہ غازیخان کے مشرق میں ایک بھاری قوم میں اس میں بھی جو علاقہ  
کے وقت چاؤکی و خون کے اوپر چشم بڑی بڑی جم جاتی ہیں ان کے باشندے و زمین کے

وہ شہنشاہ جمع کر کر شکر کے رکے کہاتے ہیں اور وہ بالکل ترنجبین اور شیر خشت کی طرح شیریں و لذیذ ہوتی ہیں۔  
وہی عین ترنجبین ہے اور کئی شیرینی میں اور کچھ عیب بخشنی ہی البتہ کھانے کے وقت چھاو کے پتوں کی جو آبا کرتی  
ہے وہ انکے لوگ اسکو شکر کہتے ہیں گندم و جو و اجڑا و جوار کی دان بدائش بھت ہے۔

## انٹھوین تقسیم بھاو لیپور کی ریاست اور وہاں کر ملک کے ذکر میں

یہ علاقہ ریاست گاہ رئیس بھاو لیپور کا پنجائے میدانی ملک سے سمیت جنوب مغرب اتم ہے جنوب کے طرف ہر ملک  
سندھ و علاقہات سرحدی پنجاب شرقی و جنوب کو ضلع میٹھانہ و ضلع میر و جنوب مغرب کے طرف زاویہ ملک سندھ ہے  
سرزمین اس علاقہ کی شکل جنوبی میں مساوی سیل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب اور ایک سو اسی میل چوڑی کی  
سطح بائیں سر اسیل پریم ہی رہندہ زمین میں ہر میل چھ حصہ قابل زراعت ہر باقی سب گیتان و جنگل و ویرانہ ہی  
شمال مغربی حد پر اسکے دریا گنگا و پنجند و سند جاری ہوتی زمین اسکی ہموار و سطح ہے کوئی ٹیلہ یا بھاڑ واقع نہیں  
سوائی ایک کے ٹیلوں کے جو چاس یا ساٹھ فٹ سے زیادہ بلند بخین ہوتی زمین قابل زراعت اس علاقہ کی دھاک  
بامین کناد و چارہ میل تک چوڑی و درمیک چلی گئی ہے اسی زمین کے شکر و میمن بھت سی آبادان و اتم ہیں  
رہایا اس علاقہ کے اکثر مسلمان و ہندو کم و زیادہ فی کل علاقہ کی رئیس ہوتی کے وقت پندرہ لاکھ کے قریب تھے اب  
سرکاری سرپرستی اور انتظام میں آمدنی بھت بڑھ گئی ہے چھ لاکھ آدمی کے قریب کل علاقہ میں ہی بھاو لیپور احمد  
خان پور پنج شہری پٹیان اسپن آباد ہیں خاص شہر بھاو لیپور یہ شہر دارالریاست بھاو لیپور  
دریاے گنگا کے ایک شاخ پر پری دریا سے حاصل شدہ وسیل شہرستان سے بھاو لیپور شہر کی گیتانی کے اندر آباد ہے  
شہر شاہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہی قوم سید واد و پوتہ و بلوچ و راجپوت و کھتری ایک  
طرح کے قومیں اسپن ہستی میں عمارت تختہ و خام ملی ہوئی ہے قلعہ چار شہر آٹھ سو کے حوالیان اور ایک شہر ایک  
دوکان ستن شہر آباد ہیں کو آبادی ہی رئیس کے رہنے کے مکانات بڑی بلند و عالی شان بنی ہوئی ہیں بازار بارہون  
کارہار تجارت کثرت بڑی بڑے ساہوکار مالدار و تجارت باوقار و دکانین کرتے ہیں کارخانہ سرائیک منہشیہ  
کے جاری ہیں پاربات لنگی اربیشی سادہ و اربیشی سادہ و کلاتونی و لنگی سوتی و سوئی مشروم و گلبدن و دھوا  
اربیشی چھان بھت تختہ منہشیہ میں کانسہ کے کٹورے اور مسی برتن چھان بھت منہشیہ بندوق و تلوار و غیرہ و ہتھیار  
میلان بھت چھان بھت سی ہر لوگ دور دور و بطور تحفہ لیماتے ہیں آدمی اس شہر کے قدر آور و مضبوط و سنانوی رنگ  
کے ہوتی ہیں سر کے بال صبت بڑا کر کرتے ہیں اور بالون کو تیل اسفند لگاتے ہیں کہ نام کثیر و جڑیں جڑیں جاتی ہیں  
جنگ کا نہ بھت ہتی ہیں بلکہ ہر ایک کے گھر جنگ گئی گشتای تیار رہتی ہے جب کوئی دوست یا آشنا آدمی تو درازت



اور صرف بنگ کا پیالہ ہی عیسان کے اشراف فارسی پشتو ہندوستانی و سندھی بولی بولتی ہیں عام لوگ صرف بنگالی  
 بولی ہی کی اہمیت حاصل کرتے ہیں جس میں بنگالین کا نظریہ زیادہ تر مشتمل ہوتا ہے اور دال کے حرف کو دال بولتی ہیں اور ملکوں  
 کے مسافر اس خط کے لوگوں سے بے میل ہیں اور سخت ذہنی بھت نفرت کرتے ہیں ہم جدیدی ہمیش کے داؤد پورہ  
 کہلاتے ہیں جو مورث اعلیٰ رئیس داؤد خان نام کے اولاد ہیں شہر کے اندر اور باہر اکثر باغ و خوشنما و سرسبز شہر  
 کے زیب و زینت ہیں شہر سے ایک ٹرک سرسہ و مہدیہ کے علاقہ کے طرف بنائی گئی ہے شہر کا بانی نواب آباد  
 ہے جس نے یہ شہر آباد کر کے اس کا نام رکھا اور پھر دلیپور نام رکھا تھا **یاست بھادولپور** اکبر شاہ جہاں  
 کے وقت میں یاست کو خاندان کی بنیاد قائم ہوئی محل حال اس کا یہ ہے کہ اول اس خاندان کے بزرگوں میں  
 مسی جنی خان لہ بھادوستان خان نے شاہزادہ محمد مراد اکبر بادشاہ کے بیٹے کی خدمت میں حاضر ہو کر شاہزادہ  
 سند کر ملک کے ہم میں چند خدمتیں نمایاں کیں اور عزت پائی پھر اس کے عیسان داؤد خان اور داؤد خان کے  
 گھر محمود خان اور محمود خان کے گھر محمد خان کے گھر داؤد خان ثانی پیدا ہوا داؤد خان کے گھر حیدر خان  
 اور بھی بہت سے فرزندان پیدا ہوئے اور بڑی عمر پائی اس کے بیٹے جان بھت سے اولاد اس کی بڑھ گئی جو داؤد پور  
 کہلاتے ہیں لگ بھگ اب بھی جو اس ملک میں داؤد پورے مشہور ہیں اسی داؤد خان ثانی کی اولاد چلے آئے ہیں پھر  
 چند وقت کے بعد محمد بن خان ایک شخص بڑا عالی حوصلہ صاحب بخت و امن پیدا ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے وقت  
 اس نے ناظم کھر کے پاس حاضر ہو کر اپنی خدمات سے اس کو خوش کیا اور بھت سی زمین میرا باد جنگل ناظم سے لیکر اس کو  
 بنائی اور شہر بنکار پور جو سند کے ملک میں ایک مشہور شہر ہے آباد کیا جب وہ مر گیا تو محمد مبارک خان اس کا بیٹا  
 مانٹین اس کا بھائی تھا وہ آدمی صاحب حوصلہ و مستطعم تھا بادشاہ کے عیسان جو صوبہ داری ملک سیستان علاقہ  
 بھکر کی اس کو ملی وہ سب ایک ہزار ایک سو اونچاس ہجری میں مر گیا اور صادق محمد خان اس کا بیٹا مانٹین ہوا  
 اس کے وقت میں یاست میں اشہری ظہور میں آئی اس کی اس طرح وہ بعد اپنی بیٹیوں محمد بھادل و مبارک خان و فتح خان  
 کے شکار پور سے اوہر کو حلا آباد و بھان اگر اس نے موضع چوہری جو متصل التلہ علاقہ تھا دلیپور کے ہر آباد کیا جب  
 مر گیا تو محمد بہاؤ الدین بڑی بیٹی اس کے لئے ریاست پائی اس نے صاحب الامارت صوبہ سیستان کے اس میں ریاض جنگل میں  
 سیان چوکی جو کہ کبھی شہر تھا دلیپور کی آباد کی اس کو مرنے کے بعد مبارک خان اس کا بیٹا مانٹین ہوا اس نے بہاؤ الدین کی  
 آبادی میں بہت کوشش کی جب مر گیا تو فتح خان کا بیٹا بہاؤ الدین یاست کا مالک بنا اس نے مبنی دولت ریاست بڑائی اور  
 زیر حکومت والی کامل کے ریاست کرنا راجہ احمد شاہ درانی شاہ کا بن گیا اور بھت سی صوبہ و شمالی سلطنت کو خود سرور ہو گیا  
 اس نے بھی خود مختاری اختیار کی اس کی اس طرح احمد شاہ کو مرنے اور بیرویش کی جب محاصرہ ہوا تو بہاؤ الدین اس کے  
 کو ہلاک کیا پھر حاضر ہو کر اٹھت قبول کی اور بادشاہ دوبارہ اس کو سلطنت یاست کا دیکر اور سالہ لکھ کر حلا آباد

۶۶۰ ایکراجپتی میں بھاول خان مرگیا اور محمد صادق خان بادشاہ کا بیٹا سند نشین ہوا اور دس برس تک وہاں حکمران رہا۔ ایکراجپتی میں پنجیت سنگ نے ڈیرہ غازیخان کا ملک فتح کر کر شاہ زمان خان وٹن کے حاکم سے تین لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کیا اور اس ریاست کے طرف متوجہ ہو کر بھٹ سا علاقہ اسکا غارت و تاراج کر کر اپنے تصرف میں کیا اور چند سال تک بے دبی لاکھوں روپیہ نذرانہ کے وصول کے سمیت ایکراجپتی میں محمد صادق خان مرگیا اور نواب بھاول خان بادشاہ کا بیٹا سند نشین ہوا اور دس برس تک وہاں حکمران رہا۔ ایکراجپتی میں پنجیت سنگ نے اپنے رئیس کو وصول نذرانہ و جربانہ وغیرہ کے واسطے بھٹ تنگ کیا اور جاڈا گریطی بلاجنگ و جابل ہر علاقہ لے لے کر اس نے جب کہا کہ ایک پنجیت سنگ کے ہاتھ سے ملک ریاست و غرت کا پنہا محال ہے تو آگے آگے نیرون کی اطاعت قبول کی چونکہ انگریزوں کو بھی منظور تھا کہ پنجیت سنگ کے علاقے اور اپنی ملک میں دریا سیلیم بدستور ہو اس واسطے انہوں نے رئیس کی درخواست قبول کی اور اسکو اپنی حفاظت میں لے لیا اور اس نے اس سے بھی علاقہ پنجیت سنگ کے ماتحتی اور حکومت سے باہر نکل گیا بلکہ بعد فتح کا بل جیٹا شہا کو انگریزوں نے قابل کے تحت پریشیلا یا تو بھی بھی علاقہ قابل کی سلطنت کے حکومت سے بری رہا اور سر بھاولپور نے سرکار انگریزی کی ٹری بی ٹری خیر خواہان کہیں بھلی سندہ کے ملک کی ہم میں دوستی فرج انگریزوں کو رسد ہو پنہائی اپنی فرج پہنچا کر دے کی بعد فتح سند بجلد ہی حسن خدمات گورنمنٹ فری اسکو علاقہ سبزل کوٹ دیوٹنگ بارہ عطا کیا بعد ازاں جب مولراج ناظم ملتان نے بغاوت کی تو بھیمان کے رئیس نے اپنی فرج نوہزار سوار دیساوہ انگریزوں کو دے دیوہی اور ایک ٹری بھاری ٹرائی بنیامین فرج بھاولپور و مولراج کی موٹی بھائی فرج پنجاب ہی اس خدمت کو عیوض میں سرکار انگریز کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ منشن تاجیات میں بھاولپور کی مشورہ و ترغیب سے ان میں ایک لاکھ تین سو روپے ملکیت دیا گیا بلکہ اپنا بھائی اور سرکار انگریزی کو واسطے کارپریٹ کر اسکو اس کی ضرورت تھی تو اسے ملتا مال دیا غرض بھاول خان فرج دوستی و خیر خواہی و وفاداری کا سرکار انگریزی کو ساتھ ہو کر اسکا نام میں بھاول خان مرگیا بھلی جو ٹائپا اسکا محمد صادق خان جانشین ہوا اور حاجی خان پڑا بیا اسکا قید ہوا مگر جو ٹیپا کی حکومت قائم نہ ہوئی اور اتفاق اسل فرج دلا کے دہی حاجی خان ریاست کی گدی پر بیٹھا اور جو ٹیپا اسکا بیٹا نظر بند رہا اسکو مرنے کے بعد چونکہ رئیس حال خور و سال رہ گیا تھا اس واسطے انتظام اس ریاست کا سرکار انگریزی نے اپنے ذمہ لیکر مشورہ و صاحب شہر ملتان کو بھاولپور میں مامور کیا صاحب کے جانی سب لوگ ارضی و خوشنود ہو گئے مگر چند سختی و اضطراب و آرمی جو بھیات نہیں یا بہتر اپنی اعمال کے نکافات کو پنہا قید ہو کر وہ بھول نواب بھاول خان کا بیٹا بھائی جو بھلی اس کے دفاع کے بعد و عودیدار منہ نشینی کا ہوا تھا اور رئیس مرحوم نے اسکو قید کر آوریں تھیں تھا نکلو کہ لاہور کو روانہ کیا گیا اور لاہور میں پہنچ کر کچھ عرصہ تک

قلعہ لاہور میں تمام شیش محل نظر بند رہا پھر معہ اہل و عیال اسکو شہر میں لے کر آجائے جہاں لاہور میں پہلے  
 نوٹ صاحب نے فوج کا نظام کیا اور کل تنخواہ سابقہ فوج کی دیکر آئندہ ماہ ماہ تنخواہ دینے کا حکم لگادیا یا اس وقت  
 کل فوج تادمہ دار و شکر گہا رہی تعلق حیانت کرنے والے لوگ برخواست ہوئے فوج ہائے جنگی کم کی گئی اور آئندہ  
 کیسکو نوکر نہ کیا گیا کار واران اور اہلکاروں کے اختیارات جو پہلے غیر محدود و مقررہ تھے وہ کم کر دیے گئے ہر ایک حکم کی تعمیل  
 اور اسلئے کے تیار ہونے کا حکم نافذ ہوا آخر انہی ریاست کا ایک فرت دار آدمی قرار پایا اور اسی کی گمشدگی  
 منسلکات میں مامور ہوئے تمام ریاست کی علاقہ میں ڈاک کا سرشتہ قائم ہوا اور ریاست کی ضروری امور کا  
 انتظام بصلح الایمان دربار ہوا اور چونکہ وہاں کے آدمی انگریزی کام و انتظام سے محض ناواقف ہی نہ تھے  
 ہندوستانی اسبق و نان بلو اگر کام سہرہ ہوئی خاص طور صاحب بعدہ اسخٹ لٹٹ گورنر جنرل ممتاز ہوئے اور  
 کیشان منجر صاحب نے منصب پولیسک سپرنٹنڈنٹ سہرازاری باقی کل ریاست میں مقرر ہوا اس میں ایک ناظم مقرر ہوا  
 ہر ایک ناظم کو اختیارات فوجداری و دیوانی و کلگری عطا ہوئی ٹریسے شہروں اور قصبوں میں عدالتیں مقرر ہوئے اور  
 کیشان معزز اکیسویں تھوڑا پانچ ارال ریاست کی عدالت ایک زیر کے مقرر ہوئے ریاست سہرہ ہوا اور اس کے  
 حال و راق صاحب پولیسک اسخٹ سہرازاری نے القیاس عدالت فوجداری کا صدر و حاکم ایک شخص کو نسل کے مجرمین کو  
 جمعیت پولیس کے باجمول مقرر ہون کو تحفیف ہوئی ہو و نہانہ کا فضول خرچ ہوئے ہوا اس کے لئے ۱۸۶۲ء میں عدالت کی  
 لاکھ تھی شہر و قریب شہر کے باہر جو آمدنی نقد ہوئی شہر کے اوپر مہیوں کی آمدنی کے مقابل ایک قصبہ  
 زیادہ تھی اور سالانہ کے فضولیت کی آمدنی بجلی آمدنی سے نقد ایک لاکھ و سید کے زیادہ ہوئی اسکل  
 خرچ سالانہ مشمول تنخواہ سپرنٹنڈنٹ و دیگر اخراجات ریاست ہندہ ہر دو چالیس قصبہ باہر اس کے لئے  
 صفوں اور انکی والد کے صرف کیو اسطر و یا جاتا ہوا سالانہ آمدنی سے نصف کم ہوئے اور دوسرے میں جمع ہوا  
 بجلی آمدنی سے خرچ زیادہ تھا اور ریاست ہمیشہ قرضدار رہتی تھی جہاں لاہور کے علاقہ میں ایک خرچ حق سے تیار  
 شاخون کے ذریعہ سے پانی چھوڑا گیا کہ سیراب کرنا تھا اور وہ مدت سے بند تھرا ہوا نہ اسکا کوئی ملک ایک  
 اور نہی خبر بھی کاٹی گئی ہے جس سے تمام علاقہ سیراب ہو گیا جو اور قریب سی مل کے بجلی ضرورت میں ہوگی اور  
 ادنی کے ذریعہ سے دریا کا بانی ایک پرانی غر میں بھی جاری ہوتا ہے جہاں لاہور کے علاقے میں جتھہ رکھیں ہیں  
 انکی حفاظت کیو اسطر علیحدہ علمہ مقرر ہوا اس پر شفا خانہ و دوا اسٹری آبادیوں کے اندر و اجا رہا ہے اور زمیندار  
 جو پھر ریاست کے اہلکاروں کے زیادتیوں سے اپنی زمینیں جوڑ کر ہال گئی تھے وہ پھر اگر آباد ہوئے اور تمام  
 بخرا و غیر آباد زمینیں آباد و زرعہ میں لگی ہیں رعایا کو آباد اور فوج و لشکر احمد پور جہاں لاہور کی ریاست  
 کے متعلق یہ ایک شہر ہوا آباد ہوا اسکو ڈیر احمد پور کہتے ہیں اگرچہ عدالت کی غلطی سے شہر نام عام ہو گیا ہے

صنعتوں کے کارخانے جاری ہیں بازار خوشنما و بارونق ہی ایک مسجد بچہ عالیشان جسکے چار دینار ملنے ہی ہوئی ہیں۔  
 بھاول خان کے بوائے ہوئے بھان موجود ہیں ہندو قین توڑی دار اور بارونق بھان بھت تھنہ بنائی ہوئی و  
 اربشہ کے کپڑے بھان بھت تھنہ بنائی ہوئے ہیں کل شہر میں اکھڑا آٹھ سو گھرا درتیس ہزار آدمی آباد ہیں  
 کے سوا ہی ایک اور بھی سستی احمد پور نام اس علاقہ میں ہے جسکو چوہا احمد پور بولتے ہیں آبادی اسکی سند کے ملک  
 کے طرف ریاست کو سرحد کے اوپر بہا دیو سے اکیسواونتیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا**  
 بھہ قصبہ ریاست بھاولپور میں بائیں کنارے دریائے گہارے سے چار میل بھاولپور سے شمال مشرق کو اکیسوا  
 میل آباد ہے **خان بھہ** بھاولپور کی ریاست میں بھہ ایک بڑا قصبہ بائیں کنارے دریائے بچہ  
 کے آباد ہے زمین اسکی بھایت درخیز و سیراب سرسبز ہے دریا کے لہانی کا پانی اسکو سیراب کرتا ہے  
 کہ خشک سالی میں بھی اسکے زمین کو پانی کی حاجت بھین ہوتی پیدائش غلہ کی اوسمیں بھیات ہوتی ہے قصبہ  
 کے زمیندار بھی مالدار و آسودہ حال ہیں بازار بارونق و پر تجارت ہے **خان گدہ** بھہ قصبہ بھاولپور  
 کی ریاست میں بھاولپور سے اٹھارہ میل سمیت جنوب اور شہر مکیانیر سے اکیسوا میل شمال مغرب کو آباد ہے  
**خان پور** بھاولپور کی ریاست میں بھہ ایک آباد شہر اور پکناری اوس شہر کے جسکا نام اختیار ہے  
 آبادی بازار شہر کا آباد اور کارخانہ تجارت کا بکثرت بازاروں کے اوپر اکثر چھتین ٹری ہوئے ہیں اور  
 ایک کچا قلعہ دو سو گز لمبا اور اکیسوا میں گز چوڑا بنا ہوا ہے رئیس حال کے طرف سے اوسمیں قلعہ دار رہتا ہے  
 گردنواح کی زمین اسکی لائق کاشت و درخیز ہے مگر جو زمین کہ خاص بہا دیو سے جنوب مغرب کو ہے اس  
 بھہ زمین منگلی ہے کیونکہ مشرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو شرک کہ اسلام گدہ سے  
 اسی جو وہ بھین میل سمیت جنوب سے قصبہ کے عین گیتان کے اندر واقع ہے اس ریگستان میں لمبے اور  
 بلند ٹیلے ریت کے کوسوں تک برابر نظر آتے ہیں گویا اس جنگل کو ریت کا سمندر کہا جاوے تو بھائی اس شہر میں  
 اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہے مگر قدیمی علامات سے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں بھہ قصبہ بھت آباد ہوگا اب بھی  
 ہزاروں زیادہ آدمی اس میں رہتے ہیں مگر مسلمان عام و ہندو برای نام **حسن پور** بھہ بھاولپور کے  
 ریاست میں بھہ ایک قصبہ دریائے گہارے کے بائیں کنارے آباد ہے اسکی مشرق کے طرف ریت کے ٹیلے میں سرزمین  
 تہل بولتے ہیں بھت نزدیک جو اسو اسطراد طرف کو گلیان و بازار و گہر ریت سے بھری رہتی ہیں اور وہ ریت  
 تھل ہے اور آٹھ کھڑے کی زراعت کو فقہان ہو سکتا ہے بھہ اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی میں ایک  
 فاصلہ حاجت سال گذرے ہیں کہ گہارہ امین لہانی ہوئی اور باقی دریا کا اس شہر تک چڑھ آیا اوس  
 وہی زمین نہ دور پاؤٹھا کر کے کیا اور بھہ افسانہ بیان ڈال گیا عمارت قصبہ کی فام ہی گر چو کہ میں

مٹی تختہ پر اور بارش بھی اس طرف کم ہوتی ہے وہ کچے گھسرت ملک قائم رہتی ہیں چند مسجدیں جو یلیان تختہ و  
منقش بھان بنی ہوئی ہیں اور پانسو دوکان کا بازار بھی اس شہر میں تجارت بھت ہوتی تھی اب کم تر ہو گیا  
سو اگر دن کے قافلہ بھان آتے ہیں اور خرید و فروخت مال کی کرتے ہیں کارخانہ بھی پارچہ  
و انگری و ظروف سازی کے بھان جاری ہیں شہر کے باہر کچے قلعہ و گڈ بھان کچی بنی ہوئی ہیں جو بھان کے رستہ  
وقت بوقت بنا کر رہی ہیں **ماروٹ** یہ قصبہ بھادلوہر کے شرقی میدان میں اوس شہر کے چوبہا دلیہور  
بہتیز کو جاتی ہے بھادلوہر سے ساٹھ میل شرق کی طرف آبادی شہر پناہ قصبہ کے گرد خام بطور قلعہ بنا ہوا ہے۔  
گھروں کی آبادی بھت سی خام اور کچھ تختہ بازار آباد و باروئی پر تجارت ہو کر دنوچ کی دھاتی لوگ ہنر  
بیداوار کا غلہ بھان لاکر فروخت کرتے ہیں **میرگڈ** بھادلوہر کے علاقہ میں بھہ ایک قصبہ بھادلوہر سے  
شرق کی طرف آباد ہے چوٹا سا زمین باز آ رہی اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خام ہے زمین اسکی اچھی ہے  
گورزراعتوں کو بانی کنوؤں کے ذریعہ سیر دیا جاتا ہے **موج گڈ** بھادلوہر کی ریاست میں بھہ ایک قصبہ  
اوس شہر کے چوبہا دلیہور سے جو وہ پور کو جاتی ہے بھادلوہر سے سنتیں میل جنوب شرق کو آبادی علاقہ  
متعلقہ اسکا تمام رنگ اور چکل سے محیط ہے مگر خاص آبادی قصبہ کی تختہ زمین کے اوپر واقع ہے شہر کے گرد  
چوٹے چوٹے رینگے ٹیلے کثرت ہیں شہر کے گرد تختہ دیوار چاس فیٹ بلند آڈھی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے  
جب نواح محاول خان نے اول اس شہر پرورش کی تو شمالی دیوار کے طرف تو میں نصب کین چنانچہ نشان  
لوگوں کے آج تک نمایاں ہیں دہم دی و مورچی لڑائی کے شہر کے فضیل کے اندر رہتی ہوئی ہیں و شکل و چمن  
شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہے اندر شہر کے ایک مسجد تختہ عالیشان بلند کرسی کے ایسی بنی ہوئی ہے جسکی بلند ہی  
کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے میلاد اوسکی دور سے نظر آتے ہیں شمال کے طرف شہر کے باہر کسی بزرگ  
مسلمان کا مقبرہ بھت تختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہے اوسکی مینار بھی بھت بلند و عالیشان ہیں اور ایک  
تالاب بھی قصبہ کے باہر تختہ بنا ہوا ہے جو بارش کے پانی سے پر آج بہا ہر شہر کے اندر کنوئیں اٹھاؤں ہاتھ کے  
عمیق بھت ہیں **سارکیو** یہ ایک قصبہ بھادلوہر کے ریاست میں پانچ میل بائیں کنارے دربار  
گندہ کے اور اٹھاؤں میل شرق و شمال شرق کے طرف بھادلوہر سے آبادی **شہر وال** بھادلوہر  
ریاست میں بھہ ایک قصبہ بھان سے جنوب کو ہالو سے میل اور خاص بھادلوہر سے جنوب شرق کے سمت کو  
اکتھر میل آباد ہے **ناموکی** یہ قصبہ بھادلوہر کے ریاست میں بائیں کنارے دربار کے گہارے کے اور خاص  
بھادلوہر سے اکیس میل شمال شرق کی طرف آبادی **لوٹھ** بھادلوہر کی ریاست میں بھہ  
تختہ چوٹے ہاں کے آبادی آبادی اسکی ایک و پچھلے کے ایک ہاں کے کنارے پر واقع ہے



قصہ کے گرد و عمدہ تفصیل بنی ہوئی ہے اور اراغنی متعلق اسکے آباء و ذریعہ و سیراب پیدائش غلہ کی بھٹ مولی  
 ہے **اوج سد و نکاح** دیپور کی ریاست کے متعلق بھی ایک پُرانا شعر دیپای پنچمنکے بابین کا  
 سے بھانڈا جارسل آباد ہے اسکے گرد و خات غرض و صورتی کے ساتھ درختوں کے مجموعہ کے ہوئی میں اور قلعہ  
 محضیت سرسبز سیراب بہن آبادیان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہیں اور تینوں آبادیوں کے گرد و گھاٹ لگ  
 شہر پناہ بنی ہوئے ہیں آبادی شہر کی گنجائش گلیاں تنگ باز اگر کشادہ اور بڑی ہیں برتن ہر ایک ثابت کی  
 عمدہ و خوبصورت شکر چھان سے اور ملکوں میں تحفہ بھیجاتی ہیں تجارت بھی اگر چہ چھان ہر ایک قسم کی بھٹ  
 ہوتی ہے مگر برتنوں کی تجارت بھٹ ہی داخل ہے قدامت میں ملتان کی طرح بھی شہر بالکل سچا اگر چہ  
 چھ اوچرا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اسکی جو شہنشاہ الدین زکریا ملتان کے وقت تیسرے ہوئی  
 میں اس سے بعد بھی صدات سپر بھٹ آئی مگر ویران بھین ہوا سکھوں کی فوج نے رنجیت سنگھ کے حکم کی قوت  
 اسکو بھٹ لیا اور قریب تھاکہ آج رہا دی مگر جب ریاست بھاؤ لیکو انگریزی حکومت کے تحت میں آکر محفوظ ہو کر  
 تو سکھوں کا دست غارت پھر سپر بھٹ آبادیان اپنے ٹیلوں کے اور یہیں جو بھیلے آبادیوں کے کوئٹہ راستے  
 نے ہیں اسلامیت سے اول بھی چھ شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت میں بھی حاکم نشین ہوا ایک آبادی  
 اسکی متعلق سادات بخاری جو حکما بزرگ بھلو سر جلال الدین سرخ بخاری چھان آیا اونکو پوتے سید جلال الدین  
 مخدوم جہانیاں جہان گشت بڑی بزرگ اور ولی تھے بخار و خندہ چھان زیارنگہ بنامو اسے اتنا دنکی اولاد  
 بھی چھان قاضی علی آتی ہے چھ حضرات سید صفی جسی نسبی ہیں بلکہ کل خندہ و ستانہیں جو سید بخاری اپنا شجرہ  
 انکے ساتھ درست ملا دگا جسی نسبی ہو گا دوسری سببی گیلانی سیدوں کی ہے چھ بھی بڑی سببی ہے اسکو پوتے  
 سید گیلانی ہیں جنکے بزرگ سید محمد علی قبادی علی ہے اگر چھان سکونت پذیر ہو کر اونکا اور انکو صاحبزادی  
 سید عبدالقادر ثانی کا روضہ چھان موجود ہے سواہر انکو اور بزرگوں کے روضہ بھی چھان بھٹ میں داخل ہے  
 اگرچہ تین بڑی بستیاں ہیں گراونکو سواہر بھی متفرق آبادیان ایک دوسرے کے پاس ہیں اور کل کا قلعہ اد  
 شمار کر کے سات اوجین مشہور ہیں اوج نام اس شہر کا سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری نے رکھا اس سے  
 پہلے اس شہر کو دیو گڑھ کہتے تھے اور دیو سنگ نامی ایک عالم چھان حکومت کرتا تھا جب حضرت فی اگر اسکو  
 تیر کیا اور اچ کے قلعہ میں اپنا قلعہ جایا تو اچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفضل سجادہ نشین ہزارات حضرت  
 بخاری کا سید محمود دہراد قیدیم سے جو سجادہ نشین چھان ہوتا ہے وہ نہ ناصر الدین کے خطبے سے مخاطب ہوا  
 اور سجادہ نشین ہزارات سادات گیلانی کا گچ بخش کہلاتا ہے اس شہر میں خندہ و کم اور سلمان بھٹ میں خندہ  
 چھان کو گراونکو کہلاتے ہیں اس خطبہ کی اکثر بخاری ہے اپنی انکو کوون برہنہ اور چھوٹے بڑے باندہ کہتے ہیں

اور چرخ جو کہ دریہ سے آبپاشی ہوتی ہے اس کا پچھوٹا حصہ ایک قصبہ بھادوپور کی ریاست میں بائیں  
کناری دریائے سندھ کے بھادوپور جنوب مغرب کو فاصلہ ایک سو اکتیس میل کے آباد ہے۔ **راجپوت** بھادوپور  
بھادوپور کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے بائیں کناری خاص بھادوپور سے ایک سو سولہ میل جنوب مغرب  
کو آباد ہے۔ **سارو** بھادوپور کی ریاست کے متعلق ہے ایک قصبہ بھادوپور جنوب مغرب سے شری گڑھ  
اور بیکانیر سے شمال مغرب کو فاصلہ ستر میل آباد ہے۔ **بیکانیر** کوٹ بھادوپور کی ریاست کے متعلق ہے  
ایک قصبہ بھادوپور سے چودہ میل سمت جنوب شرق اور چتر میل شمال و شمال شرق شہر ہیکر کے دریا پر  
کے بائیں کناری آباد ہے پچھلے قصبہ سندھ کے سلطنت کی متعلق تھا جب ہیکر رانگریزی نے سندھ کا ملک  
فتح کیا تو ملک کے اندر میں جگہ جگہ مات نواب بھادول خان کو بھی علاقہ عطا کر دیا کہ اب اس کی ایک متعلق

**تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اس کے علاقوں کے ذکر میں**

**اس میں پانچ تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم ہزارہ کی ملک و اس کی متعلق علاقوں**

**ضلع ہزارہ** یہ ضلع سبھلہ اضلاع پنجاب کے دو آئندہ ساگر میں مقام لاہور دارالامارت ملک پنجاب  
سے فاصلہ دو سو بیس میل شمال کی طرف واقع ہے آبادی اس میں شہروں اور قصبوں میں منقسم نہیں ہے بلکہ چوٹی

بستیوں اور چوٹی چوٹی گاؤں میں منقسم ہے۔ **ہری پور** جو حکیم دارہ شریک زوہ فرستہ ایک کچی میں خاص علاقہ میدانی  
ہزارہ میں آباد کر آیا تھا اس وقت یہ بھی شہر دارالحکومت و حاکم کشمیر کا سرکار انگریز کی ابتدائی عمارتوں میں بھی شہر

ضلع کا مسکن قرار پایا تھا۔ **پشاور** میں علاقہ ہندو میں جگہ جگہ کی سب سے ضلع و سرحد کی متعلق خوبی آج ہوا کی مقدار  
ہوئی بلکہ ضلع کا مقام بھی وہی موقع پر ہوا اور اس کی صاحب شہر اول اس ضلع کے زوہ موقع پر بنایا تھا اور اس کے

اوسے حاکم کو نام سے بنام ایٹ آباد شہور ہے اور ضلع کے تمام کچھ دیوں کا وہی مقام ہے اور وہ موقع خاص ہری پور سے  
بائیں میل کے فاصلہ پر جانب شرق و شمال واقع ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اب تک قائم ہے و جسے

اس علاقہ کا بنام ہزارہ ہر وایات معتبر ہے مشہور ہے کہ اسیر تپو کے آمد میں جو آخر ۱۸۵۹ء میں ہوئی قوم ترک  
ہزارہ و قوم قارن میدان علاقہ میں جہاں اب ہری پور آباد ہے قابض تھی اور وہ زمین کے نام سے بھی علاقہ

ہزارہ مشہور تھا اور اب تک ہی پرانے اسناد و قبائلیات میں بھی اس علاقہ کا نام ہزارہ و قارن ورج ہے  
اور ان ترکوں کا میدان کپلی میں شاہ جہانگیر کے وقت بھی موجود تھا اور اب بھی وہ ضلع کشمیر و ال میں ہوا

و تو میں اس ضلع کا طول ایک سو بیس میل اور عرض چالیس میل کوٹ شرق و شمال کے طرف اس کو سرحد علاقہ  
ریاست جموں و جنوب کی طرف شری گڑھ ضلع راولپنڈی اور کشمیر کوٹ شرق و شمال کے طرف اس کو سرحد علاقہ

ریاست جموں و جنوب کی طرف شری گڑھ ضلع راولپنڈی اور کشمیر کوٹ شرق و شمال کے طرف اس کو سرحد علاقہ

ہیں اور باقی گوشہ غرب و شمال سے حدود علاقہ قحطیات تو اجماع خود مختار اور شمالی حد دریائے سند کے ساتھ ملتی ہیں  
 صورت ضلع مخروطی سے بطور صراحی کے ہے یعنی گوشہ شرق و شمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طویل و اسو  
 اسکی شکل سبب طولانی اوس طرف سے زیادہ تنگ کر دی ہے ضلع متعلق کشتری بنیاد ہے اور تقسیم ضلع کی تین  
 تحصیلوں پر ہے اول تحصیل ہری پور چھین تین سو دس دیہات چھ سو اسیاس میل مساحت ہے قبا و جمع ایک لاکھ  
 سینا تیس ہزار تین سو کوٹہ اور مردم شماری ایک لاکھ تیس ہزار سات سو ساسی ہے دوسری تحصیل  
 جسکے متعلق تین سو اٹھاون دیہات چھ سو تیرا نوین میل قبا بیاسی ہزار نو سو اٹھارہ و بیہ جمع سالانہ اور مردم  
 ایک لاکھ چودہ ہزار چار سو بیاسی ہے تیسری تحصیل ماندرہ اسمین و دو سو اٹھارہ دیہات ایک ہزار چار سو  
 میل رقبہ اکثر ہزار ایک سو سو لہ و بیہ جمع سالانہ اور ایک لاکھ پندرہ ہزار دو سو چھتیس مردم شماری پر کل ضلع  
 کے اٹھ سو چھاسی دیہات و ہزار سات سو اکتھار میل رقبہ زمین اور تین لاکھ اٹھ ہزار تین سو چار نوین  
 جمع سالانہ اور تین لاکھ پینا تیس ہزار پانچ سو مردم شماری ہے یہ ضلع کوہستانی ہے شرقی و شمالی حصہ  
 نام کوئی ہے اور جنوبی میدانی ایک نئی ڈور انام اسمین جاری ہے جسکی اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہے  
 ضلع کے رستوں و اسے عموماً مسلمان اور ان افغان و گوجر و گڑرال و گہگر وغیرہ میں منہ و کم میں ٹہرتے ہیں  
 گانچو اس ضلع میں آباد ہیں اور نکاد کر ذیل میں درج ہوگا بیوہ شامہوت و انگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گہکھوت  
 و نیکر و کی فشاکی کی پیداواری ہے اور کھلی کے علاقہ میں غلامی بھت پیدا ہوتا ہے اور علاقہ چھو و ایک شہر علاقہ ہے  
 لوگ و نو ملکوں کو ملا کر بولتے ہیں میدانی علاقہ قلند انک کے شرق کی طرف ہے خاص طور پر آبادی اس قبیلہ کی متعلق ہے  
 ہری پور نالہ سر و کے کنارے پر ایک بلند جگہ پر جو تین سو سال تخمیناً سو چھ آبادی قوم کھکھون کے رہتی ہے کا تمام  
 اور مالک بھی تمام علاقہ کے جو فانی پور سے سوچ کوئی قوم ہے کھکھون کے گہکھو اسمین بختہ میں باقی غلام ہیں قوم میں ہر شہر  
 راجہ و سردار قوم کا مقرر رہتا ہے اور سکریام اور گدی کی جگہ بھی بختہ ہر قوم خان مورت اعلیٰ ہجوم کا تھا جو  
 آباد کیا تھا بازار میں چھین دوکان میں چھین کہتری دوکاندار ہیں درخان بیوہ دارشل الود و باسی  
 و شامہوت و انگور سبز و بیہ وغیرہ بھت میں بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ تمام علاقہ بختہ کا  
 نمونہ ہے تمام ہزارہ میں ایسی باغات و سرسبز جگہں چھین جسی بھان ہے کہا و یعنی گنا اور تما کو بہت ہوتا  
 گور بھی بنایا جاتا ہے پرانا ایک قلعہ بھان بنا ہوا تھا اب انگریزوں نے ایک قلعہ بنایا ہے جس میں تھانہ و  
 رہتا ہے نالہ سر و بھٹاؤن کے اندر جاری ہے اور اسکے کنارے پر بڑاغات و باغات لگانے گئے ہیں ناچور میں  
 کھکھون کی تعداد چھ سو چھین در و ہزار سات سو بیاسی مردم شماری ہے **ہرمانک** اس ضلع قبیلہ  
 تحصیل ہری پور کو آباد کر آیا ہوا ایک جہند و کا جو اسلام ہے چلی بھان حکومت کرتا تھا آبادی اسکی بھی

خانہ کے طے کر باغات و مسقر بہنیں ہیں پہلی آبادی اجد کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور  
 بعد آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکھوں کی عمارتوں سے پہلی عمارتوں کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم کے  
 اس قبضہ کی مالکیت سے قبضہ کے رہنے والے عوام مسلمان ہیں صرف چند گھر کٹر یون کے ہیں دو سو چھ گھر  
 اور ایک ہزار دو سو بیاسی خانہ شماری ہے **سرای صالح و متعلقہ سرای صالح** ایک شکر  
 جوہری پور سے ایٹ آباد کو جاتی ہے اور یہ قبضہ آباد ہے صالح قوم دار امن نے اسکو آباد کیا اور انہیں  
 سے پیشہ وری قوم پٹری دلیان و بانڈے دھوڑ پٹری وغیرہ اس میں آباد ہیں بھت اچار و نرق کا تمام خرچہ کیو  
 دوکان سات سو اڑسٹھ گھر اور دو ہزار آٹھ سو ستاسی خانہ شماری ہے مالہ دوڑ جو اس قبضہ کے پاس رہتا ہے  
 موجب سرسری و شیرابی اس قبضہ کا ہے اس علاقہ میں کچا دوسلہ بھت بدایہوتی ہے گورکھی بھت بنایا جاتا ہے  
 کس قدر باغات بھی ہیں **کوٹ نجی اللہ** اس قبضہ کا بانی نجی اللہ خان قوم نربن تھا جو سلطنت  
 خجائی سلطانی کے وقت اس خطہ نزارہ کا حاکم تھا اس نے اپنی نام پر اسکا نام نجی اللہ خان کا کوٹ کہا  
 اب یہ قبضہ قوم گوجر کی ملکیت ہے اور سر احمد و غلام محمد عزت دار زمیندار اس کے مالک ہیں اسکا بزرگ مشرف  
 بڑا بھادور و دلیر ہو گزرا ہے آبادی اسکی اس شکر پر واقع ہے جوہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے  
 کٹر ملی اصل جہ اور جولا ہے بھان بھت بہت ہیں اور بارہ لنگی سیاہ تھ بنایا جاتا ہے ایک سو زیادہ دوکان  
 سات سو چوبیس گھر اور چار ہزار آٹھ سو اسی مردم شماری ہے کٹری بھان کے مالدار و تاجر مشہور ہیں اور شہر  
 اور چند دیہات کے بعد علاقہ نجی اللہ خان کے کوٹ کا علاقہ کہلاتا ہے اور سر زمین ریز و سیراب ہے قبضہ درو  
 یہ قبضہ آباد کیا ہو ملک درویش قوم نربن کے مورث اعلیٰ کا ہے اور یہی قوم انجاقا بن و خیل ہے مشرق قوم  
 کے لوگ بھی رہتے ہیں دو سو اٹھائیس گھر اور ایک ہزار چار سو ستائیس مردم شماری ہے ایک باغ میں آباد خان قوم  
 نربن کا لگوایا بھان موجود ہے اور سین ہر ایک قسم کا سوہنہ بدایہوتی ہو یا پکا ٹوٹن غلہ کا ہوتا ہے **بھڑی**  
 یہ قبضہ اس شکر پر جو راولپنڈی سے ایٹ آباد کو جاتی ہے آبادی ضلع نزار میں ہے پٹری و بار و نرق پٹری  
 اور کوئی عین کھری تحصیل کی بھان ہوتی ہے اور صاحب ہشت طے ماتحت صاحب ٹی کشن کے بھان  
 جو کئی وقت میں سردار ہری سنگھ لہو نے یہ قوم میدان کی دیکھ کر اس شکر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اس  
 نام پر پٹری نور اسکا نام رکھا جو کہ یہ قوم میدان کی علاقہ کے وسط میں اور پٹری کے کٹری یعنی نربن جارتی  
 ہے علاقہ نسج آباد ہو گئی اور پٹری مالک کی میں قبضہ آباد ہو گیا دو اور تحصیل کے خاص پٹری اب بھی گرو گرو  
 نامی ہوئی ہیں کہ بعض عمارت خیمہ میں ایک قلعہ اور باغ بھی ہے لنگی کا بنایا ہو جو کوٹ کو قلعہ کشن  
 در باغ ہر لنگی کے ہیں شکر کے لنگی پٹری کے جباری میں نظام صاحب سرسری اور درویش کی



سیو طرح طرح کے پیدا ہوتی ہیں فی زمانہ ایک ہزار چھ سو اڑسٹھ گہرا پانسو دوکانیں اور چار ہزار آٹھ سو مردہ شہاری  
ہے ہویار ہر ایک قسم کے اجناس کا بھیان ہوتا ہے دور دور سی سوداگر مال لاکر اس جگہ پہنچتے ہیں قصبہ میں بھی  
بڑی بڑی سیابو کار مالدار مثل بدبو سنگہ وہو اند اس دفتح خدو رتنا و جاہر وغیرہ رہتی ہیں اور ہزاروں  
روپیہ کا بیویا کرتے ہیں اور نالہ دوڑ جوڑا نالہ اس ضلع کا ہے شہر سے جانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر  
ہے اوسے سے اوپر چوتھے پھر تین کہو در شہر میں لائے گئے ہیں اور علاقہ سیراب کیا گیا ہے تمام شہر میں صرف  
ایک چاہ ہر سنگہ کا کہو دوا یا ہوا محبت عمیق ہی گرمی میں اسکا پانی سرد ہوتا ہے سرکاری مکانات ڈاک گاہ  
دشخا خانہ ڈاک خانہ دتھانہ پولیس مقام تحصیل وغیرہ بھی گورنمنٹ کی نگرانی کا ہویا بھی اس قصبہ میں  
ہوتا ہے اور لکڑی بھیان ہی تمام علاقہ میں پہنچتی ہے اور اکثر سوداگر قبت لداخ و کشمیر کو ہندو کش و شہار  
و کابل و قندھار و غرنی و بخارا سی بھیان مال ہر ایک قسم کا ہر سال لاتے ہیں نالہ ڈور اس قصبہ کے پاس سے  
گزر کر اور دس میل کا راستہ طر کر مقام تاریلہ دریای سند کے ساتھ شامل ہوتا ہے ہر کشتی گڈہ  
ضلع ہزارہ میں بھی ایک قلعہ دریای سند کے شرق کی طرف بفاصلہ دس میل کے اوس شہر پر جو درہ ہے  
گڈہ کر کشمیر کو جاتی ہے شہر ہری پور و سکندریہ کے درمیان بنا ہوا ہے یہ قلعہ سرداھری سنگہ  
منوہ نے بوقت آبادی شہر ہری پور کے بنوا کر اس کا مقام گاہ مقرر کیا تھا صورت قلعہ کی مربع اور دیوار میں  
میں قلعہ کے اندر چھوٹے چھوٹے مکانات پختہ بناو گئے تھے **قصبہ بکڑہ** و **تعلقہ بکڑہ** یہ قصبہ قوم افغان  
گوت جدون کی ملکیت ہے اور قومین متفرق بھی آتا تو میں کہتے ہیں اس جگہ زیادہ رہتی ہیں اور کابو یا ہر چھ  
ہے کہ وہ ہمک یہاں سے کشمیر کو لیتے ہیں و زو ہاں سے طرح طرح کا مال لاتی ہیں کما دگنا بھیان بھت پیدا ہوتا  
اور گڈہ بھانیت عمدہ سفید پٹا رنگ کے طرح بھیان فبا ہے اس قصبہ کے دو سو سپاس خانہ شہاری اور ایک ہزار دو  
اٹھتر مردہ شہاری ہے اور قصبہ متعلقہ تحصیل ہری پور کے ہے **ہملکن** یہ قصبہ منظم ہزارہ تحصیل ہری پور  
کے متعلق جوگی خان مورث اعلیٰ قوم تارخیل کا آباد کیا ہو سو جو دی ایک تین گھرا و سات سو مردہ شہاری  
ہے سکھوں کے وقت بھیان ایک قلعہ تھا اور اب پولس کی چوکی جو **قصبہ ترسلہ** اس قصبہ کی آبادی یا  
سندھ کے کنارے پر واقع ہے اور دریا کے دوہرے طرف جدیا غسان علاقہ غیر تحصیل آبادی اس قصبہ کو  
سردار ہر سنگہ نے آباد کر دی تھی کہ قصبہ کے رہنے والوں نے بے دے جنگ و سکو ساتھ کئی تھے کی قدر و کثرت  
بعد پھر یہ قصبہ آباد ہوا جو اب تک آباد ہے ایک ہزار ساون گھرا و پانچ ہزار سات سو چار سی مردہ شہاری کیسے  
کے قریب دوکان ہی قوم شہان گوت اشان زئی و ترسج سلیمانی قصبہ میں رہتے ہیں پیداوار پوست کی صحت  
ہے افیون بھی نکالی جاتی ہے اس مقام پر یکم ہیا کہہ کے روز دریا سند پر ٹر اسلیا تا ہے اور تھانہ پولس کا



سکرار کی طرف سے مقرر ہر قصبہ کے واسطے حصہ حصہ جانب گوشہ شمال مغرب شہر سہری پور سے آباد ہو  
 چلے رقبہ اسکا شامل ہو وضع کا ڈھل ملکیت کو خزان کیلئے حصہ ڈیڈ ٹریس کا ہوا ہو گا کہ سعید خان علی زئی نے  
 دیر یا سندیہ کے واسطے سہری اگر یا عاتت اسحاق گوہر ساگر کی نڈل کے حصہ حصہ آباد کیا وقت آبادی کا ایک  
 تیرہ جانب شمال اسکی زمین سہری میں گراؤ چاکھڑا تھا اور لوگ سب کو کھلاٹ کہتے تھے اویس کے نام پر قصبہ کا نام مقرر  
 ہو گیا سکھوں کی تلدار ہی میں جھلی پر آئی بخش کشید ان فسر تو سچا نہ نے اسکو لوٹا اور جلا یا دوسرے دفعہ دیوان  
 پیر سجد نے لوٹ کر دیوان کر دیا مدت تک حصہ غیر آباد رہا پھر سکرار انگریزی کے وقت سید خان کی اولاد نے  
 پھر اسکو آباد کیا جو ایک آباد ہے دوسرے رانوی گھر اور ایک ہزار پانچ سو بارہ مردم شماری سے آبادی عام  
 و متحدہ و نو قسم کے ہے خاندان سید خانی اس قصبہ میں موزن شمار کیا گیا ہے اور تین ہزار چار سو تالیس روہ  
 کی جاگیر و ملک گذارہ کے لئے مقرر ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے ایبٹ آباد و جہادنی ایبٹ آباد  
 علاقہ دہتور میں ہے مقام مشہور و جاہل آسائش ہے ایبٹ صاحب دینی کشنراول تہزارہ نے یہ مقام بند کر کے  
 جہادنی کی بنیاد ڈالی اب صدر مقام ضلع ہزارہ کا بھی بھی ہے ملازمان ضلع و کاندھار و متفرق اقوام بھیان آباد  
 ہیں دو جگہ بازار ہے ایک صدر ایبٹ میں دوسری پلٹن گوڑہ میں بھیان انگریز کو خدنگل اور ایک کسکاری سر  
 صدر بازار کو متصل ہے اور بھیان انگریز سکونت کو بک بھیان بڑی رونق رہتی ہے خصوصاً موسم گرما میں تو بڑی آسائش کا مقام  
 ہے اس میں سوار تالیس گھر اور چار ہزار تین سو چارسی مردم شماری و شہر و ان حصہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد  
 متعلق ہے آبادی اسکی بھت پرانی ہے قوم ترک کے کسی بزرگ نے اسکی حکومت کر وقت حصہ قصبہ آباد کیا تھا اور رانوی گھر  
 اور وقت میں تہری سکھوں کو عات و تاراج کی وقت اسکی آبادی کم ہو گئی فی ماتا د آبادیان اسکی شہر و ان غر و دکان  
 موجود ہیں ایک سو تالیس گھر اور آٹھ سو سات مردم شماری سے پولیس کا تھانہ بھی بھیان موجود ہے قصبہ سہری  
 حصہ بھی ایک پرانی آبادی ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد کے متعلق ہے ترکوں نے چلی اسکی بنیاد رکھی دوسرے ہزار  
 کے حصہ سے زینداران قوم تنولی نے اس قصبہ کیا اور ترک طلا وطن جو کر ملک کے اب بھی قوم تنولی تنولی خان  
 مورثا علی کی اولاد اس پر قابض و دخل ہے دوسو بارہ گھر اور ایک ہزار ایک سو آٹھ گھر کی مردم شماری ہے  
 قصبہ پٹیر اس کی آبادی بھت پرانی ہے صوبہ خان قوم تنولی کی حکومت کے وقت اونٹنی ہزار گھر کے  
 آباد تھا اور سات سو دوکان تھے پھر صوبہ خان دفعہ شیر خان دگل خان جاکم ہو کر رہے پھر جیشیر لہ خان پر  
 نواب خان شکر یو لے نے احمد علی خان گل شیر خان کے بیٹے کو قتل کر دیا تو حصہ قصبہ دیران ہونا شروع ہو گیا  
 کے وقت سید خان تنولی نے دو دفعہ اسکو جلا یا دوسو حصہ دیران تو ہوا اگر آبادی بھت کم رہی ہے پور  
 جو کنہری جا کر آباد ہو جو وہ بھیان ہی سے آٹھ کر گئے تھے عطا محمد خان تنولی جو رئیس کر سی نشین ایک ہزار سات سو

سترہ روپیہ سالانہ کا جاگیر داری اسی قصبہ میں رہتا ہوں دوسو چوں گھراور نو سو دودھ مردم شماری ہے۔  
**موضع نازہ** عرصہ بارہ سو برس کا گذرتا ہے کہ سہی غزنی خان قوم کڑرال نے مجھ موضع آباد کیا اور  
 روز بروز اسکی اولاد میں ترقی ہوتی گئی اور اوسیطح کا نوکی آبادی بڑھتی گئی سکھوں کے وقت جب  
 شورش اس علاقہ میں برپا ہوئی تو دوسرے سکھوں نے مجھ قصبہ جلا دیا مگر غزنی خان کی اولاد بھریاں چلی کر  
 آباد ہوتی رہی چونکہ پانی کے نازے یعنی خیرین جیان جاری ہیں کا فو نازہ مشہور ہے آبادی اسکی خاموشی  
 کا نوکے گرد اگر چند خیمہ پانی کے جاری میں جسے رونق قصبہ کی زیادہ ہے ایک قلعہ خام سکھوں نے جیان  
 بنوایا تھا اب گر گیا ہے اب سرکار انگریزی نے ایک قلعہ بنایا کہ اس میں تھانہ قائم کیا ہے یہ قلعہ خیمہ جو اس قصبہ  
 میں تراسی گھراور چھ سو جالیں مردم شماری ہے۔ **دھمشور** یہ قصبہ متعلق قلعہ ہزارہ تحصیل امیتا با  
 کے واقع ہے آبادی اسکی دریاہ سندھ سے سولہ میل مشرق کے طرف اوس شرک پر جو درہ دہ سو  
 ہو کر کشمیر کو جاتی ہے واقع ہے مجھ آبادی بھت پرانی ہے بھلو قوم ترک آباد و وارث تھی تین برس کا  
 عرصہ ہوا کہ قوم جدون اسلک میں آئی اور ترکون سے جنگ بدل کر کے علاقہ لے لیا مجھ قصبہ بھی اذکر  
 نصرت میں آیا تو آبادی اسکی بڑھ گئی ابتدا ہی آبادی سے آج تک مجھ برابر آبادی قوم جدون ٹھکانہ  
 کتھری وغیرہ متفرق تو میں رہیں رہتوں میں قصبہ کے متصل ایک تالاب موسوم مہیشاہ محال غازی کا  
 تالاب ہر مانی اسکا موسم گرما میں سرد و صاف ہوتا ہے چلی چلی دھن بھت ہے اس قصبہ کے نام پر تمام علاقہ  
 کا علاقہ کہلاتا ہے ایک ہزار اکیاون گھراور پانچ ہزار پانچو اکیاون مردم شماری قصبہ کی ہے **قصبہ جومہ**  
 اس کو آبادی نالہ ڈور کے کنارے پر واقع ہے اور قوم افغان کوت جدون اس میں کونٹ پذیر و مالک ہے  
 متفرق قوم کے لوگ بھی اکثر رہتی ہیں پانچو چھ گھراور دواہر اکیون و نیش مردم شماری ہے اور پچاس کے  
 قریب دوکانیں ہیں جن میں تجارت غلہ کی ہوتی ہے **قصبہ مکیہ** مجھ قصبہ شہر ہری پور سے چنان  
 شرق آباد ہے آبادی اسکی تمام دریاہے جلم کے کنارے پر واقع ہے اس مقام پر پانچ علاقہ سرکار انگریزی  
 و ہزارہ جوون کے دریاہے جلم حد حاصل شمار ہوتا ہے قصبہ میں قوم ٹوڈ کثرت سے آبادی اور کچھ گھرتوں  
 اور دوسری قوموں کے بھی ہیں آبادی کے اکیطرف دریاہے جلم اور دوسری طرف ایک کس پانی کے  
 یعنی خیر فور جاری ہے جس میں قصبہ کا علاقہ تمام سہ سہرہ خیمہ بھی پانی کے بھت جاری ہیں موسم سرما میں جیان  
 برف بھی رہتی ہے اور تابستان میں موسم سرد و خوش ہوتا ہے شکار بھی بری و بھری جیان و سیاب ہوتا ہے  
 شکار میں سہرہ بھت ہیں بدیش شالی دانگور و ماش وغیرہ کی بھت ہوتی ہے تھانہ سرکاری و ڈاک کی کٹا بھی  
 جیان انگریز کو ہری کو تھیکہ جاتی ہیں اس سے جو گذرے ہیں قصبہ میں ایک سو پچاس گھراور

جہاں لیس مردم شماری ہے موضع **مالشہرہ** آبادی اس قصبہ کی برانی ہے عرصہ دوسو برس کا  
گذرا ہے کہ جب سواتھ کے چھاڑ سے پہنانوں نے اگر اس ملک کو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوئے  
تو براؤنٹلہ بریجہ آبادی قائم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھوں میں سردار ہری سنگ  
نے اسکو ویران کر دیا کینڈلہ کے بعد پھر آباد ہوا جو آج تک آباد ہے اب روز بروز آبادی اسکی ترقی  
ہے اکثر اقوام ذی حرفہ بھی اس میں آباد ہیں بانیوں میں گھراور دہنرا اکثر مردم شماری ہی میں دکانڈلہ  
جنہن تجارت ہوتی ہے مکان مدرسہ تحصیل و تھانہ وغیرہ مکانات سرکاری تختہ تعمیر ہوئے ہیں کبھی وقت کا  
ایک قلعہ حیان تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان و جھوگر سنگ کبلش سے مال حیان تھبت آباد ہے ورنہ نزد  
و جانول شہنشاہ کا بیوہ بکثرت ہو لوٹانک وغیرہ ایشیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہیں موضع **گڈھی**  
**جیت** آبادی حبیب اللہ خان قوم سوآئی کی آباد ہوئی ہے اور ایک گڈھی یعنی جھوٹا قلعہ بھی  
ہیجان بنا یا اور یاے چلم کے کنارے پچھلے آبادی واقع ہے قوم سوآئی اس میں مالک سہمند خان رئیس کشمیری  
سردار اس قصبہ کا مالک ہے جو نوہزار ایک سو بارہ روپیہ کی باگیر یا تاسی آئریہی تجارت بھی وہ مقرر ہو چکا ہے  
دوسو تین گھراور چار سو تین مردم شماری ہے موضع **لشکر سوآئی** کے فتح کے وقت تھکانو  
آباد ہوا و متن مرتبہ عمارتیں سکھوں میں بچے گا نوٹا گیا اور چند دیویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک  
موجود ہے گا نو کے رہنڈو لے لیتو دہندی و دوزبان میں بونٹے ہیں کہتری اس قصبہ کے ٹبری سو یا دی ہیں قلعہ  
دھاکو کی دھوکا بکثرت ہو یا دیویراؤ لیتو دی وینڈو اور تھان وغیرہ اجناس حیان اگر فروخت ہوتا ہے  
اس قصبہ کی آبادی ہوگر سنگ و کولن دکانگان چھاڑی دیروں کے مقابل ہے اگر ورنہ اس قصبہ کی ایک  
آبادی نہیں ہے بلکہ اکادون آباد دیان متفرق ہیں جو سردار حیاتان پرہا قہم ہیں اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان  
کے لکھا ہونالی اور ملی کا بیوہ بکثرت ہو یا دیویراؤ لیتو دی وینڈو اور تھان وغیرہ اجناس حیان اگر فروخت ہوتا ہے  
بنوایا ہے جنہن تھانہ رہتا ہے سوار دن کا ایک ترب بھی حیان قیام پذیر ہیں سو گھراور ایک ہزار چار سو  
سین مردم شماری ہے **مالاکوٹ** اس قصبہ کی آبادی قصبہ لکھنؤ آبادی کے طرح جو علاقہ نہایت  
سیر ہے تجارت ہر ایک قسم کی ہوتی ہے ایک ہزار تین سو ایک گھراور دس ہزار چھ سو یا سی مردم شماری ہے  
موضع **شکباری** یہ گاؤں سوایتوں نے بعد فتح ملک کے آباد کیا سکھوں کے وقت دیوان ناگچند  
نے قلعہ عمارت کے سکھ ویران کر دیا تھا تھوڑی سی عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا شہر ق کبیرت اسکو  
ایک پرا نا قلعہ جو دیو اسکو لوگے اید سال کے ساتھ منسوب کرتی ہیں اور کشمیر میں کہ حیان او سکافہ تھا آباد  
اسکی نام یہ ہے کہ اسکی عمارت کے ساتھ دیو نامی آدمی میں لوگی ملایا جو اسکی

فخر و لباس ہے اس قبضہ میں عمدہ بنی جاتی ہے و دوسرے پاس گہرا اور کھرا چار سو اٹھائیس مردم شماری ہے  
 ایک سرکاری تھانہ منجبتہ عمارت کا مچان بنا ہوا ہے **کاگان** جس کا ایک بھاری خطہ اور درہ کا نام  
 ہے اور نیز ایک سببی ایسی نام کی آبادی ہے چلی چلی سہمی غازی بابائی اور سکوتا آباد کیا اور وہ تسمیہ کاگان  
 ہے یہ کہ منڈون کی عمارت میں ایک عورت ہندی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام  
 راجوال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہے اور راجوال کے نام سے علاقہ راجوال داخل کاگان  
 نامزد ہے خاص کاگان کی آبادی تین مقام پر تقسیم ہے علی القیاس راجوال کے اور شکل مجموعی کاگان مشہور  
 ہے مقام پر ہوسم سرسارن برہستی ہے اور گرمی میں ہوسم دلکش ہوتا ہے بھت ہی لوگ ہوسم تابان مچان  
 اگر قائم کرے ہن تجارت تک کی زیادہ ہوتی ہے بواہی بھت تھنہ بنا جاتا ہے دوسرے ہوسم گھراورد و ہنرا  
 تین سو پچیس مردم شماری ہے فقط **بقیہ حال ضلع سنرا** اس ضلع میں کوئی کان ایسی  
 نہیں ہے جس سے کوئی معدنی دولت با فراط حاصل ہوتی ہو مگر سونے کا ٹکانا دریائے سندھ کی ریگ سے چھان  
 بھت جگہ دستور ہے سونے کے ذریعہ میں ملے ہوئے ہوتے ہیں نہ کرش لوگ جو قوم کے ترک میں ریگ سے  
 سونا نکالتے ہیں انھیں مواضع کی ریگ سے مچان سونا نکالاجاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ سنرا میں  
 درج ہے **سنرا** کے علاقہ میں چار ہاں شیرنگہ میں جب دریائے سندھ نہاؤنگ بندرنا اور پھر ایک فصائی اگر  
 کاٹو دریا درہو گئے اس طیفانی کے فروغ ہونے کے بعد بھت سا سونا ریگ میں سے نکلا کرتا اور ایکے کش  
 دن بھر میں اگر وہیہ تک ہی کر لیتا تھا پھر **سنرا** اگر فی انگریزی علاقہ میں جب طیفانی ہوتی تو بھی  
 رونا تک نزد ورسونا نکالتی ہے اب اگر کسی سال طیفانی بخوبی ہو جاتی ہے تو چار آنہ ہوسم کی کھائی ہر دو  
 کر لیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڑھ آنہ کا سونا تمام درمیں نکلتا ہے سواے اسکے شہرہ اور چوہہ کا کنگر اور اربا  
 بھی اس سرزمین کی ہی نکلتا ہے مگر اربن کے ورق چوٹی ہوتے ہیں لہو کا پتھر اور سر کا پتھر اور سفید رنگ  
 مٹی بھی بھت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیواریں سفید کی جاتی ہیں برہی عمدہ کار آمد چیز جو اس بھاری حاصل ہوتی ہے  
 مویائی ہے اور پھر ایک قسم کا گوند ہے جو علاقہ بکوٹ موضع سنگل کے پتھروں سے نکلتا ہے اور درو و رنگ کا نام  
 ہے سفید اور وہ جو رن اور پتھروں شکستہ کی باریوں میں بیار کو دیتی ہیں کل ضلع کی پیداوار جو غلہ کی قسم سے  
 ہوتی ہے کمی گندم جو باجڑہ ہوتی یعنی شالی رتوی کا دہلہ سی سرخ ہے اور تمام علاقہ تین قسم میں تقسیم ہے  
 ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل تیسرا سرد ہے گرم علاقہ سدانی میں کنگہ یعنی گہون کی پیداوار زیادہ ہے  
 معتدل تمام علاقہ معتدل ہے گرم علاقہ جو میدان اور بھار کے درمیان ہے اور سرد میدان  
 میں سردی ہوتی ہے سردیہ شکر کا قسم کا پیدا ہوتا ہے سردی بھی عمدہ ہوتی ہے سرد علاقہ میں شالی کی پیداوار



زادہ ہو اور اکثر علاقے برغانی بھی اس میں داخل ہیں چانول اور سکاوالہ دارموتابہ مختصر تاریخی حال اس  
ضلع کا یہ ہے کہ اسلام کے عہداری سے اول یہ علاقہ ہزارہ کانہہ دون کی حکومت میں تھا جہاں پہلے اب بھٹی  
ولتان اور سوکت کے موجود ہیں بعض مہم جو زمین کو دی گئی تبت سنگین برآمد ہوئی اور ایک تبت سنگی  
اشرفیان ہندو کو عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک تبت سنگین برآمد ہوئی جب سلطان محمود غزنوی  
کا حملہ ہند پر ہوا تو مسلمانوں کے لڑائی اس ضلع کے ہندو راجوں کے ساتھ میں میدان فی علاقہ میں ہوئی اور  
سقام ڈاکہ پر راجوں کے رانیان لڑائی دیکھ کر ہی بھین جب سب راجہ قتل ہو گئے تو رانیان سب اختیار ہو کر  
بھاڑے لڑکر مر گئیں بعد ازاں قوم گہکڑ اس علاقہ پر حاکم ہوئی اور انکی عہداری مدت مدید تک اس ملک میں ہی  
اور کئی سلطان اس قوم کے ہوئے جہاں سلطان آدم گہکڑ کی اولاد اب بھی بھیان رہتی ہو اور اب وزیر سردار  
اور خاندان کا حیات اللہ خان موجود ہے آٹھ سو و سہ سالہ نشین پاناہی اور سلطان سارنگ کی اولاد  
علاقہ خانپور میں سکونت پذیر ہے اور قوم کاسر دار مقرر کر سی نشین آجہ چاند اور فرزند راجہ جید بخش خان  
موجود ہے جب سلطنت چٹائی نے زور پکڑا تو اس وقت بھی قوم سقر رہے اور شان وقت کو دربار میں انکی  
عزت و حرمت باظہار اطاعت ہوتی رہی مگر چٹائی سلطنت سے اول اور بھلا بادشاہوں کی اطاعت اور انکی  
کم کی تھی اور ہمیشہ ان سے گہکڑ لڑتے رہتے تھے انہوں نے بھت سی مشیائ بھی بھیان آباد کیں اور سکونت  
رہے چٹائی سلطنت کے منصف کے بعد یہ قوم بھر آوا ہو گئی مقربان گہکڑ نے احمد شاہ درانی کی آمد اور ہند  
کے حملوں کے وقت دی اور مقام گجرات سکھوں کی لڑائی میں شہید ہوا رہتے کشمیر انہیں کے سے گہکڑ متعلق  
اور بادشاہ انکو کشمیر کا دربان تصور کرتے تھے جب عہداری سکھوں کی پنجاب میں ختم ہو گئی تو بھلا سردار  
مہاننگی سکھ نے انکو چلے گئے بھر ہزارہ رنجیت سنگھ کے کار و بار میں ہوئے بلکہ اس وقت ہزارہ کے  
خاندان کی آستین اتفاق بھی سکھوں کا دخل اس میں ہو گیا جب سکھوں نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سکھوں  
ہو کہ شورش برپا کی اور رنجیت سنگھ کے اسکا ہزارہ سکھوں کا رنجیت سنگھ نے انکی سدا کھور و شہزادہ شیر سنگھ  
و دیوان ابدیال و جرنیل الہی بخش کو فوج دیکر ہزارہ کو بھانہ ہزارہ کے لوگ بڑی سختی کے ساتھ لڑے اور بھلا  
نوزیری ہوئی دیوان ابدیال مارا گیا شہزادہ شیر سنگھ نے اگرچہ کشتہ رانیان میں اس علاقہ میں سکھوں  
نہیں بھلائے نہ پایا اور اس علاقہ میں سکھوں کا راجہ اس وقت کسی کسی علاقہ میں شہلا ہو گئے تھے بھلا رنجیت  
شہزادہ اسکا ہزارہ کی طرف مامور کیا چونکہ وہ سردار رحمت برادر و علیم اللہ تھا اور اس نے  
و ختمی سے بھت سو علاقہ کا انتظام بخوبی کر لیا میدان فی علاقہ اسکی زیر حکومت ہوئی گیا آخر جب جن علیخان  
کی فوج مدد ہر سنگھ ہوئے بھلا کے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد بھر شہزادہ شیر سنگھ و جرنیل الہی بخش



فوج دو تونجانہ لیکر آئی اور بلا سہرس علاقہ کو اپنا مطیع کر کر اور بعض علاقہ جات سی نہ زانہ لیکر واپس چلے گئے اور کھیت  
 مدت تک ہزارہ خود سر راہجے بجیت سنگہ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہر سنگہ ناظم کشمیر کا ہوا سردار ند کو  
 رنجیت سنگہ نے بصرہ دت مہم منگیر کے اپنے طرف بلایا تو ہری سنگہ ملوہ کا گذر اس راستہ سے ہوا جب داخل علاقہ  
 ہزارہ ہوا تو محمد خان ترین اوسکا سردار ہوا اور نہ جانکہ وہ اس راستہ سے جائی سردار ہری سنگہ نے  
 محنت عذرات کئے مگر خانان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ لڑائی پر متعہ ہوا اور وقت ملکہ قریب تیس  
 گز تھا اور اسکے ساتھ دس ہزار سی بھی کم فوج تھی مگر وہ بھادر ایا لڑا کہ دو ہزار ملکہ لگیا اور ہزارہ بالکل فتح  
 سب ملکہ بھاگ گیا آخر افغانان تو مہم جد دن سردار کے پاس گئی اور نصایت منت کی اور گناہ بخشوایا  
 چونکہ سردار ہر سنگہ اس وقت رگبڑ تھا تعلقہ والون سے اوسنی چہر فی گھر وصول کیا اور اپنے ہزارہ سی  
 بوستان خان محمد خان کے برابر اور زادہ کو لیکر رنجیت سنگہ کی لشکر کے طرف روانہ ہوا بعد فتح منگیر حکومت ملک  
 کی سردار ہر سنگہ ملوہ کو ملی اور بیس ہزار روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع نہ ہوا  
 زینہ اران ہری کوٹ کو چھٹا کر جنگ پر متعہ کر دیا اور تیرہ بلکہ کے زینہ اران نے اونکی مدد کی اس لڑائی ہو  
 سردار ہر سنگہ کو شکست ہوئی اور سردار کو بی ملک سے دست بردار ہو کر میدان ملک میں آیا اور شہر پور  
 اور قلعہ ہر کشن گدہ کی جاگیر ہی منت امین سردار ہر سنگہ کو رنجیت سنگہ نے اپنی پس بلایا وہ اوہ سردار کو گیا اور  
 سردار گوردت سنگہ اپنے فرزند اور ہر سا سنگہ اکالیہ کو معہ دو سو سوار اور پانچ سو تیرہ کے ہزارہ کی حکومت پر  
 چھوڑ گیا ہر سا سنگہ نے ایک رخت ٹالی کا موضع درویش محمد خان کے جاگیر سے کٹوا منگوایا اور سپر چھ شورش  
 رہا ہوئی قلعہ ہر کشن گدہ کا علیہ والون نے محاصرہ کیا سرکاری سپاہی کتا قلعہ در بند کو قوم تونی نے اور  
 قلعہ سنگار سی کو قوم سو آتی نے مار لیا سپاہ جتدر قلعہ میں تھروہ قتل کر ڈالے سنگار سی کے کھتر یون بحال  
 ملک کیا کہ اونکی جوان لڑکیوں کے ساتھ افغان نے زبردستی نکاح کر لیا جب اس شورش کی خبر ہزارہ راجہ رنجیت سنگہ  
 کو پہونچی سردار بدہ سنگہ سندھ نو الیمہ ایک برجہ فوج کے اوہر کو بلو کر لیا اور سردار ہر سنگہ کو بھی بھرا دہر کو  
 پہونچا اور وقت ملکہ نے فوان شہر کے قریب مورچے باندی ہوئی تھروہ سکھ فوج نے توڑ دی اور ایک  
 کو حبس ملکہ چھٹا لگا دی چونکہ سردار بدہ سنگہ سردار ہری سنگہ سے اول ہزار سی پہونچ گیا تھا محمد خان نے  
 جانے تھی اوسکی ساتھ اتفاق کر لیا بعد بات ہر سنگہ کو ناگوار گذری اور محادادہ کو اطلاع دی اور سردار بدہ سنگہ  
 واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگہ دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا کئی کانوہلائے محنت سا ملکہ قلعہ  
 کیا جن میں لوگوں نے ہندوؤں کے لڑکیوں کے ساتھ نکاح کئے تھروہ کو سخت مزاحمت لیکر اذیت دی  
 اور کتیکر لیا اور ایک ایک عورت کے عوض میں دو دو عورتیں مسلمانوں کی حند دین کر دیا

اور شہر و قلعہ سنگاری سنار کرادیا موضع سنگری کو جلا دیا سر بلند خان اور سوقت رئیس سنگری نے بھر ملک  
جمع کیا اور شیر محمد خان میر کلان اینٹو کو سردار کے مقابلہ پر روانہ کیا بھلی شیر محمد خان نے فتح پائی اور سکھ  
بھاگ گئے دوسری لڑائی میں شیر محمد خان مارا گیا بھیر سردار نے اسیر کوٹ و گندگڑہ پر چڑھائی کی اور  
یکم اسوج سمٹ اکبر جی کو لڑائی ہوئی بلکہ لوگ نہایت سختی سے لڑے تمام سکھی فوج بھاگ گئی اور سردار  
پر سنگہ انک کو ٹھہرام کے اندر گھر گیا جب دستو دیکھا کہ اٹان پر آگنی ہے تو سہ سردار جان سنگہ وغیرہ  
ہمارا ہیون کے کوٹھ سے نکل کر مقابل ہو املکیون نے تلواروں کے دار و رحبت کئی مگر لب نہ رہ پویشی کے کارگر  
ہوئی لڑنے لڑتے تمام ہو گئی اور سردار گھوڑی سے گر کر ایک کس میں جا پڑا املکہ لوگ سردار کو قتل کرنے  
کے لئے دھمک دیتے تھے جب وہ دور نکل گئے تو سردار کو اوٹھنے کی طاقت نہ تھی امیدوار امداد غیبی  
تھا اتنی میں ایک سکھ بھاگ ہوئی فوج سے وہاں آہو چاندرا نے اسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھ  
سردار کو اپنے رشتہ سے لیا سردار کو کوئی رنج نہ آ رہا تھا کہ تیر دن کے پوجا سے تمام جسم اوسکا  
چوڑ ہو رہا تھا اس لڑائی میں سردار صحت سنگہ بڑا افسر مارا گیا چوتھے افسر اور پنج خدا مقتول ہو گئے  
یہ حال سنکر رنجیت سنگہ نے تو سچانہ اور فوج پیادہ و سوار بٹھارا لاہور سے روانہ کیا اور جو بھی ہزارہین  
جا پوجا ہمارا مدد کے جانے سے اکثر لوگ اطاعت میں آ گئے اور رحبت ہو سنا یا ب ہوئی کچھ انتظام بھی ملین آیا  
یوٹان خان تہرین جلال خان محمد خان تہرین نذر پائیدہ خان سلیم شاہ شوالی سیجا جہون شیر محمد براد خان  
دوسرا شاہ اور ہزارہ اور سوقت تو ہے اور انہی گئے غرض کہ یہی وقت میں ایسا ہی نشیب فراز و مانتظامی سر  
ملاقہ میں ہی رعایا بخوبی اطاعت میں نہ آئی کہ اتنی میں پیدا حیدر خاں فوج ہندوستانی کے ہزارہ کٹ  
ایا ہزارہ کے لوگ سکھوں سے بسبب مخالفت مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطلع ہو گئے اور اوسو عشر  
کا زینہ اور دن سو لینا شروع کر دیا سکھوں کے اسکا ہزارہ سونکا لہجہ اور تسلط اپنا سوجی جالیا گیا آخر کا چھوٹا  
اوسو وادیہ کے سائل بیان کرنے شروع گئے اور عشر کے حق میں سے ملا کو محمد دم کروا دیا اور معاملہ کے  
لئے میں کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب دس سے پھر گئے اتنی میں شہزادہ شیر سنگہ فوج لیکر سید احمد کی  
سکھوں کو ہزارہوں میں جا پہنچا اور قصبہ بالا کوٹ کا جہین سید احمد تھا محاصرہ کر لیا اگرچہ فوج سید احمد کے پاس  
بڑا دھڑکی گرا و سوقت انہما آرمی جنگی اوسکے پاس ہو رہا تھا اوسو میں گزشتہ تین تین سو آدمی کو لٹنے  
کے قوت کیا گیا کہ وہ کا افسر مولیٰ اسماعیل تھا و سوری کے ہمراہ مولیٰ بیل اور تیسری کا افسر غو  
سید احمد بنا اور گاہ سے نکل کر لڑائی شروع کی تہہستانی تہہستانی کے ساتھ لڑی تھی کہ غور ہو کر  
اور مولیٰ اسماعیل اور سید احمد ہزارہوں کے ساتھ لڑنے لگے کہ لڑنے میں سید احمد کی فوج

نگئی جب تسلط ہندوستانوں کا اٹھ گیا لاہور سے سردار تپا سنگہ ناظم ہزارہ کا قرار پایا ہزارہ شیر سنگہ کی  
 عہد ملک کنور برتا ہے سنگہ کے جاگیر میں ملا پھر راجہ گل سنگہ کے والد ہوا پھر دیوان مولراج ناظم ہوا اور سکرت  
 بڑا فساد ہزارہ میں ہوا جبکہ ڈاکٹر لال اور ہندین ایام میں سرکار انگریزی اور سکھوں کی آپس میں لڑائی ہوئی اور  
 انگریز فوج نے اس انقلاب سلطنت میں مولراج ہزارہ سے علاء آباد ہزارہ والوں نے سید اکبر شاہ کو بادشاہ  
 بنانا لیا اور نواب خان تنولی و غلام خان مدار الہام مقرر ہوئے انگریزوں نے علاقہ ہزارہ بھی شامل ملک  
 کشمیر کے راجہ گل سنگہ کو دیدیا اور راجہ کے طرف سے دیوان ہر چند وغیرہ کاردار ہزارہ کے مقرر ہوئے  
 مگر انتظام ہو سکا پھر دیوان جو الاسکا آتا وہ بھی واپس گیا اور راجہ گل سنگہ نے اس ملک کے لینے سے انکار کیا  
 اس واسطے کہ ملک پھر سرکار لاہور کا علاقہ شمار ہوا اور ایٹ صاحب بعد دیوان اجودھیا پر شاد واسطے عدو  
 ہندی سرکار لاہور و سرکار جموں کے ہزارہ میں آیا اور عد ہندی قائم ہو گئی اور انتظام ہزارہ کا بھی سرپرست  
 ایٹ صاحب اجودھیا و سرور پھر سنگہ آباد ہوا انگریزوں کے طریق سے ناظم ہزارہ کا دار پامانہ و سرور خلاف سرکار کشمیر  
 اور شاد وغیرہ علاقہ جات پر قابض ہو کر باجمام سکھوں کے کئی لڑائیوں سرکار انگریز کے ساتھ لڑا اور شکست کھائی تھانہ ان  
 لاہور کا ملک انگریزوں کے منبذ کر لیا یہ علاقہ بھی انگریزوں کے تسلط میں گیا اور اس سے اس ملک پر انتظام و حکومت انگریز کے قبضہ  
 سرکار یا انتظام ہو کر کوئی مضرت نہ رہی نہ ہندوستان کے اس انتظام ہزارہ میں یا ہندوستان کے حکم کر لیا یہ علاقہ کو لائی کو صدر داخل  
 ہو تا یہ ملک کی طرف موضع ابنہ ناصر یا شیکہ محمد اکرم خان میں آباد ہو تا بھی اکثر اسی مقام سے نکلا جاتا ہے دریا اس مقام پر  
 تیز چلتا ہے اور پانی بہت صاف ہے اور دریا کے ذریعہ ہزارہ مارو پیک کی لکڑی اس ضلع میں آتی ہے  
 جو عمارت میں خرچ ہوتی ہے دریا میں سندھ میں کشتی اسی ضلع میں جاری ہوتی ہے اس سے اور پندرہ ریلوے جالہ اور ولہ  
 وغیرہ کی ذریعہ لوگ دریا سے اترتی ہیں موضع ابنہ ہو لیکر اس ضلع کے حد تک میں شاہ گدراں دریا کی میں ایک  
 گدراں بند وہم گدراں ریلوے تیسری گدراں ریلوے اور دریا میں جہلم اس ضلع کے شرق کی طرف جاری ہے اور علاقہ  
 بوٹ کے سرحد پر داخل اس ضلع میں ہوتا ہے وٹان دریا دوشاخوں میں تقسیم ہوا ہوا آتا ہے  
 ایک وہ چھین ٹانگہ ٹانگہ کا گھان کا پانی موضع بوٹ کے قریب شامل ہوتا ہے اور نام سکائی  
 ہے دوسری شاخ کشمیر کے طرف سے آتی ہے وہ بھی اصل میں دشاخین میں ایک قاص شہر کشمیر کے دریاں  
 ہو کر آتی ہے اور سکائی بہت ہے دوسری شاخ ملک بھلاس سے داخل ہوتی ہے اور سکائی نام کن گنگا ہے وہ دونوں  
 قریب پھر نظر آیا دلی اس میں ملتا ہے پھر آگے جو کوٹا سے ملکر پورا دریا میں جاتا ہے مذی کوٹا دریا کی  
 پیدل متصل گڈھی جیسا بندہ خان کی اور دوسرا مل موضع کوٹا کے قریب بنا ہوا ہے اس ضلع میں  
 صد اچھی ضرورت اور شہر کے پانی پھر اس کے ملک کو سیراب کرتے ہیں ان گنگا میں سکائی

تین نالے اُسین بھٹ بڑی ہین ایک نالہ ہرودوم نالہ ڈور تیسری نالہ سرن بیہ میون ہزارہ کی زمین کو سیر  
کرتے ہیں آب و ہوا ضلع کی مختلف ہر معنی حصہ گرم مین گرم اور حصہ سرد مین سرد اور حصہ معتدل مین معتدل  
سے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب و ہوا علیحدہ علیحدہ تصور کیجا ستو سچا ہر ضلع کے زمین والے نہایت  
شور و شب و قوی دل و جنگ و در و دلیر و جوانمرد ہین مرنے سے ہرگز نہیں ڈرتے سکندر پورہ  
ضلع ہزارہ مین بھٹ پھر توڑی سی آبادی کا قلعہ ہر کشن گڈہ کے در و واقع ہے آبادی اسکی بھٹ پانی  
اور قدیمی ہر پائے عمارات و مان بھٹ مین بختہ و خام عمارات بازار بار و فوج و پر تجارت ہر گڈہ مین  
**سیدی خان** بھٹ ایک آباد و مستحکم قلعہ و قصبہ بھارت بختہ بائین کنارے دریائے کشن لنگا دریا  
سندھ سے جو پندرہ میل سمت شمال مشرق انکے مقام سے واقع ہے پھلی اس گڈہ کی عمارت صدر خان افغان  
سبائی اور صدر خان کی گڈہ مین نام رکھا تھا اب سندھی خان کی گڈہ مین شہر ہے نو شہرہ حصہ قصبہ اس کی  
جو انکے قلعہ سے کشمیر کو جاتی ہے کشمیر کے حصہ میں سیل وری مغربی بنیاد و اون بھارون مین جو کشمیر کے مغربی  
حصہ مین آباد ہے گردی کا ملک ایک نہایت خشک بے زراعت ہر مختلف نباتات پر ثلہ و بھار مان خشک و اقم  
ہین **درست** حصہ ایک مقام بائین کنارے دریائے سندھ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی  
پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہاں رہتی ہے جو کہ اس مقام پر دریائے سندھ بھارون کے اندر تنگ ہو کر قلعہ  
ہو اسطرح اس علاقہ کا نام در بند مشہور ہوا اسی نواح مین پٹنر سنگ بخت سنگ کے بیٹے نے سید احمد دہلوی  
اصاصل کے ساتھ جنگ کیا اور سخت لڑائی کے بعد او بھون نے سیدہ اپنی رفیقوں کے ساتھ شہادت پائی قیرن کی  
وان ہو جو وہن پکھلی بھٹ ایک چوٹا سا علاقہ پچار مین شرق کے طرف دریائے سندھ کے واقع ہر مین اسکی  
خصایت زرخیز و سیراب پیداوار سی غلہ اور میوؤں کی بھٹ ہوتی ہے خصوصاً مکئی کی پیداوار کا حساب  
نہین ہر حب بخت سنگ کے حکم ہر سی سنگ ملوہ فوج سکھی لیکر اس ملک مین گیا تو او بھون نے تمام اس علاقہ کو  
بوٹ کر برباد کر دیا اور رام پندہ خان حاکم بھان کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا سکھوں نے تمام بھتیان و جا  
دینت کے بعد بھر صورت اسکا آبادی کی ظاہر ہوئی اب پنجابی آبادی ہے۔

دوسری تقسیم کشمیر کے پچار اور وان کے شہروں و  
قصبوں و دریاؤں جھون و جیلون و گارون کے فوج مین  
کشمیر کا ایک تیسرا اور چوتھے اعلیٰ و شمار ہوا ہر شمال کے طرف اسکا کہہ کر مین جو سکھوں نے حاصل کیا  
کشمیر کے دریاؤں کے مین شرق کے طرف مین سی چار بلکہ مین جنوب کے طرف مین کہہ کر مین شمال کے طرف مین



پنجاب مغرب کے جانب کو ملک ہزارہ دیکھلی دیکھتو رو دریا کی کش گنگ میں چاروں طرف اسکے اوسے پھر چاروں طرف  
کھڑے ہیں چاروں کے بچپن کھیر کا میدان ایک ہزار و زرخیز وسیع زمین پر اوسہین تک کچھ صاف زمین  
باقی نامہوار چاروں کے قطاروں کے نیچے ہے سر زمین خاص کھیر کی ایک سو بیس میل لمبی اور پندرہ اوسو بیس میل  
ہے کل سطح اسکا چار ہزار اسی میل شمار ہوتا ہے صورت اسکی اگرچہ بعض مقامات پر گریبیوی شکل سے مشابہت کرتی ہے  
اور بعض کے نزدیک ساحیل دہری ہو کر مل نکات طول ایک سو نو میل اور عرض ہر کچھ سو فیصد رنگ نکات ہیں ساحیل  
کل سطح پانچ ہزار ایک سو بیس میل اگر نری ہو اور ایک سو رنچ اگر نری کا بیان ہو کہ صاف میدان کھیر کا پھر چاروں طرف  
اور چالیس میل چاروں طرف سطح دہریاں ہیں ہزاروں میل ہزاروں میل ہزاروں میل کی آبادی کا اندازہ حال ایسا بیان کرتے ہیں  
کہ سابق کل کھیر کی سطح کے اندر بانی بھرا ہوا رہتا تھا اور لوگ ایک سو سی سر کرتے تھے اور وقت جلد ہوا نام ایک کشت  
یعنی دنیا دیکھ بانی میں اگر کھیر ہوا چونکہ وہ دیو آدم خوار تھا اگر دنیا کی علاقہ اوسنی تمام دیران کر دیا کچھ تو  
لوگ اوسکو خوف سے جھاگ گئے اور کچھ اسکے قہر سے شکم ہو کر بھت مت کر بعد وہ ان ایک شخص رشی یعنی خدا پرست  
کشت نام وار دہوا اور تمام علاقہ کو دیران دیکھ کر اوسنی حال دریافت کیا بعد دریافت اوسنی جلد ہو کر پانچ  
کے لہو عبادت شروع کی جب عبادت قبول ہوئی تو محادہ کے حکم سے کاکنان کا رضانہ آہی علد کے ماورے  
متوجہ ہوئے اور ایک سو برس تک لڑائی رہی مگر وہ مردم خواہ خلق آزار کی طرح ہاتھ نہ آتا اور گرفتاری کے وقت  
بانی میں چھپ جاتا آخر یہ تھوڑے پھر ہی کی بھان کا بانی تمام و کمال نکال دیا جاوے پس بارہ سالہ کے دورہ کے ہیں  
جہاں اب دروازہ اور شاہی برج بنامہ اسی چار کو توڑا گیا جب بانی بھگیا تو جلد پوچھا تھا آیا اور بھت بر طبع  
مارا گیا زمین جہاں ہونی کے بعد کشت بنی جہاں سنو لگا جو کچھ گوشہ اربتون کی عبادت کر لئے بھت عباد  
اجھا تھا اوسو سطر دور دور سے عابد لوگ جہاں اگر رہنے لگے کئی سو برس کے بعد جہاں بھت آباد ہو گئی اور  
حاکم کی ضرورت پڑی اور بے ملکہ چون کے راجہ سے درخواست کی کہ وہ اس ملک میں اپنا عمل فعل کرے اور دھرم  
بیٹا جہاں بھت یا پھر در سلطنت شروع ہوئی۔ مسلمان اس روایت کے برخلاف ایسا بیان کرتے ہیں کہ  
جہاں بانی بھرا ہوا تھا حضرت سلیمان بن عمیر جو تہذیب سیرا ہوتی تھی ران پر سوار جہاں آئے تو پوچھا  
نے کشت ہوئی کی معرفت اسکا بانی نکلوایا اور ملک پا دیا فقط خط کشیر لیا دلہن پر سو کہ جو ساہر جہاں آتا ہے  
میرے کو دل و کانین جاتا ہے کہ جہاں بھرا کا موسم شروع ہوتا ہے جہاں تک نظر کام کرے سو اسی ہوتا  
تھوڑی کچھ نظر نہیں آتا ہزاروں طرح کے رنگا رنگ پھول اور قمر قسم کے نباتات اور دیگر درخت  
بارہا نباتاتی رنگ و غیرہ جگہ جگہ کے احاطہ سے باہر جہاں تو ہیں تباہ جہاں بادشاہ نواباہم ہزاروں  
سے ہزاروں کہنگم یا کہ جنو قسم کے پھول کشیر میں ہیں انکی شبہ اتاری جاوے میں ہزار قسم کے پھول



تو اس وقت درج کتاب ہو کر جب جانا کہ خالق حقیقی کی پداش کا شمار نہیں ہو سکتا تو چوڑ دیا گیا ماہ اسوج اور  
 کلکین بھان میں کی جنگی ہوتی ہے انگور اور کر انگوری شراب کھینچی جاتی ہے تالابوں اور شیموں اور نہروں  
 اور نالوں کا مچھان شمار نہیں ہے جن ہر مقام علاقہ پر گھر گھر اور جا بجا پانی بھر تاہی صرف مشرقی بھارت کشمیر کا خشک  
 اور بھالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی بھارت سرسبز و شاد ہے اور تمام بھارتی حصہ و ندی و نالے جا بجا سی جھک  
 بارہ مولہ کے درو کے پاس دریا ہر جہلم سے بھرتے ہیں کشمیر کے بھارتوں کے درو میں مختلف بیان کرتی ہیں  
 ابو الفضل حبیب ابو القاسم فرشتہ تین لکھ میں صاحب نگر زیست بھول صاحب انگریز بارہ کے ہیں اور درو  
 ان درو میں سے چار درو بھت بڑی ہیں جو ہمیشہ جاری رہتی ہیں بھلا درو ہنگو جہتی ستیری و دوسرا بھلی  
 جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درو پنج پاس جو مغرب کے طرف ہے چھاد درو بارہ مولہ بھی مغربی حد کے اوپر و آٹھ  
 اسکو سو اسی ایک درو درو ہو چکو درو بھتے ہیں وہ بھی بارہ مولہ کے پاس ہے ان درو کے راستے  
 آمد رفت لوگوں کی جاری ہے قطع نظر ان درو سے اگر اس ملک کا کوئی واقف آدمی ہو تو معمولی درو کے  
 جو اسی بھارت کے اوپر ہے بھی ہو کر کشمیر میں داخل ہو سکتا ہے اون درو میں سے گورہی کے راستے کے گیارہ  
 میں گارہی کا واسطہ کتنی رہ میں نہیں ہے شان جنپائی اکثر اوقات میر خپال کے راستے سے زانی سواروں  
 کے تھی لکھ کشمیر میں داخل ہوتی تھی بخت سنگ نے بھی بارہ مولہ کے درو کے راستے سے کشمیر پر حملہ کیا تھا اور بڑی  
 مشکوک ہو کر توپ اپنی ہاتھ لے گیا تھا شاہنشاہ اکبر نے جب کشمیر پر قبضہ پایا تو اسنو بڑی درو سیات مقرر کر  
 سیات سردار ایک ایک درو پر ایک ایک محافظ مقرر فرمایا اور ملک کا خطاب اونکو بخشا اور اون درو کے علاقہ  
 میں اور بڑے بڑے جاگیروں کے اونکو عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ ساتوں سردار فوج مسلح و جوار ہنر  
 باہن مہیا و تیار رکھا کریں کہ ہر وقت ملک کسی دشمن کے کام آویں خپالی سلطنت کو اخیر تک وہ سردار بدستور  
 اپنی اپنی کام پر مستعد رہیں اور کسی کو طاقت نہ تھی کناون درو میں کے راستے کشمیر میں داخل ہواون ملکوں کے  
 اور لاد اگر یہ اتناک ہو جو دگر سکھوں کے وقت اونکی جاگیر میں ضبط ہو گئیں اور اونکی اختیار بھی بالکل چھین  
 سکتا تھا اس میں کسی نے اونکی قدرت کے طرف خیال نہ کیا۔ اس ملک میں کالا ریجہ و سفید ریجہ بھارتوں میں  
 بھت ہوتا ہے مگر ہیرا بھت کہ ہے بھلی بکریان شکی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور نوحہ قسم کا ایک خانہ زبلا و نام ملک  
 میں پایا جاتا ہے جو دیہ کے اندر گھس کر چھلپا دیا جاتا ہے گورہی بھان کے اگرچہ چوٹے ہیں مگر بھانیت خصوصاً  
 دیکھ کر غدار و تیز و بین چالیں مل ایک درو میں اگر سفر کریں تو کچھ مانگی اور ہنر چاہیں ہوتی ہیں  
 و بھارت ملک میں شمار پیدا ہوتی ہے بھارت کے چوٹیاں سیات نرا سکر نا بھارتیت ملک ہنر و کھنر  
 اور بھان میں چھپائی کے کارخانے بکثرت جاری ہیں اور یہ کشمیر کشمیر کے بھارت کے بھارت کے بھارت کے

شخصی انداز کی دارالسلطنت میں ہی عرصہ ہوا کہ کشمیر کے کشمیریوں کے کارخانہ میں خسارہ اگیا اسکا بھید باعث  
 ہوا کہ اعلیٰ شہینہ میں لوگ اونی شہینہ ملا کر مال تیار کرنے لگے تھو اور انگلستان میں جا کر حبس کشمیر کے کشمیریوں  
 کے ساتھ اوستنی مقابلہ نہ کیا تا حال کے کشمیریوں کے قدر کم ہو گئی علاوہ اسکے انگلستان میں محبت کارخانہ کشمیریوں  
 کے جاری ہو گئی اور کشمیر کے کشمیریوں کی خندان ضرورت نہ رہی۔ یہ ملک بھلے بڑا آباد تھا مگر خند درخند صدی  
 اسپر سے آئی کہ آبادی کم ہو گئی پھلے بعد سلطانین حکم جو شیعہ مذہب تھو دنیا میں سنی اور شیعہ کے سخت لڑنا  
 ہو کر محبت لوگ قتل ہوتے رہے اور ملک پران ہوتا رہا اوسوقت بھی ایک ایسا ہو پچال بسال ۱۶۲۱ء جو کشمیر میں  
 انکا چند مقامات سوز زمین غرق ہو گئی بھت گانو تباہ ہو گئی اور موضع جلو و دام پور اپنی عمارت سمیت دوسرا  
 جہلم کے اس کنارے سے دوسری کنارہ ہو گئے اور زمین ہوٹ کر دیا کار استہ بدل گیا اور موضع باد کے  
 اور ایک بھار گر پڑا اور اس ہو پچال کے صدر سے سی ساتھ ہزار آدمی کے جانہیں تلف ہو گئیں پھر ۱۶۳۸ء  
 میں ایک خوفناک ہو پچال آیا جس سے ایک ہزار دوسو آدمی مر گئے اوسکو دو تین ہستری بعد دبا ہی حصہ اپنی پہلی  
 چالیس دن کے عرصہ میں ایک لاکھ دو ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہو گیا پھر ۱۶۴۱ء میں ہو ہستری ہزار  
 ایسی گری کہ شالی کے فصل کا چارم حصہ تلف ہو گیا اور ہزار دن آدمی رہ گئے ساؤ کا شکار وغیرہ برف کے  
 نیچے دب کر مر گئے پھر ایسا طحہ ہوا کہ ماہ اپریل ۱۶۴۲ء میں آٹھ آٹھ پرا پتو سے فروخت کر ڈالے جو کہ  
 خریار نہ تو ہو کہہ کے خراب سے چون کو ذبح کر کے کھاں اس ضلع کے بعد جب بھت سنگ نے اسکا کہہ تم کیا تو  
 سکھوں نے اسکو خوب لوٹا چند سال کے بعد جب جمہدار خوشحال سنگ ناظم کشمیر کا ہوا تو اسنے کشمیریوں پر بھی  
 سختی کی کہ تمام کشمیری وطن چھوڑ کر چلے آؤ اور تمام پنجاب میں سوائے کشمیریوں زندہ اور اونکو لاشوں کے اور  
 آدمی کم نظر آتا تھا اوس دن میں لاہور اور کشمیر دو دیانہ و نور پور وغیرہ شہروں میں کشمیریوں کے محلوں کے  
 محلے آباد ہو گئے اسکا کہہ میں ہندو کم اور مسلمان بھت میں اور جو ہندو میں وہ بھو مسلمانوں سے خندان پر ہندو  
 بول مانی اس خط کی سخت قلم سے علیحدہ ہو کہ سوائے اسکا کہہ اور کہیں بھی بولی نہیں بولی جاتی پوشش کشمیریوں کی  
 خرابا در میلی ہوتی ہے پامانہ عورت اور عورت و مرد میں ہتھیار ایک کرتہ لینا لگو سے پانوں تک پہنچے میں عورتیں ہر  
 نقابہ اور مرد اکثر کوئی اعداد کہتے ہیں دھائی کشمیری گھاس کا جوتا پہنتی ہیں سردی کے موسم میں آتش دان  
 میں کاگر کی آگ کی زن و مرد داخل ہیں دبا ہی کشمیریوں بلکہ کشمیری خاندان اسی کاگر کی آگ سے  
 ہندو آتش در جلو ہوئے ہیں کشمیر کے آدمی بھت سختی و بار کش و تیز فہم و کاریگر میں تعاشی بھی کرتے ہیں  
 اور کا کلم چالی خوب بلیو چاکر کھاتے اور دوسرے جاتے میں ہندی دھاتی دولت و دولت کشمیر کی  
 کشمیریوں و دھاتی و دھاتی اور غلام کی پیدائش خند شالی کی پیدائش اس قدر کہ آباد ملک

اور کانوں میں سیریل کی کان اور لہو و دنگ چھان و خاک سرخ و سیاہ و زرد و دنگ سیاہ و دنگ بری و  
 دنگ نر و کان میں و غیرہ صحبت کو کانین با جمیعان موجود ہیں گو لیکہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہو۔  
 تو اس طرح کثیر اسلام سے بھلو جو راجے جہان گذرے ہیں اور نکایان موجب طالت کلام سے اسکا  
 اسلام کے ظہور کے وقت سے محل حال شان کثیر کا کتاب تو اس طرح اعلیٰ ہے جو ایک شہور و مشہور کتاب ہے لکھا  
 کہ سال سات سو پانچ سو پانچ و بعد رخن و دیو کثیر کا راجہ ہوا و سنہ ہدایت ششم مویہ الدین بلبل شاہ کشمیری  
 دین اسلام قبول کر کے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب وہ عیشہ صہ میں فوت ہوا تو اسکا  
 بیٹا چندر دیو جو حکام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خور و سال را اسو اسطر راجہ اودن رخن و دیو کا  
 قندار ہو کر کشمیر کی حکومت بر قائم ہوا اگر اسکی عمر نے وفاق کیا اسکی عمر نے کے بعد گونا دیو رخن و دیو کی عورت  
 سند نشین ہوئی اور شاہ میر و زیر کو قمار ریاست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہ میر و زیر کا قتلح رانی گونا  
 سے ہو گیا اور شاہ میر و شاہ با اختیار و لقب بقیہ میر شمس الدین ہو کر حکومت کرنے لگا شاہ میر کے بعد سلطان  
 جہند میر سلطان علی شاہ النحاطب علاء الدین جہر سلطان شہاب الدین جہر سلطان قطب الدین ایکے و سری  
 کے بعد بادشاہ ہو کر قطب الدین کی وقت سے میر علی شہابی کشمیر میں آئے اور بادشاہ اور حکام یہ ہوا خانقاہ کی  
 تعمیر عظیم آئی وہ مرگے تو سلطان سکندر رب شکر کشمیر کے تحت پر شہاب الدین میر علی شہابی کو سلطان  
 میر دنا اور دین اسلام کے شیوع و ظہور میں و سنہ سخت کوششیں کیں اور ہزار و ہزار نکلین تہ جائہ سند دین کے  
 جن میں کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا و سنہ منہدم گئی اور مسجد بن ہوئیں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا  
 خطاب پاؤں کے بعد سلطان علی جہر سلطان شہابی النحاطب بنین العابدین جہر سلطان حیدر جہر سلطان  
 بن و جہر محمد شاہ بن جس جہر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ جہر اسماعیل شاہ بن محمد شاہ غلامی شاہ چک پر حسین شاہ  
 برادر غازی شاہ چچہر یوسف شاہ جہر علی شاہ ابنی ابنی جہر میں سخت حکومت پر اعلان فرما کر  
 غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر میں بڑا زور شور ہوا البتہ کہ حکام بھی شیعہ نہایت کہتا تھا اسکو  
 شیعہ و سنون میں سخت ڈرایاں ہوئیں و نون ملک کی جانی رہی گھر گھر فریاد و بیادتی آئے یوسف شاہ  
 کے وقت عایا کشمیر کی بہت تنگ ہوئی اور حیدر امرا نے ملکر شاہ اکبر کے خدمت میں التماس کی کہ وہ شہر کے  
 ملک متصرف ہو اگر شاہ نے وہ تنگ ہو کر کشمیر کے طرف فوج سپرد کی تو قاسم خان سرحدی کے سپرد کی  
 قاسم خان نے کشمیر پر چکر لاکھ فتح کیا اور چٹائی سلطنت کشمیر میں ہو گئی اگر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر  
 شاہان میر اور گنگ نہاب مالگیر جہر حیدر شاہ وغیرہ فرمان فرما ہو کر وقت کشمیر کی آبادی کو بہت  
 زور دیا اور بڑے بڑے عورتیں و عورتیں شہر جہر حیدر شاہ کی خدمت میں آئے و وقت کشمیر کی آبادی کو بہت

پھر کل ملک کابل کے سلطنت کو شامل ہو گیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگھ دو مرتبہ کشمیر چلا اور  
 اور دوسری بار میں مجد صادق خان ناظم کشمیر بھٹیاب ہو کر قابض ہو رنجیت سنگھ کے حکم سے موتی رام و دہری سنگھ  
 وغیرہ نوبت بنوٹ بھٹان کے ناظم ہوئے ہر رنگ نے اپنی نام کا ہر رنگ روپہ کشمیر میں جاری کیا بعد ازاں شمال  
 نے اپنی نظامت کی وقت کشمیر کو اس عمارت کیا کہ کل ملک بچہ انہ ہو گیا اور کشمیر اپنی وطن سے جلا وطن ہو کر  
 جا بجا نکل گئے بعد ازاں بہیمان سنگھ شیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم سے آخر سال ۱۱۸۵ھ میں ملک  
 انگریزوں نے سرکار لاہور سے لکیر راہ گلاسنگھ رئیس جہون کے پاس فروخت کر ڈالا اور حکومت ملک و سر  
 قبضہ میں آیا اس کا بیٹا عمار راہ رنجیت سنگھ اسٹاک مالک ہی **شہر سری** تگر یہ شہر دار السلطنت  
 و دارالریاست کشمیر کا ہی آبادی اسکی تخت پرانی ہے بسبب بھٹت قدمت کے جنوبی دریافت بھٹن ہوتا  
 کہ آگسٹ ۱۸۳۵ء میں جلیجیل اسکو آباد کیا تھا منہ تو نو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کی آبادی اسکی باقی تھی  
 مسلمان کشمیری اسکو سنیان سنیہ کا آباد کیا ہو اکتی ہین مگر انگریزی مورخ فرماتے ہین کہ شہر سری نگر کی آبادی  
 کی سب سے اول راہ پرور میں نے بنا رکھی جسکو ۱۲۵۰ھ میں شہر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور  
 شہر بھی اسنام کا اس علاقہ میں اسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کہندرات مقام دہلی پور و من کے قابل کہنو  
 ہین اس سبب باوقات مختلف یہ دیوان و آباد ہوتا وابلندی اس شہر کی سبب سے باچہ ازیت  
 اور آبادی شہر کی دریا میں چلے سکے دو نو کیا دن پر چار میل تک برابر ہوتی ملی گئی ہو اور عین آبادی  
 کے عین دریا میں ادھر ادھر کی آمد رفت کے واسطے جو پل بنی ہو ہو ہین کشیان بھی جاری شہر  
 شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے دہری کنارے پر جو جنوبی حصہ میں تھی ان کے پانی عمارتین و نامور کانات  
 و مزارات و مقبرہ قدیمی شہر کے شمالی حصہ کے طرف واقع ہین مگر اس وقت جنوبی حصہ میں رونق نہایت  
 کیونکہ قریح کی چادنی اور ناظم کشمیر کا اسی طرف رہتا ہی اور اسی طرف ایک قلعہ بنا ہو ہی جسکو کشمیر کہتے  
 ہین وہ قلعہ چند ان مضبوط حصین جو صرف حکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہی یہ شہر گڑھی و وندرہ کا  
 شہر کے فیصل سے بھی اوچا ہر شریان اسکی دریا کے کنارے پھیلی ہوئی ہین چند رکانات کہ دریا کے کنارے  
 پر بنی ہوئی ہین انکی عمارت سب جو پل بھٹن قنداد میں بارہ ہین او میں سے بعض مل تو جوئے  
 بعض اس قدر بڑی ہین کہ اونکی اوپر دو در و دوکان جو بازاری او میں سے ایک بڑا پل جو پل سات  
 عمارت کا ہر مسکی کل عمارت دو در و در لکڑی کی ہے اور بہت ہی اسی لکڑی کی ڈالئی گئی ہی عمارت شہر کی  
 بالکل خارجے بے رونق و بے قطع گلیں و بازار سنگ فرش بھی حصہ دالیاں بازار کے وسط میں  
 اور میلا اور کچھ اس قدر اونچے گڑھوں اور دیوکانوں کے آگے انبار لگے رہتی ہین اور انگریزوں ہی







جوشمال شرق کے طرف کرپھاڑسی ٹنگلر اور جھاننگ اگر جھیل کو پر آب کرتی ہے یہ جھیل دریا سی جھلم کے سنگ  
 بندرہ ایک نھر کے آمد رفت رکھتی ہے اور بچھن او سکی ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب دریا سی جھلم میں طغیان  
 ہوتی ہے پانی دریا کا اس نھر کے راستہ ڈل میں آتا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ  
 خود بخود سدود ہو جاتا ہے اور پانی دریا کا جھلم میں آتا موقوف ہو جاتا ہے اگر کچھ دروازہ سدود نہ ہو  
 تو جھلم میں طغیان ہو کر شہر غرقاب ہو جاتا ہے شہر شہر کے کئے مقامات کے اندر سے ہوتی ہوئی جاتی ہے اور  
 اس کے پانی سے صفائی نھر کی کی جاتی ہے سوائی صفائی کے اور بھی فائدہ اس نھر سے شہر کو بہت ہو سکتا  
 علاوہ اسکے ایک در نھر سری نگر میں چلتی ہے حکانام رسی جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی  
 تھی وہیں بھی کشتیاں چلتی ہیں جو ان اسکی تیس فیٹ سے زیادہ ضخیم ہے اور کنارے تھر کے بنی ہوئے  
 ہیں ملین اور محراب بلوں کے بھی سنگین ہیں او سکی کناروں کے اوپر دیو دار لکڑی کے حوٹیاں  
 بڑے بلند بنی ہوئی ہیں اور قدیمی مسلمان بادشاہوں کے رمز کے مکانات بھی اسی کے کنارے پر تھو  
 جواں ہمار ہو چکے ہیں دل کی جھلم ایک عجیب سیرگاہ ہے بسبب صفائی و سرسری و باغات و عمارت  
 شاہی کے جو اسکے کنارے پر ہیں اس جھلم کو سب جھلون پر فوقت حاصل ہے مثلاً نار باغ و نشاط باغ و  
 بشمار عمارتیں اسکے کنارے پر بنی ہوئی ہیں کنول کے بھول و سنگاڑہ اس میں ہمارا دھونا سی نزار و شہر  
 کشیتوں پر ہوا ہو کر اس میں سر کرتے ہیں برہنہ اسکادھی دو گنا تین قسم کے کشتیاں اس میں چلاتی ہیں بنی  
 یعنی لاج زمین مرد کشتیاں چلانے کا کام کہتے ہیں اس جھلم کے پانی کے اوپر صنوبری کہتے بنائے جاتی ہیں تلخ  
 کہ پانی کے درمیان اپنی کہتے کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے باروں طرف تھوڑی  
 لکڑیاں گاڑ کر نشان قائم کر دیتی ہیں جس سے حدود و کہت کے چھانے عامین اور اس قدر جگہ پر تھوڑی بالکریاں ہمار  
 اور اوپر مٹی بھرا کر زمین خالی تھیں اور اس میں ترکاری وغیرہ کو فروخت کرتی ہیں اور یہ بات جو  
 لوگوں میں مشہور ہے کہ کشمیر میں کہت چوری جاتی ہیں سو وہ بھی کہت ہیں کہ لوگ ایک دوسری کی زمین  
 کیسے رکھتے کہ اتنی زمین کے ساتھ شامل کرتے ہیں **باب ششم** شالما مار سید باغ ڈل کے کنارے جاگتے پڑے  
 نے خواہا تھا اگر یہ آب آخر آہر اسی تو بھی چار کے درخت اس میں بہت میں کل باغ آٹھ سو گز لمبا اور دو سو  
 اسی گز چوڑا ہے اور تھری چار بارہ دہائی جو اسکی اوپر کے حصہ میں بنی ہوئی ہے اس میں کالانگ ہر محلہ کا  
 نہایت صفایا لگا ہوا ہے راستہ باغ کا او سکی اندر گزرا ہے اور شرک کے دو طرفوں پر دو گز مری ہوئی ہیں  
 اس مکان کے شرقی و غربی طرف ساوی چھ گز چوڑا زمینہ اور اندر مکان کے ہتھارستوں پر فیٹ بلند چلو  
 ہے ہر کوئی اس میں چھ گز چوڑا زمینہ کے کسی مندر کو اگر بادشاہ بھان لایا اور مکان پر لگا

عمارت اس مکان کی جو میں گزربہ شمال سے جنوب کو بنی ہوئی ہے اور مکان کے وسط میں ایک مربع جوڑ  
 ہے جو کالے سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور گرداوسکے ایک سو چالیس فواری ہیں اور پھر عرض پتھر کے پانی سے  
 بھرا جاتا ہے پتھر کے فرش سے لیکر چھت تک بس فٹ چھ مکان بلند ہے اور جس پتھر سے کہ عرض بھرا جاتا ہے  
 وہ پتھر اسی باغ کے اندر سے ہو کر گذرتی ہے پتھر کے کناروں پر بھی برابر سنگ مرمر کے سلیں نصب ہوئی ہیں جو  
 ہیں بھر و ان سے پتھر کے ایک تین دہانوں کے ذریعے سے ڈل ہیں جائز پتی ہے **قلعہ سری ریت**  
 شرق کی طرف سری ریت کے ایک تھارے ٹیلہ ہے جسکو سری ریت کہتے ہیں مسلمانوں نے میران کو وہ اسٹیشن نام  
 رکھا ہوا ہے یہ ٹیلہ ادائی سو فٹ دریا سے چلی ہے اسکی چوٹی پر ایک ہوتا سا قلعہ بنا ہوا ہے اسکی  
 نے ایک یو اے چار ہزار قدم کے دور کی اس ٹیلہ کے گرد بنوائی اور باغ دروازہ رکھی اور دو اڑکے اندر  
 بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کیں اب وہ عمارتیں دیوار کے سب گرجلی ہے صرف ایک روڑہ باقی  
 اور پھر پتھر لکھا ہے کہ شہر ہجری ثمن پتھر عالیشان مکان بنا اور ایک کرور زمین لاکھ روپیہ اسکی تعمیر پر  
 صرف ہوا اور دو سو ہزار روڑہ اسکی تعمیر کے واسطے لیا گیا تھا اس ٹیلہ کے اوپر چڑھ کر کسی آبادی اور  
 ڈل کے پانی کی سیر خوب ہوتی ہے درجہ شہر اس کو کاچھیر کہتے ہیں کسمیری زبان میں شاہک کو کہتے ہیں  
 اور بھار کی شکل کو شارک کے ساتھ نسبت دیتے ہیں **تخت سلیمان** سری ریت کے جنوب شرق  
 کے طرف پتھر ایک بلند چار ہے اسکو قاضی عام اہل اسلام تخت سلیمان اور شہر و شکار آبادی کہتے ہیں  
 اسکی چوٹی سے آدھ ایک آٹھایت عہدہ مذہبی کے وقت کا سند بنا ہوا ہے اسکی دیکھو ہے **مستان**  
 کے ثابت ہوتی ہیں مگر اسلامیہ بادشاہوں نے اسکو مسجد بنوا دیا سند دہتے ہیں کہ اصل میں پتھر شکار آبادی  
 کا سند تھا پتھر مکان نسباً بنی بلندی کے دور سے نظر آتا ہے اور چہ ہزاروں سو فٹ سلیم سندھی پتھر اور شکار  
 مغرب کے طرف ٹول کے کوہ ہر ہی ریت اور شرق میں تخت سلیمان ہے ایک اور عجیب چار ان دو کو کوڑا  
 ہے جسکی صورت خدا ربو بھیو شکل کا ہے یہ پتھر آٹھ ہزار شمال شرق و جنوب شرق کی طرف پہلا ہوا چار  
 نظر آتا ہے اور شمال غرب کے سمت کو چوٹی پر یکہ پتھر کی ٹیٹھی بلندی دھانڈا پتھر کی ہی اس خط کی زمین ٹال کے  
 پانی سے سیراب ہوتی ہے اور ہزاروں فٹ کے درخت شہر و شکار و طرح طرح کے پھولان کی پتھر و مان پتھر  
 آتی ہے **جامع مسیحی** پتھر سری ریت کے جنوب شرق میں پتھر مسلمان سکونت مکان کے وقت کی  
 بنی ہوئی ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ ساتھ ہزار آدمی جمع ہو کر ایک جامع کے ساتھ وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں  
 پتھر کے حصہ کی عمارت اسکی پتھر کی اور اوپر کے حصے کے پتھر ہے اسکی اوپر بڑی بڑی پتھر  
 دیوار لکھ کے بنی ہوئی ہیں قلعہ ستونوں کی جو مسجد کے اندر میں میں سوچا ہے اسکی پتھر

اسی شکل گول ایک فیٹ مربع موٹی ہے جسے بڑا ستون میں فیٹ سی زیادہ محسن ہے اور وہ ستون اس پر  
موقوف تھوڑے کے ساتھ بنا کر اور کمرے کے گئے ہیں کہ ہونچال وغیرہ صدیوں سے اور کچھ صدیہ نہیں تھی  
اس مسجد کی عمارت میں دیوار لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باد جو گذرنے صدیوں سال کے اوسمیں  
کچھ نقصان عاید نہیں ہوا البتہ قسطنطنیہ کے ساتھ ہونچال کے صدیوں سے لگتی ہے دوسری مسجد  
یہاں شاہ جہان کی بنوائی ہوئی ہے اور بھی دیوار لکڑی کی عمارت ہے اور عمارتیں اور عمارتیں اور عمارتیں  
عمارت کے ساتھ شاہت نامہ رکھتی ہیں **دلاور خان کا باغ** عید ایک نامی گرامی باغ شہر  
کے باغوں میں ہے متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اور انکی اولاد صاحب سلسلہ شہر میں رہتی ہے  
**شیخ باغ** عید باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسوا سطح  
شہر کا باغ مشہور ہو گیا **کارخانہ شمشیر** سری نگر میں شمشیر باغ کے دوکان اور کارخانے  
کثرت سے جاری ہیں یہاں جامہ دار دو سالہ جوئے وغیرہ شمشیر باغ تیار کر کے شالہ باغ کے محلہ میں لے جاتے ہیں  
وہاں محلہ قیمت کا تخمینہ ہو کر محصول کی رقم قرار پاتی ہے بعد ازاں سرکاری محضر و چاہے دوسرے گاہے  
جب تک وہ چاہے سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہیں پاتا **حاکم سری نگر** میں  
بہت ہیں جاڑے کے موسم میں میردن کے گھر گھر اور غریبوں کے لئے بازار بازار کر کے چمکام گرم  
ہوتے ہیں اور خانے والے وہاں بھاتی ہیں بڑا لطف اٹھاتے ہیں **چار چار** یہ مکان شہر  
بناصلہ جارسل ڈل کے پانی کے اندر ہی کشتی پر سوار ہو کر وہاں جاتی ہیں اور وہاں ڈل کے تیسہ سو ایک  
پانی کا نالہ نکلا کر اور شہر کے شمالی حصہ کے پچیس سو ہو کر دریائے جہلم میں جا پڑتا ہے اور اسی راستے  
کشتیوں کی آمد و رفت جاری ہے اور وہاں کہ وہ نالہ ڈل کے سچ سے نکلتا ہے وہاں دروازہ لگا ہے  
جیسے کہ بھلی ذکر ہو چکا ہے چار چار کے مقام کو چار چار بھی کہتے ہیں چار و لطف اسکی پانی ہے اور غریب  
کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ دری دیوان کر یا رام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی ہو جو دہی

**پانچویں** کشمیر ملک میں ایک قصبہ شہر سری نگر سے پانچ میل جنوب مغرب کے دریاے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے زمین  
ہموار اور زرخیز میدان میں واقع ہے اسکے پاس دیہات جہلم کے آباد پر ایک پختہ بل بہت سی محلاتوں کا بنا ہوا ہے کل علاقہ  
متعلق اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی سب و انار وغیرہ میوہ دار درختوں سے بھر ہوا ہے قصبہ میں چار سو گھر  
آباد ہیں بازار بہت بڑا بارونچ و تجارت ہے مقبرے و مسجدیں وغیرہ مکانات پرانے بہت ہی ہوتے ہیں میل و ارغلہ  
کی خصوصیت شالی قسم عمدہ کی یہاں اس قدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ میں کہیں نہیں ہوتی زعفران جو ایک عمدہ  
پیدا میں کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کے زمین میں پیدا ہوتا ہے **پیدائش حضرت عطران** پانچویں

زمین میں زعفران بویا جاتا ہے بونے کے بعد ندی کا پانی لکھنؤ میں دیتی صرف بارش پر رکھتی ہیں کانگ کے  
 جینری میں اوسکو کوپیل زمین سے باہر نکل آتے ہیں اور اوسی مہینے میں بھول جاتا ہے رنگ زعفران کے  
 پھول کا اودانا فرمائی سا ہوتا ہے اور اوس بھول کے اندر ریزہ درشتہ و جو سر زرد رنگ کے ہوتے ہیں  
 رہے زعفران کہلاتا ہے جب بھول زعفران کے اوتارستے کے لائق ہو جاتے ہیں تو  
 حاکم دقت بذات خود بھان اگر اسنی ہاتھ سے بھول توڑتا ہے بعد اوسکو زمیندار ہاتھ لگاتی ہیں اور زعفران  
 کے پیداوار سے نصف تو حاکم لے لیتا ہے اور نصف زمیندار لیتی ہیں اور وہاں قیمت زعفران کی میں روپیہ  
 سیرک ہوتی ہے اور آمدنی اس جنس کی سچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے **اچھوٹا**  
 پانی استکانہات شفاف و شیرین و سرد ہے سو راخ اس چشمہ کے پانی میں جنیو پانی جوش مارتا ہے جو پانی  
 سے بڑھ کر سو راخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہے اور وہ سو راخ سطل زمین سے دھڑ  
 فٹ اونچا قطر اوسکا مارہ فٹ کا ہے دین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہیں کہ یہ نکاس اوس پانی کا  
 ہے جو رنگ کے چشمہ سے نکل کر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور پھر وٹل سل ٹکے میں کے اندر ہی اندر دی  
 پانی جنوب شرق کو بلکہ اس مقام سے نکلتا ہے اگر یہ بات بھی قرین قیاس ہے مگر اتنا شک ہوتا ہے کہ رنگ  
 کے چشمے کا پانی حقدار زمین کے اندر جاتا ہے پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ بھیاں سے نکلتا ہے شاید اوسکو  
 ساتھ زمین کے نیچے اور چشموں کے پانی شامل ہو جاتے ہوں پانی اس چشمہ کا اس قدر سرد ہے کہ سردی کے  
 جسے آدمی اوسکو ہاتھ لگا نہیں سکتا ہاں کہ غسل کرے یا نہی اگر سے تو نہایت کھنکھاتی ہے پانی اس  
 کے گرد بھی چشمہ درناگ کے طرح شاہ جاگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کمانکرات عمارت پر رونق اور  
 سمار ہو گئی ہے **مرنگ** کشمیر کے ملک میں مرنگ ایک بھارت کے قطار اور گہائی کا نام ہے جو جنوب  
 مشرق کی طرف شمال مغرب کو بہتی ہوئی جاتی ہے اوسکی اونچی چوٹیوں میں سے جو نہایت اونچی ہے وہ پیر پل  
 کے کوہ بر فانی تک پہنچتی ہے جسکو مشرق کی طرف حد کشمیر واقع ہے اور وہ سیریل کی مشرق جو اس بھارت  
 سے نکلتی ہے اور دہانے وہ گہائی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سے دریا مرنگ نکلتی ہے دین صاحب  
 فرماتے ہیں کہ یہ گہائی بہت سے غاروں اور پانی کے چشموں اور ندیوں سے جو اس میں موجود ہیں اسی نظر سے  
 جسے کہندہ کے کہوں کا حصہ ہوتا ہے اور وہ چشمہ بہت تیز و تیز جاتی ہیں اور ان میں سے بڑے چشمہ ہوتے ہیں  
 واصل بہت ہی شیریں پانی ہے بلکہ چشمہ اصل کو رنگ دریا کا منبع کہنا چاہیے کہ اوس سے اسکو بہت بد  
 ہوتی ہے نہایت اور بھی دریا مرنگ میں شامل ہوتے ہیں جسے سے یہ دریا نکلتا ہے اور یہ



اوسکا کوہ درہ دون سر ہے اور وہ وہاں سے نکل کر خوب کھیر ہوتا ہوا بربنگ میں آ کر تاسی دوسرا دریا  
 پیرنچال کے مغربی گھاٹی سے نکل کر اسکے شمال ہوتا ہے پھر تینوں مذاہن مل کر آب آگے چلتے ہیں تو ایک بڑا  
 حصہ ان کے پانی کا بھار کے غاریں کہتا جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کہہ ہر  
 اور طرف کو چلا جاتا ہے یا قیام نہ پانی اور نکلا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریائے  
 کہہ سے جاملتا ہے پھر اسلام آباد سے چل کر جہلم میں جا کر تپہ کے کل محل دریائے بربنگ اسکی ختمہ ہو قریب  
 چالیس میل کے ہوگا پھر **پیرنچال** بھی ایک کندہ قطار بھارون کی ملک کشمیر کے خوب مغربی صدر واقع  
 ہے یہ قطار میں شمال مشرق سے جنوب مشرق کو چلتی ہیں اسکا کل لمباں بارہ سوڑ کے درہ سے مقام پیرنچال  
 یا تندن سرتاب قریب چالیس میل کے ہی نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بلند ہزار اونچائی کے سطح  
 سے بارہ ہزار فٹ ہی بسبب برسنی برف کے درخت اس بھار پر کم ہوتا ہے التہ قسم قسم کے پھراش بھار  
 کے اوس چلو سے کشمیر کے طرف ہی نکلتی ہیں اسکی خوب مغربی انجام کے درہ کو درہ پیرنچال یا تندن  
 بولتے ہیں اور اسی نام کی وہاں ایک جہل ہے اور ایک پیرنچال کا نام ہوا ہے قبرستان کو ہی نہیں کہتے  
 کہتے ہیں کہ پیرنچال نام ایک جوگی ہندو بھیاں رہتا تھا اوسنی اسبقام پر پڑی ریاضت کی پھر خدا تعالیٰ نے  
 کہ حضرت امیر کبیر علی ہدائی بھیاں تشریف لائے تو وہ بھی اونکی خدمت میں حاضر ہو حضرت فرما  
 ہدایت کی کہ مسلمان ہو جاؤ اوسنی عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہو جاؤ اور میں زندہ جاؤں تو  
 تو اسلام قبول کروں حضرت فرما اوسکے حق میں دعا کی اور وہ انبیا اور کچھ مسلمان ہو گیا اور حضرت  
 اسکا نام شمیم احمد کریم رکھا اب زیار نگاہ اوسکی بنی ہوئی ہے اور مجاور وہاں رہتا ہے اونکو خیال میں تشریف  
 قیامت تک زندہ ہے اور سبکا اور اوس کے نام سے یہ بھار پیرنچال کہلاتا ہے درہ پیرنچال کا سال  
 میں بہت مہنتی کنلا رہتا ہے کلک کا خیر تک اس میں برف نہیں پڑتی اور ایک ریاضی ہاسکی اور گنگا ہی  
 حکو دریائے پیرنچال کہتی ہیں وہ دریا بھیاں ہی نکل کر تپہ تالیس میل تو سہا شمال مغرب کو جاتا ہے پھر پیرنچال  
 خاص شرف کے سمت کو ہو کر اور تریبہ میل کا راستہ طو کر کر دریائے جہلم کے شمال ہو جاتا ہے تندن  
 کشمیر کے بھار میں بھیاں چوٹی سے جہل مہ اور چار جہلیوں کے شمال کھیرن کوہ پیرنچال اور تھوڑی  
 درہ تندن شمال درہ تندن سر واقع ہے یہ جہل ہمیشہ پر آب رہتی ہے اور دریائے ددم حکو دریائے پیرنچال  
 بھی کشمیر میں اس جہل سے نکلتی ہے لکہ دریائے بیرم گھ بھی اسی جہل کے مغربی کنارے سے جاری ہوتا ہے اور  
 دریا جہلم کا ابراشمال مشرق کے گوشہ سے ظہور میں آتا ہے اس جہل کو ہندو بھت شکر جانتے ہیں اور وہ  
 درہ سے جہلم کی طرف کے واسطی آکر ہیں **پیرنچال** کشمیر کے بھار میں بھی ایک قطار بھاروں کے



خیالوں سے جنوب کی طرف چلی گئی اسکی چار ہزار فٹ سے زیادہ سی جو کہ دائرہ اسکادوری بطور کمان کے  
 نظر آتا ہے اسکو کمان گوشت بھی کہتے ہیں چوٹی اسکی کساناں جبل سے نکلتی ہے آغاز انجام اسکا شرق سے عرب  
 کو ہے اور خدائے شکل کے اوپر چالیس میل برابر اسکو لمبائی ہے و مدد کشمیر کے پچاس میں بھی ایک چارگی  
 گھاٹی ایک درہ کے اوپر واقع ہے جو درہ کوہ ہندی خیال و سیر خیال کے درمیان ہے اوس درہ کو بعض لوگ  
 درہ سیر خیال اور بعض درہ تندن سر کہتے ہیں یہ پچاس گیارہ ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کے سطح سے بلند  
 اسکے سمندر وہ شکر جادی ہی جو پنجاب کے کشمیر کو راہ جوڑی جاتی ہے اور دریا سربندر اسکی چوٹی سے نکلتا  
 مشرق کے سمت کو بہتا ہے اور اسے چلیم میں جالندہ ہے جو ٹری کوہ شمالی پنجاب میں بھی ایک چوٹیا  
 شہر لکٹی کے کنارے کے اوپر جو کوہ سیر خیال سے نکلتا دھراتی ہے اور پھر میان سے آگے بہتی ہے  
 دریاے جناب میں جا پتی ہے آبادی اگرچہ یہ شہر کشمیر کے پچاس و اعلا سے باہر ہے مگر چونکہ مشہور  
 سلطنت کشمیر کے رہا ہے اسواسطی بیان اسکا بھی اسی موقع پر مستحسن نظر آیا مارت اسکی ایک بلند گریوہ  
 پر کچی کچی مٹی ہوئی ہو کر ہے کہ لکڑی جھان کے عمارتوں میں بہت سی خرچ ہوئی ہوئی ہے پختہ عمارتوں  
 کے طرح مضبوط رہتی ہے دو بلندوں کے مکانات اللہ پختہ و عالیشان ہوئے ہوئے ہیں وہیں خصوصاً راہ کے  
 حوالیان تو بلند و منقش عمدہ عمارت کے ہیں جن میں متعلقہ اسکی ضابطہ سرسبز و سرسبز راہ و رحم اللہ خان  
 نیرنگوں کے وقت سے میان قابض علاقہ آتا تھا سخت سنگ نے دو مرتبہ اوسپر حملہ کیا شہر لوٹا جلا یا ہوا  
 آبادی اسکی کم ہو گئی ستر گز پختہ اکبر بادشاہ کی خواہی ہوئی میان موجود ہے سرائی میں ایک مسجد بھی پختہ  
 ہوئی ہوئی موجود ہے شہر کے اندر ایک امیر رحم اللہ خان کے بٹے کے قبضہ میں تھا جسے خدائوں میں شیخ الاسلام  
 نام کے شہر نے لکھا کہ گورنر کے متعلق حکم دربار لاہور کے متعلق کیا اور یاد کی صورت پیدا ہوئی تو راہ جوڑی بھی شیخ الاسلام کو  
 متعلق ہوگا اسواسطی نصفہ اس مقدسے ماجہ فقیر اللہ خان ملک جو رہی تھیں و فیض ہوا اور سرکار فقہ دورہ راہ گاہ  
 ستر گز راہ کو گاہ کے ضلع میں بھی یادگار لکھا مان تھا اور یہ علاقہ کشمیر کے ساتھ راہ گاہ لکھا کہ تحت میں لکھا راہ  
 گاہ لکھا کہ در جوڑی ہو نام اسکا بل کر رام پور رکھ دیا تھر کے عجائبات اور قلندر اچھا بنا ہوا چھان پتو جو  
 اور قلعہ کی سب سے راہ رحم اللہ خان کی خواہی ہوئی پختہ تھیں کہ شیخ الاسلام نے پختہ کشمیر کا دورہ  
 گلی کے اندر ایک چوٹی سی ندی کے کنارے پر جو بھارت سے نکلتا جناب میں جالندہ ہی دریا کی حیثیت سے  
 چالیس میل آبادی عمارت اس شہر کی پختہ و عام ہو تجارت عام ہو ایک ہزار گھوڑا رو یا ہ سود و کان کنی  
 آبادی پہلے اول محمد شاہ و سلطان خان کے قبضہ میں تھا اور یہ مسلمان چھان پتو راہوں میں تھا اور  
 راہ راہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا اور یہ مسلمان چھان پتو راہوں میں تھا اور یہ مسلمان چھان پتو راہوں میں تھا

کل ملک جس میں ایک سجد اور سرائی اکبری بھیان چھٹی تھی اس کے چاروں طرف سے چاروں طرف کا سلسلہ برابر شرمسار تھا  
 جنکار استہڑا شکل گداز ہو چار بھاراؤ میں بخت سخت میں اول میسر کیا تھا دوسری کان گوشہ تیسری رتن نچال  
 چوتھی پیر نچال ان میں سے رتن نچال کا بھارت بہت بلند اور راستہ اور سکا بخت سخت ہو اس بھارت کے نواہیز  
 قوم سنیاں و خجالی و جال بہت میں اور میں مند و اور سلمان و دونوں کے لوگ میں مند و کی لڑکیاں  
 مسلمانوں و مسلمانوں کے مند و کے ساتھ باقی جاتی ہیں مند و اور سلمان میں صرف اتنا فرق ہے کہ مند و  
 جو کے کے اندر اور سلمان جو کے کے باہر کہنا کہتے ہیں نکاح کے وقت ملا اور برہمن و دونوں ملائی جاتی ہیں  
 ملا خطبہ پڑھتا ہے براہمن گنیش پوجا کرتا ہے اور پھری دلاتا ہے یہ لوگ رہنری کرتے ہیں اگر کوئی مسافر ہو تو  
 گھر چلا جاویں تو اس کی بڑی خاطر کرتے ہیں اور مال اور سکا بخت رکھتی ہیں اور اپنے علاقہ سے بھارت لکھا  
 ہیں سوائے غارتگری کے یہ لوگ نہ اعت کا کام بھی کرتے ہیں **سراسی** تو شخصہ یہ ایک فراخ  
 مضبوط سرائی اس میں شرک پر چوچا ہے کشمیر کو براہ درہ پیر نچال جاتی ہے واقعہ ہے عمارت اس کی تختہ دور دور  
 پتھر کا ہے مضبوطی میں قلعہ بھی زیادہ ہے متصل اسکے رو دوئی جاری ہے جو کہ بھیان ہو جائیں مسل ملکر چاہا  
 میں جاگرتی ہے اس سرائی کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تھا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا اس کو دروازہ پر لکھا ہے  
 مگر سب عدم خبر گیری حکام کے عمارت اس کی خراب و خستہ و منہدم ہو گئی ہے اور عمارت کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے  
 کہ کسی زمانہ میں جب بھارت میں ہوگی ہزاروں عمارتوں سے عمدہ و اعلیٰ ہوگی اس سرائی کی عمارت  
 حکام دو کام لیتے تھے یعنی کسی غنیمت کو جنگ کے وقت اس میں شہنشاہ کے حکمران یا بھارت اور اس کے وقت مسافروں کو  
 اس کا دروازہ کھلا تھا کو کچھ کشمیر کے جنوبی بھارت میں بھارت ایک قبضہ بھارت کے جنوبی ڈھلوان میں آباد ہے آبادی  
 اس کی درہ پونچھ کی بنیاد اور دریائے پونچھ کے کنارے کے اور واقعہ ہے جو بھیان سے آگے چلتا ہوا جناب  
 جاگرتا ہے اور دوسرے جن جو ایک مقام کوٹلی اور دوسری راہوڑی سے آتی ہیں بھیان اگر ایک جاتی ہیں  
 اور پھر بارہ مولہ کے درہ کے راستے وہ شرک کشمیر میں داخل ہوتی ہے بلندی درہ پونچھ کی متین ہزار  
 دو سو اسی فٹ ہے **سراسی** پورے کشمیر کے جنوبی بھارت میں مقام درہ پونچھ میں شرک اور پیر اور بھارت  
 کے گھاتوں کے اندر دھن کی لاری دریائے زہیر کے بھارت ایک قبضہ آباد ہے اس جگہ دریائے زہیر کو دریائے سراسی کو  
 بولتی ہیں یہ قبضہ اگرچہ جو باسای اور بازار بھی جو نا آبادی کم ہے مگر چونکہ سراسی کے نیچے سے اور گرد و نواح  
 اس کا منہ اور بھارتوں سے ہر راہ ہو اس واسطے نایش اس کی اس ہی اور نام اس کا بخت مشہور اس کی خوب  
 کی طرف ایک بھارت کی جنوبی بھارت میں بھارت میں بھی رہتی ہے دریائے زہیر کا آغاز کوہ و منہ ہندو  
 کی اصل ہے اور دوسری بھارت ہندو کا نام ہے اور کوہ درہ پونچھ میں داخل ہے

ہر اوک بھی ایک قلعہ شمال کسٹیف ملک پنجاب کے اوس شرک پر جولاہور سے کشمیر کو درہ نہی ٹال سے  
 گزر کر جاتی ہے کشمیر سے جنوب کو بھلاصلہ اٹھائیں میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہے جو قلعہ  
 سے بہتی ہوئی چند میل کا راستہ طے کر کر دریا کی جانب میں گرتی ہے عمارت قلعہ کی جونی ہے اور اچھی موتمر ہے  
 کھوڑا کشمیر کے ملک میں بھی ایک بھاری گھاٹی کوہ پیر پچال یا کوہ درجیل کے شمال کے طرف ہے یہ بھی  
 تین میل لمبا اور چوڑا بہت خوبصورت نظر آتا ہے آبادی اس میں کثرت و ملک رزخیر ہے تھوڑا سا حصہ  
 بگلی پو پو اور درختوں سے بھرا ہوا ہے اور اردن درختوں کے اندر سے موسم بھاری خاصیت خوشبو ہوا نکلتی ہے  
 جو در در و رنگ ملک کو مسطر کرتی ہے کشمیر کے لوگ بھاری کے موسم میں میان سیر کو آتی ہیں اس کے پاس ایک  
 اور گھاٹی بھاری کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہے بھاری میں ہزاروں قسم کے پھول و دان بھوکے ہوئے  
 دکھائی دیتے ہیں اور مشہور ہے کہ کبھی مانہ میں اوس گھاٹی کے اوپر ایک لمبا سانپ رہتا تھا جبکی دم بھاری  
 کے بنیاد میں اور سر جوئی کے سر پر ہوتا تھا کہ کہوند پر بس زیادہ تر سیرانی کے سردی بھی زیادہ ہوتی  
 ہے اور بلندی اور سبکی سمند کے سطح سے چار ہزار فٹ ہے کو کر ناگ کوہ کشمیر میں بھی ایک مشہور  
 چشمہ پیر پچال کے شمالی بنیاد میں واقع ہے وائسریانی اسکا ٹھکانہ چنے اور کیلی کے تہروں کے چھاؤں  
 اندر بذریعہ چہ سوراخوں کے چلتا ہوا دریا کی رنگ میں جاڑا ہے اس چشمہ کا پانی بہت فضل خاصیت صفا  
 و پاک شیرین مشہور ہے اگر سلطانوں کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقدر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا  
 تھا پانی باضمین اس قدر ہے کہ اگر کہا نا کہانے کے بعد یا یاد دہی تو کہا نا فی الفور ہضم ہو جاتا ہے گنا ناگ  
 یا قبیصر ناگ کشمیر کے ملک میں شمال کسٹیف کوہ ختم پچال کے بھی ایک جبل گنا ناگ کوہ کے مشہور ہے  
 یہ جبل پانی پانی لہنی اور پانی کو جوڑی ہے پاس کے بھاریوں کے اوپر سے برکت بگلی کر پانی اس میں  
 سیر جاتا ہے بعض وقت تو اس قدر طبعانی ہوتی ہے کہ اصل سطح سے چالیس فٹ اونچا پانی اس میں ہوتا ہے  
 اس میں سے دریا کی دشت نکلتا ہے جس میں جاڑا ہوا دریا اس جبل کے مغربی کنارے سے نہایت پر آبی اور تیزی  
 کے ساتھ نکلتا ہے دریا کے نچر کے مقام پر بارہ دن طرف جنوب و پڑوسی بھاری نظر آتی ہیں کہنا دی اس جبل  
 لہی سرسبز و خوشنما ہیں کہ انکو دیکھ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہے شہر میں طرح کے درخت و درخت  
 خوشبو دار بوستان و قسم قسم کے درخت و غیر شہر سایہ دار و دان جو وہیں سے جاس جیل کی بہت قدر  
 جاتی ہیں اور کئی تین کہیں جی نے جی ان اگر جرن منہ قدم کہا تو یہ جبل طبعی ہوتی و درہ و درہ  
 جاتی ہیں جہاں اگر فصل کرتے ہیں بلندی اسکی سمند کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے  
 ورنہ ناگ کشمیر سے گرتے جنوب کے طرف بھلاصلہ اٹھاؤ کہ اس کے بھاری کے اندر دریا کی





جیسے کوئی سانس لیتا ہو اور ہر کے دم میں بہت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور بخیر کے دم میں وہ تمام پانی غائب ہو جاتا ہے ایک قطرہ باقی نہیں رہتا ہمیشہ دن رات ماہ و سال اور کئی چالیس سال رہتا ہے غار میں شاہ آبا کے پرگنہ میں بھی ایک بڑی غار ہے جو کوئی اوس کے اندر جاتا ہے اوس کو برف کے ٹکڑے ملتے ہیں اگر وہاں ہی کہلے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لائی تو وہ برف مہر بن جاتا ہے **واسک ناک** پرگنہ دیوسر میں اس نام کا ایک چشمہ ہے پانی اوس کا خات سبک اور سرد ہے اتنا بھار سے جب تک کہ شالی بچتے ہو جائے پانی اوس سے نکلتا ہے جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوس کا بالکل خشک ہو جاتا ہے اور پھر موسم سے کم ہو کر بھار کے دوسری طرف مقام گلاب گڑھ کے قریب پہنچتا ہے غرض کہ تمام سال میں چھ مہینے تک بھار کے اطراف اور چھ مہینے اوس طرف جاری رہتا ہے **غار آری راسی** پرگنہ ماترند موضع نوٹھ میں اس نام کے ایک بڑے بڑے غار ہے کہ جب تک کسی نے اس کا انتہا نہیں پایا یا پھر سے موند اوس کا بٹ تنگ اور اندر سے فراخ اور تاریک و مفضل اوس کا قریب پانچ درجہ ارتفاع ہے اور درجہ ہی جو یکے بشیر و غیرہ پر بندھا نور و ن کے وہاں گھونسلے ہیں اور نگر خیال کے سب سے اندر سی بد بو آتی ہے جاگتیر یا شاہ جتان پہنچا تو سوارہ آدمی ایک ایک پلٹ کر ایک ایک سیر تیل دیکر اوس غار کے اندر بھی کہ اوس کا انتہا دریافت کر جب وہ غار میں داخل ہوئی تو چند میل ایک ہی راستہ چلے گئے آگے جا کر ایک گندہ پانی جیکے جہت سے پانی ٹپکتا تھا گندہ ارتفاع میں سے دو درجہ دو درجہ تھا اوس کو آگے بڑھ کر تین راستے نکلتے تھے و منظر کار استیہ تصالک کار تہ اوپر پھیلنے لگا تھا اور پھر راستہ سخت الشری کو اونھوں نے ایک تہریچے کے راستے میں چنکا اور چٹان کیا کہ یہ قدر حقیق ہے ایک گھنٹہ تک برابر اوس کی نیچے جانے کی آواز سنتی رہی جو کہ آگے جاتے گئے لیتے تھے کہ تھادہ لوگ واپس چلے آئے **گنڈا جٹن** موضع ہونہ نامہ پرگنہ دیوسر میں گنڈا جٹن نام کا مقام ہے کہ پانی وہاں بہت کم ہے جہاں سے ہی شہی کے دن بھار کے ایک لٹل سے پانی آدمی چکی کے موافق جاری ہوتا ہے اور کئی ایک مقام سے بادل کی طرح پانی بہتا ہے نام روز بھہ حال رہتا ہے پھر بند ہو جاتا ہے تمام سال ایک قطرہ نظر نہیں آتا **گروہر** پرگنہ ہاجندہ نامہ میں قصہ نگار کے متصل اس نام کا ایک ٹال ہے اوس میں چند خیریری واقعات ہیں زمیندار اور زمین ویشان جڑتے ہیں گر جب کسی شدت کے بعد پانی بہتی ہے تو وہ زمین کے زمینیں کشتی کے طرح حرکت کر کر ایک طرف سے دوسری طرف کو بے غائی میں کشتی کے مانند سرکے ہو نظر آتے ہیں چنار سر مال سگندہ بار اوضاع میں ہیں جگہ درناغ سندہ دور رہا ہے بہت یا سوار ہیں حکیم زمانہ سے ایک خیا کا ذرخت موجود ہے سب کا گنہ اور سکافام ہے وہاں کے لوگ اوس کی طرف سے سوار کی سب کی سب کی سب کرتے ہیں کہی وہ خشک نہیں ہوتا پانی کی لطیفی نامہ دیلا ہے جسے قصاں کہیں پاتا



پہلے اویسکے جڑہ کے اوپر کوئی عمارت یا چوہرہ نہ تھا جس بل میدان سنگہ حاکم کشمیر نے ۱۸۹۶ء بکرمی میں اوسکو جڑہ  
 پر ایک چھتہ چوڑا بنا دیا تھا کہ اس کا مقام رہی سہو کھم برگنہ کا تیراج تہہ بھی پورہ میں ایک میں سرخ رنگ کی بنی  
 ہے وہاں کے لوگ اوسکو سیویم کہتے ہیں بے تعدا دسالوں کے بعد کبھی کبھی اوس میں میں ایسی حرکت  
 پیدا ہوتی ہے کہ جلنے لگتی ہے اور سوقت وہاں کے ہندو جانول اور پانی دیکھوں میں بھڑک کر زمین میں اب  
 دیتی ہیں ایک ساعت میں وہ یک جاتی ہیں تو زمین سے نکلا کر انہی بزرگوں کے نام پر خیرات کر دیا  
 کہ مدت کے بعد وہ زمین گرم رہ کر خیر سرد ہو جاتی ہے **موضع تھلہ مولہ** برگنہ سارالموا  
 یا تین خشک کن میں میں شکاری لوگ اکثر بھی کے چھلی جسکے نیچے لپٹے کے نیچے ہوتی ہوتے ہیں بتا کر دیا  
 دیتی ہیں دو ساعت کے بعد نکلتی ہیں تو چوٹی چھلی کے آگنی بنوں کے ساتھ بائیں بائیں چھتہ چھلیاں زندہ ہو کر  
 ہو کر نکل آتے ہیں چشمہ رنگ میں موضع تھلہ مولہ کے بائیں ایک چشمہ بڑا شگاہ ہندوئی اوسکا پانی ایک  
 میں چند رنگ بدلتا ہے یعنی کبھی سیاہ کبھی سرخ کبھی رنگاری کبھی نارنجی کبھی لٹاری کبھی سبز کیسے زرد  
 کبھی سفید رنگ برنگ نکلتا ہے کبھی ایک ہی رنگت کا پانی تمام دن جاری رہتا ہے **عین العنوت**  
 برگنہ اول موضع دھتی پور کے قریب ایک چشمہ جو حکو عین العنوت کہتے ہیں جرب کے بیماری کا بیمار اگر اوس میں چھا  
 تو شفا پھر تو ان کے مرض کے مریض کو بھی اوس میں پھینکا اور پھلانا شفا یافتہ ہے **کوہ شخ لستہ**  
 برگنہ چھاک بھاڑ کے درہ میں گرمیوں کے موسم میں بھی بھاڑ شخ لستہ رہتا ہے اور درہ سے لوگ  
 وہاں جا کر پانی سرد کرنے کے لئے برف لاتے ہیں **ھلہ** برگنہ لال میں ایک گائے کے پاس جلندہ نام  
 ایک نہر جو لوگ اوس تہر کے پاس جا کر بلند آواز سے بولتے ہیں تو اوس تھلے کے نیچے سے پانی جاری  
 ہو جاتا ہے **امبرہ ل** برگنہ آڈون میں ایک دھنجا مقام امبرہ بل نام ہر دیہی ویشو بھاڑ کے  
 اوپر سو وہاں دو مقام برگر تہا ہے اور دو بھی جگہ وہاں عین ہی ایک قریب جہ سات گز اور دوسرے  
 قریب جالیں گ کے پانی کی ٹھانی اور بار بار کی وہاں عجیب سیر معلوم دیتی ہے **شمار سنگہ**  
 اوس ہی برگنہ یعنی آڈون کے بھاڑ پر چند مٹا ایک ایک گڑے شہر کے نیچے ہوتی ہو جو دھن او کو ہندو کو اکثر  
 کہتے ہیں اوں مٹا روں کو دیکھو سے عقل صراحت کہ آگاہوں و شادنی صہ مٹا رہا ہوں اور اس قدر  
 بڑی گڑی تہروں کے کس مقام سے نکلا گئے **دو وہ نال** کوہ کجبل برگنہ دھن بارہ میں  
 اس نام کا ایک چشمہ جاری ہے جو کہ سرد زمین اوسکی سفید ہیں اور چشمہ کا پانی بھی سفید نظر آتا ہے  
 اسکو دو وہ نال کہتے ہیں پانی اس کی گھٹ نکلتا ہے ستان میں برف نصف نصف سو زیادہ اس میں  
 ہوتی ہے اور گرمیوں میں بھڑک جاتی ہے تاسان میں اکثر لوگ برف وہاں سے لایا کرتے ہیں پانی اسکا

چشمہ کے سنگ دریا میں دوڑتی ہے، ساتھ ساتھ پانی میں مسہرے ناک کے گنجل بل پر دو وہ آگ چشمہ کے نیچے  
 جھٹکتا ہے، پانی میں چاروں طرف اس کے تہ کی عمارت بنی ہوئی پانی اس کا بھی بلبلو دریا کے ساتھ جاتا ہے۔  
 چشمہ ناک کو دوہرے چشمہ ناک نام ایک بڑا چشمہ ہے، یہ بڑے بڑے پانی کے ٹکڑے، طرح طرح  
 رنگ کے پھاروں کے ٹکڑوں کے طرح اس کے اندر بہتی ہے، نظر آتی ہیں تین حصہ پانی اس چشمہ کا بھارت  
 دہرے پھاروں اور ایک حصہ دریا میں بہنے کے شامل ہوتا ہے، اسی چشمہ کو افروٹ پرگنہ کہہ دین پر  
 یہ ایک بڑا چشمہ جاری ہو رہا ہے، اس کے بعض حصہ کبھی اس سے نکلتی ہیں، کچھ ناک کو ہر دور  
 میں جھٹکتا ہے، اور اس کا پانی پرگنہ پر وہ کے ذرا عتوں کو سیراب کرتا ہوا جوی ہاں ہی میں آگ  
 شامل ہو جاتا ہے، **گلر ناک** موضع اکم پرگنہ رنگ میں اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہے، پانی میں مقام  
 پانی اور سکا زمین سے جوش پاتا ہے، پانی اس کا خات لطف اور سکا ہے، **مستن ناک** موضع میں  
 پرگنہ ماروٹ میں ایک چشمہ ہے، اس سے نکلتا ہے اور سیر باغ و عمارات کے لئے بنی ہوئی میں ہندو اس کے  
 نیچے میں پانتر **ناک** موضع پانتر پرگنہ دوہرے سر میں یہ ایک چشمہ جاری ہوتا ہے، کچھ ہاگ  
 کے دو حصہ ہیں، شحات وسیع جاری ہے، اور اسی پھار پر ایک چشمہ نکلتا ہے، نام یہ ہے **شیشہ**  
 کو ہر ہاگ کے اوپر اس نام کا چشمہ جاری ہے، پانی اس کا خات شحات خوشگوار ہے، جو **سر ناک**  
 پرگنہ رنگ میں یہ چشمہ جاری ہے، پانی اس میں بہت نکلتا ہے، عمارت بھی ہے، اس چشمہ کے ایک طرف پانی کے  
 ساتھ دھنسی کے برتن نظر آتے ہیں، اگر کوئی شخص اندر سے کوئی برتن باہر نکال دے، کھنسا تو برتن فی الفور ٹوٹ  
 جاتا ہے، اگر اسے اس کا دوسری پانی میں گر پڑے، میں **گرشہ** سر کو ہر گنہ پھار کے شرف کی طرف ایک  
 دوہرے چشمہ واقع ہے، جو منبع دریا میں کٹن لگا کا ہے، اس کے پاس دو تالاب ہیں، ایک کا نام سرد سرد کا  
 دوسرے کا نام دو تالاب ہمیشہ پر آب ہوتا ہے، **خوشحال** سر یہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک  
 کشمیر کے نامی تالابوں میں ہے، **اچار** سر موضع سوور کے نزدیک واقع ہے، اس سے بھی تیندار بھٹ  
 پانچ تالاب ہیں، سر موضع ناک کے پاس واقع ہے، پانی اس میں بھی باظا جسم مناسبت  
 کو ہر براری پر یہ ایک چشمہ کے بڑے شتون میں سے شمار کیا گیا ہے، اور دوہرے تالابوں کا چشمہ منبع  
 گن جاتا ہے، **زیاتر** محبت اگرچہ حال مفصل اس دریا کا پھیلنے کے پانچوں دریاؤں کے احوال  
 میں تحریر ہو چکا ہے، مگر اس سے کہ چشمہ دریا کشمیر کے علاقہ کا کل پانی اس دریا سے نکلتا ہے،  
 سرد ہوا کے احوال اس اور اس کے دو گارندہ تالابوں کا چلنے کا شریک، اول فصل میں ہی تحریر ہوا ہے،  
 یہی تحریر کی جا رہی ہے، اور واضح ہو کہ کشمیر کے ملک میں اس دریا کا نام دریا محبت ہے، اور اس کا

پرنسز شاہ آباد موضع جوبی میں قریب جوار پر گنہ خیمہ درناک کے ہوا اور محبت شاکر ستری زبان میں ادوس حاصل  
کو تہی میں جو کھلے ہوئے ہاتھ اور پنجہ کے وقت انسان کی نرا انگشت اور سیاہ کے دریا میں واقع ہوا جس سے  
مراد صحر کہ اصالی منجھ اس خیمہ کا اس قدر فاصلہ لگو کھی اور سیاہ کے دریا میں جو تہی میں محبت ہو تہی  
اسی واسطہ نام اس دریا کا بھی محبت رکھا گیا وہاں سے پہلے یہ محبت جوبی سے تھیں تہی یہ تہی ہے جیسا کہ  
کے مقدار برابر اس قدر طے کرتی ہے تو سات رکھتے دن کے خیمہ کا پانی اس سے لگا ایک جلی جلی کے قابل فی  
اس میں ہو جاتا ہے وہاں سے جلکے یہ خیمہ بھی خیمہ درناک میں داخل ہو جاتی ہے اور اس واسطہ عام موضع منجھ میں  
دریا کا خیمہ درناک تصور فرماتے ہیں پھر جیسا خراج اسکا خیمہ درناک سے ہو تہی تو جیسا اس خیمہ کا محبت سا پانی  
لیکا اور دتہ وتر نام پا کر چلتی ہے اور نظر آباد تک پہنچتی ہے سنگردن ندی نالوں اور خیموں کے پانی اسکو  
ساتھ شمول پا کر پھر برا دریا بن جاتا ہے اگرچہ اون ندی نالوں کا شمار جو اسکو ساتھ شمول پاتے ہیں ایک امر محال ہے مگر چند مشہور  
مشہور ندیوں کا ذکر استقام پر بھی لکھا جاتا ہے جو سی ساندرن بھی خمر کوہ براری ہی لنگراتی ہے اور محبت  
کے ساتھ استقام پر جہاں درناک نام دتہ وتر وہی اگر شامل ہو جاتی ہے جو سی کا ورین بھی خمر گنہ شاہ آباد  
خیمہ سے مل کر نکلتی ہے شمول اسکا بھی فی تھہ وتر کے ساتھ ہو تہی تھہ ناک یا پانست ناک ہے دونوں میں گنہ وہ  
موضع ہو کر گزرتی ہے اور دتہ وتر کے شامل ہو جاتی ہیں جو سی برہمائی اس خمر کا منجھ کوہ کوہ میں  
دونوں کے پر گنہ برنگ میں جو اس میں بھی محبت سے خمر دن اور خیموں کے پانی داخل ہوتی ہیں جیسا کہ گناک  
و آ رہے جیسی اس کے شامل ہوتی ہیں جو کہ لامندہ پر گنہ کو خمر سے لنگر پر ہمہ سرور و دتہ سرور کے  
پانی اسکو ساتھ ملا تے ہوئے اس میں آ پرتے ہیں پانی اسکا کہند بل کے مقام پر اس قدر عمیق ہو جاتا ہے کہ جو جوبی  
کشتان وہاں آسانی چل سکتے ہیں دریا کی لمبوتری پالہ روست بھی دریا چل کر خیمہ  
کے اوپر پھاڑنے لگا کر اس قدر تھکے راستے پر گنہ دھن بارہ میں ہو جیسا کہ وہاں اگر کھیتیں حصوں پر خمر کا  
بڑی شاخ اسکو دریا کی کہ رکھلاتی ہے جو دریا کی محبت کے بڑی دگڑوں میں ہو تہی جاتی ہے یہ حصوں میں خمر  
اسا رستہ تیزی تندی کے ساتھ چل کر کہہ رہا ہے محبت کے شامل ہوتی ہیں اسکی رستہ میں سو اور جوبی خمر دن اور  
خیموں کے بڑی خمرین بھی شامل ہوتے ہیں اول جو کہند بر جوبی پر گنہ لال سے آتی ہے وہ سہری کوہ ہری جکا  
کوہ دارادوش پر گنہ لال سے اخراج ہو تہی جو جوبی مار سہر کا مانی کوہ چھاگ سے آتا ہے جو تھو جو ششرم نام  
جکا خیمہ ششرم نام مشہور ہے پانچویں جو کہ کل جو موضع خیمہ گنہ کے خیموں اور دھن بارہ کے خیموں کے  
پانی سے لنگھ رہی ہوئی ہے دریا سے ویشو ما ویشو اس دریا کا فیض ناک مشہور ہے  
جس میں وہاں سے بھیہ دریا بڑی تیزی تندی کے ساتھ لنگر دریا کی محبت کے شامل ہو تہی جو اسکو رستہ تیزی

بھی بھت سی ندیوں اور نالوں و چشموں کے پانی اسکو شامل ہو جاتی ہیں جنہیں سیو خندہ سی نالوں کا ذکر ذیل میں  
 تحریر ہو گا **جومی رتہنی** آرہ اسکا منبع کوہ دھارا ڈال اور ہیر پور تندن سر کے قریب سوہم سنگم کے  
 پاس اسکا شمول دریا میرو شاؤ کے ساتھ ہو جاتا ہے نالہ زنگرن بھی اسکی ایک شاخ کا نام ہے اور موضع  
 کاؤنی ہکا کر دریا کے شامل ہو جاتی ہے دوسری شاخ رتہنی آرہ کے مقام تھاپ ور کر ٹوہ اور توکر  
 سے آتی ہے اور توکنہ کے مقام پر پہونچ کر اسکا شمول بھی دریا کے ساتھ ہو جاتا ہے تیسری شاخ اسکی نالہ  
 رتہنی پور مشہور ہے جسکا اشتہال موضع لڈ مار کے پاس دریا کے ساتھ ہوتا ہے نالہ نارستان بھی  
 ایک کہ کشمیر میں ہے جو نارستان وغیرہ مواضع کے چشموں کا پانی لکراؤ گنڈوڑ سے گد رکر دریا سے  
 مل جاتا ہے **جومی شیل پوتہ** بھی بھر بھی بھاڑ کی لمبھی سی اور تہتی ہے اور کام پورہ و کوئی پور  
 کے مقام پر اسکا شمول دریا کے ساتھ ہوتا ہے **جومی رامشی** اسکا منبع کوہ شکر کوستان  
 شکر دین پور سے آئے اگر مقام موضع دھال اسکا اشتہال دریا کے ساتھ ہو جاتا ہے **جومی شیل پالہ**  
 بھی بھر بھی بھاڑ سے نکل کر مقام پانپور دریا کے شامل ہو جاتی ہے **جومی آب سفید** بھی بھر کوستان  
 ناگام واری گام سے نکل کر چاؤرہ کے راستے دہتہ نار کے مقام سے آتی ہے اور اوشی مقام پر دریا کے  
 ساتھ شامل ہو جاتی ہے نالہ **خونٹی کل** بھی نالہ تالاٹل سے نکل کر شیر گڑہ کے پاس دریا میں بھت سے  
 شامل ہو جاتا ہے **مارسرو مارسرو** دو بڑی تالاب کو بھاک پر واقع ہیں انکی پانی سیو دہن پور  
 جاری ہو کر بھر سری نگ کے طرف آتی ہیں نالہ **شیل پل** بھی نالہ بھی لمبھی ہے نکل کر آتی ہے جوئے  
 سدھ کا پانی بھی طہانی کے وقت اسکو شامل ہو جاتا ہے **بھڑشالا مارو** و **شاطر باغ** بھی  
 دو بھڑین و دلو باغوں کے سیرابی کے لئے جاری ہوتی ہیں اتیک مارنی ہیں تالاٹل کے ساتھ انکا  
 شمول ہے **دودہ گنگا** اسکا اجراسی کوہ سنگ خندہ سیو دھان سے اگرچہ جبل و صفا گل کے دریا  
 تالاب ڈل کے شامل ہو جاتی ہے **جومی آصہ** بھی بھر کوہ رامپار سے جو پانچامہ کی طرف  
 نکل کر اور ناگر سر کے دریا سے گد ر کر مقام چاؤنی کے نیچے آتی ہے **دریائی سدھ** اس دریا کا  
 منبع کوہ بگو و سنگو میں ہے اسکے ساتھ بھت سی چشمے کوہ لعل کے شامل ہوتی ہیں جیسے ہر کوہ گنگا و کوہ سرو دریا  
 ابراہمتی جو کوہ دھن پارہ سے آتی ہے اور جو کیشہ کر اور جو کوہ ہادیو سے آتی ہے اور نالہ مارو تالاٹل سے  
 نکل کر **جومی شیل** و **شمال** سرو و استجار سرو وغیرہ بھت سی ندی کا شکر شامل ہو کر بڑا بدیا بن جاتا ہے آخر بھر  
 کے میدان کو ہستانی ملک کو سیراب کرنا ہوا شہاب الدین پور کے پاس دریا میں بھت سے شامل ہو جاتا ہے  
**نالہ بان سرو** و **رہیہ** بھی کشمیر میں ایک بڑا تالاب ہے اسکو اندر سے ایک نالہ جاری ہو کر

اور

اند کو طبری دریا سے شامل ہو جاتا ہے اسکو اندر بھی بھرتی ہو کر پرتی ہیں چنانچہ خضر شاہ کل جوالا کوہ سے آتی ہے اسی میں اگر شامل ہو جاتی ہے **تالاب** میہ سرحد بھی کئی تھیں میں **تالاب** بڑی بڑی تھیں ہیں اس میں داخل ہوتے ہیں ایک خضر کا خنامہ جو چشمہ سکندناک پر گرنے پڑا ہے وہ جوی بالسن کوہ پر گرنے نالگل کا مجموعہ ہے مقام کا خنامہ اسی میں پرتی ہے دوسری جوی نامی دیرہ کہ یہ بھی جوی بالسن کی ایک شاخ ہے جو قریب تر کلہل میں ملتی ہے تیسری شاخ جوی بالسن جو سلطان پورہ میں ملتی ہوئی ہے اس اجتماع کے بعد یہ سرکا پانی اس مقام سے چل کر راہ مارہ تارہ پرتی **تالاب** میں داخل ہو جاتا ہے **جوی تاوی** ساڑھ ایک سو چھ کوہ کو بھیامہ سے ہندو ماٹے یہ چل کر ساوی ناکر مقام **تالاب** کے ساتھ مل جاتی ہے **جوی تاوی** مل بھی خضر کوہ ارن پر گرنے کو بھیامہ سے نکلتی ہے اور مقام **تاوی** کے پاس ولر کے ساتھ مل جاتی ہے **جوی نڈہ** پورہ بھی خضر ایک شاخ جوی **تاوی** کے ساتھ مل جاتی ہے یہ بندہ پور کے مقام پر **تالاب** کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے **جوی ارہ کلان** بھی خضر کوہ پر پانی کو بھیامہ سے نکلتی ہے اور موضع بابہ پور میں چل کر کے اندر داخل ہو جاتی ہے **لوٹہ ناکر** بھی خضر بھی کوہ کو بھیامہ سے روانہ ہوتی ہے اور موضع آلو کے پاس ولر میں مل جاتی ہے **جوی شگل** بنم اسکا چشمہ ایلا تیری جو کوہ افوٹ پر گرنے کر دین میں اقم سے روانے چل کر مقام سو پور دریا سے بھرتی کے ساتھ مل جاتی ہے **جوی یامی** خضر ویدہ دریا بھی ایک بہہ دگارد دریا بھرتی کا نچ اسکا کوہ تپہ **تالاب** بھرتی ہو کر شامل ہو جاتی ہے اول جوی کل سکا ابرا کو تپہ اور تیری مقام کوئی میں سکا شامل ہے **جوی** اور جو کوہ بھی پورہ سے اگر مقام دو کوہ بل اس میں تیری جوی حل جو کوہ تپہ حل سے اگر دو کوہ بل کے پاس ملتی ہے خضر بھی کل مجموعہ مقام دو آب جسکو لالہ کل کہتے ہیں دریا سے بھرتی کے ساتھ مل جاتا ہے **جوی واکسن** بھی خضر جوی حل کی ایک شاخ ہے اس سے علیحدہ ہو کر مقام **تاوی** مل آتی ہے اور اسی مقام پر دریا سے بھرتی کے ساتھ مل جاتی ہے **جوی وینج** اس خضر کا اخراج بھی تپہ حل سے ہے اور مقام دو اور اسکا اشتمال ہے جو کے مندر **جی** اسکا اخراج کوہ مھرہ دوری تازہ ہونان سے اگر پھر برابر موضع پیری کہا دن بار کے دریا سے بھرتی ہو جاتی ہے **جوی دووہ** کل خضر کوہ تپہ علاقہ وچہنہ سے نکلتی ہے اور کہا دن بار کے مقام پر بھرتی ہو جاتی ہے **جوی نوٹھ** بھی خضر کوہ سا کہہ اور کوہ پونیار کے مقام سے نکلتی ہے اور نوٹھ کے متصل بھرتی ہو جاتی ہے **جوی ہفت کھی** اسکا بنم کوہ ایلا تیری اور کالاس پور پونیار میں بھرتی کے ساتھ اسکا اشتمال ہے **جوی سنکروسی** نچج اس خضر کا کوہ پیری خال ہے اور مقام اور سے بھرتی کے ساتھ اسکا اشتمال **فایدہ** واضح ہو کہ کثیر کے علاقہ کے ملحق اور اسکو نواح میں اور بھی بھرتی ہو جاتی ہیں شامل کل



و دتور و درآوہ و کرناؤ و دو سیال د کہ سال و کاغان و کھاک و کھل و پنونج و راجوڑ و توتہ  
 و مرواڈون و بانہال و غیرہ اور جہ محال ہر وقت گنگت اسکو و کج و نگری حضور ہلہ آخ  
 بھی قدیم سیل کے شال تھے بگنے کثیر کے چھاپے چپٹیں تھے اس زمانہ میں چوتیس شہور ہیں اور کل علاقہ دو نام  
 کا مراح و مراح کے نام سے موسوم ہے مراح کا علاقہ خطایت سیر و شاداب اور کامراج اوس سے کم سیراب  
 ویران ہے مراح کے علاقہ میں بگنے مراح شاہ آباد بنگ کوٹھار ماتشا انت ماگ وچین بارہ کھارہ  
 و کر و پو چھاگ دیوہ سرائون باکوہرہ ہمن شکر وہ شادہ زینہ پور ماگام اجہہ مغربی و مشرقی  
 اور علاقہ کامراج میں بگنات مفصلہ ذیل متعلق ہیں لعل کوٹھار برستور سائر المواقف پائین پانچپا  
 تیکہ گام کر وچین کوتھی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے چہ تہہ ہیں تہہ جل تہہ لولاب تہہ اڈ  
 تہہ چھی اور تہہ رام محال تہہ ہر کثیر کے مصنفات میں علاقہ دھینہ و کھارہ ہمن جیشمال جنوب  
 دریای بہت کے واقع ہیں دھینہ کے رمنو والے بہنہ اور کھارہ کے رمنو والی کیکہ کہلاتے ہیں دھینہ سے  
 ریاست کہوری منظر آباد و سر کھارہ و درآوہ و تہری ریاست دوپتہ و دار بند چوچی ریاست دھینہ  
 و کھارہ و چھی اورہ اور کھارہ کے متعلق ریاست سلاہ و چکانوہ اور کی اور بونیاہری اور بھیکل علاقہ فی زمانہ  
 سلطنت مراح مخلوق کوہ ہمن کے ماتحت وزیر حکم ہے مسیحہ اچھہ ایک قصبہ کثیر کے ملک میں پائین کنارہ  
 دریای سیر خیال کے خاص سری نگر سرائون سل جنوب مغرب کو آباد ہے شکر کھہ ایک بند چوچی بھاڑکی ر  
 کے جنوبی چھاڑ کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اتقدیر کہ وہاں سال خبر میں بھت سے مہینوں برف جمی رہتی ہے  
 شمال کی طرف اسکو اندر سے ایک چٹہ نکلتا ہے جسکے اندر سے بانی بھت تھوڑا اور کم کم اخراج پاتا ہے گویا شبنم کے  
 حرکت کی طرح نکاس پانی کا اوس سے ہوتا ہے چٹہ پانی ٹھکڑا ایک جوش کے اندر جمع ہوتا ہے ماہ دسمبر و جنوری  
 فروری میں اسکا پانی اتقدیر گرم ہوجاتا ہے کہ ہاتھ بھی اوس میں ڈالنا کر آنا کر اور موسم میں پانی اسکا  
 سرد و خوشگوار ہوتا ہے اصل میں یہ چٹہ گرم پانی کا ہے اور سرد ہوجانا اسکا اسو اسطری کہ گرمیوں میں جبر  
 پانی برف کا ہمن آتا ہے وہ اسکو سرد کر دیتا ہے اور سردیوں میں جو برف کا پگھلنا سو قوف ہوجاتا ہے تو  
 چٹہ کا پانی اپنی اصل حالت کو موجب گرم ہوجاتا ہے اس چٹہ کو بند بھت متبرک سمجھتی ہیں اور غسل کر کے آ کر ہمن  
**شویان** بھی ایک قصبہ سری نگر سے نوکے طرف میں کوس کے فاصلہ پر آباد ہے سر زمین اسکی نہایت سیراب  
 و سرسبز ہے اتقدیر سیوی و ہول و حیات اسکا کے سری نگر میں ملتی ہیں اور میدان بھی وسیع و آباد ہے  
 طرح طرح کے میوے پائے انکو وغیرہ کی بھان پیدا ملتی ہے اسکی تمام ہری بل نام بھان سے چار کوکر  
 پر وہ سندون کا بھت کھانہ ہے ایک لٹ مان بھاڑ کے نیچے بنا ہوا ہے اور بھاڑ کی بلندی سے پانی

کتاب اسلام آباد کشمیر کے پھاڑ میں مجھے شہر شمال کے طرف دریائے جہلم کے آباد یہ مقام  
 پر دریا جہلم نہایت غمیق و چار اہو کر چلتا ہے عرض دریا کا بھیاں اسی گرت سے کم حصین ہوتا لکڑیوں کا ٹکڑا  
 بادشاہی وقت کا بنا ہوا بھیاں موجود ہے بڑی بڑے لمبی لکڑیاں دیو دار کے اوٹھن لگی ہیں مجھے شہر کو دور  
 لمبی اور پست ٹیلوں کے اندر رہتا ہوں اور انھیں ٹیلوں کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ آتا ہے نال نام  
 شکل شاٹ جاری ہے جس میں ہر مانی نہایت افراط کے ساتھ نکلتا ہے اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف و  
 ہے مگر گندہک کی بو اس کی آتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بھیاڑ کے نیچے گندہک کی کان منور  
 مچھلیاں اس چشمہ میں بہتا رہیں منہ و ن کا اعتقاد ہے کہ مجھے چشمہ بن جی نے پیدا کیا اور مچھلیاں اس چشمہ کے  
 کبریٰ حصین سے بلکہ ان مچھلیوں کو نہایت پاک و تبرک دلائیے پرستش تصور کرتی ہیں شہر اسلام آباد کی  
 عمارت پختہ و بازار کشادہ خوشنما ہے آثار و مملکت و لہجہ و قبت کے سوداگر بھیاں مال لاکر جمع کرتے ہیں  
 اور پھر منہ و ستان نہراہ و شاہ واد و دیر جات کو لیجاتے ہیں شہر کے شمال بھیاں چھتری ہیں تین سو کا رختا  
 شاہ باقی کے بھیاں جاری ہیں قسم قسم کی چٹان اور لچا فون کے اربے بھیاں رنگ و جلنے ہیں انگریزوں کو  
 و جوہر درنگ سفید کثیر بھیاں بہت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بھی شہر کے نام پر نام تھا ناگ تھا  
 مگر اسلامیہ سلطنت کی وقت اسلام آباد کے نام سے سو سو ہو **امریطضرا** یا **وینجا** کے شمالی پھاڑ میں مجھے  
 ایک قصبہ اور مقام ہے کہ جہاں دریائے کشن گنگ جہلم سے اگر شمال ہوتا ہے آباد ہے مجھے شہر بڑا مشہور شہر ہے  
 اور اگر کوئی غنیمت بارہ مولہ کے درہ کے راستے کشمیر میں داخل ہونا چاہے تو مجھے شہر و سکو و اسطی نہایت روک  
 کا مقام ہے اس جگہ دو نو دریاؤں یعنی کشن گنگ و جہلم پر شاہ گذرہ قائم ہیں اور نگاہ عالمگیر بادشاہ فر  
 بھیاں ایک مستحکم بنانا اور فوج مامور کی یہ وقت سلطنت کا بلبل افغان کے عطا محمد خان ناظم کشمیر نے اس قلعہ کے  
 اندر اور عمارتیں بنائیں اور ماں بنایا اور **دریا کشن گنگ** مجھے دریا اپنی منہ کر شہر کو ہلکی  
 ہر مکہ گنگ کے شرق کو جو شمال مشرقی حد کشمیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہے اور مقام پر جگہ جگہ کے چشمے اور  
 ندیاں اپنی اپنی موقع پر اس کے شامل ہوتی جاتی ہیں جگہ جگہ میں ایک بڑا دریا بناتا ہے جسے اپنی چشمہ سے  
 ایک سو میں میل کا راستہ طر کر کہ مقام مظفر آباد کوہ کر میں دریا وری کے راستے اگر دریائے جہلم میں اپنا  
 شمول کے مقام پر ترقی و تندی و پراپی اس دریا کی جہلم سے کہہ ہی کم ہوتی ہے بھلی مقام شمول  
 ان دو نو دریاؤں کے لکڑی کا بل بنیاد ہوا تھا مگر اب خراب ہو کر آؤڑنے کے لائق نہیں رہا اس لیے تیر  
 کشنوں کے کنارے رہتی ہے وہ مجھے قصبہ اس طرح کہ جو ملک سے کشمیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستے  
 جاتی ہے آباد ہے نہایت شک کے وقت ہر گنگہ لوہ فی بھیاں اگر حملہ کیا اور اس پر جی کے ساتھ قتل و غارت

کی کہ تمام قصبہ اُتر گیا رہی واسے بھان کے کچھ تو قتل ہوئی اور کچھ گھر چور کر بھاگ گئے اب بھر کچھ آبادی  
 کی صورت نمایاں ہوئی ہے اس موضع کے نام سے بھان کا درہ بھی درہ دب کہلاتا ہے جس کا راستہ دریائے جہلم و  
 کشن گنگ کے کنارے چلا جاتا ہے فائس نل کشمیر کے ملک میں ایک خوبصورت و خوشنما جہلم  
 شمال کپور و دریائے جہلم کے واقع ہے بانی اس کا گنگ دریا جہلم میں پڑتا ہے گردنواح کی زمین نہایت  
 سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت و سبزہ و پھول و سہیں پیدا ہوتے ہیں اس جہلم کے شمالی کنارے کے اوپر  
 نور جان بگم شاہ جہانگیر کے ملک نے ایک محل سیرگاہ بنا یا تھا جو اب سمار ہو گیا ہے کھنڈر اور سکڑا ہوا ہے۔  
 مٹن کشمیر کے ملک میں اس نام کا ایک چھاڑ ہے جو اسلام آباد سے تھیلو کی مشرق کی طرف کے گھاٹیوں  
 تک جاتا ہے اس چھاڑ کے مغربی سمت کو انجام کے ٹیلوں کے اندر قدیمی عمارت کے کھنڈرات موجود ہیں  
 جبکہ دیکھنے سے ایک عبرت و حیرت حاصل ہوتی ہے کہ آیا ایسی عمدہ و سنجیدہ و سنگین عمارتیں کسی مہاجر کے زمانہ  
 میں بنی ہو سکتی ہیں ایک بڑا مندر ہندوؤں کے رشتہ گاہ کا بھی بنا ہوا ہے جسکی عمارت بھی اسی قدیمی عمارتوں میں  
 سے شمار کی جاتی ہے وہاں ہندو جا کر شب لنگ کی پرستش کرتے ہیں سیامان فرنگ فراتو ہیں کہ کچھ پڑا  
 مندر اور اس زمانہ کے عقرب بنا گیا ہے کہ جب برہمنی مذہب الون نے غلبہ پا کر مذہب الون کو ہٹا کر  
 سے نکال دیا تھا و مٹن تو کشمیر کے ملک میں یہ ایک گواہ ہے کہ کھنڈر اس کے اندر واقع ہوئے ہیں  
 انگریزی زمانے میں کہ اول یہ تھیں کشمیر کے ملک دار السلطنت تھا آبادی اسکی دریائے جہلم کے بعض کناروں  
 اوس ٹرک پر جو سری نگر سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگر سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہے اسٹیشن  
 کے پرانی تواریخ کے بموجب یہ گواہ ہے کہ یہ تھیں سولہ ہزار عیسوی میں اونٹنی و درم راجہ کشمیر نے بنایا اور آباد کیا  
 اور اپنے نام پر اسکا نام اونٹنی پور رکھا اور پڑے عمارات عایشان بنا کر اپنی سکونت بھی یہاں  
 اختیار کی عمارت اور کھنڈرات اسکو تخت پرانی مٹن کے عمارت سے مشابہت تھیں کہ تو ہیں جو کہ بھان پڑا  
 تھا تھا سلطان سکندر نے شکر نے تمام مندر گرا دیے اور شخصہ الون جو حبلا سلام قبول کیا تو انکو بھی مٹا دیا  
 کہ کہ مکانات گرا دیے کھنڈرات کے اندر ایک مندر و لکھا داتی دیوی کا مری یعنی اوسکو و مٹا داتی  
 دیوی کہ تو ہیں اوسکی پرستش ہوئی ہے **شاہ آباد** یہ قصبہ کشمیر میں اگر شاہ بادشاہ فی آباد کیا  
 شاہ جہانگیر و شاہ جہان عالمگیر بھی جب کشمیر میں آئے تو بھان ہی آکر ٹھہرے اوسوقت آبادی اسکی بڑی  
 اب میں تھی شاہی مکانات لکھا و پڑ کی تیار ہی کے بھان تعمیر ہوئے تھے سلطنت اسلام کے اخیر تک تھے  
 سانچہ آباد و لکھا و پڑ کی تھی شکر نے کشمیر پر حملہ کیا تو سکون نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا عمارت گرا دی  
 اب مٹن ہی آبادی اب بھی ہے یہ قصبہ ایک تنگ و لمبا چھاڑ کے گھاٹی کے اندر رہتا ہے اسکو جنوب مغرب

پیر خیال دورہ باخمال شمال شرق کو کشمیر کے چھاڑ کے سرسبز قطار میں بھت سی سیلون تک پہلی ہوئی نظر آتے ہیں  
 رنگ کا پھاڑ اس علاقہ کے درمیان ہے اس پھاڑ کی گھاٹی بعض مقامات پر ایک ہزار گز سے زیادہ چوڑی ہے  
 سندھ میں ندی اسی پھاڑ کے اندر سے نکلتی ہے اور بھت سی چشموں کے پانی جو اس پھاڑ میں جاری ہیں ایک تارو  
 ہوتی ہے نہایت عمدہ لوہے اور تانبے کی کان بھی اسی گھاٹی کے اندر موجود ہے یہ علاقہ سیوہ دار درختوں  
 اور گلزار و سرسبزی سے بھرپور ہے یہ وہ اس پھاڑ کے لذت میں کشمیر کے کل سیون سے زیادہ ہوتی ہیں اس قصہ پر  
 پنجتہ بنو اور پھر بار بار ہوا ہی روی غلہ اور کپڑے اور شہد کی تجارت بھت ہوتی ہے پھلوں کا یہ قصبہ بڑا طاقت  
 مکان کشمیر کے ساتوں سیون کے سکونت کی نگاہ جو ساتوں درون کے محافظ و باگروار تھے اور جن میں  
 کے پاس خاص شاہ آباد کی جاگیر تھی وہ درہ باخمال کا محافظ تھا اور پڑی آدنی اس جاگیر کی او سکومتی تھی  
 سکون کے وقت تک جاگیر اسکی بجال رہی جب سکون گئی تو گویا اون پر آفت آئی جاگیر میں ضبط ہوئی مال لٹ گیا  
 لکڑے کے محتاج ہو گئے اب اونکی اولاد اور کشکاروں کی طرح زراعت کرتی ہے بلندی شاہ آباد کی سمندر  
 کے سطح سے پانچ ہزار چھ سو فٹ ہے اور پرانے عمارات کے کھنڈرات بھت پڑی ہیں شاہ پور کا ایک  
 قصبہ کشمیر کے ملک میں دریائے جہلم کے بائیں کنارے سے بفاصلہ آٹھ میل اور شہر سری نگر سے تیراویں  
 میل آباد ہے جہاں وہ قصبہ کشمیر کے ملک میں نو اسی میل مغرب کے طرف سری نگر سے اور چار  
 میل نسبت شمال و شمال شرق را و لیندی کے آباد ہے ملٹن کشمیر میں یہ ایک گونہ سری نگر سے پچیس  
 شمال مغرب کو آباد ہے مسلمانوں کے سلطنت سے پہلے یہ بڑا آباد شہر تھا اسکو پرانے عمارتوں کے کھنڈرات  
 ملٹن کی عمارات کے طرح موجود ہیں ہندوؤں کے عبادت گاہیں بھیاں بھت ہیں اب بھی جاہری لوگ وہاں  
 جا کر پرستش کرتے ہیں سو گھاٹم یہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں دریائے جہلم کے بائیں کنارے شہر  
 سری نگر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستیس میل آباد ہے ہر ملک یہ ایک بلند چوٹی پھاڑ کی کشمیر کے شمالی چھاڑ  
 کے اندر ہے اسکی بلندی کے اندر ایک چھل بنام گنگہ مل کے مشور ہے جو ہندوؤں کا شریترہ کہلاتا ہے  
 سمندر کی سطح سے یہ چوٹی تیرہ ہزار فٹ بلند شمار ہوتی ہے گنگہ مل یہ ایک چھل ہندوؤں کے شریترہ  
 کشمیر کے ملک ہر ملک کے پھاڑ کے اندر دیکھ لیں چوڑی اور تین میل لمبی ہے جاہری لوگ بھیاں غل کے واسطے  
 بھت جاتی ہیں بلکہ ہندوؤں کشمیر کے ملک میں مرتے ہیں اونکی جلی ہوئی مٹدیاں اس چھل میں بہتی  
 جاتی ہیں اور ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ بھیاں مردہ کے پڑتیاں ڈالنے سے مردہ کی نجات ہوتی ہے اور غل  
 بھیاں کا مردہ اور لگلا کے برابر ثواب کٹا ہے بلکہ یہ بھی کہتی ہیں کہ لگلائی کے پانی سے زمین کے روے  
 کے نیچے سے اگر بھیاں ظہور کیا ہے اور شب ہمارا دیوتا بھر شہر کر بھیاں عبادت کرتے رہے تو کشمیر تل

یہ ایک عباد گناہ ہندوؤں کی کوہ کشمیر میں معد ایک ٹالاب کے اوس شرک پر جو سری نگر سی امر ناتھ کو کہا  
ہے واقعہ ہر اصل میں یہ ایک ٹکڑا بھاڑ کا دریامو لدر کے پاس ہے اور قدرتی شکل اوسکی بطور ماتھی کے  
بنی ہوئی ہے اور اسکو منہ دلوگ کشیش کاروب تصور کر کر پوجتے ہیں بڑا گروہ جاتریوں کا وہاں رہتا ہے  
جاتری امر ناتھ کے درشن کو جاتے ہیں بھان بھی ٹھکر کر رہتے ہیں اگر زرخیز تارخون میں لکھنا کہ  
کہ وہ شکل ماتھی منستی بنی ہوئی ہے قدرتی نہیں ہے بلکہ جذبان شبابت اوسکی بھی ماتھی کے شبہ سے مطاق نہیں  
ہے اور وہاں کوئی ماتھی پتھر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پوجا رہی دیکھنے اپنے علم کے  
ماری بھاڑی بر جڑہ کر جاتریوں کو دکھلاتے ہیں کہ یہ کشیش کا سردار ہے آنکھیں اور یہ ناک اور یہ پاؤں  
کستال یہ ایک بلند گھاٹی بھاڑ کی کشمیر کے شمال مشرقی بھاڑ میں اوس مقام پر واقع ہے جسکو درہ غلتر  
یا بلستان کہتے ہیں اور اوس درہ کے اندر ہی شرک کشمیر سے لداخ و تبت خور کے طرف جاتی ہے کوہ  
کستال دریا میوند اور جیل کے درمیان واقع ہے اور دریا اس سے نکلکے پتیاں جسکے شمال کی طرف دریا میوند اور  
جنوب کو دریا جیل مندی کستال کی سمت کے سطح سے دس ہزار بانوفٹ کے ہر اسکو درہ شر جلد و جیل  
کشمیر کے ملک کے درمیان کہ کستال میں واقع ہے اسکی شمالی گھاٹی کے طرف دریا سے اس پتیاں جسکا  
لداخ کے ملک میں تخمیر ہو گا بلندی اسکی سمت کے سطح سے دس ہزار بانوفٹ کے ہر اسکو درہ شر جلد و جیل  
و کستال بھی کہتے ہیں **ٹالاب** لریہ ایک بڑی ہیل کشمیر کے ملک میں سری نگر سے براہ خشکی تیرہ  
کوس اور براہ دریا جینتس کوس پر گنہ کو بھامہ میں واقع ہے یہ جیل اکیس میل یعنی شرق سو غر کے اور نوسل  
جو بڑی شمال سے جنوب کو ہر اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لائق دید ہے دریا جیل شہر سے نکلکے شرق کو جاتا  
اور اس جیل کے غربی شمالی گوشہ سے اوسمیں داخل ہوتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ پانی اوسکا کدھر گیا پھر  
دوسری طرف سے اور سیدھ چوڑا ہو کر یہ دریا نکل جاتا ہے کھوکھل ہول اور سنگاڑ سے اسمیں بے حساب تری ہیں  
اور پندرہ دن دریا ہی جانور مرغابی و مچھلی وغیرہ اسمیں بہتے پھرتے ہیں سابق طول و عرض اس جیل کا بہت  
تھا اب کم رہ گیا ہے اس باعث ہے کہ جب دریا جیل میں طغیانی ہوتی ہے تو غلو میلا و کوڑا اور جنگل کا گٹھا اس  
ہو جس بھکر اس جیل میں جا بڑتا ہے اور اوس میں رہتا ہے اور وہی کوڑا کناروں پر لگ کر زمین کے ساتھ لگا  
ہو اس طرح زمین خشک بڑھتی چلی جاتی ہے اور سلطان زمین اعبادین نے جو عمارت اسکو اندر بنائی تھی وہ اب  
خشکی میں آگئی ہے عرض اب بھی اس بڑی جیل کوئی کشمیر کے ملک میں نہیں ہے برسات کے موسم اور برف  
ہلکنے کے وقت اس میں طغیانی ہوتی ہے اور پندرہ دن کے اور پھر پانی کا سیلاب اگر اس میں داخل ہوتا ہے  
ہندسی پور یا سندر پور یہ قبضہ کشمیر کے ملک میں اوس شرک پر واقع ہے جو سری نگر سی اسکو



کوجاتی ہے اس قبضہ کو پائس دن بھار دن کی قطار ہی جنگو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہے اسکو پائس  
 دو طرحی ندیاں جاری ہیں جو بھیان سے ملکر دلو کے جبل میں جا پڑتی ہیں دلو کا پانی پھلو اس قبضہ تک تھا  
 ایک میل دور ہی عمارت اس قبضہ کی سنگین اکثر تھرون کی بنی ہوئی ہے اور رہنرو والی کشمیری دہشتی بولی مختلط  
 بولتی ہیں **کارگل** کشمیر کے ملک میں ہے ایک قبضہ دریای دراس کے دینو کنار ہی فاصلہ دو میل اور  
 سری نگر سے سمت شمال مشرق اسی میل آبادی عمارت قبضہ کی سخت اور بار دلق اور مازار آبادی +  
**درہ** اس کے لہر کشمیر کے ملک میں ہے ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحدی بھار کے جنوب کے حصے  
 نکلتا ہے چند ایک سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فٹ بلند ہے چونکہ اول یہ دریائی بلندی سے بنی کو بھیا  
 آتا ہے اسلئے تیزی و تندی بہت ہوتی ہے مگر جب میدان میں پہنچ جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار  
 اور آہستگی سے چلتا ہے پانی اسکا میدان میں میلاد رکھ دینا سخت ہوتا ہے پھر بعد بل کرنے مسافت نیا تیل  
 کے چشمہ کے مقام سے اسلام آباد کے باخیم میل پنچو دریاں جہلم کے ساتھ مل جاتا ہے ابتدا اسی انتہا تک  
 شمال مشرق سے جنوب مغرب کو **فونگ** قبضہ درہ کشمیر کے ملک کے شرقی و سرحدی بھار میں ہے  
 جو ملک کشمیر اور کوہ مردوز دن کے حد فاصل شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فٹ ہے اور  
 سو اسی اسکے اور جو قطار میں بھار دن کے کشمیر کے چاروں طرف میں اسکی شکل و شایستہ سو متحدہ ہے  
 کیے ساتھ جھین منی غشی و **اڑمی** یہ ایک بلنقطار بھار کے کشمیر میں شمال مشرق گیاٹون کے  
 اندر پہلٹی ہے اسیر ایک درہ ہے جسکو درہ بند پور کہتے ہیں جو کشمیر کے حدس و قبت کے ملک کو جاتا ہے اس بھار  
 کے اندر ایک چشمہ اُلتی ہوئے گرم پانی کا جاری ہے بلندی اسکی گیارہ ہزار فٹ اسلئے تازہ و کھنڈہ میں  
 اسکے متصل ایک در بھار بگ پربت نام ہے وہ اس سے بھی بلندی **پاشچ کشمیر** کے ملک میں ہے  
 مندر درہ اور مندر دن کی عبادت کا مقام ہے بھیان اگر ہندویشن کی پرستش کرتے ہیں اسکو پائس ہی  
 عمارتوں کے گنڈرات محبت میں جنگو مسلمان بادشاہوں نے گرا دیا تھا اب بھی جو بقیہ اس عمارت کا جو  
 ہے اسکو دیکھنے سے محل حیران ہوتی ہے کہ بننے والوں نے اسکو کس منصوبی اور زیبا پیش سے بنوایا تھا  
 یہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **صفا** اس کشمیر میں ہے ایک جہم یا ساقبہ کوہ  
 کشمیر کے جنوب مشرقی انجم میں آبادی اس مقام پر ایک لوی کی کان پر گر لوہا دانے کم نکلا جاتا ہے اور  
 اون لوہے کے کانوں سے جو علاقہ باجوڑ و چنی نا میں ہیں لوہا اس کان کا ادنی قسم کا ہے یا مندر درہ  
 کشمیر میں ہے ایک ہی مندر اور مندر دن کی پرستش کا مکان شہر سری نگر سے سمت جنوب مشرق فاصلہ  
 چار میل یا پائس عمارت اسکی خوبصورت کم قد کی محراب اس پر گویا پرانے مندر دن کے عمارت میں سے بھی

ایک پرانی لاجون کی تعمیر یادگار ہے جس کا قبیلہ گنداپی تھا۔ گنداپی جہاں طرف چار دروازے مخرامی ہیں اور کل عمارت بیسٹ مربع دروازوں پر اور دیواروں کے اور بہتر اور لکڑی کے اندر صنایعان چاکہ بیسٹ اچھی چکی رگڑی کے تیل بونیٹر اور نقاشی کا کام کیا ہوا ہے۔ یہ مندر ایک تالاب کے وسط میں تختہ بنا ہوا ہے اور تالاب بیسٹہ پانچ تباہی جاتی ہے لوگ پانی میں تیر کر دیاں جا اور بیا کرتے ہیں کہ اوس مندر کے اندر کسی دیو تھی تو یا کانت یا تصور نہیں کہ کسی صرف مکان ہی پر دشمن ہو تو یہاں مورخان انگریز فرما رہے ہیں کہ یہ عمارت اوس وقت کی بنی ہوئی ہے کہ جب اسلامک میں بدنام مذہب پہلا ہوا تھا اور ہونے لگی تھی یہاں سے یہاں سے عمارت بنوائی ہوگی جو اب تک باقی ہے اگر سندھوں کے مذہب کو اس کے باقی ہو تو تو یہاں ضرور کسی نہ کسی دیوی دیوتے کی تصویر ہوتی اور در صورت ہونے تصور کے کہی یہاں بادشاہوں کے ماتھے سے یہ نہ تھا اس مندر کے اندر کچھ لکھا ہوا نہیں ہے صرف مکان کے اندر چیت کے قریب ایک کنول کے پھول کی شکل بنی ہوئی ہے

**گجرات** و **بھیم** یہ دو علاقے علیحدہ علیحدہ کشمیر کے ملک سے خاص جنوب سمت کو دریائے جلم کے دونوں کناروں کے اوپر واقع ہیں سرترے کنارے پر تو گجرات اور غری پر بھیم آباد ہیں دونوں قومیں گجرات و بھیم انہیں سکونت پذیر ہیں علاقہ بھیم اچھا اور زمین اسکی سیراب ہو کر رعایا بخت مغلس و خراب ہو سکھوں کی عمارتیں سبھی جیہ علاقہ بھیم آباد تھے تمام زمینوں والے خوش و دلشاد تھے پر ہری سنگہ نلوہ نے رنجیت سنگہ کے حکم سے علاقہ قون میں جا کر رعایا کو ایسا لوٹا کہ انکو کہانے کو ٹکڑا اور زمین کو کٹ کر انہیں چوڑا سکھوں کے حکم سے تمام لوگ اپنی آبادیاں اور گھر چوڑ کر بھاگ گئے اب اگر کچھ صورت آبادی کی نمودار ہے مگر رعایا اوس طرح مغلس و نادار ہے۔

## تیسری تقسیم ملک ثبت لداخ و گلگت و کشوار وغیرہ کی احوال

یہ ملک سب ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ نام اور الگ الگ علاقے ہوتے ہیں حال کی عمارتیں سبھی ریاستیں اور حکومتیں انکی بھی جدا جدا تھیں اب ایک حکومت جو کہ رئیس کی تھان میں ہے جو کہ مولف کو اس حکومت کے محلہ حال بھی لکھنا منظور ہے اس واسطے ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا

**زابلستان** اس علاقہ کو بلتستان و ملتستان و ملت غور بھی کہتے ہیں اسکی شمال کی طرف چینی تار ہے اور دونوں کے درمیان کوہ زرنار و کار کورم کوہ مند و کش حد فاصل لگاتار ہے جو شمالی حد سے شروع ہو کر شرق تک پہنچتا ہے شرق کے سمت اسکو لداخ و ملت کلان کا علاقہ ہے جنوب کے سمت کوہ دیو ات سود و پانہ چکل جو کشمیر کے ملک اور اس میں حد سے مغرب کی طرف ملک گلگت و اباسین ہے اسطورہ واقعہ ہر کل علاقہ اوس میں لگاتار ہے سات میل چوڑا ہے یہ ملک کشمیر کے ملک کے شمال شرق کی طرف ہے رہنوی والی اسکو عموم سپاہی سخت کوثر نے رحم جنگجو میں اسطورہ حاکم حیا لکھا ہے انہیں کہتا تھا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کریتا تھا پانہ

بھان کی گندم چسور شالی ہی بیوہ مہی قسم قسم کے زرد آلو و خربوزہ و انگور وغیرہ پیدا ہوتی ہیں مگر انگور کی پتلا  
 کم ہوتی ہے سیسہ کی کان اور بلور کی اس بھار میں ہو جو دریائے سندھ کے کنارے سے اکثر سونا بھی نکلتا ہے۔  
**اسکر د** و عید ایک مشہور شہر ملک ابلستان یعنی بنت خور دکا دار السلطنت و دار الخلافت ہے آبادی  
 اسکی بھار کے اندر عین میدان میں اقم ہے جو اس بھار کے کل میدان سے اونچا و بلند ہے متصل شہر کے ایک قلعہ  
 نہایت مضبوط و قدیمی شہر کے عمارت کا بنا ہوا ہے اس قلعہ کے نیچے دریائے سندھ و دریائے شیکر ایکسین ملتے ہیں  
 اور قلعہ بائیں کنارے دریائے سندھ کے ہے قلعہ کے نیچے دریائے سندھ کی جو ران ڈنڈہ سوگر کے ہے تیزی رفتار کی  
 اور عمق بھی تدرجہ غایت ہے قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین ہوا ہے مغربی سمت کے اور طرف ڈھلوان ہے آبادی  
 سوائے اس قلعہ کے ایک و قلعہ بھی جگہ ان اسکر د و کا بنوایا ہوا ایک سوگر کے قدرتی چوڑے کے اوپر دریائے  
 متصل ہے عمارت اسکی تہرا اور لکڑی و دو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات و حفاظت گاہیں  
 و عالیشان محل ہیں ہوتے ہیں انکو دریا میں بہنے کے دریائے شیکر خوب ہوتی ہے اسکر د کے بھار کی چوٹی پر  
 شکل کا ایک قدرتی میدان ہے اور سپر اگر تھوڑی سے آدمی چڑھ سہیں تو نیچے والوں کے ہمراہ جاسکتے ہیں  
 فتح ہوتو بھی وہ افسانہ مقابلہ جھین کر سکتے ہیں جگہ ان اسکر د و اس میدان میں بہت سوگر گول گول شہر و مان جمے کر اکثر  
 تھے موقت ضرورت اس بلند ہی ہے وہ بہتر وہ دشمن پر مارین اسکر د و کا قلعہ بہت بلند ہے ہوا ہے سمت مغرب کے  
 اور کسی سمت سے آدمی و سپہن باخین نہ لگا بلکہ مغرب کے طرف بھی دوسو فٹ بلند ہوا ہے مضبوط و نہایت اونچا و  
 برجون کے بنی ہوئی ہے اس قلعہ کے اوپر کے حصہ میں بانی جھین ہے مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری ہے  
 ہے جسکا پانی قلعہ میں لے سکتے ہیں خاص اسکر د و میں سوگر و ان کے آبادی ہے بلکہ علاقہ اسکا نہایت سرسبز و قدیم  
 ہے بیوہ ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہیں اس بھار کی بنیاد میں دریائے شیکر بہتا ہے اسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہے  
 قلعہ کے پاس کھڑی ہو کر ٹہری ٹہری بلند چوٹیاں بہت کے بھار و ان کے نظر آتے ہیں شہر اسکر د و کا و جہتیں  
 وہیں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جانا غزم کر کر بھان آیا تو سنا کہ علاقہ کو تھلی  
 شک یا متکا راستہ جو کہ بائیں یا رفتہ اور علاقہ چین کے ہی بسبب چلے جانے ہونے کے سندھ نہ چلا گیا اور سکندر  
 اور وقت تک راستہ صاف نہ ہو بھان ٹھہرا کر اسکی وستی بھان شہر کے عید قدیمی قلعہ بنوایا اور فضولی سیلاب  
 اسانہ بہت سی اسنی لشکر کے جو صغیف یا لڑکے تھے اور ستی بھان ہی جوڑا اور خود بھار کے موسم میں چین کو چلا گیا  
 میں جو لوگ سکندر کی فوج کو بھان میں لے گئے انہوں نے اسکو کیوں اسطرح عید عید آباد کیا اور اسکر د و نام کیا  
 اور بسبب گذر سکندر ان برسوں کے اسکر د و نام رکھنے لگے اسکر د و شہر ہو گیا چھ بات اگر حقیقت میں  
 ہے اور قلعہ سی حوض سی بھی لکھتے ہیں کہ اسکر د و چین تک پہنچا اور چین کو فتح کیا مگر اگر تیزی تاریخ والوں کے

نزدیک یہ بات غلط ہو وہ کہتے ہیں کہ ہسکند اعظم نے تھین کے طرف گیا اور نہ فتح کیا بلکہ ہندوستان کی فتح بھی اس کے نصیب  
 نہیں ہوئی صرف پنجاب کی فتح کر کے تسلیم ہو گیا اور فوج کے انکسار کے سبب ملتان کے راستے واپس چلا گیا ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے  
 کہ پہلی اس شخص کا نام ساگر دھنی و دریا تھا اور پھر نام ہو سطر رکھا گیا تھا کہ جہاں ہندو شیکر و دریا آتے ہیں پھر یہاں اب  
 وہ نام ساگر و دیگر کر اسکر و دیوگیاں تھیں یہی روایت ہے کہ پہلا اسکا نام ساگر خود تھا اس کے معنی دریا بھی چھڑا ہے کہ تھیکہ  
 دریا کو ساگر اور خود کو بھارت کی چوٹی کہتے ہیں اب وہ نام بکر کر اسکر و مشہور ہو گیا یہی گراب بھی بعض لوگ وٹان کی اسکو  
 ساگر خود کو نام سے لکھتے ہیں یہی میدان اسکر و کا سمندر کے سطح سے چار ہزار تین سو فٹ بلند ہے اور چوٹی اسکی پہاڑ کی ساکن  
 و سو فٹ بلند ہے سطح سے بلند ہے کہتے ہیں۔ تو اس طرح ثبت خور و رنجیت سنگ کی علحدگی ہو  
 چکر نکال کے حاکم اسلامک راجہ احمد خان تھا اسکو چار بیٹے ہوئے شاہ مراد شاہ سلطان علیشاہ شیر شاہ احمد خان  
 نے انہیں صحت حیات میں ملک عاز و ن شہون کو تقسیم کر دیا اور شاہ مراد کو خاص اسکر و کا حاکم بنایا شاہ مراد  
 کو بعد اسکا بیاد فتح خان پھر ظفر خان پھر علی شیر خان حاکم ہوئے پھر علی خیر کا بیٹا راجہ احمد خان حاکم ہوا  
 شخص اعلیٰ جو صلہ تھا اس سب کو تسلیم کر لیا اور انگریزوں سے بھی راہ و رسم و دستی کی شروع کی جیسا کہ  
 وید صاحب چغت زبدت بھادر نے اسکی سفارش دربار لاہور میں کی اور کہا کہ راجہ گلاب سنگ کی اسکی ریت  
 مانترام خوبت بخت سنگ فوت ہوا تو گلاب سنگ نے اس علاقہ کے لیے کو یہی سطر فوج مانور کی تھوڑی سی لڑائی  
 بعد راجہ احمد خان باخود ہو گیا اور راجہ احمد شاہ جو باکے بر خلاف وفاق تھا جہاں کا حاکم بنا اور چالیس ہزار  
 روپیہ لائے دیا کہ اسکی راجہ گلاب سنگ سے وٹان کی حکومت پائی مگر اس قدر روپیہ اس کے اور انہوں کا اسکو  
 راجہ کی ضرورت نہ ہو اور ایک در کوہستانی حاکم حکم و زیر و زور اور سنگ کے قرار پایا اس وقت احمد شاہ دلاور  
 کے لوگوں پر جنوں کے حاکم کی طرف سے ہم ہو رہی تھی جاہلا اور بعد قتل ہو جانے و زیر و زور اور سنگ کے دوبارہ یہ  
 وہ قابض ہوا تھوڑی مدت کے بعد جنوں کی فوج پھر اسکر و کے فتح کو مانور ہوئی اور عند القابلہ راجہ احمد شاہ  
 بحالت تباہ و گرفتار ہو کر جنوں پہنچا گیا اس وقت ورنہ یہ ملک جنوں کی ریاست کے ماتحت ہی اور راجہ گلاب سنگ  
 نے پرامن قلعہ اگر بنا قلعہ اور اپنی طور کا بنوایا یہی لہ اخ اسلامک کو وسط ثبت اور اسکو گردنواج کو  
 قبت کلان کہتے ہیں میں اسکی نامہوار اور بھارتی ہی اگر اوہیں سے انگریزوں کے تحت کو علاقہ تھیں لاہور  
 انکا لہین تو یہ ملک پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے ایک تارہ دوسرا لہ اخ تیسرا زنگار چوتھا کو  
 پانچواں جو پاک سورا داس اسکے شمالی اضلاع کے جنوبی سرحد چینی تار و ترکستان و تھین کے ساتھ ملتی ہے  
 شمالی سرحد میں بھی وھی چینی علاقہ تھین کا و علاقہ جانتھان و رد و کاہ اسلام تعلقہ تھین میں خوب  
 تھیں غیرہ جو تھین میں لاہور و چنہ و کشاور ہر غرب میں ملک کشیر و بلتستان یعنی تھین خور و دھیر

اسکا جتنی اچھٹیں میل مربع ہر اس میں دریائے سندھ جنوب شرق میں شمال غرب کو بہتا ہے اور کیوں مختصر تاریخ  
 فیصلہ کا کریم کے بھارت کو رہے وستی و زنگار کے چین میں ہر کرد و نو علاقوں کو انہیں سو جدا کرتا ہے جو  
 اس ملک کے بھارتوں کے اس قدر اونچے ہیں کہ روسی زمین پر کسی اور بھارت کی زمین اب دہوا اس ملک کی سرحد  
 خشک و دلاکڑ کے قریب آدمی انہیں آباد ہے صورت و شہادت اس ملک کو لوگوں کی کشمیریوں سے اکثر  
 مشابہت رکھتی ہے عورتیں بھان کی خوبصورت سرخ رنگ آہو چشم روشن چہرہ نیک خلق مہربان و سخاوت  
 پر خوف ہیں مگر پوشش چرکین میلی رکھتی ہیں مردوں کا حسن خندان لائق تعریف زمین پر شراب پی کر عورت  
 مرد کو شوق بہ کمنہ و زریں تو سو مہین بھر رسم ہے کہ ایک عورت کو چند خاندانوں میں مگر اشرف و دولت مند  
 عار سمجھتی ہیں بڑی بڑی بھان بڑی غرت و قدر ہے وہی اپنی باب کی کل جاہد کا مالک ہوتا ہے اور جو بڑی بڑی  
 اوسکے مطیع و فرمان بردار رہتی ہیں لداخون کی پوشاک اونچی ہوتی ہے غریب غریب کی پوشاک پستین کرتہ  
 کی جگہ پہنتی ہیں مالدار لوگ بنا کے کپڑے رکھتی ہیں مذہب لداخون و بتیون کا بد مذہب ہے اور لامہ  
 انکار ز دیوشاک پنتا ہے اور بڑا لامہ جسکے مرید نہراون اور لامی ہوتی ہیں سرخ پوشاک پہنکر سر چمکا  
 ٹوپی رکھتا ہے زبان بھانگی ایسی ہے کہ جہنم تہی و تاتاری و ہندی ملی ہوتی ہے سوا اور کنگو اور کوی کم  
 لوٹا و مسلمان مذہب کے لوگ بھی اگر بھان بھت ہیں مگر کثرت بد مذہب کی ہے عار یا اس ملک کا حاکم کو  
 معاملہ خاص ہے غلام و مسو کی سداش بانٹ دیتی ہے اور ہم کے وقت رامہ اپنی دعا کا جو جسم کرتا ہے اور  
 لوگوں کے پاس توڑی دار بند و قین و تیر کھان ہوتی ہیں تو اس کے ملک بہت و لداخ  
 تین سو برس کا عرصہ گزرا ہے کہ لداخ و بت کے لوگ خود مختار بنے فکری سے گزران گئے تھے اور ایک  
 با اختیار اپنی ملک کی حکومت رکھتا تھا مگر جب کشمیر میں چک کی قوم نے حکومت پائی تو انہوں نے اپنی  
 آمد و رفت اس ملک میں جاری کی اور ایک و حلون میں اس ملک کو فارت کیا چونکہ لداخ میں ایک تہذیب  
 سے رسم قائم تھی کہ ہر ایک سے اگر مالدار و دولت مند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتے تھے اور جمع ہو جاتے  
 وہ خزانہ بھت ہو گیا تھا اور نگ زیب عالمگیر کے وقت یہ ملک اس کی حکومت میں آیا اور وہ خزانہ لے گیا  
 ۳۵۰ عام میں اچھٹا گلابنگ نے حبالبازت رخت نگ کے اس ملک پرورش کی اور وزیر زور آورنگ کو  
 اس کو کشمیر کے واسطے معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بھی اپنی فوج کے مقابلہ کو بھیجے انہیں لڑائی ہو کر جو  
 کی فوج غالب ہوئی اور وہاں کا حاکم قلعہ ہوا زور آورنگ نے چاس ہزار روپیہ توفیق وصول کیا اور قلعہ  
 روپیہ سالانہ اوس پر خراج پھر آیا اور مع فوج آگے بڑھا اوس کو مافی لداخ کے حاکم نے پھر سرکشی کی اس کو  
 نے واپس کر ملک عارت اور سلطنت کو براہ کر کے اپنا تسلط حاصل کر لیا رخت نگ کے مرنے کے بعد راجہ گلابنگ نے پھر



وزیر زور آورنگ کو اسکر دو یعنی تبت خود کے تسخیر کو مامور کیا جب وہاں پہنچا تو راجہ احمد خان بمقابلہ میں آیا  
اس نے اسی میں راجہ موزل لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا اور فوج جنوں کی فوجیاب ہوئی ہنگو  
میں بھی زور آورنگ داخل ہو گیا پھر ایک برس کے بعد جنوں سے دس ہزار فوج سبر کر دی زور آورنگ متغیر  
ملک لداخ و لاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ سبر احمد خان بھی اس ہمہ میں ہمراہ تھا یہ فوج بھاڑ میں  
فتوحات کرتے ہوئی ایک مہینے کے راستہ تک آگے کو بڑھتی چلی گئی ناگاہ برف کا موسم آگیا اور سرد بھی ہو  
اور اگلے طرف کا بھی کچھ ٹھکانا نظر نہیں آتا تھا اور پھیلا دور تھا ناگاہ لاسہ فوج کو ہر فانی سے آمو جو دی ہوئی  
اور فوج وزیر کی ایک بند بھاڑ کے اوپر گھر گئی اور اسی رات ہندو سرف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی سرد  
ہوئے دشمن فوج بھاڑ پر چڑھ آئی اور نیم مردہ آدمیوں کے سر کاٹ کاٹ کر پہنکے شروع گئے آٹھ ہزار آدمی  
تو قتل ہوئے اور دو ہزار جو ان گرفتاری میں آئے غرض کہ کل فوج وہاں ہی رہی زور آورنگ بھت ہی کمزور  
ہو کر مارا گیا راجہ احمد خان پھلو صی اس فوج سے جدا ہو کر لاسیوں سے جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راشہ وزیر لگا  
وراجہ احمد شاہ لاسیوں کی فوج لیکر لداخ میں آئی اور احمد شاہ پھر اسکر دو پر تسلط ہو گیا راجہ گلاب سنگ کی فوج جو  
اسکر دو میں تھی قلعہ بند ہوئے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگ سے بہر گیا صرف دو شخص ہر کرن و جلدن راجہ  
لداخ کے پھلو کر راجہ گلاب سنگ کے خیر خواہ رہی جنہوں نے زور آورنگ کے قابل کو جنوں تک پہنچا دیا  
نے وہ قلعہ جن جنوں کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اونکی مدد کو وزیر تنو دہر سجدہ فوج جنوں سے مامور ہو کر  
اس فوج نے فوج حضور کو جا کر چوڑا کیا اور لاسیوں سے خوب لڑائی کی اس میں وزیر لگا لاسی مارا گیا آخر کار  
بعد جنگ بیکار فریقین میں صلح ہوئی اور جو قدیم سے حدت کی تھی قایم رکھ کر جنوں کی فوج واپس ہوئی  
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگ نے تبت پر چڑھائی کی اور کل ملک دسک نصرت میں آگیا اگر ن و جلدن خیر خواہ تھے  
راجہ گلاب سنگ کے وہاں کے کاردار مقرر ہوئے اور سستی رام حاکم لداخ کا فرار پایا بالیس پہنچے اس ملک کے متعلق  
امین سے برگزشتہ زمین گندک کی کان بھی اور نمک بھی نکلتا ہے اور وہاں کے برگزشتہ زمین کو بھی کی کان عہدہ  
سے بدایش اس ملک کی گندم مسور جو کال شک و گلاب سنگ کے قبضہ سے پھلو بھان ملی اور پوست بدیش  
ہو نا تھا اب دسکی بدایش بھی بھت ہی اور ادیوں بکثرت نکالی جاتی ہے شخص نے ملک لداخ یاہو تبت  
کا دارالسلطنت دو اراک نامت یہ ایک شہور و قدیمی شہر ہے اسکو شہر لداخ بھی کہتے ہیں آبادی اسکی دو پکا  
سندھ کے دسک لداخ سے زیادہ وسیل بھاڑوں کے سلسلے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچے ٹیلو  
مکے اور وہاں سے دریا سندھ کو بھان سند کوئی بھین کتا بلکہ سنگ باب بولتی ہیں شہر کے چاروں کوٹوں پر  
چار مینار ہم شکل کے بھت اونچے ہوئے ہیں انکی چوٹیاں بھاڑ کے چوٹوں کے برابر چلی گئی ہیں شہر کے

اگلی کو پختہ بازار بقاعدہ دنگ جنمیں سے یعنی چنے ہوئی اور بعض کہلے ہوئی ہیں گھریان کے کینٹریڈ و نمبر نمبر  
 بری ٹریڈ اور پختہ کے انٹون اور جوئے کے بنائی ہوئی ہیں اور بعض کے انٹون میں صرف میٹ لگائی گئی ہے جو بعض  
 کے چند عمارت نصف کئی ہوئے صفحہ چوڑی جتوں کے بھت ہی خوبصورت نظر آتی ہے جتوں کے اوپر ٹریڈ جو  
 شہر ڈالے جاتے ہیں رات کو زمین پر فرش بچا کر سونا بھان نام رسم ہے بنگلہ جادو پائی دو کو پنہ در بیک کی  
 بھان بھت ہی کم ہے راجہ کے رہنؤ کا محل بھان بڑا اونچا و عالیشان بنا ہوا ہے یہ شہر بڑا تجارت گاہ و جاوید  
 سوداگران ملک کشمیر و پنجاب و چنی تاتار وغیرہ سے ٹریڈ اعلیٰ سوداگری بھان شہم کی ہوتی ہے کہ ہزاروں  
 من جہ ہو کر سودا گردن کے پاس فروخت کیجاتی ہے بھلی آبادی اس شہر کی پانچ کوں طول اور میں کوں  
 عرض میں تھو اور بڑا بازار آتا دھانگر راجہ گلاب سنگ کے حنون کے وقت یہ شہر آج گر پانگو گھل و جہ ہزار آدمی  
 کی آبادی باقی رہی اب جہر آبادی اوسکی ترقی پر یہ یقین ہے کہ چند سال میں بھل پنی اصلی حالت پر آجگا  
 دریا کی اگر یہ جہ دریا ایک بڑا دگارد دریا سے شلیج کا ہے اور مناسب تھا کہ دریا سے شلیج کے حال کے  
 موقع پر اسکا بیان تحریر ہوتا مگر نظر اس بات کے کہ اخراج و آغاز اسکا علاقہ قبت سے یہ مفصل حال اسکا استقامت پر  
 زیب اندراج پایا اور شہر کے علاقہ میں صرف اسکو حاصل حال کے اوپر اتنا کیا گیا اس دریا کو دریا سے سستی ہے کئی  
 ہیں بہت سے موسم میں غرق و عرض و تیز رفتاری دیر آبی اسکی شلیج سے کہہ کم نہیں ہوتی اخراج اسکا شمال  
 کی طرف کے ڈھلون قطار و ن کوہ پارالاسہ علاقہ قبت کلان سے ہے و ن سے نکلک جہ دریا سے تسلیم و دریا  
 چاب کے مددگار ندیوں کے درمیان بہتا ہوا آتا ہے اپنی چشمہ کے نزدیک جہ دریا پایا ہے اور اس مقام  
 اسکو رو دیر لگلاو لے ہیں اسکو راستہ میں ہتھارند میں جو پھاڑ کے برف پہلکن سے جاری ہوتی ہیں ڈھمیں  
 اگر شامل ہوتی چلی آتی ہیں بلکہ سردیوں میں ایک ڈھیر برف کا خاص اس دریا کے سطح پر اسقدر اگر جمع ہوتا ہے  
 کہ دریا پر ایک پل بن جاتا ہے جہ دریا کو ملاحظہ ہو کر جلیا ہے اور راستہ اسکا اگر شمال مغرب سے جنوب شرق کی طرف  
 ہے پھر جب جہ اپنی چشمہ سے چپن سٹ نکار استہ طر کر لیتا ہے تو دریا سے پنیو چار سے نکلک بعد طر کرنے اڑتیں  
 میل کے اپنی چشمہ کے مقام سے یہیں آتے ہاں یہ شہر شمول کے مقام سے اٹھائیں اور اصلی چشمہ سے چورانو سٹ  
 چلک اور ایک بڑا دریا پارا نام اس میں آتا ہے اور وہ دریا سے پارا کوہ ریشو کے جنگلون کے اندر سے بہتا  
 بھان آتا ہے اس شمول کے مقام پر عرض دریا سے لے کا ہترنٹ اور دریا سے پارا چورانو میں ٹپ ہے اور  
 تیزی پارا کی استی یعنی لے سے زیادہ ہے اور غرق پارا کے اوہ مقام پر بھان تک ہے کہ دریافت کرنا اسکا  
 ایک امر غیر ممکن ہے اس شمول کے مقام سے چھ میل چلک جہ دریا شا کر کے مقام تک جو پختہ میں مقام پر یہ  
 دریا کا سمندر کے سطح سے دس ہزار چودہ فیٹ بلند ہے چونکہ اس مقام تک کل لسان اسکی ایک سے میل چشمہ سے ہے

اور چھٹا دسکاسترہ ہزار ارفٹ سمندر کے سطح سے اونچا شمار میں آتا ہے تو معلوم ہوا کہ مجھ دریافنی میل اٹھ ہزار  
 بلندی سے پستی کو آیا دریافنی بار کے شمول کے مقام سے مجھ دریافنی سمیت جنوب میں میل بلکہ دریافنی تسلیم میں  
 شامل ہو جاتا ہے اسقدر رستہ میں بھی مٹیا چھوٹے چھوٹے ندیوں اور چشموں کے بانی آسمین داخل ہو کر جاری رہے  
 ہیں اور دو تری ندیوں میں ایک بولانگ اور دوسری لباک بھی مغرب کے سمت سے اگر نہایت تیزی و تندہی سے  
 کے ساتھ آسمین داخل ہوتے ہیں ان دونوں کے ملنے سے مجھ دریافنی امواج و برآب ہو کر چلتا ہے تسلیم کے شمول کے  
 مقام پر بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو چار نوین فٹ ہے **جمیل لدان** کو ملک  
 میں مجھ ایک ٹری چیل کوہ رشو کے اوپر واقع ہے جسکے قطار میں دریافنی تسلیم اور سندھ کو درمیان میں ہوئی  
 ہیں اس مقام پر اس چیل کا نام نری بیگ بھی مشہور ہے مجھ چیل بندرہ ہزار فٹ سمندر کے سطح سے بلندی اور ہزار  
 گھری ہوئی ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پندرہ میل و عرض شرق سے غرب کو آٹھ میل ہے بانی اسکا نہایت  
 صاف نیلی رنگ کا ہے چمن کے درخت کا کہن نام بھی چمن چیل کے کنارے ہزاروں قسم کے درخت سرسبز لگا رہے دار  
 کھڑی ہیں چیل و سرخانی اور دریافنی جاوڑوں کا آسمین کچھ حد و حصار چمن ہے درہ رشو لدان کے ملک کے  
 چھاڑ میں مجھ ایک درہ ہے اسکا گرد و بری ٹری بلند چھاڑ اور زرخ میدان میں جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی  
 قسم کے نباتات ہیں اور برف کا کچھ حال ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی برف ہمیشہ بچان جی رہتی ہے اور ہوا انڈر  
 کے ساتھ چلتی ہے کہ درہ کے بلندی پر کوئی خبر پھر چمن سکتی کوہ رشو کے چٹان ٹری ٹری بلند ہیں کم سے کم بلندی  
 اوٹلی سولہ ہزار فٹ سے کم نہیں ہے آب ہوا اچھا نکلی سرد خشک در آبادی کم مگر شہر کے بکری کی سدائش بشار  
 ہے اور ہر سال محبت سی لقمہ دمان سے جمع ہو کر شہر لدان میں آتی ہے ویکر یہ ایک قصبہ لدان کے ملک میں شہر  
 کے شمال مشرق کو بیس میل اور کٹواڑ سے ایک سو چوبیس میل اور سطرف کو آباد ہے در اس لدان کے ملک کے  
 کشمیر کے سرحد پر مجھ ایک قصبہ طور تلوہ کے آباد ہے چھاڑ کی گھاٹی بھی اسی کے نام سے در اس مشہور ہے اس قصبہ کے  
 متصل ایک شکر جاری ہے جو بھرے سے بھرتل کے درہ کو آتی ہے اور پھر درہ کے اندر سے گزر کر کشمیر کے ملک میں داخل  
 ہوتی ہے اس گھاٹی کے وسط سے دریافنی در اس درہ بھرتل یا کتال کے اندر سے جاری ہوتا ہے اور درہ دریافنی کے ملک  
 چھاڑ ٹری فاصلہ تک خوب لطیف کوہتا ہے اور پھر شمال کی طرف کوہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریافنی سندھ کو شمال  
 ہو جاتا ہے اور کوہ در اس کے گھاٹی کو ہزار فٹ سطح سمندر سے اونچی ہے **ہیان** در اس لدان کے ملک میں  
 مجھ قصبہ بھی اسی شکر پر جو شہر ہے یہ درہ بھرتل کشمیر کو آتی ہے درہ بھرتل سے فاصلہ بیس میل کے آباد ہے گرد  
 کا ملک اسکا مویشی کی چراگاہ ہے چمن گہاس بھت پیدا ہوتی ہے بعضی خواندہ لوگ مانند اس کے بدلے اسکو بائیں  
 در اس کوہ میں منی کوہ در اس کے مجھ قصبہ نیچے واقع ہے آبادی کی جگہ اس قصبہ کی گردی کے چھاڑ بلند ہے

بلکہ کوہ دیاس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے نو ہزار فٹ ہے **لنگسکار** لداخ کے ملک میں بھی ایک بلند سطح اور بھاری علاقہ دریائی سندھ اور دریائی خیاب کے درمیان واقع ہے یہ علاقہ تقریباً تہی میل کے لمبا جنوب شرق سے شمال غرب کو اور ساٹھ میل چوڑا ہے اس میں ٹبری ٹبری جنگل اور آبادیان واقع ہیں اور سطح اسکا سرسبز و زرخیز ہے **گلگت** زمی بھی ایک بڑا آباد قصبہ دینی یا شمالی کنارے دریائی سندھ کے آباد ہے اس کے آبادی کے نیچے ایک اور بھاری ندی تجیس گزرتی ہے جس کے جنوب کے طرف ایک بھاری کی قطار جس کے چوٹیاں بطور سارون کے شہر ہیں و در تک پہنچتی ہوئی چلی جاتی ہے جس کا پھیلاؤ شرق سے غرب کا اطراف سے زراعت اس علاقہ میں بہت اچھی ہوتی ہے غلیہ جیان تین منی میں یک جاتا ہے ایک میں ہر دو فصلہ فصلہ زراعت گندم شلغم جو وغیرہ بونجی جاتے ہیں رہنے والے جیان کے مسلمان کم اور ہندو اکثر مذہب کے بھت ہیں جو بت کے ٹبری لاس کے چلیے ہیں اس قصبہ سے بفاصلہ پونے میل کے ایک لکڑی کا قلعہ ہے لہذا دریائی سندھ کے سطح سے بارہ فٹ اونچا بنا ہوا ہے و دونوں طرف اس کی چٹان کے دو ٹیلوں کے اوپر ہیں اور نیچے اسکو دریا بہتا ہے عرض دریا کا وٹان میں گڑے زیادہ ہنن ہر گڑے عمیق اور تیز چلتا ہے سردی موسم میں اس کے نیچے دریا کا بانی تیار آگسٹ عیسوی اور بھار کے موسم میں اس سے زیادہ قدر دریا کے طغیان کے ہوتا ہے مگر تبت خور کے شمال مغرب اور کوہ ہامر کے جنوب کو بھی ایک ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے جس کا دارالریاست شھر لگر چوٹی سی آبادی کا ہے اس ریاست کا علاقہ تین دن کا سفر لیان میں اور ساٹھ میل چڑیاں میں ہے اس میں ایک ندی بھی چلتی ہے جس کا بانی دریا کی گلگت میں جا کر داخل ہوتا ہے اس بھاری کو عورتیں بھاریت خوبصورت و شوخ و طائر و وفادار ہیں اور نزاکت و انکی بھانگ مشہور ہے کہ جب ہ پانی پتھر ہیں تو گلے کے اندر پانی اور تار ہوا معلوم ہوتا ہے خاص آبادی لکڑی دریا کے کنارے پر اور ایک قلعہ بھی بنیہ بنا ہوا ہے **ملک گلگت** بھی ایک بھاری علاقہ ہند کوہ کے گھاٹی کے اوپر ہے جس کے شرق کی طرف علاقہ زابلستان یعنی تبت خور و اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہ علاقہ ٹبری اور بھاری کے اوپر واقع ہے اور بھاری اسکی ایک سی ہتی ہے جسکو دریا کی گلگت کہتے ہیں وہ اس علاقہ میں شمال مغرب کے سمت کو بہتا ہوا دریا کے کنارے جا کر شمال ہو جاتا ہے خاص شھر گلگت ایک عمدہ و آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آباد ہے فاصلہ اسکا سری نگر سے ہر قدر ہے کہ فوج اور قافلہ بامشعل و زور و جریہ پیادہ مندرہ دن میں پہنچ سکتا ہے جوڑہ حلاس وغیرہ بھت بستیان اور پر گئے اس ملک میں واقع ہیں جوڑہ کا راجہ شاہ سلطان نام احمد شاہ ہکرو کے حاکم کا بہنوئی تھا جب ہ مرگتا ہوا اسکا بیٹا خیر جان راجہ مہاشیر سنگہ ناظم کشمیر اسکو وقت میں اس بات پر مستعد ہوا کہ وہ گلگت کو علاقہ کو کشمیر کے اس راہ پر سری نگر سے فوج مامور ہوئی مگر جاز خان نے (راجہ)

نہی اور نامہ و پیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کر لی پھر مہمان نگاہ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنی پائیں مل کر  
 قریب قریب کر لیا اور گلگت جوڑے کے علاقہ میں اپنی کاردار مامور کر دی اور اسی میں سے کچھ تھوڑا سا علاقہ چھان  
 کے گذارہ کو واسطو مقرر کر دیا مہمان سنگھ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اور اسکو دو  
 محمد خان و عباس خان تھوڑا وقت سلیمان شاہ نام برادر زادہ راجہ ملک مان اردار والہ کا بھال شاہ اور  
 پائیں آیا اور گذارہ پاکر زمین پر لگا کر براہ بطینتی اور سنی سلیمان خان کی عورت سے شادی کر کے سلیمان خان کو  
 قتل کر ڈالا اور پھر ناظم خود حاکم ہوا وہی مگر ممکن ہو اگلگتوں نے سلیمان خان کے بڑے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا  
 اور سلیمان شاہ پھر اجسرت و آہ دلیل کے ملک کے طرف بھاگ گیا جب چار برس محمد خان کی حکومت کو گذری تو  
 عباس خان چوٹا بھائی محمد خان کا طاہر خان مکر کے راجہ سی جو اسکا خسر تھا دیکر گلگت میں آیا اور محمد خان  
 اپنی بھائی کو قتل کر کے خود حاکم بنا اور وقت سلیمان خان کی عباس جو روئے سلیمان شاہ اپنی یاد رکھ دے  
 ملک سے طایا اور وہ بڑے جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہو کر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا  
 اٹھ برس تک اسکی حکومت رہی اور وقت میں ملک مان اردار کار راجہ مرگیا اور اسکی ملک پر بھی سلیمان شاہ  
 قابض ہوا اور گہرا مان کے بیٹے جو جو رسال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ اردار کا ملک طاہر  
 سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو مطبوع تھا اسواسطی اور سنی ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کر کے اپنی سگو  
 اروار میں مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہو کر اسکا مقابلہ کیا اور لڑائی میں سلیمان شاہ مارا  
 جانے آزاد خان کی حکومت کل علاقہ میں قرار پائی تو اور سنی گہرا مان ملک ان کے بیٹے کو لینا دانا دینا اور  
 موروثی اردار کا اسکو دینا بعد ازاں طاہر خان مکر کے حاکم نے آزاد خان پرورش کر کے اسکو قتل کیا اور  
 خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بعد سکندر خان نے حکومت پائی چونکہ تمام حاکم جوڑے و میٹال و بکر دار دار  
 اور سنی دشمن ہو گئے تھے اسواسطی اور سنی شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کر لی اور کشمیر سے سکھ  
 گلگت میں نکال دیا یہ بات سنا کر گہرا مان اردار اور اسکی سربراہوں نے سکندر خان کو قتل کر کے خود حاکم بن  
 یہ خبر سنا کر سازش راجہ کریم خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج حرا گلگت پر مامور کی گہرا  
 مقابلہ پیش آیا مین بھائی اور ساتھ سپاہی اور سنی مارے گئے اور خود وہ شکست کھا کر بدخشان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر  
 کے طرف تین دن بعد علی شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب بھید ملک ربار لاہور سے راجہ گلگت کے سپرد ہوا تو  
 اسکی طرف سے بھی سی ناظم بھال ناگر گہرا مان کے طرف سے جو قریب تر وہ بدخشان کے حد کا بدخشان کے  
 بادشاہ کی طرف سے ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کو ناظم کو بڑی تکلیف رہتی تھی نذر علی شاہ کو کچھ نہ تھا جو کچھ وہاں  
 سے دیا ناظم ہوا اگر اس سے انتظام ہو سکا اور وقت میں راجہ غصہ نے قلعہ لودس اور گہرا مان کے قلعہ



لیا راجہ کریم خان منہو شاہ لڑائی میں ماری گئے اور دوسرا آدمی منہو شاہ کے عصاف نے گرفتار کر کے جسٹرو  
 انیس سے فروخت اور باقی قتل کر دی۔ پھر جب جہون میں ہونچی تو اور فوج بسر کر دی نذر علی شاہ کے اوپر  
 مامور ہوئی مگر بیاناتی انسروں کے کچھ انتظام نہ تھا نہ تھی قلعوں اور ملک پر گورامان نے اپنا قبضہ کر لیا اور  
 دربار جہون سے میان جو اسر سنگہ اور دسر کو مامور ہوا مگر جو اسر سنگہ نے بھی باعث اسکو کہ فوج مامورہ ملکیت کا  
 حکم نہیں مانتی تھی نہ لکھا کچھ انتظام نہ کیا اور سوقت گورامان گالک میں آکر آدمی بھیج کر لکھاتا اور بدعت  
 لیا کر فروخت کر ڈالنا اس نے انتظامی کے بعد والی جہون نے سمجھی ہر سنگہ کو کمان انسروں کاظم ملکیت کا مقرر  
 کر کر بھیلا اور سونامان پہنچ کر گورامان سے صلح کی اور اطاعت نامہ لکھا لیا اور قلعہ چہرہ وغیرہ خبر گورامان  
 کا قبضہ ہو چکا تھا اسکو پاس رہنی دئی اور نذر علی شاہ کو دمانکا ناظم مقرر کیا اور فوج مامورہ جو ہری سنگہ  
 کے ساتھ تھی شہر میں داس آکر داخل کشمیر ہوئی نذر علی شاہ نے بھی گورامان کے ساتھ دوستی کو کے  
 اس ملک خوب لوٹا اور نظام بر ملازم دربار جہون بنا راجہ گلاس سنگہ مرگیا اور اسکا فرزند نہ نشین  
 حال مھاراجگی کے گدی پر بیٹھا تو اسکو وقت میں گلگت کا انتظام بخوبی ہو اسکی سرکش کو مقابلہ کی  
 طاقت نہ رہی۔ پھر خاص گلگت معتدل ملک سے پھر میں صرف جہون پر تھی مگر پھر گورامان کے مھاراجہ  
 برستی ہر قلعہ سنگین حکم نشین دمان بنا ہوا اڈامی سو گہر کی آبادی پھر کے اندر ہو سیدی قسم قسم کے  
 پیدا ہوتے ہیں زراعت بھان ہر ایک شخص ملک خود مالک بھی زراعت کرنا ہی خراج میں بھی ہوا وہ غلہ جو پیدا  
 ہوا جاتا ہوا در بسب تاخت دوسری ملک انوں کے پھر ملک کئی مرتبہ دیران ہوا آدمی بھان کے بدست  
 بت خور کے جو انفرود لا اور دیباہی میں ہوسے دگندہ کی کا میں بھی اس علاقہ میں ہیں دریا کریم  
 میں ہوسنا بھی نکلتا ہے مسلمان مذہب ولامہ مذہب کے لوگ بھت ہیں **منٹو** ارحہ ایک علاقہ بھت  
 اور کوستانی ہو سکھوں کے عملدار ہی ہو بھل بھان ایک حاکم با اختیار حکومت کرتا تھا جگہ تصرف میں ملزم  
 کے حد و ملک ملک تھا مگر بھت سنگہ نے کشمیر لیا تو راجہ گلاس سنگہ وغیرہ کی معرفت اس پر بھی حملہ کر دیا  
 ہوئی اور سکھوں نے خد بار لوٹ کر اسکو دیران کر دیا اور بھل راجہ کو بالکل سیدھل کر کے ملک و ملک چھوڑ  
 لیا ابھی ملک جہون کی سلطنت کے ماتحت ہوا اور کشنوار نام ایک شہر بھی چھوٹا سا کوہ ہمالہ کے پہلوں پر  
 کے اندر بائیں کنارہ دریایو چیا کے واقع ہے اور دریایو چیا بہت نام پر اپنی چاروں طرف کے اندر ہوتا ہوا ہے  
 جنگی چوٹیاں انکڑا ریت تک پہنچتی ہیں اس شہر کے پاس دریایو چیا بہت میں ایک اور ڈیرا درو و درو نام  
 شمال کی طرف سے آکر شامل ہوتا ہے اس شہر کی آبادی بھت کم اور لوگ خستہ حال و غریب آباد اور مکانات بھی  
 بد نظریت و بار بار بھی بھت چھوٹا قلعہ بھی ہمارا شہر ہے البتہ ایک دو کارخانے شاہانہ کی کے بھان جاری ہیں

اونی کثیر اور موٹا کپڑا بھی بنا جاتا ہے۔ وہ کم مسلمان بکثرت اس میں ہوتے ہیں مگر دونوں فریق پر مجلسی و مذاہب  
از حد طاری ہوتے ہیں۔ ولایت کی طرف سے تجارت کا مال اگر اس میں فروخت ہوتا ہے تو اس میں اس شخص کا مسند بہ  
اس میں سے باقیہ صرف بلندی ہو رہی ہے۔ وہ دونوں کو ہمالہ کے بھاڑوں میں بھی ایک لمبی اور اونچی  
قطار بھاڑوں کی اس نام سے مشہور ہے اور اسی نام کا ایک دریا بھی اس بھاڑ کے نیچے بہتا ہے جو تھام کٹھار  
دریا کی بنیاد ہے۔ لہذا اس اور ایک گاؤں بھی اسی نام کا اس بھاڑ میں آباد ہے جس کا آبادی کے مقابل درہنگ  
واقع ہے اس درہ سے کشمیر کے طرف اس بھاڑ سے راستہ جاتا ہے بلندی اس کی بارہ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے

چوتھی تقسیم جموں و روہان کی ریاست اور بعض شہروں  
اور قلعوں و قبضوں کے ذکر میں جو سو اسی کشمیر و ولایت  
وغیرہ کے جموں کی ریاست کے متعلق ہیں

شہر جموں پنجاب کے شمال کی طرف کوہ ہمالہ کے جنوبی قطاروں میں دریا کی توبی کے کنارے آباد ہے  
اس بھاڑ کے مشرق جنوب کی طرف دریا کی توبی بہتا ہے۔ یہ دریا کوہ راجوڑ سے نکلا ہے اور کوہ آتا ہے اور پھر بھاڑ میں  
اگے بعد طے کرنے سے اس کے بہت جنوب مغرب بہتا ہے اور دریا کی بنیاد ہے۔ لہذا اس اور کوہ ہندی یا  
رہتی ہو کر لغمانی کے وقت مسافر دن کو بھٹ تکلیف دیتی ہو عرض میں ندی کا منبرہ ایک دریا کے ہر تفر  
بعض نگاہ بان بھی بھٹ عمیق ہے اسی ندی کے اس پار ایک دریا ہے اور اس کی بلندی کے اور پر دہانے  
اس میں سے ایک سو چالیس فٹ اور سچا ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور اس کو بابو کا قلعہ کہتے ہیں خاص شہر جموں و درہنگ آباد  
ہو تا چلا گیا ہے۔ سابق روز تو شہر کی بھٹ کم تھی مگر اب بوجہ بھٹیں حال کے سیکڑوں نو عمارتیں اور عالیشان  
بلڈا ریا بارہن آباد ہو گئی ہے اور اس کو دیکھ کر سو سو کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ ساری محل ہمارے راج اور  
اسیر و راج جو میان عالیشان شہر کے زیب و زینت ہیں اور اس کو کہ شہر کی آبادی بھی بلندی کے اور پر  
بھی عالیشان جو میان و رہی نظر آتی ہیں اس شہر کے اندر سو اسی کم آبی کے اور کوئی طرح مسافر کو بھٹن ہوتی  
کیونکہ رہنے والے تھاکے تو یہ ندی کا مانی ہوتی ہیں اور وہ بڑی شیب سے لایا جاتا ہے۔ کنواں اتنی اونچ بھاڑ کے اندر  
کہو و بھٹن سکا خاص قلعہ جموں کا حال کے بھٹ راج نے بھٹ مستحکم بنایا ہے اسی استحکام اور طرز سے کہ کبھی شہر  
اور پھر یہ اب بھی اس شہر کے پاس بھٹ عمدہ و گنجان مسر ستر چلے ہو جس کو جاڑ کتے ہیں اور اس کو شہر کا شہر بنا  
تصور کرنا چاہیے اس کو راستہ کے اوپر اگر تھوڑی سی فوج مامور کر دی جائے تو میدان کی طرف سے کسی شہر  
پر حملہ نہیں کر سکتا اس بھاڑ میں طرح طرح کا شکار ہے۔ شکار گھسیانہ و اون کو اس طرح ایک عجیب بھاڑ ہے۔ یہ راج

شکار کھلا کرتے ہیں سردار جواہر سنگہ وزیر کے وقت جب سکھوں نے جہوں پر پورش کی تو فتح سنگہ مان کیل  
 اسی جاکے اندر مارا گیا تھا پرنے مقبرے اور محمد بن سلمان کی اس شہر میں بھت ہیں باعث اسکا بھد ہوا  
 کہ چند نوین اسلامیت کمر در ہوئی اور سکھوں کی شہر میں پنجاب کے پر شور ہوئی اور کوئی قصبہ یا شہر  
 یا کانواؤں کو عارت و تاراج نہ ہوا اور وقت میں نظام راجہ رنجیت دیو کے جہوں میں مخالفت اس تھا  
 چونکہ وہ راجہ نیکزات نے نصیب تھا اور ہندو مسلمان بھو دو رضا راجہ کے عزیز رکھتا تھا اس واسطے  
 اچھو رئیس سید بھل قریشی پٹوان بڑی بڑی اسیر پنجاب کے دلتی حلا وطن ہو کر بھان آ رہے اور مسجد اور  
 مقبرے بنوائے سکھوں کے اس وقت یہ شہر آباد و بیکار تھا پٹوان اور مانا گ کیسٹم اسکو لوٹن سے اس  
 اسات پر جہان سنگہ رنجیت سنگہ کے باپ نے حکم علاؤ دزدیک تھا بدستنی کی اور سکھوں کی فوج لیکر جہوں پر چڑھ  
 آیا اور اسی عارت کی کہ لوگوں کے برتنوں کے نشی کے برتن بھی اٹھالئے اس عارت کے بعد جب بھیر چند  
 گدڑی اور راجہ برج راجہ رنجیت دیو کا بیابا کے حربے کے بعد تخت نشین ہوا تو دوبارہ سکھوں نے ادھر توجہ کی  
 اور شہر کو لوٹ کر ویران کر دیا راجہ برج راجہ دیو بھی مارا گیا۔ اس شہر میں سر شہا کا مقبرہ نامی مکان ہے  
 رعیت اس شہر کے ہندو مسلمان جو بیابا کا گرم بازار جو تجارت کی جگہ پر تاجر قہمتی شہاب لیکہ دور دورا ہیں  
 لاکھوں روپے کے فائدہ اٹھاتے ہیں ملک ملک کا آدمی دور دور کا سفر بھان نظر آتا ہے مہاراج کی دریا کے  
 سے فائدہ اٹھاتا ہے مختصر حال **یاست جہوں** شہر جہوں قدیم سے دار الحکومت و دارالارباب  
 پھاڑ کے سلطنت کا راجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت کے چلو بھان راجہ رنجیت دیو دہر ج راجہ دیو راجہ دھاکم با اختیار  
 تھے مگر اب اس یاست فری تہی ہو رہی ہے جو حد و اس کے ناتار مدین کے قصبے ملتے ہیں کشمیر و لداخ و تبت  
 خور و کلان و کشوار وغیرہ بھت سا کہستانی ملک اس یاست کے تحت میں جو مہاراجہ رنجیت سنگہ خلف تھا  
 گلات سنگہ اس تمام ملک کے حاکم با اختیار ہیں عین بزرگ قوم کے گنگہ پندر اجپوت قدیم سے جہوں کے راجہ کے راجے  
 چلو آئی ہیں انکو بزرگوں سے ایک راجہ سارنگ دیو جہوں کے راجہ کا مشہور راجہ تھا اور سکھ راجہ بال دیو اس کے  
 بعد راجہ گج سنگہ اور سکھ راجہ دیو دیو اور سکھ راجہ دہرت دیو جانشین ہو کر مگر آخر راجہ دہرت دیو  
 کے بعد بڑا بیٹا اور سکھ رنجیت دیو راجہ ہوا اور سکھ راجہ برج راجہ دیو کے وقت جہوں کی سلطنت کا کارخانہ برہم  
 و دہرم ہو گیا مگر دہرت دیو کے چار بیٹے اور بھی تھے ایک اتار دیو و دسر ایلوت دیو تیرا گندار دیو جو تھا  
 سو اسی صورت سنگہ کے اور ون کی اولاد تین تھیں ملتا کہ گمان ہو صورت سنگہ کے چار بیٹے تھے سترہ عورت  
 کے بطن سے دہرتی میان ہوتا و میان بھو با اور دوسری عورت قوم جاکہ ہندی دڑ کے میان دوتا و سنگہ  
 دولا و سنگہ پور اور آو سنگہ کا بیٹا کو سنگہ کو سنگہ کے تین بیٹے گلاب سنگہ و دسایان سنگہ و سوچیت سنگہ انہیں سے

کسورنگہ بھلی بھاری ڈوگری سالہ میں معہ اسٹیٹوں کے رنجیت سنگہ کی فوج میں نوکر ہوا اور اسکی بیٹے  
 تینوں نے رنجیت سنگہ کی بھربانی سے یہ مدارج حاصل کئے کہ اگلی کا خطاب پایا جاگیر میں مشق قرار حاصل کیے  
 دیہان سنگہ کو وزیر اعظم کا خطاب ملا انہیں ہر دیہان سنگہ توجیت سنگہ دہان سنگہ سدا نوالیوں قتلے ماتہ سر مقام  
 قلعہ لاہور پر ذریعہ قتل مہاراجہ شیر سنگہ قتل ہوا اسکا بدلا راجہ ہیر سنگہ اسکی بیٹے نے لیکر سدا نوالیوں کو قتل کیا  
 اور خود مہاراجہ دیپ سنگہ کا وزیر بنا اور راجہ سوچیت سنگہ اپنی جی کو بھی ہیر سنگہ نے بمقام لاہور سکھوں کے  
 ماتہ قتل کر لیا اور چند منیر بعد خود بھی سکھوں کے ماتہ قتل ہو گیا راجہ گلاب سنگہ نے کٹر اہل قتل و دانا تھا ایسی برافست  
 وقت میں ہر بار لاہور میں قتل کیا اور الگ شہار نا جب انگریز لاہور آئے تو بعض بہتر لاکھ روپیہ کے اسکی کل علاقہ کشمیر  
 و تبت و لدان وغیرہ کو ہستانی علاقہ انگریزوں نے خرید کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی اور انگریزوں نے ہر مہاراجگی کا خطاب  
 پایا اور بڑے آبرو اسکی طبعی عمر کو پہونچ کر فوت ہوا اسکی بعد مہاراجہ رنیر سنگہ اسکا بیٹا اس گدی پر چڑھ  
 کر تاحی یہ سلطنت انگریزوں کے میطع ہوا اور ان شرائط کے جو وقت تفویض ملک باہم قرار پائی میں سب  
 تعمیل ہوتی ہے تمام بھارت میں کوئی عورت سستی نہیں ہوتی باوجودیکہ پچھلے ایک عام رسم جاری تھی۔۔۔  
 بڑے فوشی ہلکے منہ ہو گئی ہے باوجودیکہ کشمیر یون میں لڑکی لڑکا کا فروخت کر دینا عیدی رواج علا آتا تھا  
 اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ ہر ملاچہ منہ عام کام کرے ضرورت کیوقت پچھریں میں بل جان ہر کار کی مدد کو تیا  
 ہوجاتا ہے چنانچہ دہلی کے مسندہ میں مہاراجہ جیون کی فوج ہر ایسی ایسی عرف ریزیاں و بانٹا نیان و قومیز  
 ایکن کہ اجک خود صاحبان انگریز اسکو شاخو ان میں بلکہ ایک بڑا دیوان افسر فرخ جیون کا دہلی بن  
 ہوا پچھریا ست حسب شرائط عہد نامہ انگریزی کے تسلیم و قبول و بظاہر بظہان اپنی ملک مقبوضہ پر حکومت کر لگی  
 اس یاست کے علاقہ میں اب ہر کار انگریزی کو کچھ مداخلت نہیں ہے جب تک کہ کوئی شرط خلاف شرائط عہد  
 کے وقوع میں نہ آوے سو راجان انگریزی کے بیان کے بموجب یاست جیون کے علاقہ کا طول شرقی و عرض  
 میں سو چاس میل اور عرض جنوبی شمال تک دوسو ستر میل در کل سطح مرہم کمپین اس میں یاست کے  
 کچھری میں تری تری اسیر شیر و وزیر بادشاہ صاحب تحریر و تندریش راجہ موتی سنگہ بن راجہ دیہان سنگہ و دلا  
 جوالا سہا و دیوان اشنت رام بن دیوان کرپارام وزیر دہا اربابام وغیرہ میں اور شیکہ پرتاب سنگہ بڑا  
 بیٹا مہاراج کا دیپدی ہر امر گڑھ پچھ ایک قلعہ کوہ شمالی پنجاب یاست جیون میں واقع ہے اس شہر کے  
 جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے ایک بھاری ندی کے مغربی کنارے بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر سیاحی والی جیون کے  
 رہتی ہیں ساتر قلعہ کے ایک بلند ٹیلہ ہے جگہ اوپر سے قلعہ کے اندر مارا ہو سکتی ہے ایک گاؤ بھی اچھی  
 آبادی کا یہاں موجود ہے چٹیا فی یہ ایک مشہور قصبہ پنجاب کے کوہ شمالی جنوبی قطاروں کے درمیان تو

کے کنارے کے اوپر آباد ہے یہی قصبہ پھر پرا آباد اور ایک اہل کے رہنے کا مقام تھا تجارت و سودیاری بھان  
 راجہ با اختیار باغ و وقار بھان حکومت کرتا تھا آخر جب اہل گلاب سنگھ نے قوت پائی تو اسے آفت آئی  
 کل ملک اسکا لیکر جموں کے ریاست کو شامل کر لیا اور راجہ کو بندھل کیا اس کے وزیر بھی علاقہ جموں کے تحت  
 سے پھلور راجہ کے حویدان و مکانات اب تک موجود ہیں قصبہ کی عمارت تختہ پوٹہ کے مکانات بنی ہیں یہاں  
 بازار ہے ہر ایک کے دکاندار مالدار ہے راجپوت ڈوگر کو ہستانی بھان بھت رہتے ہیں ریاستی  
 جموں کی سلطنت کے متعلق یہ ایک قصبہ الن کے کنارے دریامی خیاب و جنوبی آباد کوہ ہمالہ میں آباد ہے  
 اس مقام پر ایک قلعہ خاصیت مضبوط و تختہ ایک بھار کے اوپر جسکی گھاؤ دم شکل ہے یہاں صورت قلعہ کی  
 مربع اور دو اربین بھت بلند ہے کہ بنی ہوئی ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ غنیمت پوری ہی لگا کر اس کے فضیل پر چڑھ  
 جاویں چاروں طرف چار برج خوش قطع و جنگی بنی ہیں قلعہ کے اندر دو تالاب ہیں جو ہمیشہ پر آب رہتے ہیں  
 فوج والی جموں کی یہاں قلعہ کی حفاظت پر مامور ہیں یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک تیلابھاٹ بھی ہے  
 اندر سے ایک دریاجاری ہو کر پھاٹک کے اندر بہتا ہے قصبہ ریاستی بھی اچھی آبادی کا قصبہ ہے ایک ہزار آدمی کے  
 قریب و سمن رہتے ہیں بازار با موقع و عمارت تختہ خوشنما ہے **ناسو مو** کوہ شمالی پنجاب میں ہے کہنا کہ  
 دریامی خیاب کے اوس ٹرک پر جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے آباد ہے متصل اسکے دریامی خیاب سے بذریعہ چوہے کے  
 اتر کر ہیں جسکی تعریف مولف پھر حصہ میں درج کر چکا ہے **جنینی** ریاست جموں کوہ شمالی پنجاب میں  
 یہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب جنوب شرقی فاصلہ تھوڑا اور خاص شہر جموں سے تیس میل پر آباد  
 یہ قصبہ ایک اہل کا دارالریاست ہے جو راجہ جنینی والہ کہلاتا ہے اور ہاتھی دانا بھاری ریاست جموں  
 اپنی علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتیں پتھر کے اور رہنوں والے بکثرت ہندو رجوت راجہ کے ہونے  
 کی محفل شہر کے اندر خوبصورت و عالیشان بنی ہیں **گوندی** کوہ شمالی ریاست جموں کے متعلق ہے ایک  
 قصبہ دریامی خیاب کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیر آباد سے شمال مشرق کو نو اسی میل آباد ہے زمین اسکی اگر  
 نامہ ہمارے گزر خضر دلائق کار ہے کشکاری بھت ہوتی ہے غلہ و ترکاری اور ہر ایک قسم کا میوہ بھی بھان  
 بھت پیدا ہوتا ہے **ٹینگنگ** جہیل یہ ایک بھت لبنی جہیل علاقہ جموں کے شرقی حد کے اوپر واقع  
 ہے لمبان اسکا ایکوٹیل اور جوڑان بدرجہ اوسط میں میل پانی اسکا خاصیت صاف مگر ٹھیک سے بلند ہے  
 اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دو سو چوبیس فٹ ہے کہیں کو جموں کے سطح کے متعلق ہے ایک قلعہ بلند  
 پھاٹک کے اوپر دریامی سندھ کے بائیں ڈلوں کنارے کے بنا ہوا ہے اور مضبوطی اور مستحکم اسکی اس قدر ہے  
 کہ اوس نواح میں در کوئی قلعہ ایسا مضبوط جسکی بنا ہوا نہیں ہے اگر دی اس قلعہ کے دو دو میل فاصلہ



دوسری میدان دسہین دخت شمر وغیر شمر کثرت ہو جو دہن بھہ میدان دریا سندھ کے سطح سے ایکڑ اڑت  
بلندی اگر اوس قلعہ کے فصیل سے تو پھر سو تو گولہ اور کتا ب میدان فراخ کے دور در تک کر تاکر

پانچویں تقسیم کوہ کانگرہ اور بھاڑی شہر و قصوں و راستوں کی  
چوسرکار انگریزی کی تحت اپنی اپنی علاقوں میں اختیار حاکم ہیں

شہر کانگرہ کے شہری برانی آباد ہیں سندھ و راجون کے وقت اس کانگرہ کوٹ نام تھا آبادی اسکی دو مقام  
پر ہے ایک تو قلعہ کے متصل حکو کانگرہ کہتے ہیں دوسری آبادی کانگرہ سے آدھ کو س ضلع میں مھا مائی کلند  
نیا ہوا ہے اور اسکو دیوی کاہون کہتے ہیں یہ آبادی کانگرہ سے زیادہ تر بار دق ہی اس شہر کی آبادی  
دو دریاؤں کے اندر بطور جزیرہ کے ہے ایک طرف اسکی تو بان لگتا اور دوسری طرف تال لگتا ہے جو کچھ دونو  
مذیان کانگرہ کے قلعہ کے نیچے باہم مل جاتے ہیں برہمنوں کا قول ہے کہ اس شہر کے پانی میں تین سو ساٹھ شہر  
کا پانی اگر جمع ہوتا ہے سو اسطر اس اجنام کو سنگم کہتے ہیں اور غسل کرنا مقام پر موجب نجات تصور کرتے ہیں  
یہ شہر ضلع کا مقام ہے صاحب شہی کشمیر دار ماتحت صاحب کشمیر خالد ہر کے بھان ضلع کے حاکم ہیں پانچ تحصیل  
اس ضلع میں علاقہ کہتے ہیں اول ضلع تحصیل کانگرہ دوسری تحصیل ٹور پور تیسری تحصیل ہری پور چوتھی تحصیل  
مادون پانچویں تحصیل گلو اور علاقہ کل ضلع کا نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز اور آبادیان بھت بہت  
یہی واقع ہیں مگر خاص کانگرہ کے قریب حواریں سوا کی کانگرہ دیون کے اور کوئی بڑی بستی واقع نہیں شہر ہون  
نچتہ مقام ہے بازار آباد و تجارت عام ہے ہر ایک قسم کا آدمی و نان لبا ہے اور ہر شہر مند لیں سفید پوش  
کار مگر عزت طلب آدمی و نان رہتے ہیں خاص کانگرہ کی آبادی بھی اچھی ہے مگر ہون کی آبادی درونی جزیرہ  
ہے کانگرہ کے اندر چند گھر اس کی کارگر دن کے آباد ہیں جو کئی ہوئی ناک کو بھر درست کرتے ہیں اگرچہ ہوا سا  
فرق پہچاتا ہے مگر تو بھی دور دور سے ناک کو و نان اگر ہزار سنت دادا و اجرت اپنی ناک اوسے درست کرتے  
ہیں خصوصاً سکھوں کے وقت میں تو انکا بڑا رتبہ اور سخاوت قدر تھی کیونکہ دربار لاہور کے حکم سے اکثر محرمون  
کو ناک کاٹ دینے کی سزا ملتی تھی تو وہ فی الفور ناک کو اگر کانگرہ کو جل دیتے تھے کانگرہ کا بھاڑی بھت پر اب  
پر بھاڑی جا بجا چٹو اور خیرین جاری ہیں ہر کار انگریزی کے حکم سرکین بھان الہی عہدہ بن گویں کہ گا دیان  
جلتی ہیں شکر بھان بڑا اعلیٰ قسم کا بیدار ہوتا ہے اور جانول اس پر بارکٹ خوشبو دلدند ہوتی ہیں کہ باڑی کے چانولوں  
کے ساتھ بھلو مارے ہیں چار کے پیدائش کی بھان اب ہتھ رکتے ہیں کہ کہیں بھنیں آٹھ عین سرکار کی بھل  
بطور استعجان نقوری چار بھان بوجہ ہ چار اعلیٰ و عمدہ قسم کی ہوتی تو دن بدن کاشت اوسکی بڑھتی گئی

اب جنبہ تک برابر اسکی کاشت ہوتی ہو اور لاکھون روپیہ کی چاہی فروخت ہو کر دور و دور کے ملکوں میں جاتی کہ  
کانگرہ کی چاہی چین کی چاہی سے رنگت اور خوشبوئی اور ذاتی سے کچھ کم ہو ورنہ کچھ فرق نہیں ہو اس ضلع کے  
جنوبی حصہ کی آب ہوا سنڈی کے حد و تک گرم و خشک ہو اور بھار گھین خشک اور کہیں سرسبز اور کہیں  
جنگل اور کہیں آبادی ہو اور دوسری حصہ میں گلیر و جوالا لکھی مسجان پور شیرہ کا ملک و ٹبر ٹبر سرسبز ہو  
وغیرہ ہیں اور سب سے اتر کر دریائے ستلج دیاس کے درمیان بھاڑ کے آواز سے سنڈی کے حد تک ملک گرم اور اکثر  
بھاڑ خشک اور کچھ سرسبز ہو چاہی پور و نار پور کے بھاڑ میں بانس اور ٹبر ٹبر کامن ہو اسکو آگے آخر تک  
جنگل اور کہیں بھاڑ اور کہیں خشکی و کٹھن گلزار ہو کل ضلع کی مردم شماری چھ لاکھ بیانیون ہزار نو سو پتتر  
ہے آگے اس ضلع میں کچھ علم ٹبر کار و اج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توجہ سے ہزاروں آدمی فار  
و انگریزی و عربی ٹبر پڑھ کر عالم ہو گئے ہیں پھر شہر وہ بدیہ مدرسہ جاری ہیں اور ایک کشتی انجن خواد عام  
و ترقی علم کو واسطے رسائی کانگرہ نے مقرر کی ہوئی جو چین برابر بتوڑین معقول رفاہ عام کی ہو تین  
اور واضح ہو کہ کانگرہ ایک خاص ضلع کا مقام ہو حد و دار بہ جسکے چھہ میں حد غربی شاہ پور جوتے یا پور  
واقع ہو شرقی حد چینی ناتاری سرزمین کے ساتھ ملحق ہو شمالی حد پر لداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین آہ  
ست جالندہر کا ملک ہے کل رقبہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھ ہزار رسل مریم ہے اس ملک کے رہنے والے لوگ مختلف اللوں  
اور مختلف اللسان میں ٹبر ٹبر ملند چٹیان بھاڑون کے اس علاقہ میں ہیں جنکی ملندی کوہ اندیس کے چوٹی  
بھی یاد ہو یہ آب دہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ میں علیحدہ علیحدہ ہو اور نباتات و درخت لاکھون قسم  
کے بر فانی بھاڑ ہو اس علاقہ میں ہیں دھان کوئی سبزہ و درخت نہیں ہوتا تقسیم اس ملک کی قدرتی تقسیم کے  
طور پر دو حصوں میں منقسم ہے ایک کانگرہ خاص اس میں سب کے تمام بھاڑ یاں شامل ہیں جو قریب و دہر اسات سو  
میل مربع کے ہیں دوسرا جنگلی حصہ اور کوہستانی ملک کلو دلال دستی کہلاتا ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار رسل تک ہو گا  
اس ضلع کے تین طرف بھاڑی ریاستیں دیسی راجوں کے ہیں جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس محفوظ بافتا  
ہیں غرب کے طرف ایک دریا پورادی ہتہا ہو اس ضلع کو ریاست جہون کے علاقہ سے علیحدہ کرنا ہر شمال کی طرف  
ایک ٹبر ہی قطار بھاڑون کی ہے جسکے اکثر چٹیان سولہ ہزار رسل تک سٹم سمندر سے ملند ہیں اور اس ضلع اور  
چند کی ریاست کے درمیان حد فاصل میں شرق میں منڈی اور کھلور کے ریاستیں ہیں اور کھلور کے رقبہ بھی  
جنوب کے طرف سرزمین میدانی و آبست جالندہر کی ہے دریا دیاس اس ضلع میں ٹبر ہی تیزی و سنڈی کے  
ساتھ جلتا ہو اور کلو و منڈی کے ریاست سے گزر کر کانگرہ خاص کے علاقہ میں داخل ہوتا ہے اور تمام سنگوڑ  
بجانب غرب جنوب ہو جو لاکھی و الو قطار بھاڑون کے کاشا ہوا میدان کو آباد ہے اس علاقہ میں بھی چند

گوہی اس ریل کے شامل ہوتی ہیں اول بنوان ندی جو کہ سیتا تھ کے اوپر کے حصہ سے نکل کر اور نال آؤاد وغیرہ  
نالوں کو اپنے ساتھ ملا کر مقام سنگول بسا سے مل جاتی ہے دوسری نکل ندی جو شیرہ بھان پور کے پاس جا کر  
سایا میں گرتی ہے تیسری بان گنگا جو گانگڑہ کے دیوار وں کے نیچے روان ہو جوتھی گج ندی پانچوین دھرو  
جو کوٹہ کے قلعہ کے نیچے بہتی ہے سو اسی انگو ندی بول جو ہری پور اور نور پور کے درمیانی بھاڑوں سے نکل کر  
اور ندی چکی چنبہ کے بھاڑوں سے نکل کر آتی ہے اور پانی اس کا پاس در اسی دونوں میں پڑتا ہے ونا گنگا  
وہاں نادوں کے متصل ملتی ہیں اور سواریا نام ندی تلوڑہ کے گھاٹ کے پاس ملتی ہے دریا سیرادی کارہتہ  
اس ضلع کے متعلق صرف اٹھارہ میل ہے اور دریا سیرادی تسلیم کا چیس میل اور ریاستین جو ضلع کے متعلق ہیں اول گنگا  
بھہ نام ہے چنبہ نور پور سببہ داتار پور گلابر حو ان سکت منڈی گلابر گنگال بھہ ریاستین ہل  
راج کا گڑہ کے ماتحت ہیں پھر رنجت سنگہ داتی لاہور کے خراج گزار ہیں اب سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں  
اور خاندان گٹھ کا قدیمی اور بزرگ شمار کیا جاتا ہے سناتاتی و جاداتی و دولت اس بھارین محبت ہو حیرت و  
وغیرہ اقسام جو کجا حد و حساب نہیں اور سینکڑوں قسم کے میوے پیدا ہوتے ہیں کولون کے ذریعہ ہر قسم  
بھارین مانی بھرتا ہے غلہ بھی قسم قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً گل معصفر یعنی گوب کے بڑے سدا واری بھری پور  
کا کسو بہت اچھا ہوتا ہے کانگڑہ کے اوپر کی زمین میں ہزاروں ہن شالی قسم عمدہ پیدا ہوتی ہے ملدی اور  
گجور بھی اس بھارتی خاص پیدایش ہے ایک لاکھ ہزار ہزار کے جاگیر دار قدیمی راجگان ملک میں سے ہست  
ہیں جنکی تفصیل بھہ پور پر تاپ سنگہ گٹھ اور دالو الی کانگڑہ چٹیس ہزار کا جاگیر دار دوسری راجہ چودہ ہزار  
تفیس ہزار کا جاگیر دار تیسری راجہ رام سنگہ سببہ والہ بس ہزار کا جاگیر دار چوتھی راجہ شیسر سنگہ ہری پور  
بس ہزار کا جاگیر دار پانچوین میان السری سنگہ بھانہ دوسرا چار سو چار کا جاگیر دار چھ میان چٹنگہ  
بھانہ ایک ہزار چوبیس ہزار کا جاگیر دار ہر قلعہ کا گڑہ بھہ قلعہ کل ہندوستان کے قلعوں میں سے ہوتا ہے  
اور محکم قلعہ ہے نسبت زیادہ تر اسکے قدامت کی بھہ ثابت نہیں ہوتا کہ آیا بھیل کس راجہ ان کی بنیاد کی اور گڑ  
کانگڑہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے ہندوؤں کے اعتقاد ہے کہ بھہ قلعہ آدمیوں نے نہیں بنایا دیوتاؤں نے ملکر تعمیر کیا تھا قلعہ کے  
اندرا مال و درختی جانبی ہیں اگلے راجہ ان میں قلعہ کا ایک ہوٹا سا اور سیا دروازہ تھا اور گند کے ذریعہ سے اس کو  
اندراجانے تھی یا بذر پھیری کے کار بر آری ہوتی تھی شاہ جہانگیری جب قبضہ سپر پاتوا دسوی دیوارین توڑ کر  
بڑی دروازہ بنوائی صاحب خاصہ التواریم لکھتا ہے کہ کل دور اس قلعہ کا ایک کوس اور ہزارہ جریب بھی  
جس میں طول چوتھائی کوس کے اور دوطالب عرض بائیس گنا ارتفاع دیوار ایک سو چار درختیں ہیں اور سات  
دروازے ہیں بھہ قلعہ ہمیشہ ہندو راجوں کے تصرف میں رہا اور سو اسے سلطان محمود غزنوی و سلطان

فیروز شاہ باریک دشاہ جہانگیر خفائی کو کوئی مسلمان بادشاہ اسپر قابض و منصرف نہیں ہوا مگر شاہ جہانگیر  
کے بعد برابر اخیر سلطنت کے وقت تک یہ سلاطین خفائی کے قبضہ میں ٹاس قلعہ کے اندر ایک قلعہ بنی  
اسکا دیوی اور ہیر و کا ہے جنکا مفصل حال سند و نگار عبادت گاہ ہو جن میں سحر یوگا قلعہ کے اندر کپور  
مالاب براعمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی تھی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ  
کی رستی جو راجہ گاوتی کرتے ہیں اور مندر و کچے دروازے بند کر دیئے ہیں یہ **یاسر** **حکومت**  
**کانگرہ** کانگرہ کی سلطنت تبت بھاری اور قدیمی تھی پانڈون کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگرہ کا  
سرم چند تھا اوسنی تمام بھارت کے اندر اپنی حکومت پہلانی اور میدانی علاقہ میں بھی کچھ توسعہ تسلیم تھو  
بسالہ اردو داریت و باری میں تادریا و رادی اوسکا راج تھا اوسے نے یہ قلعہ کانگرہ کا ایسا دگا  
بنایا مگر جب راجہ کیر دن اور پانڈون کی لڑائی میں مارا گیا تو اوسکے بعد تاحہ سلطنت راجہ سنگھ چند  
دوسو مائیس شت بہشت راجہ ہوتی آئے اوسکے وقت میں فیروز شاہ باریک بادشاہ دہلی نے کانگرہ پر  
یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکھا آخر راجہ نے اطاعت قبول کی اور قلعہ پر بادشاہ نے  
دخل پا کر نام قلعہ کا محمد آباد رکھا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تھی نیکو اٹھا کر دہلی سے لے کر  
کہ جرم محترم کے دروازہ کے آگے سجائی زینہ رکھی جاوے جب راجہ سنگھ چند مر گیا تو کرم چند جانشین ہوا اور  
وقت سوراہہ راجہ چند کے عہد تک چھ جانشین ہوئے اوسکے بعد میں سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ  
بھاکر اس بھارت میں جا بھارتا راجہ نے اوسکی بھت خاطر کی چند سے وہ دہلی پر بھارت اور کے بھارت  
چڑھ گیا جب اکبر اوسکے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے بھارت سے اور کر پنجاب میں شہر  
سجائی اکبر شاہ بھارت اور کے چھ ایا اور سکندر کے تعاقب میں نور پور تک پہنچا اوس وقت راجہ چند نے اکبر  
سے دوستانہ ملاقات کی جب اکبر چند مر ا تو دہرم چند اور بھارت دہرم چند کے بعد نانک چند بھارتی چند بھارت  
بدن چند راجہ ہوا اسے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اسنی علاقہ میں تسلط ہونے دیا اور  
بعد ملوک چند مالک ہوا اوسنی اکبری فوج سے شکست کھائی اور بگڑا گیا مگر نیا راجہ شہزادہ سلیم جہانگیر  
بھارت اور کو تاج بخشی ہوئے اوسکے بعد راجہ پریش چند راجہ بنا اوسنی بادشاہی اطاعت نہ کی جہانگیری فوج  
اوسکی تبتہ کو ماہور ہوئی اور راجہ بکر حاجت بادشاہی فوج کا افسر نکر آیا اور مدت تک قلعہ کا محاصرہ  
آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئے تو قلعہ چھوڑ کر نکل گئے راجہ پریش چند کے بعد اوسکا کوئی وارث  
نہ تھا مگر بادشاہ کے بھان سہ کلبان چند پریش چند کے پیچھے کہ علاقہ راجہ جہانگیر عطا ہو کر راجہ کی کا خطاب  
عطا ہوا اوسکے بعد سحر رام قائم مقام اسنی باب کا ہوا مگر یہ بھی لا ولد مرا اسنی جہانگیر اور بگڑا گیا

نے بہیم چنداوسکی بھائی کے بیٹے کو راجگی عطا کی بعد ازاں راجہ عالم چند راجہ بنا اس کے عہد میں چونکہ چٹائی  
سلطنت ضعیف ہو گئی تھی اس لیے اس راجہ نے کچھ کوشش کر کے سوامی جاگیر مقرر کئے اور بھی تسلط اپنا  
پڑ لایا اوس کے بعد بہیم چند نے حکومت پائی مگر اوسکی اولاد نہ ہوئی اس لیے اوس کی ایک شخص تیغ چند راجہ اور زاو  
انجو گود میں لیکر لیا گیا لیکن بہیم چند کے مرنے کے بعد بہیم چند اوس کا بھائی تیغ چند کا باب جانشین ہوا  
اوس نے بھارنہ کا قلعہ فتح کیا اور کوٹہر کے راجے کو علاقہ کو بھی لے لیا اوس کے بعد راجہ تیغ چند گدھ پربشیا اور  
رام گدھ سکھوں کے ساتھ لڑ کر پنجاب ہوا پھر راجگان جموال سے اوس کا مقابلہ ہوا اور فتح پائی جب ہر گیارہ  
راجہ سنسار چند اوس کا بیٹا دس سال کی عمر میں گدی نشین ہوا اور بارہ برس کے عمر میں اوس کی حکومت الہ راجہ  
لڑائی کی اور اوس کو طبع کیا پھر بھارنہ سے اتر کر دہلی کے سرحد میں ایک کھیرف آیا اور علاقہ ہوشیار پور و  
بھوڑہ اوس کے سکھوں سے چھین لئے اور بھوڑہ میں ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام میں فارغ ہو کر کانگرہ کے  
قلعہ کے لیے لڑا اوس نے غم کیا اور سوقت کانگرہ کے قلعہ میں سہی سیف علی خان نواب قلعہ جو محمد شاہ بادشاہ کے  
وقت میں قلعہ ارتھار تھا اور قلعہ کے متعلق دگر دواچی علاقہ قون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا اور  
ایک فقیر مجذوب کے زبانی اوس کو بشارت ہو چکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہے گا کچھ قلعہ کسی اور کو ملے گا سنسار چند  
نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ کر کہا مگر فتح نصیب نہ ہوئی اتفاقاً اوسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان نقضائی  
ربانی جہان فانی سے گذر گیا اور سیر راجوں سے لگا اوس کی نالائقی بشیر نے باپ کے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چھوڑ  
دیا اور سوقت جی سنگھ کہنے سے اپنی فوج کے راجہ سنسار کے مدد کو گیا ہوا تھا اوس نے سنسار چند کا دخل قلعہ پر چھوڑ  
دیا اور قلعہ کے دروازے کیلئے ہی خود قلعہ میں چلا گیا اور دخل ہو بیٹھا پھر حال دیکھ کر سنسار چند نے اٹھ کر  
اپنی علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باب اور سنسار چند نے مل کر جا کا کل علاقہ قبضہ  
جی سنگھ کالی لیا جاوی اور اس ارادہ پر فوج کا بڑا اجتماع ہوا تو جی سنگھ نے خوف کہا کہ کانگرہ کا قلعہ سنسار چند  
کو دیدیا اور مہان سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کے ساتھ اپنی فوج کی کشت کر دو نو کو راضی کر دیا قلعہ پر دخل  
باتے ہی راجہ سنسار چند نے اپنا تسلط پڑایا تمام بھارنہ راجوں کو مطیع بنا یا کل سرداروں کو تائب کر لیا اور  
مختاروں کو بے اختیار کیا بے فراہوں کو خراج گزار کیا اس کے کل راجہ جاگیر دار سردار بھارتھ کے  
اوس کے دشمن ہو گئے اور بے ملکہ پوشیدہ پوشیدہ راجہ رن بھادروالی نیپالی سے مدد طلب کی اور اوس کو  
سامادہ کیا کہ وہ بھان آدمی اور کل بھارتھ کے فتح کے لیے سو رکی اور وہ فوج تمام بھارتھیم بار کو فتح کرتے ہوئے اور  
دھان کے راجوں کو مطیع کرتے ہوئے سنسار چند کے علاقہ میں آہو پھر اوکل پوری کے مقام پر پھیر گیا اور



بھی لڑائی کی طیار سی ہوئی اور کل راجہ مد کو بلا کر گئے تمام راجگان جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن  
 جان تھے اس پر اس پر فوجیں لیکر حاضر ہوئے سنار چند نے اپنی اور راجوں کی فوج جمع کر کے سرگرد کی غلام محمد خان کو  
 کے گورکھ پور کی فوج کے مقابلہ کے واسطے سامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول بھارتی راجوں کی فوج حسب الامر  
 امرنگ سہ سالہ گورکھ پور کے بھانگلے اور کانگرہ کی فوج ریخت شکست عاید ہوئی اس فتح کے بعد امرنگ پور  
 بڑا اور قلعہ کانگرہ کا محاصرہ کر لیا ساڈھ تین سال تک براہِ محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہو گیا آخر  
 سنار چند نے سخت تنگ کر رنجیت سنگھ دالی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ اگر  
 گورکھ پور کی فوج کو تسلیم پاراوتار دیوے تو قلعہ کانگرہ پر اوسکا دخل کر دیا جائے گا مگر سواہی قلعہ کے اور بھارت  
 علاقہ سے اوسکو سرور کا رخصت گارنجیت سنگھ اس پیغام کے پونجی ہی سبھی فوج لیکر کانگرہ جا پہنچا چونکہ گورکھ  
 فوج تین سال کے محاصرے اور قلعہ کے نہ مفتوح ہونے سے تنگ ہوئی تھی علاوہ اسکے اور تین بیماریوں سے  
 پہلی ہوئی تھی اور انہوں نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور بار بار واری لیکر تلوار اور  
 گئے اور کچھ جاتے ہی قطع فطر قلعہ کانگرہ سے تمام بھارتی رنجیت سنگھ نے اپنی تھانہ حاد کی اور انتظام انیا کر لیا  
 قلعہ میں ہی ایک جوار سبھی فوج سامور ہوئی اور تمام بھارتیوں سے صرف نادون و کوٹہر وغیرہ چند علاقے  
 راجہ سنار چند کو دے گا اگر کسی منزل کے بعد سنار چند شہر بکر جاتی میں رہ گیا اور اندوہ چند اوسکا بیٹا  
 جانشین ہوا مگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنی جو آپ کے نفاق سے تنگ کرانگریزوں کے ملک میں جا بیٹھا  
 اوسکو جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جو وہ میر چند سنار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا  
 کا خطاب یا اور اوسکو دو نو بہنوں سے جو بھارتی خوبصورت تھیں شادی کر لی اور فتح چند سنار چند کے بھائی  
 کو علاقہ راجپور جاگیر میں دکر راجگی کا خطاب بخشا اور اجازت دے چند سٹیشن میں مقام ہر دو وار گیا اور میر چند  
 دیر بودہ چند و بیٹی ادھکریا رہی اور انہوں نے اپنی حق رسی کے واسطے حضور لاہور گورنر جنرل بھارت  
 استعانہ کیا اور بدلتہ وید صاحب جٹ ریڈنٹ بھادر کے اونکی سفارش دربار لاہور میں ہوئی رنجیت سنگھ نے  
 انگریزوں کے کہنے کے موجب علاقہ موری محل جمعی پنجاب ہزار روپیہ اونکی جاگیر میں دیگر اندوہ چند کے  
 بیٹے بیٹی میر چند کو راجگی کا خطاب یا اور میر چند علاقہ اونکی جاگیر میں دیپ سنگھ کی ریاست تک ستور قائم رہا  
 سٹیشن میں میر چند رہ گیا اور یکم ستمبر کارنگ صاحب کم کوستان پر بودہ چند اوسکو بھائی کو راجگی کا خطاب  
 عطا ہوا مگر اسی سال میں جب کہ انہوں نے جمہور پنجاب میں فساد پکایا تو پر بودہ چند نے بھی سرکشی کی اور  
 بارنس صاحب کے ساتھ لڑائی کر کے قید ہوا اور بحالت قید لاہور کو بھیجا گیا اور وہاں ہی سٹیشن میں رہ گیا  
 علاقہ واسطہ سرکار کے منطقی میں آیا اور دوسری خاندان فتح چند کا بھیہ حال ہوا کہ جب ہر گیا تو لاہور

اوسکا بلایا جانشین ہوا جب وہ ہراتور تپا چنداورد و اور بٹری وارث چوڑی صاحبان انگریز کا حکم ہوا  
 کہ وراثت اس خاندان کی کل وراثت کو تقسیم کر دیا و میر تپا چند نے اپنے بھائیوں کو راضی کر کر دیکھت  
 کی کہ وراثت ہماری تقسیم ہو جائے سب بارش شہر بارش صاحب سنت امین خطاب را جلی کا رتاپ بند کو  
 مگر تقسیم کا حکم بدستور قائم رہا غرض کہ سیکڑون برسوں کی حکومت اس خاندان کوٹھ کی خیر مثال میں حکم  
 الحاکمین ہم دیر ہم ہو گئی اللہ باقی والکل فانی و ہر مہ سال یا کوہ تھب کسویہ ایک  
 سر دھار اور آرام گاہ انگریزوں کا کانگرہ کے ضلع میں کانگرہ سے آٹھ میل اور لاہور سے سمیت شمال مشرق  
 ایک چوبیس میل شملہ سے بیانیوں میل واقع ہر ضلع کانگرہ کی کچھری تمام گریون میں جیان رہتی ہے اور پنجاب  
 سے بڑی بڑی عہدہ دار انگریز جیان اگر گرمی کا موسم سبر کرتے ہیں گورہ فوج کی جہادنی بھی جیان مقرر ہے  
 اب ہو اس بھار کی بھارت عہدہ دفایدہ بخش ہے اور بر فانی بھار اس مقام سے بہت نزدیک ہے۔۔۔

**جوالا مگھی** کانگرہ کے ضلع میں یہ شہر صحبت قدیم دریائے سیاس کے غری کنارے کانگرہ سے سو میل  
 یا بارہ کوس آباد ہے گردنواح اسکا بھت پر گلزار معدن بھار پانی جیان کا خوشگوار شہر کے سخت بازار جیان  
 بڑے تجارتی بازار کرتے ہیں تمام شہر کا فرش تھپہ کا صاف و آراستہ و کانوں پر پتھر و سکہ چسپ لگے ہوئے گلی کوچے  
 باوقف مکانات پختہ و باسلیقہ بنی ہوئے ہیں تمام اس بھار میں جیسے جیسے شہر عہدہ و باسلیقہ و باوقف بنائے  
 اور کوئی ضلع میں ہر ایک قوم اور پیشہ کے لوگ و مان موجود ہیں مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصاً  
 بھو بلوچ کے گھروں کی کثرت آباد ہیں آدمی جو تصویرت حسن اچھا آہستہ ہے کل آبادی شہر کی قریب تین  
 لاکھ ہے شہر کے اندر و باہر شوالے و ٹھاکر و داری مند و ہندوؤں کے عباد گاہ ہتھار ہیں بڑا ہندو و الا  
 کا ہے جسکا مفصل حال علیحدہ تحریر ہو گا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکو بانی کی بھیت تاثیر ہو کہ  
 جسکا گلاسوج جا اور گلزار میں گرفتار ہوا سکر پیر سے گلا اوسکا اچھا ہو چاہو نا و **ول** ضلع کانگرہ  
 میں یہ عہدہ ایک مضبوط شہر و مطبوع مقام ہے پاس اسکو دریائے سیاس بہتا ہے دریا کے کنارے ایک اوسو نیل کے  
 اور اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بھت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نے بھارت صاف و شفا  
 دہندہ سو گز چوران رفتار فی گھنٹہ تین میل جو دھنا کنارہ دریا کا اس مقام پر پڑا سنگین بلند اور دیباں کنارہ  
 زمین کے ساتھ ہوا ہے شاہ گدڑ بھانکا مشہور ہے اس گدڑ سے ایک ٹرک گدڑ کر سندھ وستان سکر کشمیر کو جاتی ہے  
 راجستھان کے وقت میں یہ شہر بڑا آباد تھا اور اسوقت کی مثال زبان زد لوگوں کے ہے کہ جاتیکا نادون  
 ایٹکا کون حسن اس شہر کے عورتوں کا مشہور و مطبوع ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی اسکی  
 اچھی و زیادہ آبادی تجارت غلہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار باحتی صاحب بھاد و ضلع کانگرہ کے جیان

تحصیل کام دیا ہی نور پور باری دو آب کے بھاڑ نیچے قطار وں کوہ ہمال کے اوس شکر پر چوہنجاہ  
 اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے ایک تہریلی شلتی میدان میں یہ ایک چوٹا سا شہر آباد ہے طول آبادی  
 کا ایک سو ہے اور عرض سب سے بڑے شکل شلت کی مختلف ہے صرف کہ زمین اسکی زیادہ چوڑی ہے  
 اور دوسرے پونا کوں اور دوسرے طرف سے دو سو قدم تک چوڑا معلوم ہوتا ہے نوک کی طرف ایک قلعہ  
 پتھر کے عمارت کا دو سو فیٹ کے اونچے ٹیلے کے اوپر بنایا ہے صوبہ و تسلیم بنا ہوا ہے عمارت شہر کی سنگین باروتوں پر  
 بازار میں تختیاں چار سو دوکان ہیں کل شہر میں آٹھ ہزار آدمی کے آباد ہیں شہر کے اندر جانے کے واسطے ایک ہی  
 دروازہ بھت اور چار بنایا ہوا ہے پتھر کی شیریاں بھت چڑھ کر دروازے تک پہنچتی ہیں تعداد شیریوں کی تیر  
 سے زیادہ ہے قلعہ میں راجے کے رہنے کے گھر بھت عمدہ و مطبوع بنی ہوئی ہیں کچھ آبادی اس شہر کی کرپور  
 کے نیچے بھی ہے جہاں جولاہی وغیرہ ریزیل قوم رہتی ہیں راجہ باسوں نے کہ اول شہر میں رہتا تھا اس مقام کو  
 بند کر کے ریاست گاہ اختیار کی اور آبادی کر کر کر بال جلوس جہانگیر قلعہ بنا نا شروع کیا چند نوین کہ  
 جہانگیر بادشاہ نے کانگرہ پر ہم کی تو اس وقت راجہ سورج مل ٹراٹیا راجہ باسو کا بھائی تھا جہانگیر نے  
 اسکو بھی اپنا فرمان بردار بنایا اور نام اس شہر کو پھلور دہرم اشتہر تھا بدل کر بنام نور جہاں پانی ملک کے  
 نور پور رکھ دیا شرق و شمال کے طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریائے علی روان ہے جو جہاں سے  
 آگے بس مل علی دریا پر آدمی کے ساتھ جا ملتا ہے شہر کے اندر بس بختی و بلندی زمین کے کنوئیں بھت  
 کم ہیں اور گرمی کے موسم میں پانی کی شہر میں بھت قلت ہوتی ہے مگر قلعہ کے پاس ایک ٹھکانا آب قدیمی بنا  
 اور برسات کے پانی سے وہ پر آب رہتا ہے اور تل اب سے شہر و اسے پانی پتی ہیں شہر کے اندر طرح طرح کے  
 اصل حرفہ و پیشہ صاحب علم و ہنر رہتے ہیں مگر کشمیری مسلمانوں کی بھت کثرت ہے جو شالبا فی کا کام کرتے  
 ٹری اعلیٰ سوداگری بھان بھنیہ کی ہے اور تجارت غلہ وغیرہ کی مندوار وڑھ کہتری کرتے ہیں کوہ  
 چنبہ و کشمیر ولد اخ و بنت و یار قد سے سوداگری کا مال بھان اگر فروخت ہوتا ہے اور بھان کا مال لکڑ  
 اور ملکوں میں جاتا ہے آب ہو بھان کی معتدل ہے ملک رخیز و سیراب ہے قلعہ کے چاروں طرف آٹھ  
 بھاڑ اور باہر شہر کے بفاصلہ تین میل ایک باغ بھت عمدہ بنا ہوا ہے اوسمیں عالیشان عمارتیں اور  
 سیوہ دار و درخت ہمار ہیں۔ بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے ایک ہزار نو سو چوبیس فیٹ ہے پہلی چوٹی  
 دار الیاست راجگان قوم کٹیچ تھا عرصہ ایک ہزار برس کا گذرا ہے کہ راجہ جیت پھلور راجہ اس خاندان کا  
 کی سلطنت بنی جب غلبہ قوم جو ان کے بدخل ہو کر اوس کو چلا آیا اور موضع پٹیاں و چوہارہ و سو و مو کو  
 اپنی تصرف میں لاکر راجہ بنا اوس کو بعد جب سولہ پٹیاں اوس کو برابر راج کرتی چلی آئیں تو ستر و ان راجہ

راٹھور حکومت آ رہا ہوا اُس نے اپنی حکومت زیادہ کی اس راجہ کے پیچھے پانچو ان جانشین راجہ بھار مل بھا  
 اوسنی مگر بادشاہ کی اطاعت قبول کی ایک تہ بھیر راجہ سنگھ کہلتا ہوتا تھا برہمچان شہر آبادی آہو پنا تھا  
 مہووم دیکھ کر آبادی شروع کی اور بھانکار ہنا اختیار کیا چونکہ شہر کی آبادی سے پہلے ایک مندر مہادیو  
 دہرم شہر نام کا بیان ہوا تھا اوسنی بھی اوسکی نام پر شہر کا نام بھی دہرم شہر رکھا اوسکی بیوی راجہ  
 باسو نے قلعہ کے تعمیر کی بنیاد رکھی اور شہر بخوبی آباد کر آیا اوسکی بعد سورج گدی نشین ہوا اوسکی وقت میں  
 بھیر شہر جاگیر کے حکم سے نورپور کے نام سے موسوم ہوا اوسکی بعد جب راجہ برہمچان سنگھ بھانکار راجہ ہوا تو اوس  
 شہر کی آبادی اس وجہ پر ہونے لگی کہ بھار میں اور کوئی شہر اسکی ساتھ کا آباد نہ تھا اوسکی بعد جو تھی شہر  
 تک بھیر ریاست قائم ہوئی آخر رنجیت سنگھ نے بعد فتح کانگرہ اس خاندان کے راجہ کو بھی ایسا غارت کیا کہ چند سال  
 تک نہ نذرانے دید کر یا دیو گنجیست مغلں موگلی تو سبھی توجہ کے ماتھے سے غارت ہو کر اب بھانکار ایک  
 تحصیلدار حاکم مال زیر حکم صاحب ظلم کانگرہ رہ کر تحصیل کا کام دیتا ہر تلوک ماتھے یا تر لوکنا تھے  
 یہ شہر نورپور سے مشرق میں کانگرہ اور نورپور کے درمیان ایک بھارٹی کنڈ کے کنارے آبادی آ رہا ہوا  
 اسکی اگرچہ کسی پر مگر رونق قدیمی شہر دن سے بھی زیادہ تر ہے بھار بھانکار تلوکنا تھے نام ایک مندر نشین جی مہادیو  
 بنا ہوا تھا اوسکی پاس گلہری کے ریاست کے وزیر سہی دھیان سنگھ نے باغ بنایا اور کچھ تھوڑی سی آبادی بھی بکھیرا  
 تلوکنا تھے کا مندر بننا شروع ہوا اوس سے تھوڑی سی مدت بعد جب سردار لہنا سنگھ مجتہد بخت سنگھ کے  
 حکم سے کل بھار کا ناظم مقرر ہو کر گیا تو سردار لہنا سنگھ کو بھیر مہووم بخت پند آیا اور اُس نے اسکی آبادی میں  
 بدل دیا جان کوشش کی بلکہ ایسا حکم دیا کہ جو کوئی مجرم یا قصیری کسی ریاست کا اس مقام پر آ کر آباد ہو وہ  
 اس جرم سے آزاد ہو اور اگر کوئی مغلں نادار رہنے کے ارادے پر بھانکار آوی وہ بھار شش ہا ہی کا غلہ  
 سکراری دے یہ بات جب مشہور ہوئی تو سنیکردن آدمی ہندو مسلمان اس جگہ اگر آباد ہوئی اور شہر کی  
 سی موت میں پرانی شہر دن کے طرح بھیر مقبہ بخوبی آباد ہو گیا کارخانہ پشمینہ کا بھانکار بخت جاری ہو بھانکار  
 بنا ہوا پشمینہ دور دور جاتا ہر تجارت ہر ایک منس کی بھانکار بخت ہی نورپور کے بخت بھیر مقام سردار  
 ہوا آتے ہو اس جگہ بخت ہی رہنے والے بھانکار کے ہندو کتری ارڈری مسلمان تھوڑی سی من حیث  
 اچھا ہو مگر پوشش کسب کی شمالی طرف اسکی بخت بند بھار پر بھار اور جگن پیدار چند کے علاوہ کاتری شہر کے  
 پاس تلوکنا تھے مہادیو کا مندر مندر کا پتہ شگاہ ہے اور اوس کے نام سے بھیر شہر موسوم ہے  
 سری نور کانگرہ کے ظلم میں بھیر بھی ایک تحصیل کا مقام ہے ہری پور اسکا نام ہے بخت باز ہری پور  
 دوکاندار شہر دانداری ایک بخت قلعہ رنجیت کا بخت مضبوط بھانکار بنا ہے یہ شہر مندر دن کے نزدیک شہر

سکان جو انکے بیان ہو کر بن جی نے بھان او تار لیا سو اسطر اسکا نام ہری پور کہا گیا کہ ہری اصل میں شہر  
کا نام ہے بن جی کا مندر بھان پرستش کا مقام ہو دور دوری لوگ دھان آتے ہیں پرستش کرتے ہیں  
**سلطان** پور ضلع کا نگڑہ میں بھی ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے جنوب دھلوان ایک شلت شکل کی  
زمین کے اوپر دریائے بیاس اور ایک دریا کے درمیان جو اسکے دس طرف ہوتا ہے منڈی سے بفاصلہ بحیر  
کوئٹہ آباد ہے پھر یہ شہر کوئی ریاست کا دارالریاست تھا اس قصبہ دار زیر حکم صاحب شام کا نگڑہ  
بھان دیشا جو کے طیف اسکا ایک درندہ سی پتے ہر راجہ کے رمنی کے برائے سکانات بھان بنی ہوئی  
شمال کی طرف اسکا ایک بڑا بازار ہے جہاں تجارت کا گرم بازار ہے ہر ایک طرح کا جاری ہو پار ہر اور  
شہر کے اور کے حصے میں سو اگر دن دو دوکاندار دن کا رنکروں کے رستے کے علیحدہ مکان بنی ہوئے ہیں  
درآمد اس شہر کی چٹ دو سو گنا کھڑا ہے اور اس جنس کے عوض میں آفیون کستوری ہر اور گوسا بنی ہوئی  
جو دور دور کے ملکوں سے اس بھار کے مندروں میں پرستش کرنے آتے ہیں وہ سوداگری کا مال  
بھت سالاکر بھان مجوز معاوضہ کرتے ہیں یہ شہر سلطان خان راجپوت نے قہر سلطنت شامان لودہ  
آباد کیا اور اسے نام پر اسکا نام سلطان پور رکھا ہر ایک قسم کا آدمی اہل حرفہ پیشہ کھتری اور ڈری سلاز  
یہ رغل شہان بھان آباد ہے علاقہ زرخیز دور عاید شاد ہے علاقہ کلہو علاقہ ہندوستان کے ملک  
شمال اور کا نگڑہ سے شرق کی طرف سرکار انگریزی کے اخیر حکومت کے اوپر واقع ہے شرقی اسکا چٹ تہا  
کے ساتھ ملتی ہے اور غرب اور شمال کے طرف ہند کے ریاست کا علاقہ اور کھڑے جوئے سمت کو علاقہ ہند  
و جنوب شرق کے طرف علاقہ حکومت سیدہ واقع ہے اور تمام ملک کوستان و دشوار کنڈ اور دیرانہ و جگل  
کثرت راہ درسم و عادات اسکا کے لوگوں کی ہر ایک ملک سے علیحدہ ہیں آفیون و جرس و شمر کی ہت  
پیدائش ہے گہور اسکا کا کہ قدر ہے جبکو گٹ کہتی ہیں بھت تیز و محنت کش و چالاک ہوتا ہے جگل کا کہنے  
دم کا مو جمل بھان خوب ہتا کستوری مشک نافہ بھت آرزوان ملتا ہے کلہو کے راجہ کے متعلق چند دیجات صا  
دھلوان گہائیوں کے اندر آباد ہیں جنہیں پیداواری کم اور جگل زیادہ ہر مگر راجسی اس خاندان کی  
قدیمی ہے اول راجگان دگن سے ایک چتری راجہ بود میر پال نام اس بھار میں کسی تقریب سے آگیا اور  
اسکا بر قابض ہوا اس کے بعد راجہ کیلاس پال کے عہد تک اور پھر راجہ پتہ پتہ اس بھار کی حکومت  
کرتے رہی مگر ایک ہی علاقہ پر حکمران نام وزیر سی ہر قائم رہے کیلاس پال کے بعد سندھ سگ راجہ ہوا اور  
ایسا علاقہ بڑا یا اور جہ علاقے سراج کے ملک کے اوسو انہی قصبہ میں کر لئی جہ اسکے میں شلت ایک استھ  
علاقہ راجہ چوتھا جانشین برتھی سنگ راجہ ہوا تو اوسو ایک پرگنہ سراج کا دبا لیا اوسکو بعد شلیان سنگ



پھر حکمت نگہ نے حکومت پائی اوسنی پانچ لاکھ سراج کے آؤ لئو اوسکو بعد پتھی سنگہ ثانی راجہ بنا اوسنو  
کل علاقہ سراج کا اینتر تصرف میں کر لیا اور بھی تسلط اپنا بڑا مالکہ دریائے ستلج سے اوتر کر کوت گردہ پر قلعہ بنوا  
بعد اوسکو چارپشت شک ایسا ہی رہا پانچویں جانشین بکرمان سنگہ کے بعد میں وزیر کی کا چارم علاقہ منڈی کے  
راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوت گردہ بھی اوسکو دخل سے نکل گیا اوسکو بعد جیت سنگہ نے گدی پائی اگلے  
وقت شمس الدین لاہور کی سکھی فتح مرگ مناجات کیطرح اوسکو سر پر جاہو نچی اور کل ملک اور راجہ کا مال  
اسات خزانہ بٹوٹ لیا اور کل علاقہ مضبوط ہو کر شامل سلطنت لاہور کے ہو اس غم میں راجہ جیت سنگہ بشار  
حال ہو کر مر گیا اور کوئی وارث اوسکا باقی نہ رہا مگر شہر سنگہ دال لاہور نے اس خاندان کی تداست اور  
لہنا سنگہ مجبہ تاظم کوستان کی سفارش کے طرف توجہ کر کے جیت سنگہ کے چچے ٹھاکر سنگہ کو راجہ بنایا اور علاقہ  
وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اوسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضلعی میں لے لیا۔  
سمت ۱۹ میں جب بھجڑا سرکار انگریزی کے مقبرن میں آتا تو حکام انگریزی نے بھی بموجب بارہ ہزار  
روپیہ کے وہ علاقہ بدستور ٹھاکر سنگہ کے پاس ہندو یا نگر بھجڑا ایک قبضہ دریائی بیار کے پار کے بھجڑا ریاست  
کلو میں نو دہیانے شمال مشرق کو بفاصلہ سولہ میل آبادی مسری گرتھ بھجڑا ایک قبضہ شمال مشرقی  
انجام کوہ شمالی پنجاب ریاست کلو میں سلطان پور سے بہت جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ پتالین سل کے آبادی  
گومانی کاو کے بھجڑا کے علاقہ میں بھجڑا ایک ندی بھجڑا کے اندر سے نکلتا اور سمت جنوب مغرب بحین سل کا  
راستہ لے کر دریائی بیاس میں شمال ہو جاتی ہے چھبیس بھجڑا شہر کوہ سالہ کے جنوبی قطار دون چھوٹے  
کے جو کطرف دریائی راوی کے کنارے کے اور آدھے مشرق کی طرف اسکو دریائی راوی جو حکوہ مان چھوٹا  
کھتے ہیں اور غرب کے طرف دریائی سیادہ تاسر اور دونو دریائی شہر کے پنے باہم مل جاتی ہیں اسلئے  
شہر کی آبادی کی شکل مستطیل زادیہ متادی الساقین کے طور پر ہے دو طرف اسکو دونو دریا اور شہر کے طرف  
ایک بلند چٹائی بھجڑا شہر اس بھجڑا میں خوبصورتی اور لطافت میں ضرب المثل اور تجارت و سوداگری میں  
لاٹانی ہو گیا آبادی ہلکی قدر کے ساتھ تحصیل در طرز عمارت کا بھی نایب مکانات اسکو دو منزلہ منزلہ  
ہیں اور بکے اور چہرہ بطور بہت کے صرف منسویے تنہو پڑی ہوئی ہیں ہر ایک گھر کے آگے کھلی صحن اور چوڑے  
سیدان میں باشندہ چنے کے چیل کے پہول کیلج نازک حسین دلربا خلق صاف پوش ہند و کثرت مسلمان کم  
بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے بھجڑا شہر دار الحکومت جلا آیا ہے اپنی قدیمی بڑی بڑی مندر اتیک جو دہن  
دریائی راوی سے کچھ بلندی پر چڑھ کے آبادی شہر کی شروع ہوئی ہے زادیہ سوزادیہ تک کم جوڑی آبادی  
بطور راق کے قیاس کرنی چاہیو اس آبادی سے آگے تخمیناً پانسو قدم لیا اور دوسو قدم چڑھا ہوا میدان ہے

اوسین سبزی اور پھولوں کی بھار چاروں طرف گھزار رہتی ہے اوسکو ادھر خارجی آبادی گھڑی دن ہی جب  
آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے باہر کے لوگ اس میدان میں سر کے واسطے جمع ہوتے ہیں شہر کے وسط میں کچھ ناچ  
جہاد یو کا مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہے اور بھان کے راجہ نے ایک بھر پور بھاری لاگر شہر کی رونق کو دیکھ  
کر دیا ہے قدرتی نظام اس شہر کا ایسا ہے کہ اور کسی کا نہیں ہے کہ تین راستوں کے سوا کسی اور کوئی راستہ شہر  
کے اندر جانے کے واسطے نہیں ہے دور راستہ تو دونوں دریاؤں سے اور تر شہر کے اندر جلتے ہیں اور ایک راستہ  
پچھلے پھار کے طرف سے آتا ہے دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر تھکتا ہے وہی میں شہر کا سب سے بڑا بازار ہے  
بڑے سا ہونکا مالدار بھان دوکانیں کرتے ہیں کوئی ایسی چیز کسی ملک کے نہیں ہے جو وہاں دستیاب نہیں  
ہوتی دور دور سے تجارت کا مال آتا ہے ایک ایک سو اگر گزار دن روپیہ کا فائدہ دلا دھاتا ہے کل  
شہر میں ایک ہزار گھر کی عمارت اور پانچ ہزار آدمی کی آبادی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے حویلیاں بڑی  
بلند و عالیشان ہیں گرہن دواچی علاقہ اس شہر کا ہر ایک صفت سے موصوف ہے آب و ہوا معتدل زمین بڑی  
گرمی میں بھی بھان موسم سرد رہتا ہے سردی میں برف پڑتی ہے پیداوار غلہ کی جیسا ہے چانول بہت چھی  
ہوتی ہیں اخروں کے درخت و زیتون کے درخت ہونے کا ہر ایک کے چانول سب علاقہ سے عمدہ ہوتی ہیں اونکی  
تجارت بھیان بہت ہے راجپوت ہندوؤں کے رہنے کا یہ مقام ہے ہر ایک کا کسب طبع کا آرام ہے۔ چنبہ کی پرست  
قدیم سے چلی آتی ہے اب بھی اوسری سنگ بھان کے راجہ زیر حکومت صاحبان انگریز اس علاقہ پر خود مختار و  
اختیار ہیں سرکار میں انکی بڑی عزت و توقیر ہے رنجیت سنگھ کی عمارت سے اول اس ریاست کی تخت  
بہت علاقہ تھا گر رنجیت سنگھ نے بہت سا علاقہ اس میں سے چھین کر اپنی سلطنت کو شامل کر لیا جو قبضہ  
سلطنت لاہور کے انگریزوں نے راجہ گلاب سنگھ کے پاس فروخت کر ڈالا اب کل سلطنت اس ریاست کا چار ہزار پانچ  
سے زیادہ ہے جو دریا ہے رادھی کے دونوں اردوں پر کانگرہ سے سمت شمال اور برغانی پھار سے جنوب کو  
واقع ہو طول اوسکا لاصل سے کشتوار تک دسویں اور عرض پانچویں دھار سے جسکے تک اسی کو اس سے شرق و  
لاصل دیکھو جنوب کے سمت کو علاقہ نور پور پر کانگرہ ہر کے سمت بیوی و جسر دھتھ شمال کی طرف جسکے کشتوار و  
جہاد و اہ میں گرجھ تمام ملک سرد و نہ زیر سردی کو موسم میں پرب برسنی برف کے تمام علاقہ سفید نظر آتا ہے  
بھار کے موسم میں ہر جہاں ہوتی ہے کہ اوسکو دیکھ کر سپر کرنے والاں کو محبت کا باغ یاد آتا ہے۔ +

**لاصل** چنبہ علاقہ ایک حصہ ریاست چنبہ کا ہے جو خاص چنبہ سے جنوب کے طرف لاصل کل سے ملتی ہے علاقہ  
میں تمام سال برف پڑتی رہتی ہے اگر برسات کے موسم میں برسات اچھی طرح ہو تو برف تو برف و سلجانی ہے  
ورنہ اسی طرح برف کا عالم رہا اس علاقہ میں گدی قوم آباد ہے سیرت و ضلعت اونکی دھیانہ کسی کے اختلاط

[illegible]

کے دین اسلام کو محض بے غیر مسلمان اس نام بہت دین کے سوا کام کرتے ہیں اور کہ سین کے وقت سے شہر جو اب اس کے عہد تک  
 ستریاں جہت بہت عیان اجر کرتے آئے جو اب اس کے بعد شیریں پھر اسیری سین جاہو اب پھر ظالم سین اسیری سین کو عیانی  
 نو حکومت بانی اور سنی صدر میں نجات سنگ کو حکومت نے عیان فضل لیا اور بی در پند زانی لیا اور ٹکلیفین ہوش و دم موٹیں  
 ظالم سین کے بعد پھر سین گنیزنگا دوسرے بڑے بھاری نذرانہ سرکار لاہور میں دیگر گدی حاصل کی مگر یہ جہت تین چھپ  
 کو نذرانی دیتی دیتی سنگا گیا اور ریاست منسل ہو گئی رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد نونہال سنگہ نے سبب نہ وصول ہو کر  
 نذرانہ کے منڈی کے اوپر فوج کشی کی اور پھر سین گرنار ہو کر قلعہ گوہنگدہ میں محبوس ہوا چند سال محبوس  
 رہا جب شیر سنگہ کا وقت آیا تو پھر اسکو سرافرازی ہوئی اور کچھ نوکری اسکو ذمہ قرار پائی جب اب  
 سب انگریزوں کے علاقہ میں آیا تو سرکار نے بھی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی نوکری اس کے ذمہ قرار  
 دیکر راج کو بدستور قائم و بحال رکھا اور رئیس منڈی کار و ز کے قلعش اور دربار لاہور کی تکلیف دہی  
 مامون مضمون ہو کر بیٹا صاحب پیر سین شدہ امین مر گیا تو راجہ بھجے سین اسکا بیٹا خور دسال رہ گیا اسکا  
 سرکار انگریزی نے انتظام اس ریاست کا اسنو ذمہ پر لیا اور صاحب کشن جالندھر مہتمم مقرر ہو کر وزیر  
 گوشاؤن جو ایک خیر خواہ دھرمک مال وزیر ریاست کا تھا صاحب کشن کے سیاست میں ریاست کا کام انجام  
 دیتا ۱۸۶۷ء میں راجہ منڈی بعد بلوچ ہو چکے اور صاحب کشن جالندھر نے ایک بار متفقہ کر کے اسکو  
 کے اختیارات عطا کر دیے راجہ گدی نشین حال ہر ایک علم میں صاحب کمال ہے انگریزی کی تربیت اسنو  
 کلاں صاحب سی مائی اختیارات کے سپرد ہوئی ہی راجہ صاحب نے ایک لاکھ روپیہ نقد صاحب کشن کی خدمت  
 بھیجا اور درخواست کی کہ پھر روپیہ کار مائی مفید عام و رفاه خلق میں خرچ کیا جاوے اس کا خیر سزاوکی  
 ٹری نیکی نامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا صحت زرخیز وسیع علاقہ ہو معدنی دولت بھی عیان صحت  
 دو جگہ نمک کی کان ہیں جس سے بکثرت نمک نکلے فروخت ہوتا ہے ایک کان کے نمک کو کوہہ دوسری کو دور  
 کہتے ہیں ان کانوں میں سے نمک سیاہ رنگ مایل سبزخی نکلتا ہے گھر بھیہ ایک چوٹا سا قصبہ جنوبی ڈھلویں  
 گھاٹوں کوہ ہمالہ کے اندر آباد ہے عمارت گہر دن کی سختہ مہرون کی مٹی ہوئی ہے مکانوں کے اوپر بڑی  
 بڑی چوٹیر کے ٹکڑیوں کے چتین قنچی دار لٹھی ہوئی جو پیچ سی اونچ اور دونوں طرف سے نیچے ہیں اس مقام پر  
 ایک نمک کی کان ہے جس سے اکثر لٹائی رنگ کا نمک نکلتا ہے یہ کان باسخت ریاست منڈی ہے راجہ کے  
 ملازموں کے معرفت نمک نکالا جاتا ہے کھلا گڈہ یہ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی کے اوپر بائیں یا جنوبی  
 کنارے دریا سی پاس کے کچھ تھری اور کچھ قدرتی بنا ہوا سی پاس پاس اسکو اور بھی چھڑی قلعہ چھڑے  
 زمین پر پوٹھوں پر مٹی ہوئی ہیں جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہیں اس چھڑ میں ایک

ایکلی چوٹی بلند ایسی ہے جو سب چوٹیوں سے اونکیو چاس نیٹ بلند و ریاس کے سطح سے پندرہ سو فٹ بلند ہے اور ہندو  
 کے سطح سے تین ہزار فٹ بلند ہے سطح اس چوٹی کا چسپہرہ قلعہ بنا ہوا ہے آٹھ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا ہے  
 جس کے گرد دی گہری گھری زبان ہستی میں دھلون گھاسیان بھی اس کے چاروں طرف بھت میں جو انسی اور سو  
 اور ڈیڑھ سو فٹ تک بلند ہے کہتے ہیں بھت قلعہ راجہ منڈی کے تصرف میں ہیں چھوڑا راجہ منڈا چند  
 راجہ پترہ و کانگڑہ نے اس قلعہ کے اوپر توپوں کی گر کا میاب ہوا بعد ازاں رنجیت سنگھ کی فوج نے اس پر  
 خسرل و تنورا صاحب کی بھیان مامور ہوئی اور سنو ٹری محنت سے بھت قلعہ یا سکیت بھت شہر بھت  
 میں بھت برانا شہر اور قدیمی ریاست گاہی اور ریاست بھت پرانی سے ملکہ منڈی کی ریاست بھی اس ریاست کی  
 ایک آخری شاخ ہے آبادی شہر کی چھار کے دامن میں بھت اچھو موقع کے اندر واقع ہے دستور بابین شہر کی  
 زمین نہایت پر فضا دوسرے شہر کے سچے بازار پر چھار قطعہ عمارتیں درخت شہر کے بنی ہوئے ہیں راج محل صرف  
 سادہ عمارت کا بنا ہوا ہے رہنوی والے شہر کے خوبصورت سادہ مزاج حلیم اشراف علاقہ اس ریاست کا باد  
 سیل لمبا اور بیس میل چوڑا ہے کل سطح اس کا چار سو بیس میل مربع شمار میں آتا ہے کل علاقہ میں جو اسی ہزار  
 بانو باون آدمی رہتے ہیں اور اسی ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی ہے چھٹلی بھت ایک قبضہ ریاست  
 کے متعلق دو دربارت کے چھار میں سکیت سو دس میل نسبت جنوب مغرب اور کوہ سنگھ سے چھتیس میل شمال  
 کے طرف کو آبادی جو سسی بھت ایک قبضہ ریاست سکیت اور دربارت کے چھار کے متعلق شہر سکیت  
 سے اٹھاس میل نسبت جنوب مشرق اور سنگھ سے شمال مشرق کو فاصلہ بیس میل ہے علاقہ  
 دون کے شمال دریا میو بیاس کے کنارے سید کا علاقہ ہے علاقہ اس کا تمام چھار تاہو اور دستور ارگزار اور  
 جنگل خدارو ویرانہ پر غازی رہنوی والے اسکے کے عموماً راجپوت ہلیک کا جنگل اس علاقہ میں بھت ہے اور دوتا  
 وکر یا نہ بھی دسہین بھت پیدا ہوتے ہیں خوشبودار پھول باغ و اطراف خاص قبضہ سینین آبادی اچھی ہے لوگ  
 غرب طلب مالدار ساہوکار رہتے ہیں عطر بھیا نکالا ہوا ستھ مشہور ہے سید کی ریاست کا بھت حال ہے  
 کہ چھوڑا احمد برنس چند کٹوج راجہ میگہ چند رکٹوج کا بیٹا اپنی بھائی کرم چند سے ناراض ہو کر گلیر کاراجہ بنا اور  
 شہر ہری پور آباد کر کے رہنے لگا اور سکے بعد تیسرا جانشین سو برن چند ہوا سو برن چند کے چار بیٹے ہوئے اور  
 ہر ایک سے الگ الگ خانہ ان بنا اور میں ہو گیاں چند بڑی بیٹے باب کی گدی پائی اور سری چند بڑی  
 بیٹے نے اپنی بھائیوں سے علیحدہ ہو کر سید کا ملک جو نامی اور جنگل پڑا تھا آباد کر لیا بعد اس کے بھی چند  
 نامک چند نامک تکی شیتن برابر راج کرتے ہوئے ملی آہن نامک چند ہندو و بیٹے ہوئے شیشا انوکست چند  
 تر باب کی گدی کا مالک بنا اور دوسری بیٹی کسوت چند ہندو اتار پور کا مالک علیحدہ کر کے اپنا الگ راج



حاکم کیا پھر ان کو کب چند رکابیا اسی چند رہوا اسی چند سر پر تھی چند رنگ آٹھ راجہ علی الاتصال حکومت کرتے  
 حال آئی سر پر تھی چند عالمگیر بادشاہ کی اطاعت قبول کی بعد اوسکو امر سنگھ جیسو بت سنگھ پھر بھاو سنگھ پھر بھاو  
 سنگھ پھر شو سنگھ پھر گوہر سنگھ براب حکومت کرتے آئی گوہر سنگھ نے رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کی اوسکو پھر  
 رام سنگھ جاگیر دار و محشر بھاو دراب تھا اپنی جاگیر پر قابض و متصرف ہوا ورجم اسلامک کی نہیں سزا  
 رویت تک ہر گلہ کوہ شمالی پنجاب باری و دوات کے متعلق تھے ایک قصبہ و منو کناری دریا سیال پور سے  
 بفاصلہ ایک سو چوبیس میل آٹھ سو تیس قصبہ قدیم سے دارالریاست صی راجہ متعلقہ اسکا کانگرہ سرحدوں  
 دریا سیال پور گنگا اور ریاس کے کناروں پر واقع ہے حال اس ریاست کا اسطر جہاں ثابت ہوا اگر راجہ میگ چند  
 کپور کے دو بیٹے ہوئے ایک م چند و دوسرا رنس چند کہ م چند اپنی باپ کے جگہ جانشین ہوا اور برنس چند  
 اوسکا دوسرا بیٹا محمد م الریاست ہو کر گلبر میں آیا اور نیاراج بنایا اور شہر سری پور آباد کر کے زمینوں کا رنس چند  
 کا بیٹا گنی چند را و سکا بنایا و دھیان چند را و سکا بنایا سو برن چند رہا سو برن چند کے اولاد سے خاندان  
 سیہ کا بناد اور گلبر کے حکومت کا مالک کیاں چند رہا گیاں چند سرور چند رنگ بارہ جانشین علی اتصال جانشین  
 ہو کر چلے آئی و چند نشان دہلی کا مطہم ہوا اور کشمیر کے ہم میں ہراہ پنجاب علی خان فوجدار کے مارگ  
 بعد اوسکو مال سنگھ نے ریاست اپنی پھر راجہ عالمگیر کے عہد میں بھت صاحب قدار ہوا اوسکو بعد مگر سنگھ  
 اوسکو بعد پھر پنگھ تک پانچ راجے ہوئے پھر سو پنگھ کا بیٹا راجہ شمشیر سنگھ راجہ بنا اوسکو سکھوں کی غارت  
 قبول کی اور اب تک سری پور میں موجود ہیں لیسوئی سخا کے شمال مشرقی گوشہ کوہ ہالہ کے  
 جنوبی قطار دن دریا و راوی کے کنارے پر تھے ایک قدیمی شہر آباد ہے بازار اس شہر کا اگرہ ٹری  
 مگر بقاعدہ بنا ہوا ہے راجہ کے رہنے کے مکان بھان خوبصورت و عالیشان بنی ہوئی ہیں اور ایک فاضل غز  
 بنوایا ہوا بھان موجود ہے ایک مندر مہادیو کا جسکو نل کٹھ مہادیو کہتے ہیں بھان بھت عالیشان و مطلق  
 بنا ہے دریا و راوی اس قصبہ کے نیچے قریب اسی گرنے کے پور اجلتا ہے + -

چوتھا حصہ پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے تفصیل میں اس میں  
 تین تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں اور حاکموں اور ناظموں  
 کے ذکر میں جو سلاطین غزنی سے لیکر خجائی و درانی سلطنت کے  
 اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے تھے

مسلمان بادشاہوں سے اول ناصر الدین بیکتگین شاہ غزنوی نے پنجاب پر چڑھائی کی اور راجہ جربال دلو  
پنجاب کے ساتھ لڑ کر فتحیاب ہوا اگرچہ لاہور تک پہنچا مگر اسل تو اسلیم اوسکو بھلا عازم ملک پنجاب  
کا شمار کرتے ہیں بعد ازاں سلطان محمود غزنوی نے راجہ جربال و انگ پال پر فتح پا کر پنجاب  
پہنچایا اور ملک یازندہ جان باز اینو کو پنجاب کی حکومت عطا کی ایا نے شہر لاہور کو جو غزنوی فوج  
کے حملوں سے ویران ہو چکا تھا دوبارہ آباد کیا اوسکی وقت میں پنجاب بچھڑا بادی کی صورت پیدا کی سلطان  
محمود کے بعد جب سلطان مسعود و اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو اوسنے احمد بن بیکتگین کی پنجاب کا  
حاکم بنا لیکین احمد ٹھوڑی ہی دنوں کے بعد باغی ہو گیا اوسو اسطر بادشاہ فی فتح جہاں سبر کر دگی سہمی ناتھ کے  
پنجاب کو مامور کی دفع فوج لاہور میں آیا اور ایک چھتری تک محاصرہ رکھا آخر باہم لڑائی ہو کر شاہی فوج  
ہار گیا اور فوج متفرق ہو گئی اس واردات کے بعد مولک بن جمن غزنوی سے فوج لیکر آیا اور لاہور  
پہنچ کر اوسنی احمد کو شکست دی احمد شکست کھا کر کشتی میں بٹھا اور چاٹا کہ دریای راوی کے راستے  
کو بھاگ جائے مگر فوج شاہی نے کشتی کو جا گھیرا اور کشتی غرق ہو گئی اوسکی بعد وہی مولک پنجاب کا حاکم بنا  
پھر چند دنوں کے سلطان مسعود مانسی کی محکم فتح کر کے لاہور آیا تو اوسنی شہزادہ ابوالمجد اپنی بیوی کو نبیاب  
کا حاکم بنا یا اور ایا ز خاص کو حکم دیا کہ شہزادہ کا اتالیق ہو کر اوسکے پاس ہی جا سچہ ایا ز شہزادہ کا نائب  
نیکر پنجاب کی حکومت کرنے لگا پھر جب سلطان مسعود اپنی بھائی ابوالمجد کے ماتھے سے قتل ہوا اور سلطان  
مودود بن سلطان مسعود بادشاہ ہوا تو اوسوقت ابوالمجد کا حکم پنجاب نے باعانت ایا ز جان باز کے  
دریای سندھ سے تھانیر تک کل ملک اپنی قبضہ میں کر لیا موات صاحب اوسنی سنا کہ مودود بادشاہ ہوا  
تو اوسنی بھی اپنی آپ کو پنجاب کا بادشاہ تصور کیا اور اپنے بجائی سے بغاوت اختیار کی اوسو اسطر سلطان مودود  
نے بسال سنگھ بھجری لشکر جہاں پنجاب کے لیڈر کے واسطے مامور کیا اوندنوں ابوالمجد اپنی فوج کے ساتھ مانس  
کے مقام پر تھا اور اراوہ تھا کہ دہلی پر حملہ کری اوسو اسطر غزنوی کا لشکر بے روک ٹوک لاہور تک پہنچا پھر  
جیسے غضب ہوا کہ اوندین دنوین ایا ز صاحب ساز ابوالمجد کا مر گیا اس خبر کے سنتی ہی ابوالمجد مانسی سے  
بلوچ بلوچ لاہور آیا ابھی لڑائی وقوع میں نہ آئی تھی کہ سلطان مودود بھی توین سے اپنی فوج کے امداد  
کو لاہور پہنچا اور دونوں طرفوں سے لڑائیوں کے تیاریاں ہوئیں کہ ناگاہ مودود علیہ الصغی ابوالمجد  
کو لوگوں نے اوسکی ہتھراحت کے بستر پر مہا پایا اور کچھ بے ریافت میں زندہ کیا کہ اوسنی خود کشتی کی  
کشتی صدمی سمرا اوسکو مرنے کے بعد سلطان مودود نے کل انتظام پنجاب کے کے احسن اندیک غزنوی  
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور خود غزنوی کو روانہ ہوا مگر اوس ناظم سے کچھ انتظام ملک کا نہوا اور تمام پنجاب میں

بے انتظامی پہل گئی اور بادشاہ کی طرف سے بھی اس میں کچھ توجہ و قورع میں نہ آئی ایسا حال دیکھ کر راجہ انگارا  
راجہ منوئل کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلہی اور دے سے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوئے اور دس ہزار  
فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے بھت سے عرصہ بیان بادشاہ کی خدمت میں لکھیں دربار  
لاگئی مگر وہاں سے جواب تک آیا اسو اسطر ناظم خود غرنی کو چلا گیا جب اس سلطنت ناظم سے خالی ہو گیا  
تو باہر کا انتظام تو بندہ دن نے کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سردار ان منوئل عہد شہزادہ ابوالجہد کو باہم  
متفق ہو کر شہر کو بدستور بند رکھا اور ہندوؤں کے فوج سے سات ہستی تک لڑتے رہے منور وہی معاملہ درشت تھا  
کہ ۱۲۲۷ء میں سلطان ہودو دے ابوالقاسم محمود و محمد منصور اپنی دونوں فرزندوں کو پنجاب کے انتظام کر دئے  
ماہور کیا منصور تو شاہ درہن اگر وہاں کا ناظم بنا اور ابوالقاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور ہوا  
اور سکر آتے ہی ہندوؤں کا لشکر پنجاب کو خالی کر کر چلا گیا بعد وفات شاہ ہودو کے جب ابوالحسن  
علی بن ہودو و بادشاہ ہوا تو اسکو وقت علی بن ریم سے جو بدلتاق میرک و کلیل اپنی کے  
پشاور و لاہور و دھن بکھلے کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اسکو عہد میں  
نمودم علی گنج بخش جو بری غرنین سے لاہور میں تشریف لائے اور بھان ہی قیام رکھا اس کے بعد جب  
سلطان عبدالرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اسنو علی قابض پنجاب کو تسلی و دلایا  
دیکر اپنی پاسبان بلا یا اور سسی تو شکین صاحب غلام دفا دار اپنی کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چند ہی پنجاب  
میں خیرائی کے سلطان عبدالرشید کو طفل صاحب ناظم مہستان کے دغا سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹا ہے  
بھیہ خبر سکر حاکم پنجاب غصہ میں آیا اور پنجاب کے لشکر کو غرنین کی طرف جانے کا حکم دیا اور امر غرنین کو لکھا  
کہ کی طرح میری آنے سے اول ہی طفل نکو ام کا کام تمام کر دو ورنہ میں خود آکر اسکا کام تمام کر دینگا  
مگر اسکو پہونچنے سے اول ہی امرای غرنین کے ہاتھ سے ہودہ مشغول ہوا اسکو بعد جب سلطان عبدالرشید  
بادشاہ ہوا تو اسنو بھی ادسی تو شکین کو ناظم سپہ سالار پنجاب کا مقرر رکھا اور خود بھی ہندوستان  
کے مہم کے وقت و درمیانہ اگر لاہور میں مقیم ہوا اس کے بعد سلطان مسعود ثانی بن ابراہیم  
نے سلطنت پائی اس کے حکم سے طنائین صاحب پنجاب کا حاکم بنکر آیا پھر سلطان ارسلان شاہ  
کو وقت محمد سلیم پنجاب ناظم قرار پایا مگر اسنو سلطان پھر ام شاہ کے وقت بغاوت اختیار کی اور شہر لاہور کو بند  
کر کے دیر عرصہ کی طرف فوج بھیجی خیر باکر پھر ام شاہ بذات خود دہرا بھاری لشکر لیکر پنجاب پر چڑھا آیا لڑائی میں جو  
گرفتار ہو کر جب بادشاہ کو دیر و گیا تو بادشاہ نے اسے لیکر کابل بھیجی بادشاہ کو دین پرورش پائی تھی نصیر اسکی  
معا کی اور دوبارہ حالت دیکر زعامت پنجاب کی دیکھو سپر کی اس انتظام کے بعد کہ بادشاہ غرنین پہونچا تو صوبہ پنجاب دوبارہ

استقلال بھیج کر باغی ہوا اور فوج افغانی اور کستریوں کی نوکر کرکہ کرچا ہا کہ غزنین پر پورش کر سی  
 بھیخبر کر پھر بادشاہ بھوج کینہ خواہ ملتان کے راستے پنجاب میں آیا صوبہ پنجاب نے اپنی دستوں لڑکوں کو جو  
 ایک ششم صد ان جنگ تھام بشیار لشکر کے بادشاہ کے مقابلے کے واسطی مانور کیا اور پھر خود جیدہ جیدہ  
 فوج لیکر ملتان کے پاس جا اور تراجب بادشاہ وہاں آہو پنا تو فریقین میں ایک سخت مقابلہ ہوا آخر کار پیکر  
 کے ادبار نے محمد ہلیم کو اکھیر اور پنجاب کے فوج کو شکست فاجش ہوئی تہذ شکست کو صوبہ نے جا ہا کہ کشتی میں  
 بیٹھ کر سزہ کے ملک کو بہاگ جا و اتقا فادر یاسیخ مذنیانی میں تھا اور کشتی اوس نمکھرام کی مع دسویں  
 بیٹیوں کے دریامین غرق ہو گئے جب وہ نمکھرام اپنے اعمال کے سزا کو پھونچا تو بادشاہ فرمسی سلا حرمین  
 بن علوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور خود غزنی کو چلا گیا پھر بوقت تنزل سلطنت اپنی کے حرم علادین  
 غوری سے بھاگ کر لاہور میں آیا اور بھان جی فوت ہوا بعد فوت ہونے پھر ام کے خسر و شاہ شاہ  
 اوسکا لاہور کے تحت پر بیٹا نکات برسن تک کل پنجاب کی حکومت کر کے مر گیا اوسکو مرنے کے بعد سلطان  
 ملک خسر و بیٹا اوسکا جانشین ہوا یہ بادشاہ بڑا جوان مرد تھا اسنو تمام ملک خارج از پنجاب بھیجا  
 جہاں تک سلطان براہیم غزنوی نے قسم کی تھی سند کے راجوں سے لیا مگر سلطان علاؤ الدین  
 غوری نے اوسکو آرام سے بیٹھن دیا اور تین جلون میں لاہور لے لیا اور خسر و ملک علاؤ الدین کے  
 قید میں لگا اور سلطنت غزنویہ تمام ہوئی پنجاب لیکر سلطان غوری تو دہلی و سندوستان کے فتح کور دانہ ہوا  
 اور قطب الدین ایبک اپنی غلام وفادار کو پنجاب کی حکومت سپرد کر گیا سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان  
 قطب الدین ایبک تمام لاہور سند کے تحت پر بیٹھ کر بادشاہ ہوا اور ایک شخص میں الدین  
 کو پنجاب کی حکومت سپرد کر کے دہلی کو چلا گیا اوسکو جانے کے بعد سلطان تاج الدین یلہ  
 حاکم غزنین بار او پھر پنجاب اخل پنجاب ہوا اور لاہور کا محاصرہ کر لیا پھر گردنواح کے رہنروالون کو سخت  
 اذیت دی اوسوقت بادشاہی فوج لاہور میں کم تھی اسواسطی شہر کے لوگ بھی جنگ میں بھی جاتی تھو سلطان  
 قطب الدین بھی خبر نہ کرکے جلیغ دہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین یلہ وز کے ساتھ ایسی سرگرمی کے ساتھ  
 لڑائی کی کہ تاج الدین نے بھاگ گیا اور غزنین جا کر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب و سکو غزنین پھونچا  
 اور جندی وہاں رہ کر واپس چلا آیا اور لاہور میں کینہ کسلتی ہوئی گھوڑے سے گر کر مر گیا اوسکو بعد اوسکا  
 بیٹا رام شاہ تخت نشین ہوا مگر برب عدم لیاقت موزول ہو کر تخت سے اوتار گیا اور سلطان  
 شمس الدین التمش بادشاہ بنا اور ام شاہ کے وقت میں پنجاب میں کچھ آرام نہ تھا کیونکہ تاج  
 حاکم سندہ ملتان سے لاہور کے گردنواح تک و ملک کو لوٹ کر لیجا تا ابھی سلطان شمس الدین التمش کے

بادشاہ ہونے کو کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ تاج الدین ملیہ و زشاہ غزنوی نے پھر پنجاب پر یورش کی اور کل پنجاب  
 بلکہ تھانسیہ تک ملک اپنے قبضہ میں کر لیا اسلم سلطان شمس الدین نے بڑی جمعیت کے ساتھ اوسکا مقابلہ  
 کیا اور آخری جنگ بمقام ملاوی ہو کر تاج الدین زندہ گرفتار ہوا اس جنگ سے فراغت پا کر دوسری لڑائی  
 شمس الدین کی قباہیہ حکم سند کے ساتھ ہوئی جس میں شمس الدین نے فتح پائی اسلئے پھر ہی میں سلطان  
 جلال الدین شاہزادہ خوارزم جو جنگیر خان تانا رسی کے ساتھ لڑتا ہوا اور وہند ہوا تھا لاہور آہو چلا  
 اور لاہور پر قبضہ پا کر خوب غارت کی اور اپنے ایک مقبرہ کو شہر لاہور سرور کے خود تاریاں سندہ  
 ملک کو غارت کرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین بھی خبر سن کر پھر لاہور آیا اور رکن الدین اس پر بھی کو پنجاب  
 کا حاکم بنا کر پھر دہلی کو چلا گیا جس سلطان اسلئے میں مرگتا تو رکن الدین بٹیا اوسکا سہمی علاء الدین جامی کو  
 پنجاب کا ناظم ساگر خود بارادہ تخت نشینی دہلی پہونچا مگر اوسکی تخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب  
 داغر الدین ناظم ملتان صاحب خان ناظم راون نے ہم صلاح ہو کر بغاوت اختیار کی اس حال میں اگر ہونکر  
 سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا چچا اوسکو امر اور سلطنت اور سلطان رضیہ سکرم  
 سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ سکرم کے وقت غزالی  
 کہ خان ناظم ملتان کل پنجاب کا حاکم بنا کر تھوری سی مدت کے بعد علانیہ باغی ہو گیا اوسکی سزا دی گئی اور  
 خود ملک پنجاب کے طرف متوجہ ہو کر جب سر ہند تک پہونچو تو صوبہ پنجاب نے اطاعت قبول کی اسواسطے ملکر  
 جلی گئی رضیہ سکرم کے معزول کے بعد جب ہرام شاہ بن سلطان شمس الدین بادشاہ ہوا تو اس  
 ملک فراقت کو پنجاب کے نظامت پر مامور کیا فراقت کے وقت میں تاناری فوج پنجاب میں آئی اور تمام علاقہ  
 کو غارت کرتے ہوئے لاہور پہونچو چند روز شہر کا محاصرہ رکھا پھر داخل پا کر وہ قتل عام کی کہ شہر کے گلیوں اور  
 بازاروں میں کشتوں کے پستے لگے بڑی علما و صلحا و شاخ و سادات نور اس قتل میں شہادت پائی  
 حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا جب یہ خبر دہلی پہونچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری  
 ایک میر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاناریوں کے سرادھی کو اسطے مامور کیا چونکہ وہ فوج اور افسر بادشاہ  
 سے سرکش ہوئی ہوئی تھی اسلئے وہ فوج یاس تک پہونچکر واپس چلی گئی اور دہلی میں پہونچکر بادشاہ  
 کو قید کر لیا اور تاناری فوج کا کوئی شخص جواب نہ دیا تو انھوں نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جسے کہہ  
 ارادہ سے آئو تھو جو دہلی واپس چلے گئے بعد از ان جب سلطان علاء الدین مسعود  
 نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا تو اوسکو وقت میں بھی مغلیہ تاناری فوج کہکڑوں کے ملک کے راستہ  
 پنجاب میں آئو تو دریا سند کے کنارے کنارے ملک کو غارت کرتے ہوئے ملک پہونچے اور راج کے قلعہ کا



محاصرہ کر لیا یہ خبر ماکر خود بادشاہ دہلی سے پنجاب میں آیا اور سکو آنے کی خبر سنکر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئی اور بادشاہ نے ایک امیر شیرخان نام کو جو غیاث الدین بلبن کے وزیر کی چھائی کا بیٹا تھا خان معظم خان خطاب دیکر پنجاب کا ناظم بنایا اس نے ناظم قوم کھٹڑے سے جو اس وقت برسرفا دھتی بھٹ لڑائیاں کیں اور انکو خوش راوی اسی کے عہد میں بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کر شیرخان کو ناظم دیالپور اور جلال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وزیر بادشاہ بنا تو یہ بھی بذات خود پنجاب میں آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال ۶۱۵ ہجری میں شیرخان صوبہ لاہور مر گیا اور سکو مرنے کے بعد مغلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک پہنچ کر دو مہینے شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر انکو دخل نہیں ملا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد شاہ کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم نیکر لاہور آچھو پنچا اور سکو آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث الدین لکھنؤ کے قہم سے واپس آکر دہلی میں داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی باپ کے سلام کے واسطے پنجاب سے دہلی کو گیا اور سکے جاتے ہی فوج مغلیہ پھر آمو جو دہلی عیا نے عرضی اپنی حال کی شہزادہ کی کہیں شہزادہ کی تحریر کی اس واسطے شہزادہ پس پا واپس چلا آیا اور سکو آنے کی خبر ماکر دشمن سب بھاگ گئے پھر سال ۶۱۸ ہجری میں تھور خان مغل ایک امیر الامرائے خاندان جنگیری سے تھا قندھار و غزنین و شاد و درہ بمصرف ہو کر مع فوج پنجاب میں داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اور سوقت ملتان میں تھا تھور نے اگر لاہور کا محاصرہ کر لیا ایک مہینہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آچھو پنچا اور مغلیہ فوج نے محاصرہ سے اس وقت کھڑا کر دیا سال ۶۱۹ ہجری کے درمیانی ملک کے خوب لوٹا اور ملتان کو روانہ ہو کر ملتان کو پہنچ کر شہزادہ کی لشکر اور مغلوں کی فوج میں سخت لڑائی ہو کر شہزادہ ہمتیاب ہوا اور مغل بھاگ نکلے مگر نقصانی ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا لشکر مغلوں کے تعاقب اور انکو ٹوٹنے میں مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھ صرف پانچ سو سوار رہ گئے جو کہ غھر کے ناز کا وقت آہو پنچا شہزادہ سوار سوار تھوڑے کر مع سواروں کے ناز ٹرین میں مصروف ہوا اس وقت ایک امیر مغل متحدہ ہزار سوار کے محمد طانی لشکر سے چپ کر جنگل میں پوشیدہ کھڑا تھا شہزادہ مشغول بننا ز و مکہ کردہ کنگھاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ ناز ٹرین میں ہوشیار کر دیا اگرچہ یہ خبری فتم مغلوں کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی سب اسکو کہ ہزاروں قتل و غارت ہو چکے تھے بنگالی ملک میں پھر سکو اور سیدی قندھار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کھنیر داوس کا بیٹا پنچا کی حاکم قرار پایا اسکو وقت میں بخایت اسکی باکشی دشمن نے شہزادہ کا یا سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد جب سلطان کی قیادت و خبر کا بجائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کھنیر کو ادنیٰ اپنی پائیں لگا کر کھرام

وزیر کے کہنے کے موجب شہید کر دیا کچھیر کے مرنے کے بعد پنجاب ملک جو انھوں نے ہوا گیا اور مغلوں کی فوج پھر  
 اتو جو دہوئی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی پھر خبر پا کر بادشاہ نے ملک بابر تک خاندان کو فوج دیکر پنجاب  
 روانہ کیا اور سنہ ۱۵۷۱ء میں لڑا یہاں کر کے مغلوں کو پنجاب سے نکالا من بعد سلطان **جلال الدین**  
**فیروز شاہ خلجی** کے سلطنت کی وقت ملا کو خان تاتاری جنگیز خان کا پوتا جس نے بعد ازاں قتل و تاراج  
 کیا تھا ٹہری بھاری فوج لیکر پنجاب میں داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کر کے دہلی کی طرف متوجہ ہوا شاہ دہلی  
 اور اسکی خوب لڑائی ہوئی جس میں ہلا کو خان نے شکست کھائی اور اپنی ولایت کو معاودت کی اور سکے  
 جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنی بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ  
 شہادت پائی اور سلطان **جلال الدین** **خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین  
 چوٹا بھائی سلطان جلال الدین دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور سچاس ہزار سوار مع الہیہ سیک  
 الف خان ملک مظفر خان امیر دکن کے مراد گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے مامور  
 ہوئے اور دونوں شہزادوں امیر دکن کے قول و قسم پر اعتماد کر کے بلا جگت جیل اور انکو ساتھ ہو کر پنجاب  
 دہلی پہنچے تو بادشاہ نے ان دونوں کو بگناہ کو بگناہ ثابت کر دیا تیسرے بھی انکو واسطو داعم الحبسی کا حکم  
 نافذ فرمایا اور پھر یامین دوز خان بادشاہ ماور النہر پنجاب کے لکھنؤ کے ارادہ پر سچا ایک لاکھ سوار کے  
 داخل پنجاب آئے دہلی سے بھی الف خان مظفر خان سچا بگناہ خواہ نامور ہوئے اور آئین لڑائی ہو کر دہلی کے  
 کے فوج تھے فتح پائی اس فتح کے بعد مظفر خان نے پنجاب کا انتظام سنبھالی کر لیا گرد و سرسبز سال ارض خلق خواجہ دانا  
 شاہ ماور النہر کا بیٹا و لاکھ سوار لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور پنجاب میں بے روک ٹوک اسکا داخل ہو کر ایک فصلی  
 معاملہ وصول ہو گیا اس کام سے فراغت پا کر وہ دہلی کے لکھنؤ آگے بڑھا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اس  
 سخت لڑائی ہوئی جس میں او سنہ شکست کھائی اور بجا لٹا اور النہر کو چلا گیا اسکی جانے کے بعد مظفر خان  
 پھر پنجاب کے انتظام میں مصروف ہوا مگر سنبھالی انتظام ہو نہ نہیں پایا تھا کہ سنہ ۱۵۷۴ء میں پھر مغلوں کی فوج  
 ہوئی اور امر وہ تک ملک فتح کر کے ہوئی چلی گئی آخر سلطان فوج کے ہاتھ سے شکست کھاکر فرس با ہوئے اور  
 صدر کے بعد غازی ملک تعلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اور سنہ ۱۵۷۵ء میں یوم قیام رکھا اور  
 تاج الدین ملک نائب صوبہ لاہور کا حاکم بنا اس کے وقت میں ایک نئی ایک نفل فوج لیکر پنجاب میں آیا اور  
 صوبہ کے فوج سوام سنہ شکست کھائی من بعد سلطان **شہاب الدین** **وسلطان**  
**قطب الدین مبارک شاہ خلجی** کا سلطنت کے وقت بھی وہی ملک غازی خان تعلق  
 پنجاب کا صوبہ مقرر رہا جب سلطان قطب الدین مبارک شاہ خسرو خان اپنی مشوق کے ہاتھ سے مرگیا اپنی فرزند

قتل ہو تو مجھ خبر نہ کر لگا غارت خانہ تعلق پنجاب ملتان کی فوج لیکر دہلی گیا اور خسرو خان محمورام کو بھروسہ  
 آگاہی کے کرتار کر قتل کیا اور خود سلطان غیاث الدین تغلق خطاب پاکر بادشاہ  
 ہوا اور سوسہمی بھرام ناظم ملتان کو کل پنجاب صوبہ بنا یا سلطان غیاث الدین جب جہت کے نیچے دہلی گیا  
 تو سلطان محمد تغلق اور سکائی تخت نشین ہوا اور سکوت میں پریری خان بن داؤد خان سفل  
 حاکم الودس شہار فوج لیکر پھلے داخل پنجاب اور بخاطر جمع پنجاب کی لڑتا ہوا دہلی ہو گیا سلطان محمد فوج باہر  
 آگ کو دشمن کے سامنے کھڑو رہا تو بھت سار وینہ نقد دیکر اور سکوتیں پاکیا اور منہ دونوں میں ہرام صوبہ پنجاب  
 دہلیان باغی ہو گیا اور بادشاہ نے خود ڈاکرا دسکو ساتھ جنگ کیا اور بھرام عین معرکہ میں مارا گیا اور تاتار خان  
 صوبہ بنا اور سکوت شکستہ ہجر میں ملک چند سردار قوم کھٹے سرکشی کی اور ٹبری فوج لیکر چڑھ اما عین  
 جنگ کے وقت تاتار خان مارا گیا اور ملک چند نے لاہور و دیالپور کے علاقہ پر قبضہ پاکر مسلمانوں کو بت  
 انداز ہی بھیجے خبر پاکر بادشاہ نے خاجہاں میر لشکر کو مع فوج روانہ پنجاب کیا اور اسنو ملک چند کو بہت برسر  
 کے ساتھ لاہور سے نکالا لکھنؤ دن کی فوج تمام و کمال قتل ہوئی اور ملک چند خود و بغیر لباس تنہا لکھنؤ کا قتل  
 و خزانہ و اسباب جاہ و ختم لکھنؤ کا خاجہاں نے اپنی فوج کو تقسیم کیا لکھنؤ کے فتح کے بعد ایک شخص تغلق  
 جنان نام شاہ دہلی کی طرف سے پنجاب میں صوبہ بنکر آیا مگر اسنو کچھ قیام نہ اٹھا یا اور بھیجے آیا اور بادشاہ  
 مرگیا اور فیروز شاہ ماؤ شاہ تغلق تخت نشین ہوا اور اسکے وقت میں تغلق کی فوج ملتان کے رہتے  
 پھر پنجاب میں آئی چونکہ بادشاہ اس وقت بذات خود کانگرہ کے ہم میں مصروف تھا صوبہ پنجاب کی بدولت  
 اور تغلق غلط خواہ پنجاب کو لوٹ کر اپنے وطن کو چلے پرستہ میں کل پنجاب تاسر حد سند ساگر و آب نصیر الملک  
 ملک دان خان کے سپرد ہوا اس ناظم نے بھت آبادان کرانین اور شکرپور آجے مقبوض کو بھیجے لیا  
 ۹۳۰ شہر ہجری میں فیروز شاہ بادشاہ مرگیا اور سکوت سلطان تغلق شاہ و سلطان  
 ابو لکھنؤ شاہ کے وقت میں ہی نصیر الملک ناظم راجب نوبت سلطنت محمد شاہ فیروز شاہ  
 کی پہنچی تو اسکو وقت میں بھیجا کھٹے پنجاب پر پوریش کی اور لاہور و دیالپور و ملتان پر دخل ہو گیا  
 بادشاہ نے اپنی بیٹے مایوں کو اسکی سرادھ کیو اسطر دہلی سوردانہ کیا ابھی کچھ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ بادشاہ  
 دہلی میں مرگیا اور ناصر الدین محمود شاہ نے سلطنت پائی اور سارنگ خان و خضر خان  
 کو بھٹ لکھنؤ دیکر پنجاب کو بھیجا میر لکھنؤ ان کے ساتھ پہنچے شکست کہا کہ جون کو بھاگ گیا اس فتح کے بعد غلام  
 برادر سارنگ خان صوبہ لاہور و سارنگ خان ناظم دیالپور و خضر خان حاکم ملتان قرار پایا مگر تھوڑی  
 مدت بعد خضر خان سارنگ خان کے درمیان فساد برپا ہوا اور سارنگ خان بادشاہ سے باغی ہو کر علاقہ ملتان

دلاہور وغیرہ اس پر قبضہ میں کر لیا بادشاہ نے تاتارخان و ملک لاس کو سارنگ خان کی سزا دی کہ اس کو اسطر  
 ماسور کیا اور مقام لاہور و رقیقین میں لڑائی ہوئی اور سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اتنے میں  
 میرزا محمد جہانگیر امیر تیمور صاحبقران کا نو تافوج لیکر ملتان آیا اور قلعہ ملتان پر دستبرد اس پر قبضہ میں لیکر  
 سارنگ خان کو قید کیا شدہ قید سے بھاگ گیا اور ادھندن دنوں میں جب میر تیمور صاحبقران خود  
 داخل پنجاب آئے تو سہاگ پور بھی اسی سے جا ملا بادشاہ نے اس پر شہر بھی مہربانی کی لیکن اس نے سارنگ خان  
 حاکم کے لاہور آکر حضور کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ فتح کر کے قلعہ میں ہو گیا اسو اسطر فوج تیموری اس کی سزا دی  
 کہ اسطر ماسور ہوئی اور تھوڑے سے جنگ کے بعد وہ گرفتار آکر امیر کے زور ہو گیا اور مقتول ہوا دوست  
 امیر تیمور نے اس طرف سے خضر خان کو پنجاب کا حاکم بنایا اور دہلی کو چلایا اور دہلی کے فتح کے بعد ہند کو سعادت  
 کی اس کی جانے کے بعد خضر خان نے محبت اشتغال ہم ہو چکا اور دہلی جا کر بادشاہ بن گیا **سلطان**  
**خضر خان** کے بادشاہ ہونے کے بعد عبدالرحیم غامدی الملک جو سلطان خضر خان کے باگ تہی تھا پنجاب  
 کا ناظم بنا اور خضر خان کے حیات تک ظلم رہا خضر شاہ نے وفات کے بعد ابو الفتح مبارک شاہ  
 بادشاہ ہوا اس نے ملک جب کو پنجاب کا صوبہ قرار دیا اس کو وقت میں بڑا انقلاب پنجاب میں پیدا ہوا  
 جس سے کہ کچھ محبت بھی لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ کو غارت کرنا ہوا لاہور پہونچا اور سب کا جمع  
 کل پنجاب پر داخل ہو گیا سلطان دہلی اس کو تادیب کیو اسطر فوج دیا اور وہاں پہونچا تو جس سے خود  
 پنجاب چھوڑ کر بھاگ گیا قلعہ میں بادشاہ لاہور میں آیا اور لاہور کو جو جس سے غارت ہو گیا وہاں پہونچا  
 پھر آیا دگر آیا اور ملک جن ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ  
 ہوتے ہی جس سے پھر آجودہو اور کلانور وغیرہ کے طرف تاراج کرتا ہوا جہون پہونچا اور شہر جہون کو  
 تاراج کر کے شہر میں پھر لاہور پہونچا اور دہلی پور تک لوٹا ہوا اچلا گیا اس خدائی کے بعد ملک سکندر  
 تختہ صوبہ پنجاب کا بنادہ ابھی نظام میں ہی مصروف تھا کہ شہر میں شیش علی امیر کامل ایک بھاری لشکر  
 لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقوں کو لوٹا ہوا لاہور پہونچا لیکر سکندر تختہ نے بھت سار دیکر اس کو  
 لاہور کے محاصرہ سے ہٹا بعد ازاں غامدی الملک کے زور دہلی میں ناظم پنجاب کا لشکر اور شیش علی کے ساتھ  
 بڑی بڑی لڑائی کر کے اس کو پنجاب سے نکالا اس کو وقت میں پھر کسی شخص کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب  
 میں قدم رکھو لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن کے کہن سوا اس کو نیت تھیں شک ہو گیا اور اس کی تبدیلی ہو کر  
 سکندر تختہ پنجاب میں آیا اس کی آئے ہی جس سے کہ کچھ اور شیش علی دہلی کو پنجاب میں آجودہو گیا اور  
 جس سے کہ لاہور پہونچا شہر کا محاصرہ کر لیا یہ خبر پا کر خود دہلی سے بادشاہ روانہ ہوا اور ملک سرور

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی کے بیاس پر پہنچتی ہی دونو عارت گریبا ہی سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے  
 چنگا ملک انتظام سنجو بی انتظام کیا اور نصرت خان مگر کانداز کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد میر شیم علی  
 پھر آمو جو ہوا اور لاہور میں دخل پا کر اور دہزار فوج محافظہ قلعہ چوڑ کر دیا لاہور کو حلا گیا پھر خبر پا کر  
 بادشاہ نے پھر عادی الملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سو گئی کیا بادشاہی توجہ کی خبر پا کر امیر شیم علی  
 کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دہزار سپاہی امیر شیم علی کے نوکر دن  
 بیاد باغی اور جان بچا کر چلے گئے غلہ میں بادشاہ سرور الملک وزیر کے ماتحت سے شہید ہوا اور  
**محبت شاہ بن فرید خان بن خضر خان** بادشاہ ہوا اور سکھ وقت میں ملک ہارل  
 لودھی نے جو بھلی سو صوبہ دیا لاہور کا ناظم تھا ملا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہو گیا اور کل مملکت  
 پنجاب کی اسنو اپنی قبضہ میں کر لی جو کہ ہم صبرت گیکر کے رات دن پنجاب کے ناظم کو دریشی ستر پھر بادشاہ نے  
 بھلول کو طوعا و کرہا حکم کل پنجاب کی اسنو طرف سے بھی مقرر کر دیا اور صبرت کی سزا دہی کے واسطے فرما  
 جاری کیا بھلول نے پنجاب کا ناظم نیکر سکونت اپنی خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر رکھ کر باجبا  
 مامور کی اور بادشاہ کے حکم کے برخلاف صبرت گیکر کے ساتھ اور سورا بطہ بخت کا پیدا کیا آخر شوکت جیت  
 کامل ہم ہو چکا کہ دہلی پر پوریش کی اور سازش حمید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا سلطان بھلول  
 لودھی کے وقت دولت خان لودھی پنجاب کا صوبہ قرار پایا غلہ میں پیدا بادشاہ مر گیا اس بادشاہ  
 کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں علیحدہ مقرر ہو گئی اس واسطے بادشاہ نے شیم یوسف قریشی کے  
 جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چٹین لی تھی حمایت کر کر بار یک اپنی بیٹی کو فوج و دیگر ملتان کے ہم  
 مامور کیا مگر شاہی فوج نے عند التماس شکست کھائی بعد فوت سلطان بھلول کے سلطان سکندر  
 لودھی سلطان بھلول کا بیٹا تخت نشین ہوا اور سکھ وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ  
 دولت خان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد سلطان ابراہیم شاہ لودھی  
 بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کا کمال بگاڑ پیدا ہوا اس واسطے دولت خان نے بارشاہ  
 کو کابل سے ملا بھیجا جب غلہ میں بارشاہ لاہور آتا تو دولت خان اس وقت موجود تھا بھلا در خان ہارل  
 لودھی دیکھیں خان لوانی نے کچھ فوج جمع کر کے مقابلہ باریک کیا مگر شکست کھائی اور بادشاہ لاہور  
 قبضہ پا کر دیپال پور کو تیار ہوا اور وقت دولت خان نے بھی ملازمت حاصل کی اور باریکاب بادشاہ کے  
 دیپال پور ہو چکا وہاں دولت خان کے چوٹی بیٹے جو اسکا دشمن تھا آپ کے چند شکستیں بادشاہ کی  
 خدمت میں گئیں اس واسطے بادشاہ نے بدظن ہو کر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد پھر



اوسکا معاف ہو کر جاگیر قدیم اوسکی بحال ہوئی مگر وہ قیدی سے خلاص ہوتے ہی معہ غازیخان ایسی شوکے  
بادشاہ سے پوشیدہ بھاڑ کو بھاگ گیا اوسوقت بادشاہ اگر نہ سرسند تک گیا مگر خجالت فساد و دولت خان  
کے بھروسے خلا آنا اور لاہور میں ہو چکا اوسنو امیر عبدالغفور کو خجالت حاکم بنایا اور کابل کو چلا گیا  
جاتے ہی دولت خان نے بڑی بڑی فتنہ مچائی کہیں دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرامیواری کے  
ساتھ لڑائی کرتا تھا ۹۳۰ء میں بھیرا بر شاہ پنجاب میں آیا پھلے تو اوسنو اسلامک اختتام کیا پھر دہلی فتح کی اور  
تحت نشین ہوا چار برس خندہ منبر اوسنو سلطنت کی پھر جنت نصیب ہوا اوسکے مرنے کے بعد ہمایوں  
**شاہ بادشاہ** تحت نشین ہوا اوسنو کل خجالت ملک اور صوبہ تمان جو لگائی سلطنت کی اترا  
بعد منبلی میں آیا تھا کمران ایسی بھائی کو دیدیا کمران نے شہر لاہور دارالریاست بنایا اور شہر کی آبادی  
میں بھت توجہ کی بعد چند سال جب ہمایوں شاہ سلطنت سے سز دل ہو کر ایران کو چلا گیا تو کمران بھی پنجاب کو  
خالی ہو کر کابل میں جا بیٹھا **شیرشاہ افغان** نے تحت نشین ہو کر پنجاب کا اختتام کیا قلعہ شہر  
بنوایا خواص خان ایسی غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیرشاہ قلعہ کالج کے ہم پر باروت میں آگ لگنے کے  
سبب جھک کر گیا اور **اسلام شاہ** اوسکا بیٹا تحت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونوں تمان  
میں عداوت پیدا ہو کر لڑائیاں ہوئیں اوسوقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ  
سے صریح باغی ہو گیا بادشاہ نے خواجہ ادیس شیردانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اوسنو خواص خان کے ساتھ  
لڑ کر شکست کھائی اوسکی مدد کو در فوج دہلی سے آئی جسنی آتے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو ہمالیہ  
چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریک کے بموجب فریب پکرا دسکرا ایسی پاس ملا یا مگر وہ نہ آیا آخر لڑائی ہو کر  
خواص خان مار گیا اور سر اوسکا کٹ کر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ ادیس کی نظامت کے بعد عادل  
افغان پنجاب کا صوبہ بنا اور انتظام میں اوسنو محبت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مر گیا تو **فیروز شاہ**  
**اسلام شاہ** کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر باز خان اوسکو تحقیق ماسون نے بکمال برجی اوسکو  
قتل کر ڈالا اور خود مخاطب خطاب **عادل شاہ** ہو کر تحت نشین ہوا دو سال کے بعد اوسکو ازیم  
شیرشاہ کے چچے کے بیٹے نے اوسکو تخت سے اتارا اور خود **محمد شاہ** کے لقب سے ملقب ہو کر تحت نشین ہوا  
اوسکی وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو واعدہ سلطنت کا پیدا ہوا اور اوسنو ایسی آپ کسکدہ  
کا خطاب پکرا بادشاہ بنایا اور اکبر آباد کے تخت پر جا کر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپس  
میں سخت لڑائیاں ہوئیں آخر محمد شاہ ہمالیہ گیا اور دہلی تو اس میں افغانوں کی یہ حالت گذر گئی اور اوپر ہمایوں شاہ  
کو کابل سے کوچ کیا اور ایک جہاز فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور ملا جنگ جبل کل پنجاب پر سکافل داخل ہو گیا پس یہ اہل

گو خطاب فرزند از جہد مخاطب تھا چنانکہ صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا وہاں جا کر دوبارہ جلوس کیا اور پھر  
 فرزند جلال الدین اکبر کو معہ برہم خان سپہ سالار سکندر شاہ کے استقبال کے پنجاب کے انتظام کیو اسطر مخاطب کے روانہ  
 کیا مگر اس بات کو چہ جہت گزرنے کے بعد ہمایوں شاہ اجنت نصیب ہوا اور سلطان جلال الدین  
 محمد اکبر بادشاہ نے بمترہ سال مقام کلانور بجلوس شاہی اجلاس کیا اور سید الواعالی جو اس وقت  
 اس کے سبب خطاب فرزند کی وارث شاہی جانشا تھا مقید ہوا اور جو اجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا  
 ہوئی اور خواجہ محمد سیانی بعد ہمایوں بادشاہ کا نگڑہ دلاور پور متوطن ہوا پنجاب کے طرف آیا اور  
 پھر ہمایوں کے رفع فساد کے واسطی دہلی کو چلا گیا اور برس کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور میں آیا اور چلتی مریضی کے  
 محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر کچھ ناظم سال شاہ وزارت کو عہدہ پر مقرر ہوا اور قطب الدین محمد  
 بجائی پنجاب کا ناظم بنایا۔ میں محمد حکیم میرزا کا بل سے بڑی فوج لیکر لاہور پہونچا اور وقت محمد قطب الدین خان  
 و میر محمد خان نائب بنیے و نوقلہ بند ہوئی کچھ خبر یا کر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد کا نام بادشاہ  
 کے پہونچنے سے پہلے ہی سے لشکر جلایا لاہور میں پہونچ کر نظامت کا عہدہ خشن قلی خان ترکمان کو ملائے۔  
 بادشاہ پھر اکبر بادشاہ لاہور آیا اور ماکن تن جا کر حضرت خواجہ فرید الدین گنیم شکر حشتی کے مزار کو زیارت کیا  
 ۹۸۰ء میں خشن قلی خان ناظم کا نگڑہ کے غم پر پہونچا گیا اور اس کو جانے کے بعد میرزا ابراہیم حسن و مسعود حسن  
 مسند دن نے ثرافد پنجاب کے علاقوں میں برائیا کی کچھ خبر یا کر حیدر خان راجہ کا نگڑہ سے حکم کر کے فی الفور خنات  
 آپہونچا عند القابلہ مسعود حسن تو مقید ہوا اور ابراہیم حسن ملتان کو بھاگ گیا اور وہاں پہونچ کر مقتول ہوا  
 میں پنجاب کا صوبہ بنگال کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی ۹۸۵ء میں شاہ قلی خان قلعہ  
 سوانہ کے ہم پہونچا گیا و مرزا یوسف خان مسند عالی فتح خان سپہ سالار سیو شیم محمد غزنوی و سید قاسم بارہ  
 پنجاب کے کام پر مامور ہوئے ۹۸۷ء میں شاہ قلی خان سوانہ کے ہم کو اسجام دیکر دستور پنجاب میں ناظم بنا اور  
 چند ہی عیان رہ کر بوجہ اس کے انتظام کے واسطی چلا گیا اسی سال پھر بادشاہ پنجاب میں آیا اور بعد زیارت مزار  
 خواجہ فرید گنیم شکر کے لاہور پہونچا اور ایک بڑا جشن سالگرہ کا کر کے کل راجوں و جاگیرداروں و رئیسوں امیروں  
 کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم رہا اس جشن کے بعد بادشاہ پھر کے ملک گیا اور  
 چند روزان سپہ سالار میں مصروف رہا اور بعد سپہ سالار کو مسعود و ت فرمایا اسی سال میں محمد حکیم میرزا  
 کامل سے بارادہ تخریب پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آپہونچا اور راستہ میں بادشاہی حکم سے کوئی اور سکا فرام  
 نہوا کیونکہ سب کے نام تانیدی احکام جاری ہو چکے تھے کہ اگر حکیم میرزا دریا میں سستی اور تری کو کوئی شخص اسکا فرام  
 خود اس واسطی دہت و لیر ہو کر لاہور آپہونچا راجہ بگوان داس و کنور اننگہ صوبہ داران لاہور قلعہ میں

۴۶۰

محمود ہو کر اتنی زمین بادشاہ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی اور محمد حکیم میرزا امیر صہرہ چوڑ کر کابل کو چلا گیا جب شاہ  
 لاہور آیا تو تھوڑی روز مقام کر کے پشاور کو کوچ فرمایا اور قلعہ انک دریا کے بندہ کے کنارے بڑے منصوبہ تعمیر کیا  
 اور فوج شاہی کابل کے ہمہ گیر پاسور ہو کر فتحیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندھار و افغانستان اکبری تسلط میں  
 آگئی اس میں ہمہ سوز فراغت پھر بادشاہ لاہور پہونچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ ہنگو انداس کے بیٹی کے  
 ساتھ بڑی دھوم دھام سے کی ۹۹۹ میں شہزادہ سلیم کے گھر راجہ ہنگو انداس کی بیٹی کے بطن سے پیدا  
 لاہور میں پیدا ہوا جسکا نام خسرو رکھا گیا ۹۹۹ میں تمام سال بادشاہ لاہور میں ۹۹۹ کے آغاز میں  
 ہی بادشاہ کشمیر کے سیر کو گیا وہاں سے واپس آکر لاہور میں پھر بڑا جشن منعقد ہوا اور تمام شہر میں آئینہ بندی  
 ہو کر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے صوبہ کے نام تاکیدی حکم جاری ہوا کہ چلو جو قلعہ کو مبارک  
 بڑا قلعہ بنچہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو ۹۹۹ میں بھی بادشاہ بمقام لاہور  
 افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گھر راجہ موٹہ کے لڑکی کے بطن سے پیدا ہوا جسکا نام شہزادہ خرم قرار پایا  
 شہزادہ جبر میں بادشاہ پھر کشمیر کے سیر کو گیا اور فضل بھارو وہاں رہ کر واپس آیا شہزادہ میں تیسرا جشن ساگر کا  
 لاہور میں ہوا اور شہزادہ خرم کا اتالیق راجہ مانگہ مقرر ہو کر ولایت اور نسہ کی شہزادہ کے جاگیر میں عطا  
 ہوئی اسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور میں بنایا حوض کے نیچے کے درجہ میں ایک مکان  
 تھا جس میں طرح طرح کے پھول اور بوٹا گین اور کتابیں رکھی تھیں اور فرش فرش سوز آراستہ تھا حوض کے  
 کنارے ایک تہ بند طلسم کار کہاں تھا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اتار کر  
 اس تہ بند کو کمر میں باندھ لیتا اور حوض میں کود کر غوطہ لگا تا غوطہ لگاتے ہی جب وہ اٹھکے کہولتا تو اپنے آپ کو  
 اس مکان کے اندر پاتا اس تہ بند کو اتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشاکوں میں سے ایک پوشاک  
 پھین کر مکان کی سیر کرتا کیا بون کو دیکھتا جب چاہتا کہ اس مکان سے باہر آوے تو وہاں کے پوشاک ادا کر دیتا  
 اٹھتا تہ بند باندھ لیتا اور آٹھکے بند کر بیٹھ جاتا جب کہولتا تو اپنے آپ کو حوض کے اندر کھڑے ہوئے پاتا  
 اس عجیب طلسم کی سیر خود بھی بادشاہ نے کی اور بڑا بھاری انعام حکیم کو بخشا شہزادہ کن کی فتنہ کی خبر بشاہ  
 کو بمقام لاہور پہونچا اور بڑا جشن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوانی کو دیوان  
 سیر مراد و کنہی کو نجی خیر اللہ کو کوتوال مقرر کر کے آگے لایا کوچ کیا مگر پھر لاہور تک آنے کا اتفاق ہوا  
 اور شہزادہ من عالم خان کو کوچ کیا اگر بادشاہ کے مرنے کے بعد شہزادہ سلیم الملقب شہزادہ  
**محمد جہانگیر شاہ** بادشاہ ہوا اسکو مدت میں محمد علی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی کی خبر پڑی  
 ہوئی اور دلاور خان افغان سے پنجاب تدارک پایا تیس سال بعد میں شہزادہ خسرو بادشاہ کو حقیق

بیٹے سلطنت کو طبع سے بغاوت اختیار کی اور دہرا حکومت سے باج کے بلا اجازت آٹھ کر چلا آیا یہ خبر کر فواد شاہ  
 با فوج کینہ خواہ شہزادہ کے تعاقب پر آباد لادراخان صوبہ لاہور نے شہزادہ کے پہونچنے سے اول ہی لاہور پہونچ کر  
 شہر کے حصار پر توپیں بڑھادیں اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچ کر شہزادہ کو خبر پہونچی کہ امیر الامرا سے فوج  
 بیاں کے کنارے متصل سلطانپور آہونچا ہے اس واسطے فی الفور اس طرف کوچ کیا اور فرشتین میں سخت لڑائی  
 ہوئی اگرچہ شہزادہ کی فوج محبت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادہ کی کم نصیبی سے اس کو شکست ہوئی  
 اور اتبر حالت کر ساتھ دھنسو بھاگا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادہ کے گرفتاری کے شہزادہ  
 جابجا بھی گئی اس وقت شہزادہ نے نصلام سیرا حسن بگ بدخشی جاگیر دار رہتاس کے جو اس کا بڑا مشیر و  
 خیر خواہ تھا کامل کے سمت کو جانکا ارادہ کیا جب ریامی جات کے کنارے گذرنا ہو رہا تو کشتی نہ پائی دیکھ  
 سو درہ کے گدڑ کے طرف آیا وہاں ایک کشتی ملی اور ملا حون کو طعم دیکر شہزادہ کشتی پر سوار ہوا کر لاج کو قتل  
 بادشاہی انعام کے طمع کے سبب بدعتی لگئی اس کو کشتی کو ریتہ کے طرف لے گیا جب کشتی ریتہ میں پہنچ گئی تو ملال دیا  
 کیونڈا اور تیر کر کنارے آہونچا اور سو درہ کے جو دہری کو خبر کر دی وہ اس وقت میر ابو القاسم گوانتر کے  
 فوجدار کے پاس آیا اور شہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور محبت سالشکر و مان جابھونچا اور شہزادہ  
 مع اس کے امیرون و مشیرون کو گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور میں پہونچا بادشاہ نے شہزادہ کو سخت قید کیا اور  
 حسن بگ اور عبد الرحیم دونوں کو اس کے مصاحبوں کو گامی اور گدھوں کے چڑی میں سلوا کر مار دیا اور باقی ماند فوج  
 مار کر کو اسطرح شہر کے دروازوں سے شہزادہ کامران کے باغ تک برابر سولیاں نصیب ہوئیں اور سب کے شہزادہ  
 کے رو برو سولی پر چڑھائی گئی بعد اس انتظام کے بادشاہ کامل کو چلا گیا اور دو مہینہ کے بعد واپس آیا اسی عرصہ  
 بادشاہ کو خبر پہونچی کہ شہزادہ خسرو فی قید میں پڑی پڑی نور الدین آصف خان کے بیٹے کو جو اس کا محض تھا اندر سنا  
 ملا لیا اور اس کی معرفت چار سو سو زیادہ امرا سے بادشاہی فرشتہ شہزادہ کے ساتھ سازش کر لی اور سب کے سب  
 اس بات پر مستعد ہو گئے کہ وہ بادشاہ کو قتل کر کے شہزادہ کو تخت پر بٹھلائیں بلکہ مخزنے اون سلا میرون کے  
 نام کی ایک فہرست خاص شہزادہ کے ماتھے کی لکھی ہوئی بادشاہ کے خدمت میں پیش کر دی یہ خبر یا کہ بادشاہ  
 نے قلعہ لاہور میں دربار عام کیا اور نور الدین محمد شریف اعتماد الدولہ وایتاز خان شہزادہ کے محافظوں کو  
 قتل کیا اور سب کے نسبت چشم پوشی کر کے فہرست کو کاغذ کو سب کے رو برو چلا دیا اور شہزادہ کو تھپڑ کے سخت تر  
 قید میں رہنے کا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دار الخلافہ کو کوئی کیا اور عظیم خان صوبہ دار اور قوام الدہ  
 دیوان پنجاب کے قرار پایا اس قید میں برقصی خان پنجاب کا صوبہ بنالشاہین پنجاب کے ملک میں ایک عجیب طرح کا  
 جہانم دار ہوئی کہ یعنی اول ایک چوہا مکان میں سو نکلتا اور دو دو دیواروں سے گزرتا اگر گڑھا تو اس کو

مرنے کے بعد اگر کلا آدمی اور اس گھر کے چھل کو نخل جاتے تو سچ ملتے در نہ سب کسب ایک ہی مرتبہ مرنے لگتے ہیں  
 و با کے زور ہو گا نہ کے گانوا اور محلوں کے محلے ویران ہو گئے تھیں و با ا دل پنجاب میں نمودار ہوئی تھی کثیرہ و بھار  
 ہندوستان کے ملکوں میں بھی اسکا اثر ہو چکا تھا کہ میں بادشاہ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ  
 اگر ہر لاہور تک سڑک پر دو طرفہ درخت لگائی جاوے اور مینار و سرسبز تعمیر ہوں مگر بادشاہ لاہور آ  
 اور کلا نور کے راستہ کثیرہ کو چلا گیا کثیرہ کے سیر کے بعد دائرہ دولت لاہور آیا اور مکانات شاہی جو قلعہ کے  
 اندر تعمیر ہو رہے تھے اور کلا سائینہ کر کر ہندوستان کو چلا گیا کثیرہ میں بادشاہ کا ٹکڑہ کے بھار کے سیر لگا اور  
 و مانسی لاہور آیا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر ہوئی تھی تھیں خبر سنا کہ بادشاہ غصنا کے  
 اور شہزادہ کی جاگیر حوصار میں تھی اسکی ضبطی کر کر شہزادہ شہر مار کے نام مقرر فرمائی اور رخصت کباب  
 تھیں تھا کہ نور جہاں سلیم بادشاہ کی مشوقہ جبکہ بادشاہ دل و جان سے جاتا تھا شہزادہ شہر یار کو بہت جا بجا  
 اور علاقہ دہول پور شہر یار کے جاگیر میں تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پا کر بادشاہ کے زبانی حکم  
 کے ذریعے سے دہول پور کا علاقہ اپنے جاگیر میں کر لیا اور اپنا ناظم و بان نامور کر دیا مگر شہر یار کے قلعہ کے  
 قبضہ نہ دیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اسات پر بادشاہ سخت غصنا کہ ہوا تھیں خبر سنا کہ شہزادہ خورم  
 باغی ہو گیا اور دکن سے اکبر آباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے  
 مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کثیرہ کی راہ کی کثیرہ کے نیچے کے بعد کلا  
 کے ملک کو سائینہ فرمایا کثیرہ میں بادشاہ جب اعداوت جو ہر سال بھار کے موسم میں کثیرہ جاتا تھا کثیرہ گیا تو  
 بسبب ہی آج ہوا ضیق النفس کے مرض نے زور کیا اور اسی مرض کے صدر سے جان بحق تسلیم کی آصف خان  
 و نور جہاں سلیم بادشاہ کی نقش لاہور لاہور اور نور جہاں کے باغ میں دنیا پور استہ میں آصف خان و زریں  
 حب حکم نور جہاں سلیم اپنے مشیرہ اور مصلحت وقت کر شہزادہ شہر یار کو بادشاہ بنا دیا اور  
 لاہور کے اندر شہزادہ داود اور بخش نے مجلس شاہی اجلاس کیا جب شہر یار لاہور پہنچا تو  
 شہزادوں میں لڑائی ہوئی آخر داود بخش بکرا لگا اور شہر یار کے حکم سے اندا کیا گیا اتنی میں خبر ہوئی  
 کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبر آباد پہنچا اور خطا شاہجہان بادشاہ غازی سلطنت کے تحت بر جلوئی  
 چونکہ یہ کل معاملہ ہائیں و اعانت آصف خان و زریں کے ہوا تھا تھیں خبر یار کو زریں نے فی الفور شہر یار کو  
 قید کر لیا اور سب شہزادوں کے رسالت قید ہوا لیکر اکبر آباد گیا وہاں پہنچ کر شہزادوں کو کہہ دیا  
 میں باہم تھیں جہاں نے قتل کر دیا بادشاہ بنا اور شہزادہ الدین محمد شاہجہان بادشاہ  
 خطاب پایا اور ابوالحسن آصف خان کے سپرد نظارت پنجاب کی ہوئی اور شاہ جاگیر کے مقرر ہوئے تھیں



حکم محکم نفاذ پائی تیسری سال جلوس کے محمد غلام الدین طبیب وزیر خان کا خطاب پا کر صوبہ لاہور مقرر ہوا اور  
 لاہور میں آکر ٹبر ہی ٹبر ہی عمارتیں بنوائیں اور سکس عمارتوں میں سے مسجد وزیر خان اب تک یادگار بنوایا  
 سعد اللہ خان وزیر نے بھی دو دیلیاں ٹبر ہی ٹبر ہی عالیشان لاہور میں تعمیر کیں <sup>۱۳۶۷</sup> میں بادشاہ خود  
 لاہور میں آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتوں کے تعمیر کے واسطے تاکید ہی احکام نافذ کئے اور سر  
 گولیاں والی وغیرہ بھی بنادے گئی <sup>۱۳۶۸</sup> میں نواب علی مردان خان قلعہ دار خد متین حاضر ہوا  
 اور عرض کی کہ قلعہ مار کا قلعہ حبالہ راشا حضور کے شاہی فوج کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ اس خدمت کے بجا  
 لازماً دس ہجرت خوش ہوا اور اسکو کثیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ ماہ پور سے ایک ہجر کوہ درو اسکو سیر  
 باغ شالامار کے لاہور تک لاو اور اسی سال نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہو کر حلیمہ دان خان صوبہ  
 مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کثیر سے آتی تک صوبہ واری لاہور کی حوالے مقتدر خان نائب صوبہ کے  
<sup>۱۳۶۹</sup> میں چوتھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال میں نور جہان سکیم فوت ہو کر لاہور میں مدفون ہو  
<sup>۱۳۷۰</sup> میں کل پنجاب ملک شہزادہ داراشکوہ کے جاگیر میں عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور میں بہر  
 بڑی عمارات مثل دھنہ حضرت میانمیر و مقبرہ ملاشاہ قادری و چوک داراشکوہ وغیرہ لاکھوں روپیہ  
 خرچ کر بنوائیں اور سکس وقت میں لاہور کی آبادی بھت بڑھ گئی اور اصلی شہر سے دو چندان شہر جدا  
 سو باہر آباد ہو گیا <sup>۱۳۷۱</sup> میں شاہجہان بادشاہ بیمار ہوا اور داراشکوہ اس پر باکے تیمار داری کے واسطے  
 لاہور سے اکبر آباد کو چلا گیا وہاں جا کر اقسیم بھائیوں کی سخت لڑائی ہوئی اور بادشاہ وہاں تک  
 قید میں گیا اور داراشکوہ عالمگیر سے شکست کھا کر لاہور ہو گیا مگر اورنگ زیب نے اسکا تعاقب نہ کیا  
 اور اسکو داراشکوہ کشتی کے راستہ ملتان ہو گیا اور سکس جانے کے بعد عالمگیر نے منسی طاہر خان کو اسکو  
 لاہور کا صوبہ بنایا اور خود داراشکوہ کے تعاقب میں ملتان کی طرف چلا گیا اور دوسرے بھائی ہو چکر  
 اور خطاب **ابو المنظر محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ**  
 مخاطب ہو کر تخت نشین ہوا <sup>۱۳۷۲</sup> میں عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی نجات  
 سپرد کر کے کثیر کو روانہ ہوا جاتے مرتبہ ذی الحی خان کو کہہ کے نام تاکید ہی حاکم نافذ ہوا کہ قلعہ کے خزانے  
 ایک مسجد عالیشان بہارت سنگ مرمر تعمیر کرانی چنانچہ عمارت شروع ہو کر <sup>۱۳۷۳</sup> میں باقی تمام ہو گئی  
<sup>۱۳۷۴</sup> میں محمد بادشاہ جنت انیس ہوا اور محمد معظّم شاہ عالم بھادر شاہ اور سکس  
 اس پر بھائیوں کا فیصلہ تمام کر کے تخت نشین ہوا اور سکس وقت تک نظامت پنجاب کی نواب ملک بزم کے تفویض  
 ہوئی چونکہ منسی بجاوگی کو روکنا نہ ہونے چلے اور سو وقت پنجاب میں سخت فساد برپا ہوا تھا اسو

بادشاہ خود لاہور میں آیا اور شالامار باغ کے پاس فرودکش ہوا اور لاہور میں می ہمارے ہو کر بال اسکے لائے ہوئے  
 سرگمانش بادشاہ کی دہلی بھی گئی اور دربار حکومت ممالک محدودہ کے نواب و افسار خان غنیمت سے بھی  
 تجویز کی کہ درباری راوی کے دستوں کی راوی لکھنؤ اور دکان کا حکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبر آبادی  
 تانہ و آج کل قصبہ جات جنوب کن غازیوں پر بنام نور و سجاد شاہزادہ محمد حیات کے تصرف میں ہو دلاہو  
 دہلی و مستقر خلافت اورنگ آباد و بنگالہ و سلطان دہشتہ شعلی شاہزادہ محمد معز الدین کے رہو اور بادشاہ  
 کل ملک کی بنام معز الدین قرار پر خطہ و سکے اوسکا اجرا ہوا وہی بھی تجویز تینوں بھائیوں کی باہم قرار ہوا  
 اور چوتھی بھائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینے کی نیت ہوئی یہ خبر پڑ کر شاہزادہ عظیم الشان  
 جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور آئینہ سخت لڑائی مقام لاہور ہو کر عظیم الشان قتل ہوا اور مال دولت  
 کثیر اوسکا باہم تینوں بھائیوں کے تقسیم ہوا و گا کر تقسیم کے وقت اتفاق نہ ہوا اور دکان طرف اور ایک ایک  
 ہو گئی اور ایسی سرگرمی کے ساتھ جنگ کیا کہ دونوں پر محمد معز الدین صاحب شاہ  
 تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کریم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کر کے قصہ پاک کیا بعد اس نظام کے بادشاہ نے  
 دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کے نواب بر دست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صورت ہمارے شاہزادہ فرخ  
 شاہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تھا باکے قتل کی خبر پڑ کر اوسنویہ عبداللہ قطب الملک سید حسین علیخان  
 و سید ناصر الدین علی و سید سیف الدین و نجم الدین سادات بارہ سہرا سپرد دے واسطے التجا کی اور شری  
 نج لکھ دہلی پر چڑھ آیا اور چاند ار شاہ کو شکست دیکر اور خطاب جلال الدین محمد فرخ سیر  
 بادشاہ مخاطب ہو کر تخت نشین ہوا اوسکی وقت میں نواب عبدالصمد خان دکن جنگ نور علی پشا  
 سے بند اچوگی گور و گوند سنگ کے حیلے کو پنجاب کے ملک سے گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہاں جا کر  
 وہ مقبول ہوا اس خدمت کو عوض میں عبدالصمد خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی اسنویہ انتظام پنجاب بخوبی  
 کیا پھر جب بارہ دے سید دن نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوالفتح روشن اختر  
 محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبدالصمد خان ناظم لشکر اور نواب کر یا خان الشہو  
 خان بھادر نواب عبدالصمد خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکھتے رہے کہ سیر  
 ہوئی اس صوبہ نے سکون کشور و فسادات تہہ بردن کے ساتھ پنجاب سیر نہ کیا اور آدینہ سنگ خان کو نائب  
 فوجہ ارنا کر ملک دہلی کے انتظام کو مامور کیا اوسنویہ دیوان جا کر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور جہادنی  
 بنائی اس ناظم کے وقت میں **نادر شاہ بادشاہ ایرانی** حسب الطلب نواب نظام الملک نے دہلی  
 کے جبکہ محمد شاہ بادشاہ کے ساتھ صفائی نہ تھی براہ پشاور پنجاب میں ڈار و ہوا نواب کر یا خان نے



سوی کبھی لاہور آہو پنجاب ہوز دریا وادی سوی سو عبور ہن کیا تھا کہ شاہ نواز خان نے میر عصمت بیگم بخشی  
 بخشی کو بڑی ہماری لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عند المقابلہ اگرچہ لاہوری فوج درانی فوج  
 دس حصے زیادہ تھی مگر فادہ قہر کے تقدیر سے درانیوں نے فتح پائی اور لاہوری لشکر نے شکست کھائی یہ  
 فتح پاک احمد شاہ راوی پر آوڑ آیا اور بغل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیوں نے لوٹ لیا اور سوت  
 شاہ نواز خان تو دہلی کو بھاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہو کر میر موسیٰ خان اور قصوری شہزادہ  
 کو جو بلیت بنگادہ نیے سجی خان کے معہ دیوان لکھت راہی کے قید تھے رہائی دی دیوان لکھت راہی ناظم بنا  
 اور قصوری افغان میر موسیٰ خان اور سکونائب نیشکار مقرر ہوئے اس نظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ  
 ہوا چونکہ شاہزادہ احمد شاہ وزیر قمر الدین خان اور حصین دونوں میر معین الملک کو ہمراہ لیکر واسطی سرگرمی  
 نظامت پنجاب کے دہلی سے پنجاب کے طرف چلے آتے تھے وہ لشکر دن کا مقابلہ سرحد کے مقام پر ہو گیا اور درانی  
 شروع ہوئی وزیر قمر الدین خان تو بے گولہ سے قتل ہوا اگر میر معین الملک اور سکونائب نے ایسی سرگرمی کے  
 ساتھ لڑائی کی کہ درانی فوج بھاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بجات ناچار رہی پس باہو ناظر اسٹریٹ  
 نے دریا پر تلجنگہ رانیوں کا تعاقب کیا اس مقام سے شہزادہ احمد شاہ تو محمد شاہ بادشاہ انہو بجات  
 علالت کی خبر سکر دہلی کو واپس گیا اور میر معین الملک معہ فوج لاہور آہو نیجا اور رنی الفور حکومت  
 پنجاب کی انہو قبضہ میں کر لی اور سوت سکھوں کا پنجاب میں بڑا زور شور تھا اور ام تر کے پاس انہوں نے  
 ایک کچا قلعہ بنا کر رام رتنی نام رکھا تھا اکثر اوسنی مقام پر انکا اجتماع ہوا اگر تا میر معین الملک نے  
 وہ قلعہ گردا دیا اور ایک شہنشاہ عام کل رعایا کے نام اسمھنوں سے جاری کیا کہ جو سکھ کیوں بلجاو  
 وہ اور سکھ کرے اور دہتری کس اور سکھ ہونڈا کر صوبہ کی خدمت میں حاضر لاوی تو انعام پادوی اس علم  
 کے جاری ہوئی ہی ہزار دن سکھوں کے سردار منہدر استریٹ چل گئے اور مقتولوں کا کوئی تعداد نہ لکھنے  
 بھاگ گئے سنیکھ دن خود بخود کس ہونڈا کر موئی من گئے اسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر معین الملک  
 انتظام پنجاب کے رہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے خبر دریا پر بندہ سو عبور کیا یہ خبر پاکر صوبہ نور علی کو  
 لشکر منگوا یا مگر نہ آیا تو بجات ناچار رہی بدین بجات پنجاب کو غارت ہو گیا کہ احمد شاہ کی خدمت میں  
 لکھ بجات کہ میں آکے تالہ دار ہوں اب جو جا میں سو کرین اور جو بھی معہ فوج لاہور سے روانہ ہو کر تھا  
 سدہ ہوز اور یا مینا کے کنارے جا آئے احمد شاہ نے جو میر معین الملک کے بجات درون ہو واقف تھا  
 اطلاع کو غنیمت جانا اور لکھا کہ آدنی تعلقہ سا لکھو و گجرات و سرور وغیرہ جو بادشاہ لیتا تھا ہکو  
 دینا قبول کر دو تو ہم اسے انیر ملک کر چلو جائیگی اس بات کو جب موتم وقت میر منو فی قبول کیا اور احمد

واپس انیر ملک کے چلا گیا امیر الہی خیرین پنجاب کے انتظام کے جب دہلی میں پہنچ تو اراکین دربار کو حسیہ  
 ہوا اور شاہنشاہ از سابق صوبہ لاہور کو صوبہ بلتان کا بنا کر دہلی سے روانہ کیا اور پنجوڑ کی کہ میر منو کا دخل  
 بلتان سے اٹھا دیا جا دی میر منو نے یہ بات سکر فوراً دیوان کوڑا مل اسیر دیوان کو فوج وکر بلتان  
 بھیجا یہ بھادر دیوان جب بلتان پہنچا اور شاہنشاہ خان کے دخل کا مضمون موافق فریقین میں لڑائی ہوئی  
 شاہنشاہ خان اراگیا اس خدمت کو انجام کے بعد دیوان کوڑا مل بلتان کا ناظم بنا اور راجہ کوڑا مل خطاب  
 پایا امیر الہی جگر دین کے سب سے جب میر معین الملک نے حسب الامر قرار دیا کہ کابل نہ پہنچا تو مقتدری مرتبہ  
 احمد شاہ درباری پنجاب پر آموحہ ہوا اور چون کہ تری انیو معتبر کو دہلیہ یا گنگو کے واسطی لاہور کی طرف  
 روانہ کیا میر منو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کابل کو چلی جا دی تو میں دہلیہ دیتا ہوں جنوئل الہی  
 کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میر منو مع فوج اوسکی جیسے جیسے چلے یا اور دیوان کوڑا مل بلتان اور آونہ  
 خان و ابہ جالندہ سے مدد فوج کے بلائی گئی لاہور کی فوج جب پنجاب پر پہنچ تو احمد شاہ کے فوج درانی  
 کنار ہوئی اور ٹھہر کر مشرق کے طرف جا اور تری اتفاقاً دونو فوجوں کا آپس میں ٹھٹھ سامقابلہ ہو گیا مگر میر منو  
 وٹان جنگ کرنا مناسب سمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی پیچھے ہٹ گیا اور قریب لاہور پہنچ کر  
 تو میر منو اپنی مورچوں میں جو پہلی سوتیار کر رکھے تھے گھس گیا اور چار مہینوں تک ٹھٹھا فریقین کے فوجیں انیر  
 مورچوں میں ایک دوسری کے سامنے تری رہیں جب غلہ کی تنگی اور کہ انی مسجد نہایت ہوئی تو میر منو  
 اپنی فوج مورچوں سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی اخیر امیدان میں درانیوں کو فتنہ ہوئی دیوان کوڑا مل  
 مارا گیا میر منو نے شکست کھائی اور داخل لاہور ہوا درانی فوج شالامین جا اور تری میر منو فوج دیکھا  
 کہ اسوای اطاعت کو کوئی چارہ نہیں ہے تو خود جا کر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی عرضت  
 کی اور خانبھان اپنی ایک لاکھ سپاہی سے واسطی بھیجا فریقین میں لڑائی تباہی سے ملاقات ہوئی سچا لاکھ  
 رومیہ نقد لکھ دوبارہ نظامت کا غلبت میر منو کو عطا ہوا عبداللہ خان سپاہ لاربری فوج کے ساتھ  
 کشمیر کے فتنہ گوروں کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میر منو کا مقدمہ رہا تھا تو سکون کی خوب بن آئی تھی گانوکر  
 گانو اور نہون نے لوٹ کر اوجاڑ دیو تھر احمد شاہ کے جلنے کے بعد میر منو پھر سکھوں کے انتظام میں  
 ہوا اور سنا کہ راجا جمہ سکھوں کا اب موضع اوان میں جو لاہور سے جہ کہ کس کے فاصلہ پر ہو تو اسوای  
 میر منو اپنی فوج لیکر شاہنشاہ مان جاہو سنا اور سکھ ہتھیار قتل کیوں کہ تھر میں میر معین الملک ہتھیار  
 گودڑ سے گرے گا اور اوسی صدمہ سے سخت تعجب ہوا اگرچہ میر امین الدین چارٹا لہیا اوسکا باقی رہا مگر  
 وہ بھی دس مہینہ بعد چپک نکلا مر گیا اور مراد بیگ میر منو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنی قبضہ میں کی



دہلی اور کابل کے طرف عرصیان پہنچکر اپنی تقریری کی سندیں منگوالین مراد بیگم کے دربار کے بڑے امراء  
نواب میر بہکھاری خان بانی مسجد طلحی و میر موسیٰ خان آدینہ بیگ خان تھوگر تھوڑی ہی دنوں بعد اعتبار  
مراد بیگ کا اون پرزہ اور کابل سے ایک امیر خانبھان نام آدینہ بیگم احمد شاہ منگو اکرم خاں کل بنایا  
اوسکو آنے سے پہلے امیر کے اختیار ہو گئے اور آدینہ بیگ خان تو اسے علاقہ و آب و ہوا بہت میں چلا گیا میر موسیٰ خان  
دربار کی آمد رفت سو قوف کی نواب بہکھاری خان کو مراد بیگم نے زمانہ محل میں بلو اگر کنیز کون کے  
اتحاد سے مروا ڈالا اوسکی شہادت کا صرف بھی باعث تھا کہ نواب میر بہکھاری خان آدمی جوان و  
سیدنی و محبت نکذات نصیر عابد زہد تھا مراد بیگم اوسکے شفیقہ حسن حال تھی طلبت مسائل تھی مگر بہکھاری خان  
زنا کو حرام جانتا عورت کا کہنا نہ تھا جب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکھائی مراد بیگم  
نے اوسکو گھر بلایا اور وہی سوال درمیان میں آیا جب اوسنی انکار کیا نک خوار ی کا اظہار کیا تو وہ  
غضبناک کمال ہوئی عقدہ سے لال ہوئی اور کنیز کون کو حکم دکر اوس بیگناہ سید عالیجاہ کو محلوں کے  
اندر ہی بچا لئی یہ یا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکھوں کے ڈاکو ٹپنے لگے گاؤں اور  
لگے ملک بے چراغ نہ کوئی حاکم نہ داور عالیا مراد بیگم نے جب خان کا کتاب ناظم سلطنت آتا تو ملک میر  
عبدالرزاق پنجاب کے انتظام کو واسطو مامور ہو مراد بیگم نے جب خان کا کتاب ناظم سلطنت آتا تو ملک میر  
سے جاتا تو آدینہ بیگم کو اسکی سہیل و وزیر کے ساتھ اپنی شادی کی تقریری اور خود جا کر مقام باجی اڑہ  
وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کر لیا اور بی بی سیان با اتفاق ایک دوسری کے لاہور پہنچو وزیر نے اپنی  
طرف سے ایک شخص سید جیل نام کو پنجاب کا ناظم بنا دیا اور مراد بیگم کو اپنی محلوں میں رہنے کا حکم دیا اس باجی  
بیگم ناراض ہو گئی اور وزیر سے پوشیدہ بھاگ کر کابل پہنچی اوسکو ترغیب سے احمد شاہ جو تھو مرتبہ پنجاب  
میں آیا اوسکو آتے ہی سید جیل ناظم دہلی کو چلایا احمد شاہ بھی اوسکو پاشنہ کو ب دہلی ہو گیا اور دہلی  
فتح کر کے احمد شاہ بادشاہ جغتائی کو بھرتاج بخشی کی اور سرمنڈ تک اپنی ملک کی سرحد مقرر کر کے لاہور آیا  
اور شاہزادہ تیمور اپنی بیٹی کو اسنی پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کو دربار میں دلا  
خان جہان مراد خان و ڈیرہ تنظیم امیر تھے جسکے شاہدہ بیرون سے پنجاب کا انتظام محبت اچھا ہو گیا اور  
شہزادہ خود بھی آدمی انا و عقل و عظیم الطبع و سخو تھا اوسکو وقت سکندریہ چاہی تو گھر و زمین جابگیر  
یہ عہدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب ٹوٹ گیا اوسکا محل ملان تھو کہ جب شہزادہ تیمور  
پنجاب کا ناظم بنا تو آدینہ بیگ خان کو دوبارہ مراد بیگم کو واسطو ملایا مگر وہ نہ آیا اور چند  
دن تک جہد در چند عزرات لکھنوار ناخدا دہلی حاضری کیواسطو فرج درانی مامور ہوئی یہ خبر ماکہ آدینہ

مرہٹوں کو جو دہلی کے گرد نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکوں میں قابض ہو گئے تھے پنجاب میں ملا با اور مرہٹوں  
 سردار ملہاراد و جنگو راجہ متین لاکھ پوار کے تسلیم پار آپہنچ کر آدھکرتے ہی آدینہ بیگ خان اور نکر شاہ  
 اور دہکچ کچ کچ لاپور کی طرف آئے پھر خبر پار شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت تنگ کمی اور کامل کو حلیہ  
 مرہٹوں نے پنجاب میں اگر بے جنگ بدل اپنا تسلط جاریا کر گویا سب سالار کے حکم اور آدینہ بیگ کے تجویز  
 سے حکومت لاپور کی خواجہ میرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر نکر آدینہ بیگ خان  
 کے گرفتاری کو واسطہ کیا تھا اور دمان جا کر آدینہ بیگ کے ساتھ سازش کر لی تھی شام جی درام جی  
 دوسرے کل پنجاب کے حاکم قرار پائی صاحبی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھ ٹانگہ کے قلعہ میں پور ہوا اور  
 آدینہ بیگ خان دستور دیا وہ نسبت جالندہر کا ناظم رہا تھوڑے سے مدت کے بعد خواجہ میرزا لاپور کے  
 حکومت سے مغرور ہو کر وہ جموں کی طرف بھاگ گیا اور دوسرے مرہٹہ مالور اور دود اور اولاپور کے  
 حاکم مقرر ہوئے ایسی ناپربان وقت میں سکھوں نے یسرون کی خوب بن آئی تھی اور وہ پورہ بہہ لوٹ مار کرتے  
 پھرتے تھے آدینہ بیگ خان نے جب سکھوں کی بھی حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر اودن پر چڑھ آیا مگر  
 سکھہ ہاتھ نہ آئی اور چند دنوں میں انہوں نے فوجی افغانوں اور آدینہ بیگ کی اسٹیشن سخت لڑائی ہوئی اور جانی مال  
 کو ملہ والہ مارا گیا لہذا ہجری میں پنجاب میں سخت فحش پڑا تمام ملک قحط کے صد مجر اور سکھوں کے غارت سے  
 برباد ہو گیا آدینہ بیگ خان مر گیا اور اسی سال احمد شاہ درانی نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا جب  
 ایک پرہو پختا تو کل مرہٹہ پنجاب سے نکل کر ملے احمد شاہ درانی نے لاپور اگر کریم داد خان کو لاپور کا حاکم بنایا  
 اور زرخان کے گجرات وغیرہ کی فوجدار ی سپرد کی اور خود ہندوستان کی طرف چلا گیا اور وہاں کر  
 مرہٹوں کے ساتھ ایسی زور شور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج کو سولہ  
 لاکھ انگوٹہ مل کر تو ہوجو چلے گئے ایسی وقت میں کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھ مرہٹوں سے لڑنے  
 تھے پنجاب میں سکھوں نے خوب غدر بجا جیسا سنگہ آو والہ وجیت سنگہ کہنے دگو جسنگہ دہنا سنگہ نے امرتسر میں  
 جمع ہو کر لاپور کے ٹھنڈ کی تجویز کی اور سبے باتفاق اگر لاپور کا محاصرہ کر لیا اور حصار کے باہر کی عثمان  
 کو الگ لگا دی اور جبکہ بابا لوٹ لیا مکانات کے لکڑیاں اوتار لیں لاپور کا حاکم جیت سنگہ آو اسٹر  
 سکھوں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اوتھوں نے جواب دیا کہ اگر تم خالص جی کو کڑاہ دیشا دکھلاؤ تو جاتی ہیں آخر  
 تیس ہزار روپیہ دیکر لاپور کے سرسرواؤ سنی بھی ملائی مگر حصار کے باہر کی آبادی میں سے کچھ باقی رہی  
 جب احمد شاہ مرہٹوں پر پنجاب ہو کر آیا تو سر ملہ خان کو ناظم ملتان دزمین خان حاکم سرسند و خواجہ علی  
 کو حاکم لاپور بنایا اور ولایت کو گج کیا مگر اسے میں سکھوں نے شہر و لشکر کے ساتھ فراہمیتیں کہیں

اور بخون باری مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی ضا کے رخم کرنے کے واسطے کامل باجا جلد تر مندر تھا اور قوت اس گستاخی کی سزا دہ سکھوں کو نڈیکا اور غصہ میں بھرا ہوا دلاست کو چلا گیا کامل ہو پختہ ہی اوسنی نور الدین خان نام سردار کو مع فوج سکھوں کے سزا دہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب سردار مع فوج حرار دریا میں خیا ہے دار اتر اتر اتر چٹ سنگہ سردار نے بڑی خستی کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا پھر افغانی فوج کو شکست ہوئی اور نور الدین خان سیالکوٹ کے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا چٹ سنگہ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نور الدین خان دلاست بھاگ کر راجہ جیون کے پاس پناہ پائی جہ مال سنگہ خواجہ عبد صوبہ لاہور اپنی فوج لیکر سکھوں کی سزا دہی کیو واسطے سوار ہوا مگر اسنی بھی عند المقابلہ شکست کھائی اس فتح کے بعد پنجاب میں سکھ انار یکم الاعلی کا دم بھر فر لگے اور سب لکھ گر و عاقلہ اس گدی نشین جتیا لار جو بیضی الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا مہم تھا ورش کی اور جتیا لار کا محاصرہ کر لیا عاقلہ اس نے اس حال کی عرضی بادشاہ کیندر مت میں بھیجی عرضی کے ہو پختہ ہوئی شاہ بنوچ خاطر خواہ کہوچ بلوچ پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھ توڑی سی لڑائی لڑ کر تھاک لکھ اور شاہ سے اتر کر سر ہند کے جنگلوں میں جا چھوٹھ خرابا کر زین خان سر ہند کا صوبہ انکی سرکوبی کے واسطے سوار ہوا اور رائی پور کے قریب سکھوں میں لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کر زین خان کی فوج بھاگ نکلی کہ اتنی میں خود ا درانی رستم ثانی و مان جاہو پنجاب سکھوں فروریون کے ٹوپان دیکھیں تو یا نا کہ بھاگ جائیں مگر اوست کون بھاگنے دیتا تھا وراہیون نے چار دن طرف سے اور کونہ لیا اور اسقدر قتل عام ہوئی کہ عند انشا پسر کا نفس سکھوں کی شمار میں آئی اس لڑائی کو سکھ آج تک گہلو گہا راہینی قتل مشہا رکتی ہیں اس لڑائی میں آلا سنگہ شیا لہ الہ بھی سجا لت قد بادشاہ کی حضور میں حاضر ہوا اور نہایت عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ نے کئی لاکھ روپہ نقد اس سے لیکر گدی شیا لہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب یا بعد اختتام اس مہم کے احمد شاہ لاہور آما اور نور الدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کر کے حکم دیا کہ جیون بل کا بل جو بھلا صوبہ کشمیر کا باغی ہو اسکو گرفتار کر کے حضور میں بھیج دو اور راجہ جیون کی فوج اپنی ساتھ لیکر کشمیر باغی سنو ز بادشاہ لاہور میں ہی تھا کہ جیون باغی سجا لت قید کشمیر سے اگر پیش ہوا اور حکم بادشاہ اندہ کیا گیا اور انھیں ایمان میں بادشاہ کو خبر ہوئی کہ تقریب سکھ دوالی کے سکھوں کا اجتماع اگر تہر میں ہوگا جہ خبر سنوئی بادشاہ شباشب امرتسر گیا مگر سکھوں کو بادشاہ کے ہو پختہ سے توڑی دیر پہلے خبر ہو گئی تھی اسوا سے سب بھاگ گئے اور مکان خالی پڑا گیا بادشاہ نے جب سکھوں کو نہ پایا تو غضب سلطانی جوش میں اور راجہ اسکا مندر جو سکھوں کی بڑی تکلف سے بنوایا ہوا تھا پھ سے نکلوا دیا اور تالاب کے پیر میں

بارہ دہر کرادین کل تالابون میں مٹی ڈالکر زمین کے برابر کرادیو اور شہر کے اندر چوبندہ دیکھ کر  
قتل کیا مکانات جلادیر عایا کو ٹ لیا سیکھ کام جب انجام پاچکا تو بادشاہ لاہور آیا کابل میں لکھتری کو لاسو  
کی نطاست عطا کی اور کابل کو ست کو کج کیا بادشاہ کے جاتی ہی سیکھ پھر میدان میں نکل آئے پھلو اور پلو  
نے مقبور کو لوٹا اور بڑی دولت حاصل کی پھر بہت مجموعی سرسند پر چڑھ گئے وہاں خوش آئی ہوئی بیخان  
حاکم سرسند شہادت پائی سکھوں نے شہر غارت کر کے آبادی کا نام نہور امکانات جلادی سجدین گرا دین رعایا کو  
لوٹ لیا اور برانما بخار گور و گوند سنگہ کے وقت کا جو اسکے دو بیسر سند میں ماری گئے تھے سکھوں کے دل  
کہول کہول کر نکالا سرسند کے دیرانی کے بعد سیکھ لاہور کی طرف آئے اور محاصرہ کر لیا اور کابل میں حاکم کو  
کہلا سچا کہ اگر تو گاؤں کش قصابون کو جو لاہور میں رہتی ہیں قتل کر ڈالے تو تجھ کو امان ہو کابل میں نے  
مصلح وقت چند قصابان گاؤں کش کو ناک کان گٹھو اگر شہر سے باہر نکلوا دیا اسی اسی خبریں پنجاب کے  
احمد شاہ نے سنیں تو پھر پنجاب کی طرف توجہ کی مگر اسکے آتے ہی خالصہ جی ہرن ہو گئے کسی آبادی میں کسی  
سیکھ کا پتا نہ ملا چار غصہ کہا کہ جو کج راستہ ولایت کو ملا گیا اسکے جانی کے بعد پھر سیکھ فوج در فوج قتل  
نکل آئے اور بلانراحت جان جہان کینو چاق قبضہ کر لیا کابل میں لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جمون  
کی تھا سبب اجمت ہجوم سکھوں کے پھر لاہور تک آئے نہ پایا نہ لٹا سنگہ و گوند سنگہ دسو بھائی سکھوں نے آگ لگا  
پر قبضہ کر لیا اور ایک شہر میں من حاکم با اختیار بن گئے اور کابل میں کے قبائل رت نکا دنگر قید میں ہی  
سوار اسکے گاؤں گاؤں قبضہ قبضہ شہر شہر سکھوں کی عمارتیں جمع گئی شاہی عمارتیں بالکل ادھ گئی پھر خبر پا کر  
احمد شاہ پھر پنجاب میں آیا اور سرافراز خان کو کٹھیر سے طلب کر کر فوج داری رہتاس کی اسکو دی مگر سبب  
دقوع کسی تنازع خانگی کے فی الفور اسے ملا گیا حیدر ز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا سکا  
سکھوں کی تلاش ہونے لگی مگر گرفتاری ادنیٰ خاطر فوج اعلیٰ میں آئی بادشاہ چند لاہور میں رہا پھر دو دفعہ  
برادر مولوی عبداللہ لاہوری کو حکومت پنجاب کی دیکر سرسند گوارا نہ ہوا چونکہ اون دنوینن نہا میں شہزاد  
تیمور اور بادشاہ کی کچھ شکر رنجی دقوع میں آئی ہوئی تھی سرسند کے مقام سے باجای شہزادہ تیمور ایک قصبہ  
بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے ملا اجازت اولٹ کر کابل ملا گیا اس بات کو دقوع میں آنے سے بادشاہ کو  
سنت غم ہوا اور سرسند سے لوٹ کر ملتان کے راستے ولایت کو چلا گیا اسکے جاتے ہی سکھوں نے پھر انہو پر  
حکومتیں سنبھالیں اور تینوں حاکم پھر لاہور میں آئے جو دہوئے دقوع و خان ناظم نے حالت ناچاری ادنیٰ  
طاعت قبول کی اور احمد شاہ پنجاب ہو جا کر سال ۱۱۷۱ھ بقضاء زمانہ جہان فانی سے گذر گیا اسکے بعد  
تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کابل کے تخت پر بیٹھا ملک امن کوہ شل دیر جات اور

کو تشریف وغیرہ التبتہ اوسکو وقت میں اوسکو زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب میں سوامی سکھوں کا غارتگری کی حکومت نہ تھی تیور شاہ کے بعد زمان شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسکی کاہل سی لاہور کی طرف توجہ کی اور لاہور میں چند ماہ رہا مگر ہر چند سکھوں کو ڈھونڈا کہہ میں سرخ غلاماچارہ و اس کی اسکی طرف جانے کے بعد پھر وہی شیون سرور لاہور میں آمو جو وہو اور سکھوں نے جا بجا انہی قدم چائے ۱۲۱۲ھ میں پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہر چند جاہا کی طرح انتظام پنجاب کو قائم میں آوی اور اسکی سلطنت پنجاب میں فروغ پائی اور جو کچھ سکھوں کے ہاتھ سے سکھ سلطنت کی پانچویں سے آٹھویں تک ہوئی اس دوسرے درگاہ اور چند جہاں قیام کیا کہ سکھوں کی بھت جو کرائی کر کہہ میں سرور کی بھت کا تھ نہ آئی گا تھ کا تو خالی بڑی دیکھو سوامی بادشاہ کو چ کر کابل کو چلا گیا وہاں جا کر بیٹ ابی اپنے بھائی بندو کی کچھل ہو کر مغول ال ریاست ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ لانے کے وقت بھی شہر لاہور چھارے اندر سی بھی نصف سوزیادہ اثر لاہور چھانڈنے کے گذر اور محلوں کے محلہ ویران تھی کیونکہ اہل شہر خط کے مدعی اور سکھوں کے لوٹ سوسے چاک کر جا بجا نکل گئے شہر اس مقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صد سال پنجاب میں ہی تھی ختم ہو افتظ

دوسری تقسیم سکھوں کے ظہور و عروج و حکومت کی بیان میں بابائیک کے عہد سی لکیر چھارہ اچہ رنجیت سنگھ و دیپ سنگھ کی انقضاض سلطنت

پنجابی زبان میں سکھ کے معنی مرید یا چلنے کے ہیں اول بابائیک نے تین مریدوں کو اس خطاب سے مخاطب کیا اور اوسکی مرید گور کے سکھ کہلائی تاکہ کے بعد نو سجادہ نشین برابر ایک دوسری کے بعد سجادہ نشین ہوئی یہی اول کو سکھ دسوں بادشاہ کہتے ہیں او میں سی چار جانشین تو فی الحقیقت فقیر تارک الدنیا صاحب عبادت و ریاضت تھو اور چہ باقیماذہ دنیا کی دولت و ثروت و جاہ و خشنم لشکر و فوج و مالی و خزانہ کے طرف راغب ہی بھلا موجود اس مذہب کا گور و نانک تھاحیہ شخص خدا پرستی و خدا شناسی ہے تبصیب میں مشہور ہی اچو اچو فقیر ہست و مسلمان ہی اسکی فض بابا یا اتفاق سہا بالادھجائی مردانہ کے اسکی تمام ہندوستان کی سیر کی مگر اسکی سیر کا حال جو کسی سکھ کی خیم ساکھی کے پوختی میں تحریر کیا ہی اوسکو دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہو کہ وہاں بھی بھی لکھا ہی کہ گور و نانک آسمان کیا اور پہلو ان سی سرگون میں جا کر ملا اوس میں کل سر زمین کی سیر کا حال تحریر ہی اور مندرج ہی کہ بابائیک بعد اومیں گور اور سرور سنگھ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے ساتھ طریقت کے علم میں رہا ہو خیمین نانک نے خیم پائی مگر افسوس یہ کہ وہ مصنف تاریخ کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم



فتحی الدین عبدالقادر جیلانی تخمیناً پانسو برس بابا نانک سے پہلے ہوئے بن گورو نانک کے سر کے وقت وہ کہاں موجود تھے اور میں مجھے بھی لکھا ہے کہ دہلی میں نظام الدین اولیا تان میں خواجہ بھادو الحق نے کرنا لیتا تھا پاک تین تیر خواجہ فرد علی بن القاسم سے بابا نانک سے ملاقاتیں کیں اور فیض پایا لانا کچھ کل حضرات سینگروں میں بابا نانک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم ساکھی سکھا شاہی مضامین اور بعلیوں کے پرستاروں کے لئے لائے گئے ہیں در نہ کچھ اصلی مطلب و بنس سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ شخص بابا نانک تیسری کاٹک سمیت اکبر باجی سے ملتا تھا۔

شہر بھری بدہ کے دن کا کوکھتری قوم بدی موضع ملوٹھی راہی ہوا میں جو لاہور سے چلے گئے کوس سمیت خواجہ مغرب و آبرو چاک کے سر زمین میں واقع ہے بعد سلطان ہلول کو دی ہوا اور آخر سمیت ۱۵۹۱ء کو

۱۵۹۳ء بھری اسلام شاہ بادشاہ بن شیر شاہ افغان کے عہد میں بمقام دیرہ مرگیا اور اس مقام پر اب بھی مریدانہ کاتک بکتر درباری راوی ثرا عالیشان مکان بنا ہوا ہے لہذا کہتری المشہور گورو وانگد

دوسرا جانشین یہ شخص قوم کاٹن کہتری اول موضع ہری کے مہراں کے گھر ہارون عورت کے شکم سے سونوار کے روز سمیت ۱۵۶۱ء گیارہویں سال کے پیدا ہوا اسمت ۱۵۶۱ء کو ہی بن ایک عورت سمات کہنوی کے ساتھ اسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایک سال جو لادوی کے درشن کو چلا جاتا تھا راہ میں نانک اور سکول گیا اذکی محبت میں وہ ایسا محو ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے پہل گیا اور اپنی خدمت سے گورو کو ایسا خوش کیا کہ اوہوں نے باوجود موجود ہونے اپنے والد کے گدی فخر کی اسی کو عطا کی سمیت ۱۶۰۰ء میں چھٹا مرگیا آدمی مسلم کل مضامین تھا ہندو مسلمان سب اسکو نظر میں ایک ہی تھے دیرہ اسکا موضع کہندہ

بنائے کے کنارے بنا ہوا جو دیر گورو و امر داس تیسرا جانشین یہ شخص بیرون سال کے سمیت ۱۵۶۶ء گھر منج بھان کہتری کوٹ بھالہ سمات لکھو کے شکم سے پیدا ہوا اور گیارہویں سال کے سمیت ۱۵۸۸ء موضع گورو سیمانسا دیوی کے ساتھ اسکی شادی ہوئی اور آخری عمر میں گورو وانگد دوسری جانشین کا چلیہ بنا اور بھت سی خدمت کر گورو کی صہر بانی ہو گدی بائی بایں سال پانچ مہینے گیارہ روز سند نشینی کی آخر ہادوں کے مہینے سمیت ۱۶۳۱ء میں فوت ہوا دیرہ اسکا موضع گوبند وال موجود ہے گورو و امر داس چھٹا

جانشین گورو راہ اس کے باب کا نام ہر داس تھا اور قوم کہتری ہوئی تھی پہلے کاتک سمیت ۱۵۹۱ء مقام لاہور سمات دہنی کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹھارہ برس کے عمر میں گیارہویں سال کے سمیت ۱۵۹۹ء میں اسکی سمات بھانی امر داس کی لڑائی کے ساتھ ہوئی اور امر داس تیسری جانشین نے سباط واری تھی اور یہانی کے بیٹوں کو محروم کر گدی گور بانی کی راہ داس کو بخشی جب خوش غوی و حسن لیاقت و سکینہ تراچی کے تمام پنجاب میں زیادہ تر اسکی مشہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے بھت سی زمین اسکو انعام میں دی تھی



گور و سنا یا تیرہ سال آٹھ مہینہ اکیس دن و راستہ نشینی کی آخر بادشاہ کو حکم سی و ہلی بلا یا گیا اور گھر کے مہینے  
سو ہزار کے روز سہ ماہ کو مقتول ہوا دیرہ او سکا دہلی میں موجود ہر گور و گوند سنگہ و سوان  
جانشین شخص ماگو کے مہینے اتوار کے روز بھرات رہی کے وقت سمٹا گور و متع بمبار نوین  
جانشین کے گھر مہات گوجری کے بیت سے بمقام عظیم آباد شہید ہوا اہیت کے مہینے سمٹا آسمان سداقی  
کے ساتھ اوسکی شادی ہوئی بعد قتل ہو جانے انہی باب کے منہ نشین ہوا اور سکھوں کو جیم کر کر اوسنی مایا  
کر انکو سیاسی بنا کر بادشاہ کا مقابلہ کر وں اور انہی باب کا مخصوص نون اوس اجتماع میں اوسنی سچل طریق  
ست ل دی اور سنا نہ ب شہر طریق کا اسکا دیکھا اور انکو حکم دیا کہ آئندہ کوئی گور و کا سکھ نہ نال نہ  
مندا آئندہ بن ہو آسترا نہ لگاؤ ملاقات کو وقت رام رام کے بدلی آپس میں سکھ و اگور و جی کی فتح کہیں  
زنار جو کل مند و گور و مہینے میں سکھ نہ بنا کر بن لگو زمار توڑ ڈالین برہما شین شب دیوی دیوتا کی بوجا  
نکر صرف گور و کو ملنے اور اوسکو برہما شین کا روپ جانے بد پوران شاستر کا دل سے اعتقاد اوٹھاؤ  
اوٹو ماسک بنگا دیو گرنتھ کہی بھی کتاب جانے اوٹکا ٹرینا ثواب جانے گرنتھ کے حکمون کی تعمیل کرے  
اوٹو مضافین برہما شین دھرم کل سکھ انہی ایک میں جلسہ کوئی چلے برہمن تھا یا کتیری یا شو در سکھ ہوئی  
وہ ذات اوسکی جاتی رہی اشراف کی توقیر اور رز زیل کی ذرا لت نہ رہی سب قدر و توقیر میں برابر ہو گئی  
کوئی گور و کا سکھ نہ تا کو نہ ہو مسلمان کے ساتھ جان تک بن آدمی دشمنی کہی اوسکو مال کو لوٹو جان کو مارو  
کا مال چوری ہو کہا جانا بھی حلال تصور کرے جو کوئی سکھ ہو کہ کسی مسلمان کو قتل کرے وہ مکت یا دیو سید سنگ  
کو جاوی اور اگر مسلمان کے ساتھ ہو وہی مارا گیا تو بھی ہشتی ہو مسلمان کا دیکھ کیا ہوا اہلال ماس حرام  
حلے بکری کا جھٹکا انہی ساتھ ہو کر گور و کا نام لیکر کر کے گردن برہما شین مارے اوسکا سرا و تارے تو  
وہ گوشت کھا دی ہر ایک سکھ تلوار باندھ شتر کوئی نہ کوئی انہی ماس و بکری کتیری ہو کر جھٹکا  
کے اوپر دہری مال یعنی گیس اور کے طرف لیجا کر سر کے اوپر باندھ کر پکڑی سیدی ہو کر کتیری ہو کر لیجا  
باجا رہی گھٹا بھی نگاری سور کا گوشت پوتر یعنی پاک سمجھو ملاشک کھا دی پیر مسلمان کا دشمن بننا مہینے  
غرض انہی عبادت کی تفصیل نہایت طویل ہو گوند سنگہ کے تذکرہ میں لکھی تھی اوس سکھوں کو سکھائی اور  
پہل دینی کی رسم جاری کی پہل دینی کا یہ طریق ہے کہ تپاشون کا شریٹ لکھ لکھ کر دانا دینی یا نوکھا  
اوسین دہوتا ہی پھر تلوار ننگی کر کے اوسین پھر تا ہی پھر تھوڑا سا اوسین تو آب پی لیا ہی در باقی  
ماتا ہی اور اوس شریٹ کی چھٹی اوسکو موٹہ ہر پار تا ہی اور احکام ہو کہ جو گور و گوند سنگہ کے ہن آتے  
اوسکو سا کر اوسکو تعمیل کی تاکید کرتا ہی۔ اوس اجتماع میں گوند سنگہ نے ایک ایک سکھ کو علیحدہ علیحدہ

دی اور گور کے ساتھ جانفانی کر کے کا عہد لیا جب بخوبی سمجھی سکھوں کی طرف سے ہو گئی تو بارادہ ملک کی عی  
 ٹری اجتماع کے ساتھ پیر اوسنی چاڑی راہیوں کے اوپر پوش کی آپس پر سخت لڑائی ان موہن آئیں سب جوان  
 لکڑاوسر حلقہ کا اور شمشاہ عالم لکیر کے خدمت میں بھی بہ بات کی اطلاع دی بادشاہ کے عیاد سے عیاد پتہ  
 کے نام جو اوڈنوں میں وزیر جان تھا اس جہم کے انجام کو اسٹیٹ کی ریفران جاری ہو جا رہا ہے چاروں طرف  
 فوج کا اجتماع ہوا تو گوبند سنگھ قلعہ آند پور میں محصور ہو گیا محاصرہ کے عذر ہو جانے کے ساتھ  
 بھت تنگ کی اور تہہ تہہ بھاگنے لگے آخر چیمان تک نوبت ہو گئی کہ مسات گوجری گور و گوبند سنگھ کی والدہ  
 بھی انہی دو پوتوں نہ وراور سنگھ و فتحنگ گور و گوبند سنگھ کے بیٹوں کو ساتھ لکیر بیٹے کی اجازت کو غیر قلعہ  
 سے بھاگی گریہ مند میں ہو چکا ایک ہندو کے مخبری سے گرفتار ہوئی سر ہند کے صوبے گور و گوبند سنگھ  
 کے دونوں بیٹوں کو گردن مارا اور گوجری کے قید رہنے کا حکم دیا مگر خیر روز کے بعد گوجری بھی نہ رہا کہ  
 ہلاک ہو گئی جب گور و گوبند سنگھ کے سب بار و دوست دسکھ چلیے بھاگ گئے تو وہ خود بھی پانچ آدمیوں  
 کے ساتھ قلعہ سے پوشیدہ بھاگا اور خالفون کی فوج سے چھپ چکے پور تو خیر آیا پھر نوشہرہ سے مقام ہلو کو  
 پہنچا اور قاضی میر محمد کے گھر جا دسکا فارسی کے علم میں اوتا دشتار بکر لباس بدایا سر کے بال جو اور کو باندھ  
 ہوئے تھے سچو کو لٹکا لٹو اور موہون کے بال کتراداکر شری موہون بنوا میں مانٹھ کو دیواروں کے ساتھ کساکر  
 محراب دار بنا یا جو منشی نمازین پڑھنے شروع کیں تو بھی پوشیدہ نہ تھا ایک امیر مسلمان نے جو اس شہر میں  
 رہتا تھا اوسکو پہچان لیا اور قاضی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو نطاب مسلمان اور باطن اس مذہب کا  
 دشمن جان معلوم ہوتا ہے قاضی بر شوت راضی نے قسم کھائی اور کھاکہ یہ شخص ساز و درویش نیک سخت  
 نیک اندیش صاحب اسلام نازی نیک انجام ہیں انکا ارادہ ہے کہ اب جہم کو جا دین فائدہ دینی اوٹھا دین  
 میری مسجد میں یہ رہتے ہیں نہ کسی سولتیر نہ دیتی ہیں امیر نے کھاجت اچھا اگر مسلمان ہیں تو شام کو میرے گھر  
 انہیں رات کا کھانا امیر تو چیمان کھائیں قاضی نے یہی خبر گور و گوبند سنگھ کو پہنچائی تو جان کے خوف کے  
 مارے اور کوئی تدبیر نہ تھی اسی طوعا و کرہ دعوت قبول فرمائی اور شام کو اپنے سکھوں کے ساتھ امیر کے گھر  
 گیا جب کھانا روہر و آتا تو یہ خلیہ بنا یا کہ ایک لوہے کے دستے کی چوٹی سی جھری نکلا لکڑا گور و گوبند سنگھ نے  
 کھانے کے اندر پہنچی اور سکھوں کے کھاکہ اگر ضرورتا کسی نیچے کے گھر کا کھانا کھانا بھی پڑ جاوی تو چاہی  
 لوہے کے دستے کی چھری کھانے کے اندر پہنچا دھوکہ دے کہ کھانے سے وہ کھانا پاک و پور ہو جاتا ہے اور جو سکھ  
 کھاتا ہے اوسکو مذہب میں فرق نہیں آتا ہی دوسری دن علی الصباح گور و گوبند سنگھ و انہی حلقہ پر مقام پہنچا  
 پہنچا اور وہ انہی موضع گنج جا کر مقام کیا چند آرام کیا چونکہ وہاں اوسکو خلیہ بھت تھو و انہی اوسکو

گھوڑا بھی سواری کا مل گیا اور چند آدمیوں کے جمعیت بھی ساتھ ہوئے وہاں سبھی حکم مقام دینی کے مقام پر  
اور خبر اوسکو آنے کی سکھوانے پا کر اوسکے پاس ناشر و غر کیا جھان تک کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع  
کی فہم پہنچ گئی یہ خبر پا کر سرہند کے صوبہ نے ایک فسر کو بمعہ فوج گور و گوند سنگہ کے دفعہ شر کے لئے مامور کیا  
اور مقام گنڈسہر جھان سابق ویرانہ بے آب اور آب ایک ٹرائالاب بنا مواسی فریقین میں لڑائی ہوئی اور  
دونوں فوجوں سے بھت سوار آدمی مقتول ہوئے اور بھت بے تذاب تشکی مار گئے خراب موقع اور بے آب و  
سبحہ کی فوج وہاں سے پس پاموئی اور گور و گوند سنگہ و مان جی اوترار ہاگر سکھہ اوسکو پس کم آنی کے  
سخت لاسن گرفتار تھے بھر جب دہلی میں بھوسہ تو شاہ اور گنڈسہر عالمگیر نے ایک تائیدی فرمان گور و  
گوند سنگہ کے حاضری کے واسطے لکھا اور غضب سلطانی سے ویرا آب ہرنگ بادشاہی فرمان لیکر آیا تو  
گور و گوند سنگہ نے اوسکو بھت ساظم دینا کر کے اپنی پاس بٹھرایا اور ایک عرضی منظومہ بابا ت فارسی  
بادشاہ کے نام ارمضون سے لکھی کہ مجھ فقیر درویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سے مقابلہ کروں بڑی  
کادم بھرون اسقدر فنا و جو مجھ سے توقع میں آیا ہے صرف اپنی جان بچائے کیو اسطوری اگر حضور سے  
میری جان بخشی فرمائی جاوے اور شاہی فوج میری مارے کو نہ آدمی تو آئندہ کسی میں ایسی حرکت کا تک  
نہ لگا رہی جب بادشاہ نے سن پائی تو التماس اوسکی قبول فرمائی اور سرہند کے صوبہ کے نام فرمان  
جاری کیا کہ اگر گور و گوند سنگہ اپنی حرکات سے باز آدمی اور اپنی زرگون کے طرح فقیرانہ وضع نہ بنا دیو کو  
اوسکا تمام نہونا دیو اور اگر پھر کسی شورش اٹھا دی تو شاہی فوج مامور ہو کر سر کوئی اوسکی عمال میں  
صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اوسکو تعاقب سے مٹالی جب گور و گوند سنگہ نے اس  
نقص سے خلاصی پائی تو اوسنی ایک کتاب بنائی اوسکا نام گرنہہ رکھا اور بدیل ہو کر بھت سے دکن کو چلا  
پھر عالمگیر اور گنڈسہر کے مرنے کے بعد ایک دفعہ پنجاب میں آیا مگر قیام نہ کیا اور تھوڑی سی مدت رہ کر پھر  
دکن کو چلا ما اور مقام اچلا نگر ایک افغان مسلمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ماہ کاٹک سمٹ امین ریگیا اور  
چار بٹو تھے فہم سنگہ زور آور سنگہ چوہا سنگہ جیت سنگہ اوہنن سود و لوسرہند میں مار گئی اور باقی سکھان  
جیت سنگہ و چوہا سنگہ بھی اوہنن و نوہنن جب گور و گوند سنگہ قلعہ آئند پور میں محصور تھا اپنی والدہ  
اور پانچ سکھوں کے ساتھ مخفی قلعہ سے نکل کر جب منقل موضع جگر کے پہنچے تو سرہند کی فوج نے انکو گھیر  
اور وہ اوسنے لڑ کر اوسکے ہند اسرا کی تھے شخص چلو بڑا گی سا دھوان کا چیلہ تھا بعد ازاں  
گور و گوند سنگہ کا سکھ بنام نے سونچا گور و گوند سنگہ کے اسیکو سخت تائیدی تھی کہ وہ حتی الامکان سکھوں کو  
لڑائی اور سکھوں کو مذہب کی ترقی کرنی پس گور و گوند سنگہ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر متعہ ہو گیا



نہرا روں سکھیا دوسرا اپنے پاس جمع کر لئے اور پنجائے ملک میں آکر ملک کو لوٹنا شروع کر دیا جب سرہند کے  
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بڑی فوج لیکر آیا سر آگرا عند المتقابلہ صوبہ نے شکست کھائی اور سکھوں  
کی ایسی ہی تھی کہ انہوں نے سرہند و سادہ موراد سمانہ دگر آم وغیرہ بڑی بڑی بستیاں کو لوٹ کر رہا  
کر دیا متفرق و مسجد بن کر آدین لوہیہ سمانہ سے لیکر ان ایک تمام ملک میں اپنی تختائے شہلا دئی اور سمانہ لوہ  
کی استغفر قتل عام ہوئی کہ صرف نقبہ سمانہ کے اندر دس ہزار زین و مرد و بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نقبہ  
ادبکی آگ میں جلای گئیں شہر سالہ و کلانور کے زمیندار لے لیسوئے کہ ان کے پاس ایک قتل کے کہا گیا  
کہ ارہ نہرا دوش مانہ میں لاہور کا صوبہ سید اسلام تھا اور سنی شہر کی بڑی حفاظت کی جب بند ابیاس سے اور  
باری دو آب میں داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمان نے ایک اجتماع کیا جھکے سر گرد و محمد تقی و موسیٰ  
و حاجی سید ہما عیل و حاجی یاریک و سید عنایت اللہ و ملا میر محمد تقی و ریحہ لوگ ہر طرح مستعد ہو کر لاہور کے  
بابر عید گاہ کے پاس جائز ہوئے جب بند آگرا تو فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور صبح سو شام تک مقابلہ ہوتا رہا  
اور دونوں فریق لڑتے لڑتے تھک گئے آخر بند اعلیٰ پر اکندہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا اور دونوں میں بہادر شاہ  
عالمگیر کا بیٹا دکن کے ملک میں تھا و البی کے وقت وہ سید ٹالاہور کو آیا اور فیروز خان و مہابت خان بائیں  
افغان مقصوری و شمس الدین خان افغان کو بند کے تہنہ کے واسطے لاہور کیا شاہی فوج نے قلعہ مخلص پورہ  
المعروف کوہ گدہ کو جوہن بند اتھا جا کر محاصرہ کر لیا اور مدت تک محاصرہ رہا آخر بند اوٹان سے ہال گ  
پھاڑ میں گھس گیا اور عند التقاتب بھی ہاتھ نہ آیا ناچار فوج واپس آکر داخل لاہور ہوئی جب بھادریا  
مر گیا اور شہزادوں کی اسپہن لڑائیاں و فساد ہو کر فرخ سیر کی سلطنت قائم ہوئی تو بند ابھیر موقع پا کر جھا  
سے اترے اور بہت نقبہ اور گانوا دوسنی انہی تصرف میں کر لئی دہلی سے نواب عبدالصمد خان دلیرخان  
و محمد امین معہ فوج اوسکی سرکوبی کو لاہور ہوئے کہ جب یہ فوج نزدیک ہوئی تو بند ابھیر میدان چھوڑ کر گم  
ہو گیا ایک سال کے بعد بھیر نے سیدان سہالا اور قصبہ کلا نور و سنو کہہ گدہ پر تسلط کر لیا شیخ محمد علی  
فوجدار ٹالہ کا ہر چند اس سے لڑا مگر سب کثرت سکھوں کے اوسکو شکست ہوئی یہ خبر پا کر بادشاہ قو  
معت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجدار گجرات و اراد مند خان فوجدار امین آباد و نور محمد خان  
فوجدار اورنگ آباد و سر سرد و شیخ محمد فوجدار ٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجدار مہبت پوریتی سہارا  
فوجدار کلا نور و راجہ بیہ سنگہ کٹوج و بٹرب و جوہر و ٹیہ و غارت بگ خان ناظم لاہور کو معہ اوسکے  
فوجوں کے جمع کیا اور سب کے سرکردگی نواب عبدالصمد خان دلیرخان کی شاہ گنج کے پاس ڈرہ کیا اور  
سے بندانی کو لاہور کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان پسند کر کے معہ فوج بھیر کے

قیام کیا اور چار دن طرف اسی پانی کی ٹھہر کبہ در پانی چوڑ دیا گیا اسنو واسطی انہوں نے سچا ایک حکم  
 قلعہ بنالیا بادشاہی فوج نے جب پایا دیکھا تو سکھوں کا ہر چہار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سوائی پانی کے  
 ایک آنہ غلہ کا اونکی فوج میں جانا نہیں پاتا تھا جب تک کہ رسد موجود نہ کہاکہ حکایت تنگ آئی اور بہتر  
 آہستہ بند کی ہر اسی چوڑ کر سچا گھوڑے لگے مگر جو سچا گھوڑا تھا شاہی فوج کے ساتھ گزرا نہ ہو کر مارا جاتا تھا آخر سکھ  
 اسنو گھوڑی اور بار بار دراری کے آؤٹ سب نکالتا کہ اگر الٹو وہ بھی نہیں تو نہ ہی ممنوعات کا کچھ لحاظ نہ رہا  
 جو یا سو ہضم کیا اسی حالت کو ساتھ منڈلے عبدالصمد خان کے خدمت میں بشرط جان بخشی کے حاضر ہوئی  
 درخواست کی جب حاضر ہوا تو بحفاظت مقبول بادشاہ کی خدمت میں دہلی پہنچا اور وہاں ہو چکا مودہ فرزند بیس لہ انیس کے  
 متصل مزارقہ صاحب حکم فرما کر دن بارا گیا اس سے بعد بحفاظت دہلی کی دن بدن ضعیف ہوتی گئی اور حد شدادہ نہ  
 رستم ثانی ہر گیا اور کابلی سلطنت کی نا اتفاقیوں کے سبب کوئی مسلمان بادشاہ نہ کر سکے گا تو سکھوں کو چاہیے  
 بدقسمت قبضہ شہر تھانہ بھٹنہ دھاکم گھوڑا دس وقت سکھوں کی بارہ تھلین بھٹنہ گین پہلی مثل ہندکون کی  
 اس میں بارہ ہزار سوار تھے جہاں گنگ نامی ایک شخص نے پچھلے گورو گوند سنگھ سے ہاسل لیکر سبھی اختیار کی اور  
 غارت گری کر کے رہنے ہو اسی بھٹنہ میں نشہ سنگ کے لوگ اوسکو ہنگی کہتے تھے ہل میں وہ ہنگی نہ تھا جاتا تھا  
 بعد ازاں بہان سنگھ میان سنگھ ملک بٹنہ بھاری اوٹیری اوسکی شامل ہوئی اور سب ملکر ڈاکہ زنی شروع  
 کی جہاں سنگھ مر گیا تو بہان سنگھ سرگروہ والا اوسکو بعد ہری سنگھ نے افسری پائی ہری سنگھ نے تھوڑی دیر میں  
 ترقی پنجم ہو چکا بھٹنہ سے سکھ نوکر کہہ لے نواح امرتسر وغیرہ بھٹنہ سالک اوسنو اسنو قبضہ میں کر لیا  
 اوسکو بعد میان سنگھ اوسکو بعد چند سنگھ دگنڈ سنگھ د و نو بھائیوں نے سرداری پائی چند سنگھ نو  
 راجہ رنجیت دیو والی جہوں کے لڑائی میں مارا گیا اور گنڈ سنگھ پٹھان کوٹ میں حقیقت سنگھ گنڈیہ کے  
 ہاتھ سے قتل ہوا بعد ازاں دیو سنگھ جو ہا بھائی گنڈ سنگھ کا سرگروہ بنا وہ مرانٹو گلاب سنگھ نے سرداری  
 پائی وہ بمقام ہسین تخت سنگھ کی لڑائی میں مارا گیا اوسکو چھ اوسکا بیٹا گوردت سنگھ راجہ کو رنجیت سنگھ  
 نے امرتسر سے نکال دیا اور کل اوسکو علاقہ مقبوضہ میں اپنا قبضہ کر کے کچھ تھوڑا سا گدارہ اوسکو واسطی  
 مقرر کیا وہ مرانٹو گنڈ سنگھ مول سنگھ دیشی اوسکو ریسر گربٹ جیللی جاگیر کے محاسب مفلسی کے ساتھ  
 گدارہ کو تھوڑی اب اونکی رادلا دسی کوئی ایسا نامی آدمی لائق اندراج تو اسے نہیں رہا  
**دوسری مثل راکھڑوں کی** اس مثل کے گروہ میں تیرہ ہزار سوار تھے ادا ہا  
 اسکا جہاں سنگھ بیکر اناگانی کا بیٹا تھا جو موضع اسیوکل لاہور سے شرق کی طرف بفاصلہ بارہ میل کے رہتا تھا  
 وہ مفلسی فناداری سے سخت تنگ ہوا تو پاس لیکر سکھ بنا اور چند بدعاشوں خانہ بدوشوں کو جمع کر

تذاتی و غارتگری شروع کی رفتہ رفتہ مالدار بن گیا اور آوینہ بگ خان ناظم دوا رست کے پاس جا کر ایک  
 علاقہ کی تحصیلداری پر مامور ہوا جب آوینہ بگ خان مر گیا تو اسی علاقہ میں وہ خود سر حاکم بنا کر جی گنہ گشتی  
 اور سر خاں گراؤ کو سکونید غل کیا اس واسطے وہ ستلج پار جا کر جی گنہ گشتی گزارا اس وقت سر فی وغارتگری  
 کے اور سر کر تار مارا خرب جی سنگہ وہاں سنگہ سخت سنگہ کے باب کی اسپین نزام ہو گئی تو جی گنہ گشتی  
 وہاں سنگہ آیا اور گرد بخش سنگہ جی سنگہ کے بیٹے کو قتل کر کے خود اپنے علاقہ سر د و بارہ قاضی ہوا جب وہ مر گیا تو  
 اسکا بیٹا جو وہ سنگہ سر دار ہوا بعد ازاں دو ان سنگہ میرا سنگہ میرا سنگہ میں بنی رہا ہے اوچین بابت تقسیم  
 میری سخت نکرار و قوع میں آیا اور سخت سنگہ منصف مقرر ہوا سخت سنگہ نے وہاں پہونچ کر ایسی  
 شصتی کی کہ تمام ملک مال و اسباب نقد و غنیمت کا اپنے قبضہ میں کر لیا اور ایسا خرشتہ فیصل کیا کہ پھر  
 کبھی اذکی اسپین فساد برپا نہ ہو اسپیری **شکل کشیوں کی** بانی اس گروہ کا جی سنگہ گنہ  
 بموضع کاہنہ جولاہو سوسو سس مثل سمیت جنوب آباد ہو رہا تھا اصل مختصر حقیقت اسکی یہ ہے کہ اسکا باب  
 مسی خوشحال کاہنہ کے رہنے والا ذات کا سند ہو غنیمت منسلک نا دار تھا اور سکود رہتی تھی ایک خندل  
 دوسرا جی چند جب ادنیٰ غنیمت طاری ہوئی اور فائدہ کشی سے سنگہ کی توجہ سنگہ کے قبو سنگہ فیض  
 کے پاس جا کر یا سلی بی اور سنگہ بنی جی سنگہ نام رکھا ما اور چند ماہ اوکھ سا تھہ بقراتی وغارتگری مصروف رہا  
 جب کچھ جمعیت ہو گئی تو اوسنی باتفاق اور چند غارت گردن کے اپنی مثل علیحدہ قائم کر لی اور سوسو گر  
 دور نیک جا کر راستہ لوٹنا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا چند سال میں رفتہ رفتہ سر دار جی سنگہ ہو گیا چونکہ  
 ادن دنوں میں لاجسنا رخند نے بھار کے راجون پر پنجاب ہو کر قلعہ کانگریسی کے اوپر مورچہ لگایا ہو س تھا  
 اور لوہاں صیف علی خان قلعہ دار جو حکم شاہان جیانی مدت سے وہاں مامور تھا اندر سے ترکی تریکی اور سکا  
 جوان تیا تھا تھامہ کر مدت طول کہنہ گئی تو راجسنا رخند جی سنگہ کو اپنے مدد کو بلا یا جب بھیہ وہاں پہونچا  
 تو قلعہ دار مر گیا اور جیون بیگ اور سکو بیٹے نے قلعہ جی سنگہ کے خواگے کر دیا قلعہ میں داخل ہو کر سی جی سنگہ  
 خود مالک بن گیا اور راجسنا رخند کو صاف جواب دیا اور چند علاقہ کو سی و دہن کوہ لوہاں سے  
 کے قبضہ میں تھا سب پر جی سنگہ قاضی و مشقرن ہوا بلکہ جی سنگہ راگھو نے کا ملک بھی اوسے جہن کرانی رست  
 کو اوسنے وسیع کیا چونکہ اوسے زمانہ میں وہاں سنگہ شکر جیکہ سخت سنگہ کے بابے جیون کو لوٹ کر سمیت سی گشت  
 حاصل کی تھی جی سنگہ نے اوسے جیون کے لوٹ کا حصہ مانگنا شروع کیا اوسنے مذات و یقین میں نزام کر کے  
 لڑائی شروع ہوئی جی سنگہ کے ساتھ راجسنا رخند و جی سنگہ راگھو رہ متفق ہو گئے اور لڑائی میں گور بخش سنگہ  
 جی سنگہ کا بیٹا مارا گیا اس سے جی سنگہ بھت گہرا یا اور راجسنا رخند وہاں سنگہ کے ساتھ صلح کا خواہان ہوا

اس وقت راجہ سنار چند نے تو قلعہ کانگرہ لیکر صلح کی اور مہاشنگی نے مہتاب کنوجی سنگہ کی پوتی کے ساتھ رنجیت سنگہ  
 اپنی بیٹی کی نسبت کر لی جب جی سنگہ مر گیا تو نہ مان سنگہ و بھال سنگہ بیٹی اور سکھ خور دسال بسو اور مالک ریاست کی  
 سمات سد انور کو بخش سنگہ کی عورت جی سنگہ کی بیوی رنجیت سنگہ کی ساس بی وہ عقل عورت ریاست کے  
 انتظام میں بڑی ہوشیار تھی و سنوجی سنگہ کے مرنے کے بعد اپنی ریاست کا خوب انتظام رکھا بلکہ رنجیت سنگہ کی  
 سلطنت کو اور سنوجی ترقی دی لاہور کے لینے کے وقت وہ بعد فوج رنجیت سنگہ کے ساتھ تھی مگر رنجیت سنگہ فراسکو  
 بھی بھڑا جب زور پکڑا مالک و سکھ صبط کر کر اسکو قید میں ڈال دیا کہ وہ بہت بڑا حال کے ساتھ مر گئی اور اسکا  
 اس ریاست کا قبضہ کیریاں و داریست جالندہر میں ہو جو دہر جو تھی مثل نکینوں کی بانی  
 اس مثل کا بنیاد بنیاد سنہ ۱۷۰۳ء وال کے رہنم و الا تھا و سنوجی سنگہ مر گیا بلکہ ابا اور مدت تک نہ رہی  
 کہ اگر کچھ ستھدا دھیر ہو سکا یا ناگروہ الگ بنایا اور درباری گنار کی ملک کو کہ کتھو میں مل اسکو قید میں لایا تو جی  
 پاک میں کے اور پھر پانی کی توشیح سبحان دیوان کے فوج کے ساتھ سو مار گیا اور دس لکھ دسال  
 رہ گیا اسو اسطو نار سنگہ برادر زادہ اسکا جانشین ہوا وہ بھی نو مہینے بعد مر گیا جب رنجیت سنگہ کے اقبال کا  
 ستار اچھا تو سنوجی بگوان سنگہ گیان سنگہ خزان سنگہ نکینوں کی ہمشیر و سمات مہتاب کنور کے ساتھ شادی کی  
 اسکو بھلے سے کٹر سنگہ و بعد میں ابھرا اسکو بھگوان سنگہ سسی وزیر سنگہ کے ساتھ سو مار گیا اور گیان سنگہ  
 حاکم ہوا وزیر سنگہ کو دل سنگہ سیر سنگہ بانی مثل کے بیٹے مار ڈالا و خود بھی وزیر سنگہ کے نوکر دن کے ساتھ سو  
 قتل ہوا وزیر سنگہ کے و بیٹی مہر سنگہ و مہر سنگہ باقی رہی گیان سنگہ کے بعد خزان سنگہ جانشین ہوا اور کانگہ  
 گیان سنگہ کا بیٹا جو خور دسال رہ گیا تھا خزان سنگہ کے پاس پرورش پاتا رہا آخر کار رنجیت سنگہ نے کل ملک اسکا  
 ضبط کر لیا اور کچھ تھوری جاگیر نقد و زرہ قائم بھی اب بھی اس خاندان میں کا نہ سنگہ جالندہر کی اولاد  
 و حیات ہو جو دہر یا سچوین مثل الو و الیون کی اس مثل کا منسل جال ساہی شہر کو تھل  
 اور دانا کو ریاست کی ذمہ داری پر ہو گیا اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہو چکی مثل نے  
 و الیون کی اس مثل کی بنیاد گلابا کتھری ساکن ڈولہ والہ سوس قائم ہوئی سب شہزادوں و بی سکہ سادہ  
 غارتگری سیکو اور گردہ قائم کی وہ مر گیا تو تار سنگہ قوم گڈریہ جو پہلو گانو کا مال چرایا کرتا تھا سردار بنائو  
 سنگی مثل کے ساتھ ملکر قصور کو کوٹا اور امیر ہو گیا اور فتم آباد و غیرہ کا انتظام کر لیا آخر رنجیت سنگہ نے اسکو  
 کل ملک میں لیا صرف دو گانو گڈارہ کو جو پورے گڈریہ کے بعد وہ دو نو بھی بکرا چنگیہ جی نے اسکو  
 بیون و سونہ سنگہ و چند سنگہ سے لے لیون سا توین مثل نشان و الوون کی  
 اس مثل کے بانی مہاشی سنگہ و مہر سنگہ و شخص تھو دس ہزار سو ارا و پو اس تھا اناہ اور دمان کے گڈریہ

کاملاً و نیکو قبضہ میں تھا بسبب کمزور نشان کے نشان والے مشہور ہو گئے تھے **امحوسین** **مسل** **فضل اللہ**  
**یوریون** کی بانی اس مثل کے پورے سنگہ و خوشحال سنگہ رہنوی والے دو ادبہ بہت جالندہر موضع فضل اللہ  
کوتھے آؤ نامی ہزار سو ارب اس مثل میں تھو سب سے اول گویا بھی مثل مبنی اور مشہور غارتگری و رہنری ہنریج  
طفیل سے سکھوں میں راہیم ہو اشہر دن کے شہر اور قبضوں کے قبضے اور غنوں نے لوٹ لپی مانی ہزاریوں  
کر مال تک انکا ڈاکہ پڑا تھا کپور سنگہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا جہاں تک کہ فضل اللہ پانسیو گا تو کا باہم جو  
مسلمانہ تھا بدل کر سنگہ یوری رکہ دیا تھا و دو طرف تسلیم کے بھٹ سالک و نیکو قبضہ میں تھا اب بھی اس  
مثل کے سردار علاقہ منولی و کمنولی و میرولی و کوٹلہ برقاہن ہن اور علاقہ آسپہن بھٹ رہیوں کے  
تقسیم ہوا ہوا ہوا **نوسین** **مثل** **کڑو** **وڑھی** **سکھوں** کی بانی اس مثل کا کر وڑ سنگہ تھا وہی  
سکھ بنا اور اوسے نے غارتگری سکی اور سکھ بعد گہیل سنگہ سردار ہوا اور سکھ وقت میں بارہ ہزار سو ارب  
میں تھا اور بھٹ سالک سلج پار کا اوسنوی دیا لیا تھا **سوسین** **مثل** **شہید** **یونگیوں** کی بانی  
اس مثل کی گرد بخش سنگہ و گرم سنگہ تھے بعد غارت و رہنری و حصول جمعیت حلالہ شرق و ریاض سلج ریاض  
ہوئی و ہزار سو ارب ان کے مثل میں تھا نہ بھٹ ہی اور غنیں سے تمام دہرہ و اقم سمیت جنوب ٹیلا قتل ہوئی ہوئی  
اور وہاں اور غنوں نے ایک شہید بولگنا بنایا ہوا تھا اسلیو شہید بولگنی مشہور ہوئی گیارہویں **مثل**  
**مہلکیوں** کی اس مثل کا حال بھلی ٹیلا کی ریاست کر ذکر میں تحریر ہو چکا ہے **تارہویں** **مثل**  
**سکر چکیوں** کی بھٹ مثل رنجیت سنگہ کے غاخان کی ہر اصل حال اسکا بھٹ ہے کہ ایک ہندو غاٹ  
کا لوٹا نام موہنم ہندی ہنسی میں تھا تھا و ہنسی اور بھٹ کے مجموعہ سانسری متصل امرتسر کے آ رہا اور قوم ہنسی  
سے ملکر قزاقی کرتا رہا اور اسکا بیٹا جاد و من و سکھ مرنے کے بعد اوسکی بیٹہ پر قائم ہوا آخر ایک قزاق  
کے وقت مارا گیا پھر اوسکا بیٹا غالب سکر جاک میں جو گورانوڑ سے ڈیڈہ کوس برجو جا رہا اور ذرا بھٹ  
اور سکھ و ہنسی ہوئی راجہ پور پوریا کی دوکان کتا تھا اور کتنی ٹیو ہوئی ایک ٹیو دوسرا ٹیو تیسری تخت زمین ٹیو و ٹیو تو ایک  
خانہ جنگی میں مارا گیا اور چھوٹے بیٹے ہوئے بولہو بھار ابو تو توڑا کہ زنی میں مارا گیا اور بھار ابنی لیاقت ہوئی  
بھٹ زمین متعلقہ سنگہ جاک پر قاض ہو گیا وہ مر گیا تو بدھو نام اوسکی بیٹہ نے باہلی لی اور سکھ بنا  
بدھ سنگہ نام رکھا اور سکھ و ہنسی ہوئی نو دہ سنگہ و چند رہبان سنگہ نو بدھ سنگہ رنجیت سنگہ کا غاخان  
اور چند رہبان سنگہ سے سندھ و تالیون کا غاخان ان مٹا نو دہ سنگہ کے بعد شہرت سنگہ نے برہی ترقی پائی  
آخر تمام حوں بسبب بھٹ جانی انہی سندھ و ق کے مر گیا اور سکھ بعد اسکا بیٹا جہان سنگہ سردار ہوا اور  
بہت ہی غارتگری کر کے ہنسی فرج رکھی عزت پائی اور چندہ والو راہب کی لڑکی سے اوسکی شادی ہوئی



شہر جون و ستر و مرتبہ غارت کر کے لاکھار و بیہ حاصل کیا اور بہت سال تک گوجرانوالہ کے گرد و نواح کا ستر  
 اپنے قبضہ میں کر کے سرداری بنائی آخر سنہ قیسوی میں نوجوان ہی مر گیا حال سخت سنگ  
 اور اوسکی ترقی اور سلطنت کا بیان یہ شخص ہانگیا کہ حکم کے گھر ستر  
 میں پیدا ہوا چارہ برس کی عمر کو پہنچا تو باپ اسکا مر گیا اور انشٹام ریاست کا رنجیت سنگہ کے والدہ کے  
 والدہ ہوا اوسکو اگر ایک بیوان نوجوان صاحب غرت و شان تھا جو اوسکی طرف سے ریاست کو امور کو انجام  
 دیتا اوسکو لوگ لکھتے اسے دیوان کہتے تھے جب رنجیت سنگہ سترہ برس تک ہوا تو سب ظہور بد نامی دیوان لکھتے تھے  
 کہ جو اوسکی والدہ کے نسبت منسوب تھے رنجیت سنگہ نے دیوان کو زمینداروں کے ماتھے سے مرد اڈا لیا بلکہ والدہ  
 کا کام بھی تمام کیا اور خود مختار ہو گیا اسلئے اجڑی میں جب بھلی مرتبہ شاہنہان داخل پنجاب ہوا تو اسوقت  
 رنجیت سنگہ بھی گوجرانوالہ چور کر رہا ہوا اسی سال بادشاہ واپس چلا گیا اور ایک امیر انیسویں  
 شاہنہی کو پنجاب میں چور کیا کہ وہ سکھوں سے لڑی اور انکا انتظام کر دیا بھلا در دلائی سردار بمقام  
 رسول نگر سکھوں سے لڑ کر شہید ہوا اسلئے کہ اخیر میں شاہنہان بھیرنہی بھاری نوح لیکر لاہور نکلا یا اور  
 چار ہفتہ ریکر رخصتان کے ہوتے میں اس کا واپس جانے کے وقت بارہ توپیں بادشاہ کی درباری جانتا  
 غرق ہو گئیں بادشاہ خود تو چلا گیا اور رنجیت سنگہ کے نام فرمان جاری کر گیا کہ ہمارے توپیں نکلوا کر ہسار  
 اوسکی عرض میں نکلوا جازت ہے کہ تم لاہور سے جا کر قبضہ کرو رنجیت سنگہ نے اسلئے توپیں نکلوا کر ہسار میں اور  
 چار توپیں کچھ مدت کے بعد خود نکال لیں اسلئے اجڑی میں رنجیت سنگہ لاہور پر چڑھ آیا اور باہنچون ہاڑ  
 سنہ لاہوری در دلائی سے لڑ کر شہر کا حکم چھان کے لاہور میں داخل ہوا تینوں سردار لاہور کے حاکم شہر کو  
 چور کر چلے گئے سال ۱۱۰۰ اجڑی میں رنجیت سنگہ کو فتح لاہور سے کچھ دفعہ خزانہ ملا جس سے اوسکو ہتھکڑیاں  
 ہوا اور وہ بیہ کی مسکوک چوری کا حکم تھا و با رنجیت سنگہ کے رقبہ پر ایک طرف نام و سمت و مقام حضرت  
 لاہور یا اسلئے کہ ہوا تھا اور دوسری طرف مسجد بیت مضرب تھا بیت دیگ تین دفعہ و نصرت بیت  
 یافت از نامک گور گوئید سنگہ جب رنجیت سنگہ کا قبضہ لاہور پر ہوئی ہو گیا اور دن بدن ترقی کی صورت  
 نمودار ہوئی تو ہنگی وغیرہ سردار دن کو فکر و حسد پیدا ہوا اور اسے فکر لاہور سے جگہ کرنے کی خواہش کی اور  
 بمقام میں جو لاہور سے بغاوت دس سال اتم ہو سکھوں کا اجتماع ہوا رنجیت سنگہ نے بھیرنہی یا کسدا کنور کو  
 ہانچے خواجہ کے ساتھ اوسے مقابلہ کیا جنہن وہ فتح ہوا اور کھلاں سنگہ ہنگی سے گر وہ سکھوں کا مارا گیا  
 اس فتح کے بعد محلہ رنجیت سنگہ کا بخت بڑھا اور تیرہ ایک تہہ کے کانور اور نصرت فتح ہوئی لگ بھگ  
 میں نظام الدین افغان حاکم قصور نے اطاعت قبول کی اور شہر ضیوت سنگہ کے قبضہ سے چور یا گیا



کے قبضہ میں جانے ہر کالک اور قبضہ میں لے لیا گیا سٹٹ امین کٹرک سنگہ دیو کے ساتھ کی شادی مسات چند کنویر سنگہ  
 گیتھ کی لڑکی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی شاہ شجاع کھل کا بادشاہ دھان سے مغدول ہو کر لاہور میں  
 داخل ہوا قلعہ انک پر بازویش ناظم کٹرک کے رنجیت سنگہ نے قبضہ پایا سٹٹ امین بادشاہی مسجد اور قلعہ کے مغربی  
 دروازہ کے درمیان حضور باغ بنا اور ایک بارہ درمی سنگ مرمر کی تعمیر ہوئی اور کٹرک کے واسطے تخت  
 مقبروں پر تہا اور تروائی گئے اسی سال میں جو اسگر ان قیمت کو نور کا شاہ شجاع سے بھرا ارشد دیا گیا اور  
 سنگ طلبی ہوئی کہ تین روز تک کمانا دیا بی بادشاہ کے ملجہ میں بھانے پاچاہ بادشاہ اپنی زینت سے ناامید  
 تو بھاس ہزار روپہ نقد اور تین لاکھ روپہ کی جاگیر یعنی کر کے ایسا الماس حکمی قیمت مقرر کر نو سو روپہ  
 کے خواہر شاس قاتر تھے رنجیت سنگہ کو دید یا کٹرک رنجیت سنگہ نے الماس لیکر نہ تو بھاس ہزار روپہ دیا اور نہ  
 جاگیر دی بلکہ جو سلوک کیا کہ قاضی شیر محمد شاہ کے مقدمہ کو بہت آمیزش اور سکوت ساتھ ناظم کٹرک کے غدار کر کہ تخت پر  
 کیا اور شاہ فرخیش ہزار روپہ نقد دیکر اسکو راکہ آیا اسی سال میں وزیر فتح خان وزیر کابل کے انک کے  
 قلعہ کا محاصرہ کیا اور تو بھانہ غوث خان و دیوان محکمہ اور دھیر بھی گئی اسی سال میں بوجہ بھری کی  
 بھری کے شاہ شجاع کو کہا گیا جسقدر اور بھی تیری پاس جو اسرات سے سب دید وجہ دسوی انکار کیا تو مروانہ  
 محل کی تلاشی بذریعہ سکھوں کے اور زمانہ حرم کے تلاشی بذریعہ عورت کے علمین آئی اور جسقدر زیورات گرہا  
 وجہ اسرات دستیاب ہو سب جمن لیا گیا اور اسی بادشاہ مظلوم و مہمان کی وہ خاطر داری ہوئی کہ لکھ  
 اور لکھا تو اور بچوں میں برابر ورج ہو تا چلا جاتا ہی اسی اسی بھرتیوں سے جہاں بھت سنگ یا تو اول سے  
 اپنی عورت کو تغیر لباس و دیہانہ پہنا اور پھر غوث بھی فراش خانہ کے دوارات کو توڑ کر پوشیدہ جلد اور  
 رنجیت کے خیمہ سے خلاصی پائی سٹٹ امین رنجیت سنگہ نے کٹرک پر چیم کی اور فرج لیکر خود گیا اگر عند القابلہ شکست  
 کہائی اور اس جلا آیا سٹٹ امین ملتان پر پورش ہوئی اور مدت تک محاصرہ کر کہ سلطان لسانو  
 منظر خان سے شہباز خان و شہنواز خان خزندہ و خیر اللہ خان برادرزادہ کے بدرجہ شہادت ہو چکا اور  
 سرافراز خان نے لاہور اگر قبضہ شریوہ جاگیر میں پایا اسی سال میں میان دیہان سنگہ جوال کی ترقی ہو کر  
 دیو دہی کی اور سکھو عطا ہوئی اور راجگی کا خطاب پایا اور بنا و پر پورش ہو کر فقیر نذرانہ یا محمد خان ناظم  
 کے جلا مواسٹٹ امین دوبارہ کٹرک پر چیم ہوئی اور وہ ملک رنجیت سنگہ کے قبضہ میں لیا گیا سٹٹ امین  
 ہر سنگہ کو کٹرک کا ناظم قرار پایا اور کٹرک سنگہ کے گھر کو محال سنگہ بنایا سٹٹ امین ہند انور کالک  
 کل مضبوط کر گئے یوں کٹھاندان کی بربادی عمل میں آئی سٹٹ امین کٹرک کے مہتانوں نے خدا برپا کیا  
 ہزاروں جادی لوگ دھان جمع ہوئے اس واسطے کہ رنجیت سنگہ کل لیکر دھان گیا اور عند القابلہ اول

سکھون نے شکست کھائی اور دو رنگ بھاگے آکر گرجب در فوج مدد کو پہنچی تو افغان متفرق ہو گئے اس سال میں  
 راجہ سنار چند والی کوستان اور نواب سکیرہ والہ مرگیا شاہنواز خان اور سکریٹے نے ڈیر اسماعیل خان میں گھر  
 پائی اور بنوں کے ملک میں بھی سکھوں کا قتل ہو گیا سٹٹ امین سید احمد و مولوی اسماعیل چا دیوں نے  
 پشاور کے طرف شورش برپا کر کے پشاور اپنے قریب میں کر لیا اونکی بقیہ کے واسطے فوج مامور ہوئی اور وہ  
 آخر شیر سنگھ کے فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسی سال راجہ ازودہ چند سنار چند کے بیٹے سے ناظمہ او سکھ  
 جھک راجہ میر سنگھ راجہ دھیمان سنگھ کے بیٹے کے واسطے ملے اور اسے دیا تو او سکھ استیصال کے واسطے فوج  
 مامور ہوئی اور وہ بھاگ کر انگریزوں کے علاقہ میں چلا گیا او سکھ جانے کے بعد کل علاقہ او سکھ قبضہ میں آیا  
 اور رنجیت سنگھ نے خود نادون جا کر راجہ سنار چند کے دونوں گروں کے ساتھ جو رانی گدی کے شکستہ تین  
 اپنی شادی کر لی اور جو دہر چند سنار چند کے دوسرے بیٹے کو نادون کا ملک پیکر راجہ بابا سٹٹ امین  
 بھام دینا گرو رنجیت سنگھ کی دھند صاحب بھٹ انگریزی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور انگریز ریش صاحب  
 سفیر انگریزی نے چار گروں کی کئی شاہ انگلستان کے طرف سے تحفہ گزرا نا اور ملاقات رنجیت سنگھ کی بھام  
 ر وٹھ نواب گورنر جنرل کشور مند کے ساتھ بھامیت دھوم و نام سے عمل میں آئی اسی سال نواب بھادلو  
 کا رنجیت سنگھ کی اطاعت ہو نکلا انگریزی تاجدار بنا اور جہدار خوشحال سنگھ تیر کا ناظم قرار پایا چونکہ اسے کشمیر  
 جا کر دمان کے بھایا کو تباہ و برباد و جلا وطن کر دیا تھا اس واسطے کہ جگہ جرنیل مہیان سنگھ ناظم بنا اور  
 لاہور ملا گیا اور بھاموری خوشحال سنگھ کے علاقہ پشاور و سرحد و سلطان محمد خان سے لیا جا کر خالصہ سرکار ہوا  
 ۱۸۹۳ء میں تین گروں خوشحال سنگھ کی شادی بھری دھوم و نام سے ہوئی کل راجہ و رئیس متہ نواب گورنر جنرل  
 دور دور سے بلا کر شادی کی شامل کی گئی اسی سال میں دست محمد خان امیر کابل نے پشاور پر پورش کی  
 اور ہری سنگھ ملوہ مارا گیا اور جرنیل اویطیلہ پشاور کا ناظم مقرر ہوا سٹٹ امین ملاقات لاہور گورنر  
 جنرل مند کی رنجیت سنگھ کے ساتھ بھامیت فیروز پور ہو کر تھوڑے ہی میں کابل کی قرار پائی اور انگریزی فوج شاہ  
 کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوئے رنجیت سنگھ با اتفاق نواب گورنر جنرل بھادلو کے فیروز پور سے بھامیت  
 آیا تو قہور کی مرض انگیر ہوئی اسی شد کے ساتھ کہ زبان سے بولنا بھی ہو تو ہو گیا سٹٹ امین کشمیر  
 میں بحالت بیماری دربار عام ہو کر کل امور رہاست کے کٹر سنگھ اپنے بیٹے کے حوالے کئے اور پھر ایک مہینہ تک  
 سخت بیمار رہا آخر میں وہ اساتذہ سٹٹ امین گہری دن رہی تھے وقت رنجیت سنگھ کی جان فانی ہو  
 سفر کیا دوسرے روز صبح کے دن نفس جلای گئی رانی مہتاب دوی دختر راجہ سنار چند و رانی ہرز دوی  
 درانی رنویون چار رانیان اور گیارہ کنیر کنیر نش کے ساتھ سنی ہوئیں کل راجہ رنجیت سنگھ کا انتقال

۱۹۹۶ء میں پانچویں سال کا بل پنجاب میں ہوا اولاد بخت سنگہ کے آٹھ بیٹے مشہور ہیں اول گنگو  
 و بعد دوسرا شیر سنگہ جو ایک سال کا ہو کر مر گیا تیسرا شیر سنگہ جسے اڑتالیس سال راج کیا چوتھا تارا سنگہ پانچویں  
 پشور سنگہ چھوا کشر سنگہ ساتواں ملتا سنگہ آٹھواں دیب سنگہ جو معزول ال ریاست ہو کر اب لندن میں موجود  
 ہے استفہ بیٹوں میں سے اگرچہ بعضوں کے نسبت لوگوں کو شک بھی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت بخت سنگہ  
 بیٹے تھے بلکہ اسکی رانیان صرف اپنا قدر و منزلت پیدا کرنے کے واسطے چلے حل کا اشتہار کرتی تھیں  
 اور پھر کسی اور کا بھی بچہ مانگ کر ظاہر کر دیتی تھیں کچھ بچہ ہمارے بیٹے سے پیدا ہوا ہے شاید ایسا ہی ہو مگر ہم  
 کے نزدیک ہر حال بخت سنگہ کے ہی فرزند ہوئے جنہوں نے بخت سنگہ کی زندگی میں اشتہار پایا  
 کہ یہ شہزادے محاراج کے ہیں اور سرکار سے انہوں نے جاگیریں در و زنیہ باقی بخت سنگہ کے عورتوں  
 اور کنیزوں کا کچھ شمار نہ تھا مگر عند الحقیقات ایسا ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا ہی انتہا تک اصلی شادیان سولہ کی تھیں  
 جن میں سے نو شادیان نو بادای رسومات ہوئیں اور سات شادیان بطور جاوید ازلی و تہر شکار و نوع میں  
 آئیں کہ بخت سنگہ کا سکون کے دستور کے مطابق دستور تھا کہ جہاں خود شادی کرنے میں کسی عورت کی تھی اپنا تیسرا  
 یا چھوا سکھڑو لے لے لے لے لے چلے رانی متاب کنورجھ لڑکی سردار گورجن سنگہ اور پوتی سردار جی سنگہ  
 کی تھی جسکے بیٹے شیر سنگہ و تارا سنگہ مشہور ہوئے دوسری راجکوران بھلڑکی سردار رن سنگہ کنوڑی تھی اسکو بطور  
 سے لڑکی سنگہ پیدا ہوا اسکو لوگ مانگی نکاح میں تھی کنوڑی راجکوران بھلڑکی جی سنگہ جو دہری ساکن کوٹ  
 سندھو و ضلع انتر کے تھے جو تھی لہجی سرکار بھلڑکی دیسا سنگہ و لکھنڈ ہوساکن موضع جوگی مان ضلع گومراں  
 تھی کہانی کے ہم کے وقت اسکا ڈولہ نہ رہا پانچویں جی متاب دیوی و راج بھو بھلڑکیاں راجہ سنا چند  
 کٹوچ کا ٹکڑے کے راجی کہتے ہیں جو رانی گدگ کی بیٹی سے پیدا ہوئیں اور ایک ہی دن دونی شادیان راجی  
 کے ساتھ موئی راج بھو بخت سنگہ کے مرنے سے چلے گئی اور متاب دیوی بخت سنگہ کے نقش کے ساتھ سہی  
 ساتویں گل بگم بھلڑکی عورت سلمان کشمیر میں مشہور دارا مر تیسرے میں رہتی تھی بخت سنگہ کو اسکا خیال  
 اور بھری دہو م و نام سے مقام امرتسر اسکو ساتھ شادی کی آٹھویں رام دیوی بھلڑکی کپور سنگہ چاہری الہ  
 ضلع گوجرانوالہ کی تھی نوین اسم نامعلوم جو کہ سنگہ جاٹ امرتسر کے رہنے والے لڑکی تھی جیان نمک ذکر  
 نو شادیوں کا ختم ہوا اور جو سات شادیان بذریعہ تہر شکار ہوئیں انکی تفصیل بھلڑکی اول رانی دیوی ختر  
 وزیر چھوان ضلع مویشا رپور و دوسری تیسری رتن کنور و دیا کنور یوگان سردار صاحب سنگہ گجراتی بھلڑکی  
 ختر چنے ہو گیا اور دو تہو جن و جمال کی تعریف بخت سنگہ نے سنی تو وہ تو کو سنگو اکر محل میں داخل کیا مگر  
 سے تن کنور ملتا سنگہ کی والدہ مشہور ہوئی اور دیا کنور کے بیٹے سمیان کشمیر سنگہ و پشور سنگہ مشہور ہوئے



چوتھی چند کنور جی سنگہ ساکن چین پو ضلع امرتسر کی لڑکی پانچویں مہتاب کنور جو دہری سجان سنگہ جاٹ اتوال  
 ساکن بلہا ضلع گورداسپور کی لڑکی چھٹی سمن کنور صوبہ بنگالہ جاٹ ملوی ستلج پار کے رہنے والی لڑکی ساتویں کنگہ  
 جگہ پو دہری کی لڑکی ہواہی انکر اور بھی انیان کنگہ کنین تھین جو رانیان تھین چٹا پنچہ ہر دیوی جو دہری کام  
 سلہریہ راجپوت ساکن لی نال گڈہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی پیارا راجپوت کی اور دونوں  
 سڈ بھاری بھادجٹ کی دختر بھیتون سے رانی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگہ کے ساتھ جگہ مرگنڈین رنجیت سنگہ  
 کے معشوقہ و محبوبہ عورتیں ہشتہ دار کسی بھی بھیت تھین مگر سب زیادہ موران ملو الف ایسی رتبہ کو ہو چکی کہ گویا  
 سلطنت پنجاب کی اوسکو گھر میں تھی وہ رنجیت سنگہ کو سردار جو چاہتی سخت و نرم کہہ لیتی تھی اور بھلاؤ  
 اوسکو جو چاہتی سو کرتی کسی پہل دربار کا مارا نہ تھا کہ اوسکی بے مرضی کوئی کام کر سکا رنجیت سنگہ خود موران  
 کے گھر کے شاہیوں اور رسویموں میں جا کر شامل ہوتا اوسکو نام کے مضر لاہور میں مدت نیم مقرر تھی  
 چنانچہ آجکل وہ اور پی موران شاہی موجود ہیں **دوسری سلطنت کٹر سنگہ ونو خال سنگہ**  
**و شیر سنگہ و ولیب سنگہ لہران رنجیت سنگہ متوفی** رنجیت سنگہ فوت ہوا  
 کٹر سنگہ اوسکو بیٹے نے باجلاس محاراجی قبوس کرنا شروع کیا مگر سب نرم مزاجی و نرم رعبی اوسکی کے سلطنت  
 کا کام حل نہ کیا اسوقت نو خال سنگہ اوسکو بیٹے نے باپ کو محض معطل و بیکار کر کے کام سلطنت کا انہو ہاتھ میں  
 لے لیا اور امرامی دربار اور اجکان جہوال سب کی سازش نو خال سنگہ کے ساتھ ہو گئی اور سب کی تجویز  
 سردار رنجیت سنگہ کو کٹر سنگہ وزیر بنا باجاسنا تھا قتل کیا گیا شہداء اوسوی میں کٹر سنگہ بیمار ہوا اور  
 بیٹی کی صورت ہی اسقدر بیمار تھا کہ مرنے دم تک اوسکی صورت اوسنی نہ لکھی بلکہ کہتا تھا کہ نو خال سنگہ  
 جو امرنگ مرگیا میری سلطنت اوسکو نصیب گئی اوسی سال میں کٹر سنگہ مر گیا بعد ریا و حقیقی اتھنہ  
 ہوئی کہ جب نو خال سنگہ کٹر سنگہ کی نعش کو چلا کر آیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب ہوتا کثرت سے توہین  
 سلامی کی سرسوتی لگیں دروازہ کے پاس چھپتی ہی ایک بڑا پتھر دروازہ کے دیوار سے گر پڑا اور انکے  
 سپر بھگلا سنگہ اور نو خال سنگہ کے سر پر جو باہم ہاتھ میں ہاتھ لٹی ہوئی یا پیادہ چلو آتی تھی لگا پتھر لگتی  
 دونوں جوان کھسرت و ازبان دنیا گو گزران ہو گئے نو خال سنگہ کے مرنے کے بعد امرامی جہوال نے شہر سنگہ کو  
 دینی کی تجویز کی مگر سرداران سندھاتو آکھنے مانا اور چند کنور زور کٹر سنگہ کو حکومت پر مہملایا اور خود کنول  
 مورات وزارت کی ہوئی بھیات دیہا سنگہ وزیر کو ناگوار گزری اور جہون کو چلا گیا اور شہر سنگہ قریبی محرمی  
 کے ساتھ ٹھاکہ کو واپس گیا مثالہ جا کٹر سنگہ نے خفیہ خفیہ فوج کے کل افسر و جن کما تھ سازش کی اور سب کی  
 طرف سے خاطر جمع کر کے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پر چڑھ آیا اوسکو آتی ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہو گئی اور قلعہ

کا جو رہیں اچھ گلاب سنگہ دیندہ کھنڈر اور ان ہندو مانو اکیہ محصور ہوئے شیر سنگہ نے تو سخا نہ انشبار قلعہ کے گرا کر کھنڈر  
ہو گیا یاوشا ہی مسجد کے میناروں پر زبور سے طرہ مادی اور راجی شریو کی تین روز تک برابر لڑائی ہوئی  
رہی نہ رسی بھی گولیوں کے پوجھڑا اور باہر سے گولوں کی مار مار ہوتی تھی ہر روز سنکڑوں آدمی کام آؤ تھے  
جب قلعہ کے دیواریں سمار ہو گئیں تو جو تھوڑے روز راجہ دھیمان سنگہ جوں سے آیا اور توپانی بند کر اگر اوسے  
اچھن حکم کر ائی اور شیر سنگہ کو گدی پر بٹھلایا اس امر کے طور پر سندھ نالہ سردار سب تلیم پار ہاگ گئے ہندو ہندو  
رائی چند کھنڈر کو شیر سنگہ نے کھنڈر کوں کے ماتھے سے مرد اور یا مگر اس خدمت کے انجام کو پیدا وں کھنڈر کوں کو تخت  
سزا دی اور اونکو ماتھے دیا کان کو اسو اور لوگوں پر ایسا ظہر کیا کہ گویا چند کھنڈر اور سکھ حکم سے عین ہار سے  
دوسال کے سلطنت کے اندر راجگان جوال اور شیر سنگہ کی اتھیں کچھ شکر منجی ہوئی اور اوسو جاگا راجہ سالنگ  
دکھلاب سنگہ سوچیت کی اختیار لیکر بے اختیار کر دیو می اسواسطی اور سندھ سرداران سندھ نالہ کو انگریزوں کے  
سے بلوایا اور بدستور سزا قرار کیا مگر وہ سردار نالہ و فادار دل سے صاف ہوئی اور دھیمان سنگہ اور شیر سنگہ  
دونوں کے قتل کے حکم میں پرمی فروری ۱۸۳۳ء میں دست محمد خان امیر کامل انگریزوں کے قیدی رہے یا ہو کر لاہور  
آیا شیر سنگہ اور سکھ ٹبرمی وہوم و نام سے صیافت کی اور عہد نامہ دوستی کا لکھا لیا اور نونین سہا جی گورکھ سنگہ  
امیر شیر پر شیر سنگہ کا اثر اعتبار تھا یہ بات راجہ دھیمان سنگہ کو ناگوار تھی اسواسطی اور سندھ ویریدہ سندھ نالہ  
کے ساتھ سازش کی اور اونکو شیر سنگہ کے قتل پر آمادہ کیا مگر وہ اسی گہات میں تھوکر دے دونوں کا کام تمام  
کرین لیپ سنگہ خور دسال کو گدی پر بٹھلایا خود وزیر و مختار بن جائیں چند سوین ستمبر ۱۸۳۳ء کو تخت  
اپنی فوج کی حاضری دینے کے واسطی معہ فوج بمقام شاہ بلا دل جان شیر سنگہ و بار کر رہا تھا گیا اور ایک  
قراہیں تحفہ ولایتی دکھلانے کو کھانے پاس ہو گیا جب قراہیں شیر سنگہ نے ماتھے کی توجہ سنگہ فرنی اتھو کر قراہیں  
کے دبا دی اور چہرہ گولیوں کا جو قراہیں میں تھرا ہوا تھا شیر سنگہ کے سینہ میں لگا گولیوں کی لگتی ہو اور سون جان  
شیر خان نے دم لیا اس کام سے فرائضت پاکر حیات سنگہ و لٹا سنگہ باغ شاہ بلا دل میں جہان پر ناپ سنگہ شیر سنگہ  
بیٹا تھا پونچر اور اس کا کام بھی تمام کیا اور راجہ دھیمان سنگہ کو ساتھ لیکر واپس سنگہ کو گدی پر بٹھلایا و اسطی  
تلعہ میں ای اور پوشیدہ حکم دیدیا کہ وہاں سنگہ کے ہمراہی فوج قلعہ میں آنا نہ پائے جب دھیمان سنگہ کو فوج باہر  
گئی اور خود وہ سخت کے پاس آئے مگر ساتھ ہو گیا توجہ سنگہ نے اسکو بھی قراہیں ماری اور ایک ہی حمل سے  
دھیمان سنگہ کا کام با تمام ہو گیا مگر واپس سنگہ کو زمانے محل سے سنگو اگر گدی پر بٹھلایا اور خود وزارت کا خطاب  
پایا اوس خوشی میں اگر عیش کا سا اچھا یا راگ رنگ شروع ہوا شرا بک دور چلا ایسی بدست ہو کہ کچھ خبر نہ  
ادھر راجہ بہر سنگہ دھیمان سنگہ کے بیٹے جب سنگہ اسکا باپ را گیا با استقلال تمام بد ہو کر چادہ پٹیا

تمام بین کے افسردہ کو بلا کر دعدہ کیا کہ اگر تم بادشاہ اور وزیر کے قتل کا بدلہ ملک حراموں سے لو تو میں نے  
 پیادہ بارہ روپیہ اور فی سوار ایک دسہ پوسیدہ دو لگا اور افسردہ کو جاگیریں اور انعام علاوہ عطا ہو  
 یہ بات سن کر کل فوج ہیرانگہ کے ساتھ ہو گئی اور رات کی وقت کوچ کر کے تھے قلعہ جاگیر اور تو تیار تھے  
 چتر لگا آٹھ ہزار توپ خلی آخر لہنا سنگہ واجت سنگہ سدا ناوالہ فتحہ گھڑیا مصاحبت کے گرفتار ہو کر قتل  
 ہوئے اور سکھوں نے انکی نعش تھے پانویں بیان ڈاکٹر تمام شخصوں گھڑیا خصوصاً گھڑیا کے گھڑی کے وقت  
 تو اسکے مضمون سائل کاٹ کر اسکو تہہ بین دیا ہوا تھا سردار عطر سنگہ سدا ناوالہ وغیرہ موقعہ پا کر تسلیم پا کر  
 بھاگ گئے اس کام سے فراغت پا کر راجہ ہیرانگہ نے اجلاس وزارت دربار کیا دلپت سنگہ مہاراجہ اور دینت جلا  
 مات وزیر و مختار اسطنت قرار پا جو یلیان و باغات سند ناوالیوں کے جہان جہان تھیں سارہوئی نقدہ احمد سہی  
 اوجاڑا گیا میر علی نام خراجی جسکی نراغہ راجگان جہاں سے تھی گرفتار ہو کر درپردہ قتل ہوا بجای گورنگہ  
 پر بھی علی ہذا القیاس بھی حال گذرا چند ماہ بعد راجہ سوچیت سنگہ ہیرانگہ کا چچہ فوج کی سازش سے مایہ حصول عد  
 وزارت جبریدہ طور پر لاہور آیا اسکو اسید تھی کہ میری جاتے ہی کل فوج سکھوں میری شامل ہو جائیگی گو  
 تمام رات بجا مقام خانقاہ بڑا میان اترار ناگونی اسکو پاس لگیا علی الصبح تمام فوج کی چڑائی حبس حکم ہیرانگہ  
 کے اوپر ہو گئی اور وہ چند سردار گولوں کے پوچھاڑے اور اتر گئے اس بات کے انعام میں راجہ ہیرانگہ نے فی سادہ ایک  
 طلائی کل فوج کو انعام دیا اس سے چند ماہ بعد سردار جوہر سنگہ رنجیت سنگہ کے خسرو راہ اور دلپت سنگہ کو مایہ  
 نے فوج سے سازش کر لی اور کہہ کہ اگر تم مجھ کو وزیر بنا دو تو میں فی کس ایک کٹہ طلائی انعام دوں گا جب میرے  
 راجہ ہیرانگہ کو پہنچی تو وہ نہایت ناراض ہوا اور راجہ اعل سنگہ وغیرہ فی اسکو معلوم دے کہ تم کل علی الصبح  
 لاہور سے جہاں کو چلے دو ہم فوج والوں کو ساتھ لے کر تم کو بڑی عزت و توقیر و دست دے دے گا وہی ہوا اس لنگر  
 اور اس بعد پھر سکھوں نے جہاں کی طاقت ہوگی راجہ ہیرانگہ دینت جلا باوجود اسی ہوشیاری کے دشمنوں کے  
 دم میں آکر اور ۱۶ دسمبر ۱۸۵۷ء کو لاہور سے سوار ہو کر جہاں کو چلے آؤنگے جہاں کے  
 یہی جوہر سنگہ دلپت سنگہ کو دینت سنگہ فوج کے رو برو گیا اور دلپت سنگہ کی زبانی فوج کو یہ سننا کہ ملک حرام  
 پھاڑی خزانہ لوٹ کر لے جاتی ہیں انکو کڑا اور مار دیکھوں کو تو غصہ کنی کا مزا اسی ہوا تھا کل تو سچا  
 اور دلپتین اور چند آدمیوں پر چڑھ گئے اور جا کر کوسں یا میرا وہی لے پا کر آؤنگے گھیر لیا اس وقت کے  
 دشمنوں نے بھی بڑی بڑی پھاڑیاں کیں مگر آخر کار راجہ ہیرانگہ دینت جلا و سوہن سنگہ خلف راجہ جلا  
 دینان لہنا سنگہ بند و تون کے گولیوں سے مارے گئے اور سکھوں انکی سرکاٹ کر لاہور لے آئے راجہ ہیرانگہ کے

وراوت کی وقت ٹرا حادہ بھائی میر سنگھ کے قتل کا بھی قابلِ تحریر ہو کہ بھائی میر سنگھ ایک فقیر خدا پرست  
 تھا جس کا سکھ اور سکھواناگر و وقتہ امانت تھے درباری گھارے کے کاری اور سکھ مقام تھا اور سکھ امتداد خاص و عام  
 تھا اتفاقاً سکھ و اعظم سنگھ سندھ الیہ جوالا پور ہو چکا کہ تسلیم بار چلا گیا ہوا تھا گدڑ بھائی کے سہرا و ترکر و مان  
 آجود ہوا اصلی مطلب یہ تھا کہ میر سنگھ اپنی گور و کے گھنٹے سکھوں کی فوج میر و مطیع ہو جائیگی مگر چار  
 خانی نکلی لاہور میں بھد خیر ہو چکی تھی کہ راجہ میر سنگھ سکھوں کی فوج پیادہ دسواڑ و سنا تہ انتشار و مان  
 چاہو بچی اور میر سنگھ کے مکان کو چار و طرف سے گھیر کر تو یوں ہوا ڈرا دیا میر سنگھ و عطر سنگھ و غیرہ جبکہ  
 خیر سادہ اوہین تھوڑے کسب قتل ہو ہی اس صدمہ کے وقوع سے تھوڑی ہی مدت بعد راجہ میر سنگھ قتل ہو  
 اور سردار جو میر سنگھ دلیپ سنگھ کے ماموں نے وزارت کا خلعت پہنا کر سکھ سوار و پیادہ کو ایک ایک کشتہ  
 طلائع انعام ملا اور راجہ میر سنگھ و سوجت سنگھ کی جائیداد اور ملک کے خاکیہ و دیہ کے مانگنے کے واسطے راجہ کلاں  
 پر سکھوں کی چڑھائی ہوئی راجہ کلاں سنگھ نے مقابلہ کیا اور سکھوں کے ساتھ لاہور چلا آیا اور اقرار کیا کہ کلاں  
 راجہ سوجت سنگھ و میر سنگھ و بندت جلائی داخل سرکار کر و لگا اور جو ض ملک مقبوضہ اپنی کے منیتیں لاکھ  
 روپیہ سالیانہ سرکار میں دیا کر و لگا کر جو کچھ راجہ لعل سنگھ و جو میر سنگھ اور سکھ مارنے کی فکر میں تھے اس واسطے ڈاکٹر  
 و جہانہ اوہی اربہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے جن کو چلیا یا اس سے نقد سکھ فوج و اسطر وصول کر فی اشارہ کلاں  
 روپیہ نہ رانہ کے جو کہ بعد مرنے دیوان سادھن ناظم ملتان کے دیوان ہو کر راجہ پر قرار پایا تھا ملتان کو روانہ  
 ہو کر اور نہ رانہ وصول ہوا و ہنن امام منشا و راسنگھ بھنگی کا بیٹا پیدا کا ہوا اور قلعہ ایک رقبہ پر  
 سلطنت کا دعویٰ بنا فتح خانہ نہ مسلمان فوج کے اسکو استیصال کے واسطے مامور ہوا اور شاہ و اسنگھ فتح خانہ  
 کے ہاتھ سے قلعہ ایک میں براہ فریب راگیا اور اسنگھ کے ماری جانے کی خبر جب سکھوں کو پہونچی تو کل فوج  
 جو میر سنگھ سے بھر گئی اور رانی خند اولیپ سنگھ کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ اگر جو میر سنگھ اپنی بھانجی کو ہمارے پاس  
 بھیجے تو تو تمہارا نہ ہم قلعہ کو محاصرہ کرتے ہیں اول خیر و زواج و سوال در میان رہی جب دیکھا کہ سکھ  
 نہیں آئے تو رانی خند آج میر سنگھ اپنی بھانجی اور دلیپ سنگھ کو ساتھ لیکر فوج میں گھوڑاں پہونچی میر سنگھ  
 دوڑ پڑی اول دلیپ سنگھ کو ہاتھی سے اڈا لیا پھر جو میر سنگھ کا کام بند و قون کے چہرے میں تمام کیا اور چہرے  
 وغیرہ خند آدمی جو سردار جو میر سنگھ کے مصاحب ساتھ تھے وہ بھی مقتول ہوئے جب فوج جو میر سنگھ کی چلائی تو  
 لے چلا اسکی عورتیں بھی ساتھ تھیں ہونیکو نکلیں انکو اور سکھوں نے ٹہری دست درازیاں کیں اور کان چہرے پر  
 انکو زہور و تارسی جو میر سنگھ کے بعد راجہ لعل سنگھ مختار ہوا اور سب امرا و فکرا اسی سرکش فوج کو قتل کرنے  
 کیواسطے انگریزوں پر چڑھائی کی تجویز کی اور سکھوں کو جسے کر حکم سنایا کہ انگریزوں نے موضع موڑان کو جو

خالصہ بی کا گانو سنگھ پارتھیا اپنی علاقہ کے ساتھ ملا کیا یہ عہد بات شکر کھیلیم سو قوت فوج انگریزوں پر چڑھ گئی اور  
 گیارہ دسمبر ۱۸۵۷ء کو سکھوں نے دریائے ستلج پر عبور کیا اور پانچم لڑائی کے درمی انگریزوں کے ساتھ لڑے۔  
**پچھلی لڑائی** اس کی کے مقام پر ہوئی اس لڑائی میں پچیس ہزار سکھوں کی فوج راجہ لعل سنگھ کے ماتحت تھی۔  
 فوج کے مقابل تھی اس فوج میں پچیس ہزار سپاہی تھے اور آٹھ ہزار سوار گھوڑے اور پچیس ہزار توپیں تھیں۔  
 دن باقی رہی لڑائی شروع ہوئی سکھ بڑی جھادری سے لڑے اگر تھوڑی دیر سکھ اور قائم رہتی تو ضرور فتح  
 ہو کر جیسے اول راجہ لعل سنگھ بھاگ نکلا اور آٹھ ہزار اسکر فوج ماتحت فریڈرک تھامپسن بھی نہ اٹھا یا گارم ہزار  
 فوج کل فوج میں سیڑھی تختی سے مقابلہ کرتے تھے آخر جیٹا فریڈرک بھاگ گیا تو وہ بھی شہر توپیں میدان میں  
 چھوڑ کر بھاگے چھ سہاؤں آدمی انگریزوں کے اس میں زخمی ہوئے اور دو سو بارہ ماری گئیں اور برٹش  
 صاحب جیٹا انگریزی بھی اس لڑائی میں کام آئے دوسری لڑائی پھر کے مقام پر ہوئی  
 اس مقام پر سکھ فوج بارہ بلٹن اور دس جھٹ سواران اور سو ضرب توپ تھی اس فوج کے روبرو لارڈ  
 سر ہوکف صاحب سپہ سالار اور لارڈ مارٹن گورنر جنرل موجود تھے نہایت سرگرمی کے ساتھ بھڑائی  
 ہوئی آخر سردار جیٹا بھاگ نکلا اس کے بھاگتے ہی سکھوں کی فوج بھی بے سرو بے اندر ہو کر بھاگ اور آخر  
 میدان انگریزوں کے ہاتھ آیا اس لڑائی میں چھ سو چار سو سپاہی اور افسر ماری گئے اور ایک ہزار  
 سات سو زخمی ہوئے اور شہر توپیں سکھوں کے سپہ سالار نے گین پھیری لڑائی بھی فوج سکھوں  
 کی باغی سردار جیٹا بھاگ نکلا فوج سردار جیٹا بھاگ نکلا فوج راجہ اجیت سنگھ لارڈ مارٹن کے  
 کے متصل لڑائی ہوئی تھی اور فرد گاہ موضع بدو وال تھا جہاں انگریزی فوج ماتحت جنرل سمیتہ جیٹا  
 اور دیگر روبرو آئی سکھوں نے اون پر آگ برساتی شروع کی جنرل صاحب نے بھی فی الفور صفین تیار کر لیں  
 اور مقابلہ شروع کیا اگر آخر بکری فوج کے میدان چھوڑ کر لوہیا نہ کو چلے گئے سکھ فوج نے اذیت کا تقابلیت کیا  
 اس لڑائی میں اور شہر آدمی انگریزوں کے ماری گئے اور اٹھتر زخمی ہوئے اور شہر مفقود الخیر سو اور پچیس  
 اسٹنٹ سپاہی اور چند گورون کو گرفتار کر کے لاہور کو روانہ کیا۔ ایسی وقت میں کہ دونوں سلطنتوں میں  
 لڑائی ہو رہی تھی رانی جیٹا نے راجہ گلپ سنگھ کو جھون سے طلب کیا اور وزارت دی جو تھی  
**لڑائی علیوال** اور پھر لڑائی کے مقام پر ہوئی اس کا حال یہ ہے کہ جب فوج ماتحت جنرل سمیتہ جیٹا  
 شکست کھا کر لوہیا نہ میں پہنچی تھی کمپو کو اونہون نے دیکھو اس کو طلب کیا جب فوج بدو کو آگئی تو لڑائی  
 ہوئی سردار جیٹا بھاگ نکلا اس کے بھاگتے ہی فوج لڑتی رہی آخر جیٹا بھاگ نکلا انگریزی فوج نے  
 تقابلیت کیا اس واسطے کہ دریا میں مٹا دے اور اس لڑائی میں انگریزوں کو ایک سو اکیاون آدمی مقتول اور



چاہیو تیرہ زخمی اور پچیس گم ہوئے پانچویں لڑائی سہلوان کے مقام پر ہوئی اس میں سبھی فوجی مرزا  
 جوان اور ارستہ نوین تھیں جب لڑائی گرم ہوئی اول سردار تیرہ سنگہ سیدالار بھگا بھگیا فوج لڑائی  
 آخر بھگیا لنگلی اور انگریزوں کے مفاہت پر ہزاروں سکھ دریا میں ڈوب گئے اس میں تین سو میں آدمی  
 انگریزوں کے مقتول اور دو ہزار تر اس میں زخمی ہوئے بعد اس فتنہ کے کوئی لڑنے والا نہ رہا اور انگریزوں  
 نے سلجھ سوا دتر کر تصور میں یہ کیا دمان راہ گلاب سنگہ حاضر ہوا اور یہ بات سمجھو گورنر جنرل قرار  
 کر سکا انگریزوں نے دستور و لب سنگہ کو اپنا دوست جانے کی مگر اس نے ابدی اور خلاف عہد نامہ جنگ کرنے کے  
 سے کتبہ پار اور دو دابہ بٹ کا ملک منبھا ہو کر انگریزی سلطنت کو شامل ہو گا اور ڈیڈہ کر در و پٹیہ  
 اس صم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے یا جاو لگا دیا نئے کوچ کر کے جب انگریزی فوج نے مقام لیائی ڈیرہ  
 کیا تو راہ گلاب سنگہ دل سنگہ کو دمان لگایا اور زبانی اس کو سمجھو نواب گورنر جنرل بہادر مر استات بالا کا  
 اقبال کر آیا مگر لاہور ہو نیچر ڈیڈہ کر در و پٹیہ سرکار لاہور سے اس کا اسو اسطر کل بھاڑ کا ملک  
 کشمیر و بٹ و لدخ وغیرہ سرکار انگریزی نے منبھا کر کر راہ گلاب سنگہ کے پاس ابوحنیفہ بھٹرا لاکھ و پیکر در  
 کر ڈالا اور اس کو ہمارا جلی کا خطاب دیکر سلطنت اور راج اس کا سرکار لاہور سے علیحدہ سقر کر دیا  
 انتظام کے بعد انگریزی فوج نو جہنیر کے واسطے لاہور میں پہنچی شجور ہوئی اور لارنس صاحب جہاد رزڈنٹ  
 قرار پائی راہ لعل سنگہ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی ۱۸۴۷ء میں شیخ امام الدین ناظم کشمیر و کشمیر  
 صادر کیا یعنی جب راہ گلاب سنگہ کا ناظم دخل کے واسطے دمان گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ یا اور مقابلہ  
 پیش آیا اس واسطے فوج کشی تک ذب ہوئی آخر اکتوبر ۱۸۴۷ء میں شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور عہد الاستفسار  
 رزڈنٹ بیان کیا کہ میں نے بھیر کشی جب حکم راہ لعل سنگہ کے کی اور اس میں بیان کے ثبوت میں چند پروانہ  
 راہ لعل سنگہ کے صحری پیش کشی اس بات کے اصرار کیا اسطرح اور بار عقد ہو راہ لعل سنگہ نے اگر عہد الخواب  
 محض ہکا کیا مگر پور خندرو اتوں کے کاتب کو ابھی وہی کہ میں حسب الحکم راہ لعل سنگہ کے عہد پروانہ لکھو آخر یہ  
 جرم راہ لعل سنگہ وزارت سے مفرول ہو کر فرخ آباد بھیجا گیا اور نو جہنیر کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے  
 لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ مراے لاہور کو انتظام ریاست کا تلب اتفاق باہمی کے ایک بار گران  
 لکھا تھا اس واسطے رزڈنٹ کے حضور میں سے ملکہ عہد درخواست کی کہ مہاراج کے باقمہ تو نو تات صاحبان  
 یہاں رہ کر چار راج کی سرپرستی کریں تجھرا شکل عہد درخواست اور ملکی محکمہ گورنری سے منظور ہوئی اور فرما  
 پایا کہ صاحب کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور میں رہے اور باہیں لاکھ روپیہ سالانہ فوج اور افسروں کا خرچ  
 سرکار لاہور سے لیا جاوے اور اختیار و انتظام کل ریاست کا صاحب رزڈنٹ کے حوالے ہو اس منظر پر

بعد سردار تیم سنگہ و دیوان دنیا ناتھ دسر در شیرنگہ انارٹھی کو راجکی کا خطاب معہ اصناف جاگیر کے عطا ہوا  
اور بھتیہ تیون رئیس معہ فقر نور الدین مشیر خاص منیب مقرر ہوئے دسر در رنجور سنگہ و بھائی ندان سنگہ و  
عطر سنگہ کالیانوالہ دشیر سنگہ سندانوالیہ بطور نائب الیاء در بار قرار پائی اور بھتیہ تنجو نیز ہوئی کہ جس کام  
کے لئے بھتیہ لوگ تنجو کر کے زریڈنٹ صاحب سے منظور کرالیں انی چنداوالدہ ولیب سنگہ کو بھتیہ نظام تنجو  
نہ آیا اور در برفساد ہوئی اسواسطے قلعہ لاہور سے نکالے جا کر شیخ پورہ کے قلعہ میں پھنس گئے اور حکم ہوا کہ کوئی  
شخص بلا اجازت صاحب زریڈنٹ کے اوس کے پاس آنا مانا نہ پائی ماہ مارچ ۱۸۵۷ء میں سرکری صاحب  
لاہور کے زریڈنٹ نیکر آئی اور کچھ وقت مولراج ملتان کے ناظم فی استغدادیادہ منظور ہو کر تجمائی اوسکو سردار  
کائنہ سنگہ مان اور کنون صاحب ہٹنٹ زریڈنٹ مقرر ہوئے مگر جب وہ لاہور سے حکم ملتان پہنچے تو مولراج  
اونکو قتل کر ڈالا اور بر بلا باغی ہو گیا لاہور سے حکم زریڈنٹ راجہ شیر سنگہ انارٹھی والہ دسر در شیر سنگہ  
سدانوالیہ و عطر سنگہ کالیانوالہ معہ فوج روانہ ملتان ہوئے اور فوج انگریزی کے فسرکستان اڈا وٹس  
مقرر ہو کر گودان جنگ بدل ہوئی رہا تھا کہ اتنے میں جتیر سنگہ انارٹھی والہ فی نہارہ کی طرف فساد کیا اور  
شیر سنگہ انارٹھی والہ جو جتیر سنگہ کا بیٹا تھا انگریزی فوج سے الگ ہو کر مولراج سے جا ملا چونکہ مولراج فی بھتیہ  
کچھ خاطر نہ کی اور نہ اس پر اعتبار رکھا اسواسطے وہ ملتان سے نپٹا اور دھنکھان کو چلا گیا ۲۳ جنوری ۱۸۵۷ء  
مولراج کئی لڑائیوں میں شکست کھا کر انہ خود اڈا دار صاحب کے پاس حاضر ہو گیا اور سفید ہو کر لاہور آیا  
اور مہم ملتان کے ختم ہوئے ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو رانی چندا لاہور سے سندھ وستان کو بھیجی گئی اور توبیہ حال گذرا  
اور اوراد و ہر جتیر سنگہ انارٹھی والہ نے باتفاق اپنی بیٹی اور بھتیہ دسر در و ن کے پیشیا رسکھون کو اپنی  
پاس جمع کیا اور جارج لارنس صاحب وغیرہ انگریزوں کو جو پیشا در میں تھو قید کر لیا امر و دست محمد خان  
والی کابل کو معہ فوج اپنی مدد کو بلایا اور ایک اجتماع ہو کر انگریزوں کے ساتھ لڑائی کی شہری اور ہر  
انگریزی فوج دریا سو جاد نکی سرکوبی کو روانہ ہوئی اور چار لڑائیاں اس میں وقوع میں آئیں  
پھلی لڑائی رسول نگر کے مقام پر تباریخ ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء بوقت نواخت ڈیڈہ سحر رات ہوئی  
شیر سنگہ و جتیر سنگہ اس میں شریک تھے اس میں انگریزوں کا بھت نقصان ہوا دوسری لڑائی  
سدانوالہ کے مقام پر تباریخ ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء کے ہوئی بعد اسی کے شیر سنگہ و جتیر سنگہ و ن سے کوچ  
کر کے مونگ رسول کو چلے گئے تیسری لڑائی مقام چلیانوالہ ہوئی بھتیہ ایک سخت مقابلہ فوجین  
فوج میں ہوا کہ تیرہ دسمبر سے گیارہ فروری تک دو دنوں میں ایک دوسرے کے مقابل میں تھری  
رہیں آخر گاریارہ فروری کو شیر سنگہ و جتیر سنگہ مونگ رسول کا مقام چوڑ کر گرات کو چلے گئے اور تیسرے

بدلت تک بھرتہ مقابلہ و مجاہدہ ہونا چاہیے لڑائی اکیس فرس کو مقام گجرات نہایت سرگرمی کے ساتھ ہوئی اور کبھی فرج مندان چہرہ کر جھانک کر اور فوج انگریزی قہقہا ہوا کر اسی کے بعد اختتام ان سرکوں کے محنت سنگ و شیر سنگ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئی اور کابل ایسے کے کابل کارستان لائبریری اگرچہ سنگ و شیر سنگ وہ یوان حاکم اسی وغیرہ بڑی بڑی مفید توہنجاب سے جلا وطن ہو کر سندوستان کو روانہ ہو گئے اور چھوٹے مفید دن کے نسبت حکم ہو کر وہ انہی گانوں میں رہیں ملا احانت افسران انگریزی کے کسٹن باخانہ نمایاں بعد از ان ہوجست ہمار ۲۹ مارچ ۱۸۵۷ء کو مہاراجہ دلیپ سنگ لاپور کی سلطنت سے مغول ہو کر تیار چار لاکھ روپیہ سالانہ اسکی منشن نقد قرار پائی اور چند ماہ کے بعد مہاراجہ دلیپ سنگ لاپور سے جلا وطن کر کر سندوستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام سنجی ہو گیا اور سینا اسکی کہ سرکار نے اپنا انتظام کرتی ہی کل عایا سی ہتھیار چہن لہی اور سو اہل احانت وصول نہیں کیونکہ ہتھیار کسٹن کی طاقت نری ہو اسی بھر کو ہی مفید اٹھو اور رعایا نے بھی روز کے کشت و خون و غارت و تاراج سے غلامی پائی

## تیسری تقسیم انگریزی ہندوستانی فوج کی مفید ذکر میں جی کہ سال ۱۸۵۷ء وقوع ہوا

آغاز اس مفیدہ کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں ہوا اور وہاں ہی کے سندوستانی فوج کی سب سے پہلی نو ساختہ کے افروختہ ہو کر سرکشی ہو گئی اور اسی پر کرانہ ہی اور اپنی افسر و نوک و قتل کر کر سرکار سے مقابلہ پیش آئی جو پانچ سب سے پہلے کے ملک کے حصہ میں اقم دہلی و حصار و انبالہ و دہلی و فیروز پور وغیرہ اضلاع کے ذکر میں ہوں گے انکو ام فوج کا حال بھی درج کر چکا ہو اب خاص پنجاب کے مفیدہ کا حال اور سرکاری افسروں کے انتظام کی اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع دار مندرج ہونا مناسب تصور ہوا **ضلع جالندھر** فوج کی سرکشی اور دہلی کے مفیدہ کے ضرب جالندھر میں ہی توکل ہندوستانی فوج سے انگریزوں کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ می ۱۸۵۷ء کو مسٹر فنگلن صاحب دہلی کشن نے کل انگریزوں کو جمع کر کر انہیں شورہ کیا جس میں یہ تجویز قرار پائی کہ فلور کا قلعہ فی الفور تیسرے نمبر کی ہندوستانی بلٹن ہو کر پایا جاویں اور انکو لکھنا اپنا قبضہ قائم ہو اور ناز برقی کا دفتر اسی جگہ ماسور ہو اسی شورہ کے مطابق انکیو سچاں سپاہی لمبرہ کے گورہ بلٹن کے سپاہی و اعلیٰ قلعہ ہوئی اور سندوستانیوں کو وائس لکھا لایا اور نیزہ و توپن فلور کے قلعہ سے منگو کر اور ہالندھر کے پوجانے کے ساتھ شامل کر کر گورہ فوج کے حوالے ہو میں تفصیل کے مکان کے قلعہ کے طور پر بھرتہ منصوبہ عملی شہر و بل بلٹن کے سپاہی مفصل سے منگو اسی گئی خزانہ کلم جمع کر کر ضلع کے ماتحت ہو اکل انگریزوں کے رہنے کے واسطے ایک مکان قرار پایا راجہ کپور تھلہ کی فوج چہ توپن اور دو سو سوار اور ایک ہزار انکیو سپاہی

کہو کہ جس سے بالکل پہچان ہو چکے آئے سے صاحب غلام کو کمال تقویت حاصل ہوئی خزانہ کے لئے لینے سے سزا  
 فوج نے کمال شور برپا کیا اور دیکھا کہ خزانہ بدستور ماری تحویل میں ہو اس واسطے کہ راجہ صاحب کو کہنے کے  
 بموجب خزانہ برابر حصہ کر کے دینا بیٹھوں کے ماتحت کیا گیا مگر اس وقت ڈپٹی کمشنر نے یہ انتظام کیا کہ غلام  
 خزانہ تو انہوں نے قلعہ فلور میں بھیجا اور باقی کل روپیہ جو ملین دالوں کے سپرد ہوا تھا اس میں سے ایک  
 دینا تھا تاہنگی دیکر بانٹ دیا مفدی کے طور سے بچے جادوینوں میں آگ کا لگنا شروع ہوا اور بدعلائین  
 ظاہر ہونے لگیں مگر جگہ کے افسر دن نے ان باتوں کے طرف توجہ خیال نہ کیا اور فوج کے بے ہتیار کرنے میں  
 غفلت کی ساتویں جون گیارہ بجرات کے پھر چار دن میں آگ روشن ہوئی جب افسر پولیس پہنچائے کو گئی تو  
 ہندوستانوں نے اوٹکونز دیکر آنے لگے یا بند و قین مار کر مٹا دیا اور کل ہندوستانی فوج سوا تو سنانہ کر دیا  
 سفد ہو گئی ایک بھجرات کو ایک فریق ہندوستانوں کا ہوشیار پور کو کوچ کر چلا گیا اور دوسری ٹبری  
 کر دہنے دہلی کے سمت کا راستہ لیا تعاقب کرنے والی فوج آٹھویں ملین گورہ کے چپہ تو میں اور کچھ دیکر  
 فوج تھی مگر جنرل صاحب نے انکو کوچ کا حکم ضمیمہ کے سات بھجریک ہند صاحب دہلی کی گرمی سخت ہو گئی اور  
 رات کی سردی کا فائدہ جاتا رہا تو کوچ کا حکم ناکذ ہوا فرنگی صاحب ڈپٹی کمشنر کے کپور قلعہ کے فوج کا ڈیوہ سو  
 آدمی ہمراہ لیکر سفد ونگا تعاقب کیا اور صبح کے گیارہ بجے ہنگواڑہ پہنچے مگر اس وقت سفد صاحب ہتھوڑ  
 آگے فلور کے مقام پر پہنچ چکے تھے فلور کے پہنچتے ہی تیسری ملین ہندوستانی فلوڑاؤنگو شالہ گئی  
 اور کشتیوں کو گھر کر ٹبری آرام سے شام تک دہ دریا پار ہوئی اور دوسری مسٹر ونگٹ صاحب غلام لڑنے  
 نے ٹبری استقلال کے ساتھ ادن پر چلے گیا اور چند گھنٹہ صاحب بذات خود توپ سر کر فرسور و لٹین دھیم صاحب  
 جو سکھوں کی توپیں ملین کے افسر تھے وہ بھی اس کام میں بہت سرگرم رہی جنرل صاحب جانندہ بھی تعاقب  
 آئے تھوڑے شام کے وقت فلور پہنچے اور لو دھیانہ کی لڑائی دوسری دیکھا گئی اور دریا سے اوشکر کھانڈا  
 صاحب غلام لو دھیانہ کی سفد دن نے لو دھیانہ جا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور رات بھر وہاں ہجوڑ دھیر  
 دن انہوں نے جلیانہ کھول دیا سو ملین جون کو گورہ کی فوج اور جنرل صاحب ریاسی اور فلوڑاؤنگو  
 نے لو دھیانہ سے آگے کو کوچ کر دیا تو بچے کے وقت گورہ فوج موضع دھین کے متصل پہنچی اور ننگا سفد  
 بارہ میل کے فاصلے پر بالیکر کوٹہ کے مقام پر پہن مگر اس وقت گورہ فوج تھک گئی تھی اور پراکٹاسی کے  
 پاؤں میں ابلکہ پر گھس گئے فوج کی بے غمی دیکھ کر جنرل صاحب تعاقب چھوڑ دیا اور سفد بے روٹی ٹوک  
 دہلی جا پہنچے دوسرا فریق سفد دن کا جو ہوشیار پور کی طرف گیا تھا انہوں نے صاحبان اسلام کے اہلکار  
 چھوٹی چھاڑ دیکر اندر اپنی بیچا دکی صورت کر لی راستہ میں انہوں نے کسی سے قہر من نہ کیا اور ایسی صورت

بیکر کبھی کوئی فوج کار سرکار پر جاتی ہے۔ اس مفہدہ کے ہونے کے بعد حکم جاری ہوا کہ تمام سپہ اور عورتیں انگریزوں  
 کے باندہ ہر چور کر لاہور کو جلاوطن اور گورہ فوج نکلیں صاحب کشتی فوج کے شامل ہو کر کام دے۔ ۲۵۔ جو  
 کو بلین کبھی ۳۵۰۰۰ ہندوستانی کی تمام فلو رہتیا گئے گئے اور کشتی فوج نوادس کام میں رہت رہی  
 ہندوستانی مافزبان فوج کی جگہ تین سو سو اڑو انون کی لاہور پر بھرتی ہو کر آئے اور ایک بلین سکھوں کی  
 بیوی کا صاحب بھادو کشتی فوجت باندہ ہونے بھرتی کی اور کشتی وارہ لیس کا اور ڈڈہ سو یا دہ ضلع کے انتظام  
 میں مامور ہوئی اور ہندی فوج جاگیر داروں کی معرفت بھرتی کر کر سنگو ای گئی بلکہ اس ضلع میں اور بھی فوج  
 بھرتی ہو کر دہلی کو مامور ہوئی رہی اور بہت سارے سپہ جہر و سپہ سنگرہ سو در عایسی قرض لیا گیا۔ ۲۶۔  
**ضلع ہوشیار پور** دہلی کے غدر کے وقت مترا نیٹ صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم اس ضلع کے تھے  
 اور جنھوں نے ۱۵۔ مئی ۱۸۵۷ء کو تحصیل کے مقام کو مضبوط کیا۔ دو توپیں ہندوستانی توخانا سپر لا کر اس میں  
 رکھیں کہونکہ بھد خوف تھا کہ شاید ۳۴ لاکھ کے ہندوستانی بلین کچھ شرارت کری تمام انگریزوں کے نہیں  
 ہوشیار پور سپر ہمشالہ کو بھی گھنٹن شہر کی حفاظت کو واسطو آٹھ سو آدمی لازم راہہ اولوالیہ در راہہ  
 در ہندی ہوا اندھہ نو ملازم فوج کے مامور ہوئے اور کچھ حصہ شیر دل بلین کا بھی اس کام میں مصروف رہا  
 جہانانہ کے قیدی بھوڑہ کے قلعہ کو بھیجے گئے اور پولیس کے سپاہیوں نے اونکی حفاظت کی ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء  
 کو قیدیوں نے بلو اکری کے جھاگ جانیکا ارادہ کیا اور پانچ کس مفہد بھانسی پوسو اسو اسکے اس ضلع میں  
 اور حسب طرح اس میں مامور سرکار کا بیان ہوا عدالت کھلی رہی اور لوگوں نے ایک لاکھ دس سو قرض  
 سپر سپر سپر سو در سرکار کو دیا **ضلع کانگرہ** مفہدہ کے وقت اس ضلع میں سپر سپر کر اسپر سپر  
 بہت ہیں صاحب ضلع کو ہر ایک یا ست کی خبر کہنی رہی ہو اسل صاحب نے نو ملازم فوج رکھ کر دریا کے گھاٹوں  
 پر اسو کی اور ساتھ پر بلین چند بھو میں برگشتہ ہو کر کچھ فوج نو کر رہتا ہو اسو اسل صاحب کشتی فوجت  
 ہو کر کچھ اور کچھ ارادہ کر جہاں چند کھنڈ کھنڈ کا لدا اور ایک سلمان تھانہ دیا لیا ملازم دھان اسو کیا اور اسکو حکم دیا کہ  
 بہتیں چند کھنڈیں پر ایک کھنڈ میں اور ساتھ کھنڈ کے خلاف گیان سنگ اصلی دارت کو کرنا اور باکرا باکرا اور اسل  
 تھانہ کو کرنا نام ایک مفہدہ کھانسی ملی اور سو آدمی ہم صلاح اسکو قیدی ہوئے سپر صاحب کی کشتی ایک کشتی  
 کھنڈ میں تھی کبھی شعلہ نو پور کا کھنڈ میں ہندوستانی بلین تھیں اور نہالی کر یا پانچویں انتظام ۱۳۔ مئی سنہ  
 ۱۸۵۷ء کا کھنڈ میں سپر صاحب ایک حصہ شیر دل پولیس بلین اور توپیں لیکر قلعہ کانگرہ میں داخل ہوا اور مفہدہ  
 کو کھنڈ کر قلعہ سے قبضہ میں کر لیا اور انتظام کا دھان رکھا گیا دہرم شالہ دہاگو کی کوٹھیں بہ  
 پولیس کی فوج دہا ہوئی جیلخانہ بھی اونکو حفاظت میں رکھا گیا اور کھانہ کا سخت انتظام ہوا گھنٹوں کو



اور ہمبر کی بلٹن ہندوستانی کو جھوٹا پولیس کے فوج کے بے ہتھیار کیا گیا اور اسی رات جسدن کا گڑھ کی فوج  
 کے ہتھیار لٹو گئے تھے صاحب خندہ سکھوں کے سوار اور پولس کی فوج لیکر تمام روز میں جو تین میل کا رہتہ  
 طے کر کر نور پور پہنچے اور چاہا کہ باقی ماندہ بلٹن ہمبر کے بھی ہتھیار جو نور پور کے قلعہ میں ہیں لے آئے ہادیوں ان  
 جا کر سنا کہ انکو پہنچنے سے اول ہی ستر و لکی صاحب انکو کرگان افسر نے زبانی تسلی و دلاسا دیکر بلٹن ہمبر  
 کے ہتھیار لے لئے ہیں اور وہ بلٹن ہمبر کا کامیٹع و فرمان بردار ہی بلکہ اخیر تک فرمان بردار رہی ۔ ۵۰  
 لاہور صفحہ ۲۰ کے وقت ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء کو ہمبر کی فوج کے افسروں کو خبر ہوئی کہ ہندوستانی فوج کا ارادہ  
 کہ لاہور کا قلعہ جسدن بڑا خزانہ اور میکہ نہیں بکثرت ہی لے لیا جا رہی اور چھاؤنی میں ہر بلا صفحہ ۲۰ پر لیا گیا کہ  
 اس واسطے اسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو تین کمپنیاں ۱۵ ہمبر بلٹن گورہ کے قلعہ میں آئیں اور ہندوستانی فوج  
 جو قلعہ میں تھی نکالی گئی سب میم اور انگریزوں کو قلعہ کے اندر رہنے کا حکم نافذ ہوا فوج ہندوستانی کے ہتھیار  
 لینی کو واسطے بھیہ تجویز ہوئی کہ ۱۵ ہمبر کی گورہ بلٹن اور گیر لینی تو پناہ دیا جائے پولیس کے سپاہیوں نے تو پناہ  
 بر لیا اور انکو حکم ملا کہ اگر ہندوستانی بمقابلہ پیش آدین تو اوڑا دیں ہادیوں تین بلٹن اور ایک سالہ ہندوستانی  
 بھی پریٹ میں ملا لیا گیا اور انکو ہتھیار و دینے کا حکم سنایا گیا حکم سنو ہی ہمبر بلٹن والوں نے کل ہتھیار دے دیے  
 اور پھر سواروں نے اپنی تلواریں نکالی ہیں اگر ہینگ ہینگ دین اور بارخون شو عہد نما و سوقت سرکاری  
 نمک حلال فوج صرف تین بلٹن لاہور میں تھیں جو جا بجا انگریزوں کے بنگلون اور سرکاری مسکنات کی حفاظت  
 کرتی تھیں ستر اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کی عرق ریزی و جانفشانی اور سوقت قابل تقدیر تھی جو بڑی خبر دیا  
 و ہوشیار تھی کے ساتھ کار سرکار کو انجام دیتو رات کو تفسیر لباس شہر میں دورہ و گشت کرتے دن کو لاہور  
 لاہور کے ہندوستان میں رہتو تو ملازم فوج برابر نوکر رکھ کر دہلی گورہ و انہ ہوتے جو ۱۷ مارچ مئی کو خبر ہوئی کہ  
 ہندوستانی فوج میں سے ایک بلٹن میانہ سے بھاگ گئی ہے اس بات کو سنو سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی تمام انگریز  
 شہرہ کے واسطے جلیانی نہ میں جمع ہوئے ۱۵ ہمبر کی گورہ بلٹن محبت عہد تیار کی گئی تھی ہنگر باقی ماندہ ہندوستانی جو  
 بھاگنی کو تیار تھے لہن میں جا گئے اور جو بھاگئے تھے انکو باہر کے زہمداروں نے گرفتار کر کر مرٹھا میں صاحب  
 اسٹنٹ کسٹرن فوج کی خدمت میں پیش کیا اور وہ اسنو کر دار کے سر کو پہنچے چار ستر انک حلال و اعتبار مئی ۲۰  
 قلعہ لاہور میں مامور ہوئے دروازہ قلعہ کے سوا ایک دروازہ کے صوبہ و دکن گورہ جہاں ہی لیکر شہر  
 برابر پیرہ پولیس کا سلسلہ و اصرار ہو اگر یہ صاحب کے ماتحت ۵۰ ہمبر کے بلٹن یادگان کے دو آدمیوں نے حوالہ  
 فساد کا کیا تھا ۹۰ - جون کو انارکلی کے پریٹ میں تو یکے کو لون ہی اور ڈرامہ گورہ ڈاک کا انتظام اور جسدن  
 کے دیکھنے کا ہندوستان محبت مضبوطی ہو اچھا یہ کے اخبارات کی چھپو کی سخت لگائی ہوئی اور پرکین صاحب

اسٹیشن کشن اور کے منتظم مقرر ہوئے گئے۔ شورہ ڈپٹیوں کی سبجے کی سخت ممانعت عمل میں آئی کل ہندو  
 نوکر کے پلٹنے کے جہان جہان جہدہ ۲۹- جون کو انکی ہتھیار لے گئے اور نوکر کی سرپرست ہو کر  
 بناتے خارج ہوئے۔ لکھ اور بھی ہندوستانی غیر ملازم جہدہ ضلع لاہور میں تھے سجاوٹ پولیس کنٹرول ہر کی ہے  
 اور ان کے اور انکی قعدا دیاں جو چھپیں تھی ۲۶- جولائی کو ۲۶ لبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پلٹنے  
 یا غیر میں مضد کیا اور سیر سیر صاحب اور ایک در انگریز اور دو ہندو افسروں کو مار کر بھاگ گئے  
 اتفاقاً اوس دن ڈپٹی سخت اندھیری آگئی اور جو فوج انکی تعاقب کو گئی اوس سے وہ ہم گئے مگر کو رہا  
 ڈپٹی کشن نے انکو راوی کے کنارے پر قتل کیا جیسا ایسی ہی دار داتین دو قوم میں آئی لگین تو پلٹنے انوں  
 کی سخت حفاظت ہوئی لگی چونکہ اس وقت لاہور کے جلیانہ میں دو ہزار تین سو اوداسی آدمی مقید تھے سرکار  
 کو یہ مناسب نظر آیا کہ جلیانہ قیدیوں سے خالی کر دیا جاوے اسلئے بہت سی قیدی باضجیرانہ وضمانت دیکھنی  
 و ہدیہ جاری ہوئے اور سرکار نے جولاہور کے ساہوکاروں اور ریونیوں سے روپیہ قرض با دعو  
 چہ روپیہ سیکڑہ سو و طلب کیا تو انھوں نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب میں محض بے حوصلہ نکلے صفدہ  
 وقت لاہور کے ضلع کا انتظام اچار اعداد الت کھلی بھی کل معاملہ مایہ وصول ہوتا رہا ضلع امرتسر  
 اس ضلع میں بوقت مضدہ نو کے قلعہ گوہنگدہ میں ستر سپاہی ۵۹ لبر کے ہندوستانی پلٹنے کے مامور تھے  
 اور قعدہ گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تسبیحی ہندوستانیوں کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے  
 ۱۱ لبر کی گورہ پلٹنے لاہور سے اگر داخل قلعہ ہوئے یہ انتظام بند رہوین تاریخ تھی کہ وہ قوم میں آیا پھر جہاں  
 گورہ فوج قلعہ میں آگئی تو ۱۱ لبر کی پلٹنے پھر لاہور کے طرف روانہ ہوئی اور ۵۹ لبر کی پلٹنے ہندوستانی  
 کو گڈریٹر جنرل نکلتے جہاں افسر فوج گورہ گشتی نے ۱۹- جولائی کو امرتسر ہو چکے بے ہتھیار کیا اور قلعہ  
 گوہنگدہ قلعہ وغیرہ ذخیرہ سپر کیا گیا اور مفرد سپاہیوں کے گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوئے  
 جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوئے سپاہیوں کا جولاہور سے بھاگے تھو راوی کے کنارے پر مقام بال گٹا  
 ظاہر ہوا اور سپاہیوں کے وہاں ہو چکے نہیندارون سے پایا بے اسٹہ دریا کا دریافت کیا چند عیندارون  
 وہاں تو انکو با توہین لگایا اور چند زمینداروں نے تحصیل اجالہ میں ہو چکے تحصیلدار کو اولیٰ کی خبر دی  
 تحصیلدار نے جمعیت موجودہ وہاں جا ہونچا اور راجہ اسی شردھ کی اور ایک سو اسی لبر کے گورہ وہاں کیا جائے  
 کے وقت کہ پرمناجہ ڈپٹی کشن نے اسی سوار سردار جو وہنگدہ اکثر اسٹے وہاں آہوئے انکو راوی سے  
 اول ایک سو سچاس آدمی زمینداروں اور تحصیلدار نے قتل کر دی تھے اور باقی ماندہ ایک ہزار کے اندر  
 چار و طرف پائی تھا مگر محفوظ ہوئے خود دسری روز فجر کو وہ کل قتل ہوئے اور ۲۵ زمین سے لے کر

اور ماندگی کی فوج دوسرے گئے تھے اور باقی دوسو منتقل آدمی انگریزی فوج کے ساتھ سوار ہو گئے اور سالبر  
 سپاہی گرفتار کر کے لاہور بھی گئی وہ مقام لاہور تو ہے اور آئے گئے۔ کوہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے امرتسر میں کل  
 ہوشیاری و دلچسپی کام کیا کپتان جین صاحب باہر کے انتظام کیوں سے مامور ہوئے لیکن ناٹن صاحب ہشت گشت  
 نے بڑی کوشش کے ساتھ ہمارا چنگ نہ بھدے کہ گرفتار کیا ایک سپاہی اور ایک نیوڈ آکٹر منہ دستانی ملٹن  
 نے بیعت ذکر کرنے مفدہ کے باتوں کے مختلف وقتوں میں چھانسی پائی امرتسر کے ساتھ کاروباروں کے مفدہ  
 روپیہ سرکار کو قرض دینی میں بہت تامل کیا اور اگر دیا تو بہت تھوڑا دیا بلکہ جو لوگ چھاپس پاس لاکھ روپے  
 کی جمعیت رکھتے تھے انھوں نے ایک ایک ہزار روپیہ سی زیادہ نہ یا ضلع گورداس پورہ  
 مفدہ کے وقت کچھ حصہ ۵۹ لبر کے ہندوستانی ملٹن کا اسٹلم میں تھا اور کو صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے  
 امرتسر کو روانہ کیا اور سات لاکھ روپیہ خرچہ کا حفاظت پولیس قلعہ گوند گڈہ کے طرف بھیجا اور پولیس  
 وہ خزانہ ایک رات میں ۲۴ میل کار استہٹے کر کے امرتسر پہنچا یا انتظام کبھی وہ حفاظت جلیانہ وغیرہ  
 پولیس کے سپرد ہوئی اور جبکہ پھر دے گا روپ ہندوستانی سپاہیوں کے مقام ہا دیو پور کا خانہ شاہ خیر پور  
 نسب کی تبدیلی ہو گئی دریا کے کنارے ٹری لکڑیاں دیو دار کی جو کشتیوں کا کام دے سکتی تھیں انھوں نے  
 لیکن اس میں دہان خبر ہوئی کہ ہندوستانی ۲۶ لبر کی ملٹن اور ۹ لبر کا سالہ جنوں نے سیالکوٹ میں مفدہ  
 کیا ہے اسی استہ کو آتے ہیں یہ خبر جب بلڈیرنگس صاحب کو پہنچی تو وہ چہ تو میں ہاتھی کپتان برصیر  
 اور چہ سو آدمی ۵۲ لبر کے گورہ ملٹن اور کچھ نو ملازم فوج و نو ملازم سکری سالہ لکڑی فی الفور دہان جا پہنچے  
 رابرٹ صاحب نے لاہور ویرکین صاحب ہشت گشت بھی اور وقت ساتھ تھے اور ایسے وقت میں مفدہ  
 انتظام ترہون کہاٹ علاقہ تحصیل شکر گڈہ دریا پر آدمی بھی پایا و ترہری تھوڑے انگریزی فوج اور دیگر  
 جاگڑی ہوئی ۹ لبر کے رسالے سرکاری تو بچا نہ رہا کیا اور اس وقت رسالے ہوئے کہ چند گولہ اندازوں کے  
 بھی قتل کر ڈالا بعد ازاں ۲۶ لبر کے مفدہ ملٹن بھی آگے بڑھی اور راجا رانہ جٹ کر گیا تاکہ تو میں نے لین بلکہ  
 قریب تھا کہ وہ تو یوں کا گریٹ شوٹ یعنی چہرہ بند کر دیں کہ امن میں گورہ فوج اسی گشتیں لیکر اہل  
 پڑی اور مفدہ دن کو پس پا کر دیا بہت سی مفدہ اس وقت بھاگ گئی اور باقی ماندہ مفدہ دن کے دریا کے ایک  
 جزیرہ کے اندر جا کر پناہ لی جہاں کہ اوہوں نے سیالکوٹ کی لوٹ کا مال جیسے کہ مورچہ بنار کو خرچ کیا  
 جولائی کا سورج نکلا تو سرکاری فوج نے اس جزیرہ کے اوپر حملہ کیا مفدہ وہیں سے بہت سی آدمی نوڈ  
 سرور اور بہت سی بھاگنے کے وقت بارش گئی اور مفدہ گرفتاری میں آئے تو پھر اور آئے گئے ۱۸ جولائی  
 کو فوج ظفر موم و مانسوا اسٹیٹ کی اور زمیندار دن نے بھی بہت سی بھاگتے ہوئے مفدہ دن کو گرفتار کر کے

اور بخت سیمون کے علاقہ سے لکڑی گئے اور بے موت کی سزا پائی ماہ اگست کے پہلے مہندہ کے درمیان اکیسویں  
 پچیس سالہ مہندہ ۲۹ لاکھ کے بلین کے جولاہو سے بھاگے ہوئے تھے اس ضلع میں آنی اُنکی سزا دی گئی اس وقت نولاکھ  
 فوج ماتحت گاریٹ صاحب کے مامور ہوئے اور کچھ ایک بقاعدہ سوار لاکھ ۲۰ باجی جیکب صاحب و کمرہ د کو سونے  
 اسی میں مقابلہ ہو کر انگریزی فوج فتح پائی ہوئی اور مہندہ سب ماری گئے مگر تیرہ جیکب صاحب ماتحت زخمی ہوئے۔ ضلع  
 گورداسپورہ میں نولاکھ فوج بہ توفیق کی کپتان آدم صاحب کو بہت بھرتی ہوئی اور رعایا نے سرکار کی مدد  
 میں ل اور جان سونڈھی کی انتظام ضلع کا اجمار اعدالت جاری رہی معاملہ کل وصول ہوا **ضلع**  
**سیالکوٹ** ہندوستانی فوج کے مہندہ کے وقت سیالکوٹ کو ضلع میں سب سے پہلے مہندہ سرحد کی کل  
 یہ تفصیل ذیل موجود تھی ڈاک صاحب کے سوار گھوڑی ملی تو سچانہ کپتان بوری صاحب کا گوردہ تو سچانہ ۵۲ لاکھ کی گوردہ  
 بلین نو لکھ تھانہ ہندوستانی سالہ ۵۲ لاکھ کی ہندوستانی بلین ۶ لاکھ کی ہندوستانی بلین ایک مجموعہ تو لکھا  
 ۲۹ لاکھ کی گوردہ ۹ لاکھ کی ہندوستانی بلین جب کہ گشتی فوج کا مجموعہ بنایا گیا تو کل فوج سو اسی ہندوستانی بلین  
 لاکھ ۱۴ اور دہلی اور بامین بازو ۹ لاکھ کے رسالہ کے اور فوج سب وچین شامل ہو گئی اور وقت لکھ بڑے  
 صاحب نے جو اوس مقام فوج کے افسر تھے انکار کیا کہ ہم اسیر نازک وقت میں ہندوستانی فوج کے ساتھ کوچ نہیں کرتے  
 بلکہ اوس مقام کے بعد آرزو کی کہ اس کل فوج ہندوستانی کو بے ہتیار کر دو مگر اس بات کا موقع نہ ملا اور فوج کوچ  
 اوس وقت مشرق میں صاحب پٹی کشن دینگان صاحب ہشت کشن و جون صاحب سید قائم علی کپتان اسٹیشن ضلع  
 کے افسر تھے نوین جولاہی ہندوستانی فوج کا مہندہ سیالکوٹ میں ہوا اور ضلع کی حکومت بالکل معطل ہو گئی سوار  
 نے لکھ بڑے صاحب پر کیا اور ایک سوار نے اُنکی مشین پر گولی ماری اگرچہ وہ اوس وقت زخمی ہوئے مگر دوسری روز  
 اوسی زخم کے بعد دوسری گوردہ اکثر گروہ صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مین پوٹ کے کو لیک بھاگے جاتے تھے اور کچھ بھی گولی  
 لگی اور ماری گوردہ دوسری ایک اکثر وہ اسی خانہ کا داروغہ کی مین اپنی بچوں کے ساتھ سوار اچلا تا اتحادہ بھی  
 گولی لگ کر مارا گیا اور ایک بچہ اوسکو بچوں میں تو ب کا گول لگ کر پس گیا کپتان شیش صاحب لکھ بڑے میر قلعہ کے  
 سامنے گولی سے مارا گیا تین تیس مری تو دوسری شیش صاحب اور اوسکی سیم اور مہندہ سب ایک ہندوستانی سپاہی  
 جانا نے کے ملازم کے ساتھ سرکل ہوئے باقی انگریزوں نے جہاد فی و ضلع سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جہاد  
 تھانہ کے علاقہ بکشا تھا مارا نہالی اور جان سے بچ گئے اوس مہندہ وچ تمام شہر اور جہاد فی اور کچھ  
 مین ایک شہر پر مار دیا گیا انگریزوں کی تلاش میں صرف ہوئے اور جو ملک آبادہ قتل ہوا ہے جہاد فی  
 گئے اور تین سو سے زیادہ قیدی جو اوس میں تھے سب کو چوڑا دیا اور کل خزانہ ملک پٹی آمدنی تمام  
 لوٹ لیا اور ضلع کا ادبہروں کے سکانات جلا دیے سکیم زمین کو ال لگا کر اڈا دیا صبح سویرے پھر ایک مہندہ وچ

غارت کی بعد دھبہ کے اپنے منہ و ستانی انسرون کو ساتھ لیکر اور چکر دن پر اسباب لا کر گورد اسپورہ کو رہا  
ہوئی جب شام نزدیک آئی تو ڈاکٹر ٹیلر صاحب مدعیان اطفال و کتبان ساتھ صاحب قلعہ میں داخل ہوئے  
اور وہ تمام روز ایک فادر اسکے کے باہر کے گھر میں رہی تھی ہونگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر و سوقت ہمار  
تھو انکو گوانو والون نے اپنی ایک جہوٹیری میں چہار کمانے فادر کے وقت بعضی دستانوں اور زمینداروں  
نے بھی آکر جانی اور سرکاری مکانات میں دست اندازی کی تھی اور جو کچھ ملاوٹ لی گئی تھی پولیس کی  
فوج اور پولیس کے سواروں نے مفدہ و لکالتہ کی یہ حال کیا مگر کچھ نہ چلی خدشہ نہ پھیلتی تھی کے قلعہ میں اس وقت  
جنگے پاس تیار بھی درست محض تھو اور کبھی اونھوں نے بند و ق بھی نہیں چلائی تھی وہ مفدہ و مشہور  
ہوئی عین غدر کے وقت لفٹ ٹنگری نوین رسالہ کا نوکر گھوڑی پر سوار ہو کر گوجرانوالہ کو بھاگ گیا اور وہاں  
ڈاک پر سوار ہو کر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کشترا لاہور کو بھیجے حال کہ سنایا وہ مفدہ و ن کے مقابلہ کو  
فوج گورد اسپورہ کو مامور کر آئی اسل نظام کے بعد کتبان کر صاحب ڈپٹی کمشنر اور لاؤنس صاحب انسپور  
سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اونھوں نے سیالکوٹ میں جا کر بھلو و ڈپٹی پولیس کے انسرون کو منہوں کے موفائی کی تھی بھا  
دیا جانچانہ کے دو اور سیرون نے بھی موت کی ٹھانی اور پھر ڈپٹی مفدہ گرفتار ہو کر عیاشی طعنت ہزار پتہ  
جرمانہ اون زمینداروں پر جنہوں نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پایا اور غارت کا کل مال  
اونسروا پس لیا گیا گورد فوج بارگون میں اتاری گئی کھری مکانات کی تہہ شروع ہوئی لفٹ سیگان جھا  
اسٹٹ کشترا جنہوں نے مفدہ کو وقت ڈپٹی بھادری کی تھی تین سو آدمیوں کے ساتھ بھاگ کے سرحد پر  
ہوئے اور ۳۹ کس مفدہ جو جنوں کے بھاگ کے طرف بھاگ گئے تھو وائس گرفتار ہو کر آئے اور تو کے ساتھ ہوا اور انھوں  
کے بعد از ان جب ستر ایٹ صاحب ڈپٹی کشترا سیالکوٹ کی مقرر ہوئے تو اونھوں نے تین ہزار روپے کا کاغذ  
شام منجملہ غارت شدہ کو لکھوایا اور اونھوں کے وقت اکٹالیس ہزار روپہ نقد مفدہ و ن کے پاس تیار  
ہو کر داخل خزانہ سرکا ہوا ضلع گوجرانوالہ مفدہ کے وقت خزانہ اس ضلع کا ۲۶ لمبر کی ملین ہوئے  
سیالکوٹ کے گار کے تفویض بھاکستان کر صاحب ڈپٹی کشترا نے اوس گار کو سیالکوٹ بھیج دیا اور سات سو  
سوار اور پٹیس سپادگان پولیس کے ساتھ ضلع کا انتظام و حفاظت جلیانہ و خزانہ جہوں و لاکھ روپہ تھو  
جنگہ گوجرانوالہ میں افواہ ہو گئی تھی کہ فوج مفدہ مامورہ لاہور و سیالکوٹ اس ضلع پر چکر لگی اسل صاحب ضلع  
نے ایک نقاہ کی ختہ چار دیوازی کو قلعہ گرد انکو مضبوط کیا اور ذخیرہ ہر ایک طرح کا اوس میں بھر کر خزانہ  
لاہور کو روانہ کر دیا اور نو ملازم فوج کی بھرتی شروع کی اس وقت رعایا اس ضلع کی وفاداری اور  
انتظام بخوبی رہا اور لوگوں نے روپیہ بھی چھوڑ دیا ہینگہ سو پر سرکار کو قرض دیا ضلع جملہ غدر



جہلم میں ایک ہندوستانی توپخانہ اور دو پلٹین نمبر ۱۲ و ۳۹ تھیں جو کہ گورہ فوج بھیان بالکل نہ تھی سو اس طرح  
حکام کو ہندوستانیوں کے طرف سے سخت اندیشہ تھا اور جاننا کہ گیسٹج اسفوج کو بھیان پہنکا لاجا دی اور پھر تھوڑے  
بھر کے بعد ۱۳ لبر کی پلٹن کو حکم ہوا کہ بغیر میگدین کے جہلم سے کوچ کر کر ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ جاؤ وہ پلٹن نے فوج  
میگدین پہنچ کر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی گئے پھر توپخانہ کو حکم ہوا کہ تم بھیان سے کوچ کر کر لاہور جاؤ وہ پلٹن جہلم  
لاہور پہنچ کر اور وہاں پہنچ کر ہی توپخانہ آدن سے چھین گئیں اور بڑا ہتیار کئے گئے باقی جہلم میں اب ہم لبر  
ہندوستانی رہے گئے جیسے صاحب آباد کا ارادہ ہوا کہ اوکو بے ہتیار کیا جاوے مگر جعفر افسر دوس پلٹن کے  
انگریز تھے وہ اس بات پر رضامند نہ تھے اور کہتے تھے کہ ہم پلٹن تک حلال ضرر نہ کر حکام کو سبب اسکو کہ وہ ہندو  
تھیں کمال اندیشہ دانگتر تھا پس اس پلٹن کو بھی کفر کرنا منظور ہوا و کینان تو اس میں سے رہا و کینان  
بہت کٹین اس طرح پلٹن بھی جا بجا کے مانوری سے بہت کم رہ گئی اور کل پلٹن تین پانچ آدمی رہ گیا  
ساتویں جولائی کو سرکار کو اس پانچ آدمی سے ہتیار لینا کا ارادہ ہوا اور گورہ فوج سے توپخانہ جو راہ لینا  
سے وہاں گئی تھی اور ہم لبر کی سبھی پلٹن ہندوستانیوں کے ہتیار لینے کے واسطے پرپٹ کو ماہور ہوئے ہندوستانی  
نے جب دوسری اس فوج کو آتے دیکھا تو بہت کوسا ہنس دیکھ کر افسروں کے طرف گولیاں چلائی شروع کیا اور  
کینان توڑ کر لین میں گیس کے سرکاری فوج نے اونکا اتنا قبضہ کیا اور آئین سخت لڑائی ہوئی بہت سے انگریز مار  
گئے کرنل الی صاحب کمان فسر پلٹن گورہ لبر ۲ کمال زخمی ہوئے کینان نیزنگ صاحب مارے گئے ہندوستانی  
لین سے ٹھکر ایک گانوں میں جو اس تھا جا کر ناہ گزین ہوئے اور لڑائی ہوئی اسی آخر گورہ فوج سبب گرئی ہو کے  
جو جولائی مہینے میں ہوتی ہو بہت گھبراہٹ ہو گئی اور تین توپخانہ سیر سے تسلی کے بالکل سیکار ہو گئیں اور اونکو گولوں  
گانہ کے کچے دیوار کو بھیجیں ہندوستانی تھے نہ گرا یا آخر بہت سی لڑائی اور گرہی اور دھوپ اور بھوکہ دیکھ کر  
باعث سے ٹھکر ٹھک گیا مارے کرنل جرد صاحب نے جنوں سے کرنل الی صاحب کے مارے جانی برا اختیار کیا تھا مگر  
کو جس گانوں میں ہندوستانی جا گئے ہیں اس طرح کیا جاوے اگر یہ ملے ہوا اگر گولی کو جو گانہ کی انگریزی شکل کے واسطے  
خلل انداز تھو تو یوں کو گورہ کے نزدیک لگا دیا کہ گولہ انداز اور انگریزی ہوا ہندوستانیوں کی اتنی شک  
سے قتل ہوئے اور سرکاری میگدین بھی کم ہو گیا اس واسطے سے پھر کابل پہنکا گیا اس وقت تین توپخانہ ہوئے  
توپخانہ میدان سے واپس آئیں اور ایک توپ جو ہندوستانی غالب آکر لی گئی تھی اور اسی کو سرکار کے سامنے  
چلائے تھے خود الی لڑائی اگر یہ پلٹن تھی صاحب شہت کشتہ نے بدو تین لبر کے سواران واپس کے توپ لینے کے  
واسطے بہت کوشش کی مگر ممکن نہ ہوا انرض دو توپ لڑائی کے بعد اپنی اپنی فرو دگاہ کو واپس  
اور ان بھر جا گئے یہ دوسری ہم کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی بھاگ گئے صرف اس واسطے کہ اونکو مابین میگدین

ہنہیں رات بھرتی آدمی تو اوہیں سے کشمیر گئے۔ مگر ڈھانسی گرفتار ہو کر آئے اور بھرتی سپاہیوں کو پولیس والوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ وہ تو بے اور آئے گئے اور بھرتی سپاہیوں سے دریا میں ڈوب گئے اور ایک سو چالیس لاکھ کے وقت میدان میں کام آئے۔ فوج کل پانچ سو آدمیوں میں سے چالیس آدمی گرفتار ہوئے۔ بچے بچے اور انکی خبر نہ ملی کہ کہاں گئے۔ چونکہ بھرتی سپاہیوں نے گرفتار ہو کر آئے اور انکی بھی اطلاع کم عقل تھی اس واسطے دریا کے کہاٹ بند ہو کر ڈاک کے چٹھوں کے دیکھنے کا سخت انتظام ہوا۔ بعد ازاں کوئٹہ میں کل ہندوستانی ضلع سے نکالے گئے اور ایک ہندوستانی آدمی خنجر چکوال کے تحصیلدار کے مارنے اور خزانہ کے لیس لاکھ اداہ کیا تھا۔ اگر اگیا اور سزا یا ب ہو چو کہ ایک حصہ ڈاکٹر کے بقاعدہ سواروں کا ساتھ لے کر سرکش ہوا تھا اور اسکی تہیہ کے واسطے پولیس کی فوج مامور ہوئی اور ایک حصہ جسکی شرارت سے وہ سرکش ہوئے تھے گرفتار ہو کر بھارتی ضلع راولپنڈی ہندوستانی فوج کے قہر کے وقت صاحب جیف کشن بھارتی پنجاب تھا۔ رتن صاحب کشن راولپنڈی میں تھے جہاں وہوں نے شکار کے مقامی قوم اسٹلم کے قہر پر مستعد ہوئے تو انھوں نے بھارتی انتظام کیا کہ بھرتی سپاہیوں کے سردار بلا کر اور انکو اکٹھا اکٹھا کر دیا۔ ہمارے ہی خواہ دینی کر کے امنی پاس حاضر رکھنا تجویز کیا۔ یہ بات سن کر اور قوموں کو جبکہ کچھ نہیں تھا۔ تھار شک پیدا ہوا اور میں سو آدمیوں نے جمع ہو کر کوہ مری کے اوپر حملہ کرنا چاہا۔ مگر سٹرائٹ صاحب کے ایک ہم کے نوکر نے جو اسی قوم میں سے تھا۔ دن کو بھرتی سپاہیوں کو کہ آج رات کوہ مری پر ڈاکہ لگاؤ۔ خبر پہنچتی ہی انگریزوں نے کل میوں کو ایک جگہ جمع کیا اور پولیس کے فوج کو جو کوہ مری پر موجود تھی متحدہ ویدار رہی کا حکم دیا اور ایک ضروری چلی طلبہ۔ یہ صاحب ضلع کے پاس بھی ملکہ سٹیر صاحب ڈپٹی کشن ہزارہ بھی ادا و طلبہ بھی دشمن رات کو انگریزوں کو سخت ہلکا کر دیا۔ انکی اسے ہی کشتیاں راون میں صاحب بھرتی فوج موجودہ کر انکی مقابلہ کر انکی مقابلہ ایک کشتی دشمنوں کا مارا گیا اور ایک سپاہی پولیس کا زخمی ہو کر مر گیا۔ باقی ماندہ سب بھاگ گئے۔ بعد ازاں اگرچہ سٹیر پھار پر موجود رہی مگر کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ ۳۱ ستمبر کے شام کو کشن صاحب بھرتی فوج راولپنڈی سے کوہ مری پر جا پہنچے اور صفد دن کوئٹہ میں دین انکی گاؤں جلا دی ہوئی ضبط کر لی۔ سائیس آدمیوں کو انگریز سپاہیوں نے دیا اور بھرتی سپاہیوں نے بھی گئے راولپنڈی میں دینی ڈاکٹر صفدہ کو علت میں بھارتی سپاہیوں نے گئے اور ڈیڈ ہزار آدمی پولیس ڈاکہ ہر کارہ نوکر کہہ کر دریا میں نہا کے بار مامور ہو کر انکی فوج علاقہ کے انتظام کو بھیج گئے۔ کشتیاں لگنا صاحب سٹیر صفدہ انکی حفاظت کو بھیج گئے اور صفدہ ہر ایک قسم کا ذخیرہ بھر گیا۔ اگر انکی بھرتی سپاہیوں نے حفاظت ہو کر چونکہ ضلع راولپنڈی میں

بقاعدہ سواروں اور ۵۰ لبر کے ہندوستانی بلٹن اور کچھ حصہ ۴۰ لبر کے ہندوستانی بلٹن کا اور ایک  
گورکھ بلٹن اور ایک ہندوستانی اسی تو چنانہ موجود تھا اسلئے چھ کشتہ و کشتہ و ڈی کشتہ سخت اندیشہ نگ  
تھی ساتویں جولائی کو سوار اور گورکھ بلٹن کے بڑی لشکر کا سامنے ہندوستانی فوج کے ہتھیار لگی گئی مگر ایک  
گنہشہ کشتہ فوج نے ہتھیار بند کر دیے اب خرابی درپیش ہوئی تو ہتھیار رکھ دئے جو وہ لبر کے بلٹن کے ہتھیار  
ہتھیار و دیگر ٹری گسٹا خیال کرنے لگو اس واسطے کہ سب اخل جاننا نہ ہوئی گورکھ بلٹن تک حلال و فرمانبردار  
تھی اور پہلی جاگرا دتی ٹری نمایاں خدمتین وقوع میں آئیں **ضلع شاہ پور** ہندو کے وقت  
اس ضلع میں تیرہویں صاحب ڈی کشتہ تھا اور ہونڈی بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہ  
افغان تھے صاحب فسر کار خانہ تک پہنچا جو کھزانہ ڈاکھری لاکھ روپیہ اس ضلع کا بھلے ۴۰ لبر کے بلٹن کے  
کار کے ماتحت تھا اور ہونڈی لے لیا اور ۲۲ مئی کو ایک ٹری مضبوط پولیس کی فوج لیکر افسران  
ضلع نے تمام خزانہ ہندوستانیوں سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ تدابیر کے ساتھ قلعہ شاہ پور  
سے بھی باہر کر لیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ میں بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع میں کوئی سرکشی تھی اور اس لئے  
رہا صرف ۹ لبر کے بقاعدہ سواروں کے کچھ حصہ نے سرکشی کی تا کہ ڈی کشتہ اور افسران کان تک دیکھ  
میشہ کو گئے اور فساد برپا کیا اور ہندوستانی کلارک پر مشدد کو دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگوں کو فساد  
امادہ کرتا تھا چھانسی **ضلع گجرات** اس ضلع میں ہندو کے وقت ۳۵ لبر کے ہندوستانی  
بلٹن کا کچھ حصہ موجود تھا اجون کو ادھو حکم ہوا کہ محکمہ سلیم سو کوچ کر گیا لکھنؤ کے چھانی میں جہاں  
ہتھاری بلٹن ہی چلے جاؤ وہ محکمہ سے نکل آئے مگر اسات بھرا و محفوق نے ایک دوسری کو گالیان دیو  
اور ملاست کوئے میں کٹائی اس انیسویں پر کھزانہ کیون چوڑا اور محکمہ سے نکلنے کے وقت حکام کا مقابلہ  
کیون کیا بعد الزام ایک دوسری پر اور دوسرا تیسری پر لگا تا جب بالآخر کوچ ہوا تو ادھو کوچیل  
محکمہ صاحب کے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب و نکو فلو رس کے طرف لگئی اور قلعہ فلو رس کے پاس جا کر ادھو  
ہتھیار چلنے لگے جب حکم کا ہندو برپا ہوا تو ایک گروہ حکم کے مفرد ہندوستانیوں کا اس ضلع میں آیا اور  
دیوادی حکم کے ایک خزانہ میں قائم مقام ڈی کشتہ کپتان بالٹ صاحب نے ادھو کوچ کر مار دیا **ضلع پٹنہ**  
اس ضلع میں ہندو کے وقت ۳۰ لبر کے ہندوستانی ایک ماڈرٹ شخصوں کو بھرم ہندو پر دازی سرنگھو  
جو کہ المبر کے سال کے سواران بقاعدہ ہندوستانی ماتحت کپتان بالٹ صاحب اس ضلع میں آئے تھے مگر  
انہوں سے البتہ خوف پیدا ہوا مگر وہ ہندو شخص ہی بھرم سرکشی قوم کھول گئی شروع ہوئی تو کپتان بالٹ صاحب  
اپنی رسالہ کو کھولان کے مقابلہ کے واسطے لے گئے اور چالیس آدمی اور سین ہی لے کر چور گروہ چھوٹی شکی ہو



دو دیگر حکام کو سب اسکو کہ چھ شہر بھی کلکتہ وغیرہ تیار کرے برسر راہ تھا بھت ہی فکر دانگیہ مال تھا اور فوج وہ  
 ملتان میں جو ۶۹۹۲۰ لبر کے ہندوستانی بلٹن اول لبر کا رسالہ بقاعدہ ہندوستانی تو پختانہ اپنی دستاویز  
 اور ایک کنبی گورہ تو پختانہ بھتر سرکار کو نسبت بلٹن نمبر ۶۹ بھت شک تھا اسواسطی قلعہ ملتان جو ۱۹۹۲  
 مولراج کی لڑائی کے وقت سو سمار و خراب پڑا ہوا تھا فی الفور درست کرایا گیا اور قلعہ کو ذخیرہ سو بھر کر  
 کٹا رکھی بلٹن یا تختی کتان ترانس میں صاحب اسمین و تاروی گئے اور فیضیٰ تصریح صاحب جہاز و کچے انسر کو  
 کہا گیا کہ وہ اپنی جہاز ملتان کے دریا پر قائم رکھیں سو میں چون کہ بوجب علم جفا کشنر صاحب اور باد  
 میو جہاز میں انسر رسالہ سواروں بقاعدہ لبر ایک وریسی فوج کی مدد سے بلٹن نمبر ۶۹۲۰ کو بے متبا  
 کیا گیا اگر اس وقت گورہ فوج ۸۸ لبر کے پختانہ کی بھت تھوڑی تھی اور ایک بلٹن اور بقاعدہ سواروں  
 میں بھی ہندوستانی آدمی بھت تھے مگر خدا کی غنایت سے وہ سب فرمان بردار ہو اور انکی دیباغت سے  
 دو ہندوستانی بلٹنوں کے متبید ہو گئے ۲۰ و ۲۱۔ جون کو کنبی گورہ فوج ملتان میں پہنچ گئی مگر قیام نہ  
 لیا کیونکہ پختانہ بلٹنوں کے متبید ہو گئے اور وہ ملتان بھی بھت دور تھو اور دہلی کو بھی گئی اور سو اسو رسالہ  
 بقاعدہ سواران و کنبی تو پختانہ و بلٹن پولیس اور کوئی جنگی فوج بلٹن نہیں اسواسطی حکام کو ہندوستانیوں کے  
 کمال اندیشہ تھا اور انھیں دنوں میں ایک بڑا افسر ہندوستانی ۶۹ بلٹن کا اور دس سپاہی کورٹ مارشل کے حکم سے  
 توپے اڑائے گئے اس جرم پر کہ وہ اور دن کو بر دلی اور کزوری کا قلعہ دیر سے بھت جہاں ہندوستانی فوج  
 بے متبید ہو گئے تو ہندوستانی تو پختانہ والوں سپاہیوں نے از خود بلا طلب تیار دیدی بہتیاروں کے سینے کے  
 سے زیادہ ۹۹ لبر کے بلٹن گیلخ و نا فرمان معلوم ہوتی تھی ۱۱۔ اگست کو اسی تو پختانہ کے سپاہی بھی  
 بے متبید ہو گئے اور ۱۱ لبر کی بجائی بلٹن کے بھرتی شروع ہوئی جس ایک مہینے کے بعد ضلع کو گیرہ میں بھرتی  
 شروع ہوئی تو میو جہاز میں صاحب بقاعدہ سواران لبر اول و دوسری سپاہیوں کو ملازم و فوج با تخت خود گورہ  
 کو مامور ہوئے چونکہ دریائے گہار کے گھاٹوں پر بھی اکثر ہندوستانی ملازم نامور تھے اور وہ خود بخود ہاں لیا گیا  
 چلے گئے اسواسطی گھاٹوں پر بھی ملازم سپاہی نوکر کہہ کہ قیادت ہوئے اور ایک سالہ سواروں کا ملازم رکھ کر اس کام پر مامور ہوا  
 جو سپاہیوں کے سکینہ زمین و مال تجارت آمد نہ پنجاب میں جاتا ہوا وہ تیار کیا کرین حفاظت شرک ملتان بلہور کی حساب  
 دہی کشتی و نہر پر کئی کئی اور تیار پولیس بھرتی ہو کر حفاظت کیواسطی مامور ہوا اور جو شرک لیسٹ پرش کھڑوں کے  
 سند و دوسری تھی وہ اخیر ستمبر میں دوبارہ جاری ہوئی اور حکم ہوا کہ جو میو یا انگر بر اس استو سہ گز ریلو  
 کا پھرہ اسکو چوکی بچو کی ہو پختانہ یا گرو ضلع جنگ علاقہ اس ضلع کا عین جنگل بارہین واقع ہے  
 اور رہنے والی بھی سب دہقان وحشی و کم عقل ہیں غنہ کے وقت اس ضلع کے خزانہ پر پھرہ پیا دگان بلٹن



گر اویل کا تھا کپتان اس صاحب ڈپٹی کشر نے اس کا رکوڑا نہ لاپور کیا اور لاہور پہنچ کر انکی ہسپتال گئی  
اور مسعود کے دو فریق ایک سن لفر سی ای ملٹن لمبر ۱۴ اسٹون سٹانی و دوسری ۹ لمبر کے بقاعدہ رسالہ کوسوار  
نے جو بھیان سرکشی کی وہ قتل کیے گئے۔ ۱۔ ماہ ستمبر کو جب بارکی قوموں میں سرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی  
دو دو در در رخے ہو گئے اور آمد و رفت درمیان جنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلئے  
اڈھائی سو سوار رسالہ بقاعدہ ولبر و اسٹون کپتان ناگن صاحب کے اس ضلع میں آئے اور بعد ازاں نو لاکھ  
فوج جولیا اور گوجرانوالہ میں بھرتی ہوئے تھے بھان پھونچ اور جنوبہ کے طرف سے جو جرنیل صاحب اپنی فوج  
لیکچر جنگ میں داو دی ہوئی اور میکاں صاحب کشر اسٹون کشر نے فوج پولیس کوٹ کما تہ ضلع کو گریہ  
کو سامور ہوئی مگر کوٹ کما لیا وہ کو پھونچنے سے پہلے ہی مسعود نے کوٹ لیا تھا سو اس طرح وہ بھر جنگ داسر  
چلے آئے اور انھیں ملین صاحب شور کوٹ کے طرف مسعود کے قہقہہ کو اسلئے بھی گئے وہاں جا کر انھوں نے  
ٹری جانفشانی کی مسعود نے کو گرفتار کیا سو شان اوکی ضبط کیا لیکن خضر کے حکام کی محنت و جانفشانی سے  
تھوڑی سی حد میں ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا ضلع کو گریہ مسعود کے وقت اس ضلع میں انھیں ملین  
قائم مقام ڈپٹی کشر تھے اور سو قہقہہ انہیں ۱۴ لمبر و سٹانی ملٹن کا بھیرہ تھا صاحب کے اوٹکو فی القہور  
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور کٹار کھی کے پلٹنے کے سیاسی سرکاری دفاتروں پر سامور ہوئی ۱۶ مئی کو  
جب حصار کے مسعود نے پھونچی تو دو سو سوار اسٹون کشر میں صاحب کے حکم لفظ انھیں ملین  
کے گذر فاضل کائے مہافت کو روانہ ہوئے جنھوں نے اپنی سواروں کے ساتھ بیہیمانہ میں ٹری ٹری خدشہ میں ملین  
کین اور نیریک ٹری ڈاک اس علاقہ سے سرستہ تک پہنچائی گئی ۲۶ جون کو جب مجبزی ایک مجبر کے جلیانہ  
کی تلاشی ہوئی اور عند التلاش تھاکر دافون وغیرہ اشیا جگر و اسلئے جلیانہ کراندر جانی کی مہافت تھی کہ  
ہو ملین اس جرم میں جلیانہ کا داروغہ برخواست ہوا داروغہ کی نسبت بھیرہ بھی جرم تھا کہ اسنو قہقہہ لوٹکو  
اجازت دیدی تھی کہ تم آہنی سردار احمد کھل کو مل لیا کرو اسلئے احمد کھل کو بلا کر حکم میں نظر بند رکھا  
۲۶۔ اگست کو قہقہہ میں جلیانہ میں شورش کیا کٹار کھی ملین والوں نے جو انکی حفاظت پر سامور تھے  
طرف گولیاں چلائیں اور ستر رکھل صاحب کشر اسٹون کشر نے تھوڑی سی آدمیوں کے ساتھ قہقہہ یوں مقابلہ  
کیا جب کیا دن قیدی ماری گئے تو باقیانہ عظیم ہو گئے احمد کھل بھی اس وقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا  
اور پھر ضاعت بر طلب ہو کر رہا ہوا اور قہقہہ کو اور سردار بھی ضاعت پر رہا ہوا ۶ ستمبر کے رات کو  
ایک آدمی نے لفظ انھیں ملین صاحب کو اگر خبر دی کہ تمام سردار جو ضلع میں تھے اگر تو قہقہہ وہ سب گہروں  
بلا اجازت چور گئے ہیں اس راہ پر کہ کھروں میں جا کر فساد برپا کریں اور کھلی کھلی سرکشی ہو یہ بات سنکر

الفنٹن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واسطہ کر فرما دیا اور وہ پادگان کے جو خیر و  
 پہلو لاہور و پشاور کو لے دیا وہی تھی وہ اندہ کی اوسین سی ایک سو پادہ اور تین سوار واسطہ ہوئی قیدیوں  
 کو چلی گئی تھی لکڑی ایک بچہ سرائی میں رکھا گیا تحصیل کا مکان بھی جو سرائی کے پاس تھا ضبط ہوا اس کی حساب  
 اسٹیشن کشن و اسٹیشن گرفتاری احمد کھل کے جو سرگرم و مفید دن کا تھا وہ اندہ ہوا اور احمد کھل کو دریا کے  
 کنارے ہو چکا دریا کے دوسرے کنارہ پر پایا دوسرا صاحب کو باہر از بند کہا کہ میں نے اب سرکار انگریزی کے  
 اطاعت چھوڑ کر شاہ دہلی کی تابعداری بانی ہی اس وقت ایک مولوی مسلمان مفید گرفتار ہوا اور زمیندار  
 کی مویشی بھیت سے لکڑی لگئی اور چارہ ایک گھلا دیا گیا یہ مفید کی خبر سکر موجب حکم سرکار کے کر لے  
 بائیں صاحب اسٹیشن کو اسٹیشن جنرل ۳۰ میل کا فاصلہ ۷ گھنٹہ میں کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہنچے  
 اور نگر تحت میں تین توپیں اور ایک ۱۸ لبر کی گورہ پٹن اور کچھ حصہ سیمان خان کی پولیس ملین کا اور  
 تھوڑی سی ہٹی بھرتی کے ساتھ سوار تھے کرنل بائیں صاحب اس وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچے تھے جو وقت  
 مفید دن نے گوگیرہ کے محکمہ پر حملہ کیا تھا جب نزدیک پہنچے تو توپ کے چھوڑے اور بکوشاد یادہ ہٹ گئی تو  
 سرکاری فوج باہتھی لفٹن انریل ای جی جی صاحب اور نگر تھاقب کر گئی اور اس میں سخت لڑائی ہوئی  
 اس لڑائی میں احمد کھل اور لفٹن انریل ای جی جی جی صاحب دونوں جرحی اور اس سے دوسری لڑائی میں  
 سترہ کل صاحب اسٹیشن کشن و تھی گاؤں کے پاس تین جنگل بار میں سرکشوں کے ساتھ سر کام آیا اور حصار  
 سا بھی بھی رکھی صاحب کے ساتھ تھوڑے بھی اسی میدان میں جان نثار ہوئے تھے حال دیکھ کر لفٹن انریل صاحب  
 جو ڈیوٹی کشن و کا کام دیتے تھے اس میں صاحب ڈیوٹی کشن و کو اسی روز معہ راہٹ صاحب کشن و کے لاہور  
 سوار مان گئے تھے ایسی جگہ حاکم ضلع کا چوڑا کر خود سرکشوں کے سرکوبی کے واسطے چلے گئے اور انہوں نے سنا کہ  
 تحصیل شریہ کے دشمنوں نے لڑائی کر لی اور پھر جرنل صاحب جو ملتان سے معہ سالہ بقاعدہ سواران ہتھیار  
 و فوج زیادہ سنگہ آئے تھے وہ بھی وطنی کے سرائی میں گھیرے گئے وہیں بھی باہتھی لفٹن انریل صاحب  
 و کرنل بائیں صاحب معہ فوج آؤ گئی وہ کو تھوڑے وطنی کو لگے اور وہ ان ماکر اور کوشمنوں کے گھیرے ہوئے ہوئے  
 اور معلوم ہوا کہ جرنل صاحب تین روز و مان تھوڑے سخت اندیشہ میں رہے چھوڑے وطنی کے رہنے والے تھے انکی  
 کچھ بہ دہ کی اور سرائی کو جہان جرنل صاحب اور تری ہوئی تھی مفید دن کے ساتھ لکڑی کشن و اس وقت  
 سترہ کل صاحب اور سکر صاحب جو انجیر اور ڈاکٹرانہ کے افسر تھے دشمنوں کو شریہ کا دسی ہوئے تھے اور یہی  
 اور دشمن دن وین کپتان کشن و صاحب معہ سواران انگریزی و کرنل فوج باہتھی کپتان سکر صاحب  
 کے کچھ متواتر لاہور سے چلے گئے گھیرے ہوئے تھے اور نیز دشمن صاحب کی پنجابی ملین و دوسری توپیں ملتان

آگین تھوڑی سی بعد ایک اور فوج ہاتھی سوار ایل صاحب و کپتان ترون صاحب کی قتل ہو گئی  
جو پہلے سے شامل ہو چکے تھے۔ ساتھ دوسری لمبر کے بقاعدہ سوار گوزد اسپوہو آئی تھی اور  
کپتان ترون صاحب سے فوج و کپتان لکھن صاحب سے سواران بقاعدہ لمبر ارچاب و دو آب میں جا کر  
مسندوں کے مقابل ہوئے اور پھر ملٹن صاحب کشر مسخر حکس صاحب کے جگہ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے اور  
سوار سڈن صاحب جو مدت سے گورگیرہ میں تھے وہ ڈیپٹی کشر گورگیرہ کے ہوئے اور کپتان سڈو صاحب کے ساتھ  
خاص گورگیرہ کو محکمہ میں رہے اور لفٹنٹ الفسٹن صاحب جبرلین صاحب سے چھ و طنی سے چکر براہ کو کھانے سے  
اجتماع کے تمام قلعہ چلی پر چلے کیا بھیہ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جسکے چاروں طرف پانچ میل لمبا  
اور تین میل چوڑا گہرا جنگل اور چھینا و سکر ایک لہ جاری تھا جس سے مسندوں کو بھت شہت پناہ تھی  
گھاس و زمین اس قدر بلند تھا کہ گھوڑا سوار اور زمین دکھائی نہیں دیتا تھا چاہے سوار چکر اور ایک  
پہلو پر چوب انہوئی فوج میں قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو انہوئی انکھوں سے پوشیدہ ہو جاتی تھی۔ ٹری درخت  
بلند و موٹے خاردار بیشمار گھاس کی کٹائیں بختی اور جلا نا لب بیزی کے دھواڑ تھا دشمنوں کے اوتارنے  
کا مقام اور اونکو اجتماع کا اوس جنگل میں تجوی دریافت نہیں ہوتا تھا صرف اونکو ڈھولوں کی آواز  
سن کر معلوم ہوتا تھا کہ جہاں سرکشوں کا اجتماع ہو اس واسطے سرکاری فوج میں بھی ڈھول کا استعمال ہوا  
جب تک دشمن اوس جنگل میں بھی سرکاری فوج کو اونکو مقابلہ میں سخت تکلیفیں اور ٹھانی ٹریں اور کامکا  
ہوئی مگر بعد چاروں سرکار کے اقبال نے یہ شجہہ دکھلایا کہ دشمن خود بخود اُس مقام کو چھوڑ کر دہاتے  
شد کے بارہو گئے پھر تو سرکار کو میدان ہاتھ آیا اور نکالتا کہ کر بھت سختی ہوئی اونکو ساتھ مقابلہ کیا  
جہیں کپتان سڈو صاحب توڑی دار بندوق کی گولی سے زخمی ہوئے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گئے اور  
بھت سے سواروں نے اطاعت اختیار کر لی اور بہتوں نے اپنی آپ کو مستر اربٹ صاحب کشر لاہور کے  
سپرکرو یا بعد انتظام قرار و اسی کے جو تھوڑے سے ۵۵ کو گھنٹوں یا مسندوں کو ٹری ٹری سرائیں ہوئے  
ویشان اونکی ضبط ہو کر سلام کی گئیں اہلک ضبط ہوئے آئندہ کے واسطے ٹری ٹری نہایتیں سرکشوں سے  
لکھرائی گئیں بشمار جرمائی وصول ہوئے لوٹ کا مال حقدار و خون فی تحصیل ہرپہ اور کوٹ کمالہ سے لکھا  
سب ایس ہوا۔ اس منہ میں بارہو ہون کی زیادہ تر سرکشی اور بناوت سرکار کے ساتھ ہوئی تھی  
قوم کاٹھا ادھکارد اور محمد خان کاٹھا اتحاد دوسری قوم کمرل کھاسر دار احمد خان کمرل تھا اور وہ سی  
ٹرائی میں قتل ہوئے تیسری قوم ستانہ ادھکارد اور کھاول خان میانہ تھا جو تھی قوم دلو انکو سردار کاٹھا  
سجونی معلوم نہیں ہوئے سرائی کے بھت قومین متاؤد و تا بعد از ہو گئیں کسی کے سز میں سرکشی کا



اور بعد ازاں حنیفہ کشتہ صاحب کے حکم سے دو ہزار سوار دستانی پشاوریں نو ملازم ہو اچو بس لاکھ روپیہ نقد جو  
چھاوٹی کے وسط میں کہا تھا وہاں سے اوٹھا کر قلعہ کے پاس بمقام میکہ زین گورہ کے گار دے کے والہ ہوا فوج  
قلاعہ کی دو حصوں میں تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اور دو نیکو افسر سردار ہر ایک حصہ کا تو بجانہ بھی الگ الگ  
اور کمر شامل ہوا تو بجانہ کے لیس من گورہ کا پھر قائم ہوا دریا سندھ کے کل گھاٹوں کی مضبوطی ہوئی  
چونکہ پشاور کے فارسی اخبار نویس نے یہ خبر غلط چھاپی کہ کلات زئی کے پلٹن نے اپنی افسروں کو قتل کر دیا  
سہ ماہی اسو اسٹریٹس اس اخبار کا قید ہوا اور اخبار کا چھٹا مسدود کیا گیا اور سبب بنی خبر سرکشی ۵۵ لبر  
ہندوستانی پلٹن اور کچھ حصہ والبر کے بقاعدہ سواروں کے بمقام کو شہرہ دمردان نامور تھی ایک ٹکڑا  
گورہ فوج کا راولپنڈی سے طلب ہوا اور سچو صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے وہ بقاعدہ پلٹن ہزارہ  
ہزارہ سوشل ڈر کو بھیجا اور ہندوستانی پلٹن والوں نے جو آپس میں چٹیان مضبوط برپا کرنے شروع  
وفساد کے تحریر کیں وہ پکڑ کر گئیں اور اونکی مسدود دی کے واسطی افسران ضلع محبت متوجہ ہوئی  
نیٹی بھرتی فوج کی پشاور میں شروع ہو کر سبب میں صاحب ضلع کوٹاٹ سید دانا گئی اور خون نے پشاور میں  
بہا متی شیر خان سرور رنگش کے روانہ کئے اور خون نے پشاور آکر کچھری اور سرکاری مکانوں کی حفاظت  
کی چند روز کے بعد ہندوستانی فوج کے مفدہ کا شغل چکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ لبر کے فوج کا جو ایک ٹکڑا  
سپا مور تھاسر کش ہو کر نوشہرہ کو کوچ کر گیا راستہ میں ایک درتکڑا ۱۴ لبر کے ہندوستانی پلٹن کاوشا  
کو کسٹریٹ کا گودام لٹ گیا تھا اور کمر شامل ہوا اچھہ دو نوگرہ قریب چالیں یا سچاس دیسوں کے قلعہ  
یہ خبر پین بدلیعہ ایک سوار کی پار کے ملک نوشہرہ میں بھی گئیں اور مفدہ چھاوٹی کے دور وازہ پر  
دسویں لبر کے بقاعدہ سواروں کے ساتھ مقابل ہوئی اور بے متیار ہو کر مجوس کئی گویا جب یہ خبر ۵۵  
لبر کے کینی کو نوشہرہ کے مقام پر ہوئی تو وہ بھی سرکش ہو گئے اور سواروں پر بند و قین چلائیں اور  
ایک افسر کو جو انکو اس حرکت میں متوجہ کرتا تھا غارت کر کے نکال دیا اور چائے سواران تکمیل کو نکال دیا جاو  
اسو اسٹریٹس جم ہو کر انپر جا پڑا اور انکو متفرق کر دیا وہ قریب سو جان و مضبوط آدمی تھو سرکشی کے  
بعد وہ میکہ زین ریگری اور میکہ زین لکھ اپنا سر انجام بخوبی کر لیا پھر کشتوں کے مجموعی رچو دریا جم  
تھیں جگہ کیا اور چائے کا دریا مکمل کے پار ہو کر ۵۵ لبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو بمقام مردان تھا شامل  
ہوں اور وقت مل دریا کا مشرٹل صاحب انجیر نے توڑ دیا سیار ہی کشتیان لکھ بھت سے تو دریا سے تر  
کئے اور کچھ عرق ہو گئے اور وقت لبر کے بقاعدہ سوار اگر مفدہ دن کے شامل نہ تھے مگر اونکی برخلات بھی  
اور خون نے یہ کام کیا آدمی رات کے بعد یہ خبر پشاور میں پہنچی اور پھر ارادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج



کو اگلے روز ہی متہار کیا جاوے اور متہار لینے کے باب میں سخت سخت تدبیریں عمل میں آئیں مگر افسر انگریزی  
اوس فوج کی دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے فوج نافرمان تھیں یہ تو بھی اذیت کی مرضی تھے برخلاف ۲۲- مئی کو  
فوج کے متہار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ چھلے پانچ لمبر کا سالہ اور ۲۲ ۲۷ ۵۱ لمبر کے  
ملٹن کے متہار لئے جاوے اور ۱۲ لمبر کے ہندوستانی ملٹن اس سے لیا جائے گا اور ۲۷ ۵۱ لمبر کے  
کے ساتھ شامل ہوئے سو انکار کیا تھا اور مجھ بھی خیال تھا کہ کل ضلع و محکمہ کے کام کرنے کے واسطے ایک  
ملٹن کا باقی رہنا ضرور ہے اگر وہ بھی سرکش ہوگی تو وہ اور لمبر ۵۰- ۸۰ لمبر کے بقاعدہ سواروں  
متہار کیا جائے گا ونگو کیونکہ چھلے سرکشی میں دے سوار بھی چپ چاپ رہے تھے اور اذیت کی ابھی تک کوئی  
شرارت ثابت نہیں ہوئی تھی بائیں تاریخ مئی کو وقت معین پر فوج کو متہار دن کو ریٹ سے ملا یا  
اور گورہ ملٹن نمبر ۷۰ ۸۰ اور تو سچا نہ چاؤنی کے اسخام کے سامنے جس حکم آمو جو دیوہو اور حکم  
کہ وہ تیار ہوں یہ فوج ہندوستانی فوج کی ایسی نزدیک بھی تھی کہ ہندوستانی اذیت دیکھ کر غضبان ہوئے  
اور لڑنے کو تیار ہوئے ریٹ کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اس قدر اذیت دیکھ کر کہ وہ افسر  
شورہ کر دیا ورنہ آخر کار سب فوج نے اپنے متہار رکھ دیئے ستاروں کے لیتی ہی اذیت دیکھ کر اس کی گت  
انگریزی افسروں نے بھی جو اذیت متہار لینے سے ناراض تھے اس پر چین و کانٹو وغیرہ اتار کر رکھ دیئے اور  
تو کہی ہوئی دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار دجاگیر دار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر  
ایسا کیا ہو تا ہی اس تجویز کے طور پر سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب بھرا انگریزی سلطنت مضبوط و قائم رہے گی  
اور ملک والوں کی دلزدگی و دلاری کی واسطے نو ملازم فوج سوار زیادہ رکھنے شروع ہوئے اور اذیت  
مخاطب کی گئی سواروں پر یا جو ان اور برابری کا کوڑا ہوتا تھا فی الفور نوکر رکھ لیا جاتا اور وقت ہندوستانی  
کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ اب ملک و رعایا سب انگریزوں کے ساتھ ہیں۔ نوٹشہر سو شاد و کو خبر ہو چکی کہ وہ  
لمبر کے بپاہی اور۔ لمبر کے بقاعدہ سوار ان مردان میں بڑا شور مچا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے  
قتل کر دالین گے اس واسطے سرکار سے اذیت کو انتظام کی تدبیریں ہوئیں اور سحر دان صاحب کو حکم ہوا کہ ایک  
سو نوٹشہر کو واسطے حفاظت گورہ ملٹن کے اہل و عیال کی جاوے اور اگر مفندہ رہا ہو تو اذیت کو مفندہ دن  
ہاتھ ہو سچا دی ۳۳ مئی بوقت گیارہ بجے رات کہ ایک فوج میں سو گورہ پیا دگان اور اڈامی سو فائدہ  
سوار نو ملازم و فوج پولیس اور آٹھ ضرب توپ ہاتھ کر نل چوٹ صاحب جو ۷۰ لمبر گورہ ملٹن کے افسر تھے  
اور کرنل نکلسن صاحب بعد دوسو پنجابی پیا دگان مردان کو مفندہ دن کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے اور  
۲۵ تاریخ آفتاب نکلنے کے وقت دکان پر پہنچ گئے انکو آنے کی خبر پا کر وہ لمبر کے ہندوستانی پیا دگان سوار

ایک سیویس میں آدمی کے قلم سے نکل کر جھال گئی فوج نے اونکا تعاقب کیا مگر بسبب اسکی کہ مفسد چھل کے چلی ہو سکتا  
 متعاقب فوج جلد نرا ون تک نہ پہنچ سکے تو میں اور ساوہ فوج رہا اسے میں رہ گئی مگر سوار ون نے اس کام میں  
 بھت جانفشانی کی اور کرنل نکلسن صاحب نے جو چوبیس گھنٹہ سے زین پر سوار تھے اسی سخت گرمی اور دھوپ  
 میں ایک روز کے اندر رستہ متسل جھلک اپنی آپ کو مفرد ورون تک پہنچایا اور تھوڑی سی پولیس کے سوار ون کے ساتھ  
 اسے آپ کو مفسد ون پر پکڑا ایک سو چاس سپاہی مفسد و مہین سے قتل ہوئے اور دیکھ سو قید میں آئے اور  
 متھو لون سے سہ خند زخمی ہو کر گرمی اور پانیوں آدمی نے اونہیں سے کوہ سوات پر جا کر ناہ فی اوسوقت  
 کرنل سوٹس ڈنلی صاحب مفرد وریٹن کے افسر نے بھارت غیرت اور غم کے سبب خند زخمی کی اور گولی  
 کہا کر مر گئے اور پچھے سے بھارت ثابت ہوئی کہ بلٹن نمبر ۵۵ و ۶۴ و ۱۰۵ کے بقاعدہ سوار ون کی  
 خط کتابت مدت سے سواتون کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ عین لڑائی کے وقت بھی ایک گروہ بھارتی  
 بھارتی پر جا ہوا نظر آیا جسکا افسر جوان بریالگی تھا اور مفسد ون نے اپنی مدد کیو اسطو اونکو ملایا تھا اگر  
 سرکار سی فوج کے ساتھ مقابل ہوئے اس فتح کے حاصل ہونے سے رعب سرکار کا دوبارہ قائم ہو گیا اور  
 مفصلات کو اندیشہ ناک مقامات پر بخوبی انتظام ہوا اور حکمہ کشتری سے ایک شہر جاری ہوا کہ کوئی مختصر  
 کسی مفرد وریٹن کو قتل یا گرفتار کر کے اسکا کل سپاہی زلفہ جو اس سے برآمد ہوتا تھا  
 پادوسی اس شہر کے جاری ہونے سے ہی قریب چاس سپاہیوں کے قتل و گرفتار ہوئے اور ایک پنجابی بلٹن بھرتی  
 ہو کر حسان جہان کہ ہندوستانی بھلو مامور تھے مامور ہوئے اور ۴۴ نمبر کے بلٹن کے سپاہی جس جس مقام پر کہ مامور  
 تھے جاسی کرنل نکلسن صاحب نے پہنچا اور انکو بے ہتھیار کیا کرنل کاٹن صاحب کی تجویز سے گورہ بلٹن کے سپاہی  
 سوار بنا کر گئے اور پانچ نمبر کے رسالہ کے ہتھیار اونکو دیکر منسل کیا اور پناہ دہری رسالہ اسکا نام رکھا مگر  
 سو چہ سوار رسالہ نمبر پانچ کے بھی انتخاب کر کے اور مہین شامل ہوئے سکھوں اور پنجابی چیدہ جو انون کی  
 ایک عمدہ بلٹن تیار ہوئی تو مہین ساڈھی چار سیر می تھلی کے جو بیکہ زین کے اندر بیکار پڑی ہوئی تھیں نکلو  
 تیار کی گئیں اور بلٹن کے گورون کی اون پر تعیناتی کر کے تو سنا نہ نیا نیا گیا اس تو سنا نہ مین گھوڑے  
 پانچ نمبر رسالہ کی دی گئی اور ہندوستانی تو سنا نہ بھو اوسے جن کر گورون کے سپرد ہو گیا اور ایک ذخیرہ  
 انفانٹری کا جہم کر کے الہی بلٹن اور تین رسالہ بقاعدہ سوار ون کے بھرتی ہوئے اوسوقت سرکار کو شبہ  
 سرحدی علاقہ سوات بھت خیال تھا کہ شاید وہ وحشی قوم ایسی نازک وقت میں اسطو اکو قتل انداز نظام  
 سرکار کے ہون مگر دمان الیہ اتفاق نہ ہوا کہ وہ سے بھلو سواتون نے ایک صد اکبر شاہ نام کو اپنا شاہ  
 بنا کر سوان جہد اپنی پیداوار کا اوسکو خراج دینا کیا تھا وہ بادشاہ ۱۱-۱۲ شہ کو کہ اوسے روز دہلی

کے معتمد کے خرنشاہ ورین پہنچی تھی مرگیا اور سید مبارک شاہ اور سکائیہا باب کے بعد بائیں ہوا اور سیکے  
سازش سے بانسواہی ملیں نمرہ و قلعہ مردان سے بھاگ کر اسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ جاتے ہی  
اؤٹو نوکر رکھ لیا اور ایک جگہ مقابلہ پر پہنچا مگر وہ بخون نے تھوڑا مانگی تو اؤٹو نوکر سکائیہا کے دھنسن میں سے  
ایک سردار سے ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اؤٹو دیا سواتیوں نے جب دیکھا کہ مبارک شاہ ہندوستانی  
فوج نوکر رکھ کر کمزور کیا جاتا ہے تو انھوں صاحب کے کہنے سے سب دس سے بھگے گئے اور مبارک شاہ کے رہنمو کو  
نامبارک تصور کر کے ہندوستانیوں کے اپنے علاقہ سے نکال دیا سوات سے نکل کر کچھ ساہی تو کوہ کشمیر و تبت  
لداخ کو چلے گئے اور کچھ بھگے اور پیاس کے عذاب سے مر گئے اور دھنسن ایام میں کرنل نکسن صاحب ڈپٹی کمشنر  
پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی بلڈیئر جنرل بعض چیمپین صاحب جیش جنرل کے مقرر ہوئے اور رشتہ خیمہ جہا  
سکے چیمپین جہا در کے پشاور کے ڈپٹی کمشنر ہیں اور رسالہ سواران بے قاعدہ لمبر اور برسر فساد تھا اونٹنے  
گھوڑے و ہتھیار و مال اسباب ضبط کر کے اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر ایک کو روٹہ دے کر کل فوج معزول شد  
پشاور کی تھوڑا دہشتہ ضبط ہو کر بعد نفرت خوراک اؤٹو ملتی رہی اور قرضہ اور لین اؤٹو کا حساب ہو کر ساہ  
ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گھوڑے و مال اسباب لٹکا قرق ہو کر ادا ہو اسرحدی مکان  
قلعہ بارہویکشن میں ۲۴ لمبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ دھنسن نے آفریدی قوم سے  
سازش کر رکھی ہے کہ وہ انکی ادا سے دریا و ہند کے گزروں سے پار ہو جائیں تو سرکار  
نے اؤٹو جہتیار لیکر قلعہ سے نکال دیا اور ملتان فوج قلعوں میں مامور کی ۹ جولائی کو دو آفریدی ملک  
سراج الدین جیسری اپنی سردار کا خط لیکر ۱۸ لمبر کے رسالہ بیقاعدہ کے پاس آئے خط کا مضمون یہ تھا کہ جو ہندو  
میری پاس آئے ہیں یا ہندو سواروں نے وہ خط افسردن کو دیدیا اؤٹو مطابق ملک سراج الدین ملا گیا  
اؤٹو خط سے اتنا لے کر کہہا کہ میری نیت یہ تھی کہ جو ہندوستانی میری پاس آئے ہیں اؤٹو کو قتل کر دے  
سید مبارک جو ہندو پشاور کے ہندوستانی سپاہیوں کے سوات سے نکال گیا تھا پختیار کے گھاٹوں کو جو لو  
کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہو گیا اور دھنسن رہنمو اؤٹو دھنسنی مسلمانوں سے جھگڑا پختیار  
مولوی عنایت تھا سازش کر کے جا کے فساد برپا کرے اس واسطے دھنسنی مقرر خان پختیار والے کو انعامی بنایا  
مقرر خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص میرزا خان نام کو اسکام ہر مقرر کر کے حکم دیا کہ  
وہ انگریزی علاقہ میں جا کر وہاں کے رعایا کو اغوا کرے پختیار و سکائیہا اسے شورش پختیار ہوئی یہ بات سنکر  
سجودان صاحب کمان افسر فوج مردان کے امین چار سو سوار اور دو توبی توپین لیکر اؤٹو میرجا پڑے  
میرزا خان قتل ہوا وہیلیہ سردار گرفتار ہوا اور پختیارسی ملا دو گانہ جو سرکش ہوئے تھے صلائی گئے اور وہ

رفر فساد آئندہ کے کپتان جس صاحب ان گئے اور کل علاقہ یوسف زئی سو فصدہ کی اگل منطفی کی مگر سب اسکو  
کہ دہلی کے خبرین و مان مختلف ہو چکی تھیں اور بہت سے ہندوستانی سپاہی وغیرہ جاسپاسی بھاگ کر اس علاقہ  
میں پناہ گزین ہو چکے ہوئے تھے اور انھوں نے اوکو بھڑکایا اور چار سو آدمی نے جمع ہو کر محمدی ہندو قایم کیا  
اجتماع کی خبر آ کر بھڑکایا جمیں صاحب معہ آٹھ سو فوج سوار و پیادہ اور چار ہزاری توپوں کے جنگی افسر  
وان صاحب تھوڑا سا گھوڑا اور غنہ الہا بامقصد دن کو شکست دی سب سے اول اور انکا مولوی بھاگ گیا  
ساتھ غازی شہید ہوئے اور بچے کا حصہ موضع ترنجی کا غارت ہو گیا سرکاری فوج نے گرمی کے موسم اور تنگ  
جانے کے سبب اور انکا فوج تنگ مولوی اور انکا فرصت پا کر دوبارہ بڑی اجتماع کے ساتھ سرکاری فوج  
آئی اور لڑائی ہوئی پھر شیر گشت کو کپتان جمیں صاحب اور میروان صاحب نے معہ ایک ہزار تین سو فوج  
کے آدن پر حملہ کیا اور دہر سے غازی بھی بڑی جرات اور اجتماع کے ساتھ آگے بڑھا اور انکو آتشی انگریزی  
فوج نے بڑی زبردستی مقابلہ کیا اور فی الفور ترنجی بھاڑ پر چڑھ گئے فوج کے پہونچنے ہی غازی بھاگ نکلا اور  
تیس غازی تو دڑتی ہوئی بھاڑ پر گر کر مر گئے اور تین گرفتار آئے جنہیں سے ایک بریلی کا مولوی تھی دستانی  
تھا اور سنی چانسی پائی اس کو شش کے ساتھ بیٹھ شورش رفع ہوا چونکہ سرکار کو اس وقت روسیہ کی صحبت  
ضرورت تھی اس واسطے فریاد کے بہت سامہوکار طلب کر کر صاحب کشتی نے اوکو حکم دیا کہ پیرکار کو چہرہ رو  
سیکڑہ پر قرض دین مگر اوکو دو نہیں بقین تھا کہ اب انگریزی عملداری بھین بیگی ہو اسطرح عذرات خندہ  
پیش کے جب تنگ طلبی ہوئی تو اقرار کیا کہ آپسین شورہ کر عرض کرینگے کئی روز اوہونوں نے شورہ تیز  
گذاڑنے اس واسطے صاحب کشتی نے آدن پر جرات کرنے شروع کئے اور روسیہ کے دینر کے باب میں بھانت  
ہی سخت تاکید کی اور سمالت میں انھوں نے سپند رہ ہزار روسیہ دینا منظور کیا صاحب کشتی نے پانچ لاکھ  
طلب کیا اور صرف ایک روز کی محنت دی اور سپر سامہوکاروں نے ایک نصرت اسامی وار لکھ کر شری  
اور لکھا کہ ہکو کوئی روسیہ نہیں دیتا سرکار خود وصول کرے سرکار روسیہ فہرست مان مل خزانچی کے سپرد  
ہوئی اور اسنی چار لاکھ روسیہ کل شہر والوں مالداروں سامہوکاروں سے خندہ کر کر داخل سرکار کیا۔  
۱۵۔ اگست ۱۸۵۸ء کو خبر پہونچی کہ سدا میر نام مولوی خاندان کثیر بادشاہ سے جو کہ دینیہ و قسطنطنیہ طیف  
گیا ہوا تھا در خیبر میں آیا اور اسنی کو کی خیل ساری قوم کو اینویا پس ملا پیر اور چانتا ہی کفر اکر سرکار کے  
برخلاف فساد برپا کر کے کو کی خیلوں نے اس کے پاس آئی سو انکار کیا ہے مگر قوم مہمند نے اتر کر کیا اس خبر  
کے پہونچنے سے دو ہفتہ بعد سدا میر نے مہمندوں کی گروہ اور کچھ ہندوستانی پھر اس کے مفرد ریاسیون  
کے ساتھ قلعہ جی پر حملہ کیا قلعہ کے اندر کلات زئی لپٹن ہندوستانی کے سپاہی تھوڑے اور وقت تک طبع ہوئے

دشمن اس بھروسہ پر کہ محافظ قلعہ کے مند دستانی ہیں اور نہ کوئی کھلا بھگا کہ اگر تم اپنا نہ ہو اور جان بچا کر چلو  
 تو قلعہ خالی کر دو یہ خبر مار صاحب ضلع نے ایک کپتی آفریدی پلٹن کی قلعہ والوں کے مدد کو مامور کی نگردہ  
 تھوڑی آدمی تھوکانی ہوئی اور مہندیوں نے اپنی خرابیوں سے قلعہ قبول لیا اور جاناکہ بڑا اجتماع کر کر ضلع پر  
 حملہ کرنا سو وقت سرکار ہی فوج ضلع میں ہتھ نہ تھی کہ اذکی سزا دہی کے واسطے مامور ہو اور وقت  
 ایسا تھا کہ سرکار اذکی ساتھ بدلہ ہی پیش آوی اور اپنی ملک کو دشمنوں کے حملوں سے بچا دی اس واسطے کہ  
 یہ پیغام دیا کہ اگر تمہارا محیہ مطلب ہو کہ تم اپنی چپے ہوئے علاقہ سرکار سے واپس تو تو اپنی وقت سبکی  
 کی خدمت کرو اور اسکی عوض میں گورنمنٹ تم پر مہربانی کرے گی نہ کہ لڑنے پر شہد ہو کر دشمنی پیدا کرو  
 اور ہمیشہ کے واسطے لگاڑو کو تم کو چاہیے کہ سید امیر کو کامل کی طرف روانہ کرو اپنی ریغال ضلع میں ہو  
 کہ دہلی کی لڑائی ختم ہو تو تک وہ یہاں رہیں جب شہار سے طرف سے بخوبی صفائی و اطاعت باقی رہے گی  
 تو تمہاری علاقوں کو واپسی کے واسطے حکام ضلع گورنمنٹ میں رپورٹ کریں گے اور یہی طریقہ علاقہ کو دیا جائے گا  
 یہ بات مہندیوں کے قبول کی اور ریغال اپنی نشا پور سے دور فساد رہے ہو گیا سید امیر اذکی طرف سے  
 ناامید ہو کر کامل چلا گیا اور مضمین دنوں میں خلی قوم نے سخت فساد برپا کیا مسلم و مسند ہو کر اکثر چھاپا  
 اذکی مند دستانی فوج کی طرف بھی آئیں اور سرکار کو بھی یقین ہو گیا کہ اب ہندوستانی بے ہتھیار بھی  
 شورش کر سکیں اور چاہیں گے کہ کیڑ چہر اپنی ہتھیار کے لین بلکہ خبر بھی سچی کہ ہندوستانیوں کے لین میں  
 ہتھیار چھپے ہوئے ہیں اس واسطے جنرل کوٹن صاحب نے اپنی آفریدی پلٹن کے ساتھ ہندوستانیوں کو چھاونی سے  
 باہر نکال کر تلاشی لی اور بھت سے ہتھیار اذکی لین سے نکالے اور ضبط کر لے اس واسطے کہ لبر کے ہندوستانی پلٹن  
 بھت غضناک ہوئی اور المبر کے پنجابی پلٹن پر حملہ آور ہوئی اور غالب آکر بہت سے ہتھیار جمع شدہ ہتھیار  
 میں سے لگے اور سو وقت آفریدی پلٹن نے ہندوستانیوں پر حملہ کیا اور باقی ماندہ ہتھیار اذکی ساتھ سے سجائی  
 اور توڑی دار بند و قون سے اذکی ساتھ لڑنا شروع کیا یہ لڑائی پشاور کے برٹ سے شروع ہوئی اور جرد  
 کے قلعہ کے پاس ختم ہوئی جب ایسا معاملہ ظہور میں آیا تو جنرل کاٹن صاحب نے تمام فوج سوار اور پیادہ  
 کو مسلح کیا اور مفروروں کے سچے دڑی اور دور تک لڑائی ہوتی چلی گئی کل آٹھ سو اکثر ہندوستانی  
 سپاہیوں سے ساٹھ یا تیر تو چھ لڑن پر چڑھ کر بچ گئے باقی ماندہ میں سے کچھ تو مقتول اور کچھ گرفتار آئے  
 جو جیکہ کورٹ مارشل تو ہے اور اسی کے علاوہ اسکو اور جو کل ضلع کی ہندوستانی فوج سے متفرق ہے  
 پانچ سو تیس سرکش ہو کر مفروروں میں آدھن سے میں آدمی تو گرفتار ہو کر بھائیسی ملو چوالیس تو ہے اور اذکی  
 چار سو آٹھ ہندو ق کی گولی سے مار گئی اور ساری ضلع میں ایک ہزار و سو تیس سوار ایک ہزار ایک سو پیادہ



کل دہزار تین سو چوبیس آدمی نو ملازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو ڈیر جات اور کوٹاٹ سی بھرتی ہو کر تیار میں آئے تھے اور بھین میں شمار گئے جابین تو یا پھر ارجمہ سو سرستہ آدمی شمار میں آتے ہیں ان میں سے ایک ہزار آٹھ سو سات سپاہی تو دہلی کو مامور ہوئے اور باقی بٹاؤ کے ضلع کے انتظام میں رہے آخر جب ۲ ستمبر ۱۷۵۷ء کو دہلی کے فتح کی خبر پڑا تو میں بہوشی تو امن و امان ہو گیا ضلع ہزارہہ مسندہ کو ضلع ہزارہہ چاؤنی ایسٹ آباد میں فوج جمع کر سکے لیکن ۲۰ مئی اور تو بخانہ بھارتی سو رپے کا جہنم جہت میں تھیں تھاسو اس واسطے ضلع کے کام کیواسطی انکو سپاس سوار ساٹھہ بنادیں جو میں زبور جی ماتحت تھے صاحب ڈپٹی کمشنر کے تھے سو اس فوج میں سے تین کمپنیاں لبر ۲ پادہ سکھ کے بھلی گروہ مری گورو انہ پور اور ۱۹ تاریمچی کو ۴۰ لبر کے سکھ بلٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سپاہی ایسٹ آباد میں گئے اس واسطی اول ڈیڈہ سو سوار پانچویں دن کے نوکر رکھنے کا حکم آیا اور میر صاحب نے جنگی اختیار پانچویں دن سپاہیوں کی مدد ہزارہ کے رانیوں اور سرداروں سے لی گئی اور انھوں نے اچھا چھی سپاہی مسلم جنگی جنگے پاس اپنی مہتیار تھی بھیجے اور وہ دریا سندھ کے گدروں اور شرکوں کی حفاظت پر مامور ہوئے۔ اجون کو کماؤن کی گورکھ بلٹن ہزارہ میں آئی سرکار نے انکی اطاعت کے امتحان کیواسطی چند فرقہ وگرفتار شدہ سپاہی مردان کی بلٹن کے سرادھی کیواسطی گورکھ بلٹن کے افسروں کا کورٹ مارشل مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس میں سوار مندوستانی افسروں کے کوئی انگریز شامل نہ ہو گورکھ افسروں نے بعد تجویز ادن سپاہیوں کے نسبت حکم دیا کہ توپ اور انی جادین میں وہ توپ اور انی گئے اور گورکھ بلٹن امتحان میں پورے مطیع نظر اور دہلی کے ہم پر مامور ہوئے اور انکے جانے کے بعد نصب کئی فوج اور اندیشے شورش کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی سکیم زمین اور غلہ کے ذخیرہ میں سرکاری اور قلعہ بھی مضبوط کر کے کل ضلع کے سرداروں دامیروں کو بلا کر سرکار کی بھارتی اور رعایت کا اسد دیا اور انکو سرحدی سپاہیوں کے مطیع رکھنے کے واسطی تاکید کی ان میں خبر آئی کہ جو ۵ لبر کی بلٹن کے سپاہی مقام ہوتی مردان پر مسند ہو کر سوات کو چلے گئے تھے اور سوات سے بھی سواتوں نے انکو نکال دیا تھا وہ اب اس علاقہ کے راستے سے گزرتے ہوئے ہیں اور ایک چٹائی کے میں کی یہ ایک چٹائی کے میں سے بڑھتی ہوئی ہے آدمی مسلم مندوستانی مقرر اس علاقہ میں آئے ہیں اور دریا سندھ سے بڑھ کر ریون اور تلون اور سرناؤن کے پار ہوئے ہیں اب ڈیرہ اونکا اڈے کے مقام پر کیونکہ اولیٰ کا علاقہ کوئٹہ کے علاقہ سے دو دن کا سفر ہے اور سردار احمد امین خان کے جاگیر کا وہاں علاقہ ہے اور یہیں آزاد قوم مذہب کے جو سواتوں کے ہم جیسی ہی رہتی ہے اس واسطی تمام جنگی و بھارتی قومیں بموجب شہر ریون سوات کے سپاہیوں کے ساتھ



تھو بارش ہو رہی تھی سردی کے ماری کانپ رہی تھو آخر جب اونھوں نے اپنے آپ کو قابل جنگ کے نہ مانتو  
 چند آدمیوں کے قتل کے بعد متابعت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھ دئے ۱۲۴-۱۲۵ دمی او سوقت زندہ گرفتار ہو کر  
 تینا لیس سپاہی جو شمیر کے حد کے اندر پہنچ گئے تھو وہاں تھے گرفتار ہو کر آئو اور کل ٹرائی میں کہتے رہے  
 گرفتار شدہ سپاہی کو رٹ مارشل کے تجویزی مقتول ہوئے اس طرح ۵۵ لمبر کی بد نصیب پلٹن کا انجام ہو کر  
 بھت سی غواری اور ذلت کے ساتھ ماری گئے صرف تھوڑے مندوں نے جو بمقام سوآت سلام قبول کیا  
 اور چند سپاہی جو علی کے مقام پر غلام بنائے گئے جان ہی سلامت رکھی اور دن کا حال ضبط کر دیا اور  
 ہزارہ کے علاقہ میں تحریر ہوا ہے ہو اگر اس پلٹن کے سرایا بی سے اور پلٹن الون کو سخت عبرت ہوئی  
 اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاؤنی کو واپس آئی اور ملکی فوج انعام و اکرام باکر رخصت ہوئے ضلع میں  
 امن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے قہر ہوئے تک رہا ہزارہ کی دودلی و دور جو تھے او سوقت نظام  
 یہ جو صاحب کا باوجود قتل فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت بہتر تھی کہ جب صاحب نے کیناں  
 کوہ مری کو روانہ کیا تو ہزارہ میں صرف ۲۰ سپاہی لائق قواعد آموختہ اور ۲۰ سپاہی نو ملازم باقی  
 رہ گئے تھے مگر صاحب اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رعایا سپاہی سو فوج کا کام  
 لیا اور ثرا بابت یہ تھا کہ صاحب ضلع دس دس کے عرصہ میں ہزارہ کے حاکم تھو اور اپنے حسن خلق سے  
 سب عایا کو راضی و خوشنودر کہا ہوا تھا ضلع کو باٹ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر مسندہ کے وقت  
 کپتان بی سندرس صاحب دہتین ہزار پانسو آدمی فوج کی تفصیل ذیل تھی پنجابی رجٹ سواران  
 پنجابی تو سخانہ اوسمیں سے عند الضرورت بھت سی فوج قلعہ الگ اور ضلع شاد کو بھی لگئی اور کل  
 فوج میں سے صرف بائیسواں حصہ بھان رہ گیا اوسمیں سے بھی تھوڑی تھوڑی آدمی مختلف اوقات میں جنرل  
 نکسن صاحب کی فوج کے مشول کے واسطے مامور ہوئے ۱۵-۱۶ مئی ۱۹۰۵ء کو دہلی کے مسندہ کی خبر کو باٹ مشور  
 ہوئی اور صاحب ضلع انتظام کی طرف راغب ہوئے اور سب ضرورت افغانی نو ملازم فوج نو کر رکھ کر ضلع کی  
 محافظت برامور کی بلکہ ایک ہزار چار سو آدمی نو ملازم شاد کے صاحب ضلع کے خدمت میں بھیجا اور  
 مشہدہ چربی کے کارتوس تھو اور فوج او کو لینے میں غدر کرتے تھو وہ بٹ ایس کو خزانہ اور تھو  
 قلعہ کو باٹ میں بھیجا اور دہلی فوج کی حفاظت میں رکھا تو پنجاب کی حفاظت نیزہ بردار سپاہیوں کے  
 ساتھ کی اور چند رہے انتظامیائے سب ہوئے جو تھوڑے دن دہلی کے ضلع میں ہوئے اور شریوں کے  
 دونوں میں ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رفع کر لیا و اسطرح اچھی اچھی تدبیریں وقوع میں آئیں اور امن و  
 امان رہا صرف ایک تہہ جو ایک سو بیس مسندہ کے جمع ہو کر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب نے تھوڑی جرات سے اوسکو

روکا اور انکو متفرق کیا اور جب قدر قوم تو ریز اور بوزی کے غارت گریض ہو کر گرفتار آئی اور سزا سیدہ کے واسطے سخت ضمانتیں لی گئیں اور قوم آفریدی جو کوٹاٹ کے سرحد کے پاس بھٹ جالاک اور شہور تھی وہ بالکل چپ چار ہو بلکہ اسیر آدمی اور خون نے سرکار کی مدد کیو واسطے بھٹ خوشی کے ساتھ سحر اور کچھ کھانا اور پانی اکل صلح میں بعلت ہمدہ پر داری کوئی سزایاب نہ خواصرت پانچواں بعلت گفتگو کرنے ہمدہ کے متوجہ حرمانہ اور قید کی ہوئے اور تین کمپان ۵۰ لبر کے ملین ہندوستان کے جوئیاد سے آئی تھیں بے ہتھیار کی گئیں + - +

## پانچواں حصہ پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال میں اس میں چار تقسیم ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں اور ہندوؤں مزارات و مساجد و پریشکھاہوں کے ذکر میں

جس کو لیکر دیو یا سرتیج تک جب قدر میدانی و کوہستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصہ میں لکھا گیا ہو وہاں مزارات مقابر و پریشکھاہوں کا بیان انکو موقع پر درج ہو چکا ہے مگر خاص علاقہ پنجاب و کوہستان شمالی پنجاب میں جو اکثر مسلمان بزرگوں کے مقبرے اور مسجدیں اور مذہبوں کے مندر و پریشکھاہیں ہیں انکا حال بیان نہیں ہو سکتا اس تقسیم میں کچھ محل ذکر اور تذکرہ اندراج پاتا ہو کچھ کے بھاڑ میں اکثر شہر و قلاتا مذہبوں کے تیرتھ ہیں انکا حال بھی برنوتق اکثر تحریر ہو چکا ہو یا قیامندہ اس حصہ میں ختم ہو گا۔

**مقبرہ مخدوم علی ہجویری کج بخش لاہوری** یہ مقبرہ متبرکہ لاہور میں سب مقبروں سے پہلو کا ہو مند و مسلمان انکو متفقہ ہیں یہ حضرت عملداری شامان غزنوی میں غزنوی لاہور میں آئی اور مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس و تلقین جاری رکھا ۶۵ھ میں حضرت وفات پائی اور بھیمان مدفون ہوئے سرور اور کاشت دین انکی تاریخ وفات ہوا صفحہ میں حضرت کا حوس بڑی دہوم دام ہوئے ہوا سلسلہ حضرت کا جدیدہ اور آپ کے مرشد کا نام ابو الفضل بن علی تھا نقاہ ماہو

**لال حسین** حضرت لال حسینیات کو نو مسلم لاہور خاص گورنری والی شہر انکو باب کا نام کلس اوتھا جس کو مسلمان ہو کر فائدگی کا کام سیکھا اور ہونو نو خود رسالی میں بھی شہر پہلو دریا ئی قادری سو فیض پایا اور حضرت مخدوم رہنے لگو طریق آپکا ملائیت تھا اور لال پوشاک کچھ تھی اس واسطے لال حسین مشہور ہوئے ماہو ایک برہمنوں کا لڑکا جو بصورت شاہدہ مگر رہنے والا تھا حضرت کو اس پر عاشقانہ نظر ہوئی تو وہ بھی مسلمان ہو کر کمال کو پہونچا اور

حضرت کو وفات کر بعد وہی خلیفہ و جانشین ہوا الا ان سین سترہ میں یہ سلسلہ سلطنت اکبر شاہ فوت ہوئی اور  
شاہد رہ کے متصل دفنائی گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کے طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد فاش  
و غرق نکالی اور حیاں رکھی گئی شیعہ مادیوں نے فیلس برس عبداللہ حسین کے فوت ہوئی سو سال سترہ  
شاہ حیاں بادشاہ کے وقت فوت ہوئی اور بھلہ بھلاؤ منی مرشد کے دفنائی گئی اس نزار پر مبدہ جانا  
اور بسنت نجی کا ہر سال دو مرتبہ بڑی دھوم مچا ہوا ہے مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا  
سجاری میں ہے حضرت سید سجاری اچھی سید طلال الدین محمد جم حیاں جہان گشت کے اولاد ہیں  
آج سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اکبر بادشاہ کو انکی نسبت بڑا اعتقاد تھا اس واسطے ایک کتبہ  
روسیہ کی جاگیر حضرت کو ضلع ٹالہ اور لاہور میں چکی آدنی حضرت کے ننگ خانہ میں صرف ہوئی تھی حضرت  
دو صاحبزادہ سید صفی الدین سید شہاب الدین تھے جنکی اولاد لاہور و ٹالہ میں رہتی ہو تھی صاحبزادہ  
بھاد الدین اولاد کے سلسلہ آٹکا سمیر دروید تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات میں حکم اکبر بادشاہ بنایا  
گیا جب حضرت نے سال سترہ ہجری میں وفات پائی تو حیاں مدفون ہوئی برسوں بعد و حیاں عرس حضرت کا  
ہوتا ہے اور اعتقاد مند لوگ حاضر ہوتے ہیں خواجہ محمد شاہ حضرت کی تاریخ وفات یہ مقبرہ شاہ  
جراغ گیلانی لاہور کے فرارات میں یہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی مسجد  
اچھی کی اولاد میں سے ہیں بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا سترہ میں حضرت نے  
وفات پائی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا مقبرہ شاہ الوہار  
قادر می یہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل موضع فرنگ کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے یہ حضرت شیعہ داود  
کرمانی کے خلیفہ تھے جس کا مقبرہ شیر گڑھ میں مشہور سترہ میں حضرت نے وفات پائی اور حیاں مدفون ہوئے  
پانچویں محرم کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے مقبرہ شیخ  
موسیٰ سمیر وادی یہ مقبرہ شہر لاہور کے باہر قلعہ گورنگ کے پاس رنگ سبز کاشی کار  
ہو جو ہے صاحب مقبرہ سلسلہ سروردیہ میں قطب العالم شیخ عبدالجلیل جو پڑ کے مرید تھے سترہ میں حضرت نے  
وفات پائی اور مقبرہ سلطان ابراہیم لودی کے حکم سے تعمیر ہوا اور کچھ عمارت و خدمت کے حضرت کے حیلہ  
بھی تعمیر ہو چکے تھے یہ حضرت اگرچہ ذات کے لواحق نہیں مگر بڑی بزرگ و ولی بادشاہ تھے مقبرہ شیخ  
عبدالجلیل جو پڑ قریشی سمیر وادی یہ مقبرہ باہر لاہور کے متصل مقبرہ  
شیخ موسیٰ قلعہ خانہ کے آندری ہے یہ حضرت صاحب مقبرہ سروردیہ خاندان میں بڑی بزرگ ہو گئے  
ہیں شیخ ابو الحسن ابن بابہ انہوں نے ولایت حاصل کر کے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان ہمایوں



کے دختر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی سنہ ۱۱۹۱ میں فوت ہو کر جہان مدفون ہوئے شیخ یا فضل آپ کی تاریخ وفات ہی اولاد آپ کی اب تک موضع رتہ میں رہتی ہے جو قریشی ہاشمی کہلاتے ہیں مقبرہ شاہ  
**الہو المعالی قادری کرمانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر شہر امتیر کے مشہور مکان ہے عمارت  
 بھی بڑی عمدہ کی ٹبرہی عالیشان ہے صاحب قبر شیخ داؤد کرمانی شیرگدھی کے مرید و خلیفہ ہمیشہ زادی تھے  
 اونکو حکم سے یہ لاہور میں آئی اور فاضل جاری کیا اور جہان مدفون ۱۲۳۰ میں وفات پائی سال ہجری میں  
 تین سال جہان ہوتے ہیں ایک حضرت کے وفات کے دن ماہ ربیع الثانی اور دوسرے دن کے روز میر  
 اس خاندان کے اب تک ہزاروں میں اور اولاد حضرت کی بھی لاہور میں رہتی ہے مقبرہ شاہ  
**محمد غوث قادری گیلانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کو دیر  
 ایک بر فیض مکان ہے صاحب مزار سید گیلانی سید حسن قادری کے فرزند دہلی تھے بھت بزرگوں سے  
 انھوں نے فیض پایا اپنی باپ ہی بھی نعمت باطنی حاصل کی ۱۱۵۲ میں حضرت نے وفات پائی اور جہان  
 مدفون ہوئے جہاں مکان اور چار دیواری مسجد نو خصال سنگ رنجیت سنگ کے پتے نے مسما کرادیا تھا  
 اور کل درخت پھو جو وہ کٹوا دیئے تھے منور خاص مزار کا چوبترہ گرنے بھین پایا تھا کہ اسی روز تو ہوا  
 قلعہ کے دیوار کے پتھر گرنے سے مر گیا اوسکے مرقہ ہی پھر یہ شہر کے مکان مسلمانوں نے دوبارہ تعمیر کرایا  
 اور درخت بھی جو کٹ چکے تھے دوبارہ بھوٹ کر سرسبز ہو گئے **ناج حشمت** حضرت کی تاریخ وفات ہی  
**مقبرہ شاہ ملا اول قادری** یہ مقبرہ لاہور سے شرق کی طرف دو کوس کے فاصلہ پر  
 واقع ہے صاحب مقبرہ سید عینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھے شاہ جہان بادشاہ انکا بڑا متقد تھا  
 ۱۱۵۲ میں حضرت نے وفات پائی اور دریا پورادی کے کنارے مدفون ہوئے شاہ جہان بادشاہ نے وہاں  
 شاہ عالیشان مقبرہ بنایا مگر رنجیت سنگ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آہو سچا تو صندوق حضرت  
 وہاں سے نکلا آیا گیا اور جہان اب جو وہاں مدفون ہو کر تختہ مزار بنوایا گیا ہر سال ۲۸ ماہ شعبان جہان  
 میلہ ہوتا ہے مقبول حق سرست آپ کی تاریخ وفات ہی مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری  
**قادری** یہ مزار پرانوار موضع مزنگ کے پاس لاہور سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موجود ہے ایک  
 عجیب بر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ قادری میں شاہ اسکند بن شاہ کمال کپتلی کے مرید و خلیفہ تھے اونکو  
 حکم سے لاہور آئی اور تدریس فلقین جاری کی ۱۱۸۰ میں ہجری میں حضرت نے وفات پائی اور جہان مدفون ہوئے  
 عظم کے لفظ سے انکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے ان کے خاندان کی گدی اس کے قبہ ثالہ میں موجود ہے  
 اور پیر حسین شاہ وہاں کے گدی نشین ہیں مقبرہ میا امیر بالا پیر قادری لاہوری

یہ مقبرہ لاہور میں تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق واقع ہے صاحب مقبرہ ٹبر بزرگ ولی عالم فاضل  
سلسلہ قادریہ میں مرید شیخ خضر سوستانی کے تھے ساٹھ سال انہی عمر کے اور انھوں لاہور میں گذرے شاہجہان  
اور اورنگزیب شاہ داراشکوہ حضرت کا بڑا متقدّم تھا بلکہ جب حضرت شمس الدین فوت ہوئے تو پتھر کی عمارت موجد  
داراشکوہ کے حکم سے تعمیر ہوئی انکی جائیداد میں ٹبر بزرگ و عالم و موجد ہو گئے مرنے پر اور فیض  
سلسلہ کا اب تک جاری ہے مقتدا و محقق انکی تاریخ وفات ہے ۱۰۳۰ و زوالینہ عرس حضرت کا بڑا ہی  
دامن ہو تا تھا اور عمارت مقبرہ ایسی عالیشان بنی کہ کہ سب ان کے دیکھنے سے روح خوش ہوتی ہے۔  
**مقبرہ ملا شاہ قادری** یہ مقبرہ میان میر بالا پیر کے مقبرے کے پاس ہے اور چاروں طرف  
ایکے چاروں طرف دیواری پختہ بلور قلعہ کے بنی ہے جس کے اندر چلو باغ تھا اور اب موضع میان میر آباد ہے صاحب  
میان میر صاحب کے خلیفہ اور شہزادہ داراشکوہ کے پیر تھے انکی حیات داراشکوہ نے لاکھوں  
کے تباری کی یہ عمارت بنوائی شمس الدین یہ حضرت فوت ہو کر بیان دفن ہو گئے اسلامہ سلطنت کے  
اخیر تک یہ مکان آراستہ راجہ بخت سنگ کی عمارت ہوئی تو اس کو کل پتھر اس مقبرہ کے اوپر ڈال دیا  
اور یہ مکان ویران کر دیا بعد چند روز اسی چاروں طرف دیواری میں زمینداروں نے آبادی کر لی **مزارات**  
**بی بی پاکد امنان** یہ مزارات لاہور میں جنوب مشرق کو فاصلہ ڈیڑھ میل واقع ہیں صاحب  
مزارات متواتر اسل بیت نبوی سے مشہور ہیں اسامی گرامی اولی بی بی حاج بی بی بی بی بی بی  
بی بی حور بی بی گوہر بی بی شہباز ہیں یہ مکان ایسا رفیع و برکت ہے کہ لاکھوں دلیوں کو فیض  
حاصل ہوئے اگر یہ مفصل حال لکھا کسی کتاب سے دریافت نہیں ہوتا کہ آیا یہ بی بیان کب اور کہاں سے  
آئیں تھیں مگر اثبات ہوتا ہے کہ جب لکھنؤ میں میر علی محمد و مگن بخش جو بری لاہور میں آئے تو انکو ان  
اول یہ مزارات بنی ہوئی تھیں اور حضرت پیر بہیمان اگر زیارت سے مشرف ہوئے تو پتھر بادشاہوں کے  
وقت بہیمان ٹبر بزرگ عمارت بنی تھیں جو اب اکثر منہدم ہو گئے ہیں اور کچھ باقی ہیں **مقبرہ**  
**حضرت ایشان** یہ مقبرہ ٹبر بزرگ عمارت کا لاہور میں مشرق کو فاصلہ دو میل واقع ہے صاحب  
مقبرہ کا نام خواجہ غلام محمد تھا اور نقشبندیہ خاندان میں ٹبر بزرگ و عالم و ولی تھے اب کاسیہ  
ہے اور شجرہ النساب خواجہ بھادین شاہ نقشبندیہ سولہ سو سال پہلے یہ بخارا میں رہتے تھے وہاں سے کشمیر آئے  
کشمیر سے شاہجہان بادشاہ نے انکو لاہور بلوایا شمس الدین وفات پائی تھیں یہ روضہ محمد شاہی قلعہ دار  
بنوایا پھر کر باخان بھادر نے یہ عالی عمارت تعمیر کی اولاد انکی اب تک کشمیر میں موجود ہے۔  
**مزارات سید چولن شاہ المشہور کہوڑی شاہ بخاری** یہ مزارات لاہور

شہر نزار و ن میں سہری صاحب نزار سید عثمان جو لہ بجاری کے پوتے تھے خلی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود  
ہو دلائت مادر زادان کو حاصل تھو اور بعد خور دسالی حضرت کو مٹی کے گھوڑ دن سہری الہت تھی جو شخص  
اس حاجت مٹی کا گھوڑا لیکر انکی خدمت میں آتا فی الفور مراد پاتا جب یہ خبر حضرت کی باب کو ہوئی تو وہ  
انکشان و اظہار کرامت سہری محبت ناراض ہوئی اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالیٰ کو راز کو ظاہر کرتا ہی  
تو ابھی مر جائی تو حضرت اسی وقت بعد ۵ سالہ فوت ہو گئے اوس دن سہری آجک بھد کرامت حضرت کی ظاہر  
ہو کر جو اصل حاجت نزار پر اگر مٹی کا گھوڑا پڑ جائی اسنی مراد پائی لاکھوں گھوڑی مٹی کے حضرت کے نزار پر رکھ دیں اور  
ستلہ میں حضرت کی وفات بعد اکبر شاہ وقوع میں آئی سلسلہ آب کاہر در دیہ اور اصلی وطن قصہ  
تجاداد اب کے اول اچ سے لاہور کو آئی چونکہ اونکو باز دین جو لہ بجاری عتہ کا آزار تھا اسواسطی جو ر سنجار  
مشہور تھو اونکی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے **مزار شیخ محمد اسماعیل المشہور**  
وہ ابھی مزار پر انوار لاہور کی طرف بفاصلہ تین میل کے ہے صاحب مزار بڑی بزرگ عالم صاحب کرامت  
و کرامت بھر در دیہ سلسلہ کے پیر تھے حضرت کے وقت سہری آجک برابر بیان قرآن کا درس پڑایا جاتا ہے  
اب بھی دو دیدہ سو درویش نابینا و بینا اس خانقاہ کے درس میں قرآن پڑھتے ہیں اور بکے واسطی  
دو وقت کا کھانا اور کثیر احاطہ دین سجادہ نشین دیتی ہیں بلکہ خانقاہ کے درویشوں کے سوا کسی بھی اگر  
اور سکین یا سا فرما جاتا ہے تو کھانا پاتا ہی حضرت بڑی میان شہنشاہی عہد عالمگیری میں فوت ہوئے اور  
سجدہ و چار دیواری بھی قدیمی ہی ہوئے تھے مگر دیسنگہ کی سلطنت اور ہیرانگہ کی وزارت کی وقت جب  
سوچیت سنگہ ہیرانگہ کی پیرامید حصول وزارت لاہور آیا تو بھیاں اگر اتر اہیرانگہ نے سکھی فوج اور تو میں  
اوسکو مارنے کو مامور کین فوج نے اگر خانقاہ کا مکان گھیر لیا اور تو میں جلانسن شروع کین اوسوقت آت  
کی چار دیواری تو یوں کے گولون سہری سمار ہو گئی اور درویش بھی بھت ماری گئے سوچیت سنگہ کے قتل ہوئے  
لک ایسکان ریخت مصیبت برپا رہی **مقبرہ سید جان محمد حضور** یہ مقبرہ لاہور سہری اڈائی میل سمت  
جنوبی مشرق واقع ہے عجیب بر فیض مکان ہے عمارت بھی تختہ و عالیشان ہے صاحب مقبرہ سید ضعیف قادریہ خاندان کے  
پیر تھے حضور ہی انکا خطاب تھا شہنشاہین عہد عالمگیری بادشاہ فوت ہوئے مسجد **وزیر خان** شہر لاہور کے حصہ  
اندر ہے ایک عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب علم الدین وزیر خان صوبہ لاہور تھا جو پہلے  
طبابت کا کام کرتا تھا اور پھر مقرب بارگاہ شاہجہانی ہو کر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور  
اور مضبوطی عمارت کی سقدہری کو پچا کے ملک میں اور کوئی خشتی عمارت اس کے ثانی نہیں ہے اور کاشی کاری رنگ السار و ن  
چکرار ہے کہ باوجود گذر زمانہ و سوچا لیس برس کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی جیتے ہی عمارت بنی ہے مسجد اور صحن مسجد

بہت وسیع اور بچپن میں فوارہ داری جاگڑا گوشوں پر چارینیا رجب بلند و عالیشان ہو چکی تھی اندر دراز پرانوا رسید اسحاق گادری  
 زیار گاہ خلق پر بچہ حضرت بڑی بزرگ ولی صاحب کرامت و خوارق تھے ہندو مسلمان خاص عام انکو مقصد میں لے کر بادشاہ  
 حضرت کا خطاب پہلے میں حضرت کے وفات باپنی اور بھائیوں بد فون ہو چکی تھی جہانی عہد آیا اور نواب وزیرخان نے  
 اس مسجد کی بنیاد رکھی تو نورا حضرت کا مسجد کے صحن میں گیا جواتے خانہ میں موجود اس مسجد کی باہر میں دروازہ پانی بچھون  
 صحائف اور طبلہ گردن کے واسطے دو کائین بنی ہیں پھر دروازہ شرقیہ کے اوپر تازیانہ اس مسجد کی جگہ لکھی ہے  
 تازیانہ میں بنا چوسہ پر سید احمد و فرزند گھٹا لگو کہ بانی مسجد وزیرخان صاحب نواب وزیرخان اس مسجد کو تعمیر کر چکا تو تولیت  
 اسکی سید غلام محمد کو دلی لایا گیا مولوی محمد حنیف کو حوالہ کی وہ فوت ہو گیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک فاضل اہل  
 تھا امام بنا اس بزرگ کو تالیف بچت تصنیف کی ہیں چنانچہ کتاب سلک اللہ ربی نقطہ جواب تفسیر فی نقطہ فیضی کو لکھی  
 اسکو کتاب توفیق النسب و تفضیل البعث و ازالتہ الفسادات فی مناقب السادات و تہذیب الرق و مدارسل السلام  
 تحریر کیں جو اب تک انکو یادگار موجود ہیں ۹۳۰ھ میں فوت ہو گیا اسکی بعد حافظ غلام محمد الشہور گارون  
 امام ہوا پھر فقیر بھی تھا اور شیخ عبداللہ شاہ بلوچ کا مرید تھا اپنی کتاب گنج مخفی منظوم لکھی اور لکھنؤ میں فوت ہوا  
 پھر حافظ الہ بخش اسکا بیٹا امام بنا پھر بزرگ و اعظم صاحب کمال تھا پھر ۱۳۰۰ھ میں فوت ہو گیا اور حافظ محمد اسکا  
 بیٹا اب امت کرتا ہو اور چار دوکان کا کہ ایہ مسجد کے دوکانوں میں ہو گیا تاہم تولیت مسجد میں اب  
 سیرزا نور علی کے ہو جو نواب وزیرخان کی اولاد کہلاتا ہے **مسجد طلحی** یہ ایک عجبت خوش قط  
 شجر لاہور کے اندر صحر جکوستہ ہے میں نواب میر بیکاری خان سیر بھین الملک صوبہ لاہور کے نواب  
 تعمیر کیا چونکہ بڑے گنبد و چوٹی گندیان اس مسجد کے طلحی زرد کار میں سو اسطر سہری مسجد مشہور ہو اس مسجد  
 بانی قوم کا سید میران ہیکہ خشتی کا مرید تھا چونکہ جو ان خوبصورت و جمیل تھا میر معین الملک کے مرید کے  
 بعد اسکی عورت مراد بیگم اس پر عاشق ہو گئی اور دھسل کی آرزو کے جب اس پر مانا تو اس عورت نے  
 نے ایسی ہنگ حلال دیانت دار اسیر کو قتل و شہید کرادیا **مسجد شافعی** یہ مسجد لاہور کے  
 قلعہ کے غرقے طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ قہر کی عمارت ہے حکم اور رنگ زیت عالمگیر بادشاہ بہتنام  
 قد اسی خان کو کہ تعمیر ہوئی تینوں بڑے گنبد اور چاروں مناروں کے چھوٹے گنبد اسکو رنگ مرمر کے بنائے گئے تھے سو اب  
 بنیادوں کے چاروں گنبد ہمارے ہو گئے اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بچت بلند موجود ہیں عمارت اس مسجد  
 ہی اس شنگی کے ساتھ بنا لی گئی ہو کہ ہزاروں مرمریوں تک خشت نہ کھائے مگر جب رنجیت سنگ کے حکم سے اس  
 نوچاند کو کہ دباروت و فوج پر سنو لگی تو فرس اوکھڑ گیا اور سنگ مرمر کے سلین بچت او تار کر دی گئے بنیادوں  
 کے گنبدوں کا سنگ مرمر رنجیت سنگ نے اوکھڑ دیا اور چاروں مناروں کو بے گنبد کر دیا اسکی سلطنت

کے زوال کے بعد اب سرکار انگریزی نے یہ مسجد مسلمانوں کے حوالی کر دی ہے اور عیدین و جمعہ کو مسلمان  
 آئینہ نماز پڑھتے ہیں شرتے دروازوں کے اوپر تار سیخ اختتام اس عمارت کی غلٹ نہ تحریر ہو زیارت  
**عالمات** یہ زیارت عالمات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھی ہیں ایک تو قلعہ لاہور کے اندر  
 سبھانٹ شہر کاری و دوسری خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ میں رکھی ہیں اصلی  
 حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورکان صاحب قرآن نے  
 سال ۸۵۶ ہجری عری کے ملک پرورش کی اور شہر مشرق کا محاصرہ میں لیا تو اس شہر کے علما و فضلا و شای  
 کرام بہت ہی مخالف و تبرکات لیکر امیر کے خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھ تو تبرکات اہم  
 امیر تیمور کو ملے اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالمات لیکر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا شہر میں حضور امیر حاضر  
 ہوا اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو سنا  
 لایا اور دوسرے امیر یہ دہلی میں بھی اور شالان جنائی پشت بہشت ان پر قابض حلیو امیر احمد شاہ محمد  
 کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے اگر دہلی پر فتح پائی تو  
 وہ مغلانی بیک احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھ کر کے مغلانی بیک کو کابل لے گیا  
 کابل میں جا کر مغلانی بیک جا رہو گئی اور اسکے والدہ ملکہ زما فی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیار ہو کر  
 کے واسطے کابل کے سمت کو دہلی سے روانہ ہوئے اور سوقت ملک کے ساتھ بہت سال نقد و زیور و اسباب تھا و  
 کل زیارات بھی دوسرے انگلی کے وقت اپنی ساتھ لے لین بچیں کیونکہ اسکا ارادہ تھا کہ بھر دہلی کی طرف  
 نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیک کے پاس رہے جب ملکہ زما فی بعد حیرت و پریشانی قلعہ لکو  
 کے متصل پہنچی تو سکھان کفن و زہنے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال  
 تصور کر کے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زما فی راجہ رنجیت دیو والی جہوں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہاں  
 سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہوا مگر میں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مرجانی اور نقش کے منہ کے طرف رو آ  
 ہونے کی خبر پہنچی اور وہ چند جہوں میں ٹھہر رہی تھی جب نقش مغلانی بیک کی سہ اسکو کل مال و اموال  
 دینے کے سیا لکوٹ آئی تو گورنگد و غرہ سکھوں نے ملکہ و مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس اپنی  
 کفن کے باقی چھوڑا جب نقش جہوں میں گئی تو ملکہ زما فی سبب کم خرچہ اپنے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور  
 رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ اسے کا خرچہ مجھے ہی لین مگر منظور نہ ہوا آخر اس نے ان زیارات کو جہوں میں اپنی  
 روپیہ کے ایک سو اگرتیسے پاس گر و رکھا اور روپیہ لیکر سبھانٹ فتح راجہ جہوں کے بھائی امیر اور جی  
 قبضہ چٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا عالم چٹی و چو دہری امیر محمد اکبر رسول مگر مہر شہنشاہ غلام محمد



خود رسالہ اپنی کے ملک کی خدمت میں حاضر ہو کر آدھ روز خواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالمیات ہر بخش دین  
 بلکہ زانی براہ معمرانی سچسپ ہزار روپیہ دیہ سوا می زر میں کے لیا کر کے اسات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر  
 عطایات بھر خود او کو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ میں کو دیکر زیارتین لے لیں پس  
 شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں نصف نصف تقسیم کر لیں اور اب وہی تقسیم  
 ہوئی زیارتین وہ مقام پر رکھی ہیں جہاں حال علیحدہ علیحدہ تھوڑے موتا ہی اول حصہ پر محمد حاکم رسول نگر کا یہ  
 حال ہے کہ یہ زیارتین او کو حصہ کے مقام رسول نگر پر محمد کے قبضہ میں رہیں او کو مرنے کے بعد اسکا بیٹا  
 غلام محمد قابض ہوا او کو وقت سنگہ میں جب رنجیت سنگہ کے باب جہان سنگہ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو  
 قید کر لیا اور او کو کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع سچو او کو گزارا کہو اسطرح حال کہتا تو غلام محمد  
 اپنی عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سچو چلا گیا مگر جہان سنگہ نے وہاں بھی او کو چھین نہ دیا اور پھر  
 اپنی مدت کے بعد سچو بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لیں پھر یہ زیارات گوہر آوازہ کے قلعہ میں لا کر  
 رکھی گئیں جہان سنگہ نے مرنے کے بعد سنگہ اچھو میں جب شاہ زمانہ ورائی کامل سے آیا تو رنجیت سنگہ نے خوف  
 کے مارے اجا اچھا مال اسباب درجہ زیارتین گوہر آوازہ اسی پاس سے اکنور کے پاس قلعہ کیریاں سچو  
 وہاں یہ تبرکات ایک بالاخانہ میں رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعہ میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ  
 جل گیا مگر جس بالاخانہ میں یہ تبرکات تھو اور او کے بچی مندرل میں باروت بھرا ہوا تھا آگ و مانگ ہو کر  
 خود بخود منطفی ہو گئی اُس روز سے اکنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگہ  
 باوجودیکہ خدا بار انکو لینے کے واسطے سجدہ ہوا مگر اوسنہ میں جب سخت ناگید ہوئی تو اوسنہ یہ زیارات قلعہ  
 کیریاں سچو نکلا کر قلعہ چونڈہ کو بھجوا دیں آخر جب کلکتہ اکنور کا رنجیت سنگہ نے چھین لیا تو اوسنہ یہ زیارات  
 شیر سنگہ اپنی دہلی رنجیت سنگہ کے بیٹے کو دیدیں اور وہ اپنی قتل کے دن تک اپنی پاس رکھتا رہا جب  
 تورا جہاں سنگہ دہلی سے یہ زیارت اپنی چوٹی میں رکھیں وہاں جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو حقدار  
 موعسار انکے نیک چمن شہر وہ سب گم ہو گئے اور ننگیان عالی رکھیں جب بہر سنگہ مارا گیا تو سردار جو بہر سنگہ  
 دہلی سے یہ زیارات بہر سنگہ کے چوٹی سے سنگو اگر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں دوسرا  
 حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم چٹی کے پاس تھا او کا یہ حال ہے کہ شاہ محمد رضا تاجین حیات ان  
 تاجین پھر شہنشاہ سوند ان پھر شہنشاہ فضل الہی و شہنشاہ جیون کے قبضہ میں آئیں او کو وقت میں حکم رنجیت سنگہ  
 فقیر نور الدین مرحوم چٹی کے تھوڑے موتا ہو اور ہوا او کو نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار  
 ہوئی او وقت میں کل زیارات فقیر صاحب مرحوم فرشتہ جیون و فضل الہی کو خرید کر کے خرید کر کے

دست آویزی لکھا الین **تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور** ان زیارات عالیات میں  
 اٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اول عامرہ قدس منبر رنگ معہ تاج دست مبارک  
 باندھا ہوا دوم جبہ مبارک برنگ سبز سوم دلق مبارک بخطوط سفید و سرخ چارم پاجامہ برنگ سفید پنجم نقش تہ  
 شریف برنگ برنگ صندلی ششم نعل مبارک چہرے نقید چارہ انگشت ہفتم عصا مبارک چوبی دھیرہ کر لکھا ششم  
 پرچم علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تین ہیں اول  
 جھلا پیارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی خطہ کو فی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت  
 کے ہاتھ کی بندھی ہوئی تیسری تعویذ صد و زندہ خاص و دستخطی جناح اور زیارات متعلق نجاتیہ از ہر اول  
 قیامت نبت النبی علیہا السلام دو ہیں اول ایک رد مال جبر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چین نکالا ہوا  
 دوسری ایک جامہ نماز او سپر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق جناب امام حسن علیہ السلام دو ہیں  
 ایک سورۃ یاسین دوسرہ صفات و دستخطی حضرت کے خطہ کو فی لکھا ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی  
 صندلی رنگ تہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین تین ہیں اول تیسرا پیارہ قرآن کا  
 حضرت کے دستخطی لکھا ہوا بخط کو فی و قطع بیاضی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک تہ کی ہوئی صندلی  
 رنگ تیسری تاج مبارک صندلی رنگ ایک و تبرکات متعلق بحضرت غوث الاعظم قطب العالم علی الدین  
 ابو محمد القادر جیلانی الحسنی الحسنی رضی اللہ عنہ تین ہیں اول دستار مینی ابریشمی نمائندگی ہوئی دوسری چٹکا  
 پارچہ نقشبصری کی ابریشمی نمائندگی جامہ نماز دوسری جھکا ابرہ سرخ اور آستر زر و رنگ بایل سبزی جو  
 اور تبرک متعلق بطاؤس مینی او میں قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ میں رہا ہوا ہے اور تبرکات متعلق  
 سات عدد ہیں اول ایک صند و پچھ ہیں ہوی مبارک کے نیلیان خالی رہی ہیں دوسری بیت اللہ کے غلاف  
 کا ٹکڑا برنگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امام حسین علیہا السلام دو عدد جو بھی غلاف روضہ عالمہ حضرت  
 غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بانچوں خاک کر بلا علی خون آلودہ ایک تین چہی نقش نعلین سرور کو نین علیہ السلام  
 و السلام پر کاغذ گمنہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا جید کل اونٹیں زیارتین قلعہ لاہور میں بقصبہ  
 سرکار انگریزی علیہ مکان میں بجاہت تمامہ بہ تحویل منشی علام محمد تجوید ار کہو ہیں **تفصیل زیارات**  
**حصہ دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں ہیں** ان کل ریاضات عالیات  
 میں سے گیارہ زیارتین تو متعلق بسردار کانیات غلامہ موجودات علیہم السلام و الصلوٰۃ ہیں اول ہوی مبارک  
 حضرت کا برنگ سیاہ دوم جبہ مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کالی منہ پر پیر خور و سیاہی شبن صد کہ  
 وقت کا جو تختی تاج مبارک برنگ سیاہ بانچوں نعل چوبی ایک پاؤں جس کا ہاتھ کاغذ و سوا قلعہ کے زیارات

ہے چہی قدم مبارک پہر پساتوین موسیٰ مبارک خانمی رنگ اہلویں شانہ مبارک نوسن الفی دوسون مسواک  
 گیارہوین یانی پیو کا جام اور زیارت متعلق نجلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ صرف ایک تسبیح شریف  
 ہو اور زیارات متعلق علی المرتضیٰ علیہ السلام پانچوین اول موسیٰ مبارک دوسری جبہ مبارک تیسری تلج  
 مبارک چوتھی عصا مبارک پانچوین پنجہ مبارک پہر برادر زیارت متعلق حضرت فاطمہ الزہرا خاتون قیامت  
 علیہا السلام صرف ایک ہوا مبارک ہوا در تبرکات متعلق سنجاب امام حسن علیہ السلام ساتوین اول  
 موسیٰ مبارک دوسری کمر بند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے  
 چٹری پر پانچوین وچہی دو نو زلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا  
 اور زیارات متعلق سنجاب امام حسین علیہ السلام چارہین اول کمر بند دوم زلفین مبارک تیسری قرآن شریف  
 کے اوراق ہرن کے چٹری پر لکھی ہوئی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہر  
 ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھی ہوئی دوسری فرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق  
 با نام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کے لکھی ہوئی موجود ہو اور تبرک متعلق جعفر و امام  
 حسن حسین علیہما السلام دو حضرت کرد و زلفین ہن جو یکجا رکھی ہن اور تبرکات متعلق نبوت الارض السادات  
 محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچوین اول حضرت کا موسیٰ مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے  
 ہاتھ جو نجلیفہ ادا لکھا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جانماز پانچوین یانی پیو کا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین  
 سات عدد ہن اول علم مبارک خاص کر ملا کے جنگ دوسری تسبیح فاک شفا کی تیسری ایک بڈ فاک کر بلا  
 سے جھرا ہو چوتھی ایک مشکر کثیر اجبر سورہ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا علاوہ علاوہ  
 عالمیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور حصہ کل نبی السیر  
 زیارات شری ایک العیاشان علیحدہ مکان میں جسکو دربار شریف کہتے ہن رکھی ہن اور حافظ و لقیہ خوار و  
 قرآن و وظائف شریف کے واسطو مابو زین مکان عالیشان بنامو امی اور ہر ایک زیارت جاندی اور سونے  
 اور پتھر قیمتی کے نلکیوں میں کمال حفاظت رکھی ہوئی ہن فقیر شمس الدین مرحوم و مغفور نے کمال محبت اور  
 شوق کے محبت سادہ و پیہ فرج کر کے وہ جاندی سونے کے نلکیان بنوائی تھیں اولی اس سعی جلیلہ کا اجر و ثواب  
 میں بخشے **زیارات محمد شاہ محمد قسیم** یہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا  
 قدیم سے متبرک علاوہ آپا ہر شے مبارک یہ بجا دل شیر نادری حیان آئی اور قیام کیا اور ۹۴۳ھ میں فوت  
 ہو کر پھر اٹھ کر ہوئے یہ محمد قسیم محکم الدین قادری صاحب لایت اہل خوارق و کرامت پیدا ہوئے  
 حضرت شہ جات الہی و فیض پایا اور شہنا میں فوت ہو کر میان مدفون ہوئے روضہ انور حیان نیا رنگا

بنے ہوئے ہیں اب بھی اس خاندان کو ہزاروں حرید پنجاب میں ہیں اور سید علی جانشین ہی مقبرہ شیعہ  
 داؤد شیر گڑھی بہ تبرک مقبرہ مقام شیر گڑھ ضلع منٹگمری بنایا ہوا ہے برسوں روز یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور  
 خدمت زیارت کو آتی ہے صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ میں ولی اللہ تھی سید حامد گملانی اچھی سہرا و محو  
 فطری نعمت پائی آخر شہید ہو گئے فوت ہو کر یہاں فون ہوئی روضہ حضرت کا اکبر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس

خاندان کے سرید پنجاب میں ہزاروں روضہ عالیہ خواجہ فرید الدین گنجشک حشتی  
 عید مقبرہ مقام اجوہن المشہور پاک تین ضلع منٹگمری تختیاں عالیشان پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ  
 بڑی بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو گئے ہیں لاکھوں اولیاء اللہ و فیض پایا حضرت کے  
 پر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھی حکما فرار دہلی میں ہے پانچویں محرم شہ ۱۰۰۰ میں حضرت کی وفات  
 پائی تھی و دیانت و آراستہ وفات ہے برسوں روز محرم کے پانچویں بھان بڑی دہوم و ہاشم سید ہوتا  
 اور ایک دروازہ روضہ کا جہاں بھر بند رہتا ہے اس میں در کھلتا ہے اور سکو لوگ ہشتی دروازہ کھتے ہیں

حضرت کے اوصاف سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور تواریخوں میں انکو زہد و ریاضت کا مفصل حال لکھا ہے  
**مقبرہ خواجہ سلیمان حشتی** عید مقبرہ مقام توبہ مسلم ڈیرہ غازیخان ایک عالیشان و تبرک مکان  
 ہے صاحب مقبرہ خاندان حشمتی نظامیہ سلسلہ خضرہ میں خواجہ نور محمد حشتی کے خلیفہ تھے شہید امین حضرت فوت  
 ہو کر یہاں دفن ہو گئے اور صاحبزادہ الہ بخش سجادہ نشین نے پچاس ہزار روپے خرچ کر کے عید مکان بنوایا۔

برسوں روز بھان بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور دوری لوگ جوق جوق زیارت کو آتے ہیں اعظم دین حضرت  
 کی تاریخ وفات ہے **روضہ سید احمد سخی** سرور سلطان ضلع ڈیرہ غازیخان

نگاہ کے مقام پر عید ایک مقبرہ زیار نگاہ خاص عام ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند  
 حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگوں سے اور محو نے فیض پایا اور دور تک سیر کی دھونکل قلعہ کو جہاں  
 میں بھر حضرت کا عید ہے وہاں بھی برسوں روز میلہ ہوتا ہے اس جگہ کے میلہ کی دہوم بھی قابل دید ہے کہ لاکھوں  
 آدمی ہندو مسلمان سیکھوں کو سون سے قافلہ باندہ کرتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں مفصل حال اس کے

سومٹ لکھا ہے کے حال میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی شہ ۱۰۰۰ میں ہوئی اور حضرت ابنو خاندان صاحبزادہ  
 کے ہاتھ سے سید سراج الدین ابنو صاحبزادہ کے شہید ہوئے سرور عالی اور قلعہ سرور حضرت کی تاریخ

وفات ہے مقبرہ متبرکہ **شیخ مجاہد الدین** نہ کر بالٹانی قریشی سحرورد  
 عید روضہ ملتان کے قلعہ کے اندر ہے صاحب مقبرہ ذات کے قریشی سندھی عالم فاضل ابنو وقت کے قلعہ  
 و غوث تھے شیخ شہاب الدین سحروردی بغدادی ہوا دہون نے فیض پایا اور ملتان کو مامور ہوئے

ہجیرین حضرت نذوات پائی عاشق صادق حضرت کی تاریخ وفات ہر شاہ رکن عالم انکی پو تو کار و خدمت بھی ملتان میں  
 مشہور و زندہ اختر غلام سرور جامع اوراق بھی حضرت کی اولاد سے صحر اور شجرہ نسب زندہ کا حضرت کو صاحب  
 شیخ شہاب الدین سولتا ہے مقبرہ سید شمس الدین ترمیزی بھی مقبرہ ملتان کے  
 مزارات میں ہے مشہور و معروف ہے صاحب روضہ قوم کے سید سلطان محمود غزنوی کے بیٹو تھے انکی اولاد  
 پنجاب میں بھی کثرت رہتی ہے جو شمسی عہد کہلاتے ہیں مرید بھی اونکو مند و سلمان خو جے پراجی رزقل قوم  
 جت ہو گروہ اور اونکو مرید کے سب شیعہ مذہب رکھتی ہیں ہندو بھی محرم کے عشرہ میں ماتم کے محل میں  
 کرتے ہیں اسلئے کہ میں حضرت نذوات پائی اور بھان بد فون ہو کر مزارات خاندان نقشبندیہ  
 قصور سے بھیہ مزارات نقشبندیہ قصور ضلع لاہور میں واقع ہیں مورث اعلیٰ اس خاندان کے حضرت  
 حافظ حاجی قاری عبد الملک تھیں جنہوں نے علوم ظاہری و باطنی میں بڑا تہ پایا اور حسب التماس ساکنان  
 قصور ملک سندھ میں ہجرت کر کے قصور میں متوطن ہوئے میں بعد شیخ مرتضیٰ نے اس خاندان میں سے بڑا تہ  
 حاصل کیا بزارون آدمی اونکو علم ظاہری میں شاگرد اور باطنی میں مرید تھے یہ حضرت بابا بوز بانی شاہ ویر  
 گئے اور وہاں رہ کر لوگوں کو ہدایت کی وہ لکھنؤ میں فوت ہوئے تھے بزرگ حضرت حاجی قاری صاحب کے  
 پوتے اور حضرت حاجی فتم علی متقی سیالکوٹی کے جانشین و خلیفہ تھے چاروں طریق قادری و چشتی و نقشبندی  
 و سہروردی میں اونکو اجازت حاصل تھی اونکو بعد حضرت شیخ غلام محی الدین بن شیخ مرتضیٰ بھی مرید کا  
 آفاق ہوئے علوم دینی و دنیاوی و حسن صورت و سیرت و بذل و ایثار و ہدایت و ارشاد میں اونکو خالق حقیقی  
 نے بڑی مراتب بخشی مذہب لکنا حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تصاہل بھی اپنی عمر بزرگوار حافظ شیخ محمد کے  
 مرید ہوئے جب وہ مر گئے تو دہلی میں خدمت میں حضرت سید غلام علیشاہ نقشبندی مجددی کے حاضر ہو کر تکمیل  
 بھی سب حضرات قوم کے قریشی صدیقی تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول و جانشین رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے حضرت شیخ غلام محی الدین کے ولادت ۱۱۳۰ میں اور وفات ۱۲۰۰ میں  
 واقع ہوئی اور قصور میں مدفون ہوئے ظاہر کر امت این بزرگوں کے خاک پاک حو اب تک بھیہ ظاہر ہے کہ چوترا  
 چونکہ حضرات کے مزارات کا تابستان کی دھوپ میں ہرگز گرم نہیں ہوتا ہمیشہ سرد رہتا ہے شیخ غلام محی الدین  
 کے فرزند و نواسیہ عبد الرسول خدا کے مقبول عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت  
 ہادی شریعت و طریقت و حقیقت و فتنہ تھے حضرت کی ولادت بابر کاٹ ایسی زمانہ میں کہ مردان خدا اپنے  
 میں منمنات وقت سے تھے مولف کتاب بھی اونکو دیدار برآوردی مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیسی مرد خدا  
 بزرگ تھے جنکی بارت کر نے انسان کو خدا پایا و آتا تھا جب دھڑلے کے ممبر حضرت شریف فرما ہوئے تھے اور



اپنی کلام فیض الیام سر لوگوں کو مستفیض فرماتی تھی تمام مجلس میں ایک کتبہ کا عالم ہو جاتا تھا گزشتہ زاری ہند  
اہل مجلس بڑھاپی ہوتی تھی کہ دروڑی و تو لوگ بہوش ہو جاتے تھے خود بھی حضرت کے آئینہ وعظ کے وقت خشک  
محسوس ہوتے تھے اور ریش مبارک آئینہ کے بانی سر شہد ہوجاتے تھے انھوں نے کہ مجھے بزرگ بھی اس سال میں گذر  
ہجری سال طبع کتبہ اس جہان فانی ہو گذر گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون **مقبرہ سید جلال الدین**

**مخدوم جہانیاں اچھی** مقبرہ وضیاح کے مقام ریاست بھادلیپور کے متعلق ٹرا اقبیر کے

مقام میں صاحب مقبرہ سید بخاری سحروردیہ خاندان میں مرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قریشی ملتان کے مرید  
تھے جو کنگڑا اور بھی شیکردن پر وہیں سے انھوں نے خلافت پائی اور تمام جہان میں دومرتبہ سیر کی اور مخدوم  
جہانیاں جہان گشت خطاب پایا انکو داد اشیم جلال سپر سرخ بخاری بھلی سبھا راسی ملتان آئے اور ملتان  
آج میں اگر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے آج میں ہیں اور دوسری آج گیلانوں میں  
سادات گیلانی کے دروضے بنی ہوئے ہیں غرض کہ پنجاب میں اس قبیلہ کو سادات بخاری دگیلانی کا معدن  
و اصل سمجھا جاتا ہے بخاری گیلانی عبدالوہابی سید میں گیلانی تو حضرت عوث الاعظم علی الدین عبادت جلالی کی اولاد ہیں و  
بخاری قبیلہ میں مخدوم جہانیاں کے ساتھ اپنا شجرہ ملائی ہیں حضرت مخدوم درشتہ میں وفات پائی مخدوم زمان انکی

وفات و مقبرہ شاہ دولادریامی بھی شہر کے مقبرہ خیر کرات میں ایک برقعہ مکان میں صاحب مقبرہ جلال  
جشنید و سحروردیہ میں شیخ صاحب کمال تھے فقر کی نعمت انھوں نے شاہ سیدن سیالکوٹی سے پائی انکو کچا جاری  
تھا عمارت کا آب کو اس قدر شوق تھا کہ بھت سے مکان و پیل اب تک ونگری ہوئی ہوئی موجود ہیں وفات

حضرت کی شہنشاہی میں ہوئی اور مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد انکی مزار پر اگر حصول اولاد کیلئے بھٹو لے جاتا ہے  
و عامانگہ قبول ہوتی ہے اگر اسکی اولاد میں سے ایک لڑکی یا لڑکا بھت و مخدوم چوٹی سراورڈی کا تو رکا  
بستہ قدیدہ ہوتا ہے جسکو شاہ دولادریامی چاہتا ہے یا باپ اسکو مزار پر اگر چڑھ جاتی ہیں اور وہ وہاں ہی  
رہتا ہے مجاور لوگ اسکو ساتھ لیکر دیس دیس پہنچتے ہیں راقم کے نظر سے بھی شاہ دولادریامی  
جو بھت گذری ہیں اور بھی شہرت فی الحقیقت راست اور راست دلی کی رحمت ہی جو اربعہ حضرت

کی تار و فات ہے **مقبرہ شیخ مصلول دریامی قادری** بھی مقبرہ فضلہ کوثر

دریامی خیا کے کنارے بر واقم میں صاحب مقبرہ شیخ بزرگ و دلی شاہ لطیف بری کو مرید تھے اور سال  
حضرت نے وفات پائی اور شیخ مصلول کے محل سے تائیم وفات ملکی ہے **مقبرہ شاہ لطیف**

**بری قادری** بھی ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی میں مقام نزد درویشاں فانی آخر  
ہر سال بڑی ہجوم سے جہان میل ہوتا ہے سات سات ساٹھ سو خلق کا اثر و نام رہتا ہے یہ حضرت کا

ہر سال بڑی ہجوم سے جہان میل ہوتا ہے سات سات ساٹھ سو خلق کا اثر و نام رہتا ہے یہ حضرت کا

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے دو تے مشہور ہیں اور فیض آگے فقہ کا آفتاب رومی زمین پر جاسی ہے۔  
**مقبرہ شاہ بدر گیلانی قادیان** رومی موضع مناسیل ضلع ٹٹیاں ایک مقبرہ زیارت گاہ خلق پر صاحب  
 سید گیلانی عبدالرزاقی مشہور ہیں برسوں کے وراثت میں رابرٹری و موم و ہام سے مسلما ہوتا ہے اور دور دور سے  
 لوگ زیارت کو آتے ہیں **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قادیان** یہ مقبرہ فاضل  
 بادلین شری شہر کے پر فیض گاہ ہے یہاں مقبرہ نے شیخ محمد فضل کلاوری سے فیض پایا جس کا سلسلہ شیخ  
 ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قادیانی لاہوری کو پہونچا ہے حضرت کے وقت سے آفتاب اس خانقاہ کو  
 ظاہری باطنی علم کا درس پڑھایا جاتا ہے اور لنگر جاری ہے جو چرن شاہ بھانکری سجادہ نشین ہیں حضرت کی مشلا  
 میں وفات پائی اور رحم عام آپ کی تاریخ وفات ہے **خانقاہ روضہ شریہ خانقاہ تمام ملک**  
 پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں مشہور ہے سید امام علی گیلانی ساری نقشبندی مجددی بھانکری کے سجادہ نشین  
 تھے سلسلہ انکا مجدد یہ تھا لاگوں آدمی پنجاب میں انکو مرید ہو کر اب وہ شیعہ بن گئے اور صدوق علی شاہ  
 انکو صاحبزادہ ہا کے سجادہ پر قائم ہوئے ہیں اور لوگوں کو سید راستہ ہدایت کا دکھاتے ہیں مسافروں کو  
 بھانسیہ و وقتہ کھانا ملتا ہے اور فیض ظاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد فجد ولف**  
 ثانی فاروقی کابلی سرسندھی یہ مقبرہ سرسندھ کے علاقہ ریاست پٹالہ میں واقع ہے  
 صاحب مقبرہ شری بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہیں ہی شروع ہوا ہے  
 حضرت نے فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادریہ شاہ اسکندریہ کیسلی سے پایا اور بیعت سلسلہ  
 چشتیہ دہروردی کے شیخ حضرت عبدالاحد امین والد بزرگوار کے کی اور چاروں سلسلوں کے فیض کو ملا کر  
 سلسلہ مجددیہ نام رکھا سلسلہ میں حضرت کے وفات پائی اور سرسندھ میں بدھون ہوئے اس سلسلہ میں شری  
 شری بزرگ صاحب کمال ہوئے ہیں اور حضرت اس طریق کے امام ہیں **مقبرہ مجدد و م شیخ خمرہ**  
**شہری** یہ روضہ کشمیر میں ہے شہر کے مکان ہے اور سلسلہ دہروردیہ میں صاحب مقبرہ ہے  
 بزرگ و صاحب ارشاد ہوئے ہیں مرشد انکر سید جمال الدین علی عبدالوہاب بخاری دہلی میں رہتے تھے  
 میں حضرت کے وفات پائی شیخ بھگوان حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ میں اب بھلی ہے جو بزرگ کشمیر و  
 صاحب شاد ہیں جانشین حضرت صاحب کمال سید نور علی شاہ نام لاہور میں بھی رہتے تھے عالم کشف اور بر  
 ایسا کشف تھا کہ باغیچہ کو انی علوت کو عرض کر کے کی حاجت نہیں کہتی تھی وہ اگر چہ شیعہ ہیں فوت ہو گئے  
 کتاب انکا صاحبزادہ سید احمد شاہ چار و شفی و غلبہ و قدرت لاہور میں موجود ہے جامع مسجد  
 کشمیر میں اس مسجد کا پہلا کشمیر کے مال میں تحریر ہو چکا ہے **خانقاہ شاہ ہمدان** یہ مکان

و خلفاء عالمیہ کشمیر میں بھی صاحب طاقہ حضرت امیر کبیر علی ہدانی جب کشمیر میں تشریف لائے تو سلطان قطب الدین  
 بادشاہ کشمیر و نکامرید ہوا چھ مکان عالیشان اسی حضرت کو رہنے کی سلاطین قرار دیے یہ نگار بنوایا اور حضرت جو  
 د و مرتبہ کشمیر میں آئے تو حیان بھی رہتی رہتی جیسے کہ شہیدین کی ہو کر بمقام خدان بد فون ہوئی تو اونکو  
 صاحبزادہ میر محمد علی ہدانی حیان شریف رکھتی رہی اور سلطان سکندر بہت شکن اور نکامرید ہوا اب تک  
 چھ بیض مکان موجود ہیں اور حضرت کا خاص حصہ شہر خدان میں زیارہ نگاہ بنا ہوا ہے اور تاریخ وفات  
 کی نسبت احمد الرحمن الرحیم سے حاصل ہوئی ہے مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری بھی مقبرہ  
 متبرکہ کشمیر میں ہے اور صاحب مقبرہ بڑی بزرگی ولی سلسلہ کبرویہ دسہر و روہ کے تھے میر محمد بن میر علی ہدانی  
 سوا و بیخون نے فیض طریقت کا حاصل کیا ہے میں وفات پائی شمس العارفین حضرت کی تاریخ وفات  
 ہے بابا نصیب الدین زین الدین انکو خلفا صاحب کمال مشہور ہیں **ہندوؤں کے پرستشگاہوں کا حال**  
 و اضم ہو کہ پنجاب کے ملک میں ہندوؤں کے قدیمی پرستشگاہیں بہت کم ہیں کیونکہ صد ہا  
 مسلمان بادشاہوں کی زور زیادتی اور سربد بوجہ غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے اونکی  
 اہم اور بت شکنی میں فرق روا نہیں رکھا ہزاروں بت خانہ اور سینکڑوں ہندو ہزاروں برسوں کے  
 پرانے اونکو حکم سے فی القور سمار ہو گئے ذکر اسکا سلطان محمود غزنوی و شان غوریہ و شاہ اورنگ زیب عالمگیر  
 و سلطان سکندر بہت شکن کے تاریخوں میں مفصل درج ہے بعد ازاں ہندوؤں نے بھی سکھوں کے سلطنت کے  
 وقت معاوضہ پورا کیا سینکڑوں مسجدیں مقبرے ہزارین سمار کر اگر ہندو بنوادی ہزاروں مقبروں کے متواتر گواہ  
 اپنی عبادت گاہوں کے تعمیر میں صرف کیے قدیمی ہندو ہندوؤں کے کہیں کہیں بچاؤ و زمین چہاں شان اسلام  
 کا بسبب ملے ہوئے راجوں کے قدم نہیں ہونچا موجود ہیں سیدانی ملک میں جبکہ معاہدہ میں چٹائی  
 سلطنت کو بد تغییر ہوئی ہیں اب انہیں سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر قلمبند ہوتا ہے **کالی**  
 یہ ہندو لاهور سے جنوب کے طرف بقا صلیہ میل قصبہ نیاز بیگ کو پاس ہے چھوٹی عمارت کا ایک چوترہ تھا  
 رنجیت سنگھ کے وقت حیان گنبد بنوا گیا اور پتھر کی مورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال جہشہ کے منے  
 میں حیان پراسید ہوتا ہے اور ہندوؤں و مردمان جاکر دوات و دون رہتی ہیں **مہر و کاشی**  
 یہ ہندو لاهور سے واصل جنوب کے طرف موضع اجیر کے پاس ہے چھوٹی ایک گلی چوترہ و مان بنا ہوا تھا  
 بکر جیتی میں ایک جوگی دینی ناتھ نام حیان آبشیا اور امرامی دربار لاهور سے تبارک کر کے عمارت  
 موجود بنوائی اور تالاب موجود ہوا راج نامہ لٹان نے بنوایا آٹھویں روز تو اس کے دن حیان سکھوں  
 اور ہندو داتا تھانگو کو آئی ہیں چوبارہ چھوٹا چھٹا یہ ہندو عبادت گاہ ہندو لاهور کے باہر

واقع ہو صاحب مند رجا نگیری و شاہجہانی محمد میں اچھا آدمی تارک الدنیا و خدا پرست تھا اور سکرم کر کے قلعہ  
 رکھ کر اوسکی بھیان رکھی گئی رنجیت سنگہ کے وقت سے پھیل چھہ جو ٹاسا کچا مکان بنا ہوا تھا رنجیت سنگہ نے بڑی کھانا  
 سچتہ رنجیت کی بھیان بنوا دی سو مورا و مٹھل کے روز ہر رفقہ بھیان میلہ اور سام ہو تا ہی اور ہندوؤں کی عورتوں  
 اور مرد جم ہو کر سستی میں گور و ارجن کی سما وہ یہ مکان قلعہ لاہور کے غربت کی طرف زبرد تو  
 موجود ہی اور گور و ارجن سکون کے گور و ن میں سے با پانچواں گور و تھا اور مقام لاہور چند دیوانے تھے  
 کے ماتھے سے قتل ہوا رکھ کر اوسکی بھیان رکھی گئی اور چوتھے حشی بنا یا گیا رنجیت سنگہ کے وقت بھیان بڑا بند  
 گنبد اور عالیشان مکان بنکر گر نہتہ رکھا گیا اور ریتش شروع ہوئی کہ سچتہ سنگہ کی سما وہ  
 یہ مکان رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد شیر سنگہ وغیرہ کی نشیونے بنا تا شروع کیا اور توجہ نہ سوئی کہ کل تیار  
 اسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و رنجیت کی بنوائی جا دی مگر اسکی انجام سوا دل بھی سلطنت تو زوال آگیا اور  
 باقی عمارت صرف خشتی تیار ہوئی رات دن بھیان کر نہتہ بڑا جاتا ہی بھائی لوگ اور فرزند وغیرہ ہر کار  
 سوشن پاؤں میں جلو اچھی بر و تیار ہو کر تقسیم ہوتا ہی مگر کٹرنگ و نو خال سنگہ کی سما وہ میں بھی اسی مکان کے  
 اندر بنی ہوئی ہیں راجہ شیر خٹھہ یہ ریت سنگہ امرتسر سے پانچ کوس گوشتہ شمال مغرب موجود ہے  
 اور ایک بڑا تالاب بنا ہوا ہے جس میں ہند و تھا تو میں ہندوؤں کا قول ہے کہ بھیان راجہ راجہ جبر خٹھہ کا  
 بیٹا آیا اور مدت تک و ترار ہا پھیل چھہ تالاب کسی ہندوئی قلعہ اکبر بادشاہ بنوایا پھر مرمت اور سکری دیو  
 کہتے راجہ نے با جازت لڑا ب خان بجا در صوبہ لاہور کر کے راجہ رنجیت سنگہ کے وقت اس مکان کی تیار  
 رونق ہوئی اور ہندو بنائے یا گیا برسوں روز بھیان بڑا میلہ ہوتا ہی تالاب امرتسر میں ہندو  
 تالاب تعمیر کا حال مفصل شہر امرتسر کے حال میں تحریر ہو چکا ہے ترن تارن تارن ایک  
 تالاب گور و ارجن کا بنوایا ہوا امرتسر سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے سکون کا اعتقاد ہے کہ گور و کا سنگ  
 بھان اگر تھا دی رنجیت باوی اسو اسطری برسوں روز بھیان بڑا میلہ ہوتا ہی اور وہ ہندو ہی سکری  
 ہند و تھا تو کو آ تو میں ناننگ کا ڈیرہ گور و ناننگ کے مرنے کے بعد بھیان سکون کا بھو بڑا  
 ایک خشتی چوتھے اور تیارہ کا نشان بنوا گیا تھا رنجیت سنگہ کے وقت بھان بڑا عالیشان گنبد سنہری  
 بنوایا گیا اور بڑے مختلف عمارت بنی سکون کے مذہب میں یہ بڑا تبرک مکان ہو ناننگ کا صاحب  
 یہ ایک بڑا ہندو علاقہ تحصیل شری قور ضلع لاہور میں ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں ناننگ بھلا گور و سکون  
 کا پیدا ہوا اور پرورش پائی تھی اس گانو کو پھیل راجہ ہو لاکے تلو ٹڈی کتو تھر رنجیت سنگہ فرات ہو وقت بھان  
 بڑا ہندو بنوایا اور جاگیر مقرر کر دی بکت مسٹر بھان ایک تالاب بکت بڑا کچھہ بختہ و خام بنا ہوا

چونکہ گورگو بند سنگ دسویں گورد کے ساتھ وزیر خان صوبہ سرہند کے فوج نے حکم عالمگیر اورنگ زیب بھار  
 جنگ کیا اور سکھ بھت قتل ہوئے تھے اس واسطے سکھوں نے میان تالاب بنوایا اور کشت سیل یعنی نجات کا تالاب  
 نام رکھا تھ تالاب ضلع فیروز پور کے علاقہ میں دریائے گیار کے پار ہر کوٹ کا نگر دوالی  
 دیوی کا مندر کانگرہ کے قلعہ کے اندر بھی بھت شہور اور قدیمی مندر ایسا دیوی کا ہر اور  
 ساتھ بہیروجی کی صورت بھی مینی ہوئی ہر مسلمانوں نے اپنی جلوس کے وقت اس دیوی کی شریج کو پہنان  
 کیں اول سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگرہ کو فتح کیا تو سات لاکھ دینار زر سیرج اور سات سو  
 لاکھ زرین دسہین اور زیور دیوی جی کے پہن کر کا اور دسویں طلسمی خالص اور دہرار من نقرہ خام اور  
 سن جو اہرات جو اس مندر کے خزانہ میں جمع تھے لے گیا بلکہ دیوی کی صورت بھی غرنین لہجہ کر سجدہ دروازے  
 کے آگے زیر زینہ رکھ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اسٹری ایک قلعہ دار کے سپرد کر کے ہلاک  
 میں بھان کر آخر نے دہلی کے راجہ کے مدد سے چاہا کہ اس قلعہ پر بھی قبضہ کر کے دیوی کا مندر بنوادی اور بھت  
 سی فوج جمع کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کہی مہینہ تک قلعہ فتح نہ ہوا اور راجہ نے دیکھا کہ شاہان اسلام کے  
 خوف سے منہ وں کی فوج لڑائی میں تن بھین پڑتی تو اس سے بھی نہ ہی جیلہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ دوسری بھلی  
 دیوی کی صورت پر مینی دیوی کی صورت بنوائی اور اپنی باغ کے درختوں میں جھان خود اور تروا ہوا تھا  
 کہ کہی دوسری دن علی الصبح باغبان نوکر خبر دی کہ غلامی جگہ درختوں میں ایک دیوی جی کی موٹ  
 کہی ہر راجہ خود پار بنہ دمان گیا دیکھتو سی سب نو بھان لیا کہ فی الحقیقت یہ دوسری قدیمی دیوی ہی جس کو  
 محمود غزنوی نے گیتا تھا اور سب یقین کامل ہو گیا کہ دیوی جی بزرگ است غرنین ہی جگہ بھان آگئی ہن بھرتو  
 کل فوج نے بھت مصیو ط ہو کر نہ در شور و قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ اور کوٹنگ کر کے قلعہ لے لیا اور دیوی کا  
 قدیمی مندر از سر نو بھرتو کر دیوی جی کا دمان استہان کر دیا دوسری مرتبہ جب فیروز شاہ باریک نے  
 یہ قلعہ لیا تو اس سے بھی شری بے ادبی کی دیوی کی صورت اٹھو اگر دینہ منور کہ ہوا دی اور دمان ٹوڑا  
 حرم کے زینہ کے آگے رکھی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اس سے مندر تو ہوا  
 نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعہ دار مسلمان ماسور کیا اس دوسری بار قبضہ اسلام  
 کا اسلامی سلطنت کی آخر تک قلعہ برر نا اور سندو شری شکل سے قلعہ کے اندر پرستش کے واسطے جاتی تھی راجہ  
 سینا چند در بخت سنگ کے وقت پھر اس دیوی کی شری نہ در شور و پرستش شروع ہوئی اور دورد کے  
 ملکوں کو سال مند دقا فلون کا قلعہ دمان جاتے اور پرستش کرتے تھے آخر جب انگریز قبضہ قلعہ پر ہوا تو اول  
 یہ تجویز ہوئی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سے علیحدہ بنوایا جائے مگر پھر جان لاریس صاحب کشر نے قدیمی مندر



قائم رکھا گیا اس بندر کا دروازہ بالکل معمور ہے کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہے اور لگا دکشی وغیرہ  
 کا کچھ یہ سنہین کوہ مالک اور مندر مصحامائی قلعہ کا ٹکڑہ کے متصل مالکیر نام ایک دشمنی  
 پر لی بھاڑ کے اوس شے کے کنارے پر جو بادون پر کا ٹکڑہ کو ان پر اس بھاڑ کے اور پتہ اگر تو یہ جلیو تو گورہ  
 قلعہ کے اندر جا پڑتا ہے بلکہ شاہ جہان گرنے بوقت محاصرہ قلعہ کا ٹکڑہ کے توپیں بھان نصب کیں اور  
 محصور دن کو قلعہ کے اندر پھر سے سترنگ گردا تھا اسی بھاڑ کے اور ایک ٹہا مندر مصحامائی دیوی کا  
 بنا ہوا ہے اسکو سری جنتی دیوی بھی کہتے ہیں اس مقام پر ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ یہ سستی دیوی شب کی عورت  
 جو زندہ آگ میں جل گئی تھی مگر سیرا پر اور گلی سے نیچے کا جسم بھان گرا تھا اور قصہ اسکا اسطرح ہندوؤں کے کتابوں میں  
 درج ہے کہ جب سستی جی انہو جسم سے آگ نکال کر سستی ہو گئی تو شب بچی اوسکو مرنے کی خبر پا کر بھت غم کیا اور  
 سستی کے نقش پر جا کر نقش اسکی نیم سوختہ آگ سے نکال کر مانتھون پر ادھالی اور دایا کرتی ہوئی کو گورہ  
 دیس بدیس لے کر پھر دیس جس میں تمام پر جو جو خصوصیت جی کا گرا دیا ان ہی مندر بنایا گیا اور پرستش ہو کر لگی  
 بھلے سرا دنگا تو جو الاچی کے مقام پر گرا جہاں سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں اور گلو سے نیچے اور کمر سے اور کاند  
 اس مقام پر گرا جہاں مہا بامی کا مندر بنا ہوا ہے اور چرن یعنی پاؤں اور اس مقام پر گری جہاں حنا دیوی کا  
 مندر ہے اور نین یعنی آنکھیں بنی دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اب کل بنو قلعہ کے دیوی کے عوض  
 اسی جہاں مائی دیوی کی پرستش کرتے ہیں بان گنگا واما تال گنگا کا شتر حصہ یہ دونوں  
 کا ٹکڑہ بٹھ کر دو طرف جاری ہیں اور شہر جزیرہ کے طرح دریاں ہیں اور قلعہ کا ٹکڑہ کے نیچے جا کر دو  
 ندیاں آئیں پہلے تے ہیں اس شول کا نام برہمنوں نے سنگم رکھا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اس سنگم میں تین  
 ساتھ تیر حصہ کا پانی آتا ہے اور اس جگہ نشان کہ ناہر اہاترم اور وجب سجات ہو گیا گندہ ہون کا ٹکڑہ  
 سے آدہ کو س شرق شمال کے طرف سے پھر پھر رہا دیس کے مندر کو عقب میں بھیا ایک جو من بنا ہوا ہے اور  
 جو من کے وسط میں چار چوکیاں پتھر کے بنی ہوئی موجود ہیں اونکی اوپر بیٹھ کر مندر گیا دان کرنا رار اصل  
 گیا جی دان کے سمجھتی ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی بھان گیا دان کری اوسکو گیا جی جانے کی کچھ حاجت نہیں  
 ہے سو بوج کٹ کر م ناسا کو رکھتے ہیں پھلک و سہر وار سر بھیا کو دلو  
 سوامی سے پھر پھر رہا دیو کے اور بھیا س پانی کے چشمہ ہیں اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہے کوہ  
 کا ٹکڑہ کے لوگ ان چشموں کو نہایت متبرک در تیر تہہ جانتے ہیں اور انکو پانی سے غسل کرنا موجب سجات  
 تصور کرتے ہیں گردنواح ان چشموں کا خاصیت برضا و سر سبز ہے جسے سیر سورج کو تازگی حاصل  
 ہوتی ہے کہ پست گنگا کوہ کا ٹکڑہ میں اس نام کا ایک جو من اور چشمہ ہے اوس میں سی پانی بکثرت ہے

ہندوؤں کے اعتقاد میں دھرم غسل کرتے ہیں اور کتے ہیں کہ گنگا کا پانی اس دھرم کے اندر سے نکلتا ہے۔ ششروں کو  
**المعروف پھر کوٹہ** کا گڑھ میں بھیجے بھی ایک حتمیہ کا نام ہے پانی اس کا خلیات خوشگوار  
 ہے اور یہاں گزرتی ہے پانی دھرم کے اندر پڑتا ہے وہاں کے خلیات کا مندروں کے پھان پڑا ہوا لکھا  
**مشفق مندر کوہ کا گڑھ اور وہاں کے متبرک حوض و مکان**

ان متبرک حوض میں پھلا ہوا دریا ہوا پانی گنگا کے کنارے ایک جگہ سری ہرو دار کر کے مشہور ہے اور اس جگہ  
 جو اٹھان کر کے خاص ہرو دار کے اٹھان کا ثواب پادری و دوسری چاہ چند کو پ کا گڑھ کے مندر کے بائیں  
 کنواں ہے تیسری پوسکر تالاب لہنا سنگ کے بارہ دری کے پاس متبرک تالاب ہے جو چھ گوری کو پانچویں  
 لکھن کو پ چھوٹے کوٹہ ساتویں برہمہ کوٹہ تیسری بزرگ مسجد ہندو کے ہیں آٹھویں سری انجی دیوی کا مندر  
 کا گڑھ کے شرق شمال کی طرف مکان پر فضا اور پڑا مندر ہونے میں سری کا لکھا کا مندر ہے ہونے کے مقام سے  
 غرب میں ایک چھار کی بلندی پر یہ مکان واقع ہے ہندوؤں کے اعتقاد میں وہاں پر روشن کو جاتی ہیں دسویں مندر  
 مہاکال گیارہویں کالیشر بارہویں کو جلشیر تیرہویں مندر کیشور شرعی عالیشان عبادت خانہ تھوڑی تھوڑی  
 فاصلہ پر واقع ہیں چنانچہ ہونے سے چھیس کوں قریب چھینا تھہ کو مندر مہاکال غرب میں کو جلشیر دھرم کے طرف  
 نادون کے نیچے دریا ہوا یہاں کے شرقی کنارے ہونے سے تیس کوں کالیشر کا مندر اور اتر کے طرف دس کوں  
 کے فاصلہ پر مندر کیشور کا مندر ہے اور ہندو اس سرزمین کو خلیات متبرک کنواں اور کتے ہیں کہ اس سرزمین کے  
 اندر وجہ کا جگ ہوا تھا اور سستی جی نے اپنی شریر یعنی بدن میں سے لگ لگا کر بدن انا و گدہ کیا یعنی تبا  
 ویا تھا چنانچہ **مہا دیو کا گڑھ** سری پور کے طرف سری چھینا تھہ کا مندر رخصت پڑا نا بنا ہوا ہو  
 ہے شاید کہ شاہان اسلام کا گڑھ و نام تک نہیں ہوا ہو گا کہ وہ مکان مساری میں ہے گنگا اس مندر کی اصلی  
 قدامت تو معلوم نہیں ہوتی مگر مندر کے پشت پر ایک متبرک کے اندر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ متبرک روتوک  
 نام ایک محتاج کے دو بیٹے مہا دیو کے جھگڑت تھوڑے خون کے اس مندر کو محبت پرانا ویکہ کر کے سری ہرو سے چھوڑا  
 پھر اسی نام میں راجہ مندر نام ایک بہتری اسلام کا اجداد گیا او سکھو لکھن چند زانی پازو و رپہ سے  
 جو پالم میں رہتی ہے اس مندر کو بنو یا سمٹا سا کہہ سالیان میں تعمیر شروع ہوئی اور تاسی برس کے  
 عرصہ میں عمارت کا کام باختم ہو گیا اس چھائے اتک اس مندر کے تعمیر ہوئی کو مندر ہونے پر  
 عرصہ گزر چکا ہے اب اس مندر کی عمارت اگرچہ بھت پرانی ہو چکی ہے مگر تو بھی دیکھو یہ متعلق ہے کہ کس کس طرح  
 عجیب متین اور عمدہ کارگران عمارت کو مشہور دن میں بنائی ہیں میں مہیش **مہا دیو**  
 چنہ کی ریاست کے علاوہ کہ وہ ترقی میں کا گڑھ ہے شمال کو چالیس کوں سے ایک بلندی چھوٹی چھار کی ہے اس میں



لکھو دودھ کے بیکانی کا عجیب لطف ہوتا ہے لہذا دودھ کو برتن میں بھرا اور سر پوشا دوسکر اوپر رکھ کر چار تہروں  
 کے سمھارے سر خیمہ کے اوپر رکھ دیتے ہیں تھوڑی دیر میں دودھ جل کر مالائی آجاتی ہے جس قدر چاہے دودھ جل کر  
 تیسرے لطف میں ہر کہ دودھ میں جوش بخین آتا اور نہ ابل کر برتن سے باہر گرے تاہم اس خیمہ کے پانی سے گندہک کی  
 بو آتی ہے شاید زمین کے نیچے گندہک کی کان ہو مگر سب سے اس کا بگاڑ لگاؤ اور بڑا تر خیمہ سمجھتی ہیں **والس**  
 کلا اور کانگرہ کے علاقہ کے درمیان ریاست منڈی کے متعلق بھی ایک جہل ہے جو کہ ہندو بڑا اہم تر خیمہ  
 کرتے ہیں اور نیچے بھاڑوں کے اندر جنگلی بلندی سات کوس نیچے کے بھاڑوں سے ہر چھاڑی چوٹیاں کے علاقہ  
 کے درمیان بھی جہل واقع ہے ایک میل اسکا دور اور رفق اندازہ خیال سے بھی زیادہ ہے مانی اسکا  
 سرد و شفاف کن دی سر سبز دریا میں اس کے اندر قدرت کا حقیقی سات لکڑی بھاڑ کے بطور نشیون  
 کے تیرتے تھرا ب دھڑکے تو قائم ہو گئے ہیں اور پانچ لکڑی کشتی کے طبع ادھر اور دہر تیرتے پھرتے ہیں  
 اور نین سے ایک لکڑی اتیس ٹھکانا اور چار پانچ لکڑی کا تھپڑا اور سیر ایک درخت جاسن اور بھت درخت نرسل  
 کے ہیں باقی چار چوٹی بیڑی ہیں مگر درخت نرسل کے اوپر بھی بے شمار ہیں ہندو و جتیمہ اسکا باہم والے  
 اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دریا میں لکڑی کا سمھار اصل منہ سے اور سب سے اوش رکھی ہے جہل کو ظاہر کیا تھا  
 اور وہی اسکا بانی ہے جو الادیوی کے درشن کے بعد جاتری دگ بھان لسی اگر غسل کرتے ہیں دودھ جہل کے  
 چوہا بازار بھت محض اور پھر دن کے اندر کوٹھیریاں کھدی ہوئی ہیں۔ اس نواح میں چوہا اس مکان کے  
 سری نیلا بھی اور دیوی جنٹ پورنی کے مندر بھی شری شریک مندر ہیں اور ہندو انکو بڑی اعتقاد کے ساتھ پشتر  
 کرتے ہیں **منسا جہل** کوہ ہمالہ کے قطار دن کے اندر بھی ایک جہل ایک میل لمبی اور آدھ میل چوڑی  
 عین کے واقع ہے ہندو اس جہل کو بھت تہر کا بنتے ہیں اور ہزار دن جاتری غسل کے دھسرا تو ہیں غسل کے  
 جہل کے گرد طواف یعنی سر دیکھنا کرتے ہیں اور دیوی کے مندر پر جو جہل کے کنارے شری عالی شان عمارت لگتا  
 ہے جا کر منادیوی کا پڑا دھڑکاڑی اور پریش کر تو ہیں جو الادیوی کا مندر بھی ایک تہر  
 پر شگاہ ہندوؤں کی کانگرہ سے اٹھارہ کوس جنوب کے اور شہر زاد دن سے نسبت شمال مغرب دیریا میں اس کے  
 کنارے بھاڑ کے ایک بلند شیل کے اوپر واقع دودھ کے ملکوں سے ہندو بھان قافلہ منکر آئے اور درشن کرتے  
 ہیں ہندوؤں کا قول ہے کہ جب تہی جی فرانی آب کو آگ میں جلایا اور شب جی اوسکر علی ہوئی اوش کو اوشا کر  
 لکھو تہی تو سستی جی کا سر بھان اگر گلا اور آگ بھاڑ کے اندر سے اس قدر ظاہر ہوئی کہ خوب تھا کہ تمام جہان  
 دھ جلا دی تہی شب جی نے یہ حالت دیکھی تو اوس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک کہ میں آسمان قائم ہو  
 اسی بھاڑ کے اندر قائم رہو تب سے بھی آگ بھان سر شعلہ زن ہوتی ہے مندر اس دیوی کا پیشیہ اونچا اور بھت

بنا ہوا ہوندا کے گند کے ادیر طامی علم ہر اور مندر کے اندر جھلسیڑ اشعلہ نکلتا ہی ایک چوٹا سا حوض فرش  
 کے اندر بنا ہوا ہر چکو دیوی کا گند کتہ بن ادس کنڈی ہر کسی مد کے شعلہ لگ کا نکلتا ہی اوسکو سو اوہ پانچ  
 شعلہ اور جگہ جگہ سے شعلہ زن ہن جو بعض اوقات لگ کر روشنی سے بھی روشن کئے جاتے ہن ہندو لوگ طرح  
 طرح کے تیل اور گہی اور مہوجات وہاں لاکر جلاتے اور ہوم کرتے ہن اسو اسطر اندر سے مندر پست ہون کے  
 تمام سپاہ ہو گیا ہی اور ہوم کی بحان ہستدر کثرت ہی کہ شعلہ مین جب رنجیت سنگ لاهور میں بیمار ہوا تو  
 اوسکو حکم سے بندرہ ہزار روپیہ کا گہی انکھار نو سو ساٹھ من بحان لاکر ہوم کرایا اور جلا یا گیا کہتے ہن کہ  
 جو کوئی چیز کوئی ہندو بحان لاکر دیوی کے نذر کر تا ہی دیوی جی منظور کر کر کہا لیتی ہن اسطر چکر کہ جوق  
 حیر و بر و شعلہ کے لاکر رکھی جا دی تو شعلہ لک دسکو جلا دتا ہی اور اگر کوئی برتن مین ڈالکر دودھ لادے  
 تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گہس جاتا ہی اور وہ بکھینکتا ہی بحان تک کہ کبھی آدھا اور کبھی تمام جلا کر نکلتا  
 علی ظاہر القیاس در بھی ایسی اسیر شعلہ ہی ان شعلوں کے ہندو بیان کرتے ہن صاحبان انگریز و دانایان  
 تو نگاہ کا یہ قول ہی کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہو چکا گیس نام ہی اوسکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گہر  
 جاتی ہی آگ کے شعلہ وہاں ہی نکلتی شروع ہو جاتے ہن بلکہ اگر وہ کسی خیمے کے اندر گہسی ہو ہی ہو تو بانی اور  
 چشمہ کا بھی چلنا اور ابلتا ہوا نکلتا ہی اور جن بھاٹہ دن کے اندر وہ گہسی ہو ہی ہوتی ہی ہمیشہ وہ بھاٹہ جلتے  
 اور آگ کے شعلہ نکلتے رہتے ہن شاہان اسلام اسکو امتحان اور دریافت حال کے طرف بخت متوجہ رہی ہو گئے  
 قدرت قادر حقیقی کے کچھ دریافت خواہاں ہو گئے یہ خبر ہی مین جب سلطان فیروز شاہ باریک کا لنگرہ فرمایا  
 ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس بھاٹے کے نیچے گندہک کی کان تصور کر کے اوسنو بھاٹہ کھدوایا یا پانی بھیج دیا  
 مگر نہ کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلہ نکلتی نہ ہوئی اسو اسطر بادشاہ نے بعد امتحان پھر مندر بنو ادا سلطان  
 فیروز شاہ کے وقت اس مندر مین بڑا کتہ شائستہ ستری علم کا تھا وہ سب بادشاہ اوٹھو کر لو گیا بعد ازاں  
 جہانگیر بادشاہ نے کا لنگرہ کے فتم کے بعد اس آگ کا امتحان شروع کیا مکان کو دوا یا محضر چوڑی اسطرح  
 عالمگیر اور شاہ زیب بھی اس امتحان کے طرف متوجہ ہو اود و نصیرین سپاہی اگر اس جگہ اسطرح پڑتی ہی  
 کہ ایک مندر سے کلا علی کچھ اور دوسری مندر کے باہر راہ بشار بھاٹہ کی بلندی سے اس جونی کے ساتھ  
 پہنچی ہی کہ کیفیت اوسکی قابل دید ہی بھاٹے کے اوپر اور بھی خیمے بخت جاری ہن پھر مندر کے پاس ایک  
 اور مندر عالی ہو کر کھڑا تھا کھانا ہوا ہر کثرت ہن کہ وہ مندر بخت قدیمی بہ مذہب والوں کے وقت کا  
 بنا ہوا ہوندا کے پاس ایک دروازہ احاطہ بنا ہوا ہر صہین جاتری لوگ جا کر اترتی ہن اور جو کوئی بنا  
 جاتری جاتا ہی ہر وقت کا کھانا اوسکو دیوی جی کے پوجاری دیتی ہن اور دیو کے دونوں مندر کی احاطہ



کے اندر اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بڑی دشواری سے درشن ہوتا ہے۔ **مرشد** ل جہون کے چھار میں بھی  
 بڑی پرستش گاہ اور قدیمی مکان ہے مہاراجہ گلاب سنگھ دلی جہون بھت روپیہ خرچ کر کے اسکو از سر نو بنوایا  
 اس جگہ دیوکاندی کے کنارے کناری بڑی بڑی مندر تعمیر ہوئے ہیں اور شب جی کے سنگ اور سویتین  
 اور عین رکھی ہوئی ہیں ہندو تمام بھارت کے دھان جا کر پرستش کرتے ہیں **نچہ صاحب** اسکا حال سلیو  
 صن ابدال میں تحریر ہو چکا ہے کہ اس بھی استہان و عبادت گاہ ہندو کی پھاڑوں کے اندر بطور تالاب  
 کے ہے اسکو اندر ایک چشمہ پانی کا البتہ ہے اور چشمہ نہایت عین حق ہے یہ منون کا قول ہے کہ جہان سے طبقہ زمرد  
 شق ہو رہا ہے تہہ آب نہیں ملتی گرد گرد چشمہ کے بھت سے مندر و پرستش گاہیں ہندو کے بنو ہیں بھلی مہاکہ کہ جہان  
 بڑا میل ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ غسل کو آتی ہیں **نرسنگھ پوٹا** یہ تہہ کے مکان خوشاب سے  
 پندرہ کوس پھاڑ پر واقع ہے پھاڑ کی بلندی سے پوٹا کے طرح ہمیشہ پانی کا قاطر ہوتا رہتا ہے اور بڑی کیفیت  
 معلوم ہوتی ہے کہ دھان ہندوؤں نے بڑا مندر بنا یا ہو ہے اور اذکار کا قول ہے کہ جب ملتان میں نرسنگھ آتا ہے  
 طور پر گرد دھان کے راجہ ہر کشف کو قتل کیا تو اسی شکل سے بھگوان جہان شریف کو آئی اور انکی فرحت  
 پھاڑ سے پوٹا کا ٹپنا اور پانی کا گرا نثر وہ ہوا کہ آج تک برابر جاری ہے **بھگت کا استہان**  
 یہ تہہ کے مکان اور پرستش گاہ ہندوؤں کی ملتان میں واقع ہے کہتے ہیں کہ آگے زمانہ میں ہرکشف نام ایک  
 راجہ ملتان کا تھا وہ انہو آب کو خدا کہتا اور انہو چار عایسہ کرتا تھا مگر اسکی بھلا داب کا منکر اور  
 بھگوان کا بھگت تھا اسواسطے ہرکشف نے اسکو بٹھو کر قتل کیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں آخر یہ تہہ  
 کی کہ ایک لہجہ کا ستون بنا کر اور آگ میں لال کر کے بھلا دیکھا کہ تو اس ستون سے ننگی ہو اگر تو بھلا تو میں  
 جانو گا کہ بھگوان جسکی تو پرستش کرتا ہے سچا بھگوان ہے یہ واقعہ دیکھ کر بھلا دے اپنے دل میں بھت خوف کیا  
 اور خون کساتھ ننگی ہونا پس مال کیا اتنی میں کیا دیکھا کہ ایک چٹوٹی اوس گرم دافروختہ ستون کی مادی  
 پھری ہے یہ حال دیکھ کر اسکا خوف جاتا رہا اور سوچا کہ حافظہ حقیقہ نے جھٹلج کہ اس چٹوٹی کو چٹوٹی سچایا  
 ہوا ہے جسکو بھی چاہی گئی الفور وہ ماتہ پار کر دھڑا اور چاہا کہ ستون سے لپٹ جاؤ اتنی میں وہ ستون شوت  
 ہو گیا اور بھگوان نے نرسنگھ کی صورت پکڑ کر ستون کے اندر سے طور کیا اور ہرکشف کو اسی ستون کے اندر  
 لپکا کر چھون کر اوسکا پیٹ جاکر ڈالا اور نرسنگھ کی صورت اسی میں آدھی کی تھی اسکا کتبہ لکھا  
 کہ ان میں یہ کہہ رہا ہے کہ ہرکشف کی بھلا بھلا قبول ہو چکی تھی کہ وہ نہ تو کسی تہہ سے قتل ہوا نہ کوئی  
 وحشی درند اسکو ماری برگ کا وقت اسکا نہ دن ہوا نہ رات اور مر کر کی جگہ نہ زمین ہونہ آسمان چلے  
 ہو یہ مکان نہ شہر ہونہ میدان اسواسطے خباب بھگوان خوشام کی صورت ہو کر ظاہر ہو کر کہ نہ انسان نہ خود

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لپکا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین تھا نہ آسمان نہ کھنکھتا  
 نہ میدان اب وہ مقام جہاں جگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلا دھککت کا  
 استھان اوسکو کہتے ہیں بدیشندو دیوی کا مندر جموں کی پہاڑ سے تیس کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کے اندر  
 بہہ دیوی کی پرستش گاہ بنی ہوئی ہے اوس غار کا منہ بہت چھوٹا سا ہے اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چل کر دیوی کو درشن  
 ہوتا ہے یہاں کوئی تصویر یا مورت دیوی کی بنی ہوئی نہیں ہے بطور سادہ ایک پتھر کی بندی بنی ہوئی جو چوچ سے  
 شق ہو کر دو ٹکڑی ہوئی ہے اس غار میں آفتاب کی روشنی کا دخل نہیں ہے چراغوں کی روشنی سے زیارت ہوتی  
 اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پانی یعنی گندھکار وہاں جایا ہوئے تو چراغ گل ہو جاتی ہیں اس واسطے پوجاری سبکو لالکھ  
 پھر چراغ روشن کر دیتے ہیں اور بعضوں کا قول ہے کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور منہ بھی اوسکا چھوٹا  
 ہی جو مادیوں کا بہت ہو جاتا ہے تو ہوا بند ہو کر چراغ گل ہو جاتی ہیں اوسوقت پوجاری لوگوں کو پانی پانی لکھ  
 نکال دیتی ہیں اسی پہاڑ کی ایک دوسرے لکھری پر حضرت امام ہمدی کا چھوٹا مندر بنا ہوا ہے اور ہر سال وہاں بڑا میلہ ہوتا  
 اور ہندو مسلمان بڑے اعتقاد سے وہاں حاضر ہوتے ہیں سری اھرناتھ یہ عبادت کا ہندوؤں کی بڑی بلند  
 برتانی پہاڑ شمال شرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہے وہاں ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا  
 ہوئی ہے جس میں سو ڈیڑھ سو آدمی بیٹھ سکے پہاڑ و ہانکا بے سبزہ بزرگ سرخ اور خاکستری چلی ہوئی مٹی کی طم  
 نظر آتا ہے دس مہینے تک برابر برف اور سپر پڑی رہتی ہے ہر سال ساون سدی پورما کو جس روز کر کیا بندن ہوتا  
 ہندو لوگ خصوصاً سنیا سی فقیر دور دور سے وہاں زیارت کیواسطے حاضر ہوتے ہیں جب استھان سے فاصلہ پانچ کوس کی  
 رہ جاتا ہے تو تمام مال و سیلاب اپنا جاتری اوس جگہ چھوڑ کر تنہا جاتی ہیں استھان کے قریب چرن لگا ہوتی ہے وہاں  
 جا کر سب نہاتی ہیں پھر وہاں سے یکے کے سر پران تن برہنہ جسم اور بعض بچہ کی لنگوٹ یا ندہ کرا گئے  
 برہتے ہیں استھان کے اندر جا کر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتی ہیں اور اوس غار کو وسط میں سے  
 جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے وہی رخ نسبتہ اور منجھ ہو کر شکل شب لنگ بنتا ہے ہندوؤں کا قول ہے کہ پندرہ روز  
 چاند کی طلوع میں یہ شکل بڑی ہی شروع ہوتی ہے اور دوسری پندرہ روز ایام تاریکی میں وہ شکل برف کی  
 بنی ہوئی کلک پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سے اور چند جگہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے لکھنوی وسط کی  
 اور مقام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ رہتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار میں  
 ایک جوڑا کیوترون کا رہتا ہے جاتری کیوترون کے درشن کو نہایت ضمنت سمجھتے ہیں اور چنکو کیوترون کے  
 درشن نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ شب جی ہمارا جی میر خوش نہیں ہیں اوس تمام برفانی پہاڑ میں سوکا  
 اوس جوڑی کیوترون کے اور کوئی جانور خوش یا طیر نہیں رہ سکتا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی ہمارا

نے امرکتھیا پاربتی اپنی عورت کو سنائی اور کہو ترون نے بھی جو پاس تھیں بی اور شب جی اور باربتی کھلیج  
زندہ جاوید ہو گئی امرکتھیا اس منتر کو کہتی ہیں جسکو سنو سنی آدمی جنور اور مرنسی پاک ہو جائے اور مرگ کو صدمہ سے  
سجائے پاسو وہ امرکتھیا شب جی نے اسی غار کے اندر پڑھ کر کھی اور یانی فرسینی ہو اسطر اس مقام کا نام  
امرا تھہ مشہور ہو گیا مورخان فرنگ لکھتے ہیں کہ عیدہ غار سو گز چڑا تیں گز بلند پاسو گز عمیق ہی اور ایک بڑا  
گردہ قاتلاؤن اوسمین رہتا ہی جب ہندو دمان درشن کو جاتے ہیں تو وہ اوفسی ڈر کر اوڑھ جاتے ہیں اور بھیجی  
مشہور ہی کہ جب اس غار کے اندر گھسین تو پری سوسبت کی آبادیوں کے کنون کی آواز آتی ہے۔ +۔

**چتر گنگا** موضع سند براری علاقہ کشمیر میں ہے ایک حوض ہے کہ ماہ سادون اور عبادون میں ہندو دمان  
درشن کو جاتے ہیں ظاہر اس مقام پر قادی حقیقی کی تھہ قدرت نمایاں ہے کہ درشن کے دنون میں وہ حوض دو  
تین تین مرتبہ دن تھہ میں کہی تو لبالب پر آب اور کہی خشک ہوتا ہی **شکر اچار** ملک کشمیر کوٹن  
سیمان کے اوپر ہے ایک قدیمی ہندو بنا ہوا ہے ہندو اسکو درشن کے واسطو دور دور سے آتے ہیں **گیت گنگا**  
یہ مقام بھی کشمیر میں ہندوؤں کی پرستش گاہ ہے مساکہ کے پھلی تار سخم دمان سلیہ ہوتا ہی اور اس پر درندہ ڈان  
دو وہ لیجا کر پڑاتے ہیں **مٹن صاحب** اسکی قد اسکا مال سابق بھی تھہ یہ وہکا ہی بھان ایک اعلاشا  
تالاب بنایا اور غار و لطف اسکو ٹری ٹری غار میں ہندوؤں کے مکانوں کے ہیں اور تالاب کے اوپر ایک شہ  
لکھا ہی پانی اسکا اسی تالاب کے اندر گر تا ہی بھان کے برہمن محاتم اسکا گیا جی کے برابر کتو ہیں یعنی جڑو کا  
کریا کر د گیا بھان ہوا وہی وہ مکت کو برات ہوا تا ہی اور اسکا میں جب کوئی ہندو مر جاتا ہی تو اسکا کریا کر د گیا بھان ہی  
کرا دیتے ہیں برہمن لکھنوی ہر وار اور کو چتر کے برہمنوں کے طرح آتی جاتی وہ انکو نام اپنی قدیمی ہیون میں لکھتے ہیں تشار کا  
دیو ہی عیدہ ہندو کشمیر کے قلعہ ہری پرت کے اندر ہی ہندو اسکو بھت شکر جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔

## دوسری تقسیم ہندوؤں اور مسلمانوں کے قوموں کے بیان میں

واضح ہو کہ پنجاب کے میدان کے جنوبی و شرقی خطہ میں سب قوموں سے زیادہ مسکھہ کی قوم صو اور محض سب  
اسکو کہ اس ملک میں مدت مدید تک سبھی سلطنت دہی اور لکی غرت و توقیر دیکھ کر اکثر ہندو مسکھہ بتو رہے تھیں  
کہ ہنگی و خاکروب بھی باہل لیکر نہ ہی درنگہ ٹی مسکھہ کھلائے لگو اس قوم میں ہندوؤں کے سب قومیں ہیں مگر  
جب باہل لی اور مسکھہ بنا پھلی ذات اسکی بالکل بدل گئی اور مسکھہ بن گیا مگر اس نے اندھین کے محلہ اسی سرکار انگریزا  
کی ہر کوئی ہندو مسکھہ نہیں بنایا بلکہ پھلو مسکھہ بنو ہوئے لوگ بال مؤندہ کہ مؤندہ بنو ہوئے حلو جاتی ہیں ابتدا اس قوم  
کی حیطہ کہ ہوئی ذکر اسکا پیچھے وچ چکا ہے کہ تھری پڑھنے کے ملک میں چتر یون کی ذات تھی کہ تھری

کوئی نہیں تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور میں آئی کہ جب پر سر ام او تار نے جتروں کو بالکل قتل کر ڈالا اور اڑا  
 کیا کہ انکی نسل دنیا میں باقی نہ رہے اور سوقت عالمہ عورتیں جتروں کے برہمنوں کے گھر میں جا چھین جب پر سر ام  
 کو خبر ہوئی اسنے وہ عورتیں برہمنوں کے گھروں سے پکڑوا لوائیں اور برہمنوں سے اولاد کا حال پوچھا اور انہوں نے  
 جواب دیا کہ جیسے ہماری عورتیں ہیں عورتوں نے بھی برہمنوں کے بیان کو تصدیق کیا پر سر ام نے برہمنوں کو  
 کہا کہ اگر تھیں عورتیں فی الحقیقت تمہاری ہیں تو تم انکو ماتھہ کا لیکا یا ہوا کہا نا کہا تو برہمنوں نے بخون جانے  
 اور راری جانے اپنی کے فی الفور کہا لیا پھر جو اون عورتوں کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کہتری کہلائی لگے  
 اور وہ برہمن کہتروں کے پرست بنو اس قوم میں سے چھوڑنا نہ بین بھی اچھی اچھی امیر و زریلوں  
 سپاہی ہو گئے رہی ہیں اب بھی عید سا ہو کاری و اعلیٰ پیشہ کرتے ہیں اس قوم کی گوت بکثرت ہیں جنکی تقبیل  
 سے طوالت ہوتی ہے سر ہمسن برہمنوں کی پیدائش بقول ہندوان کے برہاگم کہہ سے ہوئی ہے اور  
 ہندوان کے چار برہمن میں انکا بڑا درجہ ہے اور آداب انکا ہندوان کے ذمہ اندر دی و ہرم شاستر کے فرض  
 و واجب ہے مگر کل ہند و برظلاف اسکو برہمنوں سے ذیل و ادنیٰ کام دیتی ہیں کہا نا لیکا نا خدنگار کہی نا  
 پانی بھرنامند و امیر و ولتمند برہمنوں کے حوالے کرتے ہیں اور وہ بچاری آفت کو ماری اپنی شکم بوری  
 کے واسطہ ذاتی شرافت کو بالامای طاق رکھ کر ذلیل کاموں میں ذلت اوٹھاتی رہتی ہیں بلکہ کسی جگہ  
 سوا اس خدنگار کے کفش بردار ہی و فراشی وغیرہ بھی برہمنوں کے متعلق ہوتی ہے جیسے حال غریب  
 برہمنوں کا ہے اور جو مالدار ہیں وہ مصری و ہمارا جی و نڈت جی و برہم مورت کہلاتی ہیں اور ورمی  
 ہندوان کی جیسے قوم بھی کہتروں کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا جیسے کہ کیطرح عورت شودرانی اور ورم  
 کہتری اسپسین سمجھت ہوئی کہتری کے تخم اور شودرانی عورت کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اسکا خطاب  
 اڑوڑا مقرر ہوا اگر کہتری اسکو کہانے اور برہمنی میں اپنی ساتھ ٹھہرنے لاتی تھی اور شودر قوم کے طم  
 اسکو بھی نعل تصور کرتی تھی آخر اڑوڑا بخت لاو جبرائیل و بیالپوریہ کے جا کر مالشی ہوا چونکہ وہ کہتروں  
 کے گور و تھی و انکو کہتروں نے ارڈری کو ساتھ ملا لیا اس قوم میں بھی سینکڑوں گوت نہیں پیشہ  
 محنت کشی کا کرتے ہیں اچھوت عید قوم پنجاب و شمالی پٹانمین ہند و مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت  
 انکو شیارہن اگر کل بیان لکھو جاوین تو ایک علیحدہ کتاب لکھی جاوے اسو اسطرح خند و اتون کا احوال خکے  
 مورت اعلیٰ کا حال بخوبی دریافت کر لیا جاتا ہے جھٹی راجپوت اس قوم کی نسل مادہ پٹی  
 خاندان میں ہے کہ وہ بھی چند رہنسی کہلاتی ہیں اصل تواریخ انکی اسطرح ہے کہ اول کسی زمانہ میں سجاد  
 ہٹی و شخص تھراٹو اٹھ کر ضلع حصار میں آئی سجادکی دختر کی نسل سے تو جیویر راجپوت ہوئی اور پٹنکی نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جسکے دو بیڑ تھے دو سکل و جیتل پیرل نے تو شہر جیلم آباد کیا  
اولاد اسکی اب تک وہاں مالک و قابض ملی آتی ہے اور دو سکل حصار کے ملک میں ہی رہا، اسکی اولاد  
وہاں موجود ہے بھٹی کی نسل سے ایک شخص بھوئی نام شہر بہتر علاقہ سرحد سے اٹھ کر پنجاب میں  
آیا اور علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی اسکی اولاد پنجاب میں بہت پھیل گئی  
اب بھی قصہ بندھی پسان و جلال پور وغیرہ میں بکثرت یہ لوگ آباد ہیں بلکہ اور مقاموں بھی ہندو و  
مسلمان بکثرت پائی جاتی ہیں بھو و باجوہ راجپوت قوم بھو بھوات کے علاقہ سکونت رکھتی ہو، اپنا اہل  
سورج بنسی راجپوتوں سے تیلانے ہیں اور سلسلہ اپنا راجہ رانچر کے ساتھ ملائے ہیں بھو و باجوہ دونوں کا  
حال اس طرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر ہودی کے وقت شلب نام ایک راجہ بمقام آج ضلع جہلم میں  
و خراج گزار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اسکی ناراضگی ہوئی پنجاب سے ہو گئی اسے بادشاہ کو اس سے ناراض کر دیا اور بادشاہی فوج  
اسکے استیصال کے واسطے مامور ہوئی آپس میں بڑی لڑائی ہوئی راجہ کی شکست کھائی اور مگر کھاکہ کر گیا اس کے  
دو بیٹی ایک گلے دوسریس ہاتھوں پر یاز رکھ کر اور یازداروں کی گروہ میں ہو کر قلعہ سے نکلی اور بھاگ کر شہر  
کے علاقہ میں ایک زمیندار جاٹ سندھو کے گھر چھپی کچھ عرصہ کو بعد گلے نے ایک سندھو جاٹ کو گھر شاہی  
کر لی اور یسے سے سمجھ کر راجہ کی نوکری اختیار کی اور موضع گول علاقہ جہلم میں آباد ہوا شادی بھی راجپوتوں  
کے کی اجاد اسکے جب اولاد اسکی کثرت سے ہوئی تو علاقہ بھوات پر جو غیر آباد پڑا تھا قابض ہو گیا چونکہ اولاد اسکی  
بھو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اوتھیں کے نام سے بھوات مشہور ہو گیا مگر گلے کی اولاد اور یسے کی اولاد  
ایسے اسکے کہ گلے کی اولاد راجپوتوں کو بیٹ سے نہ تھی بالکل علیحدگی رہی مگر دونوں قومیں بھو و باجوہ کہلاتی  
تھیں اور گلے دو لوگوں کو بھکتے تھے اس واسطے کہ وہ بعد مرغانی باپ کو ہاتھوں پر یاز رکھ کر قلعہ سے باہر نکلتی  
اور رہقانی لوگ اکثر یاز کو باج اور یازداروں کو باجوہ کہتی ہیں اس واسطے وہ بھی باجوہ مشہور ہوئی اس قوم میں  
اکثر ہندو و مسلمان دونوں مذہب کے آدمی ہیں پھولو و راجپوت اس قوم کو لوگ اپنی آپ کو سردیہ  
خاندان چندر بنسیوں میں سے بیان کرتے ہیں انکا مورث اعلیٰ مسمی بھولرون فیروز شاہ بادشاہ کی وقت مسلمان  
ہو گیا اور بہت سی زمین ضلع چنگ میں انعام پائی اور موضع بہر دال آباد کیا پانچ پشت تک اسکی اولاد  
قابض رہی بعد ازاں اسکی اولاد میں سے مسمی مانگانی کچھ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل گاٹو کا  
کالا قتل ہو گیا مگر مانگا اصل مجرم جو پہلی ہی بھاگ گیا تھا پانچ رہا اب جس قدر لوگ اس قوم کو پنجاب میں  
لو مسمی مانگانی اولاد ہیں سہرہ راجپوت یہ قوم بھی چند بنسیوں کی اولاد کہلاتی ہے  
اور سلسلہ اپنا راجہ بھنگل تک پہنچاتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یہ راجہ بعد افراسیاب ایرانی جو اپنا



و توران کی طرف سے ہنہ پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک میں راج کرتا تھا جب افراسیاب دریائے سندھ پر پہنچا  
 تو اس راجہ نے اطاعت قبول کی اور ملک مال اپنا محفوظ رکھا بعد ازاں سکندر اعظم پنجاب میں تو اس خاندان  
 کے راجہ نے پھر بھی بذریعہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ یورش راجہ لاہور کی لڑائی میں سکندر کو سبھ  
 شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑھائی کی تو اس وقت راجہ جی پال اسی خاندان میں  
 سے پنجاب کے کل ملک پر قابض تھا وہ بمقابلہ پیش آیا اور آپس میں سخت سخت جنگ ہوئی رہی آخر  
 بلا فیصلہ بادشاہ غزنین کو واپس چلا گیا بعد ازاں سلطان محمود غزنوی نے ہند پر یورش کی تو راجہ جی پال  
 نے کل ہند کو راجوں سے مدد لی اور پٹنہ کے اجتماع کو ساتھ سلطان کو مقابلہ کر لیا اٹھارہ روز باہم لڑی رہی آخر  
 عین غائبانہ کیونکہ راجہ کا ہاتھی میدان جنگ میں خود بخود بھاگا ہر چند فیلیان نے کوشش کی مگر کونہ پھر اس واسطے  
 شکر میں ہریت واقعہ میں آئی اور نہارون قتل ہوئی اس وقت راجہ اگرچہ جنگ کی میدان سے خطر میں سلامت رہا  
 مگر نہایت شکستہ خاطر اور لشتک تھا آخر اس سے اپنی بیٹی انکیپال کو سخت نشین کیا اور خود آگ میں جل کر مر گیا انکیپال  
 نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارہ اس سلطنت یا بیٹی کے سلطان فی جاہر برسر کو بعد پھر راجہ سی رنجیدہ ہو کر راج  
 اوسکا چھین لیا اور انکیپال و کمں کو بچا لے گیا اور وہاں ہی مر گیا اوسکی اولاد بھی سلطنت کو زوال کو بعد پریشان حال  
 ہو گئی اور بادشاہوں کی نوکری کر کے گزارن کرتی رہی پھر جب سلطان فیروز شاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت مکر راجہ جل  
 بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہو کر کچھ قدر فوج کا افسر قرار پایا اور اوسکی فوج بشیخا کی رفع فساد کے  
 واسطے مامور ہوئی جسے پنجاب میں سخت فساد برپا کر کے کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تھا راجہ سکت مکر نے پنجاب میں  
 اگر دریائے پنجاب پر زیر کوہ جموں دیرہ کیا اور شخا کی فساد کو روکنے میں بڑی بڑی بہادریاں کیں تھوڑی مدت کے بعد  
 بسبب بغیر بتدل سلاطین دہلی راجہ سکت مکر پنجاب میں بہت سے علاقہ کا قابض ہو گیا اور اپنی ریاست اوسنی  
 علیحدہ قائم کر لی اور قصبہ سیل بھری اپنی باب سبل النجا طیب لہریہ کی نام آباد کیا اوسکے بعد بھی چند پشت نکساج  
 اوسکا قائم راجہ سہپال پر بھی پال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان بہلول لودی نے افغانی فوج اس پر  
 مامور کی اور لکھا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری قہر سلطانی سے مامون رہے گی سہو سہو  
 معاہدہ بیٹوں اور بھتیجوں کی مسلمان ہو گیا جب وہ مر گیا تو اولاد اوسکی بہت باقی رہی اور آپس میں  
 ہو کر اس قدر تلوار چلی کہ بہت سے ماری گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کے چلے جانے کے بعد اولاد اوسکی شکار سے  
 گزارہ کرنے لگی اب یہ قوم سلہریہ راجپوت مسلمان علاقہ شکر گڑھ و مارو دال وغیرہ میں موجود ہے اور راجہ سہپال  
 کا ایک بھائی جیت پال جو ہندو رہا تھا اوسکی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہیں منہاس راجپوت  
 یہ قوم اپنے آپ کو راجہ راجپوت کی نسل سے بیان کرتے ہیں اور سورج منشی راجوں سے اپنا شجرہ ملا سکتے ہیں

اصلی حال انکا عہد ہو کہ راجہ راجیہ کے وفات کے بعد بھوم دت نام مورث اعلیٰ اس قوم کا اپنی بھائیوں کے ساتھ رنجیدہ ہو کر اجداد ہیسی اول کشمیر کو آیا پھر دہان سی واپس ہو کر چان اب قصبہ منکوٹ آباد ہوئی ایک مقیم راجہ راجیہ کے بعد اسکو نسل سیسی جیامون لوجن پڑا راجہ اقبالہ پید ہوا جنہو اپنی سلطنت بھاڑ کے ملک میں قائم کی اور پھر جیامون جو اب جیون کے نام سے موسوم ہے اپنی نام پر آباد کیا پھر اسکو چوتھی پشت میں جوگ راج ایک نامی راجہ ہوا جو شکر بکر جیتی میں جیون کا راج کرتا تھا پھر اسکو گویا بیوین پشت میں راجہ راجہ دیو ہوا جسکے تین بیٹے تھے دیو راسی جگہ سنار دیو پھر بچے دیو کے دو بیٹے ہوئے نرنگہ دیو و نرنگہ کا پوتا جو دہ دیو ہوا جسکے دو بیٹے تھے مالدیو پھر دیو چانچہ مالدیو کی اولاد میں سے راجگان جیون کا خاندان ہے جو جو مال کہلاتے ہیں اور پھر نرنگہ دیو کی اولاد سے پانچ نہیں ہوا جنہو زراعت کا کام کرنا شروع کیا اسکی اولاد نہاس مشہور ہوئی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چونکہ زراعت کا کام کرنا راجپوتوں میں منہا یعنی ٹھنہ تھا اور انھوں نے اختیار کر لیا اسواسطے بطور ہنسی کے نہاس کہلاتا مالدیو جو مورث اعلیٰ راجگان جیون کا تھا اسکی تین بیٹے ہوئے بکھار دیو پھر دیو مالک دیو اور زمین سے بکھار دیو تو دہنی کے علاقہ میں جا کر آباد ہوا اسکی اولاد اب تک زمیندارہ وغیرہ کاموں پر گہرا رہ کر رہی ہے اور اوسے علاقہ میں رہتی ہے اور اس سلسلہ کے لوگ رانا کہلاتے ہیں مالک دیو نے قصبہ منکوٹ آباد کیا جو جیون سے بغاوت پندرہ کوس مشرق کو ہے اور مالک دیو کی اولاد نرنگہ کہلاتی ہے پھر دیو جیون کا راجہ ہوا اسکی چوتھی پشت میں راجہ کوہر دیو ہوا جسکے ایک بیٹے دیو پھر دیو پھر دیو آباد کیا اسکی اولاد پھر مشہور ہے دوسرا بیٹا مالدیو کا پورا دیو تھا جسکے ایک بیٹے دیو تھے دیو سا بننا قصبہ دیو اسکی نسل سنپال راجپوت کہلاتی ہے پھر نرنگہ ام دیو ولد کوہر دیو جو چوتھی پشت میں راجہ دیو ہوا اسکی چار بیٹے تھے راجہ رنجیت دیو پھر دیو پھر دیو پھر دیو صورت نرنگہ ان چار دن میں سے رنجیت پڑا ایک نام اور نامی راجہ ہو گئے راجہ دیو اسکو وقت میں جہان سنگہ بکر جسکے نے باجم سکھوں کے جیون کو غارت کیا اسکو بعد اسکا بیج راج دیو گدی نشین ہوا جو مقام دمال متصل چیرا سکھوں کی لڑائی میں مارا گیا اور گدی راج کی تختی کے خاندان سے جاتی رہی اب اسکی نسل مودنم کہر و نہ منم دینا گم میں آباد ہے مگر راجہ رنجیت دیو کے اور بھائی جیون میں تھے پھر منجھا دیو صورت نرنگہ کے چار بیٹے تھے دیو مسیان موٹا و مسیان ہو باسلہر عورت کے شکم سے اور ورو ز اور نرنگہ دلاور نرنگہ عورت قوم جا کہہ کے بطن سے زور آور نرنگہ کا بیٹا کٹور نرنگہ پید ہوا اسکو تین بیٹے تھے کلاس سنگہ دھیان سنگہ سوچیت سنگہ انہوں نے رنجیت سنگہ کے دربار میں شری غوث درگاہی کا خطاب پایا راجہ کلاس سنگہ کا بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ اب مالک سلطنت جیون کشمیر ہے راجہ سوچیت سنگہ لالہ رنجیت راجہ دھیان سنگہ کے تین بیٹے ہوئے راجہ پیر سنگہ راجہ پیر سنگہ راجہ موتی سنگہ راجہ پیر سنگہ سکھوں کے بلوچی ہیں

قتل ہوا راجہ جواہر سنگ لادہ مراراجہ موتی سنگ جہون میں موجودی انکی خاندان میں طبریاں ریاست کا مالک  
ہوتا ہوا اور راجہ کہنہ تاج اور چوٹے میان کہلاتے ہیں چوٹا بڑی کوچہ دیا سلام کے عوض کہتا ہے ملکہ جھدر پیر  
یا جموال راجپوت میں وہ بھی آجہ کوچہ دیا کہتی ہیں ایسی بھی مہناس راجپوت بھی صاحب جہولون کوچہ دیا اور جہول  
مہناس کوچہ رام رام کہا کرتے ہیں مہناس قوم ضلع سیالکوٹ میں ہندو کثرت اور مسلمان کم رہتی ہیں -  
**اعوان** یہ لوگ اپنی آپ کو امام قاسم حضرت علی کے صاحبزادہ کی اولاد کہتی ہیں بڑا اونکا منسی  
قطب شاہ پھلو عرب غزنی میں آیا اور اولاد اسکو غزنین و کابل و پشاور وغیرہ میں آباد ہوئے وہ تسمیہ  
ادان اسطرچہ تورخیون میں ہیں وہ جہو کہ جب یہ لوگ کابل و غزنین وغیرہ میں پہل گئے تو انکا یہ طریق رہا  
کہ جو بادشاہ غرت کے طرف سے ہند کے ملک پر حملہ آور ہوتا تھا یہ لوگ بطعم غارت و تاراج مال اسکو ساتھ  
ہو لیتے اور بطحاہریان کر کے کہیں بادشاہ اگر اعوان یعنی بدکار یہاں سے اسطرچہ بادشاہی فوج انکو اعوان کہتی ہے دکار کہے پکار تو ملکہ  
اسوقت جھدر ملکہ دجادی فوج بادشاہوں کے ساتھ سوا سیلطانی فوج کے ہوتی تھی وہ سب عوانی کہلاتی تھی انکو  
یہ پنجاب میں اگر جا بجا رہتے اور اسی اعوان کے لقب سے ملقب ہوتے تھے قوم میں بھت میں جن انکو بزرگوں کے نام  
مقرر ہیں **حوان** راجپوت یہ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہیں انکو بزرگوں کی سلطنت  
دہلی تک پہنچیں قائم رہی جنکا حال مفصل تو آئندہ کے کتابوں لکھا ہے یہ اپنا شجرہ اون راجوں کے ساتھ  
لاتی ہیں پنجاب میں یہ قوم اب بکثرت مسلمان ہو چکی ہے بعض ہندو بھی ہیں کہو کہ **راجپوت**  
یہ قوم کوئی خاص صورت اعلیٰ اپنا تبار نہیں سکتی ہر ایک گوت والی اپنی آپ کو الگ الگ صورت علی  
کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور چند دہنی راجپوت کہلاتی ہیں **قوم جاٹ** یہ قوم پنجاب میں بکثرت  
آباد ہے کوئی ایسا شجرہ یا قبیلہ یا گوت نہیں ہے جن میں یہ قوم آباد ہوئی ہے بڑی زمینداری پنجاب میں جاٹوں کی  
ہے اس میں مسلمان تھوڑی سی بکثرت رہتے سنگہ والی لاہور بھی مہاسی گوت کا جاٹ تھا اسکو وقت بزر  
جاٹوں نے بڑی ترقی پائی بڑی بڑی سردار بن گئے کر نیل رنجیت سنگہ کے دربار اور فوج میں مقرر ہوئے  
جاگیریں پائیں مگر یہ لوگ اصلی جاٹ کے سب نہیں ہیں بلکہ اور قوموں راجپوتوں وغیرہ سے مل کر جاٹ  
بن گئے ہیں اصلی جاٹوں کا قول ہے کہ ہمارے بزرگ شب جی کے جاسویدہ امواتھا اسو اسطرچہ جی نو اسکاتھا  
جاٹ رکھ دیا زمین اسکی کام میں یہ لوگ سخت محنتی ہوتے ہیں اور زن و مرد اس کام کے انجام میں  
دبان مصروف رہتے ہیں رنجیت سنگہ کی فوج میں سپاہ گری کی کام بھی انھوں نے اچھی اچھی کی اب بھی  
انکو بڑی فوج میں جاٹ سمجھے جاتے ہیں خاص لاہور کے اندر بھی مسلمان جاٹ بھت ہیں جو خراسان  
آپسٹیکو کا کام کرتے ہیں بونائی و دغا بازی و دی مردائی اسقوم کا اصلی خراسان سے سرکشی و خود طلبی انکی

بین ملی ہوئی ہے دوستی کو کچے مطلب کو پکے بین جاٹوں کے ہزاروں گوت ہیں جنکی تفصیل کو واسطے  
 ایک علیحدہ دفتر چاہیے اس واسطے چند قوموں کا مختصر حال تحریر ہونا ہی باجوسی جاٹ اس قوم کا پہلی  
 بجو راجپوتوں میں تحریر ہو چکا ہے اور چونکہ انکو مورث اعلیٰ کلس راجہ شلب کی بیٹے نے شادی اپنی سند ہو جا  
 کی لڑکی سے کر لی تھی اس واسطے یہ ہم جدی راجپوتوں سے الگ ہو کر جاٹ بن گیا چیمہ جاٹ اس قوم  
 کا نکاس راجپوتوں سے ہی اور انکا قول ہے کہ بزرگ ہمارا راجہ پر تھی راج المشہور راجہ تھو را دہلی کا راجہ تھا جس نے وہ  
 سلطان شہاب الدین و علاء الدین غوری کی لڑائی میں گرفتار ہو کر قتل ہوا تو اس کے بعد اسکا بیٹا چیمہ مل  
 پھر اسکا بیٹا رانا گسگ ہو اگسگ کی آٹھ بیٹی تھیں جسمیں سے آٹھوں رانا دہول تھا دہول چار بیٹی تھیں جن میں  
 چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورث اعلیٰ ہے اور اسی کے نام سے یہ قوم موسوم ہو رہی ہے تو اگر کو مرنے کے بعد چوتھوں  
 اسکا بیٹا دہلی سے کلکڑہ موضع کا نگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار بیٹیں اسکی وہان رہتی رہیں آخر راو بن او تھن  
 بن چیمہ وہاں سے چلا آیا اور بیاس کو کنارہ ہرگو بند پورہ کو متصل آباد ہوا اور ایک گاؤ آباد کر کے اپنی دادا کی نام پر  
 نام اسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اسکی وہان رہتی رہی پھر بعد فیروز شاہ واوزنگ زیب عالمگیر اسکی اولاد  
 مسلمان ہو گئی اور بسبب اسکے کہ رشتہ اونکی پنجاب میں جاٹوں کو ہو گئی تھی جاٹ کہلائیے ناگری جاٹ  
 یہ لوگ بھی اپنی آپکو راہی تھو را کی اولاد کہتے ہیں اور اونکی بیان ہے کہ مسمی ناگر مورث اعلیٰ ہمارا اول دہلی سے  
 کلکڑہ پنجاب میں آیا اور ضلع جالندھر میں اگر اسنے کاشتکاری سیکھی جب اسکی اولاد کثرت سے ہوئی تو جابجا بھجے  
 گئی اور بسبب ہونے رشتہوں کو جاٹوں کے ساتھ جاٹ کہلائیے دیو جاٹ یہ قوم ضلع کوٹہ راہ چھٹک و  
 سیالکوٹ میں کثرت آیا ہے انکی بیان ہے کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہارا لکھی جنگل سے پنجاب میں آیا اسکا بیٹا بیٹے پڑے  
 اور ک سوال کور دیول دلو سومہر ایک کی اولاد کا اونکی نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہے اور دیو کی  
 اولاد دیو جاٹ کہلاتی ہے سند ہو جاٹ اس قوم کا بیان ہے کہ ہم اصل میں سورج پٹی راجپوتوں کی  
 ایک شاخ ہیں جو رکھ پٹی مشہور ہیں راجہ راجچند ہمارا بزرگ تھا گوجاٹ اس طرح ہو گئی کہ جب شاہان اسلام  
 کی آمد و رفت ہند میں ہوئی تو ہماری بزرگ جنگی حکومت و سلطنت تباہ ہو چکی تھی اونکی نوکر ہو گئے سب سے پہلے  
 اونہوں نے نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اس کے ساتھ غزنی کو پہلے گئے اور اسی جگہ سکونت  
 اختیار کی پھر بھی جس جس بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا تھا اسکا تو اونکی فوج میں بھی ہماری بزرگ نوکر ہو کر ساتھ آیا  
 کرتے تھے اسی آمد و رفت میں بہت سے تو اونہیں پنجاب میں رہی اور بہتوں نے ہندوستان کی سکونت اختیار  
 کی اور بہت سے پھر ولایت کو چلے گئے اگر شاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نے نوکری چھوڑ کر  
 کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدی کساہی جولاہور سے چودہ کوس پر آیا ہے اسنے گگاہ اسکے پانچ بیٹے ہوئے

سندھو ساسی گور ایا چھہ سیج ان پانچون سو پانچ گوت شروع ہوئی پھر سندھو کا بیاسی گن ہوا اوسکی اولاد  
 سندھو کھلائی لگے اورین سو بھت سو مسلمان ہوئے اور بھت سی سکھ پنجاب میں اس قوم کو سکھ بھت میں  
**کاہلون جاٹ** یہ قوم اپنی آپ کو راجہ بکراجیت کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بکراجیت  
 سے کوئی پشت بھی راجہ بکراجیت ہو جو دہار انگری کاراج کرتا تھا راجہ بکراجیت کی ذات پنوار تھی پنجاب و سکی ہوتھی  
 پشت سے منسی کاہلون پیدا ہوا تو اوسکی اولاد اضلاع شفق میں پھیل گئی اور اوسکی نام سے ایا گوت  
 کاہلون اور ضلع شفق میں رہا پھر سسی سولی جو کاہلون کے بعد چوتھی پشت سے پیدا ہوا وہ دہار انگری سے پنجاب کے ایک  
 میری یا اور قصبہ بھاگو وال متصل ٹالہ شعلہ گوردہ سپورہ اوسنو آیا دیکھا اب تمام پنجاب میں یہ قوم پھیلی  
 ہے اور پشت شدہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلاتی ہے کہیں **جاٹ و جھوٹ** راجپوت یہ  
 لوگ اپنی آپ کو راجہ دیپ راجہ چہلی کی اولاد بیان کرتے ہیں اور کہتی ہیں کہ راجہ دیپ کے دوسری پشت میں  
 راجہ بکراجیت تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص جھوٹ نام راجپوت ہوا جسکی اولاد جھوٹ نام راجپوت میں پھر جھوٹ کے  
 بعد پانچون پشت میں سسی جو وہ ہوا اوسکی ہیرال سنپال میں پھیلتی ہیرال ورنپال کی اولاد انجیک  
 جھوٹ کہلاتی ہے مگر سنپال امیر آدمی تھا اوسنے بھت سے عورتیں غیر قوموں کی گھڑیں ڈال لیون اور باہر  
 پھیلا دیون اورین ایک گھن مورث اعلیٰ گھنوں کا ہوا اوسکی اولاد کو سب اسکو کہ والدہ اسکی غیر  
 قوم سے تھی اجوتون غراہی سے علیحدہ کر دیا اوسا سطر وہ جاٹوں سے مل گئی بلکہ سنپال کے بائیس بیٹوں کی  
 اولاد جو اب بائیس گوت ہیں سب جاٹ کہلاتی ہیں پھر گھن کے چٹھی پشت میں منسی تھیں پیدا ہوا وہ گڈہ  
 کہیا میں رہتا تھا پھر اوسنے فیروز شاہ بادشاہ کی نوکری کی پھر راجہ جوں کا نوکر ہوا جوں کے نوکر کی  
 جو ڈگر اوسنے سکونت اپنی بومردہ یا نوالہ ضلع ساکلوٹ جو اب اٹراپٹرا میں اختیار کی اور کاشکاری  
 کرنے لگا اوسکی بھت سے اولاد پنجاب میں موجود ہے اور گھن جاٹ کہلاتی ہے بعض مندہ بعض مسلمان  
 سکھ ہیں گور **امی و ساھی جاٹ** یہ قوم بھی چند رہنمی دسر دیہ راجپوتوں سے نکلی ہے  
 پرا انکا منسی ملہی اپنی ملک سے غفلت نہادار ہو کر بعد اپنی رات بیٹوں کے پنجاب میں آیا اور دیت پٹانہ  
 بدوش پھر تارنا اوسکو چوتھی پشت سے سسی پتیر پیدا ہوا اوسنے ایک گانا قصور کے علاقہ میں آباد کیا اور  
 اچرن نام رکھا اوسکی اولاد تمام پنجاب پھیل گئی اور پشت شدہ داری جاٹوں کے جاٹ بن گئے۔  
**ورک جاٹ** یہ قوم اپنی آپ کو راجگان جوں کی اولاد کہتی ہیں اور ملہی منسی قوم منہاں کے  
 مورث اعلیٰ کے ساتھ اپنا سچہ ملائے ہیں کہیں کہیں اوسنے گورک پیدا ہوا جو پرا غرت داس



دریش تھا ایک روز وہ اپنی کوٹھہر کھڑا تھا کہ کبھی کوئی مست نہ پائی جیسا کہ وہاں جا رہا تھا  
 اور وہ چنچہٹ سی جوان اور سکو کڑے ہیں پکڑا ہنسنے لگا ہوا جو کڑے تھے اور سکو سنگین رہا اور ٹھاکر دیواریا  
 اتفاقاً ایک عورت جوان باکرہ سر پر دو گھڑی پانی کے اور ٹھاکر موٹی و نان آجھوٹی اور سنی چھت جیتی کے ساتھ  
 جاموس کو ایک تختہ سی کڑ لیا اور ایسی مضبوطی اور زبردستی اور سکو سنگ پکڑ کر کہ اور سکو بھرنے کی طاقت نہ  
 جب درکنے اور اس عورت کو ایسا صاحب در دیکھا تو اس سے شادی کر لی جب حمل ہوا اور نو مہینے کی سی  
 پوری ہوئی تو درک خود مر گیا اور عورت ساتھ سستی ہوئی عین آگ جلتی کے وقت عورت کا میٹ ہیٹ گیا  
 اور ایک ٹرک میٹ ہو نکلا لگ کے باہر آئرا لوگوں نے چاہا کہ اسکو بھی کاٹ کر آگ میں ڈال دیں مگر بعض لوگ  
 مانع ہوئے اور اسکو ایک میراثی اٹھا کر جافظ آباد کے علاقہ میں لے گیا اور پرورش کی اور سکنا نام انگلیاری لکھا  
 چونکہ باب اسکا راجپوت اور باجانی تھی اور پرورش بھی اسکی میراثیوں کے گھر ہوئی اسواسطے راجپوتوں  
 اور سکو اپنی ساتھ تلایا اور وہ جاٹ کہلا کر لگا اب جعفر درک جاٹ ہیں ادسی انگلیاری کی اولاد ہیں  
 اور اکثر مسلمان مذہب رکھتی ہیں **جٹ** یہ قوم اپنی آپ کو سوچ منی راجپوت سابق تو  
 ہے اور شجرہ انبار اور رام چند کے ساتھ ملاتی ہے انکا قول ہے کہ مہر مند بزرگ ہمارا خاص وجود مہار کے رہنموا  
 تھا اور اس سے بعد پانچویں پشت میں سہی سار پیدا ہوا اور اس سے جو کوئی حرکت خلاف رواج برادر ہی کے ہوئی اور  
 نے اور اس سے ملنا چوڑ دیا تب ہمارا جو دیہاتی نکلا کینجا کیا آیا اور موضع پوڈا رضلم امرتسر میں رہ کر کاشتکاری  
 کرنے لگا اور سکی اولاد کثرت سے ہو کر تمام پنجاب میں پھیل گئی اور بیستہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلا کر لوگو  
 اب اس قوم میں ہندو مسلمان دونوں مذہب کے لوگ ہیں **ججہ** و **جھٹول** جاٹ یہ دونوں قومیں  
 نکاس اپنا سوچ منی راجپوتوں سے ملاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ پھلو جام مورث اعلیٰ ہمارا شہر راج علاقہ ملتان سے  
 بنجا کر آیا اور ریا کوٹ کے علاقہ میں رہنے لگا اور سکو دو بٹی ججہ و جھٹول ہوئے جنوں نے پھلو علاقہ تیسرے درمیان  
 کھڑا لہ آباد کیا پھر انکی اولاد متفرق مقاموں میں جا کر آباد ہوئی اور بیستہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلا کر  
**لوگو قوم سیال و کھل و جڈر و ٹوانہ و کھیت و کھیر** انکاس ان قوموں کا راجو ہاں  
 قوم جو اس سے مورث اعلیٰ ان سب قوموں کا ایک ہی چنانچہ مفصل حال ان سب کا اندر دی تواریخ جہنگ نامہ  
 مولوی نور محمد سابق جہنگ کو ذکر میں درج ہو چکا ہے **جٹ** گو تری **جٹ** یہ لوگ بھی  
 آپ کو اصلی جاٹ کہتے ہیں اور انہیں کا قول ہے کہ بڑا ہمارا شب جی کوٹا سے پیدا ہوا اور جٹ بہدر کے نام سے  
 موسوم ہوا انکا بڑا بھڑ نام جو انون کی سلطنت میں بڑا نامی ہو گئے تھے اور اپنی قوت بازو سے اور سنی  
 بیکانیر کے علاقہ میں ہی بڑا علاقہ اپنی قبضہ میں کر لیا تھا اور سکو بارہ بٹی تھے پوٹیان و آسان جہاں پرک

برہمہ سولکھن چریا جاندیا کہو کہہ دہناج لیٹر لگر کہہ اون بارہ بیون کے نام پر اب بارہ قومیں مشہور ہیں  
**کاشتب گو تری جاٹ** یہ قوم راجپوتوں سے بگڑ گواٹ بنی ہوئی ہے گوت انکی تھی لین  
 لایا تار و سندھو چاہل رادر آپر تور بچا دن سر دیا وغیرہ بشمار ہیں کاشتب گو تری انکا ہوا  
 ام ہو کہ کاشتب دوتا رہیما کا بیٹا تھا جو کوئی مندوں میں سے بسب بگڑ جانے اپنی ذات کی سبب  
 ہو جاتا ہے تو وہ کاشتب گو تری کہلاتا ہے **قوم کچھیا** وہ یہ لوگ کچھ کے طرف سے آکر آباد ہوئے  
 اس واسطے سجادہ کہلاتا ہے اور بسب بگڑ کہلی وطن اولکھا بیٹا ہے وہ اپنی ذات کو بھی کہلاتی ہیں بعض  
 اور کورائے تری ہیں کہ راتھ کے معنی سخت دل اور بہن کے میں بڑی انکو راجپوت تھی لگر اب ہ بگڑ  
 جاٹ کہلاتے ہیں انکو گوت بشمار ہیں بگڑ پار گوت اور میں مشہور ہیں اول ہو ہو جو بان راجپوتوں کے  
 قوم سے نکلی ہیں وہ سوہوں ہیں جس کے نام سے سوہو کہلاتے ہیں دوسری سو کہیرا یہ لوگ بھیل تور راجپوت  
 تھے اور کما مورث اعلیٰ تھری پال نام اپنی ماٹنی عورت پر عاشق ہو کر اسکو لے بھاگا اور ذات غریب  
 ہوا جاٹ کہلانے لگا تھری بچا دن یہ لوگ سرور راجپوتوں کے نسل سے نکلی ہیں بزرگ انکو خضرہ و سالم  
 سلمان ہوئے اب یہ قوم کل سلمان ہے اور جاٹ کہلاتی ہے بگڑ پٹالہ کے علاقہ میں موضع پٹار و وغیرہ مند و خجڑ  
 بھی آباد ہیں بچا دہ جاٹوں کے قوم میں سے ایک قوم کہتر ایک گوت ہے جو خاص لاہور میں بھی رہتی ہیں -4-  
**تور راجپوت** اس قوم کا شجرہ چند رہنسی راجوں کے ساتھ ملتا ہے اور مورث اعلیٰ اس قوم کا راجہ  
 انگ پال تور و ملی کے راج کارا ہے تھا اور بچا پال انگ پال کے بھائی نے ضلع حصار جاگیر میں یا کر قصبہ  
 ہونہ آباد کیا اب یہ قوم ریاست پٹالہ میں بھٹ آباد ہے **سید اہل اسلام** میں یہ قوم سے بگڑ پٹالہ  
 کہلاتی ہے اگر یہ سجاری سبزواری بہا گڑی تھی گیلانی سائری وغیرہ گوت انکو بھٹ میں بگڑ اصل میں جنسی  
 جویشی و قسمن کے سید مشہور ہیں جنسی سید خواجہ جن علیہ السلام اور جنسی امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کہلاتا  
 ہیں پنجاب میں جنسی گیلانی سنی مذہب حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ میں گیلانی کو اولاد رہتی ہیں اور جنسی سید شیعہ  
 ہیں وہ بادشاہوں میں سے کسی نہ کسی امام کے ساتھ اپنا شجرہ ملا دیتی ہیں جن میں سے بعضی شیعہ مذہب اور بعضی  
 سنی ہیں اگر شمس سید سے سب شیعہ ہیں جنی مذہب اور کور عاری **قریشی** اہل اسلام میں سے یہ قوم بھی  
 شریف قوم ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی تھے گوت انکو بھٹ میں جویشی کہتے اصحاب کے  
 اولاد ہے انھیں کے نام سے اور کما گوت ہے مثلاً صدیقی ابو بکر صدیق فاروقی عمر فاروق عثمانی حضرت عثمان  
 سوا و ذریعہ امام حسن و حسین کے مرتضیٰ علی کے اولاد کہلاتا ہے عارفی مہدی قریشی اپنے آپ کو حضرت عارف  
 و اسد سے منسوب کرتے ہیں علی ہذا القیاس پنجاب میں اکثر صدیقی و اسدی و عارفی قریشی رہتے ہیں اور شیعہ ہاؤ

ذکر اہل تائی کے اولاد ملتان کی اسدی میں عام و خاص مسلمان اس قوم کا ہر سید و ن کے طرح ادب کرتی ہے۔  
**نسل** اصل استقوم کا ملک تاتاری پر نگین خان تاتاری امین سربراہ بادشاہ ہوگا زہرہ مذہب کا بھلا بہت بہتر  
تھا مگر جب چنگیز خان کا پوتا مسلمان ہوا تو یہ قوم کثرت مسلمان ہو گئی شان خجائی بھی خجائی خان سے لیکر تاتار  
شاہ مخرب مسلمان تھو چکے بھلو بادشاہوں کے وقت بھی مغلیہ فوج کے حملے سے پنجاب پر ہوتی رہی اور پھر  
کئی سو برس تک مغلیہ سلطنت رہی اس واسطے یہ قوم ہند و پنجاب میں کثرت آباد ہو گئی اب ادھنیں کی اولاد  
ہر جہیز اکھلائے ہیں اور انکو نام کے ساتھ بیک کا لفظ ضرور شامل ہوتا ہے زراعت کا کام بھی قوم کرکڑی  
ہر سب پاسی و نوکری پیشہ ہیں قریشی دسید و گن گھر بھی ان کے لڑکیوں کے ناطہ ہو جاتی ہیں **افغان** **لغت**  
**پشخان** مورث اعلیٰ استقوم کا قیس تھا جسے حضرت جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اسلام قبول کر گئے۔  
عبدالرشید خطاب پایا یہ قوم اہل کوہ غور میں رہتی تھی بعد از ان کوہ سلیمان کوہ فیروز و سوات و شیر و کامل  
تھہ مار میں ہل گئی اور وہ کل علاقہ افغانستان کہلاتے لگا اور سب کے کہ شانان لودی و شیر شاہ و احمد شاہ دور  
کی مدت تک پشخان میں سلطنت رہی اس واسطے یہ قوم پنجاب میں بھی کثرت آباد ہو گئی یہ لوگ پاک پڑی مٹھی بن میں جو کہ میں غلجہ  
و سفالی و قتل و قمارت انکی ذات پر ختم ہو گوت انکی شمار ہیں اگر بیان ہوں تو بخت طالت ہوتی ہے شیخ ملیر  
یہ لفظ ادب اور بزرگی کا عربی زبان میں ہے قریشی بھی شیخ کہلاتے ہیں فقیر لوگ بھی اپنی مرشد کو شیخ کہتے ہیں مگر  
پنجاب میں شیخ نام اسکو کہتے ہیں جو ہند و نیم سب ہو کر اسلام قبول کرے جو پنجاب میں بھی قوم بخت ہو انکو  
بندک ہند وار و ڈرو تھو عالمگیر اورنگ زیب کے وقت یہ لوگ بڑے شیر اور بعض برضا و رغبت مسلمان ہوئے  
گوت انکو اب بھی بھلو اور ڈرو گوت ہیں اور دو کا ڈاری وغیرہ کا کام کرتے ہیں ڈوگر یہ لوگ پنجاب  
کے جنوبی حصہ میں کثرت آباد ہیں اجپوت قوم ہے انکا نکاس ہر وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسلامی سلطنت کے وقت انکو  
بزرگ دہی اور جاحیہ جاکر تے تھے اس واسطے وہم گر مشہور تھا اب کثرت اشتغال و دگر ڈوگر باقی رہ گیا  
اور انکا خاص بیان یہ ہے کہ بزرگ ہارے کہ جموں ملک ڈوگر سے نکلی ہے تھی اس واسطے ہمارا گوت ڈوگر ہے کہ اصل  
میں ہم ڈوگر کے ملک کے رہنے والے ہیں ڈیڈہ سو کے قریب استقوم کی گوت ہیں اور مذہب مسلمان ہے جو عربی خاک  
میں تائی مٹھن کے بہتر قوم **جمہوریہ** قوم پنجاب میں بخت ہو نکاس انکا کہتے ہیں تبتائی ہیں مورث اعلیٰ انکا  
سمعی کہنوتھا جسکو نام ہے یہ قوم موسوم ہے گوت انکی بخت ہیں مذہب انکا مسلمان ہے بعض ہندو مذہب کے بہتر قوم  
ہو خجائی اور دغا بازی انکی مشہور ہے اسلامی سلطنت کے ضعف کے وقت استقوم نے بڑا زور لیا اس قدر کہ ہر  
اور تائی و زحار و پٹھانہ تک پوشی چلی گئی آخر جب بیکہ فارنگریہ پہنچی تو انکو کثرت فریاد ہوئی دبا لیا اب  
علاقہ پاک پٹن حجرہ و چوٹیان کے طرف کثرت رہتی ہیں **سادیہ** مسلمان اصلی وطن انکا کشمیر ہے

عصرہ کہ اگر یہ لوگ کشمیر پنجاب میں اگر خاص لاہور میں سکونت پذیر ہوئیں تو ملک انکا لگائی کام تھا اور رہنے کے  
 واسطے یہ زمین تمام تھا اب یہ حال ہو کہ انکی ترقی کمال ہو لاہور میں ایک محلہ صرف انہیں کے نام سے مشہور ہو گیا ہے  
 سابق سب کرایہ دار تھے پٹیانہ زرگار تھو اب بڑی بڑی عالیشان مکان ہیں فراغت کے سامان ہیں معاش انکا  
 یہ صوبہ کہ لوگ ہندوستان کے دور در ملکوں میں نکل جاتے ہیں اور وہیں بدل کر کوئی محدوبہ فیکری  
 سالک پر کیئی مجلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی عامل کوئی تاجر کوئی ہویا پرستی کوئی سادہ کو  
 سنت بن جاتا ہے اور ہر ایک روپ میں اگر روپیہ کالامہ اکثر غریب انکا فقیری و مجذوبی کے مجبور دنیا میں  
 لوگ محبت کھا جاتے ہیں اور بعضوں کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہو جاتا ہے کہ کسی نہ کسی ایک ایسے رئیس سے  
 خاطر خواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے پس دیس میں جا کر یہ اپنے نام بھی بدل لیتی ہیں کیسا نام شرطی شاہ شاہ  
 کیسا کا کا شاہ کیسا کا بنجر شاہ علی ہذا القیاس ہوتا ہے بولی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سطح کی معاش  
 و شہرت ہوتی ہیں جب روپیہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتا ہے تو لاہور میں اگر گھر میں سال دو سال یا ترم تمام کہا تو بہر  
 جب ختم ہو جاتا ہے تو پھر سفر کی تیاری ہوتی ہے اس طرح سب کا گذارہ ہے مگر اب بعض سادہ ہو کتاب خود دستی تجارت  
 بھی کرتے ہیں قوم بلوچ بھی قوم ترکمان قوم سنو لکھی ہے چلی استقوم کا قیام ماورالنہر کے علاقہ میں تھا وہاں  
 ہمراہ کسی پادشاہ کے ایران میں آئی اور قیام انکا اوس ملک میں مدت تک سادہ و فانی جب شان و وقت  
 انکو طرف بعلت منصفہ پر داری بدظن ہو گئی تو پھر وہاں سے بھی نکل کر اور جا بجا منتشر ہو کر بطور خانہ بدوشان ہنر  
 لگے زبان انکی اوس وقت فارسی تھی انک فرقت و قیام و مکران میں اگر آباد ہوا اور ایک فرقہ خراسان کے  
 متعلقہ ملکوں اور پھاڑوں میں پھیل گیا زبان میں بھی تغیر پیدا ہو گیا جیسے اب بھی بلوچی زبان میں  
 فارسی الفاظ بہت ہیں قیام مکران ہو پھر انکا ضلع ڈیرہ غار سخاں و اسماعیل خان وغیرہ علاقہات داماد  
 کوہ غری میں آئے یہ بھی لوگ اونٹ محبت رکھتی ہیں زمینداری بھی کرتے ہیں اور اگر بلوچوں سے انکا اصل  
 پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچہ کی اولاد ہیں اور ہماری بزرگ  
 عرب سے آئی تھی بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان سیر امیر حمزہ اور بعض عمر سیر امیر حمزہ کے ساتھ ملائی ہیں خلفائے  
 بنی امیہ کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کر کے بلوچستان فتح کیا تو اوسکی ہاتھ پر یہ سب قوم مسلمان  
 ہو گئی یہ قوم عموماً جاہل بے علم و ہنر بادیہ نشین ہیں زمانہ اسلام میں کچھ لیاقت انہوں نے حاصل کیا اور  
 بعض مقامات پر فرمان فرام بھی ہوئے جیسے غار سخاں بانی ڈیرہ غار سخاں بھی بلوچ تھا اور ریاست  
 حفاظت کی اب تک موجود ہے انکو علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو متن کہتے ہیں اور متن میں ایک تمندار ہوتا ہے  
 اس زمانہ میں زیادہ تر یہ قوم کنارہ بحر ہند پر آباد ہے کہ نام اوسکا بلوچستان مشہور ہے دریائے سندھ سے لیکر

فارس کے دہان تک اس ملک کی دست ہو بلوچستان کے شمالی حد پر ریگستان بھرت ہیں اور چند بھارت بھی واقع ہیں  
 جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے دہلی کو آیا اور سوقت میر جاگیردار قوم بلوچ کا مدد اپنی قوم کے بڑا  
 بادشاہ دہلی تک گیا اور جنگ کے معرکوں میں خدمات شایستہ بجالایا بادشاہ نے بعض خدمت اور سکھ خداتہ  
 سنگھہ جاگیر میں عانت کیا اور وہ سنگھہ میں قیام پذیر ہو کر وہاں جی مرگیا اس سے اس علاقہ میں بھی  
 بھیہ لوگ بکثرت آباد ہیں رفتہ رفتہ بھیہ قوم اتنی بڑی ہوئی کہ افغانستان تک انکی آبادیاں ہوتی چلی گئی اور تہا  
 تک پہنچی ہو چکی تھی شاہ حسین لنگاہ حاکم لہستان کے وقت بھی اس قوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سہراب بلوچ منظور  
 شاہ حسین ہوا اور جاگیر دار بنا اور بلوچ بھی اس کی وقت جاگیر دار تھے جنکی جاگیریں دریائے سندھ کے کنارے  
 تھیں جن کثرت ہوں کی سوای علاقہ قحطیات نہ تھیں اور شہروں میں بھی ہیں جو کہ اس قوم کے ذکر میں کر خان قلات کا  
 درمیان کیا ہوا ہے کہ اسکا ذکر مختصر ادج کتاب ہو ذکر ریاست قلات یہ ایک علمی رہاست  
 خود مختار مابین علاقہ والی کابل اور سرکار انگریزی کی ہیام قوم بلوچ میں سے بھی آج کل ایک ٹیپو ریاست آباد ہے حال اسطرح  
 ہے کہ عبداللہ خان قوم برہی کا سردار ایک جوانمرد بھادرا آدمی تھا اور سنو اپنا تصرف قلات کی علاقہ پر  
 کر لیا چونکہ اسی علاقہ میں ہی کچھ علاقہ یار محمد خان سرائی کے تصرف میں تھا عبداللہ خان اور یار محمد خان  
 کی آپس میں لڑائی ہوئی عبداللہ خان لڑائی میں مارا گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبداللہ  
 کے بیٹے کو مدد دیکر کچھ علاقہ بطور خون بھاء عبداللہ خان کے یار محمد خان چکریا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ  
 یار محمد خان سے جیت لے بادشاہی حکم سے منحرف ہو کر یار محمد خان کے ساتھ مستعد جنگ ہوا بادشاہ فرمائش فرما  
 پر خضیاک ہو کر تیریل فوج محبت خان کو سمعہ اسکر فرزند نصیر خان کے گرفتار کر لیا محبت خان تو قتل کر دیا گیا  
 اور نصیر خان چند عرصہ قید رہا اتنی عرصہ میں علیمرد اسخان ہرات میں باغی ہو گیا بادشاہ نے نصیر خان کو رہا  
 کر کے انسر فرج بنایا اور ہرات کے ہم پر مامور کیا نصیر خان ہرات جا کر پنجاب ہوا اس خدمت کے عوض میں  
 بادشاہ نے قلات کا ملک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازاں جب بادشاہ پنجاب میں آیا تو بھی نصیر خان خدمات  
 شایستہ بجالایا اور انکو بعض علاقہ سرحد جاگیر میں پایا نصیر خان بڑا نامور بھادرو دلیر لائق سردار تھا تمام  
 قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر و فرما کر لیا تھا لاکھ لاکھ سپاہیوں کے ساتھ ہوا اور قافلہ سودا گروں کے اسکو بہت  
 درہ بولنے لگے کہ تو اور لاکھوں روپیہ کا مال ہرات و قندھار سے لاکھوں دستان میں فروخت کر تو اسکو تین بیٹے تھے  
 مصطفیٰ خان محمد رحیم خان محمود خان بعد وفات اسکو مصطفیٰ خان سندنشین ہوا اسکو محمد رحیم خان اسکو سنان  
 نے مار ڈالا اور ہرند کو بھاگ آیا سوقت محمود خان خور دسال تھا مسما ت ذہنت اور نکلی والدہ کو تسلی دلا سنا  
 دیکر محمد رحیم خان کو اپنی پاس بلایا مگر وہ راہ میں مر گیا اسکو مرگ کا باعث معلوم ہوا اسکو بعد محمود خان



ہوا اسنی علاقہ ہر مذہب ہمارا جہ بخت سنگہ نے چھین لیا اور قلات کے ملک میں بے انتظامی ہو گئی محمود خان کے بعد محراب خان اور سکابٹیا جانشین ہوئے۔ ۱۸۳۷ء میں جب سرکار انگریزی سبھایت شاہ شجاع الملک کے فوج لیکر اسلئے سندھ قندھار کو گئے تو وہاں عاقبت اندیش مقابلہ پیش آیا اور لڑائی میں مارا گیا اور ملک سرکار کے قبضہ میں آگیا بعد چند سال کے پھر یہ ملک نصیر خان نیر محراب خان کو عطا کر دیا بلکہ واسطی حفاظت درہ بولکن کے پناہ ہزار روپہ نقد سالانہ دینا منظور کیا چند سال انتظام اچھا رہا اور آمد رفت سودا گردوں کی ہوتی رہی ۱۸۴۷ء میں نصیر خان مر گیا اور خداداد امان مٹا اور سکامند پڑ پٹیا اسکی وقت پھر ملک میں بے انتظامی ہو گئی اور اکین سلطنت بگڑ گئی گشت و خون ہونی لگا پچاس ہزار روپہ سالانہ سرکار کو بھی دینا بند کر دینا جب نہ تھا اعتباری ہوئی تو سرکار پھر اس پر یاست کے انتظام کے طرف متوجہ ہوئی خاں پناہ اب پھر ریاست زیر حمایت سرکار انگریزی کے ہو گئی۔ **قوم پناہ** قوم پناہ میں اکثریت رستی رہتی ہے روشنی بالنا اور دودھ پینا انکا کام ہے اصل میں گوچر انکا نام ہے کہ گوچر گاؤں چھوٹے ہیں اب گوچر کا لفظ لگ کر گوچر بن گیا یہ لوگ دودھ میں پانی بھی اکثر ڈالتے ہیں اصلی دودھ پینے والا انہیں کوئی بھت ہی کم ہو گا مذہب انکا مسلمانی ہے۔ **ارامین** استوم کے گوت بنیاد ہیں نکاس اپنا پھر راجپوتوں اور کتھوانوں سے بیان کرتے ہیں پھل پھل کے علاقہ میں رہتے تھے آخر لنگاہی سلطنت کے زور سے یہی سوتنگ اگر پنجاب کی طرف آئے اور اس قدر پہنچے کہ اب کوئی شہر و قصبہ دکانو اسنی فالی نہیں ہر امن کا شکار بھت ہیں اور بعض سری فروشی وغیرہ کا موٹنر بھی صرف ہیں انگریزی سلطنت میں یہ قوم فارسی و انگریزی علم بھی بہت پڑھ گئی ہے **مافرد** اصل میں یہ ایک پٹہ سفید بانی کا ہے مگر اب یہ ایک قوم مشہور ہو گئی ہے قومیں اور گوت انکو مختلف ہیں جولانہ کہلاتے ہیں **محب** یہ ایک قوم ہندوؤں کے قوموں میں سے شلار و ڈرون کے مشہور ہندو کا دیو پار انکا کام ہے **محب** یہ قوم نکاس اپنا چوان راجپوتوں سے متعلق ہے یہ بھی بطور غانہ بد و شون کے رہتی تھی اور طرح طرح کر و قرب سے معاش پیدا کرتی تھی اس واسطی بہرہ دینے مشہور ہوئے اور یہ لوگ اکثر لوگوں سے الگ و رقت بھی کرتے ہیں **مکھی** و **وارہ** یہ ایک آوارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب میں ہے جو ملک ملک و علاقہ بھرتے رہتے ہیں کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں **تیلی** یہ قوم تیل نکالتی کا کام کرتے ہیں گوت انکو بھت ہیں مسلمان مذہب رکھتے ہیں **لونا** ر **شکھان** یہ دونوں قومیں فی الحقیقت ایک ہی تھیں مگر فی لوصو و معاشی کا کام کرتے ہیں پنجاب میں مسلمان بھت ملک بے شمار ہیں بعض سکھ و ہند بھی ہیں گوت انکو بنیاد میں **چنیا** یا **دھوبی** یہ قوم کپڑے دھوئی اور رنگی کا کام کرتی ہیں خیاطی کرنا بھی انکا کام ہے مسلمان بھت ہندو کم ہیں **چنور** یہ قوم ہندو و مسلمان دونوں قسم کی ہے ہندو و چنور کہا رہتا ہے نانی

کام کرتی اور ڈولی کی سواری اٹھاتے ہیں گوت انکو کثرت میں مسلمان چنور رشک دھاتے ہیں اور  
دیہات میں نان پزی و خد شکاری کرتے ہیں **چ** ریحہ لوگ پنجاب میں اکثر جوتیان سیتی ہیں گرنجالی موہ  
علیہ میں گوت انکو بھت ہیں موچی تمام مسلمان میں چار دن کا کوئی مذہب نہیں ہر **چ** ریحہ لوگ  
ایک ہی باس ہوتے ہیں کسی گانویا شہر میں مقیم نہیں رہتی جاڑون کے دنوں میں شہر دن اور قصبوں کے باہر اگر  
کھسبان لگاتی ہیں سخت مزدوری انکا کام یہ مذہب انکا اسلام بعض انہیں سیاب شہر دن اور قصبوں میں مقیم  
بھی ہو گئی ہیں اور مکانات بالائی ہیں **ن** نامی ریحہ لوگ بھی ایسی گوت بھت رکھتی ہیں موتراشی و حجات و چرا  
و خد شکاری انکا کام یہ **و** اول ریحہ لوگ جو گئی کہلاتی ہیں کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انہیں سیوال پنی  
اور رامالی کا کام کرتے ہیں اور بعض مرج خوانی کر کے بیکہ بانگوت ہیں بعض مد حکیم کہہ کر گلیہ نہیں بھرتے ہیں گوت  
انکو بیمار ہیں لاہور میں خاص ایک محلہ انکا آباد ہے **س** سنی ریحہ لوگ ادارہ گرد اور خانہ بدوش ہیں  
مردار خوری اور جوری انکا کام یہ ہر ایک جانور کو مار کر کھالیتی ہیں کتے بکری گدڑ چوہا لونٹر وغیرہ کسی جانور  
کے کھانے سے یہ نہیں بھین کرتے گاؤں گاؤں بدہ بدہ بھرتے اور جوری کرتے ہیں **ک** کچی ریحہ لوگ  
ہندو کھال تھو جب مسلمان ہو کر تو کوئی شخص منہی انکا انکا مورث اعلیٰ ہوا اسکی نام سے ریحہ لکھی ریحہ مشہور ہو  
اور ریحہ شتور بائین اولاد کو کہتے ہیں اگرچہ ریحہ لفظ افغانوں کے قوم میں یہ ایسی ہی گناہیں بھی مشتمل ہو گیا ہے  
اب ریحہ لوگ شیخ بھی کہلاتے ہیں پیشہ انکا غلہ کا بیوپار و منہم فروشی و سوداگری و دکانداری وغیرہ ہے  
**ل** لہ پنجاب میں ریحہ ایک قوم ہندو مسلمان سوائے اگرچہ وہ اپنی آب کو ہندو ظاہر کرتے ہیں مگر  
اونکی عادات اور اطوار ایسی ہیں کہ ہندو مسلمان ہر دو قوم انسی پر پیر کرتے ہے مگر چار دن اور چور دن اور  
سانپوں سے بھی اپنی آب کو افضل سمجھتی ہیں حرام نہیں کہاتے اب ضلع لاہور و سیالکوٹ وغیرہ میں ریحہ لوگ بھت  
ہیں اور کشکاری کرتے ہیں موضع لبان والہ وغیرہ میں انکی ملکیت بھی ہر **م** مصلے ریحہ لوگ  
جنگلی قوم چوڑی تھے پھر مسلمان ہوئے اور مصلے یعنی نمازی کہلانے لگے پنجاب میں ریحہ قوم بھت ہی میرانی  
ریحہ لوگ پیشہ کرسی خوانی و خد شکاری زمیندار دن کا کام رکھتے ہیں ہر ایک جہان کا کرسی نامہ نام بنام بنام  
یاد ہوتا ہے نسبت دشا دی کے وقت مجموعہ عام میں کرسی نامہ پڑھتی ہیں حق حقوق انکو زمینداروں کے اوپر  
جو مقرر ہیں انسی انکا گدارہ ہو چو کہ ریحہ کام انکا قدیمی رشتہ ہوا اسلی میرانی کہلاتی ہیں **ک** کشمیر کے  
ریحہ نام اگرچہ کشمیر کے ملک کو ساتھ منسوب ہے مگر پنجاب میں اب ریحہ ایک قوم مقرر ہو گئی انکو گوت ہزار دن ہیں  
جنہیں شریف نجیب زریل وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہیں انہیں ہر ایک ہندو کشمیری مذہب میں جو فارسی  
خواندہ ہوتے ہیں اور اچھے اور غریب ہندو ہر مسلمان کشمیری ڈاروٹ وغیرہ اکثر پنجاب میں پشانی

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہیں بعضی سفید بانی میں مصروف ہیں شمالی کو بی بھی انہیں کا کام ہے  
**شیخ و ہولے** یہ قوم خاص پنجاب میں رہتی ہے سداً غنی سرور سلطان کے محید داج و علم بردار ہیں  
 ہیں گداہی و درویش گری پرانکا گذارہ ہر گداہی کے وقت ایک کے ہاتھ میں علم ہوتا ہے اور دوسرا ڈھول بجاتا  
 اور منہ سے حضرت کے تعریف کے جملے گاتے جاتے ہیں دھولکل اور لنگاہی کے میلے کے قانون کے ساتھ یہ سنگیڑ  
 ہوتے ہیں اور ڈھول بجاتا ناچتی ہو کر فٹلے کے ساتھ جلتے ہیں لاہور میں جو سرد کے قدموں کا میلہ  
 ہوتا ہے اس وقت بھی یہ ہزاروں جمع ہو کر آتے ہیں **سہ سہ** یہ قوم بھی خانہ بدوش قوم ہے  
 سانپ پکڑنا اور میں بجانا اور لوگوں کو سانپ دکھانا اور گداہی کرنا اس کا کام ہے اکثر انہیں جو گلوں کے طرح  
 کا نوٹھن ہندوین بنتی رکھتی ہیں اور گوروں کو رکھنا تہ کے چلے کہلاتے ہیں ہندو مسلمان کی انہیں کو تہ  
 نہیں چھو دینو کے ہاتھ کا کھانا کہلاتی ہیں **قصاب** یہ ایک مشہور قوم ہے اخراج انکا اکثر تیلیوں سے  
 ہے گوت انکو ہتیار ہیں گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانوروں کا ذبح کرنا ان کا کام ہے **معنی یعنی**  
**دوہم** پنجاب میں یہ قوم ٹھہرون اور قصبوں میں بکثرت ہے یہ لوگ راگ گاتے اور سازنگی و سار  
 و طبلہ ساز بجاتے ہیں بعض تو انہیں قوال ہیں جو شایخ کے سامع کے مجلسوں میں جاتے ہیں اور بعض ناچنے والے  
 کچھ بیویوں قاصد کو تعلیم دیکر رقص کے وقت انکو بھی ساز بجانے کے واسطے کھڑی ہوتے ہیں انکو عودات بھی  
 اشراقوں کے مترادف ہوں میں بوقت شادی کے جا کر گاتے اور ناچتی ہیں بعض انہیں سے بھانڈا اور نٹا  
 ہیں جو راگ بھی گاتے اور نقلیں اور سوانگ بھی بھرتے ہیں **ہنگلی خاکروب** پنجاب میں یہ قوم  
 مشہور ہیں تعداد میں یہ بڑی قوم ہے اور گوت انکو بھی ہتیار ہیں انکا قول ہے کہ لال بیگ فقیر نے کراچی  
 وقت کا ایک بزرگ تھا یہ نہ ہا سجاد کیا اور بھکوا یا چلیہ بنایا خاکسار ہمارا نام ہے خوا کر وہی ہمارا کام ہے نہمت  
 خدا کی عام ہے نہ کچھ حلال ہے نہ حرام ہے اس واسطے ہم سب کچھ کھاتے ہیں جو کچھ ہندو مسلمان مراہو امر و انکھتے ہیں وہ  
 ہمارے نزدیک اچھا ہے کہ خدا کا بار بھوای جو کچھ انی مارا وہ ہم نے کھایا نہ مار کر جو کچھ کھانا ہمارے نزدیک گناہ  
 ہے کل ہنگلی اپنی محلہ میں فعل بیگ کا چوترا نہ بنا کرتے ہیں جموات کے رات وہاں خرافان اور شیرینی تقسیم  
 کرتے ہیں سادو میں انکو مسلمان اگر نکاح لڑکی لڑکا کا پڑہ دیتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے تو بھی ملا کو جنازہ  
 کے واسطے بلاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی ہو قوف بر علم طماع ملا وہاں جا کر کچھ کام کرتا ہے مردی ان کے  
 وفائی جاتے ہیں قبرستان انکی مسلمان سے علیحدہ ہیں **خوٹے** یہ قوم پنجاب میں  
 سکھ قوم کے ایک شاخ ہے چلی چلی بھی ہنگلی خاکروب دیہاتی خٹکوں اور گوندھک سکھوں کے دسویں گور  
 انکو پالنے سے سکھ بنایا کہیں کہنا اسی مسلم کیا چوری و غارتگری کی بدایت کے رسمیں انکو سب سکھوں کے مطابق

ہیں سرکار نے وہی کے غدر کے وقت چند پلٹیں انکی بھرتی کی گور و صاحب کی ہدایت کے بموجب یہ مسلمانوں سے سخت دشمنی رکھتے ہیں اسبب بخونی و چوری و غارتگری انکے کے سرکار انکی ہر وقت نگران رہتی ہے نہ صلہ و جبر جبکہ یہ یہاں سے اور رتوں میں فحشست انکی دفتر و زمین میں رہتی ہے **طوالیف یعنی کسی کی سخن** پنجاب میں اس قوم کو کچھ کہتے ہیں کل قوموں میں سے یہی ازل سے غیرت دیوت قوم ہے منجرہ انکا مادر سی ہے بایں انکار و یہی لڑکیاں اور کنیر کمین اپنی بھیزنا کے پیشہ پر بھلا دیتی ہیں زنا کی خوجی جیکر کرتی ہیں جتہ لڑکیاں انکی زیادہ تر کھائیں رات دن زنا کریں اور معذور انکی لائق مذمتی بیان ہوتی ہے اور اگر انکی نسبت کسی شخص سے کسی لڑکی کی محبت ہو گئی تو وہ بہوری والی یعنی نالائق محض کہلاتی ہے بعضی شرعہ ایسی ہوتی ہیں کہ جب کوئی اسے عقل کا اندازہ کرے گا پورا انکو دامن میں آتا تو تھوڑی سی دنوں میں اسکو لوٹ کر رہا کر دیتی ہیں کہ نہیں چھوڑ کر مردوں میں سے بعض شریر ایسی ہوتی ہیں کہ رندھی کو معذور پورا اور ایجاتے ہیں اور کچھ ہتھ دیکھتی بچلتے ہیں غرض کہ انکی محبت و دشمنی دونوں بلاؤں عظیم ہو دانا لوگ انکو سایہ سے ڈرتے ہیں اگر کوئی کچھ یا کچھ رو برد آجاء تو لاجول پڑتی ہیں۔ سخت سنگہ کے وقت اس قوم کی بڑی ترتی ہوئی سبب سکر کہ سوران کچھری کے نسبت سخت سنگہ کو اس قدر عشق ہو کہ وہ کچھ روک گھڑا تا ہر طرح کی اور انکی ناز برداری اٹھاتا رہتا ہے سکہ اور سکا جاری کرایا اسکا گھر دار الضرب بنایا کل سلطنت کو معاملہ کچھ روک کے گھر و زمین فاصل ہوتی ایک کچھ اینو آپ کو شریک سلطنت سمجھا اور ورسو سکھوں کی سلطنت کو اخیر تک یہ لوگ خود مختار تھے ہزاروں لڑکیاں شہزادہ بھٹاڑ سے تنگو اگر انہوں نے پیشہ پر بھلا دین اپنی گہروں میں بھریان جولانے کا ٹھہ تیار کر کے جو کنیرک یا لڑکی ان کی دنیا بھی انکو حکم سے پرہیز تھی تو فوراً اسکو پاؤں میں بٹھیر ہٹا دیتا اور ہیری کو شہزادوں میں بے آب و اندہ کر دیتی چاہے ہمارے کے مار دیتی کوئی پرسان مال نحوادت تک بھی حال نہ آخوذ اور نہ کچھ کو بھلا دیندہ نہ آیا سکھوں کا دور اٹھایا سلطنت انگریزی کا وقت آیا کچھ روک کے بھریان ٹوٹیں کاٹھ حاکم ہزاروں کیرکوں نے اینو دل والو دوستوں سے نکاح کر لیں ہزاروں علیحدہ ہو کر بازار میں جا بٹھیں آئندہ بڑے و غلام خریدنے کی ممانعت ہو گئی لڑکیاں کم پیدا ہوئیں اور حکم ہو گیا کہ جب عورت اٹھارہ سال کی ہو جاوے تو چھ پیشہ پر لگائیں ایسی اسوہات سے بازار اس قوم کا سرد ہو گیا گراں بھی جو کوئی ناکر وہ گناہ انکو نہ میں نہ تھا ہو جائی اور سکا خدا حافظ ہو **سنا** یہ قوم پنجاب میں نوٹناؤں کا کام کرتی ہے ہندو مسلمان دونوں قسم کے سنا میں گوت انکو شمار نہیں خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بگناہ مال انکو پاپس آتا ہے تو نیت انکی میر جانی ہے اور سکر جن میں اسطر ہزار آفریب اور دغا بازیاں کرتے ہیں کہ میں ناگنا زیادہ لگا دیتی ہیں کہ میں اصلی جاؤں یا سونی میں کہوٹ ملا دیتی ہیں کہ میں وزان کے وقت اور الیتھ میں غرض کہ انکی فریب اور دغا بازیاں توں کا شمار

ہنہیں اور جو نہ کرے وہ سارہنہیں بیکانے مال کے ہضم کرنے میں انکا بیٹ بھت فراخ ہو رہا ہے لیکر بارہ آنہ واپس  
 دینی تو بڑی دیانت داروں ہندوؤں کا کام ہو سواس کام کے کرنے والو جو ہندو سارہنہیں ڈالنے دیانت  
 ہنہیں سلمان بڑی عیار ہنہیں کل مال ہو اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدین تو غنیمت ہو بعض تو ایسی ہوتی ہنہیں جو  
 لوگوں کا مال ہی لیکر وطن چھوڑ جاتی ہنہیں بعض دوائے بجاتے ہنہیں اور پنجاب میں بھی مشہور بات ہو کہ سارہنے  
 ایسے والدہ کے نسلی تباہی کے واسطے کی جب تک اسنو اوسہن سے مال چور لایا آرام نہ آیا سارہ  
 یہ قوم بھی پنجاب کے ملک میں بکثرت رہتی ہو مذہب انکا مسلمان ہو تجارت دوکانداری کام ہو انکا دعویٰ ہو  
 کہ ہم ابن ہنہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہنہیں اول کسی بزرگ ہمارے نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے حاضر ہو کر خلعت اسلام بھینا مورث اعلیٰ ہمارا پیرا پنجاب میں آیا اوسے نام ہو ہمارا محمد نام قرار پایا  
 ہو کہوت بھت ہنہیں کفایت شکاری و کرم خرمی میں بھی لوگ مشہور ہنہیں ان فرد مشہور رویشم فروشی مشہور ساری کام میں مشہور

## تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانی وغیرہ مذہبوں کے عقاید کے بیان

فی زمانہ پنجاب میں بھت طرح کے مذہب رایج ہنہیں جنہیں سے بھت قدیم و پرانا مذہب ہندو مذہب  
 تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں اسکے رواج ہو اسواسطے چند اعتقاد اس مذہب الون کو لکھو جاتی ہنہیں اول  
 انکا قول ہو کہ برہما شین مہیش سب دیوتاؤں سے بڑی دیوتی ہنہیں جیکے قول میں کل جہان کا مداری اور طاقتور  
 برہما کی صورت بنکر دینا کو پیدا کرتا ہنہیں کی شکل بنکر بالائے مہیش یعنی شب کی صورت بنکر رات اور رات کا  
 اور جہان کے پیدائش کی ابتدا اسطرح ہوتی کہ شب سے اول نش کے ناف سے کنول کا پہول نکلا اوسہن سے برہما  
 پیدا ہوا برہما اور شین اسہن جگہ نے لگو برہما نے کہا میں تو تھک چکا ہوں میں نے کہا میں تو تھک چکا ہوں میں نے  
 آسمان سے ایک ہوان ظاہر ہوا اسہن سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہو اور یہ شین ہو جسکی ناف سے کنول کا  
 پہول نکلا اور اس سے نو نکلا ہو اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اوس سے ہون کی طیرف غور سے دیکھا تو اسہن سے  
 ایک لنگ نظر آیا برہما سواری مہنس لنگ کی پیدائش کے واسطے اوپر کو اوڑا اور شین سواری گرٹا مال  
 کو دوڑا اس شہر میں تک دو نو پیدائش کرتے رہے گرٹا لنگ کا انتہا نہ پایا ت برہما نے جان لیا کہ میرا لنگ  
 اور پیدا کرنے والا بھی لنگ ہو دو دوسرے اعتقاد ہندو مذہب میں کہ دس مرتبہ ہنگو ان یعنی خالق حقیقی نے  
 دس جہون میں اتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہو پھلا پھلا ہوا تاکہ کتنی ہنہیں کہنگھا سہر دیکھ برہما کے چارون ہندو  
 چکر کر نکل گیا اور محمد ربین جا کو غایب ہوا برہما نے ناچار ہو کر جگوان سے عرض کیا جگوان تو مہلی کی صورت اختیار کر  
 اور محمد کے تہ میں جا کر نگھا سہر دیت کو مارا اور پیدا ہو کر اس کے پیٹ سے نکلا لگو برہما کے حوالے کنو دوسرا



کچھ داتا کہ دیوتاؤں نے چودہ رتن نکالنے کے لیے جاہا کہ سمندر کو دھسی کی طرح بلوئیں اس واسطے سندر اچل بھار کی ٹی  
 اور باسک ناگ کی اوسہیں سی ڈال کے سمندر کو بلوئی لگے سندر اچل بھار جو بھت گران تھا پاتال کو جانے لگا دیوتا  
 اوسکو سینہاں نسکو اور بھگوان سے عرض کی بھگوان نے کچھ دھوی کی صورت ہو کر اوس بھار کے نیچے بیٹھ کر کہہ دی تب  
 دیوتاؤں نے حسبِ لخواہ چودہ رتن نکالے تیسری طیارہ اوتار کہتی ہیں کہ ایک دیت ساری زمین اور زمین کے  
 پریمی و لون کو بلور باکے طرح چلیٹ کر پاتال کو لے گیا اور عالم مخلوقات کو بالکل نیست و نابود کر دیا اس واسطے  
 بھگوان خود کے صورت اختیار کر کے پاتال میں گیا اور دیت کو مار کر زمین اوسکو ماتھے سے چوڑا لایا تھا  
 زمینگاہ اوتار کہتی ہیں کہ ہر نکشف را جبہ ملتان نے اپنی پریشش شروع کرائی اور بھلا داپنی بیٹی کو جو خدا پرست تھا  
 کو ہی کاستون گرم کر کے تکلیف دی کہ اوس سے بخلگیر ہو بھگوان ستون کے اندر سے اسی صورت نکلا کہ اوپر کا دھڑ  
 شیر کا اور نیچے کا آدمی تھا اور اپنی بیٹی سے ہر نکشف کو ہلاک کیا اسچوان باون اوتار کہتی ہیں کہ بھگوان دیوتاؤں  
 کے کہنے کے بموجب بقدر باون انگلی کے حجم اختیار کر کے راجہ نل کو کہ بھت عادل اور خوش حضال تھا چل اور  
 فریب کے سلطنت سے خارج کیا چٹی پر سرام اوتار کہتے ہیں کہ راجہ ہنسہر باہو جہری نے جہد گن برہمن پر سرام  
 کے باب کو کہ اوسکا ہنزلف تھا قتل کر دیا بھگوان نے کہ اوسکو بدالینے کے واسطے جہد گن کے گھر خیم لیا ہوا تھا کیا  
 تمبر ماتھے میں لیکر ایک خون کے بدلے ساری جہان کے جہترو کو قتل کر ڈالا جہترو یوں کے عورتوں سے کہ برہمنوں سے  
 ہم ہترو یوں کہتری پیدا ہوئی ساتویں انجندا اوتار کہتی ہیں کہ راجہ کے قتل کے واسطے بھگوان گراجہ جہترو کو گھر  
 خیم لیا اور راجہ چند نام پا کر راون کو قتل کیا اوسکا قصہ مشہور ہے آٹھویں کشن اوتار کہتی ہیں کہ بھگوان نوراجہ  
 کنس قتل کے واسطے جہترو کا راجہ تھا باسدیو کے گھر دیو کی کے پیٹ سے جو کنس کی چھیری میں تھی تولد ہوا اور  
 کنس کو قتل کر ڈالا اور حکومت تہرا کے راجہ اگر سن کو دئی اوس اولیٰ عورتوں کے ساتھ بھت عیش کیا  
 اور بانسری بھائی کا اوسکو بھت شوق تھا تو بن بو دتا اوتار چھ اک صورت صندل کی بنی ہوئی بھٹا تھ میں  
 رکھی ہے ہندو کہتی ہیں کہ تمام عمر میں جو کوئی ایک مرتبہ اسکو درشن کرے تو تمام گناہ اوسکو عادت ہو جاتی ہیں جو  
 کلکی اوتار اسکا طور ابھی نہیں ہوا کہتی ہیں کہ چھ اوتار سنبل شہر میں لہندت برہمن کے گھر پیدا ہوگا اسکو  
 پیدا ہونے سے کلجگ کے تاثیر بدل کر سنت جگ کا زمانہ شروع ہوگا تیسری دیوی و دیوتے ہندوؤں کے بنیادیوں  
 جتنی مورتن بنا کر پوجتے ہیں منجلا انکر شب جی کے لنگ یعنی آکت کی پریشش ہوتی ہے اور وہ لنگ پتھر کا بنا ہوا  
 چاندی کے اندر جتنی صورت فرخ کی ہوتی ہے رکھا ہوا ہوتا ہے اور اسکو سمندر بنا کر پریشش کرتے ہیں برہما کی پوت  
 چار کہی ہوتی ہے کشن جی کی تصویر سیاہ رنگ سر پر تاج پاس ایک دو عورتیں گوجری خانی ہیں اندر دیوتا انکر  
 اعتقاد میں ہنسٹ کا راجہ نہرہ سبائے والا جہم راج یا ہرم راج دونوں کا والد و فخرت کا بعد مر کے حساب

لینے والا چتر گپت لوگوں کے اعمال نیک و بد لکھنے والا اور دیویان بھی انکو اعتقاد میں بھت میں بڑی دیویان میں  
 پہلے میں ایک مھا کالی مھا دیوی کی بددگا جبکا طور کا نگہ و جو الالمی میں بد و دوسری مھا لکھی بن کی بددگا بد  
 طور چاندی اور سونے میں کہتی ہیں تیسری سارستی برہما کی بددگا طور انسا پہویہ کے نزدیک ایک عمر کی شہ  
 میں چار و ان تین دیویوں سے اور نوکر و ڈیویان پیدا ہوئی ہوئی ہیں اور ایک بڑا دیوتا ان کے مذہب میں  
 بیاس جو جن گند کا بنیا ہو جسے بد کو تقسیم کیا اسکی پیدائش کا قصہ طول ہو سو اسطرح ترک کیا گا اور ایک  
 بڑا دیوتا اس مذہب کا گنیش دیوتا ہی جسکا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہے اسکی پریش عام ہو اسکی بد  
 کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پاربتی مھا دیوی کی بیوی بھائی بھتی جب بٹا ملا اور دن سے رات اور رات تو اسکا  
 ایک بیلا آدمی کا بنا کر زندہ کر دیا اور اسکو حکم دیا کہ دروازہ کے اور بیٹھ کر کسی کو گھسے نہ آئی دے  
 اتنی میں مھا دیو جو دشرف لائے اس کے لئے اوکو اندر جانے سے روکا مھا دیو نے خفا ہو کر اسکا سر  
 کاٹ کر بھاڑوں کے اندر ہٹا دیا جب پاربتی کو خبر ہوئی بھت روئی اور بید ہو کر اسکو زندہ کر دینا  
 درخواست کی مھا دیو نے ہر چند کہے ہوئے سر کو تلاش کیا پتا نہ ملا جا رہا ایک مٹھی کا سر کاٹ کر اس کے  
 کے بدن کے ساتھ ملا دیا اور زندہ کر دیا اور گنیش نام رکھ کر بڑا کر دیا جو کوئی شخص کوئی کام کرے چاہے نام  
 لے اور جو کوئی کسی دیوتا کی پوجا کرے چلو تیری پوجا کرے تو وہ قبول ہو مہندون میں قسم قسم کے سادہ  
 قسم قسم کے فقیر اور قسم قسم کے طریق اور طرح طرح کے مذہب میں کل بیان اور لکھا ایک سر ممال ہو سو  
 تھوڑے بڑے عقیدوں کا ذکر پنجاب میں ایسے ہیں جو یہ مٹھے بھت ہوئی ہے لوگ بھت کو مانتے ہیں بھت اور  
 راجپوت کی عورت کی پوجا کرتے ہیں برہا کی سادہ مہندو بھی اسی مذہب کے قائل ہیں سلام کے جگہ ہر ایک  
 جو ستیا رام بکارتے ہیں **مٹھی کشنی** یہ مذہب صرف کشن کے ماننے والا ہے جو کہ بھت ہندو پتھر چرن یعنی پاتھری  
 ہو جو نام بھٹا جگتا تھ کے پتھون کے اور طرف سے لاتے ہیں اور لکھا یہ لوگ بھت ادب کرتے ہیں مہندی عورت  
 اس فرقہ کے فقیروں کے خلیان بھت ہوتے ہیں **شا کش** یہ فرقہ صرف دیوی کے ماننے والا ہے نشان  
 اور لکھا یہ کہ مہندو کے مذہب ہی مٹھے پر کہتی ہیں اور دیوی کے مختلف طور کے اور پریش کرتے ہیں  
**جوگی** یہ ایک مشہور فرقہ پنجاب و ہندوستان میں ہو انکا قول ہے کہ ہمارا آغاز گورو گرو گنا تھ ہو اور گورو  
 نے یہ طریق خاص شب جی سے حاصل کیا اور شب جی ہی کے حکم سے گورو گنا تھ گورو کے اندر سے پیدا ہوئی یہ فرقہ  
 بھت قدیمی ہے اور اچھو فقیر اہل ریاضت ہمیں ہو گزری ہیں کئی راجوں نے نسل اچھو کو بی چند وغیرہ سلطنت  
 چھوڑ کر جوگ اختیار کیا ہے بلکہ جھڑیا ایک شخص مسلمان بھی اس فرقہ کا فقیر تھا جسکا سلسلہ علیحدہ ہے ہندو  
 کی پریش انکو بھلیان ہوتی ہے سلام کے بدلے آدھین کا لفظ بولتے ہیں کان چھوڑ کر مہندوین بہتوں کی گور میں انکو

ایک لکڑی کی فغیری ہوتی ہر دو جا کے وقت اسکو سجاتے ہیں شراب کے پیو اور گوشت کے کھانوں کی انگلی بھان کچھ  
 ممانعت یحییٰ ہر گوشا میں بھی بھی ہندو فقیر دن کا ایک فرقہ ہر سادہ کھلاتے ہیں مانگ کھانا انکا کام  
 ہر سنیاسی فرقہ کے دھرم سے انکا دھرم ملتا ہر سراسر اوی لوج بھی فرقہ بھی ہندو دن کے فرقہ میں سے ہے  
 لیکن بھی ہندو دن اور ہندو دن کے عقاید سے سخت متغیر ہیں راجنہ کشن بنش شب گیش دیوی دیو یا گیشو پتھیر  
 مانتر صرف پارساتہ کی پوجا کرتے ہیں انکا قول ہے کہ ہمارا فرقہ موجود ہے سو اچھا خداوند تعالیٰ کے ہم کیے عبادت  
 یحییٰ کرتے کسی دیشیاں کو مارنا اور گوشت کا کھانا انکو بھان سخت گناہ ہے رات کو اندھیرے میں بھی کہتے ہیں  
 کھاتے سورج کے ہوتے ہوئے کھانا کھالیتی ہیں اکثر انھیں سے جو بھت پر پتھر گارہن وہ منہ نہ کر پتھر اڑھتی ہیں طلب  
 اس سے بھی ہے کہ اوکھ گرم سانس کے صدر سے کوئی دیشیاں نہ مر جاویں مانی بھی وہ کپڑے سے لگا لکڑی میں کہ اگر  
 کوئی چوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر رہ جاویں قوم بھٹھرا تمام دھمال ان کے چلیہ فیر دھن وہ  
 بھی سب کے سب ایسا ہی کرتے ہیں **تھری پنجاب** میں بھی بھی ایک ہندو فقیر دن کا فرقہ ہے جو جدار کا اور  
 چندا مل کھتری بھرام پور مسلم گورداسپورہ کارشی والا ہوا جسے بھنور گورداسپور ای مقام امرتسر جا کھدیت  
 اختیار کی اور چلیا بنا جو کہ آدمی زبان و راز و دیباک تھا اور ہر ایک بات میں گوردو کو بھی صاف جواب دیتا تھا  
 اس واسطے تھرا یعنی صاف کو خطاب با ما اوس سے بھی خدا ان تھری شاہیوں کا ایسا ہوا اس فرقہ کے فقیر  
 میں دو لکھ مان لکھ سجاتے اور گدا می کرتے ہیں سکھوں کے وقت میں انکا ٹرازور شور تھا ہر ایک تھرا  
 فی دوکان ایک قید تے لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو سر بازار پر بند ہو کر دھلاتا عصمت ناسل کے ساتھ اسٹیشن پر  
 لٹکاتا جا رہا لوگ تنگ اگر دیدیو اب بھی بے شریساں بالکل بند ہیں مگر یہ لوگ بدستور گدا می کرتے ہیں لیکن  
 تنگ نہیں کرتے یہ لوگ جوٹی سر پر نہیں رکھتی لکڑی کے جگہ سر پر اون کی سیلی باندھتی ہیں پیشانی کے اوپر سیاہ  
 لٹکا ہوتا ہوا رنگ زیب عالمگیر کے وقت سے بھی فرقہ شروع ہوا ہے **دادویشی** اس فرقہ کے لوگ  
 پنجاب میں بھت ہیں جو جدارس نہتہ کا اکبری عہد میں سہمی دادو رام برہمن قبضہ ترانہ علاقہ جیو پرین کوکڑا  
 اوسنی ایک گرفتہ ایسا بھنا میں توحید بنا یا اور اپنی جلیون کو پڑا یا بھیہ لوگ سوا می جوٹی کے سر پر بال نہیں  
 کپڑے تمام بدن گیر وار کشتی میں شادی نہیں کرتے موجود رہنا انکا دھرم ہے دادو رام کی سادہ ترانہ میں جو  
 ہر پنجاب میں پھلے اس فرقہ کا فقیر پرستورم اس آیا اوسنی بھی مذہب بھت پہلایا بھت سے لوگوں کو چلے بنا یا۔  
**اوداسی** بھی فرقہ سری چندا بانا کے بیٹے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے باجامہ یا دھوتی نہیں پہنتے  
 کمر میں تانبو کا زنجیر باندھ کر لنگوت باندھتی ہیں تمام بدن پر اکھ مڑھتی ہیں سر کے چٹا کوڑا لکڑی کو چھب  
 سر پر پیٹ لیتی ہیں گرو نانک اور سری چند شبد اور بائیاں پتھری ان کی عبادت ہے **کتاب داسیہ**

**مذہب** یہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہے سرکار انگریزی کے علاوہ اسی میں یہ ایجاد ہوا اس مذہب کا  
 اصول یہ ہے کہ اصل مذہب اپنی دل کو راہبر کامل سمجھ کر اوسکو خواستہ کو مدین خواستہ خدا تصور کرتا ہو دل کے  
 رضامندی کو خالق کی رضامندی جانتا ہو اسکو جو کچھ اوسکو دل میں آتا ہو سچا لاتا ہو کہانی میں پین حلال حرام  
 کی تمیز نہیں کرتا شراب وغیرہ مسکرات کا استعمال اوسکو نزدیک گناہ نہیں ہو گلاب اسون کا مقولہ ہے کہ  
 پنجابی شجر آگ کہی تو ن ڈرے ہو روجی چاہی ہو کوئو تیغے آگ اور حاکم سے خوف کریں سوا اسی اسکو  
 اور جوجی چاہی سو کریں گلاب اس موجد اس مذہب ساکن موضع چھیا نوالہ واقعہ خطہ مانجہ ضلع لاہور کے رہنما والا  
 جو چند سال ہو چکا ہے کلمات توحید کی ان لوگوں کے زبان پر بھت ہیں مہارست کے مقررین اپنی بیگانی عورت  
 سے پرہیز نہیں کرتے ہر ایک عورت کے ساتھ جمع ہونا گناہ نہیں تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات بڑے  
 ایک شخص طبیب عالم و فاضل حکما نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا پابند اسقدر ہو گیا کہ اوسنی مسلمانانی احکام  
 بکلی ترک کر دیا اور گلاب اس کے مصنفہ گرنہ کہ ہر وقت پرتار ہتا قرآن مجید سے زیادہ اوسکو عزیز مانتا  
 اوسکی خاندان کے سادات جو شیعہ مذہب تھے سب دس سو اور وہ ان سے علیحدہ ہو گئے تھے **مذہب کوکا**  
 یہ مذہب پنجاب میں تھوڑی عرصہ سے پیدا ہوا ہے جسکو سکھوں کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہی اسیکی بنیاد کا مال  
 اسطرح ہے کہ پر معلوم ہوا ہے کہ بالاک سنگہ ولد ساد ہو سنگہ قوم اڑوڑہ موضع جبرون ضلع راولپنڈی میں پیدا  
 اوسنورات کو ایک خواب دکھا کہ گویا اوسکو کوئی ارشاد کرتا ہے کہ تو دہگور و دہگور کے نام کا بھجن کیا کرے گا  
 وہ اوس کام پر بخت مستعد ہو کر قائم ہو گیا بھانک کہ اوسکی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہو گئی تھی  
 سہمی رام سنگہ ولد کرتار سنگہ قوم ترکمان ساکن موضع بہینی ضلع لدیانا بھی اوسطرف جاہو پنجاب و بالاک سنگہ  
 کی شہرت نکلا اوسکی خدمت میں حاضر ہوا اور اوسکو ساتھ اسکی ایسی موافقت ہو گئی کہ بارہ برس تک اوسکی  
 خدمت کرتا رہا آخر بالاک سنگہ نے مرنے کے وقت اجازت اوس ذکر کی جو اوسکو خواب میں تلقین ہوئی تھی نام  
 کو دی اور جانشین کر کے اپنی خاص مالات کے کی جہین ایک سو آٹھ گرنہ تھیں غایت کی اور حکم دیا کہ بھتہ آو  
 بیٹھو سوئے بیٹھو دہگور و کا بھجن کیا کر دیکھ بھجن ہی فرود کے واسطے بھت کا آدھ ہوگا جسکو کان میں ایک برتنہ  
 کہا جائیگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کر لیا اور جسکو بھی طریق دیا جائیگا اوسکو تلقین کر دیا کہ آٹھ بھجن  
 تین مرتبہ کرے۔ دوم چڑی کے ڈول پر مانی نہ پڑے۔ تیسرے مذہب کے بغیر دوسری کے ماتھے کا پکا یا ہوا  
 کہانا نہ کھائے۔ چوتھی شادی بیاہ میں کچھ خرچ نہ کرے۔ پھر دن چارے تک آتہ پرتا رہی جو ایک باقی گرنہ کے  
 باخون میں سے ہے۔ پانچویں ہر چھ سو اور دیکھ کا علو الفی کر اہ پرشاد و انگور و کے نام پر تقسیم  
 کرے۔ چھوڑ کر دین میں کچھ نہ دیوے۔ ساتویں لڑکی کے سسرال سے کچھ نہ لے۔ آٹھویں گوشت نہ کھائے نہ شراب

نہی تھا کوکا استعمال نہ کریں۔ نوین ہیکہ نہ مانگ کر کسب کر کے معاش چلائی۔ دسویں اپنی ہم مذہب کے مدد و حمایت و خبر گیری پر متعذر رہی۔ گیارہویں سر کی پکڑی میں ایک چوٹی سی چھری کہی۔ بارہویں جو ہونٹہ بنوے تیرہویں زانگرہی تھیں کہ کر بالک سنگہ مر گیا اور بعد کر بارکمر کے رام سنگہ نے اپنی وطن موضع ہنسی علاقہ ضلع لود میانہ کو مراجعت کی اور جیلر بننے شروع کئے اور تین سال عام جاری کر دی پھر تین سال چار پانچ سال میں سیکرٹری ملکہ ہزارہ لوگ بکثرت سکھ اور بعض ہندو بلکہ مسلمان بھی اوسکی چیلے ہو گئے چونکہ وہ باؤ از بلند و ابگور و ابگور و کرتے تھے اور چھین جوش میں اگر مارتے تھے لوگوں نے اود کا نام کوکا رکھ دیا کیونکہ پنجابی زبان میں کوکا چلانے والی کواد کوک چلانے اور چھنی کو کہتے ہیں بھلو تو رام کے چیلے اس خطاب کو اچھا نہیں جانتی تھیں مگر جب عام مشہوری ہو گئی تو اپنی آپ کو وہ خود بھی کوکا کہنے لگو اور وقت رام سنگہ کی غرت بھت بڑھ گئی اور حکام وقت بھی اسکا لحاظ کرنے لگے جہاں وہ جاتا اوسکی غرت کمالی درجہ کی ہوتی اوسکو گھر پر ہزاروں آدمیوں کا ہجوم رہتا تھا اور عام کھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر والے ہندو مسلمان زن و مرد ذرائے لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاندار دربار تھا اوسکو نائب خلیفہ حنا خطاب جو نہ تھا جابجا شہر شہر با سو رہو اوسکے مذہب کے دہرم سالاجا سچا تعمیر ہو گئے جب قریب ایک لاکھ آدمی کے چیلے ہو گئے اور صوبوں کی گنتی بھی ایک سو تالیس تک پہنچ گئی تو اس نے ہر ایک کو بھت گستاخ ہو گئے حکومت کی تو بھی اڈنگو نام میں مانگئی اپنی آپ کو بڑی درجہ کا آدمی تصور کرنے لگو اور خفیہ ور پے اسکا کچھ ہو کر جو کام برخلاف ہماری مذہب کے ہوتی ہیں اڈنگو مذہب کے دین اور مخالفوں کو ہزاروں دین چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتی سوال وغیرہ کو سماتا کر دیتی بدت تک ایسی ایسی کام وہ بھت کرتے تھے پھر تو خیالات اڈنگو اور بھی بڑھ گئے پھر تھان تک کہ ایک شخص میان سنگہ کو کا سا کن تھراج علاقہ فاضل کا ضلع سرسنگہ اپنی ہم مذہبوں سے بیان کیا کہ آج رات مجھ کو خواب میں گورونے ارشاد کیا ہے کہ پہلوگ پھان سے جمع ہو کر اڈنگی خدمت میں جائیں اور راستہ میں جو مسجد و شوالہ دھما کر دے وغیرہ یا مین اوسکو سہارا کرتے جائیں کہ میری صاف بت پرستی لوگ کرتے ہیں اس خواب کو سچ جان کر قریب چار سو آدمی کے کوکا مذہب والے موضع ہولی والہ ضلع فیروز پور پر گئے کتھن میں جمع ہو گیا اور مسجد میں دشوالے و مند گرانے شروع کئے اس مجمع نا جائز کے خرب ڈیٹی انکیٹھ تھانے نے پانی چنگٹھل لیکر برسر موقع پہنچا کوکو کے اڈنگو دیکھتے ہی کہا کہ تھانہ دار مسلمان کو مار لو جانے نہ پائی میری بات سن کر بھت سے کہے تھانہ دار پر کو ڈر ہو اور تھانہ دار خوب کہہ کر ادر جان بجا کر دیاں سے بھاگا اور ضلع میں پہنچا صاحب ضلع کو خبر کر دی وہ ان سے صاحب مشیت صاحب مشرک سیرڈٹ پونس کس قدر فوج لیکر موقع پر پہنچے فوج کی آمد سنگہ اور توب کو کے ہاگ لگو صرف میان سنگہ صاحب شہر آدمیوں کے ساتھ وہاں موجود رہا اور وہ سب ایک مکان میں آئے پھر وہی تھی وہی فضا جہاں انگریز



نے اذکو حکم دیا کہ مکان سے باہر آئیں اور خود اپنے انکار کیا کہ کام نے سوڈھی مانسکہ کو اذکو لہانے کو بھیجا تو اذکو  
 سبھانے سے میان سنگدین جیشیت ویت باہر آیا کہ وہ سب کو کون کے درمیان دو شالہ اور فخریہ لباس میں  
 تھا اور ساٹھ شتر اور سکر چیلے اسکو درمیان چلے ہوئی اور خسار باندھی اور ہر ایک کے ہاتھ میں آٹھنی تیرہویں  
 کو باڑیان نرگسوں کے گرد و گرد آگھڑے ہوئے دونوں نگریرا سوقت گھوڑوں پر سوار تھے اور جس جگہ میان سنگہ اگر  
 کوڑا ہوا اور سب کوڑی اور جگہ بخت عاقل تھی بھاجان انگریز نے سب کو ٹھنی کا حکم دیا اور تو سب ٹھنی گھوڑے  
 میان سنگہ گھڑا دیا اسکو صاحب نے دھکا کر کہا کہ ٹھنیہ ناچار رہی اسی غلطی جگہ پر ٹھنی گیا اور ایک غلطی پڑی  
 کوڑے پر اور ٹھنیہ نے بین چلنے لگا اذکو ٹھنی لگا کہ ہم فخریہ میں جھکو کوڑی اور مصفا جگہ یکساں ہے جس جگہ  
 چلے تو جی رہے اذکو گھبرا کر کو باڑیان بہمن لین اور اس کے شکمیں باندھ لین اور ضلع کو معہ میان سنگہ کو  
 ران جا کر بین میں کی قید تو میان سنگہ کو ہوئی اور مختلف قیدین اسکو ہمراہ سوچ کے واسطہ قرار پائیں وقت  
 تاشی سوئے چاندی کا نیرت سہا اذکو پاس سے رابد ہوا جو اونھون نے دیہات سے لوٹا تھا وہ عند العداوت اذکو  
 مالکون کو دالین یا گیا اس منہ اس میں بھی کو کے اپنی شرارت سے باز نہ آئی اور چند قصا مان گا کوشہ کو بمقام اس  
 شاہ کوٹ رات کی وقت قتل کیا میں بعد ایک بھاری مجسمہ کے کو کون نے ریاست مالیر کو ٹولہ پر جھکا کیا اور جاہا کہ  
 اوصل یا ست سے ستیا رضروری اور گھوڑی سوار میں کے لئے حاصل کر کے فوج جنگ اور تیار کرین بھیہ مسند پر اور  
 نتیجہ تعلیم رام سنگہ کا تھا کہ نوکد اسنو ایک بانی تصنیف کی اور اوس میں لگا کہ باڑی سراج ٹھنی منہ تر کمان سے  
 راج زیادہ ہوا اس بانی کو کے راست تصور کر کے راج کے حاصل کرنے کے در پر ہوئی مالیر کو ٹولہ کے حکم کو خیریت  
 حکام انگریز کو ہوئی صاحب ضلع لود پانہ وغیرہ حکام فی الفور موقع پر پہنچے اور مسند وں کو گرفتار کیا اور  
 شہزادی کو پٹنہ اور اذکو در بخت سے چلیا نہ میں قید ہوئی اور رام سنگہ گور و کو کون کا مقید ہو کر کالی بانی  
 پہنچا گیا اور دوسری خوش و خروش کو کون کا حکم ہوا اب بخت سے کو کے اوس مذہب سے نکال کر حیدر علی مذہب میں  
 آگے ہیں اور رام سنگہ کالے بانی میں موجود و مقید ہے رام سنگہ کے چیلے اکثر ازل دیا جی ذہنی علم لوگ ہی  
 لباس سب کا ایک طریق کا ہی یعنی باڈر و کورتہ و جامہ و بعض جامی یا جامہ تہ بند باندھتی ہیں اور دستار ہونٹ  
 سب یک طرز پر باندھتی ہیں اور ایک کو کا دوسری کے کو گڑھی کی بندش سے بھان لیتا ہے ہر ایک کی  
 انکسافید ہوتا ہے اور کماناس کے سب ایک معصن وقت پر کہا نہیں گائے اور دیوی دیوتا کی پرستش ہرگز  
 نہیں کرتے نہ میں کا ادب بھی نہیں کرتے دفاتر کے بعد کی سادہ نہیں باقی انکی عورات اگر کسی مرد کی جائے  
 کے پہنچے ہو تو یا اختلاط کرے تو اذکو غیرت نہیں ہوئی شام کے وقت یہ جمع ہو کر بلند آواز سے گانے گاتے ہیں  
 اور گستاخی انکی بے شک ہے چہرہ گئی کہ ایک کو کا سکھنے لاہور میں چلتی رام جہ عدالت خفیہ کوٹا یا کرار ڈالا

**برہم سماج** اس مذہب کی بنا شکر گلگتہ سے ہوئی ہے تھوڑی دیر میں گندڑی کہ بالو کلیاس چندنگالی پنجاب میں  
 آیا اور ادسنی زبان انگریزی میں حال اس مذہب کا لوگوں کو بنایا اور فواید اسکی بیان کئی اب پنجاب میں اس مذہب کے  
 پیرو اکثرنگالی بابو انگریزی نویس اور ہندوستانی ہندو ہیں خیالات ابن مذہب اللوح کے ہندو کے بالکل برخلاف  
 ہیں بت کو ہرگز نہیں پوجتے لائق عبادت و بندگی کے کسی دیوی دیوتا کو سوائے خالق حقیقی کے نہیں جانتے پھیل  
 اس مذہب کی ایجاد راجہ دام موہن بامی سی ہوئی جو گلگتہ کا رہنے والا تھا اسکی تجویز و تدبیر و صوابدید و ہدایت سے  
 یہ مذہب ابچھوڑا دسنی اپنی کمال صدق باطن سے ہندوؤں کے مذہب کو اصلاح دیا اور اچھوڑا چھوڑا یاقین اور  
 نیک آداب و اعتقاد اپنے پیر و دین کو تعلیم کیا سید لوگ خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریکے کے مثل بے ہمتا لگانہ تصور کرتے  
 ہیں خالق کل موجودات رزاق مخلوقات حاضر و ناظر عالم الغیب کے ابتدا و تے انتہا قادم مطلق جانتے ہیں  
 اسکی عبادت کو فرض ماننے ہیں ہندوؤں کے معبودوں راجہ راجندر دکرشن مھاراج وغیرہ کو اتار  
 خدا کا قین نہیں کرتے اتنا کہتے ہیں کہ یہ لوگ نبی آدم میں سے نہایت بزرگ عابد زہد مادی خلقت کے تھے  
 و سیط فوج ابراہیم ہوئے جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بزرگ بار سارانا کے پیر و مرشد تھے آدمیوں میں سے  
 کوئی ایسا نہیں ہوا جسیر خدائے مشکل ہو کر اپنی شکل دکھائی ہو انکی بغیر یا ناک و غیرہ ادلیسا و بیست  
 غیرہ کو جو بزرگ مشہور ہیں بزرگ جانتے ہیں انکا پختہ بھی اعتقاد ہے کہ مسئلہ تسامح کا بالکل جوڑہ ہے آدمی ایک ہی ہے  
 پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی دفعہ تر ہے مرنے کے بعد وہ اپنی نیک بر اعمال کی ترقی و تراز کے مقام میں  
 قیام رکھتا ہے اور اسکی مطابق راہ کا بد میں اسکی رفتار ہو اس مذہب میں شری خواہشوں سے بچنا نیک  
 کا خواہش مند ہونا روحانی خلوص میں ترقی کرنا خلق خدا کی رضامندی پر رضامند ہونا اصل اصول ہے انکا  
 یہ بھی قول ہے کہ انسان کا گناہ کسی مال کے دین یا غرض او تارنے کے معاف نہیں ہوتا اسکا کھارہ صرف  
 نفس کشی اور سحر دل سے تائب ہونا ہے فرایض اس مذہب کے تین ہیں اول وہ کام جو خدا سے متعلق ہے مثلاً عبادت  
 وہ بخلوں دل کرنا دوسرے معاملات باہمی میں صفائی رکھنا مثلاً سچ بولنا انسان بھائیوں کے باخلاص ادا و اخلا  
 پیش آنا یہ امور جو متعلق بخلق خدا ہیں درست رکھنا تیسرا دن امور سے خبردار رہنا جو متعلق اپنے جسم سے ہیں  
 مثلاً اپنے جسم کو ناحقہ تکلف میں ڈالنا صحت کا نگران رہنا اسکی فکر رکھنا یہ لوگ ہر ایک انسان کو ایک  
 سمجھتے ہیں ذات کی کوئی تمیز انکرمعیان نہیں ہے عبادت انکی روحانی ہے ظاہر کی سطح کی نمازی طریق عبادت کا  
 نہیں رکھتے اور نہ خدا کے عبادت کے وقت جسم سے کام لیتی ہیں مگر عبادت کو فرد کے حال میں جسم کو درمیان  
 لے آتے ہیں مثلاً خدا کی تعریف زبان ہو کر نا اسکی کلام کو کانون سے سننا وغیرہ لکھنا اس مذہب میں روحانی  
 طور پر دہانے کے میں جنگجو مطالعہ سے خدا کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں ایک عالم موجودات و دوسری انسان

طبعی خیالات جو قدرت ہی اوسکی دل میں ظاہر ہو تو میں سو اسی اسکو مندوں کے پار وں بید وں اور توت  
 و انجیل و قرآن کو مانتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اولیٰ مطالعہ بحث بہتر ہو مگر اذکر کل مضامین میں ہی جو مضمون انکو  
 مذمت کے مطابق ہو اوسکو تسلیم اور باقی کو غلط تصور کرتے ہیں برہم سماج کے لوگ کہانے میں کار پر نہ کسی قوم کے  
 ساتھ ضرورت نہیں جانتی چاہیو وہ کسی مذہب ہو گا یا ہونے لگی اور جانور و درج کے طرح ایک جانور جانتی ہیں اوسکے  
 بزرگی کے قابل نہیں غرض اعتقادات انکی برہمنی مذہب کے بالکل برخلاف **منہنگ** یہ مذہب گویا کلمی ہو  
 کی ایک شاخ ہے پھیلوگ انہی آپ کو خاص سرگورو گو بند سنگ کے اور اوسکی احکام کے پوری پوری تعمیل کرنے  
 والے جانتی ہیں لباس انکا بالکل سیاہ نیل کو رنگا ہوا ہوتا ہے پوری کاکوئی نہ کوئی ستیاری انکی پاس ضرور ہوتا ہے  
 مہاراجہ رنجیت سنگ کے وقت تو یہ لوگ پوری مسلم رہتی تھو اب انگریزی عہداری میں بھی پہری چکو ضرور رکھتے  
 پگڑی نکلی سر کے اوپر بھت ادبھی اور لمبی بندھی ہوئی ہوتی ہے ایک چکر لوسی کا پگڑی میں برباد ہوا ہوتا ہے کسی  
 عہداری میں انکی فوج الگ تھی انکی ملٹن کیا تھی گویا قصر الہی تھا جد ہر یہ جاتے زمینداروں کے ذرا حق  
 برباد ہو جاتے جسکو کچھ قیمت اوسکی ہرگز نہ تھی کوکان کامیوہ ترکاری آمادہ شیرینی بازار میں جو اپنے  
 لوٹ لیجاتی اور اوس غارت و سنگیوں کا کہیہ یعنی نذرانہ نام رکھا ہوا تھا مہاراجہ کہی اوسکو ظلم کی داد دیتا  
 اور کہتا کہ وہ گور کے ساندہ میں ایک مرتبہ وہوں نے ہندوستانی انگریزی فوج کے ساتھ بڑی زیادتی کی  
 اور جانا کہ یہ بھی پنجابی رعیت ہے اوسکو لوٹ لینگے کوئی نہ چسکا مختصر حال اسکا یہ ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت  
 کے ابتدا عہداری میں مشرک صاحب سفیر انگریزی قیام دوستی کے لئے لاہور آیا تو اوسکی ہمراہ دوسو نفری  
 دار دیوادیہ فوج انگریزی تھی اور اچھے جوان تھے مہاراجہ نے اوسکو امرتسر میں اوتارا اور خود بھی لایا  
 گیا اتفاقاً محرم کا مہینہ جو ماتم کا چاند ہی نمودار ہوا دسویں عاشورہ کے روز فوج کے مسلمانوں نے تفریق نکالا تھی  
 اجتماع اور بڑی شان و شوکت سے شریان بجاتی ہوئی تفریق کے گشت میں مصروف و مشغول ہوئے پھر تھے  
 اوسکا گھر اس طرف سے ہو گیا حضرت اکالیوں کی پلٹن اوترنی ہوئی رہتی اکالیوں کے جو اوسکو دیکھا نہ بے  
 جوش میں آیا اور کیا کہی کہ سلون یعنی مسلمانوں کو لوٹ لوار سب اکالٹی مسلمانوں پر کو دھری علم تفریق کو جین  
 لئے تفریق توڑ دیا شریان بچار ڈالین چلو تو انگریزی سپاہی بسبب بگناہ لک کے غم کھاتے رہے پھر جب اکالیوں  
 نے اوسکو مہاراجہ اوتارا تو مشرک کلئی تو وہ مستعد ہو گئے اور افسر نے بولی دیکر سب کو باقاعدہ کھڑا کر دیا اور  
 ایک بندہ و تون کی ماری جسکو بنیاد رکھی اور زخمی ہو کر اور باقائدہ بھاگ نکلی اکال اکال کر تو ہوتے شہر  
 کہو دھری اتنی میں مہاراجہ کو بھی خبر ہو گئی مہاراجہ دو موقع ملایا اور ہندوستانی سپاہیوں کی کال دلا کر  
 کر کے کئی ہزار روپیہ انکر نقصان کا معاوضہ دیا مشرف صاحب کے خیر میں جا کر بھت سی سعادت کی اور

مقتدرہ اتفاقیہ ظاہر کر کے فوج کا راضی نامہ داخل کیا چند افسر کالی فوج کے مجرم ٹھہرا کر قید کر لی جب فتنہ فرو ہو گیا تو انکو  
 چھوڑ دیا کچھ سزا دی غرض اس اکالیہ مذہب والوں کی تسلیت ہنگامہ دیا اور یہ جرم سے نجات پائی مگر اب سرکار انگریزی نے انکو ایسا  
 سیدھا کیا کہ کانٹنن ہلائے اور بختی اور حکومت کا جوش برپا کر کے نامی یہ فرقہ بھی ہندو فقیروں کی جیروت  
 الکلمہ کا نام زبان پر کرتے ہیں گزین سیاہ گودڑی سر پہ لمبی ٹوپی پہن مٹاش انکا گدائی ہر گدائی کے وقت یہ کسی کے  
 دروازے پر کھڑے نہیں ہوتے مرگت الکلمہ نام پکار کر ہوتے راستہ راستہ چل جاتے ہیں اور سوقت اگر کسی نے انکو گھر کے در کے  
 اندر بھی کچھ لاد دیا تو لے لیا ورنہ فریچو کڑی پنجاب میں انکو جکیم بھی کہتے ہیں یہ فرقہ ہمداد یو کا فقیر کہلاتا ہے گیر و انکا  
 لباس ہر سنٹ برنجی انکو ہر وقت پاس ہر گدائی کی وقت یہ کٹھن ہلاتے اور شب جی کے اوصاف زبان سے بولتے ہیں پارٹی  
 و ہمداد یو کی شادی کا گیت اکثر انکو در زبان ہوتا ہے ایتیت گوشائین یاسیاسی اس فرقہ میں جادو برج کے  
 آدمی شامل ہیں ہمداد یو کی پوجا انکا کام ہے سنیا سی سادہ انکا نام ہے گدا اگر کسی انکا کار ہر گدا بعض بعض فقیر دنیا واری ہر ایک  
 کا گیر و لباس ہر گندہ گھڑیاں ہر ایک کی اس ہے ششکر اچارچی یہ فرقہ پنجاب اور کشمیر کے ملک میں بہت ہے  
 موجد اسکا شکر اچار مشہور ہے جسکا مندر سری نگری تھوڑی دور ہے وہاں یہ لوگ رہتے ہیں اور کہتے ہیں ششکر اچار  
 ہمداد یو کا اتار تھا اسکا یہ کار تھا کہ جودھب ناخند دنیا پر تھی انکو دھرتا اپنا مذہب مشہور کرتا اور سنی بہت سے مذہبوں  
 کو برا دیکھا اور یہ مذہب ایجاد کیا اور وہوت یہ ہندو فقیر صاحب لکھل تھوڑے ہوتے ہیں عربان تن نگار اور زور ہٹانکا  
 کام ہے اور وہوت گوشائین انکا نام ہے کم سوالی انکا کار ہے سوال کرنے سے عار ہے اگر کوئی کھانا یا دیکھا لیجے میں  
 و عادی تری میں رہے کچھ درکار نہیں کسی سے کچھ سروسکار نہیں سر پہ ڈال بال ڈھری ہو چہیں نہ ہی کی کہنے میں آگ کر تا ہر دور ہوتا  
 میں بیٹھ کر انکو عادت ہے دو دو ہا واری یہ فرقہ شیب پرست ہے بیج کسی قسم کا نہیں کھاتے دودھ بالائی پیرا  
 کہلاتے ہیں ہر ایک قسم کے دودھ میں سو گاسے کا دودھ انکو بہت عزیز ہے اور ہندوؤں کے شاستروں کے بموجب ہکا  
 اعتقاد ہے کہ گای کا موت اور گوبر پاک اور پاک کشتہ ہے اگر کسی روز دودھ نہیں ملتا تو گوبر اور گوشت کو بنا کر پی لیتے  
 ہیں اور اگر کسی روز انکو بچ گب کا یعنی گوبر اور گوشت اور دودھ دی گئی بلای تو اس سے زیادہ سزا اور بھی  
 نعمت کو نہیں سمجھتے بلکہ کل ہندوؤں میں سے جو بڑی جھگت ہیں وہ ہر روز پنج گب پی پتے ہیں اور اگر کچھ نہیں پیتے تو جھگڑا کھانا  
 کھاتے کہ اسکا تدارک یہ ہے کہ گاتری کا منتر کا در در کری اور اس دن سوای گای کے موت کو اور کچھ نہ کھاوے اور چہن  
 اگر چندال کے تالاب کا پانی پی لے یا دوسرے غسل کرے تو گوبر کھاوے گای کا موت پیوے تب پاک ہو ویر اور جو ہندو  
 بھول کر کے غیر قوم کے برتن میں کھاپی لے تو تین دن تک برت رکھے اور کھانے کے بدلے پنج گب پی لے پاک ہو کر پتے  
 سو اگر کوئی جانور مر اسوا کھل آدمی تو فی الفور اس میں گای کا موت یا گوبر ڈال دیا جاوے تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے  
 علیٰ ہذا القیاس ہندوؤں کے مذہب میں گای کے موت اور گوبر کی وہ شان ہے کہ وہ ذات خود بھی پاک ہے اور اگر وہ دوسری ناپاک چیز

ملا پانچا دھتو وہ بھی پاک ہو جاتی ہرادر ہر دز کھانے پنی والا اسکا گناہوں سے پاک ہو کر سدہ مار گ  
 کو چلا جاتا ہو نہ سب اہل اسلام ابتدا اس مذہب کی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ختم المرسلین محمد مصطفیٰ کی مدنی ترستی با شنبی ہوئی ہر ایک زار پر اس کا عہدہ گذار ہو کہ منہدین بھی تہہ  
 رانج ہو اس مذہب کے پنج بنابین کلمہ توحید پنج نماز روزہ ماہ رمضان حج زکات جس سے یہ پانچ شرطیں  
 ادا ہوں وہ مسلمان ہو حج زکات میں زار راہ دو دولت شرط ہو باقی تین شرطوں کا ادا کرنا مسلمان ہونا  
 پر فرض ہے یہ مذہب اہل توحید ہی ہوا لہٰذا کو خالق برحق رازق مطلق وحدہ لا شریک جامہ صفات کمال جنب  
 نقصان سے پاک جانتی ہیں پیروں فرشتوں تقدس کتابوں قیامت حساب کتاب بخت و دوزخ کو برحق جانتی  
 ہیں ہوا خدا کے کسی کی عبادت بخین کرتی زنا چوری دغا بازی رشوت حسد بغض کینہ و تکبر خودی کو بخت  
 تصور کرتے ہیں دی انکا قرآن ہر شاہد انکا ایمان ہر شفیع انکا پیغمبر ہر نبی انکار ہر نبی اسلامہ مذہب کے اصول  
 یہ بیان ہو چکے ہیں پر سب مسلمان متفق ہیں فروغ کو سب اہل میں کل مسلمان تہتر فرقہ بن گئے ہیں اورین سو معتبر  
 مشہور اور پنجاب میں موجود ہیں اولیٰ ذکر تحریر ہو تا ہو سنی مسلمان مسلمانوں میں یہ عام فرقہ  
 اور بخت راجح مذہب ہی لا کہوں آدمی اس مذہب کے موجود ہیں اپنی عقیدہ میں یہ حضرت پیغمبر کو رسول برحق  
 اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی چار دن پیغمبر کے جانشینوں کو درجہ بدرجہ جانتی ہیں بعد پیغمبر سب نبی آدم کو  
 افضل ابوبکر کو جانتی ہیں امام حسن و حسین پیغمبر کے نو اسون اور کل حضرت کے ازواج اور اولاد کا بدلہ  
 کرتے ہیں اسیر معاویہ کو حبشی حضرت عثمان کے شہادت کے بعد عثمان کے خون کا دعویدار ہو کر مرتضیٰ علی سے کئی جنگ  
 کئے یہ لوگ براہین کہتی مگر اتنا کہتی ہیں کہ معاویہ نے خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا مگر وہ خطای استہادی تھا  
 کیونکہ اوسنی اپنی اوس دعویٰ کو درست جانکر نیک نبی کے ارادہ سے پیش کر کر جنگ کئی تھی اور جہاد کو چھ  
 اجتہاد ہی پر الزام عین ہر از دست او کو ثواب حاصل ہوتا ہو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو حبشی امام حسین کو شہید  
 براکتے ہیں فقط اس فرقہ کے چار امام ہیں۔ پہلا امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی۔ دوسری امام  
 شافعی۔ تیسری امام مالک چوتھی امام احمد قبل اور انھیں چاروں کے طریق کو یہ سچا طریق جانتی ہیں گویا ایک  
 سنی فرقہ چار فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی پیروں اور ولیوں کے اور انکا براعتقاد  
 ہے سب بزرگ ولی حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی حنبلی حنبلی کو تصور کرتی ہیں  
 شیعہ امام علیہ انکا اعتقاد ہے کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ علی المرتضیٰ شیر خدا برا  
 عزاد رسول رفیع حضرت قبول وارث امامت و مالک خلافت تھو انکو سوا ہی جو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان  
 نے درجہ بدرجہ خلافت پائی یہ عین جبر ہوا معاویہ بن ابوسفیان کو حبشی دعویدار جو ان عثمان ہو کر خاب علی کے



ساتھ جنگ کروا کر امام حسن بن علی کے نواسے کی خلافت لے لی اپنی حیات بڑی پستی و تنگی میں گزاری اور بعد کی عہد فرقت  
 بہت بڑا کتا ہی نہ دیکھا ویسے کے بیوقوف قاتل حسین پر لعنت بہت ہو میں بلکہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نسبت بھی  
 اعتقاد نہیں کہ کتبہ حقد و خلفہ و بادشاہ خاندان بنی امیہ و عباسیہ سے جو حق سب کے عہد دشمن ہیں اور کتبہ ہیں  
 امیر اہل بیت سب کا نگر تھہر شہادت پاتری ہیں لاکھوں سادات کرام کے خوریز بیان انکی حکم کو  
 ہو گئے تھیں صرف پنج تن پاک و ازادہ امام کو کچھ مانگی ہیں اثنا عشر یہ کہلاتی ہیں انکی اور سینوں کی  
 درمیان سخت عداوت و اختلاف ہو مناظرہ کے کتابیں ہزاروں تصنیف ہو چکی ہیں **تقصیر**  
 عہد مذہب سنی اور شیعہ کے درمیان ہو اگرچہ کچھ ٹٹاٹھا ہے عجیب کنارہ کو مانگی ہیں مگر سب سے بزرگ حضرت علی  
 کو جاتے ہیں باقی عقاید انکو بعض توشیعہ اور بعض اہل سنت کے مطابق ہیں **صوفی** عہد لوگ فقیر عابد و خدا  
 متوکل ہوتے ہیں اللہ کی محبت سے انکو کام ہو صوفی باصفا انکا نام ہو سنی شیعہ کے جگہ و دن سے کچھ تعلق نہیں کرتے  
 انہیں محبت فرقہ ہیں جو اپنے مرشد اعلیٰ اور بڑے سچے نام سے موسوم ہیں چنانچہ فرقہ قادریہ حضرت غوث الاعظم  
 محی الدین عبدالقا در جیلانی کا خاندان کہلاتا ہے حشیشہ خواجہ معین الدین حسن بن سحر جی اجیری سے علاقہ کتا ہے  
 نقشبندی حضرت خواجہ بھاء الدین شاہ نقشبند بخاری سے متعلق ہے سحروردی خواجہ شہاب الدین سحروردی  
 و شیم بھاء الدین ذکر یا لہائی کا فخر ہے محمد علی امام ربانی شیخ احمد محمد و الف ثانی سرمندی کا سلسلہ ہے  
 ہزاری شاہ بدیع الدین قطب الدار سے منسوب ہے نوشاہی حاجی محمد نوشاہ گنیم بخش سے نسبت رکھتا ہے علی ہذا القیاس  
 جس خاندان کا کوئی مرید ہو وہی اوسکا لقب ہو ذکر شغل و عبادت کا طریق انہیں الگ الگ ہے بعض مستر  
 بعض ساک کوئی قطب کوئی غوث کوئی ابدال کوئی اوتاد ہوتا ہے سب دوست کہنے والے موجد بھی اس میں تھیں  
 بہت ہیں مگر اس زمانہ میں حالی کم اور قالی کثرت سلسلہ عالیہ حشیشہ و نوشاہیہ کے فقیر سماع سنتی اور وجد کر آؤں ملک  
 نوشاہیہ تو وجد میں ایسی مدہوش و خیر ہو جاتے ہیں کہ اونکو پاؤں میں ہی باندھ کر میر نیچے پاؤں اور پر لگا دیتے ہیں  
 اور وہ اسی حالت اور شوق و ذوق میں سرور ہوتا ہے کچھ عرصہ کے بعد جب کچھ اوس حالت سے تحقیق و حقائق  
 سے تھکے تو اوتا لیا جاتا ہے بعض اوس حالت بخیری میں کنوؤں کے اندر گر جاتے ہیں جب تک ہوش میں نہ آئیں  
 لکھ لے نہیں جاتے **فرقہ و مابہ** موجد اس فرقہ اور تکریم مذہب کا ایک شخص علاقہ نجد ملک عربستان  
 میں عبد الوہاب نام پیدا ہوا شہر مشفق اور نجد کے علما سے اوسنی علم حاصل کیا اوسکو دل میں شہرت و قاہ  
 کی خواہش ہوئی اور چاہا کہ سطح اسیا نام روشن اور دولت و مال حاصل کر دے اس ارادہ پر اوسنی  
 پہلو دریدہ کی سیویں سے آمیزش کے سبب کمزور اور متزلزل ہوئی سلطنت روم کے علاقہ نجد و عراق پر  
 پایا اور ایک کتاب نو ایجاد سائل کی تیار کر کے نام اوسکا خیر الکتاب کہا وہ مرگیا تو عبد الغفر نے اوسکا کتاب جاری

اور اوس مذہب کی ترقی اور سلطنت کو ٹہرانے میں بھت کوشش کی کل نجد و عراق پر قابض ہو گیا پھر طایفہ  
 ہو نجا اور قتل علیہ کی بھر کمہ و دیدہ گیا و مان بھی ٹہری بے ادبی سے پیش آیا ٹہری بزرگوں کے مقبروں کو کھنڈا کر ڈالا  
 کرتے تھے گرا دی دینہ سے ہو کر بھر کمہ کو آیا اگر راہ میں مر گیا بعد اسکو اسکا بیٹا صو و جانشین ہوا اوسنو  
 آخری اس کے انکار کے سبب ہو قتل کرادی و اسکروقت میں سلطان محمد علی شاہ روم نے پھر روم کے تخت  
 پر تسلط پایا جمعیت بہم پھونچائی سلطان کے حکم سے ایک قرآن مصر کے بلو شاہ ابراہیم کے نام نجد یون کے  
 استیصال اور سزا دہی کے واسطے جاری ہوا اس واسطے ابراہیم پاشا مع فوج دیار مروج دیا کے راستہ قادی  
 آہو نجا اور بھت سے جنگ کر کر د و بارہ مکہ معظمہ و نجد و عراق پر قابض ہوا صو و اور اسکا بیٹا عبد اللہ  
 ٹہرائی میں گرفتار ہوا اور سبالت گرفتاری سلطان کے روبرو جا کر گردن مار گئے چند نوین کے صو و کی  
 ٹہری عروج میں تھی سید احمد و مولوی اسماعیل ہندوستانی بھی اسکو مصاحبوں میں تھے بعد اتھری کا رخانہ  
 صو و کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی میں پھیرے گئے اسلئے پہلا اور مشہور کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہماری خواب میں آئے اور جہاد کرنے کے واسطے حکم دی گئی ہیں اب ہم تمھارے ساتھ جہاد کرتے ہیں تو  
 معاملہ میں مرتے ہیں جو کوئی ہماری پاس آدی تو اب باوی بھ بات نہ کر سینگے دن آدمی اور کمر پاس جمع ہوئے  
 اور کل ہندوستان کے رئیسوں نے زرنقہ کی مدد سے بھی دریغ نہ کیا سب بخوبی انتظام ہو گیا تو انھوں نے نجا  
 کے طرف رخ کیا اور اوراد پر کے راستہ ہزارہ و شاہ کے علاقہ میں پہونچی و مان پھو بھت سے افغانی  
 پاس آگئے اور دین کا سبب جند اقام ہو آیا محمد خان ناظم شاہ و ٹہرائی میں مارا گیا اور سید احمد شاہ کے علاقہ  
 پر داخل ہوئے لاہور سے رنجیت سنگھ کو انھوں نے شہر سنگھ کو سہی فوج دیکر او دہر کو روانہ کیا اور علاقہ ہزارہ راہ  
 ہوئی مولوی اسماعیل سید احمد و نو نے اپنے عزیز دن اور دوستوں کے ساتھ جام شہادت پیا یا قیام نہ ہندو  
 بھاگ گئے اب پھر مذہب پنجاب میں بھی راہم ہو گیا لاہور دامت سہ و شاہ وغیرہ شہروں میں اس مذہب کے  
 مولوی بھت ہیں کتابیں اپنے عقاید کے انھوں نے بھت تصنیف کیں اور چھوٹی ہیں ادنیو جواب میں اہل  
 نے بھی مداد جواب لکھے ہیں۔ پھر لوگ سینوں کے جار دن امام اور ادنیو احکام کے باندہ تھیں اہل قیو  
 کے کیسا ہی بزرگ ہوا ولی تعظیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ موتہ کا بعد مرگ کچھ تصرف باقی نہیں رہتا جو کوئی  
 مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اسکو وسیلہ بکر کر دے مانگر تو اسکو ٹہرا کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے شفاعت سے شکر میں اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث یا پیر کہ دیوی اسکو کا فر کہتے ہیں غلام محمد  
 غلام رسول غلام محی الدین خدہ اجتنی محمد بخش پیران بخش اسے سی نام کہتے دالون کو کفر کا الزام دیتے ہیں  
 مانز کے ادا کرتے ہیں بھی ادنیو سینوں کے ساتھ ٹہرا اختلاف ہے

## جو تھی تقسیم پنجاب کی تجارت درآمد و برآمد و پیداوار و صنایع و اشخاص کی بیان

پنجاب کے ملک میں ہر ایک قسم کا سوداگری مال و درود کے ملکوں سے اگر فروخت ہو تاہی اور مال بھان کا پیدا  
 بے تعداد و ہتھیار اور ملکوں میں ہو اگر لیماتے ہیں جسکی تعداد دو اضعاف قیاس ہو اور اگر بیان ہو تو ایک  
 طول انسان ہو اسو اسطو طول کو چوڑ کر اختصار کی طرف میل کی گئی کلی پیداوار پنجاب میں ہر اعلیٰ قسم کا مال  
 کپڑے کھنڈے ہر جو کٹمیر دلاہور دامتسر دہلی و غیرہ شہروں میں تیار ہو کر درود کے ملکوں میں جاتا ہے  
 انہیں ہر اعلیٰ شہنشاہ کٹمیر کا کہ اس سے ہر اور شہر میں بخین تیار ہو تا کہ کٹمیر کے شال کی قیمت تین ہزار روپے تک  
 ہوتی ہے سب سے اول کٹمیر میں جسٹھ شہنشاہ نکلاوایا اور شال بنوا کر اچھراجہ رجن دیو کٹمیر کا راجہ تھا چھ جیدر شاہ بدخشاہ  
 کے وقت اسکام میں کہہ اور افزائش ہوئی اور کام شربا چھ اکبر شاہ و جہانگیر شاہ و شاہ جہان و اورنگ زیب  
 عالمگیر کی سلطنت کو زمانے میں اسکام نے صحبت ہی و خلق پائی اور شہنشاہ کے قائلین اور در مال ایجاد ہوئے  
 دو شاہے بھی صحبت اعلیٰ اعلیٰ قسم کے تیار ہوئے لگے بچیتہ سنگداری میں جب دیوان کر بار کام کٹمیر کا ناظم ہوا  
 تو اسنو صحبت ہی عمدہ عمدہ قسم کے درشاہوں کا ایجاد کیا جواب بھی کر بار امی دو شاہے مشہور ہیں اوکلی کر بار  
 تک درود و عمدہ حاشیہ نہایت ایک گرہ کا ہوتاہی ایک سو سو لکھ سیات سور و پیہ تک قیمت پاتاہی اور ایک قسم کا  
 دو شاہہ انگریز جو اس زمانہ میں سب خریداری انگریزوں کے ایجاد ہوا ہر اعلیٰ قسم کی قیمت تین ہزار روپے تک  
 ہوتی ہر اوسکا حوض نہایت درجہ آدہ گز یا بارہ گرہ چوڑ کے باقی چار دن طرف دس گز گلاٹاری ہوتی ہر عمدہ درود  
 اوکلی گز کی قیمت بھی چھ سو روپے تک ہر اس قسم کا مال ادنیٰ و اعلیٰ و متوسط لائق تجارت عام میں صحبت قسم کا  
 تیار ہوتاہی اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہر مگر صورت اور وضع میں فرق نہیں ہوتا صرف رنگت کی تیز سیرنگو  
 اقسام علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہیں دیوان کر بار امی نے شہنشاہ کے ڈیری اور خیم اور قنائیں اور دیو اور دیگر  
 اور قائلین سرکار دلاہور کیو اسطو بنوا کر ایجاد کیا حال کی عکداری میں انگریزی و اسکاٹ بنائون کٹمیر کھلاہ ڈیو  
 انگریزی پوشش کے کپڑے کٹمیر میں بنوا ایجاد ہوئے خاص کٹمیر سے بنجہ اور ترک رنگ ستری وغیرہ میں اعلیٰ شہنشاہ  
 نور پور زیلو کتا تھہ و اسلام آباد کا شمار ہوتاہی دلاہور دامتسر میں بھی اگر وہی کارگر کٹمیری کام کرتی ہیں  
 اب وہ اس کے سبب سے وہ رنگت اور صفائی نہیں ہوتی البتہ امرتسر میں سفید سادہ شہنشاہ اچھا بنا جاتا ہے کٹمیر  
 شہر میں ہے دو شاہہ وغیرہ بنا ہے کہ ہر فانی کے بکری کے بال میں اسکو بھاری بولی اور تھنی زبان میں  
 پنڈ و کپڑے ہر صورت اسکی مقبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتاہی ختم پرا دسکر بالشت بالشت لیسر بال میں  
 اور بالوں کے چرم میں شہم ایک طرح کا باریک و دلکش ہر بہریت لذت لاسیدہ یا رقد وغیرہ ملکوں میں

جیکے حدود تارچین کے ملک کے ساتھ ملحق ہیں بشی بکے بھت ہوتے ہیں اس شیم کی تجارت اور خرید و فروخت  
 میں بجا ہزار روپیہ اور ہندوستان میں ایک لاکھ روپیہ سال کے ہوا دینا اگر خریدنے کو اس طرح ہر برس لداخ  
 میں جاتے ہیں لداخ کی منڈی میں بھی شیم جابر روپیہ شیمیری فی سیر قیمت پاتی ہو غاص شیمیر میں چھ روپیہ  
 سیرکتی ہو اس طرح جون جون ہندوستان کے طرف جلتے راستے کا خرچ جس کے اوپر برتا جاتا ہو  
 شیمیری شیم کے سوا ایک روپیہ کی شیم کا بل وغیرہ اطراف سے آتی ہو شیمین سفید کم اور خود رنگ  
 سے قیمت بھی اوسکی کم ہو۔ کارگر شیمینہ بان بھلو اس شیم میں سے سخت بال نکال کر صاف کرتے ہیں پھر  
 چونہ یا جانولون کا اٹا مار دہوتے ہیں بعد کمال صفائی کے اسکا سوت کا جاتا ہے بھیہ سوت شیمیر میں قلم  
 نے روپیہ شیمیری دو تولہ قسم دوم اڈا ہی تولہ قسم سوم تین تولہ قسم چار م ساڈی تین تولہ قسم پنجم چار تولہ  
 بکسا ہی قسم اول اور دوم سے تحفہ دوشالے گر ان قیمت بنتی ہیں باقی اقسام سوجامہ وار وغیرہ تیار ہوتے ہیں  
 اجرت شیمینہ بانی کی بھت اڑان ہو الوان یا اور کثیر شیمینہ کا جسکی بناوٹ سیدھی مکننگ ہونی درجہ چار  
 کے حساب سے بنایا جاتا ہو رگلہ از رنگ شیمیری دوشالہ یا جامہ وار وغیرہ ٹری حساب اور محنت کو ساتھ بنایا جاتا  
 مردوری اوسکی تیلیون کے شمار پر ہو اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی نکالے تو ایک نہ اجرت پائے شمار تیلیون کا  
 اوس نقش جو کیا جاتا ہو قبل چرنے کے چڑا دے کاغذ پر لکھا جاتا ہو اس کام کا مزدور اگر چالاک جاہکدست  
 ہو تو ایک روز میں تین آنہ یا چار آنہ سے زیادہ مزدوری تحمین کر سکتا سادہ شیمینہ سادہ کٹیر کے طرح بنایا  
 اس نہ میں قریب چھ ہزار کے دوکان شیمینہ بانی شیمیر میں جابری ہو اور ہندو ہزار آدمی شیمینہ بانی کرکے  
 محصول شیمینہ کا بھت سخت ہو ایک طہر کے اوپر بھت مرتبہ محصول لیا جاتا ہو اور بلا محضر شالداغ کے وہ کہیں  
 کہیں تحمین پاتا معمول شالداغ کا بھیہ کہ شلا ایک جامہ دوسور روپیہ قیمت کا شالداغ کے محکمہ میں آیا تو اسکو  
 اوپر چالیس روپیہ فیصدی کے حساب سے اور قیمت بڑائی گئی اور دوسو اسی روپیہ کا مال قرار پایا بھیہ  
 فی روپیہ کے حساب سے محصول شالداغ اور تین روپیہ فی جامہ حق چاہہ دمھرانہ لیکر سرکاری محضر شالداغ  
 کی اوپر ثبت ہوئی اور وہ مال قابل فروخت کے ہو گیا لیکن مہاراجہ جمبونو اب ان رسومات میں سے  
 کوہ تخیف بھی کی ہو۔ سابق سوامی شیمیر کے پنجاب وریہاڑ وغیرہ کہیں شیمینہ بناہنیں جاتا تھا مگر جب جمہور  
 کو بھت سنگ نے شیمیر کا ناظم بنایا اور اوسنو مان جا کر شیمیر کو لوٹا تو ہزاروں شیمیری دھن چوڑ کر جا بجا کل  
 گئے اوس روز نو پور و تلوکانہ و امرتسر و لوہیانہ وغیرہ میں بھی بھکار چلے جاری ہو گئے یا ہلا واسر  
 کارخانہ کا تمام پنجاب میں مہدار خوشحال نگہ کے طلب سے ہوا اگر وہ اپنی نظامت میں شیمیر کی غارت گاہا اتمام  
 نہایت اس کی ہم کا فیض اسقدر کہیں جاری ہو تا کہ خط پنجاب کے رشودالے بھی شیمیر یوں کے شاکر دیکھ کر

کثرت کرتے ہیں اور شمالی چھار اور کشمیر اور پنجاب کے مبدائی ملک میں اور ان کی بڑی تجارت اور خرچ  
 ہے کشمیر کے اور سب ملکوں سے اعلیٰ اور سفید اور ہوتی ہے نرمی میں اور اور ان سے بڑھ کے ہر اس جنس سے  
 ایک ٹیٹی اور دو ٹیٹی لوسیان اور اعلیٰ قسم کے تیار ہو کر ملکوں میں جاتے ہیں کشمیر کے لوی کا جوڑہ بھڑ  
 تو ایسا ناریک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ میں روپیہ بندہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اور سکی قیمت  
 ہوتی ہے کہ نگڑہ و کلو وغیرہ اطراف لوسیان بھی آتے دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہیں خاص پنجاب کی کوڑ  
 بھی بخین ہوتی ہے سب و سکر کرتی کے قیمت کم اوہتی ہے اور اکثر دو ٹیٹی ہوتی ہیں کشمیر اور بھارت میں اور فی ٹیٹی  
 ایسی اعلیٰ و عمدہ بنی جاتے ہیں کہ ہزاروں روپیہ کے اور ان کی سوداگری ہوتی ہے جاڑوں کے دنوں میں  
 اور ان کی زیادہ قدر ہے مصنوعی اور نرمی اور ان کی قابلِ ترفیع ہے کہ نادان دیکھ کر والا اور سکو بھینہ کہہ دیتا ہے  
 پنجاب کے اور فی جراب و ستانہ بکر اور ملکوں میں بھت جاتی ہیں اس جنس سے کسبل و نند بھی خاص پنجاب و کشمیر  
 تیار ہو کر سندھ وغیرہ کو بھی جاتے ہیں **روسی کا کپڑا** اجب انگریزی کپڑا اللہ خاصہ ملل وغیرہ  
 پنجاب میں نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب میں بھت قدر تھی اور اچھا ہے عمدہ تھان گھاٹی وغیرہ کے امیر  
 سرداروں کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر اس ملک میں بخین رہی صرف غریب لوگ اسے گھر کے  
 عورتوں سے سوٹ کتو اکرا و کپڑا بنوا کر پہنتے ہیں دولت مند امیر اس کو پہنہ نہیں کرتے اس واسطے اعلیٰ قسم کا کپڑا  
 اب پنجاب میں بنا نہیں جاتا البتہ عورات کے پہننے کے واسطے رنگین سوئی ریشم آئینہ قصبہ ثابہ میں بھت  
 بنوین خرچ بھی اس کا پنجاب میں بھت ہے دس اور مین چڑھتی ہے سو اسی اس کو اور جو کہ ریشمی موٹا کپڑا کہانی اور  
 سوٹی سوئی و لنگی وغیرہ اس ملک میں بنی جاتے ہیں وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کے طرف سوداگر  
 لیا جاتے ہیں اور وہ ان کے لوگ بڑی خواہش سے اس کو مضبوط جاکر خریدتے ہیں پادار کے طرف کر سلی رنگ کے  
 لنگی البتہ خاص پنجاب میں بھی قدر رکھتی ہے اور ملتان کے مانت کا کپڑا بھی بھاؤ پور کے راستہ سندھ کو  
 جاتا ہے اور خراسان میں قدر پاتا ہے ریشم کی جنس کا بل و شرقی و غربی و شمالی ملکوں سے پنجاب میں آتی ہے لاکھوں  
 روپیہ کا اس کا بیوپار ہے پنجاب کا ریشم بنگال کے ریشم سے اعلیٰ ہوتا ہے کہ اوہ میں نرمی و مصنوعی بہت ہے بنگال اور  
 ملکوں کے ریشم میں البتہ کڑھتی ہے اس کے رنگوں کے کارخانے امرتسر میں بھت ہیں لاہور میں رنگا جاتا ہے کہ رنگہ لوگ  
 سب رنگ طرح کے رنگ سے اس کو رنگ لیتے ہیں سب رنگوں سے اعلیٰ رنگ اور سچے قرم کا ہے جس کا قیام کپڑے  
 کے پتھر تک رہتا ہے اس مانہ میں بقیہ شیشے کا رنگ بھی ریشم کو دیتے ہیں مگر وہ رنگ بالکل کجا اور ناکا  
 ہوتا ہے چاروں کی نگراں ہے بھر خانگی خارجی ریشمی کپڑے کے مینو کیو اسطے سنگھ و ن کارخانہ لاہور و امرتسر  
 دھان وغیرہ میں موجود ہیں لاہور و امرتسر میں پارچہ گلبدن و دارائی سکھوں کی وقت اس اعلیٰ بنا جاتا ہے



کہ باختر و سپرگیر تک و سکی قیمت ہوتی تھی اب بسبب اسکو کہ حکام وقت کو ایسے کپڑوں کے بیچو کا شوق نہیں  
 آئے تھے اور سپر دور و سپر گز تک کا گلبدن و دارائی تیار ہوتی ہو عرض بھی بھٹ کم ہو گیا ہی ملتان میں  
 کہیں ریشمی و کلا بتونی و سادہ و رنگین و مشر و ع ایسا عمدہ و قیمتی تیار ہوتی تھیں کہ کہیں اور رنگی  
 و مان کی دو و دو سو و یہ قیمت مانی تھی اب بسبب بگر جانے سلطنت لاہور و میران سند کے و بالنگا  
 کا رخا نہ بھی سست ہی رعایا کی پہننے کے کم قیمت کپڑے تیار ہوتے ہیں بند و اد خان کے ریشمی لنگیان بھی  
 میں لاہور میں از ار بند ریشمی بھٹ تحفہ اور قیمتی بنی جاتے ہیں اور تجارت اونکی و سادہ میں ہوتی تھی  
 عرض کہ ریشمی کپڑے کا کارگر ایسا تیار کر سکتی ہیں کہ اور ملک و نین خوشگوار بنیں یہ اعلیٰ جنس بھی خاص  
 پنجاب کی پیداوار ہے خاص پنجاب میں خرچ اسکا سکھوں کے عہداری میں بھٹ تھا اور سکھ اس رنگ کا  
 پہننا عین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگر بخرچ بھٹ ہو کر اُس قدر بھین ہو تا جو اسکو بکثرت خرید کر خراسان  
 کو بھیج تے ہیں کچھ عرصہ ہوا کہ برآمد اسکی خراسان کے طرف کم ہو گئی تھی کیونکہ دریائے عمان کے راستہ  
 ہندوستان کا نیل خراسان میں پہنچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم ہوئی کہ وہ سلیمان و خیبر و ہزارہ  
 و غیرہ چھاڑوں اور افغانستان کے رستروالوں نے پنجاب کے نیل کو بند کیا اور خرید جاری رکھی افغانستان  
 کے ملک میں نیلی رنگ کے پہننے کا بھٹ رواج ہوا اور پنجاب میں کم پہننا جاتا ہے مجھ سمجھتا ہوں کہ درآمد اخرج اس  
 جنس کا پنجاب میں بھٹ ہی سولہ ہزار من فی سال تخمیناً خراسان کے طرف سو دریا میو کا بل و سہ کراستہ و خیبر  
 پنجاب میں آتی اور صرف ہوتی ہو تجارت قلمی کہار و اسلو وغیرہ کپڑے عورتوں کے پہننے کے اس کو جو ش  
 و کیرنگ کر جاتے ہیں پیداواری اسکی خراسان و شہر و شکار پور و غیرہ سند کے علاقوں میں بھٹ ہی قیمت  
 اسکی اس ملک میں سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہے کسوم بھی جنس ہندوستان سے بھٹ آتی ہے اور جو  
 پھاڑ میں پیدا ہوتا ہے وہ پھاڑی کسوم کھلاتا ہے پنجاب میں اسکا خرچ کپڑے رنگین کے کام میں بھٹ ہے۔  
 یا رچہ پور میں اس کپڑے کی ٹہری اعلیٰ سوداگری اور درآمد پنجاب میں ہے کلکتہ وغیرہ سے بھی مال قلم  
 قلم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہے غریب غریب امیر و ولتمند سب اس کپڑے کے پہننے کے شائق ہیں اس  
 کی ٹہری ہندی امرتسر میں چھوٹا ہے اور تمام پنجاب میں پہننا ہے تجارت اسکی دن بدن ترقی ہے یہ کپڑے  
 یہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہے و اہل بیت مالند ہر و سند ساگر و دیشا وغیرہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے  
 سو اسی فروخت خاص پنجاب کے ہر سال چالیس ہزار من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو نکالتا  
 سند میں بھی اسکی خریداری ہوتا ہے اور کاٹور سب سے اعلیٰ و لذیذ ہے جالندہر و آب کاٹور بھی عمدہ و سفید ہوتا ہے  
 شکر سخی بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لائق تعریف ہے کھجور بھی جنس کل پنجاب میں کنارہ دریائے جہلم

اور دوبہ بست ہو اگر فروخت ہوتی ہر خرچ اسکا ثمر و تحفہ و من بخت ہو مصری بنائے چنی شیرینی ہر ایک  
قسم کی اس سے بنائی جاتی ہو **صوبہ جات** ساوگی پستہ بادام انگور ناشپاتی خانی سیب کشمش انار وغیرہ  
سیدہ یوہی پنجاب میں پیدا تھیں ہو تو کشمیر و کابل و کوہستان سے اگر فروخت ہوتی ہیں پہلی سوداگر یہ مال لیکر آتے ہیں  
فائدہ خاطر خواہ اٹھاتے ہیں کشمیر کا سیب بخت لذیذ و خوشبو و شیرین ہوتا ہے لاہور میں بھی اگر وہ انار پیدا ہوتا ہے  
مگر شیرین و بدیانہ نہیں ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے البتہ سترخ و لذیذ زیادہ ہوتا ہے آسم کی درآمد لاہور  
دراتر سے وغیرہ میں دو آہ بخت جالندھر کے طرف سے بخت ہو ملتان میں بھی آہ بخت و کچھ رعمہ پیدا ہوتی  
ہی اور تجارت کیواسطی اور ملکوں میں بھی سوداگر لیتے ہیں لاہور کا شاموت بدیانہ بہت لذیذ و شیرین ہے  
آہ بھی لاہور کے زمین کا اگر وہ چوتھا ہے مگر لذیذ ہے لاہور میں ہر کسی قسم کا بافرا پیدا ہو کر بکتا ہے کیلا  
بافرا پیدا ہوتا ہے کہٹھا مٹھا سترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا سترہ مشہور ہے چکے دار آٹھ و لاہور کا ایسا  
لطیف ہوتا ہے کہ اسکو کہتے ہیں اسانگو فروخت حاصل ہوتی ہے تر بوز و خر بوزہ د آکوچہ نیو گنگل امر و شیر  
شاموت سترہ مٹھا کٹھا بھی پنجاب کی عمدہ پیداوار میں داخل ہیں اور یوہی باری انکی ہوا سے نفع لیتی ہیں  
**غلہ حصہ** یک قسم جو حقد رغلہ پنجاب میں پیدا ہوتا تھا ایسی ملک کے چرخ کے واسطی کفایت کرتا تھا  
رمل کے ذریعہ سے دور دور چلا جاتا ہے اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہے علاوہ اسکو غلہ فروخت پنجاب  
نرخ کے باب میں خود مختار میں سرکار کی مداخلت اور زمین نہیں ہوتی چاہے وہ گران یا رزان فروخت کریں  
غلہ کے ذخیرہ جمع کر رکھتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ اگر ذرا بھی بارش کی کٹکٹش ہو جاوے تو ایک کے چار کر لیں کسی سال  
سے پنجاب کے لوگ اس غلہ میں گرفتار ہیں۔ خاص پیداوار غلہ کی پنجاب میں استقدر ہے کہ اور ملکوں میں کم ہے  
گندم جو ماش موٹھ سور کی حواری باجر اسوانک چنایاہ و سفید چڑال سرسون تل بکثرت پیدا ہوتا ہے  
شالی قسم قسم کے شاہ خضر اور سیلاب مقاموں پر پوبی جاتی ہے لاکھوں روپیہ کی اسکی تجارت ہے سرسون و تل و  
تارامید کا تیل نکال کر فروخت ہوتا ہے نباتات میں سے کھیرا گدھی مولی کا جڑ شلغم و میان سرج کرم پالک پتی  
خرد آلو گوئی شکر قندی آدرک سیانہ لسن کر لہ توڑی گد و ٹینڈہ کی بخت پیدا لیش ہوتی ہے اور بڑی شہر و قریب  
ہر روز اس اجناس کی منڈی لگتی ہے سوکھ آج اس خرد کا سنی وغیرہ کی جھڈ پیداوار ہے وہ ادویات  
کے کام آتی ہیں پھول پنجاب کے چہرہ ہوتا ہے گلاب بخت خوشبودار پھولیں انکافوق و عطر کثرت فروخت ہوتا ہے  
اور جھڈہ اور پھول گندہ انکول صد برگ مرتبان گل و دھیری چنبلی گل عباسی عشق پیچ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں  
وہ گل فروش بازار دن میں بیچتے ہیں بڑی اعلیٰ قسم کا پھول حیان بدیشک ہے حکما عطر و عرق ہمار دن کے  
اسطی ملان تازہ دیتا ہے مینہ اور موتی کا قیل نکیر کے لگانے کے واسطی فروخت ہوتا ہے تجارت ملک

کہ وہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہے وہاں سوچ یہ نمک سرکار کے حکم سے نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہے اور فی سہی  
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگھ کے وقت نمک بھت ارزان تھا اب گر ان ہو گیا ہے **روغن زرد**  
بھی خاص پنجاب کی پیداوار پنجاب میں خرچ ہوتی ہے ساندربار وغیرہ سیراب علاقوں سے لگی اگر شہر و دیہات  
کتنا ہو سکھوں کے وقت لاہوری وزن میں سیر فی روپیہ لگی کتنا تھا اب اگر تیری وزن فی روپیہ سو اسیر ہو  
سوجب اس گرانی کا تقریبی محصول چوٹلی یا کیمبہ اور **لکڑی** پنجاب میں لکڑی کا بڑا بیوپار ہے  
جو دو قسم کی ہے ایک تو پیہ سوختنی یعنی جلانے کی لکڑی بھی لکڑی خنڈ و کریر دیپلون وغیرہ اقسام کی بھت کثرت  
کے ساتھ ساندربار وغیرہ جنگلون اور دیرانون سے کٹ کر آتی اور جا بجا فروخت ہوتی ہے بھلو بھاؤ اس لکڑی کا  
نے روپیہ سات من تھا اب جس رو سے میل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بھت بڑھ گیا ہے دو من یا دو ہار  
من روپیہ کی بنتی ہے بھت سا خرچ اسکا بڑی شخصروں میں ہو دیکھاتی زمیندار او دیون پر گزارہ کرتے ہیں۔ دوسرے  
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطے ہے اس میں بھی دو قسم میں ایک وکیل یعنی شیشم یا لکڑی یا لکڑی  
یا دھریک یا شامہوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار ہے اعلیٰ اور خاص کام میں صرف ہوتی ہے بھی لکڑی  
بھت سخت و بارکش ہے پانی میں بھی اسکا کچھ نقصان نہیں ہوتا دوسرے چوب دیو دار و پٹر وکیل و سنبل وغیرہ  
بھار کی پیداوار ہے دیاروں کے رہتی کوہ جنون و منڈی و چنبہ وغیرہ سے پنجاب میں آتی ہے جسکی کثرت کا کچھ  
حد و حساب نہیں سیکھوں پنجابی مندوستانی انگریز بیوپاری سوداگر بھی لکڑی بھار سے منگوا کر فروخت کرتے ہیں  
شہر اور سرکاری عمارتوں میں اسکا بھت خرچ ہے ان اقسام میں سے دیو دار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی  
ہو چڑ وغیرہ پانی میں گل جاتے ہیں سکھوں کے وقت تین سو روپیہ کر دیو دار کبھی تیرا ب ایک یا ڈیڑھ تو تیرا  
کی ہے **ایٹھ** اس جنس کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب میں بھت ہے امرتسر میں نئی ایٹھ بکائی  
جاتی ہے اور شہروں میں بھی بھی حال ہے خاص لاہور میں بادشاہوں کے وقت نئی ایٹھ بکیتی تھی جب ہو سکھوں نے  
حصار کے باہر کی آبادی اور جاڑ دی تو ایٹھ بھان بھت ہو گئیں اس واسطے نئی ایٹھ کا ٹپکا موقوف ہو گیا  
اور وہی پرائی ایٹھ کو دیکھو کہ شہر کے عمارت میں صرف ہوتی رہیں رنجیت سنگھ کے وقت بھی حال رہا  
مگر خشت فروشوں نے بڑی بڑی مالی سجدیں اور تقریری خود مختار ہو کر سمار کر لین سرکار سے کوئی اور نکاح  
ہوا اب جو بیک سرکاری یا قیامدہ پرانی مقبرہ مندر میں دے ہو گشت فروشوں کے رزق کا دروازہ  
بن ہو گیا اور سرکار سے سخت ممانعت ہوئی کہ باہر سے کوئی ایٹھ نہ کوں بلکہ اگر گندڑا ت کدے نے موقوف ہو کر شہر کا  
کردنواح ہوا و صاف ہو گیا اس واسطے خشت فروش شہر کو بیلیان نہیں سوچو بیلیان خرید کر اور انکو سمار کر  
ایٹھ فروخت کرتے ہیں انگریزی عمارت کو واسطے ایک قسم کی بڑی ایٹھ تھی بھی بکائی جاتی ہے پرائی ایٹھ

# مکرات

بھاؤ سابق و دھنرانی روپیہ تھاب پانچویں مکرات حصہ جنس صد پنجاب میں پیدا ہوتی ہے اور سفید  
اسکا خرچ ہو ملک بھاری اگر بھی فروخت ہوتی ہے جنگ پوست افیون کی بنیاد کے میدان میں بھی پیدا واری بنی  
ہے مگر جس بھان جنس بنی بھاری بنکر آتی ہے تاکہ بھان محبت پیدا ہو اور خرچ بھی بے خفایت ہو۔  
چائے بدائش اسکی پنجاب میں محبت کی کلکتہ کی چائی جولا بور میں آتی ہے محبت اچھی ہوتی ہے مگر مہین  
چائی سرکار کے حکم سے بوی بائی ہے وہ بھی قسم اول سے ہے پانچویں شہر جو رنگ اور خوشبو میں ہر ایک  
کی جائے سے اچھی ہے چائی مہر کی عادت کشمیریوں اور ولایتیوں کو محبت ہے اپنی چائی و دیگر طرف دیکھ کر چائی  
پتھر لگی ہے بعض تو ایسی ہے کہ اتنا بھی چائی مٹا نہیں جانتی اور اگر مٹیں نہ جانتی ہیں کہ انہ  
اس جنس کی پنجاب میں بڑی تجارت ہے شمالی بھاری اسکی درآہ پنجاب میں محبت ہو کل ادویات و نباتات  
جو طب جاردن کے معاملہ میں صرف کرتے ہیں سب کرانہ میں داخل ہیں معدنیات میں  
تانبہ قلعی سنگ حبشیل وغیرہ اس قسم کا حساب معدنیات میں داخل ہے تجارت اسکی پنجاب میں محبت ہے  
ہوتی ہے اور خرچ اسکا زیادہ تر ہو چونا کلی و دو غم جو نہ پنجاب میں صرف ایک قسم کی سمجھے  
خاک کنکر زمین سے نکال کر اور جلا کر بنا یا جاتا ہے سنگیدہ من شیان چونہ کی عمارات کے خرچ کے واسطے کیا کرتا  
کی بنجاری جلائی جاتے ہیں چونہ کے جلائے میں ابلے صرف ہوتی ہیں آپلوں کی را کہہ بھی اوسے چوئے میں  
رہتی ہے ملک بھاری لوگ اپنے نفع کے نظر سے دو دو گز بھی کے پھر سے جلی ہوئی زمین بھی کہو کر چوئے میں  
ملا دیتے ہیں بعض دغا باز ادھر بھی کفایت نہیں کرتے پڑانے پڑاؤں کی سرخ مٹی چونہ کے اندر ملا کر چونہ  
دو گنا کر لیتے ہیں بعض پلے گری ہوئی سختہ مکانون اور عمارتوں کا چونہ لاکر مٹی چونہ میں مخلو جاکر بھرتی ہیں  
اسو اسطو اسٹانہ کی مٹی ہوئی عمارت دیر پا نہیں ہوتی اگر زمانہ میں چونہ لگتی ہیں جلا یا جاتا تھا اور  
مٹی کی آمیزش نہیں ہوتی تھی اسو اسطو سنگی دن برسوں کے عمارتیں قائم کیں ہیں چونہ ساز حکام وقت  
کے ساتھ دغا کرتے ہیں رعایا سب بھاری اوکو اس کے کیا چیز عمارت کے معمار کے ساتھ بھرتی کر لیتی ہیں  
اسو اسطو خرید کنندہ بخیر ہو جاتا ہے۔ یہی چونہ سو امی آمیزش کلی کے کام نہیں آتا اور کلی ایک قسم کے  
کو سی سنگریز جلا کر بنائی جاتی ہے جولا کہوں میں بنی بنائی بھاری اگر پنجاب میں فروخت ہوتی ہے اس میں  
اصل قسم کی سفید کلی ہوتی ہے اسکو دو غم کہتے ہیں جو صرف عمارت کے لیے پڑاؤں اور سفیدی کے کام آتی ہے  
بھاری مٹی کو چونہ پیدا نہیں ہوتا اس ملک صورت انیون کو پیش کر اور اس میں کلی ملا کر عمارت میں صرف  
کرتے ہیں اور انیون بھی ایک قسم کی بھاری نرم شہر کی بنا ہو جاتی ہے مٹی کے انیون جنس بھاری  
تخاف و صنایع ملک پنجاب

ہی صبا ذکر مفصل تحریر ہو چکا ہے اور سکو سوا سے لاہوری کمان بھت تحفہ ہوتی ہر قیمت کمان کی آٹھ آنہ سی لیکر  
میں دیکھتا ہوں کہ بدوق خالی نالی کی جو لاہور میں بناتے ہیں عمدہ ہوتی تھوگر اب انگریزی عمارتوں میں اس کی  
نقصین باقی باقی ہے کہ سرکار کو بھیہ چیزیں پسند نہیں ہیں اور ویسی لوگوں کو متیار یا نہ ہونے کا حکم نہیں ہے  
لاہور کا طلعہ دا جو تا نام پنجاب میں تحفہ گنا جاتا ہے قصور اور بٹالہ میں بھی جوتا اچھا بنتا ہے آٹھ آنہ سی لیکر یا پچوڑ  
تک و سکی قیمت ہر سامان فولادی قلم تراش مقرر اصل جراب سنانہ کاغذ کشمیر کا بنا یا ہوا بھت تحفہ ہوتا ہے  
بٹالہ میں سو سی ریشم اور سوت کی ایسی تیار ہوتی ہے کہ دور دور تک اس کی ٹانگی نہیں ہوتی تاکہ تاجاں  
اور کہیں اور رنگی ریشمیں مشہور ہو شروع وہاں ایسا بنا جاتا ہے کہ ٹانگی نہیں کہتا کہ سجان پورا کوٹھیر میں پھینک کر قالین بنی ہو  
بھت تحفہ بنا کر جاتے ہیں دنیا بھر بٹالہ ہوشیار پور راہون میں سفید کپڑا گناٹی نہایت اچھا بنتا ہے کاگرہ میں  
سفید دھتھی اور دھٹی ریشمی اور طلائی کناروں کے خوب بنتی ہیں جو تھیں اور سوتی کہیں وہاں کا تحفہ ہوتا  
ہے چوہان کے چوہان سوتی بھت مضبوط اور باریک ہوتے ہیں پاک تین کے چمڑے کے حقے پتلے  
ٹری ہوئے اور برنجی حلیم سرپوش دار اور خراک کا کام جو بی بھت نازک و خوبصورت ابروی رنگ کا مطبوع  
خلاقیہ تحفہ ہوتا ہے دستانہ اور خوشاب کے بنی ہوئے رنگیان کنارہ دار و بلند ریشمی ایسی تحفہ ہوتی ہیں کہ دور  
دور بطور تحفہ بھیج جاتے ہیں سیالکوٹ کا کاغذ بنا ہوا نہایت عمدہ و پنجہ صاف ہوتا ہے لاہور و امرتسر میں گلاب  
دارائی نہایت عمدہ ریشمیں بنی جاتی ہیں از ار بند ریشمیں بھت تحفہ بنتی ہیں چکن اور ڈوری کا کام شعیہ  
پر بھت اعلیٰ ہوتا ہے۔ + -

## خاتمہ کتاب

ابھیہ مخزن تمام ہر شکر کا مقام ہے کہ سعی شکور ہوئی محنت منظور ہوئی سرا و برائی آغاز نے انجام کی ہوئی  
و کہلائی پہلی چند سال اس کتاب کے تالیف کے شوق میں بندہ حیران نہایت سرگردان رہا بھت سی کتابیں اور  
رسالے جمع کئے مگر ہر ممبر و بندہ گون کے زبانی حالات دریافت کئے جب سامان جمع آتا تو کلمے کو قلم اوٹھایا  
بھت سو حالات انگریزی کتابوں سے حاصل کئے خصوصاً دریائی حالات اور پھیٹ کے کیفیتیں تو صرف انگریزی  
تواریخ سے لی گئی غرض کہ جگہ جگہ خوشہ چینی کے بھت خرمن باندھا سرکاری تواریخ کے کتاب میں جو بندہ دست  
محکوم میں لکھی گئیں ہیں پھر انہیں تلاش و نگاہی گئیں اور ضروری حالات جو اس کتاب کے اندر آچے  
لاق تھے اور نقل ہو کر اس مجموعہ میں درج ہوئے بھت بڑا کام ایسا نہ تھا جسکو بھت بندہ بخف کر سکتا  
اور بھیہ بار ایسا نہ تھا جسکو بھیہ نہ ضعیف اوٹھا سکتا مگر تاہم ربانی و مطلق سہجانی ذرہ کام کیا کہ چند سال  
کی محنت و عرق ریزی میں یہ نسخہ مفید خلائق باختم ہو پچا دیا بڑا باعث اس کتاب کے تالیف و اجتماع



حالات ضروری کا یہ تھا کہ منٹ لے سہجی میں محکمہ عالمیہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک حکم صاحب دیشی کشر صاحب دلاہور کے نام سے مضمون یہ آیا کہ خاص شخص لاہور کے ایک تاریخ نگار دوزبان میں لکھی جاوے اور حالات قدیم و جدید اس شخص کے اور میں تحریر ہو کر ایک مجموعہ عجیب بنایا جاوے صاحب دیشی کشر صاحب دیشی ضروری تھا کہ دوسرا لاہور کو سپر کیا اور چونکہ اس کام کو انجام دینے کی طلبی فرمائی اور عہدہ سلطانی کا امیدوار کرنا لکھنؤ کی ایک تاریخ نگار کی لکھنؤ کو حضور صاحب دیشی کشر منٹ کر عہدہ بندہ تھمیل ارشاد دوسرا لاہور حضور صاحب دیشی ارشاد دیوان ہینا تھمیل صاحب فقیر منٹ لکھنؤ صاحب کے گھر بہت حیت باندہ لی اور بہت سی تلاش حالات ضروری کے بھیج ہو سچانے میں کی جب سامان جمع کیا اور کتاب کی تحریر شروع ہوئی تو لکھنؤ کی اسٹوب کی پیار ایسی لاحق حال اس نیاز مال کے ہوئی کہ چار ماہ تک سرستبر سونہ اٹھایا اور دسویں شہر نے دو ماہ تک تو انتظار کی کہ جب بھی اچھا ہو گا ہی خدمت مہوضہ کو انجام دی مگر جب بیماری نے طول پکڑا تو تھمیل بندہ ہو لکھنؤ یا ضنی تاج الدین لاہوری کے سپرد کی اگرچہ دو ماہ کے عرصہ کے بعد بندہ بھی شافی حقیقی کی مہربانی سے اچھا ہو گیا تھا مگر وہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا چونکہ کتاب میں اور سامان اس تاریخ نگار کا سامان جمع تھا لاہور جو بندہ اس کام کو انجام دے واسطی متبعہ ہو گیا اور جانا کہ اب ایک شخص لاہور کے تاریخ نگار کے علاوہ تمام پنجاب بلکہ تمام ملک متعلقہ محکمہ گورنمنٹ پنجاب کے حالات لکھنؤ یا میں تو بھی ایک عجیب غریب مجموعہ میں جاری کیا چند تین سال تک برابر بندہ اس کتاب کے تالیف کے شوق میں مستغرق رہا۔

الحمد للہ والمنشہ کہ یہ عہدہ تاریخ باختم ہو چکی اب یہ بندہ ہذا زار قدر دانوں کے قدر دانی سے امیدوار ہے کہ جب وہ اسکو پڑھیں یا پڑھیں فائدہ اٹھائیں انکشت نامی نغمہ میں حتی الامکان اصلاح کریں بابت یہ کچھ کہہ رہا ہوں کہ انسان ضعیف البیان ہو و نیان کا پیلا ہو سچہ سچہ گنجی کہ انسان کے کام میں غلطی نہ آئی مگر نتیجہ اسی انسان مرکب بالخطا و البیان ہو ہو ہو جاتا ہو اور انسانیت کا ثبوت بطور میں آتا ہو کہ

**سر و عیب ہو خالی وہ اللہ پاک ہے + بندہ پر عیب خاکی خاک ہے + اب میر**

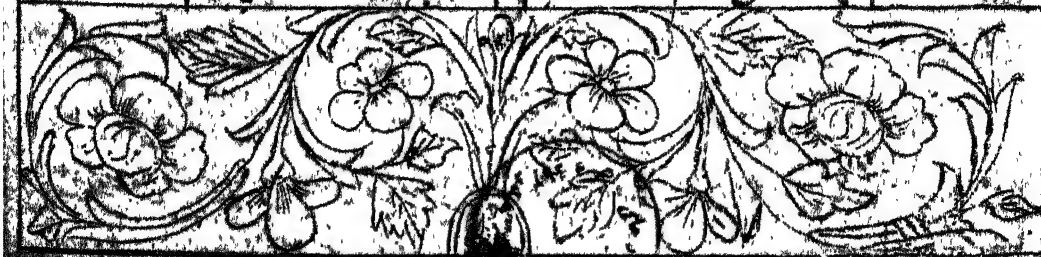
اس کتاب کو اس قطعہ تاریخ پر ختم کرنا ہوں واللہ الموفق والمعين وبہ تعین قطعہ

یہ مخزن معین حالات پنجاب

عجب ہی مخزن حالات پنجاب

ہو واجب فہم فضل ایزدی سے

ککار اسال اتمام اسکا مہر در



# قطعات تاریخ ختتام طبع محزن پنجاب

از نتایج طبع شاعرانک خیال رای بہادر کنیہ لال صاحب ایکڑ گنڈوانجہ لاهور و دیر

عجب محبوب و مرغوب است مطبوع خدا کرد است در پنجاب جاری نظیرش نسخہ اندر کشور ہند دل اہل بصیرت بقصر است بشہر لکھنؤ مطبوع گردید پہلے تاریخ طبعش گفت ہندی	کتاب محزن پنجاب نایاب لفضیل عام خود این چشمہ آب ندیدہ دیدہ بیدار در خواب برائے دیدنش مانند سیاب کشاد از فیض ہر روئے جهان بہ سبحار گلشن تاریخ پنجاب
---	---

از سید علی عبدالقادر شمس لقادری عرف مرشد علی صاحب تخلص عاصی مدنی پوری

داد چون سرور طبع این کتاب طرفہ تر ماضی بال خاست	محزن دولت نخاص و عام مفت کچھ سرور محزن پنجاب گفت ۱۲۹۴ھ
--	--

از سید عبدالرسول صاحب خاندیسی از ندولے

سویتون کا یہ خزانہ آج کل کر رسم تاریخ طبع عبدالرسول	سب کو ہو کر دانہ دانہ بٹ گیا طرفہ سرور کا خزانہ بٹ گیا ۱۸۶۴ء
--	--

از سید علی شاہ صاحب اکثر المتخلص بالفت لاهوری

چونکہ این نادر کتاب لاجواب گفت الفت بہ سال اختتام	خوش خط و خوش رنگ ہر طبع گشت محزن پنجاب رعنا طبع گشت ۱۲۹۴ھ
--	---

از مفتی چراغ دین صاحب تخلص روشن لاهوری

چو اندر لکھنؤ باطسہ زر نگین	شد این گنجینہ نایاب مطبوعہ
-----------------------------	----------------------------

رقم زد روشن اندر سال طبعش  
کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع ۱۲۹۷ھ

از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری

مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے  
جس سے بے سارا زمانہ پرہ یاب  
مخزن پنجاب سے نامی کتاب ۱۲۹۷ھ

از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری

یہ کیا تاریخ ہے تاریخ مطبوع  
بسال طبع فوقانی نے لکھا  
عجائب معدن احوال پنجاب  
کہ مخفیہ مخزن احوال پنجاب ۱۲۹۲ھ

از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لائق لاہوری

چہ گنج است این عجب گنجینہ فیض  
لایق از دل ندا آداب شناس  
کتاب نادر و مطبوع و کیناب  
کہ تازہ مخفیہ رکبین پنجاب ۱۲۹۷ھ

از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری

خوش کتاب ہے است مخزن پنجاب  
بہت فصل بہار و فصل شناس  
ماہنامہ باوج محبوبے +  
بہت تاریخ خاتمہ دوبارہ +  
مستحق دلپذیر و نایاب است  
بلکہ ہر باب جنتی باب است  
شمع روشن بزم احباب است  
گفت دلچسپ گنج پنجاب است

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا سے غیب دان و لغت رسول آخر زمان کے اد پر راجح زین تجر بہ کاران روزگار و آہو  
اودار کی پوشیدہ نہ ہو کہ علم تاریخ ایسا اسطے دریچہ کا علم تاور و عمدہ ہے کہ جسکا دریافت کرنا احوال غنی  
کہ شدہ گما عبان حال بہت قبالی کے لیے ایک وسیلہ لیاقت معنی اور پرہیزگاری ہے اور دستور العمل و  
کتاب فرست و فزادگی کے قرائد کیا ہو کہ جسکی سیر و مطالعہ سے العمل نیاد و نظام حاصلہ علم کہنہ و علم

ہوتی ہے اور اس اس اعتساف و نال انصافی کی بقلم اندام پاتی ہے اس نظر سے ہر ماقلی و مہم  
دانش پروردہ پرست حاصل علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال میں بقیاس رویداد ماضی اوس  
نسق پر کارروائی حال و استقبال کی مرضی رکھے تا بتعمیل و کاربندی اولیٰ وجوہات کو کنش مال  
اور فلاح مال کو کسی نشین مراد ہو۔ ہر گاہ علم تاریخ و حقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادر ہے  
کی نفع عام کے لیے سودمند لہذا اندون ایک کتاب لاجواب فن تاریخ میں انتخاب جسکا نام مخزن نجات  
ہر یہ کتاب میں کل الوجود جامع اور جاوے بیانات احوال شاہان و راجہ گان و رئیسان شہر و علاقہ  
متعلقہ حدود ملک پنجاب ہر اس صفت کی کتاب آج تک نہیں ہوئی مؤلف و مدون اسکے بڑے صاحب  
علم و کمالات ہنر و مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہیں کہ جنکی تصنیفات سے عمدہ  
کتاب میں چھپیں اور پندیدہ فلاقی ہوئیں مصنف غلام نے اس کتاب میں ریڑھی جمی کوشش سے  
صحیح صحیح حالات ملک محروسہ پنجاب کو از جوڑا کل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ شنید اور اس کتاب کو  
پانچ حصے اور پچیس قسموں پر منقسم کیا ہے حصہ اول میں دریائے ستلج پارسی جہانک جوئی الحال گورنمنٹ  
پنجاب سے متعلق ہے۔ پانچ قسم ہیں یہ حالات شاہان و راجگان و جاگیرداران کے خوب لکے ہیں  
۲۔ دوسرے حصہ میں دریائے ستلج کو اپنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ  
قسموں میں لکھا ہے ۳۔ تیسرے حصہ میں پنجاب کو شمالی اوزار کے علاقوں کا احوال پانچ قسم میں تسلیم کیا ہے  
۴۔ چوتھے حصہ میں پنجاب کو حاکمون اور ناظمون کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ہے پانچویں حصہ میں پنجاب کو  
گورنمنٹ اور میدان کا احوال اس قدر تفریق چار قسم میں بطور ہی۔ فی الحقیقت اس وضاحت اور تفصیل کی کتاب  
ایسی تاریخ کی کتاب کہ ہونی ہوگی اسید کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گرہین کی نظر کو گذرے  
گی نہ درلے پسند فرما کر خریدین گے الحال کتاب نادار البیان یغور شوق شائقین جب مرضی مصنف غلام  
کافہ تقطیع مناسب پر بصحت حضرت مصنف بظالقت اصل بیدل توجہ چشمہ فتوت

خواب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مقام

لکھنؤ میں بابہ اکتوبر ۱۸۸۷ء مطابق ماہ اشوال

سکے حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی

مصرعہ

قبولیت بر کردگار شدت





جو پیش کشنر سباد راودہ نے جزیرہ کیپ کا حال تحریر فرمایا۔  
 تاریخ نوکاوی جلد ستہ حیرت۔ حالات شانہ نام  
 بھائی منع نقشہ احمد نقیب صاحب۔  
 تاریخ حبیب الہ۔ از منشی عنایت احمد صاحب حالات  
 مینہ اسلام۔  
 حیات افغانی۔ جناب محمد حیات خان سباد کشر  
 استعانت کشنر پنجاب کی تصنیفات سے یہ کتاب  
 مسودہ تاریخ افغانستان و جزائر و اشیاء تجارت  
 ملکی اور بود باش سکنا سکنا و اس ملک کا یہ نقشہ  
 گذشتہ متوقع ہے۔ تاریخ قوتی کی یہ تصنیف  
 کشور طالع صاحب صدر امین مالک منہری و شمالی۔  
 تاریخ پنجاب۔ مسمی بحسب پنجاب مطبوعہ پٹنہ  
 مصنفہ منشی رام صاحب یہ کتاب مفصل تاریخ  
 پنجاب ہے۔  
 سیریاخ۔ سفرنامہ منشی بیان راو افغان صاحب  
 سیریاخ غزلہاے مشاعرہ لکھنؤ و کانپور۔  
 تاریخ ستارہ مینہ۔ مشتمل حالات شانہ مینہ  
 و مخصوص راودہ۔  
 ریاض الامراء۔ ذکر حالات امرائے ہند جنگو گورنمنٹ  
 سے سلامی کا حکم ہے۔  
 ایضاً۔ کاغذ خنائی۔  
 تاریخ گورکھ پور۔ نہایت عمدہ طبع ہوئی ہے۔  
 تاریخ مسعودی۔ مسیحیہ الارضین مسعودی  
 کے احوال میں۔  
 تاریخ تجارت روس۔ جسکو واسطے گورنمنٹ  
 پنجاب کے عہد سکرتری جناب اراچ جوہر  
 صاحب بہادر لکھنؤ گورنمنٹ پنجاب و عمرہ نے  
 طبع کیا۔ مینہ تاریخ فرامی منع نقشبات خوش خط  
 و کاغذ عمدہ۔  
 کیشن بروہہ۔ جسکو بابو دامودر اس صاحب سند  
 یافتہ آگرہ کالج نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ فرمایا  
 اس میں تحقیقات نیروی کریم فیض صاحب بہادر زبانی  
 بروہہ کو مہاراجہ بہار اوکاٹوار رئیس بروہہ کی طرف  
 سے اور رویداد نظام گوانان سے کاغذ عمدہ ہے۔  
 تاریخ راج پدیتی اردو۔ کارنامہ رانا جی اودھو  
 راجپوتانہ جملہ بیواؤں میں راج سندھ رانا اب کے اوتھ  
 طاقتور میں گنت ہے۔ اسکو بیو ایس برنس صاحب  
 بہادر اور کیشان جی علی صاحب بہادر نے مسند  
 گورنمنٹ جنرل راجپوتانہ نے ایک سال میں جلد و اردو  
 نام سے پیر اشتیاق اس کتب کو لکھنؤ میں نقل

کیا مورخ کامل منشی دیو پرشاد صاحب نے نہایت محنت کے  
 ساتھ سنسکرت سے اردو میں ترجمہ کیا اور بنام وغیرہ  
 ایسے سنسکرت میں ہے کہ جگہ اردو میں ترجمہ ہی آسان  
 ہو اور سکوار و اور دیوناگری دونوں میں لکھ دیا۔  
 سلطوہ مطبع کانپور۔  
 تاریخ لکھنؤ پنجاب۔ منع نقشبات مولانا پندت دیو پشاد  
 دیو لکھنؤ مالک منہری و شمالی۔  
 انیس السامین حصہ اول۔ حالات اردن مطبوعہ  
 جزیرہ اوت لین جاکر کا ترجمہ بہت عمدہ۔  
 ایضاً حصہ دوم۔  
 ایضاً۔ حصہ سوم۔  
 تاریخ انگلستان۔ اسمین شانہ انگلستان کا احوال  
 و قلعہ انگلستان۔ کالیہ صاحب کی تاریخ انگلستان  
 کا ترجمہ ہے جس میں بہ احوال سلطنت روسیوں انگلستان  
 ہے۔  
 اورضا۔ کاغذ خنائی۔  
 سرور السلاطین۔ ترجمہ برسر جلد سیریاخ حیات  
 شانہ دیو ابتدائے سلطنت راجاؤں سے ابتدا  
 عہد شاہ عادلنگ لکھا مترجم منشی کوکل پرشاد صاحب  
 ترجمہ منہری الرسول۔ مسمی ہفتاری اعلیٰ وقتہ حصہ  
 اول تاریخ و اقدسی عربی کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ طبع  
 اردو بہار عہد کتاب و اقدسی عربی کا ہے یعنی فتح القادری  
 فتح الشام فتح مصر فتح الجرم کجالی اور طالعہ  
 ہی طبع ہوا ہے۔  
 فتح الشام فتح مصر اردو۔ جو بار دیگر طبع ہوئی  
 کارنامہ سکندری۔ جلد احوال سکندر زمانہ مولانا  
 منشی کوکل پرشاد۔  
 فتح الجرم۔ مسمی امیر عرب اخیر طبع تاریخ و اقدسی  
 عربی سے اردو میں ترجمہ جرنل بکرت ہو کر پور خواجہ  
 شافقان طبع ہوا۔  
 مجید مرتر محمد اردو فتوحات و اقدسی۔ جس میں منہری اللہ  
 یعنی ترجمہ منہری الرسول۔ ترجمہ فتح الشام۔ ترجمہ  
 فتح مصر۔ ترجمہ فتوحات نجم۔ شامل ہیں تاریخ اسلام  
 کے یہ مثل ارسخان ہے۔  
 منتخب التواریخ۔ اردو عبد القادر بدایونی کی تصنیف  
 سے مولوی اختر علی بن صاحب مراد آبادی نے  
 پایا کے مالک مطبع ترجمہ کیا۔  
 تہذیب برہمنی۔ ملکہ منتظر نام ایسا لکھا کہ شوہر الہیہ  
 سواد شری۔  
 رسالہ اہل جواب نامہ منشی دیو پرشاد صاحب  
 ساکن بہار مالک ایک صاحب کے سوا لاکھ کا جواب



جو پیش کشنر بیاد راودہ نے خبرہ کیپ کا حال تحریر فرمایا۔

تاریخ دجاوی نگہ سید حیرت۔ حالات شاہدہ نام بکائی مع نقشہ اربعہ نقیب صاحب۔

تاریخ حبیب الہ۔ از منشی عنایت احمد صاحب حالات پیغمبر اسلام۔

حیات افغانی۔ جناب محمد حیات خان بیاد رکشا استعانت کشنر جناب کی تصنیفات سے یہ کتاب

میسور تاریخ افغان نشان و جہانگیرہ و اشیاء تجارتی ملکی اور بودا باش سکنا سکاوس ملک کامیاب

نگارستان فتوح۔ یہ تاریخ فتوح کی ہے مکتبہ نقیب کشنر طالع صاحب صدر زمین مالک مہرزی و شمالی۔

تاریخ پنجاب۔ سیدی بکسر پنجاب سے مطبوعہ بیالہ مصنفہ منشی رام صاحب یہ کتاب بفضل تاریخ

پنجاب ہے۔ سیر سیاح۔ سفرنامہ منشی بیان راو فاضل صاحب

سیاح مع غزلنامے مشاعرہ نگینہ و گانپور۔ تاریخ مستار کہ بند۔ مشتمل حالات شان بند

و خصوصاً اوہ۔ ریاض الامراء۔ ذکر حالات امراء سے بند جنگو گورنمنٹ

سے سلامی کا حکم ہے۔ ایضاً۔ کاغذ خانی۔

تاریخ گورکھ پور۔ نہایت عمدہ طبع ہوئی ہے تاریخ مسعودی۔ مسیحی سال حضرت مسعودی

کے احوال میں۔ تاریخ تجارت روس۔ جسکو واسطے گورنمنٹ

پنجاب کے صدر سکریٹری جناب اراچ جوہر صاحب بیاد رکشا گورنمنٹ گورنر پنجاب و غمرہ سے

نقل شدہ عین تالیف فرمائی ہے نقشبات خوش خط و کاغذ عمدہ۔

کیشن بروہہ جسکو ابودامودر اس صاحب سند یافتہ اگرہ کالج نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ فرمایا

اسمیں تحقیقات نیروی کریمیل فیہ صاحب بیاد رکشا بروہہ کو ماراجہ پسراروا گنوار کشن بروہہ کی طرف

سے اور رویداد اخبار کو امان سے کاغذ عمدہ ہے تاریخ راجہ سیدتی اردو۔ کارنامہ سے رانا جودور

راجہ پونا جہانگیر ملک سید ازمن راجہ سند تالاب کے اوپر طاقتوں میں گنہ ہے اوسکو بھی ایسے بروہہ صاحب

بیاد راو رکشان جی علی پسر صاحب بنادر استعانت گورنر جنرل راجہ پونا نے ایک سال میں جادو راجہ نام میں بیاد رکشان اوس کتہ کو گورنری میں نقل

کیا ہوئے کمال منشی دیو پرشاد صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ سنسکرت سے اردو میں ترجمہ کیا اور پرنام وغیرہ

ایسے سنسکرت میں سے کہ جب کار و زمین زمینا ہی آسان ہو اوسکو اردو اور دیوناگری دونوں میں لکھ دیا۔

سطبہ مسمیہ کا پیور۔ تاریخ نگہ کشنر جناب۔ مع نقشبات مولفہ پندت دیو پرشاد

دیو لکھ مالک مہرزی و شمالی۔ انیس الساجین حصہ اول۔ حالات ارض بطور

خبرانیہ اوت لین جاکنی کا ترجمہ بہت عمدہ۔ ایضاً۔ حصہ دوم۔

ایضاً۔ حصہ سوم۔ تاریخ انگلستان۔ اسمیں نشان انگلستان کا احوال

واقعہ انگلستان انگلستان۔ کامیاب صاحب کی تاریخ انگلستان کا ترجمہ ہے جس میں جہاں حال سلطنت روسیوں و انگلستان

ہے۔ ایضاً۔ کاغذ خانی۔ سرائۃ السلاطین۔ ترجمہ برسرہ سرائۃ السلاطین حالات

شان دیو ابتدائے سلطنت راجاؤں سے ویشاگر محمد شاہ عالی خان لکھا مترجم منشی کوکل پرشاد

ترجمہ منازعی الرسول۔ سیدی منازعی العبد وقتہ حصہ اول تاریخ واقعی عربی کا ترجمہ ہے۔ مجموعہ ترجمہ

اردو میں جہاں کتاب واقعی عربی کا ہے یعنی فتح القادری فتح الشام فتوح مصر فتح الجزائر فتح بنگال اور ملکہ علی

بھی طبع ہوئے۔ فتح الشام فتح مصر اردو۔ جو بار دیگر طبع ہوئی

کارنامہ سکندری۔ جہاں احوال سکندر نامہ مولفہ منشی کوکل پرشاد۔

فتح الانجم۔ سیدی ابوہریرہ عرب اخیر جلد تاریخ واقعی عربی سے اردو میں ترجمہ حیرت بکرت ہو کر یونور خواجہ

شائق طبع ہوا۔ مجموعہ ترجمہ اردو فتوحات واقعی۔ جس میں سرائۃ السلاطین

یعنی ترجمہ منازعی الرسول۔ ترجمہ فتوح الشام۔ ترجمہ فتوح مصر۔ ترجمہ فتوحات عجم۔ شامل ہیں تاریخ اسلام

کے پہلے ارسخان سے منتخب التواریخ۔ اردو میں القادری کی تصنیف سے مولوی افتخار الدین صاحب مراد آبادی نے

پانچاے مالک مطبع ترجمہ کیا۔ مکتبہ خیر رام انبیا لکے شوہر علی صاحب سواد خمری۔

رسالہ اہل جواب نامہ منشی دیو پرشاد صاحب ساکن بیوپال لکے ایک صاحب کے سولات کا جواب